مکمل ناول

سرخ آنچل

(سیزن2)

تانیہ طاہر

افتان کی وفات کے بعد پریشے کی دوسری شادی سب نے مل کر کرادی تھی

لیکن انتخاب کرنے

میں شاید سب کی ہی چوک ہو گئی۔

دریشہ اور لائبہ تقریبا دس سال پہلے ہی وہ شہر جہاں سب انکے اپنے تھے

چھوڑ کر کوئٹہ چلے گئے۔

لائبہ بلکل بھی کہیں جانتا نہیں چاہتی تھی اور وہ سب سے خاص کر حیدر سے

دور ہوتے ہوئے بہت روئی تھی لیکن ماں کے ساتھ اسے آج سے دس سال

پہلے یہاں آنا پڑا لیکن ان دس سالوں میں

ایک دن بھی ایسا نہیں تھا جو اس کی سوچ کے بنا گزرے

یہاں بہت تنہا تھی۔ یہاں سب تھے اس کی ماں تھی اور بھی رشتے تھے

جنہوں نے اسے صرف ایک سوتیلی بیٹی کی

طرح ٹریٹ

کیا تھا اسکے سوتیلے بہن بھائی بھی تھے جو کہ اسے ایسے نیت کرتے تھے وہ اس

گھر

کی ملازمہ ہو۔

اور سب اسے ایک غیر ضروری شخص کی طرح جانتے اور سمجھتے تھے

بہت چھوٹی سی عمر میں ہی اسنے بہت کچھ سیکھنا شروع کر دیا تھا اب تو حالات

اپنے تھے کہ

یہاں پر ہر کام لائبہ کے ذمہ ڈل چکا تھا

پریشے چاہ کر بھی اہنی کے لیے کچھ نہیں کر سکتی تھی کیونکہ معیز کافی سخت گیر

ثابت ہوا تھا وہ رعایت دینے والا انسان نہیں تھا

۔حالات واقعات سب بدل گئے تھے پھر معیز نے نہ کبھی جانے دیا واپس اور

نہ ہی کوئی جب وہاں

سے آیا اسے ان لوگوں سے ملنے دیا۔

یہ تو شادی کے بعد اسکی اصلیت سامنے آئی تھی اور وریشہ نے کمپرومائز کر لیا لیکن۔ معیز کے ساتھ خوش رہنے کی کوشش کرتے اسے راضی کرتے کرتے وہ بیٹی کو بلکل ترک کر چکی تھی

وہ بیٹی جسے افنان نے نازوں میں پالا تھا۔ایک کار حادثے میں ہونے والی اسکی وفات ان دونوں کی

دنیا بدل گئی کی۔

وہ صرف دیکھتی تھی کہ معیز کے روکھے رویے اور سخت طبعیت کے باوجود اسکی یہاں معیز کے ساتھ

رہنے پر مجبور تھی۔

اکثر تو اسے غصہ بھی آتا تھا مگر کوئی فائدہ نہیں تھا اس مصے کا کیا نامہ ہو سکتا تھا بھلا اس فیصلے

کا جب وہ اس فیصلے کا اعادہ نہیں کر سکتی تھی۔

سالار کبیر زین یہ عارض نے کبھی بات کر پوچھا بھی نہیں

یہ اسے لگتا تھا حالانکہ افغان اور سالار بہت گھیرے دوست تھے پھر بابا کی وفات کے بعد سب بدل گیا وہ ان لوگوں سے سخت بدگمان تھی لیکن ایک شخص تھا جس سے بدگمانی کبھی نہیں ہوئی

جسے ایک بار ٹی وی سکرین پر دیکھا تھا اور وہ لمہ ہی اسکی مسکراہٹ کا تھا اور اسی مسکراہٹ میں

وہ جی رہی تھی

وہ بہت بڑا وکیل بن گیا تھا۔

اور کیس جتنے پر منانے والے جشن کی ویڈیوز وائیرل ہوئیں تو اچانک معیز کافی سختی کرتا تھا اس کے ساتھ بھی ب تبھی وہ دور رہتی تھی

مسکراہٹ تھی کہ لبوں کا ساتھ ہی انہیں چھوڑتی تھی۔

بابا کی وفات کے بعد کہاں پڑھ سکی تھی۔

ایف ایس سی وہ بھی مر مر کر ایف ایس سی کے پیپرز معیز نے دلوائے تھے

اور جب دلوا دیے تو

اسکے ٹاپ کرنے کی یہاں کسی کو خوشی نہیں ہوئی تھی۔

اسکے بعد سے اسے گھر میں ہی روک لیا۔

جبکہ اسکے باقی بہن بھائی پڑھنے جاتے تھے بہت بڑی بڑی یونیورسٹیوں میں

لیکن اسے کبھی گھر

سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ملی تھی۔

افغان کی جائیداد اسکے نام تھی۔

لیکن چاہ کر بھی وہ دوبارہ نہیں لوٹ سکی۔

لانہ کیا سوچ رہی ہو بیٹے چائے اہل گئی "پریشہ کی آواز پر اسنے مڑ کر دیکھا

ماما ہو گیا ہے آپ کیوں اگئیں معیز الکل غصہ ہوں گے "

وہ ی نرم و ملائم دھم مدعم اور بے پناہ حسن سمیٹے وہ اسکی بیٹی لگتی ہی نہیں تھا

وہ لڑکی اسکے نصیبوں کو آخر کیا ہو گیا تھا

پریشہ کی آنکھیں نم ہیں اور اسے ان نے لائبہ کو کیہا معاف کر دیناوہ تمھارے

لیے چاہ کر

بھی کچھ نہیں کر سکی"

آپ کیسی باتیں کر رہیں ہیں۔ ہم آپ سے خطا تو نہیں ہیں" وہ پہلی۔

تو پریشہ نے اسکی پیشانی چوم لیا۔

تمھارا ہاتھ جل گیا تھا کل تم نے کچھ لگایا" وہ اسکا دودھ کی طرح سفید ہاتھ

تھام کر سرخ نشان

دیکھنے لگی۔

یہ تو چھوٹا سا ہے" وہ چھیکا سا ہنسی۔

لیکن بیٹے مل گیا ہے تمھیں کچھ لگانا چاہیے تھا۔

پریشہ بولی

ہم نے ارحم کو کہا تھا مگر وہ ڈانٹ گئے "وہ اپنے چھوٹے سوتیلے بھائی کا بتانے لگی۔ کیا جس کے بارے میں وہ دن رات سوچتی ہے اسے دو یاد ہو گئی۔

ہاں یاد ہو گی نہ... وہ ہلکا سا مسکرادی

اب تو بہت بڑا وکیل بن گیا تھا وہ۔۔۔

وہ مسکرا کر پلٹی اور وضو کرنے چلی گئی۔

جب جب وہ خوش ہوتی تھی شکرانے کے نفل ادا کرتی تھی۔

تم کیوں لائی ہو لائبہ کہاں ہے "معیز پر لیٹے کوٹرے لاتے دیکھ

وہ تھک گئی تھی پھر کل اسکا ہاتھ بھی جلا تھا تو میں خود لے آئی بنائی تو اس نے بتایا۔ بہانے بہت

ہیں تمھاری بیٹی کے کام نہ کرنے کے۔۔۔

معیز کے چہرے پر ناگواری سی تھی۔

جبکہ پریشے افسوس سے دیکھا۔

سارا کام تو وہ گھر کا کرتی ہے آپ تھوڑی نرمی رکھا کریں....

پریشے مدھم آواز میں چائے نکالتی ہوئی معیز لے ذرا غصے سے اسکی جانب

دیکھا تو سہی مگر ہوتا کچھ

نہیں جبکہ پریشے بھی سر جھکائے چائے تیار کر رہی تھی۔

وہ آپ سے ایک اجازت چاہیے تھی"

پریشے بولی

معیز نے چائے کا کپ اٹھایا اور اسکی جانب دیکھا کہ آیا اب کون سی اجازت کا

مطالبہ ہے وہ میں سوچ رہی تھی کہ ایک دو دن کے لیے اپنے گھر ہو آؤں"۔

پریشے کی بات پر معیز نے ہر مزاہ ہو کر چائے کا کپ رکھ دیا کون سا گھر نہ وہاں

تمھارے ماں باپ رہتے نہ دادا دادی تو کون سا گھر ہے وہ جو تم وہاں جانا چاہ

رہی ہو۔ معیز لائبہ کے رشتے تو وہاں رہتے ہیں وہ ان کے ساتھ رہ کر اچھا محسوس کرے گی

کون سی کمی ہے اسے یہاں جو اسے برا محسوس ہو رہا ہے" وہ مجھک کر بولا۔

پریشے کے دل میں تھا کہہ دے

ابھی وہ کچھ بولتی ہی کہ اسنے ہاتھ اٹھا دیا

مجھ سے بحث مت کرو کوئی کہیں نہیں جا رہا اور تم لوگوں کا وہاں کوئی بھی نہیں ہے اپنے گھر

اور بچوں پر دھیان دو سارے دن اس لائبہ کے بارے میں سوچو گی تو میرے بچے کہاں جائیں گے "

وہ غصے سے بولا۔

میں بس ‘‘

بہت پر تمیز ہو گیا ہے وہ اپنے باپ کی شے پر "

ارحم کا سوچ کر پریشے کو غصہ چڑھا۔

آپ جائیں انکل غصہ ہوں گے "وہ پھر سے بولی۔

چانے میں لے جاتی ہوں تم تھک گئی ہو گئی ریسٹ کرو

اپنے پیار سے کیا

مگر "لائبہ جانتی تھی معیز کتنا ڈانٹے گا۔ کہانہ تم جاؤ" دو بول کر چانے کی

ٹرے خود لے گئی جبکہ

لانہ اپنے چھوٹے سے کمرے میں آئی

جہاں اسکی خواہشوں کا گلا گھونٹا ہوا تھا

اسے یاد آیا اپنے گھر میں اسے ہر چیز میسر تھی کون سی ایسی چیز تھی جس کے

لیے وہ کبھی زندگی

میں تری بھی ہو۔

لیکن باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا تو ہر چیز کے لیے ترسنے لگی تھی وہ تھکی نہیں تھی بس دل دکھتا

تھا۔

افتان کی بہت یاد آتی تھی یاد تو اور بھی بہت سارے لوگوں کی آتی تھی جن کے ساتھ بچپن گزرا

لیکن اب سب ویسا تو نہیں ہو گا یہ پھر کسی کو وہ یاد ہو گی۔

چپ ہو جاؤ پریشے اور جاؤ اندر اگر تمھیں چائے نہیں پینی بلاوجہ میرا سر کھا رہی ہو" وہ بے زاریت سے لائبہ پریشہ چپ ہو گئی معیز کے مزاج بہت سخت تھے وہ ہاتھ اٹھانے سے بھی دریغ نہیں کرتا

تھا۔ دو چپ ہو گئی۔ خاموشی سے اسکے سامنے بیٹھی چائے پینے لگی جب کہ وہ لاپرواہی سے اخبار کا مطالعہ کر رہا تھا۔

ہانے ڈیڈ رات کے کھانے کے بعد لائبہ کچن میں کھڑی جہاں ایک میڈ کے ساتھ برتن دھلوا رہی تھی وہیں اسکی دوسری بیٹی جسے بالکل بھی لائبہ سے پیار نہیں تھا عالیہ اس وقت سو کر اٹھی تھی

اور اٹھتے ساتھ اپنے باپ کے گلے میں بازو حامل کر لیے۔

ہانے مانے پرنسیز

تم نے کچھ کھایا ہے"۔

وہ فکر مندی سے پوچھنے لگا جبکہ عالیہ نے سر نفی میں ہلا دیا۔

جو کھانا ہے جاؤ کچن میں کہہ دو خالی پیٹ نہیں رہتے" اور بولا تو پریشے نے جیسے پہلو بدلہ لائبہ نے ایک لقمہ نہیں توڑا تھا رات کے دس بج رہے تھے وہ ایک پاوں پر کھڑی تھی۔ اینا خود بنا لینا بہن نے بھی اب تک کچھ نہیں کھایا بلکہ ایسا کرو دونوں ساتھ کھا لینا" پریشے نے

پیار سے کہا جبکہ عالیہ کا منہ بگرا تو دوسری طرف اسکے باپ کا اس سے بھی زیادہ بگڑ گیا۔

مام وہ میرے سٹینڈرڈ کی نہیں ہے میں اسکے ساتھ بیٹھ کر ایک لقمہ بھی نہیں کھاؤ گی آپ یہ بات

سمجھتی ہی نہیں ہیں"۔

عالیہ تپ کر بولی۔

کیسی باتیں کر رہی ہو عالیہ بہن ہے تمھاری"۔

میری کوئی بہن نہیں ہے آپکی بیٹی ہے بس اور آپکے پاس اسکی حمایت کے علاوہ کوئی بات نہیں

پلیز مام اب مجھے سمجھانے اور سیکھانے مت بیٹھ جاتا

حد ہے ایک کام اگر میرا کر بھی لے گئی تو ہاتھ پاؤں تو نہیں ٹوٹ جائیں گے اسکے"

عالیہ بھڑکتی ہوئی کہتی کچن تک آگئی جبکہ کچن میں لائبہ یہ سب سن چکی تھی۔

سن تو لیا ہو گا تم نے اب میرے لیے کچھ پکا دو" عالیہ غصے سے بولی۔

جبکہ لائبہ بنا کچھ کے اسکے لیے سینڈوچ بنانے لگی۔

عالیہ سر جھنگ کر دوبارہ باپ کے پاس آگئی۔

اسے دنیا میں سب سے زیادہ بری ہی اپنی بہن لگتی تھی

جو شاید اس سے بے انتہا خوبصورت تھی

اس وقت بھی کام کر کر کے اور کچن میں کھڑے رہنے سے اسکے گالوں میں

ایک گڈا سا بھرا

جو عالیہ کو ایک آنکھ نہیں بھایا تھا۔

سخت نفرت تھی اسے لائبہ سے۔

وہ غصے میں جری بیٹی تھی جبکہ اسکے باپ نے اسکے بالوں میں نرمی سے ہاتھ

چلایا

غصہ نہیں ہوتے عالیہ غیر ضروری لوگوں کی باتوں پر غصہ نہیں کھاتے "

لیکن ڈیڈ عام ہر وقت اسکی حمایت کرتی ہے "

تمھاری ماں پاگل ہے "اسنے پریشے کے سامنے ہی کہہ دیا۔

لگتا تو مجھے بھی ایسا ہی ہے "وہ جھڑک کر پریشے کو دیکھنے لگی جبکہ پریے حیرانگی

سے معیز کو دیکھ

رہی تھی

ماں ہو میں تمھاری یہ کس طرح بات کر رہی ہو

او پلیز یار مجھے تو اٹھ کر نیچے ہی نہیں آنا چاہیے تھا"

وہ برہم ہوتی اٹھی۔

پریشے "معیز نے بھڑک کر پریشے کو دیکھا۔

تب تک لائبہ سینڈوچ لے کر اگئی ساتھ کافی کا مگ بھی تھا معیز نے نفرت سے اسکی جانب دیکھا بیٹی کا کمپلیکس وہ جانتا تھا لائبہ کے رنگ وروپ کی وجہ سے وہ اس طرح ہو جاتی تھی۔

لائبہ نے سینڈوچ ٹیبل پر رکھے اور اس سے پہلے وہ مڑتی کے معیز کی آواز پر رک گئی۔

معافی مانگو عالیہ سے "وہ غصے اور نفرت سے دیکھنے لگا

لائبیہ نے ماں کی جانب دیکھا جو بے بسی سے آنکھوں میں آنسو بھرے بیٹی تھی۔

میں تمھیں کہہ رہا ہوں عالیہ سے معافی مانگو تمھاری وجہ سے اسکا موڈ سوپائل ہو چکا ہے"۔

معیز کی بھڑکتی ہوئی آواز پر ایکدم وہ کانپ سی گئی اور عالیہ کی جانب دیکھا جو پورے نخرے میں

بھیٹی تھی۔

سوری عالیہ اگر آپکو کوئی بات بری لگی ہو تو"

جبکہ عالیہ نے نخوت سے اسکی جانب دیکھا

تمھارے مطعلق مجھے کوئی بات نہیں تم پوری کی پوری مجھے زہر لگتی ہو

وہ بولی اور کافی اٹھا کر اوپر چلی گئی۔ وہ وہاں سے پلٹ کر کچن میں آ گی

جا تنی بڑی ناانصافی آپ کر رہے ہیں نہ وقت آپکو بتادے گا"

بدھادے رہی ہو بد بخت عورت اپنے شوہر کو"

معیز تو آکھر گیا جبکہ پریشے وہاں سے اٹھ کر چلی گئی۔

کچن میں آئی تو لاشہ اب بھی کھڑی برتن دھلوا رہی تھی

کھانا کھالو۔۔

وہ بیٹی کو پیار کرنے لگی

ماما آپ ہماری وجہ سے انکل سے مت لڑا کریں" وہ ماں کی جانب دیکھتی ہولی

تو پریشے نے اس

سینے سے لگا لیا۔

میں انتظار کر رہی ہوں کوئی تو آئے گا تمھیں یہاں سے لے جانے روز دعا

کرتی ہوں مرتضی ہاؤس

سے کوئی جانے وہ اجائے جس کی خواہش تمھارے دل میں ہے"

وہ پیار سے بولیں لائبہ مسکرادی

وہ تمہیں آئے گا ماما اسکے پاس تو جانا پڑتا ہے" وہ ہلکا سا ہنسی جبکہ پریشے بھی

مسکرا کر اسکے گال تھپتھپا کر اسے کچن سے جانے کا کہتی خود بھی چلی گئی لائبہ

نے تھوڑی دیر مزید کام کیا تقریبارات کے بارہ مجھے اسے کچھ کھانے کو

نصیب ہوا تھا۔

اچانک اسے محسوس ہوا کہ اسکے کمرے کا دروازہ کھلا ہے۔حالانکہ اسنے تو دروازے کو لاک کیا تھا اور ماما نے خصوصی کیا ہوا تھا کہ اپنا دروازہ سوتے وقت لاک
رکھے

وہ شعور میں آنے کی کوشش کر رہی تھی مگر گھیری نیند نے اسے آنے نہیں دیا مگر احساس ہوا
کمرے میں کوئی چلتا ہوا آیا تھا اور اسکے بیڈ کے پاس اکر رک گیا۔

وہ ہوش میں آنا چاہ رہی تھی کہ اسے محسوس ہوا کہ اسکے پاؤں پر کسی نے ہاتھ پھیرہ ہوا ایک جھٹکے
سے اسکی آنکھ کھل گئ۔

اور سامنے معیز کو دیکھ کر جیسے وہ شاکر رہ گئ۔

وہ اسکے پاؤں کے قریب بیٹھا تھا۔

ڈر کیوں رہی ہو" سختی سے بولا۔

ا...الکل آپکو کچھ چاہیے تھا"۔

لاشبہ کا دل اس وقت بری طرح دھڑک رہا تھا اسنے معیز سے پوچھا۔

آج جب تم کچن سے نکلی تو بہت پیاری لگ رہی تھی۔عالیہ میری بیٹی ہے جو

کہ تم میری بیٹی

نہیں ہو تم عالیہ کا خیال رکھا کرو۔

تو میں بھی تمھارے ساتھ نرمی رکھوں گا اور تمھارا خیال بھی رکھو گا بلکہ عالیہ

کا کیا ارہم کا اور میرا

بھی جتنا تم میرا خیال رکھو گی اتنا ہی تمھیں اس گھر میں اچھی جگہ ملتی رہے گی

تمھاری ماں سے بھی

زیادہ اچھی جگہ سمجھ رہی ہو نہ وہ ایک نمبر کی بیوقوف اور جزباتی عورت ہے وہ

کیا جانے تم کیا ہو

تمھیں چھپانا چاہ رہی ہے لیکن میرے گھر میں مجھ سے کوئی پھپ نہیں سکتا تم بھی نہیں۔

تم اپنی ماں کو کچھ نہیں بتاؤ گی"

لاشبہ کے ہاتھ واضح کانپنے لگے تھے۔

اسے لگا وہ مر جائے گی۔

معیز کی غلیظ نظروں کو اب وہ سمجھ گئی تھی اسکا دل اتنی شدت سے دھڑک رہا تھا کہ ایسا لگتا ابھی

باہر نکل آئے گا۔

آپ آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں"۔

لاقہ کا لہجہ بھیگ گیا

رو کیوں رہی ہو تم بہت خوبصورت ہو لائبہ بہت زیادہ ارہم بھی کل تمھیں بہت غور سے دیکھ رہا تھا

"کہیں کہ تمھاری خوبصورتی ہی ایسی ہے"

وہ اٹھ کر سنجیدگی سے کہتا اسکے بالکل سامنے اکر بیٹھ گیا

نہیں آپ آپ دور ہٹیں ماما"

وہ ایکدم چینی کہ معیز نے کھینچ کر ایکدم ہی اسکے گال پر تھپڑ مار دیا۔ منع کیا ہے نہ تمھیں آواز نہ نکلے"۔لاغہ بری طرح رودی جبکہ معیز اسے توجہ سے دیکھنے لگا۔

آج جب وہ کچن سے نکلی تو بلاشبہ ہلکے ہلکے پسینے میں بھیگی اسکی شفاف گردن اور حسن چہرہ معیز

کے اندر ایک شیطان سا اتر آیا جس نے اسے اس قدم پر اکسایا۔

لاشبہ جلدی سے دوسری طرف سے اتر کر بھاگنے لگی کہ معیز نے اسکا ہاتھ جکڑ کر اسے خود کے نزدیک کھینچ لیا لائبہ کو لگا وہ ناپاک ہو جائے گی وہ خود کو روتے ہوئے چھڑانے لگی

اوراچانک معیز کے سر پر ایک ڈنڈاا کر لگا۔

معیز سر پکڑے گھوماتو پریشے کی آنکھیں آنسوں سے تر تھیں جبکہ اس وقت

وہ ایک ماں تھی جس

نے اپنی بیٹی کی حفاظت کی تھی۔

معیز نے جھڑک کر پریشے کو دیکھااور اسی ڈنڈے سے پریشے کو مارنے لگا

بھاگ جاؤلاشیہ بھاگ جاؤ یہاں سے چلی جاو میری بھی۔"

وہ چیخنے لگی۔

جبکہ لاشہ معیز کو روتے ہوئے روک رہی تھیں

پر سخت عورت تو مجھے مارے گی"

معیز بری طرح ڈنڈے سے اسے مار رہا تھالاغہ معیز کے آگے ہاتھ جوڑ رہی

تھی

اور زور زور سے ڈنڈے پریشے کے سر پر لگے اسکا سر پھٹ گیا۔

معیز کو بے عزتی کا احساس شاید چین نہیں لینے دے رہا تھا

لائبہ معیز کو روک رہی تھی مگر معیز نے لاغیہ کو بھی مارا دونوں ماں بیٹیاں

اس ظلم کا شکار ہو رہی

تمھیں

اچانک لاغہ کو ارہم کا خیال آیا وہ ارہم اور عالیہ کا دروازہ بجانے لگی کیا مصیبت

ہے "عالیہ بولی اور

نیچے سے آتی چیخوں کی آواز پر وہ نیچے دیکھنے لگی

اور ماں کو پیٹتا بلکہ خون نکلتا دیکھ وہ مسکرا دی۔

جب ہر وقت تمھاری حمایت کریں گی تو یہ ہی ہو گا تمھاری وجہ سے ہو رہا ہے

ہے یہ سب "وہ شانے آچکا کر دوبارہ کمرے میں چلی گئی جبکہ ارہم باہر نکل

کر لائبہ کو دیکھنے لگا۔

آوازوں پر اسنے بھی نیچے جھانکا میں کیا کروں" وہ ناگوری سے بولا اور خود

بھی اندر چلا گیا لائبہ کو لگا

اسکی ماں مر جائے گی۔

وہ بھاگتی ہوئی نیچے آئی معیز کو کھینچنے لگی مگر معیز جیسے پریشے کو واقعی مار دینا چاہتا

تھا کہ وہ مر

تی تو کوئی اسکے بیچ میں حائل نہ ہوتا۔

ماما" لاشہ معیز کے سکے مار رہی تھی مگر کمزور وجود تھا اس مرد کے آگے کیا دم

مارتا۔

اور معیز نے پریشے کا گلا گھونٹ دیا اس شدت سے گھونٹا کہ کچھ دیر تک پریے

ہاتھ پاؤں مارتی رہی

اور ایکدم جیسے اسکا وجود ٹھنڈا ہو گیا

لاشبہ ماں کو ہلانے لگی جبکہ معیز نے لائبہ کو پیچھے کھینچا

تمھاری ماں تو مر گی".

وہ لائبہ کے کان میں چھولتی سانسوں سے بولا تھا ہنستا ہوا لہجہ تھا

لاشہ ساکت رہ گئی۔.

نہیں نہیں ماما ماما" وہ ماں کو بلانے لگی جبکہ معیز ہاتھ جھاڑ چکا تھا معیز ہونے پر

بیٹھا لاشہ

کو دیکھنے لگا

آپ نے مارا ہے ہماری ماں کو ماما کو آپ نے مارا ہے" وہ باہر ہو نگی۔

اور چیخنے لگی معیز ایکدم الھا۔.

میں میں آپکو جان سے مار دوں گی".

معیز نے اسے دو تھپڑ لگائے لیکن لاشہ قام میں نہیں آ رہی تھی اندر ارام اور

عالیا بھی اچکے تھے۔

ڈیڈ یہ آپ نے کیا کیا ہے "ارہم نلی میں سر بلاتا ہلا عالیہ کو تو فرق ہی نہیں پڑا تھا کتنے۔"

ٹھنڈے ہو گئے تھے انکے دل ماں کی طرف سے"

ہماری ماما کو مار دیا انھوں نے "لاشہ ارہم کو تانے لگی۔

جبکہ ارام نے قصے سے لاعبہ کو دیکھا اپنا منہ بند کرو"

وہ جھڑکا جبکہ معیز مطمین تھا

آپ آپ سب لوگ ایک جیسے ہیں ہم پولیس کو بلائیں گے آپ سب لوگ ایک جیسے ہیں"

وہ ہولی اور فون کال کرنے کے لیے روزی جبکہ اسے پیچھے سے معیز نے جکڑ لیا لائبہ کو اسکا ہاتھ لگنا بھی ایسا محسوس کرا رہا تھا جیسے وہ گندگی سے لیپٹ رہی ہو۔

وہ خود کو چھڑانے کی کوشش کرنے لگی مگر اسکی چیخ و پکار نے اتنا قابلہ کر دیا تھا

کہ فجر کی نماز

پڑھنے والے لوگوں نے انکے گھر کا دروازہ بجھا دیا۔

معیز اراہم اور عالیہ جھمکا گئے جبکہ لانہ کو یہاں موقع میسر آیا اور وہ دروازے

کی جانب دوزی اور

اسنے دروازہ کھول دیا

ہماری ماما کو مار دیا ہماری ماما کو مار دیا۔"

وہ پھر سے روتی بلکتی چیختی رہی جبکہ وہ نمازی ایکدم گھر میں داخل ہونے

افراتفری میں ہی معیز کے

گھر پولیس چڑھ گئی۔

... قسمت سے ایس ایچ او بختیار نے لاشہ کو روتے بلکتے دیکھا تو ہمدردی سی

ہوئی اس بھی سے وہ

کافی نرم دل آفیسر تھالاشہ سے ساری معلومات جان کراسنے ان تینوں کو ہی اریسٹ کر لیامعیز نظرت سے لاشہ کو دیکھنے لگا جبکہ لانیہ بہت روئی تھی بہت زیادہ کتنااسنے کہا تھامایا کو اسکے بارے

میں نہ سوچا کریں

ایس ایچ او نے ہی ساری تدفین مکمل کرائی تولانہ کو بس ایک ہی بات سمجھ آرہی تھی اس وقت

کہ اسے معیز کو پھانسی پر لنگوانا ہے۔

عالیہ اور اراہم کو بھی انکے کیے کیہ ڈالنی تھی لیکن وہ معصوم بہت ساری باتوں سے انجان

تھی۔۔۔۔

جاری ہے

2episode

ماں کے غم سے منچل کر وہ کسی سے رابطہ بھی نہیں کر پائی تھی کہ مختیار نے اسے وکیل

کرنے کا کیا۔.

اور ساتھ یہ بھیتاب دیا معیز کے تعلقات بہت اچھے ہیں اگر وہ ایک دو دن میں وکیل نہیں کراتی تو چھیناوہ چمٹ کر باہر اجائے گا اور وہ باہر آگیا تو اغیہ ے کبھی اللہ نھیں کیا پائے گی۔. کانہ کے گلے میں انسان کی دی ہوئی میں ایک سونے °ہ چی تھی جسے اپنے سرخ نظریوں اور غمزدہ

دل سے اختیار کے سامنے رکھ دیا۔

ہمارے پاس بس یہ ہی ہے اگر آپ کوئی وکیل... وکیل کے نام سے حیدر کا

عکس اسکی آنکھو میں اگیا کن کیا مجبوری تھی کہ دس سالوں سے کسی سے م

رابطہ نہیں تھا ک نہیں تھا رسی کا یہ کچھ بھی

اسکے تک تھا یہاں تک کے اسکے پاس اپنا موبائل بھی نہیں تھا۔

اور کیسے ہوتا معین کیکھتیاں کتنی تھی اسپر

اسکا دل غم سے نڈھال ہو رہا تھا

مختیار نے افسوس سے دیکھا اور وہ چین اپنے حالات اچھے ہوتے تو یقینا وہ اسکی

مدکتاک لین اسکا اتنا میر اخان دان تھا جس کی وہ اکیلا کفالت کر رہا تھا.

اعدادی کرنے کے

بھی پیسے نہیں ہوتے تھے

اسنے وہ چین المحالی وہ ساری رات وہ پولیس سٹیشن میں لیٹی رہی کیونکہ اگلے

دن ہی چیشی تھی معیز

نے نہ جانے کیسے اپنا وکیل کرالیا تھا۔.

اور دو وکیل سارا کا سارا محل وقوع بدل کر رکھنے کو تیار تھا۔

اپنا چہرہ چھپالیا تھا جب کہ مختیار نے اپنے کیبن میں ہی اسے پھیلایا ہوا تھا

وہ کچھ سکھر تھی

اگلی صبح آنکھوں آنکھوں میں ہی ہو گی۔

اور وہ بھی ہوا انسان کی سونے کی چین نے بھی کچھ نہیں کیا

اور وہ وکیل کہیں ہار گیا۔.

جبکہ وہ تینوں سکون سے

نکل چکا تھا

لانہ سبک سے گئی اسکی ماں مر گئی بے قصوری اور وہ تینوں اسی شان سے باہر

نکل گئے

معیز نے لالہ کا ہاتھ پکڑ لیا۔.

گھر چلیں لانہ بینا" وہ دانت چکا کر بولا۔

ہاتھ چھوڑو" اختیار نے غصے سے لالہ کا کانپتا ہاتھ چھڑوایا۔

کیا ہوا میری بیٹی ہے میرے ساتھ ہی جائے گی"

معیز نے اختیار کو دیکھا۔.

اگر وہ تمھیں باپ سمجھتی تو نہ تم اسکی ماں کو مارتے اور نہ ہی وہ تم پر کیستی کرا ہاتھ چھوڑہ اسکا

لالہ تم نے انکے ساتھ جاتا ہے" وہ بولے تو لامہ زور و شور سے للی میں سر جانے لگی۔

لامیہ کیا باتیں کر رہی ہو تم نام کے بعد ہمارے ساتھ ہی تو رہو گی".

ان نہیں نہیں رہنا مجھے اپنے ماما کے قاتلوں کے ساتھ" وہ بری طرح رو دی اختیار کو سخت غصہ چڑھ رہا تھا

وہ کم از کم یہاں تک اسکی مدد کر سکتا تھا اسنے معیزار ہم عالیا کو بری طرح جھاڑ دیا جب کہ وہ تینوں اسپر خونی نظر ڈال کر اس وقت تو وہاں سے چلے گئے جانتے تھے وہ کہیں نہیں جا سکتی اور وہ اپنے گھر کی ملازمہ جو ان سب کے

بارے میں سب جانتی ہے کیوں وہ اپنے ہاتھ سے نکلنے دیتے تھی انھوں نے

لاشہ کو وہیں چھوڑ دیا جانتے تھے نہ وہ ہو توف کسی سے رابطہ کر سکتی نہ کہیں جا

سکتا

سے لوٹنا ان ہی کے گھر تھا۔

جبکہ لاشہ ماں کی تکلیف پر بہت روئی تھی

ہم. ہم نہیں بھول سکتے ان سب نے ہماری ماما کو مارا ہے" وہ دونوں ہاتھ

آنکھوں پر رکھ کرد

دی

بختیار نے گھیرہ سانس بھرا۔

تمھاری مدد ایک ہی آدمی کر سکتا ہے اس وقت" وہ کچھ یاد کرتا ہو لا

ک... کون".

وہ جاننا چاہتی تھی کہ اسکی مدد کون کر سکتا ہے۔

حیدر مرتضی... سالار مرتضی کا بیٹا ہے

وہ اس وقت کا نامی گرامی وکیل ہے شاید تم نے کبھی سنا ہو یہ تم جانتی ہو اسکے

باپ کو کیونکہ وہ

ایکٹر تھا۔

اسکے علاوہ کوئی مدد نہیں کر سکتا۔"

حید" وہ لفظوں میں اسکا نام لینے لگی۔

ہاتھوں میں جیسے اسکا آخری لمس اب بھی محسوس ہوا ہاں وہ تینا تھی۔

آپ آپ جانتے ہیں انھیں۔

وہ پچھنے لگی

جانتا نہیں اس شخص کے پاس بھلا کس کی رسائی ہو سکتی ہے لوگ اسے دور

سے ہی دیکھ لیں بڑی بات ہے لیکن ایک مسلہ ہے

ختیار سوچنے لگا۔

لامیہ خاموش کھڑی تھی

پیسہ بہت لیتا ہے پیسے کے بنا کام بھی نہیں کرے گا لیکن ایک بات طے ہے وہ کہیں کبھی نہیں ہارا اتنی سی عمر میں اپنے بڑا نام کما لیا آج تک ایک کیس بھی نہیں ہارا وہ لڑکا لیکن وہ پیسے

کے بنا کام نہیں کرے گا

آپ آپ "لاغہ ہمیں بتادیں وہ کہاں ہے" لامیہ جانتی تھی وہ جب اسے دیکھے گا پیسے یہ کچھ اور تو کیا وہ شاید آگے بڑھ کر اسے تھام لے اور تب جا کر لالائبہ کو لگے کہ وہ دنیا کی محفوظ ترین جگہ پر آئی

کیا تمھیں لگتا ہے تم کو ہنس کر لو گی انھیں"

مسٹر حیدر مرتضی از پیچ آلو کسک مین"

وہ خاموش رہی۔

آپ آپ ہماری مدد کر دیں بس ہمیں ان تک پہنچا دیں"

وہ بولی تو بختیار نے جیب سے کچھ پیسے نکالے

میں اس سے زیادہ تمھاری مدد نہیں کر سکتا بیٹا"

اسنے دو پانچ ہزار کے نوٹ اسے دیے۔۔۔

بہت بہت شکریہ "لاعبہ کو لگا یہ اسکے لیے بہت ہیں

جبکہ بختیار نے اسے اسلامہ آباد کی ٹرین میں بیٹا دیا۔

وہ سب وہیں تھے اسکے اپنے وہیں تھے

اسے لگا وہ سب کچھ بھول گئی ہے حیلا تک پہنچ جانے بس اسکے بعد کچھ نہیں

تھا اسکے علاوہ کچھ

دیکھائی نہیں دے رہا تھا

وہ ڈر خوف اور مشقتوں کے بعد اسلامہ آباد پہنچ گئی تھی اور جب وہ اسلامہ

آباد آئی تو یوں لگا وہ ان

سخت گیر پھاڑوں سے آزاد ہو گئی ہو۔

اسکے پاس ایک پیر نہیں تھا وہ بس چلتی جا رہی تھی۔

مختیار نے آن لائین سرچ کر کے اسکا اڈریس ڈھونڈا تھا۔

جو لاعبہ کی مٹھی میں بند تھا وہ ایک رکشے میں بیٹھ گئی۔

اور اسنے وہ اڈریس اسے دے دیا

وہ بہت عرصے سے گھر سے نہیں نکلی تھی وہ ہر کسی سے ڈر رہی تھی

رکشے والے نے ایک نظر اسے دیکھا چھپے ہونے چہرے سے دیکھائی

رکنے والے نے ایک نظر اسے دیکھا چھے ہونے چہرے سے دیکھائی کچھ نہیں

دیا رکنے والے نے

اسے بیٹھالیا

اور سکڑ سمت کر بیٹھ گئی۔

اور جہاں وہ صبح یہاں ائی تھی

اسے حیدر تک پہنچتے پہنچتے رات ہو گئی۔۔

رکشے والے نے جیسے ہی اسکی کوڑی سے کالی مجھے رکشہ روکا وہ ہوش میں آئی

حقیقت تو یہ تھی

اسے بالکل یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ اسکے اتنا قریب پہنچ گئی ہے۔

ہاں ان کو دیکھ کر وہ بہت رونے کی پھر وہ اسکا بدلہ لیں گے وہ رکنے والے کو

دیکھے بنا اندھا دھند

بھائی تھی

ارے لکی پیسے دے کر جاؤ۔"

وہ جھرک کر بولا دیکھے سے مگر

بے سود وہ بھاگتی گئی

یہاں تک کے گارڈز نے اسے روک لیا

کہاں جارہی ہے اندر پانی چل رہی ہے"

وہ گارڈ پالیزی سے ہوا۔

حید حید ہمیں جانتے ہیں آپ ان سے کہیں لالہ آئی ہے"

وہ بے تابی سے ہولی تھی جبکہ

اسکا اللہ پارٹی کے شور میں باہر ہونے والے ہنگامے کا کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا

لائی اور زور سے بولنے لگی جبکہ گاڈا بھی غصے سے کچھ کتابی کہ حور کے ایک

دوست کی نظر

پزی

لانہ کا چہری اب بھی ڈھکا ہوا تھا۔

یار دیکھو کوئی آیا ہے تمھارے گھر

اور اچانک حیدر نے مڑ کر لائبہ کو دیکھا۔

لالہ اسے ایسے دیکھنے لگی جیسے پیاسا اپنی مراد کو پہنچ گیا ہو اسے لگ رہا تھا اسکے

پاس تو حیدر کے سوا

کوئی سہارا نہیں

اسکی حسین چمکنی پیشانی پر بل پڑے اور وہ مڑ کر

کچھ پیتا ہوا چھے کی جانب آیا۔

کے انجانے ات آئی والی چیک "وہ اپنے دوست کو کہ کر

اس طرف جانے لگا۔

ونس رانگمیر انے اس لڑکی پر سے نگاہ بتائ

سر یہ لڑکی

کہہ رہی ہے آپکو جانتی ہے

مطلب "وہ اولا

لامیہ کچھ بولتی ہی کہ پیچھے سے آواز آئی

حیدر

بے بی وائس رانگ

وہ لڑکی آئی اور حیدر رد کے شانے پر جھول گئی حیدر نے سوفٹ ڈرنک کا

گھونٹ بھرا اور باقیہ گلاس

اسے دے کر وہ بنا کچھ بولے اور جانے وہاں سے چلا

گیا

حید"

شور ہنگامے میں وہ جانی پہچانی آواز بھی اسکے کان پر نہیں پڑی تھی وہ بچپن

سے ایسا ہی تھا لاشہ اس بات پر نہیں دکھی ہوئی تھی کہ وہ کسی لڑکی کے ساتھ

تھا۔

بلکہ اس بات پر تھی کہ وہ اسے پہچانا نہیں

اپنے چہرے پر ہاتھ لگایا اسکے چہرے پر کپڑا تھا اسکے چہرے پر حجاب تھا دل کو

یہ تسلی ہوئی کہ وہ

اسی وجہ سے اسے پہچان نہیں سکا تھا۔

وہ گارڈز کی توجہ بنتے ہی اندر بھاگ گئی

گارڈز اور رکشے والا اسے چورنی سمجھ رہے تھے وہ آپس میں اس کے بارے

میں بات کر رہے تھے

کہ لائبہ موقع دیکھ کر اندر بھاگی۔

اور جیسے ہی وہ اندر آئی گارڈز اسکے پیچھے بھاگے پارٹی میں ڈسٹربنس ہونی

شروع ہو چکی تو تھی حیدر نے

ذرا غصے سے کارڈز کو گھورا۔

واٹ دا ہیل" وہ ایکدم چیخا۔

سر یہ لڑکی مان ہی نہیں رہی"

کون ہو تم" حیدر نے ڈائریکٹ اس سے بات کی تھی اب

نہ جانے کیوں وہ رودی بری طرح رودی۔

حیدر بے زاریت سے اسکے یہ ڈرامے دیکھنے لگا

ہوا زشی حیدر" وہ لڑکی اسکے دوست حیدر سے پوچھنے لگے

شاید کوئی مانگنے والی ہے" حیدر نے اسکے حلیے اور دھول لگے کپڑوں کو دیکھتے کہا."

لامیہ نے زخمی نظروں سے اسکی جانب دیکھا۔

وہ جو ابھی حجاب چھرے سے بنانے ہی والی تھی اسکا ہاتھ رک گیا۔

ہماری ماما کو ہم۔۔۔. ہمارے بابا نے مار-مار دیا

ہمیں ہمیں آپکی ہیلپ چاہیے۔۔. حیدر" وہ پہلی

جبکہ اسکی آواز سن کر وہاں سب چپ ہو گئے

اسکے آنسو ٹپ ٹپ گیر رہے تھے جبکہ حید کی آنکھوں میں جیسے عجیب تاثر سا اترا۔

اسنے سوفٹ ڈرنک کا گلاس ایک طرف رکھا اور اس سے پہلے وہ اس لڑکی کو اپنی یاداشت میں پہنچا ہتا۔

کہ میشاء نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھ کر اسے دور کر دیا۔

تو تمھیں کیا حید تمھارے لگتے ہیں" وہ زور سے اسکے لہجے پر قہقہے لگا کر ہنسی

حیدر بھی ہنس دیا جیسے پل میں شناخت کرنے کی محنت کو ختم کر دیا تھا اور اب

بالکل انجان بنا وہ سب کے ساتھ ہنس رہا

تھا

حلیہ تو دیکھو اسکا اور انداز دیکھو ہم۔۔۔ ہم جیسے مغلوں کے زمانے کی انار کلی

ہو" وہ پھر سے ہنسی

سب ہنسنے لگے

لانیہ کا دل پھٹ رہا تھا اسے ہنستے دیکھ دل ہی نہیں کیا اپنی شناخت کرا دے

وہاں سب اسپر ہنس رہے تھے یہاں تک کہ وہ بھی جس کی امید تو یہ تھی کہ

وہ اسکی آنکھوں سے ہی اسے پہچان لے

گا۔

ایک منٹ ایک منٹ "حیدر آگے آیا اوکے تو تم میرے پاس کیس لے کر آئی

ہو یار اٹس اوکے بھی میرا کام ہے تو کہیں تو آئیں گے

وہ اپنے یار دوستوں سے بولا جو اسکے حق میں سر ہلانے لگے کیونکہ حیدر کو

بائولی جانتے تھے وہ لڑکی اسے دیکھنے لگی جسے ٹی وی پر ایک لیے میں پہچان گئی

تھی اور وہ وہ دس سالوں میں بلکل نہیں ہوا ہ

تھا بلکل ویسے ہی تھا پل میں لوگوں کو بے عزت کر دینے والا

اسکے نزدیک پہلے دن سے صرف اپنی ہی ولیو تحی اور کسی کی اسکے نزدیک کوئی

والے نہیں تھی مگر وہ محبت جو پن سے لائبہ نے اپنے دل میں اسکے لیلی اور.

اپنے آپ کو ہر بری نگاہ سے محفوظ

کیا بس اسکے لیے وہ اسے پہچان نہ سکا وہ سر جھکا گئی

پانچ لکھ مشورہ نہیں ہے میری اگر ہوں تو کل مشورہ کرنے اجانا اب نکلو"

اسنے اسے دور دھکیلا

توسب لاشہ کے ایکدم گیرنے پر ہنس دیے

آنسو متواتر بہہ رہے تھے

اٹھاؤاسے اور نکالو یہاں سے "عیشاء نے ذرا نخوت سے کہا."

حید نے اسکے بالوں کو سیگریٹ کا کش لیتے سنوارا

انس اوکے تم موڈ سپوئل کر کے اپنا میکپ خراب کر لو گی".

وہ پیار سے بولا اور

گارڈز لامہ کو کھینچتے ہوئے باہر لا کر ہنچ چکے تھے لائبہ کو لگا وہ غشکھا کر گیر

جانے کی بس

لیکن وہ اب تک ہوش میں تھی

وہ روڈ پر اسکے گھر کے باہر پڑی تھی جبکہ رکشے والے نے غصے سے

اسے پیسوں کا کیا

اپنے بے بسی سے ارد گرد دیکھا یقین یہ تھا کہ وہ پہچان لے گا مگر

سب الٹ ہو چکا تھا

علق میں آنسو کی گلی پھی گیس

بیھا ہم ہمارے پاس پیسے نہیں ہیں" وہ بے بسی سے ہونٹ کالتی رو دی

اوبی بی یہ تماشہ کہیں اور کن پیسو دو مجھے تا کہ میں جا سکوں

ونے سے ہوا

م. مگر ہمارے

ودستک الھی

تو بیٹی کیوں تھی".

ورتھے سے ہیں

لیکن حقیقت تھی اسے بھی نظرار ہا تھا اس لڑکی کے پاس کچھ نہیں وہ غصے سے

اسے گالیں نکالتا

وہاں سے چلا گیا کیونکہ جب اسکے پاسکی تھا ہی نہیں وہ دیتی ہی کیا....

آنسوں سے اسکی آنکھیں دھندلا گی میوزک کا شور ہر چیز پر عادی ہو چکا تھا

یہاں تک کے حید کی

شناخت پر بھی۔۔

وہ اٹھی اور میرے مرے قدموں سے چلنے لگی نہ جانے زندگی آخر ہونے

والی تھی دل میں ا بکسی چنے کی تمنا نہیں تھی جب وہ ہی پہچان نہیں سکا پھر

کوئی

پہچانتا دل نے ہلکی سی تسلی

دی اگر وہ اپنا چہرہ دیکھا دیتی تو وہ پہچان لیتا لیکن اگر نہ پہچان پاتا تو وہ کہاں جاتی

وہ مر جاتی اچھا ہی

تھا اسنے اپنا چہرہ نہیں دیکھایا وہ چھ رہی تھی

وہ چلتی جا رہی تھی کسی ماں کی بے بسی سامنے آتی کبھی معیز کی غلیظ نظریں تو

کسی حدید۔۔۔وہ چلتی جا رہی تھی یہاں تک کے روڈ پر نکل آئی گاڑیوں کا تیز

بارن تھا مگر بے سود اسے کوئی بھی آواز نہیں آرہی تھی بس وہ چلتی رہی تھی

چلتی جارہی تھی. اچانک ایک بڑی ساری گاڑی کی

روشنی اس کی آنکھوں کو چندھیا گی اور وہ جیسے زمین پر گیر گئ

گاڑی اس سے کچھ فاصلے پر رک تھی

وہ زمین بوس ہو چکی تھی

سالار یہ کیا ہوا ہے "زیل بولی لھجے میں غصہ تھا."

نہیں میں نے بہت نہیں کیا" سالار جلدی سے گاڑی سے باہر نکلا اور واقعی

اسنے بہت نہیں کیا."

تھالا نہ ہو گی تھی اور غمزدہ تھی تھی بے ہوش ہو گئ تھی

وہ زمین پر گھڑی بنی پڑی تھی

میں آپکو کہہ بھی رہی تھی سامنے دیکھ کر ذرا ئع کریں" زمیل کی غصے بھری

آواز ابھری

وہ بولا تو زیل جلدی سے جھکی اور لائبہ کو بازیا مگر لائبہ کے وجود میں حرکت نہیں ہوئی۔

لگتا ہے وہ بے ہوش ہو گئی ہے "زیمل پریشانی سے بولی۔

چلو ڈاکٹر پر لے جاتے ہیں"

سالار نے گھیرہ سانس ہمرا حیدر نے پارٹی دی تھی زریا کو کہہ کر وہ گھر سے نکل گیا تھا مگر شاید

آج پارٹی میں جانا منظور ہی نہیں تھا

وہ ہلکی پھلکی سی ہی تو تھی".

وہ اسے گاڑی میں ڈال چکے تھے

اور دونوں اسے لیے ہاسپیٹل جانب بھ گئے

میں آپکو کہتی ہوں آپ احتیاط نہیں رکھتے

تم میری عمر دیکھو اور اب بھی مجھے ڈانٹ رہی ہو حالانکہ دیکھا ہے تم نے کہ

میری گاڑی نے اسے

بہت نہیں کیا

کون ہو گئی سالار؟"

رشتے دار ہے مجھے کیا پتہ" وہ بولا۔

زیل نے رخ پیچھے جانب موڑا۔

اللہ تعالیٰ بھی کو امان میں رکھے جو ابھی روڈ پر کیا کر رہی تھی سالار".

سالار نے گھیرہ سانس بھرا

زیل میری جان مجھے کچھ بھی نہیں پتہ میں پتہ لگالوں میں تمھیں بتادوں گا

آپکو۔۔۔اوکے "زیل

چپ ہو گئی وہ فالتو میں بیو قوفانہ سوال کیے جا رہی تھی۔ دہ ہا سپیٹل پہنچے اور ان دونوں نے اسکی ٹریٹمنٹئ کرا۔ یہ آپکے ساتھ ہیں "نرس نے اگر دونوں کو عجیب نظروں سے دیکھا."

جی "سالار نے کہا

کچھ نہ کھانے کی وجہ سے بے ہوش ہو گئیں ہیں انکو خوارک دیں اور۔

ڈریپس لگ رہی ہیں وہ جل ٹھیک ہو جائیں گی "اسنے کہا اور چلی گئ جبکہ سالار اور ذیل ایک دوسرے کی جانب دیکھنے لگے

چلو اب چلیں "سالار بولا

لیکن کیا ہم اس سے ملیں بھی نہ ".

زیل نے نلی کی

ہم کیوں ملیں کسی سے چلو بس حیدر کا پتہ ہے کہ تمھیں "

زیمل کہ کر کمرے میں چلی گ

لائبہ گھٹنوں میں سر دیے بیٹھی تھی۔

اسلام علیکم بیٹا کیسی طبعیت ہے اب آپکی "زیمل نے اسکے سر پر ہاتھ رکھا اور

اچانک ہی لائبہ نے

سر اٹھایا تو زیل اسکے نورانی چہرے سے چھٹتی حسن کی کرنیں دیکھ کر حیران

ہی رہ گئی

اسنے ایک لیے کے لیے آنکھیں بند کر لیں

ماشاءاللہ بے ساختہ اسکے منہ سے نکلا۔

بیٹا کیا نام ہے تمھارا".

لامیہ نے ایکدم ہی زیل کا ہاتھ پکڑ لیا۔.

اگر اسے کوئی نہیں پہچان رہا تھا تو ان رشتوں کو سینے میں محفوظ کر کے رکھتی

آئی تھی وہ۔اسے کوئی سہارا مل گیا تھا اگر اب بھی اسنے اپنی شناخت نہ کرائی تو

وہ کہاں جانے کی کیونکہ اسے لگ رہا تھا وہ مر جائے گیلیکن اب وہ نہیں ماری
ھی وہ کیسے ہے گی

زز لیل ان الٹی اسسک کر لانہ نے اپنے لوں سے اسکا نام لیا

زیل حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی

لاني"

میران شاندی آواز یہ سالار کی تھی وہ جھٹکے سے آگے آیا اور لاغہ پھوٹ
پھوٹ کر رودی

زیمل بھی جونک رہ گئ۔.

لائبہ".

لاشبہ میرے بچے یہ تم یہاں۔۔۔ کیا ہوا ہے "سالار اسکا چہرہ دونوں ہاتو ھص
میں تھامتا ہے چھنے لگا اسکے انگ انگ سے بے چینی واضح تھی جیسے کسی انہونی
سے ڈر گیا ہو°وی بیٹی. "ں تھی اور زیل اسکی جانب دیکھ رہی تھی کہ وہ کیسے

لائبہ کو ایکدم ہی پہچان گیا تھا جبکہ زمیں پہچان نہیں سکی تھی زیل نے اپنے سینے سے اسے لگالیا وہ جو ابھی چلا جاتا شکر ادا کرنے لگا کہ وہ یہاں سے نکلا نہیں

لاقہ روتے ہکتے ان دونوں کو ایک ایک حرف بتاتی چلی گئی یہاں تک کہ۔ سکتے ہوئے اپنے حیدر کے بارے میں بھی سب بتادیا

میں اس نالائق خر کے بچے کا منہ توڑ دوں گا" سالار بھر کا۔

جبکہ لانہ نے ان دونوں کا ہاتھ تھام لیا

ہیں ان کچھ اور تھوڑے سے دنوں میں زندگی کا بہت بڑا سبق لے چکی تھی وہ

....

کچھ مہینے بعد....

لاشبہ واپس ان لوں کے پاس آپنے ساتھ مرتضی ہاؤس میں لے آیا تھا یہاں سب تھے جو اس سے بہت محبت کرتے تھو ں ی غلط فہم ں ی ہو گئیں تھیں کہ وہ لوگ کی بار آئے تھے مگر معیز نے ہی کبھی ان تک ان لوں کو پہنچنے نہ دیا اپنی پڑھائی دوبارہ سٹارٹ کرلی تھی اور جیسے زندگی کو مقصد مل گیا تھا۔ ور ڈاکٹر بننا چاہتی تھی اپنے ماں باپ کی خواہش کو پورا کرنا چاہتی تھی ویسے بھی اپنے ایک ایس سی میں ٹاپ کیا تھا اور اب تو اور بھی دل لگا کر پڑھ رہی تھی

وہ اب تک اپنے گھر جہاں اسکا چین گزرا تھا نہیں کی تھی اسے اپنی ماں کی موت کا بدلہ لینا تھا وہ نہیں جانتی تھی وہ کیسے لے ں یا کرے ں رسے مگر بس لینا تھا اسے معیز سے بدلہ لینا تھا جب جب وہ تکلیف دہ مناظر سوچتی تو وہ بہت اور بچوں کی طرح روویی

حالانکہ یہاں بہت لوگ تھے اسکے آنسو پوچھنے والے اسے ایک کام کو

چھونے نہیں دیتے تھے زیل تو بہت محبت رکھتی تھی وہد بھی کچ میں چلیتی جا

توڈیے. کر بھیج دیتی تو اسے بچپنamt

آنے لگتا جب وہ یہاں آتی تھی اپنے بابا اور ماما کے ساتھ

اب وہ سنارہ گئی تھی۔.

اکثر اسکی انکھیں گیلی گیلی سی رہتی تھیں۔.

اس دوران وہ ایک کام کرنے کا سوچ رہی تھی بس اور وہ یہ تھا جتنا ہو سکتا تھا

حید کے بارے

میں نہیں سوچتی تھی۔.

لیکن پھر بھی وہ بار بار اسی کے بارے میں سوچتی رہتی تھی کہ وہ اب نہیں

سوچے گی۔۔۔نور منھا اسکا بہت خیال رکھتی تھیں جبکہ زریاب بھی وہ

موٹ گوال کیپا سا زریاب اب کافی بدل گیا تھا

لگتا ہی نہیں تھا وہ لڑکا ہے۔۔

وہ یونیورسٹی میں پروسری تھا اور روشانے اور زریاب کا نکاح ابھی کچھ عرصے پہلے ہی ہوا تھا جس میں حید صاحب شامل ہی نہیں تھے اپنے کی وجبہ سے زبریا کافی. سپریس نیچر کا تھا خاص کر

روشانے کے ساتھ...

جبکہ روشانے اتنی ہی اوٹ پٹانگ کی تحی شرارتی سی۔

اسے بہت خوبصورت لگا تھا زریاب اور روشانے کا کیل...

دوسری طرف مناب کی بھی انگیجمنٹ ہوئی ہوئی تھی کبیر کے ایک دوست کے بیٹے کے ساتھ۔۔۔

وہ مالک سے باہر تھا اور کچھ ہی عرصے میں شادی کرنے کے لیے لوٹنے والا تھا۔۔۔

نور میں عارض کی جان بستی تھی ابھی اسکی کہیں بھی منگنی نہیں ہوئی تھی اور

عارض نے یہ کہا تھا جاب تک نور اور کی اس مرضی شامل نہیں ہو°و°ھی

°وی کا نور تک نہیں پہنچ سکتا جبکہ انکا

بیٹا شیری ابھی میٹرک میں تھا۔.

اور اسکے پیپرز بھی ہونے والے تھے تو وہ اور روشانے زریاب کے پاس ہی

پڑھتے تھے جبکہ لاشبہ کو

بھی جب ضرورت ہوتی اس سے ہیلپ لے لیتی۔.

کبیر عارض زین سب اس سے بہت محبت رکھتے تھے

جہ سالار تو اب اسے اپنی حقی بیٹی کی طرح ٹریٹ کرتا تھا۔

بس جو اسکی تمنا بھی نہ ہوتی وہ بھی اسکے سامنے رکھ دیتا لاغہ اکثر شکر کے

سجدے میں گیر جاتی کہ

وہ بہت ساری تکلیفیں سہ کر یہاں تک پہنچی تھی اور یہ لوگ اسکے صبر کا پھل تھے

لیکن ایک خلش سی تھی دل میناور وہ جاتی ہی نہیں تھی

اس عرصے میں اس نے حیدر کو ایک بار بھی گھر میں داخل ہوتے ہوئے نہیں دیکھا۔۔۔۔

وہ حیدر سے بنا ید سامنا چاہتی بھی نہیں تھی۔۔۔۔

ریڈی فار ٹیسٹ سٹوڈنٹس ".

ایک نظر گھما کر اسنے دیکھا تھا روشانے سب سے لاسٹ میں بیٹھی تھی چہرہ کافی معلمینین تھا۔۔۔سب سٹوڈنٹس نے یس سر کہا تو اسنے سر ہلا کر پیپر شیٹ دینی شروع کر دی۔۔۔۔ابھی دو ہی سٹوڈنٹس کو دی تھی کہ اسے یاد آیا کل صرف شیری پڑھنے کے لیے آیات ی ہ محترمہ تو سر درد کے بھانے میں کمرے میں گھسی ہوئیں تھیں

مس روشانی...

پلیز فرنٹ ڈیسک پر جائیں"

وہ بولا تو ایکدم روشانے کے منہ سے پین نکل کر چھٹا جو بڑے مزے سے وہ لہوں میں دبائے بیٹی

تھی

م۔۔۔میں سر" وہ پریشانی سے پہلی

کیا آپکو یہاں کوئی اور روشانے نظر آتی ہے" وہ آئی برو آچکا کر سختی سے بولا

س۔۔سوری سر" وہ جیسے دل ہی دل میں چلائی کیا مصیبت تھا یہ شخص..

اور الجھ کر فرنٹ ڈیسک پر چلی گ

اپنے جو پرچیاں بنائیں تھیں اسے پہلے ڈیسک پر بیٹھ کر استعمال کرنے کا مقصد موت ہی تھی وہ پیپر کو غور سے دیکھنے ل اور یو لگا ہر لفظ سر ناہ رہا ہے کچھ سمجھ نہیں آئی۔

آئینی پرو بلم "زریاب کے سوال پر ایکدم اچھلی

ن... نہیں آئی مین تو سر" وہ پھیکا سا مسکرائی۔

زریاب نے سر ہلا دیا

اپنے ادھر ادھر مدد طلب نظروں سے دیکھا وہ تو ایک سار کلاس میں چکر

کاٹ رہا تھا

اسکے سارے دوست الگ الگ جگہوں پر بیٹھے تھے۔

وہ غور سے پیپر دیکھنے لگی

کوئی تو لفظ اسکے پلے پڑے

میں نے آپ سب کو ٹیسٹ الرٹ دیا تھا...

اور آپ میں سے بہت سے سٹوڈنٹس ہارڈ ورک کرتے ہوئے بھی نظر آ

رہے ہیں آئی ریلی اپریشیٹ ہت جس کا لیٹ ٹھیک نہ ہوا وہ ریس پر رکھنے

اس بات کو کہ میں سزا دینے سے گریز نہیں رکھتا۔

اسنے یہ بات گویا خصوصی طور پر روشانے کو ہی تو کہی تھی جس نے حلق میں

سانس اتارا اور پھر

اسکی طرف دیکھ کر پھیکا سا مسکرادی...

پورے دو گھنٹوں میں اسے جتنے انگلش کے الہ آتے تھے شیٹ پر لکھ کر وہ

شیعیت دے چکی تھی

نواب نے اس سے میت لے لی...

ادکے دین ہائے" وہ اسی طرح کہہ کر گزر جاتا تھا

روشانے کی کی ہوئی سانسیں بحال ہوئیں اور جا کر چیز پر ڈھے گئ

کیسا ہوا ٹیسٹ" اسکی ایک دوست نے ہاچھا۔

آخر کو سر زریاب کے پاس پڑھتی ہوں پرفیکٹ ہی ہونا تھا" اسنے بالوں میں

ہاتھ پھیر۔"

یار میرا تو پریشانی سے دم ہی نکل رہا ہے تمھیں پتہ ہے نہ سر کتنی سخت سزا

دیتے ہیں

ود لنشن میں بولی جبکہ روشانے الجھ گئ چلو کینٹین چلتے ہیں جو چیز کل ہونے

والی ہے اسے آج کیوں سوچنا" وہ ہولی اور اٹھ کر کنٹین

چلی گئ۔

اسکے سارے دوست اسکے ساتھ کنٹین میں آ گئے ویسے کون تھا جس سے اسکی

دوستی نہیں تھی ایک دوستی کرنے میں ہی تو وہ ماہر تھی یونیورسٹی کے چوکیدار

سے لے کر کنٹین تک سب سے

دوستی لگائے بیٹی تھی ایک دوستی جس سے ہوئی نہیں تھی تو وہ اسکا شوہر

تھا۔۔۔۔

وہ کنٹین میں آئی مزے مزے کی چیزیں لیں۔

سر کے خالے میں ڈال دو" وہ سر جھٹک کر کہ کر وہاں سے اپنی دوستوں کے پاس آ گی... در حقیقت دوستی کی ایک خاص وجہ یہ تھی کہ کنٹین پر جتنا بڑا بل اسکا بنتا تھا آج تک کسی کا نہیں بنا تھا ڈیلی کے دو تین ہزار وہ خرچ کرتی تھی صرف کھانے اور کھلانے پر....

اور اسے لگتا تھا اسکا شوہر اور باپ میلین ائیر ہیں۔۔۔ادکے "اس ویٹریس نے اسکے ایک ہفتے کی لیسٹ بنائی اور زریاب کے کیبن میں لے گیا

ویسے یار روشانے تمھاری قسمت پر بعض اوقات رشک آتا ہے اتنا اتنا شدید ہینڈسم ہندہ ہے تمھاری قسمت میں "اسکی دوست ہولی بس شکل وصورت ہی ہے اخلاق نام کی تو اس کھڑوس میں کوئی چیز نہیں ہر وقت شیٹ اپ، رک جاؤ چپ ہو جاؤ، پڑھتی کیوں نہیں فیل ہو جاؤ گی اوود سمنی میں فیل ہوں گی نہ آپکے دل کو کیوں دھکے لگتے ہیں وہ صرف مجھے سٹوڈنٹ سمجھتے ہیں محال ہو جو کبھی رومنگ بھی ہوئے ہوں مجھ سے "وہ سر جھنگ

کر ہوئی۔

جبکہ سب ہنسنے لگے....

روشانے جیناناشتے کے پیسے چاہیے تھے "مالی نے آکر کیا...

ارے مالی بابا پوچھنے کی کیا بات ہے آپ کریں ناشتہ "

دل کھول کر اسنے کہا.....

روشانے تمھیں سر نایاب اپنے کیبن میں لا رہے ہیں اور ان کو منفس جلدی پہنچ ایک سٹورٹ نے

ایکدم اسکے سر پر اگر ہم چھوٹا ہوا انھی...

اٹھتے اٹھتے چائے بھی گر گئی

سب ہنسنے لگے اسکی ہوا کھا بہت پر جبکہ روشانے نے اپنی دوستوں کے لکہ مانا

اور تقریبا ہونگائی ہوئی دو

منٹ کے اندر اندر اسے وہاں پہنچی تھا ورنہ وہ باہر نکل آتا اور کسی خوش آشدہ

بات کے لیے تو اسنے

بایا نہیں تھا وہ جانتی تھی

وہ ایکدم کمین میں داخل ہو گی غیاب اس کا ویت کر رہا تھا ٹیبل پر میلا تھا۔

کوئی سینسیز میں آپ میں " وہ ذرا بھرا کا۔

س سوری سر " وہ باہر نکلی اور دروازہ عزت سے ناک کیا کم ان " اپنے جواب

دیا تو وہ اندر آئی اور سر جھکا کر کھڑی ہو گئی

بی سر آپ نے کہا تھا " وہ پہلی۔

کی آپ نے تعریف کا موقع تو کبھی نہیں دیا " . اپنے گھیرا سانس ہیرا پھر

شروع تھی اسکی کنہائی۔

اب میں نے کیا کیا ہے "

ڈونٹ ڈس ریسپیکٹ می وہ انگلی اٹھا کر جھٹکتا ہوا

سوری سر" وہ سر جھکا گئی معصومیت ہے۔

وٹ ازدس تمیں ہزار ایک ہفتے میں کیا کھایا ہے تم نے"۔

وہ ہل اسکے سامنے لہرانا بولا

تمیں ہزار وہ ایکدم آگے آئی اور بل دیکھنے لگی

نہیں راز یہ چاٹ میں نے نہیں کھائی ناشتہ بھی میں نے نہیں کیا اور یہ سب تو

میں کھا بھی

نہیں سکتی میں نے تو بس فرائیز کھائی تھی"

وہ منہ بنا کر بولی۔

یہ ارشد کا سر پھاڑ دوں گی میں اتنا بڑا بل"

وہ مس روشانے آئی ایم ناٹ زار اور یونیورسٹی میں مجھے ان ناموں سے دوبارہ

پکارہ تو سخت سزا دوں

اس سے پہلے مرتی کہ زریاب کی گرفت میں اسکی کلائی آگئی۔۔۔۔

گا۔

یہ بل یقینا تمھاری خوراک سے نہیں بنا یہ تمھارے دوستانے کا نتیجہ ہے ہر مالی چوکیدار آیا جی کنٹین والا تمہارے والا سب کو تو مفت کھلاتی ہو اور تمھاری وجہ سے یہ پیسے مجھے بھرنے پڑتے ہیں"

وہ غصے سے بولا

میں بابا سے کہہ دوں کی وہ بھر دیں گے "وہ سر جھکا کر بولی

اوہ رئیلی چلو تمھارے والد تمھاری خوراک پر دو سالوں میں لگنے ولا پاچار نچ لاکھ بھی مجھے دے دیں"

وہ طنزیہ لہجے میں بولا

کھڑوس "دل میں کہا."

زار میں"۔

وہ بولتی کہ زریاب کے گھورنے پر زبان کو ریک لگائی

زیادہ مفری مت ہوا کرو" سختی سے بولا."

آپ کون سافری کرتے ہیں".

زریاب نے نئ میں سر ہلاتے اسکی کلائی چھوڑ دی

وقت آئے گا تو فری بھی کرلوں گا اب اپنے مختصر سے دماغ کو چلانا بند کرو"

انسلٹ کرتے ہیں آپ میری وہ منہ بسورنے لگی

شکر و بند کمرے میں کر رہا ہوں حق تو پوری یونیورسٹی کے سامنے کرنے کا

ہے"۔

میں بڑے بابا سے شکلات لگاؤ گی"۔

آپکا گھر نہیں ہے یہ مس روشانے" وہ جھرک گیا۔

روشانے منہ منہ میں ہڑ بڑانے لگی

بس چپ وہ غصے سے اسے روک گیا

یہ تر تر چلتی زبان کو لگام دو اور آج تمھارے لیکچرز فری میں رائیٹ"

وہ کچھ سوچتا ہوا ہم لا...

ن نہیں تو میم نورین کا لیکچر

وہ نہیں آئیں۔۔۔

سر فیاض "وہ رونے والی ہوئی

ورہاف لیو پر جا چکے ہیں وہ تیوری چڑھانے بولا

روشانے پنیر کھینچ کر اسکی ٹیبل پر سر ڈال کر غم منانے لگی۔

زریاب کو بے ساختہ ہنسی آگئی جبکہ اسکے کارنامے ایسے تھے نہیں وہ ہنستا۔۔۔

زیادہ اور ایکٹینگ کی ضرورت نہیں اٹھو گھر چلو۔۔

میں نے دوستوں کے ساتھ انجوائے کرنا تھا آپکو سب پتہ چل جاتا ہے"۔

وہ آنسو صاف کرتی بولی

مس روشانے میں انتظار نہیں کروں گا

تو جائیں نہ وہ دل میں پہلی جبکہ اسے جاتا ہوا دیکھنے لگی کہہ دیتی تو ضرور تھپڑ کھاتی۔۔۔

منہ بسور کر وہ اسکے پیچھے پیچھے نکلی

زریاب نے پہلے سارا بل دیا اسکے دوست جھانکتے رہ گئے جبکہ وہ گاڑی میں بیٹھے اور نکل گئے۔۔۔۔۔

وہ سارے راستے منہ پھلانے بیٹی رہی تھی

گھر لوئی تو اس سے پہلے ہی نکل کر بھاگ گئی۔۔۔

زریاب اپنا سامان لے کر باہر نکلا اسے ایک گھنٹے میں اب آفس کے لیے نکلنا تھا۔۔۔

وہ سالار کے کہنے پر آفس جاتا تھا جبکہ صبح یونیورسٹی میں جاب اپنی پسند سے کرتا تھا

وہ اسکے پیچھے ہی گھر میں داخل ہوا تو لاعبہ کو کتاب سے مغزماری کرتے دیکھ

مسکرایا۔۔۔روشانے

تو صوفے پر کدو کی طرح پھول کر بیٹھ گئی تھی

جسے اپنے آرام سے اگنور کر دیا

اتنا کتابوں میں کھا ہو گی تو یقینا مفید ہو جائیں گے تمھارے بال"

وہ بولا تو لائی ہنس دی

پہلے یہ بتاؤ روشالے کو پھر سے ڈانٹا ہے".

لامہ پولی

جو جس قابل ہو گا اسے ویسے ہی رکھا جائے گا" وہ آرام سے بولا۔

روشانے المیہ کر چلی گئی

زیاب غلط بات ہے وہ مائینڈ کر گئی ہے "اسکے پاس مائینڈ نہیں ہے لانہ" وہ

تھکاوٹ سے سر چھے ڈال گیا بہت بری بات ہے "لاشہ نے کتابیں بند کیں

اور روشانے کے پیچھے جانے لگی... پلیز ایک کپ کافی دے دو کوئی دکھ بھی نہیں رہا جس سے میں کہہ دوں" وہ بولا بالکل اسے پرواہ نہیں تھی کہ روشا نے اس سے ناراض ہو گئی ہے۔لامہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی

سر بلا کر اسکے لیے کالی لینے چلی گئی تھی۔

جبکہ نور بھی اپنی کوکینگ کلاسز لے کر آئی تھی آج کل اس کو کینگ کلاسز کا شوق چڑھا تھا وہ

مزے دار خوشم ازاتی لاثانیہ لائی تھی۔

کیا لائی ہو" ایاب کے کھانے پینے کی عادت اب بھی نہیں کی تھی وہ ایکدم الرٹ ہوا۔... میں پیٹ اندر چلا گیا پاتی تو محکر پہلے روز کی طرح ہو" نور نے اسکے آگے لانا ہے رکھا۔

الا یہ تو کافی مزے دار لگ رہا ہے"

اپنے کھانا شروع کیا اور مزے لے لے کر کھانے لگا۔۔۔

ارا تمھارے لیے نہیں...

لاشبہ اجاؤ کھاؤ میں نے لازانیہ بنایا ہے" وہ خوش لگ رہی تھی لائبہ بلکا سا

مسکرانی اور اسنے بھی

نیست کیا وہ واقعی اچھا تھا زریاب تو سر جھکا کر کھانے جا رہا تھا

میں روشانے کو بھی بلا کر لاتی ہوں۔

نور سے پہلے ہی لائبہ نے کہہ دیا اور وہ روشانے کو لینے چلی گئی۔

واڈ ٹور آپی مزا دا گیا کافی مزے دار ہے یار ایسے تھک گیا تھا میں تو اب اچھا

محسوس ہو رہا ہے"

وہ مسکرا کر بولا اور گردن گھما کر دیکھا

منہ پھلانے وہ نواب زادی بھی اسکے سامنے تھی

اکیا ہوا ہے میری گولے کو" نور تو پہلے ہی اسپر فدا رہتی تھی اور اب لائبہ

بھی۔۔۔

گولا "زریاب نے ہنسی روگی۔

آپی میرا مذاق بنارہے ہیں".

وہ شکایت لگانے لگی

بڑے بابا کو لگانا پتہ چل جائے گا اسے "نور نے ہنسی ضبط کرتے ہوئے کہا جبکہ روشانے مطمسلین."

ہوگئی کہ اب تو سالار کو ہی اسکی شکایت لگائے گی۔۔۔۔۔۔۔۔

رات کا وقت تھا سب اتر کر رہے تے اور ساتھ کے ساھت انگلیوں بھی جاری تھی کبیر برای کرسی پر بیٹا تھا جبکہ دوی سر براہی کرسی پر ساتھ اور اسکے سائیڈ پر امن وریسی عارض اور باقی سب بچے بھی چھ میں تھے جبکہ ابھی ہوریں بھی سب ڈانگ ٹیبل پر رات کا ھاکنا انجوائے کر رہے تھے اگران سب میں کوئی نہیں تھا تو وہ حید مھا جو کہ کبھی نظر آیا ہی نہیں

تھا۔.

لاب ہ تکی ھا چپ ہی رہتی تھیسری طرھا کنا کھارہا تھا کیونکہ آج اسکی فیورٹ پیش بنی تھی اورہ کوفتے تجھے اور میں اسنے ایک بار سرای ش تعریف کی
تھی۔.

نورا پنی کو کینگ کلا سز کے میں منا کے کان وں میں کچھ نہ کچھ بتارہی تھی۔

جو کہ کبیر سالار مبنا کی شادی کے بارے میں بتارہا تھا۔

جو وہ جلد کرنا چاہتا تھا۔۔۔

ان سب میں روشانے تھی جول گپے کیطرح پھول کر جان بوجھ کر بیٹی تھی کہ سالار کی ذراسی توجہ اسپر چلی تو جانے حالانکہ رمشہ نے اس سے کئی بار کہ تھا کہ وہھانا شروع کی یں
رکتی۔.

زریاب نے اسے ایک نظر دیکھا وہ فل موڈ میں تھی لیکن اسنے کبھی رعایت

برقی ہی نہیں تھی جو آج

روشانے اب پیٹ جاؤ گی بچوں کی طرح نیچ کرتی ہو صبح سے منہنا کر چھر رہی

ہو ھا کنا کھاؤ" وہ

عاجزا کر ہولی۔۔۔

جبکہ روشانے کی آنکھیں بھیگ گی۔۔

ود چنیر کھکا کر منہ میں ہر بڑاتی انھی۔

زریاب نے کانٹے سے سلاد منہ میں رکھا اور ہمنویں آچکا کر اسکی جانب دیکھا

سب ہی اسکی طرف

ھ رہے تھے لاشہ اور ھ °ہ °و تمہیں ؟°میں لالہ نے مسکراہت وہالی۔

کیاہواہے کیوں ڈانٹ رہی ہو"زین نے ہی چ میں رمشہ کو روکا کیونکہ

روشانے گالوں پر سے آنسو

صاف کر رہی تھی۔.

کبیر اور عارض سمیت اب سالار بھی دیکھنے لگااور زریاب کو شامت نظر آگیا

سب مجھے ڈانٹتے ہیں باباجانی۔.

وہ زمین کے پاس چوں کی طرح منہ بسور کر اگئی

سکتا تھاوہ ئاکیس سال کی لڑکی ہے جوایم آئے انگلش کے فرسٹ سیمیسٹر میں

تھی۔

کیوں ڈانٹ رہی ہو بھی میری بیٹی کو"زمین سے پہلے ہی سالار بول پڑا۔

زین البتہ مسکرادیا جس طرح وہ زمین سے ہمیشہ سے محبت رکھتا تھااسی طرح

اسکے بچوں سے بھی رکھتا

تھااور تبھی روشانے کو بہت جلد اپنے بیٹے کے نکاح میں لے لیا تھا۔

"رمشہ عاجز سی آئی اتنا تو شیری تنگ نہیں کرتا."

تھا جتنا وہ کرتی تھی۔.

کیا ہوا ہے"

سالار نے بہت لاڈ سے پوچھا

بڑے پاپا یہاں آپکا بیٹا ہے نہ یہ مجھ پر بہت پروفیسی مارتے ہیں نہ مجھے انجوائے

کرنے دیتے نہ ہی ◌ُرنے دیتے نہ ہی ہی ◌ُرتے ہر وقت پڑھتے رہو پڑھتے ہو

پھر میرا مذاق اڑا رہے ہیں گول گپہ کہہ کر اور اوپر

سے

وہ جھک گئی کچھ ڈرتے ڈرتے اسکے کان کے نزدیک بولی

جب کہ زریاب کا چہرہ سرخ تنھا رمشہ نے سر تھام لیا ذرا جو لڑکی میں عقل ہو

اور باقی سب نے اپنی

مسکراہٹ روکی تھی

بڑے پاپا میرا ٹیسٹ سارا غلط ہے میرا سارا دن سپر وائل ہو گیا ہے اس ٹنشن میں کے میرا ٹیسٹ غلط ہے اور یہ آپکے بیٹے ہیں نہ یہ مجھ سے منے سنائیں گے اصل پرو بلم یہ ہے کہ۔۔"۔

وہ کھسر پھ کرتی دور ہوئی۔

سالار نے سر بلایا

سی تو یہ مسلہ ہے۔۔

اونے زریاب "سالار کی کرک آواز پر تزریاب نے اسکی جانب دیکھا۔"

دیکھو بھی میری بیٹی کا ٹیسٹ ویسٹ اگر غلط ہو جائے تو اسے کچھ کہنا مت کس طرح کے انسان ہو میری کو سہی پڑھا نہیں سکتے تمھاری وجہ سارا ٹٹ غلط گیا اسکا یہ تو تم انسانوں

طرح اسے ذرا آرام آرام سے پڑھاؤ ورنہ فالتو ہو تم ہماری طرف سے"۔

دو بولا جبکہ زریاب نے خون کا گھونٹ بھرا۔

ڈیڈ شاید آپ بھول رہیں ہیں کہ آپ ایک نکمی لڑکی کی حمایت کرتے ہیں

ہمیشہ "وہ دانت چکا کر

ِ روشانے نے منہ بنا کر سالار کو کہا کہ یہ یوں ہی کہتا ہے۔

نکما ہو گا تیرا باپ "۔".

وہ آنکھیں نکال کر بولا۔.

ٹیکھ کہہ رہا ہے سالار بھائی زریاب یہ بہت نکمی لڑکی ہے یہ کوئی کام نہیں کرتی

۔"۔".

رمشہ نے جھٹ پٹ داماد کی حمایت کی تھی سب مسکرا رہے تھے کھانا بھی

کھایا جا رہا تھا نا بھی دیکھو تمھارا داماد نما اسکا سر نکمانہ میں نکما ہوں اور نہ ہی

میری بہو تو اس جنگ. ختم کرو میں نے تمھیں کہہ دیا ہے اگر تم نے صبح ٹیسٹ

غلط ہونے پر روشانے کو ذرا سا بھی ڈنا تو تمھیں واپس

اسی گھر آتا ہے "وہ سختی سے انگلیاں اٹھا کر وارن کر رہا تھا۔

جبکہ روشانے بے حد پر سکون ہو گئی اس ٹیسٹ کی ہی تو فکر تھی۔

سالار نے آئی بروآچکا کر روشانے کو دیکھا جس نے اپنا گوانٹھا دیکھا کر سر ہلایا

جیسے اب وہ بہت

خوش ہو اور وہ جلدی سے چنیر کھینچ کر بیٹھ گئی۔

سب ہنس دیے تھے۔.

لاشبہ بیٹا تم نے پیپرز کب دیتے ہیں".

زین نے لاشیہ سے پوچھا

انکل میں نیکسٹ منتھ دے دوں گی

ایکچلی ہم سوچ رہے تھے کہ اگر ہم ہاسٹل شفٹ ہو جائیں

تو آپ لوں پر زیادہ برڈن نہیں ہو گا

وہ کچھ جھجھک کر بولی کچھ دنوں سے سوچ رہی تھی۔۔

سب نے حیرانگی سے اسکی جانب دیکھا کہ وہ یہ ی کیا کہہ رہی تھی یہسی باتیں کررہی ہو یہ تمھارا اپنا گھر ہے تم ہماری پل ۆ شہ کی بیٹی ہو افغان کیٹی کسی طرح

تم نے یہ بات سوچیں۔۔".

عارض اور کسیے ایک ساتھ بولے تھے

لائبہ نے سالار کی جانب دیکھا

تم یہاں سے کہیں نہیں جاؤ گیسالار مظبوط لہجے میں بولا۔

مگر

وہ کچہ پالنا چاہتی تھی۔۔

اگر مگر کچھ نہیں۔۔"زیل نے پیار سے کہا."

اسے تو ہمیشہ سے لاغہ بہت پسند تھی لانہ چپ ہو گئ

در حقیقت یہاں کبھی بھی حیدا سکتا تھا وہ اس سے اپنا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی۔

وہ چپ ہو گئی کچھ دیر سب...

باتوں میں لگے رہے اور تھوڑی دیر بال روم میں بیٹھ کر سب

اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے۔۔

روشانے مطمین کی یونیورسٹی کے لیے تیار ہوئی۔

اپنے کالا کرتا اور کہامہ پہن کر اسکے ساتھ ایک بلیک سٹالر ہی گلے میں گنگایا۔

اور بال کھلے چھوڑ کر وہ

نیچے بھاگی بھاگی اتر رہی تھی

شیری سے پکا وعدہ لیا تھا کہ وہ خدا کے لیے آج اسے یونیورسٹی چھوڑ دے وہ

زریاب کے ساتھ جاتی تو

وہ شاید کہا چھا جاتا

جلدی سے بھاگی بھاگی نیچے آئی۔

اور شیری کے ساتھ وہ زریاب کے ناشتہ کرنے سے پہلے ہی رمشہ کے لاکھ

پکارنے کے باوجود باہر

بھاگ گی۔

جبکہ رمشہ تو عاجز تھی اس لڑکی ہے۔

شیری اور اپنے جی بھر کر

فاسٹ ڈرائیونگ کی تھی اور

یونیورسٹی پہنچنے کے باوجود ایک بار پھر لسا چکر روشانے نے لگایا گاڑی میں فل

میوزک کے ساتھ اور جب وہ یونیورسٹی پہنچی جبکہ صبح ساڑھے سات بجے ہی

بگ کرن کی تھی وہ.

دس مجھے یونیورسٹی پہنچی جبکہ ساڑھے نو بجے ارباب کا لیکچر بھی شروع ہو چکا

تھا۔

اور خون نکال کر اسکے سامنے چلی جائے تا کہ وہ بخش دے۔

لیکن ایسا ممکن نہیں تھا۔.

اور وہ مرے مرے قدموں سے کلاس کے باہر اکھڑی ہوئی۔

زریاب نے عقابی نظروں سے دروازے جانب دیکھا اور معطیاں بھینچ لیں

روشانے نے بلکل

مے آئی کم کم ان سر" وہ ڈرتے ڈرتے پہلی

یس پلیز کلاس کا مینالی مس روشانے کے لیے کلیپینگ کریں بالکل اون ٹائم

یہ کلاس میں داخل

ہو چکی ہیں"۔

اپنے جھڑک کر کہا کسی بھی سٹوڈنٹ میں حرکت کرنے کی ہمت نہیں ہوتی

تھی کیا کہ وہ یہ کام

کرتا

وائے آر یو لیٹ

وہ تپ کر بولا جانتا تھا وہ کتنی دیر کی نکلی ہوئی تھی۔۔۔۔

دوسر گازی"

شین".

اسنے اپنا غصہ ضبط کیا

آپ کلاس کے بعد میرے آفس میں ملیں" کہہ کر اسنے بک اٹھالی اور اسکی

دوست نے اسے پچاس میں سے ایک نمبر جو تمغہ شجاعت اپنے

حاصل کیا تھا اسنے اسے تھما دیا۔

شرمندگی سے روشانے کا سر جھک گیا۔

جبکہ ارباب کلاس کو پڑھاتا رہا۔

اور لیکچر کمپلیٹ ہونے کے بعد وہ وہاں سے لیے لیے ڈگ بھرتا چلا گیا

اور اللہ جی یہ کیا چینے ہے جو میرے پیچھے پڑ گئی ہے"۔

وہ تقریبا رو دینے کو تھ

تم نہ اپنا صدقہ دے دو۔دو

اسکی دوست نے قبلہ لگایا جبکہ وہ منہ بسورتی اٹھی۔

اور سستی سے قدم اٹئیم ہو وہ اسکے کیبن کے باہر اگئی

مے آئی کم ان" مر مر کر اسنے یہ الفاظ ادا کیے تھے یس" اندر سے سرد

اور ریک آواز ابھری اور وہ اندر آ گئی

کہاں تھیں تم" سوالوں کی برسات شروع ہو گئی

وہ وہ گاڑی میں پیٹرول نہیں تھا ٹریفیک بھی بہت تھی تو دیر ہو گش شیٹ

آپ روشا نے جھوٹ بلکل مت بولنا ورنہ مجھے تم پر اتنا سخت غصہ چڑھا ہے

میں بلہ

تمھیں تھپڑ لگانے سے روکو گا نہیں"۔

زار میں سچ"۔

چپ.... تم جانتی ہو تمھیں ڈرائیونگ نہیں آتی تھیں کچھ بھی ہو سکتا تھا آخر

تم اتنی لاپرواہ کیوں

ہو"

اپنے ایکدم اسکے ہاتھ پکڑے اور اسے جھنجھوڑ دیا روشا نے حیرانگی سے دیکھنے

لگی وہ اسکی پرواہ کر رہا تھا وہ اسے دیکھ رہی تھی جس کی آنکھوں میں عجی می.

تھی زریاب کو جیسے یکایک احساس ہوا اور اسنے اسکے بازو چھوڑ دیے

میرا مطلب تمھارے پاسڈ ئیر ایو نگ لا ملیسنس ہے جو تم نے گاڑی چلانے کا

سوچا بھی"۔

وہ مسکرانے لگی شرمانے لگی زریاب سر تھام گیا

گی

وہ ہی ہاتھ جوڑ گیا جبکہ روشانے کے تو قدم ہی تک نہیں رہے تھے وہ جلدی

سے شرما کر ہماگ

اب سب کو بتانے گی".

زریاب نے ونڈو میں سے اسکے نہ نکلتے قدموں کو اور اسے بھاگتے دوڑتے

دوستوں کے پاس جاتے

دیکھا نفی میں سر ہلاتا وہ چنبر پر بیٹھ گیا

اصل تو شیری کے کان کھینچے گا وہ

وہ غصے سے سوچنے لگا

پلیز

پلیز صاحب جی میری بیوی کو اٹھا کر لے گئیں ہیں میری عزت ہے میری

دونی آپکے میری مدد

کریں" دیکھو ریاض میرے پاس وقت نہیں ہمدردیوں کا اگر میں ہمدردیاں

کے ٹھ جاؤں گا تو کرلی میں نے تمھیں میں نے چار دن کا وقت دیا دیا ہے۔

تم پیسہ جمع کرلو میں تمھارے ساتھ ہوں ہی کیا کروں گا اور یقینا تمھاری وہ

زمین اور دکان بھی تمھیں مل جائے گی

مل جائے گی ورنہ چوہدری نثار کے کوٹ میں میری گیند گیر جانے کی سیمپل"

وہ سموکینگ کرتا ہوا سفاکی سے."

بولا

وہ وہ ناحق میرے ساتھ یہ سب کر رہا ہے میں اتنی بڑی لاکھوں میں رقم کیسے

دوں گا صاحب"

مجھے علم نہیں

"حیدر نے لاپرواہی سے کہا اور آدھی پی سیگریٹ ایش ٹرے میں بجھا کر وہ کھڑا ہوا۔ صاحب میں آپکی منتوں کے سوا کچ نہیں کر سکتا لیکن ناحق میرے ساتھ ظلم آپ بھی کر رہے

میں میری بیوی کو مار دیا ان لوگوں نے تو آپ بھی اسکے قاتل ہوں گے آپ بھی.."

وہ روتے ہوئے بولا۔.

بات سنو میری ایکدم اس کا گریبان پکڑتے وہ سرد لہجے میں ہلا جبکہ اس کو سخت سب چڑھی تھی

یہاں میں بیٹا ہوں تو کیا کامیان کرنے نہیں ہیلا میں نے تمھیں نہیں کیا میرے پاس منہ اللہ آکر پہنچ جاؤ تم میرے آئے ہو تو نہیں ولے وٗآءر نہ اپنی یہ دھمکیاں اور یہ دعائیں اپنے پاس رکھو

مجھے فرق نہیں پڑتا۔"۔".

اپنے جھٹکے سے اسکا گریبان چھوٹا۔.

اور باہر نکلنے لگا۔۔.

صاحب صاحب رک جائیں صاحب کچھ تو نرمی کریں"

وہ ریاض اسکے قدموں میں بیٹھتا کہ وہ دور ہوا۔

فیس میں سے دو لاکھ کم کر دو اور اب اس کے پاس پیسے نہ ہوں تو سر کھانے

کے لیے میرے

کین میں مت بھیجنا" وہ دھاڑا۔

اور وہاں سے نکل گیا۔۔۔.

ویزا کی کال آئی ہوئی تھی ان سب فرینڈز کا پ تھا وہ۔

سیگریٹ لیوں میں دبائے اپنی اوڈی میں سوار ہوا دلکش ترکشمیوزک گاڑی

میں چل رہا تھا اور وہ اپنے

دوستوں میں نکل گیا

سالار نے ہمیشہ اسے دور ہی رکھا تھا

میرک کے بعد اسے ہاسٹلھیج دیا اور جب وہ ہاسٹل میں رہنے لگا تو ایک سال میں ہی اسے عادت ہو گئی پھر زندمیں سالار کا انٹر فائیر اچھا نہیں لگتا تھا تبای.

ہر شے کو اپنے الگ کر لیا

وہ لوگ آتے تھے اس سے ملنے وہ خود ب ۔ۆ جاتا تھا لیکن وہ خود تو شاید سال

میں ایک آدھ بار ہی

کبھی مرتضی ہاؤس میں داخل ہوا تھا

دادا کے دور ہونے کے بعد لائہ کے چلے جانے کے بعد اور پھر چند ماہ بعد

فارسی کے چلے جانے

کے بعد وہ سب سے ایک اور کٹ سا گیا تھا اب ہر رشتے کو وہ فار مل نہ رہتا تھا

۔

اور دوستوں میں اور اپنی زندگی اور خاص کر اپنے کام میں زیادہ مگن رہتا تھا

اسنے لندن سے بیرسٹری کی تھی اس وقت وہ سب سے بڑا وکیل تھا۔

اور کتنے کیسیز تھے جنھیں وہ ایک ساتھ ڈیل کرتا تھا اور کون سا ایسا کھیں تھا

جسے ہارتا تھا اسے

کیس لڑنے اور جتنے میں جتنا سرور ملتا تھا آج تک زندگی میں کسی اور چیز میں

ایسا نشہ نہیں ملا تھا۔

ہاں بس ایک خواب تھا۔

جس کو روزرات وہ دیکھتا تھا

ایک نشیلی بھیگی آنکھوں والی لڑکی اسکے خواب میں آکر روتی تھی۔

اور وہ اسے چپ کرانے کی کوشش کرتا مگر وہ کبھی چپ نہیں ہوئی عرصے

سے یہ خواب وہ دیکھتا؟

رہا تھا اور اب اس خواب کی اتنی عادت ہو گئی تھی کہ اگر کسی رات یہ خواب نہ

آتا تو وہ بات کو اللہ

کر بیٹھ جاتا۔

اور اسکے بعد نیند نہیں آتی تھی

بھر وہ سیگریٹ نوشی کرتے رات کٹ جات

زریاب اس سے اس کے گھر ملنے آتا تھا ایسا نہیں تھا اسے اپنے باپ سے کوئی

ہے تھا وہ محبت کرتا تھا سالار سے یادر کھا اپنا سارا بچپن کے وہ کس طرح دیوانہ

تھا اسکے پیچھے لیکن زندگی نے اور وقت نے

انکے بیچ فاصلے حائل کر دیے تھے۔۔

اور وہ بھی تو کوئی فیملی لڑکا نہیں رہا تھا زندگی تھی اپنا شعبہ تھا جسے کسی کے لیے
کسی قیمت پر وہ چھوڑ نہیں سکتا تھا کیونکہ اسکا پہلا عشق شعبہ تھا اور دوسرا وہ
بھیگی آنکھوں والی لڑکی۔۔۔وہ جانتا نہیں تھا وہ لڑکی کون تھی مگر خواہش تھی
اگر زندگی میں اسے کوئی لڑکی ملے تو اسکی آنکھیں
ہو میمو اس خوابوں کی لڑکی جیسی ہونی چاہیے۔
وہ تیز ڈرائیو کرتا اپنی سوچوں کو جھٹکا کر
ہوٹل کی جانب چلا گیا جہاں ایک پارٹی میں شمولیت تھی۔
وقت تیزی سے گزر رہا تھا اور گزرتے وقت کے ساتھ ماں کا زخم تو کچھ
مدھم ہوا تھا لیکن معیز عالیہ
اور ارہم کبھی نہیں جھول سکتے تھے اسے۔۔۔اسے اپنا بدلہ یاد تھا
وہ پیپر دے کر باہر نکلی آج آخری پیپر تھا۔

اسے بہت فکر تھی کہ نہ جانے وہ پاس کر پائے گی یہ نہیں اس پیپر کے بعد ایم بی بی ایس

شروع ہو جانا تھا۔

وہ ابھی گاڑی میں بیٹھی جو سالار نے بھیجی تھی کہ۔

ایک آدمی جو سڑک پر بیٹھا تھا تو رو کر وہ پیسے مانگ رہا تھا

لاشبہ کا دل پھٹنے کو ہوا وہ کیسے رو رہا تھا کوئی روک کر نہ اسے سن رہا تھا نہ ہی اسکی بات پر دھیان دے رہا تھا اور نہ ہی اسے پیسہ دے رہا تھا اسکی جھولی خالی تھی۔ وہ بے ساختہ اسکی جانب چلنے لگی اور اس آدمی کے پاس اگر رک گئی۔ وہ آدمی لائبہ کو دیکھنے لگا لیکن لائبہ گھر سے باہر ماسک لگاتی تھی۔

کیا ہوا ہے بابا ہمیں بتایئے" وہ مدھم آواز میں بولی

بیٹی دو۔۔ دو لاکھ چاہیے بیٹی میری بیوی قید میں ہے میری بیٹی کو اٹھا کر لے گئیں ہیں وہ لوگ

وکیل دو لاکھ روپے مانگ رہا ہے۔

اسکے بے بس آنسو لائبہ کے زخموں کو ہرا کر گئے وہ دن جو شاید زندگی کے

اذیت ناک دن تھے یاد

آنے لگے۔۔۔

اپنے زور سے آنکھیں میچ لیں اور اس آدمی کے ساتھ ساتھ رونے لگی

بابا یہ دنیا اتنی ظالم ہے" وہ سک کر رو دی۔

اپنی یہ امیر لوگ بہت ظالم ہیں یہ یہ غریبوں کو کیڑے مکوڑے سمجھتے ہیں"

وہ آدمی بھی بولا

اور لائبہ کو سالار نے کل ہی بہت سارے پیسے دیے تھے وہ شاید کتنے تھے

لائبہ نے گئے بھی نہیں اسے نہیں پتہ تھا یہ کتنے ہیں مگر بیگ سے سارے

نکال کر کانپتے ہاتھوں سے اسکی جھولی

میں ڈال دیے۔۔۔

ہم نہیں جانتے یہ کتنے پیسے ہیں لیکن ہمارے پاس بس اتنے ہی ہیں۔۔۔

آپ رونے نہیں انشاللہ سب ٹھیک ہو جائے گا ہم آپ کے لیے بہت ساری دعا کریں گے "۔وہ کہہ کر ایک قدم پیچھے ہٹی اور گاڑی میں اکر بیٹھ گئی اسکی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے وہ آدمی بھری ہوئی جھولی کو دیکھنے لگا جو پیسوں سے بھر گئی تھی اسے یقین تھا یہ اتنے ہی پیسے ہوں گے

اپنے سارے گئے وہ اسکی مطلوبہ رقم سے بھی زیادہ تھے۔۔۔

اپنے اونچی اونچی آواز میں اللہ کا شکر ادا کرنا شروع کر دیا اور وہ آدمی زمین پر پڑا رو رہا تھا جبکہ لاغیہ

اسے دیکھ دیکھ کر رو رہی تھی اور ڈرائیور نے گاڑی آگے نکال لی۔۔۔

دنیا میں کتنے مجبور اور بے کس ہیں جنھیں بس آپکی ایک توجہ کی ضرورت طلب ہوتی ہے۔۔

وہ گھر لوٹ آئی آنکھیں سوجھی ہوئی تھیں۔

کیاہوا"۔

زیمل نے اسے سینے سے لگالیاوہ رونے لگی۔

آئی ہمیں ہمیں ماما یاد ارہی ہیں۔"

اور وہ رفتہ رفتہ سب بتا گئی۔

زریاب جو ابھی یونیورسٹی سے آیا تھاوہ بھی نیچے اگیا جبکہ رمشہ اور آیت بھی

کچن سے پریشانی سے

باہر نکل آئیں اور لون میں ٹھلتی روشانے

... جبکہ منا اپنے کمرے میں تھی اور نور کو کینگ کلاسز لینے گئی تھی

بہت اچھا کیا بیٹا آپ نے مدد کی "زیمل اسے پیار سے سمجھانے لگی

کیا ہم بھی ایک دن ایسے بے آسرا ہو جائیں گے ہمارا بھی تو کوئی نہیں ہے" وہ

سسک کر خوفزدہ

سی ہو گئی جبکہ.

زیل نفی کرتی اسے سمجھانے لگی کہ اتنے سارے لوگ تو اسکے ہیں زریاب نے بھی اسے سمجھایا کہ وہ اسکا بھائی ہے جب تک وہ زندہ ہے وہ کبھی بے آسرا نہیں ہو گئی لیکن لائبہ ڈر چکی تھی آج

والے واقعے سے۔۔۔

اور دیکھتے ہی دیکھتے اسے بخار چڑھ گیا

یہ بنیں گی ڈاکٹر روشانے سیب کھاتے اسکے اتنے چھوٹے دل پر نفی میں سر ہلانے لگی۔

لیکن زبان کو بریک زریاب کی گھوری سے لگی تھی۔۔۔۔۔۔

لائبہ بہت حساس ہے ہفتہ ہو گیا ہے سالار بخار نہیں اترا اسکا" زیل فکر مندی سے پہلی اور اسکے پاس ہی بیٹھ گئی جبکہ وہ صوفے پر بیٹھا پہلے سے ہی کسی سوچ میں مصروف تھا۔ ہم وہ زیادہ سوچ رہی ہے سب چیزوں کو لے کر لیکن جن

حالات سے وہ گریری ہے انھوں نے اسکے ذہن پر کافی اثر ڈالا ہے "سالار نے کہا توزیل نے سر ہلایا۔

کیا سوچا ہے پھر آپ نے "وہ اسکی جانب دیکھنے لگی سوچ تو میں وہ ہی رہا ہوں جو بہت عرصے پہلے سوچا تھا لیکن تمھارا بیٹا آسان حل نہیں وہ بلکل زریاب کی طرح نہیں ہے کہ جو میں کہہ دوں وہ اسپر سر جھکا دے"

اسکے چہرے پر ذرا غصے کا عنصر تھا آپ نے ہی اسکو ایسا بنایا ہے اور کس نے کیا ہے اسکو ایسا۔۔۔

لاشبہ بہت حساس ہے ہفتہ ہو گیا ہے سالار بحار نہیں اترا اسکا "زیل فکر مندی سے پہلی اور اسکے پاس ہی بیٹھ گئی جبکہ وہ صوفے پر بیٹھا پہلے سے ہی کسی سوچ میں مصروف تھا۔ ہم وہ زیادہ سوچ رہی ہے سب چیزوں کو لے کر لیکن جن حالات سے وہ گریری ہے انھوں نے اسکے ذہن پر کافی اثر ڈالا ہے "سالار نے کہا توزیل نے سر ہلایا۔

کیاسوچاہے پھر آپ نے "وہ اسکی جانب دیکھنے لگی سوچ تو میں وہ ہی رہا ہوں جو بہت عرصے پہلے سوچا تھا لیکن تمھارا بیٹا آسان حل نہیں وہ بلکل زریاب کی طرح نہیں ہے کہ جو میں کہہ دوں وہ اسپر سر جھکادے"

اسکے چہرے پر ذرا غصے کا عنصر تھا آپ نے ہی اسکو ایسا بنایا ہے اور کس نے کیا ہے اسکو ایسا۔۔۔

آپ نے ہی اسے گھر سے خود سے دور رکھا کہ آج بس نام کے ہی ماں باپ رہ گئے ہیں ہم اسکے "اسے ہاسٹل میں بھیجنے کا مطلب خود سے دور کرنا نہیں تھا جن آوارد حرکتوں میں ملوث تھا اسکی توجہ

اسکے ایم اسکے گول کیطرف کرانا تھا۔

لیکن ہوا کیا سالار سب کچھ اس سے الٹ ہی تو ہوا ہے کچھ بھی ویسا نہیں ہوا وہ ہم دونوں سے ہی دور ہو گیا ہے اسکے فنکشنز میں چلے جانا اسکے ایونٹس میں

شامل ہونااوراس بات پر فخر کرنا کہ آپکابیٹا بہت بڑاآدمی بن گیاہے یہ کامیابی نہیں ہے کامیابی یہ ہے کہ وہ آپکے پاس اپکے ساتھ رہتاآپکی عزت کرتا"۔

وہ غصے سے کہہ کرانھی سالار نے بھی غصے سے اسکی جانب دیکھا۔۔۔

وہ اب بھی میری بات مانتاہے اور میری باتوں پر عمل کرتاہے تم غلط فہمی کا شکار ہو صرف"۔

وہ ذرا سختی سے بولا۔ ٹھیک ہے جو آپ کرناچاہ رہے ہیں ذراذکر تو چھوڑیں اس سے پھر دیکھیے گا کیاہوتاہے"

وہ پہلی اوراسکے کپڑے اٹھانے لگی...

سالاراسے سنجیدگی سے دیکھنے لگا

اپنے موبائل اٹھایااور حیدر کو کال مال لی

ہیں جاتی رہی جاتی رہی شام کا وقت تھا اس وقت وہ گھر جا چکا ہو گا اپنے۔۔۔

جب پہلی بیل پر اپنے کال پیک نہیں کی اسنے دوبارہ کال کی زیل یہ سب کچھ

دیکھ رہی تھی وہ

کافی غصے میں لگ رہا تھا۔.

سالار کال کرتا رہا جب تک حیدر نے کال پیک نہیں کر لی نیند میں ڈوبی ہوئی

آواز ابھری۔

بس یہ ہی سوال ہوا۔.

باپ کو پہچاننے کی ضرورت نہیں ہوتی حید"۔

حید آنکھیں رگرتنا الجھ کر بیٹھ گیا۔.

کیسے ہیں ڈیڈ آپ نے اس وقت فون کیا" اسنے گڑی میں ٹائم دیکھا کل ہی وہ

دونی آیا تھا کچھ ضروری کام بھی تھا پھر ذیک ہی روٹین سے ڈپ ہو چکات ی

گھومنے پھیرنے کا پ دولینوں

کے ساتھ بنالیا...

°وں تمھیں اس وقت فون نہیں کر سکتا تھا"۔

میرا مطلب یہ نہیں تھا خیرہ لیں آپ خیریت سے کال کی"۔

وہ آواز میں سے ناد بھگاتا ہولا...

گھر آؤ تم سے بات کرنی ہے کچھ ضروری"زیل کی جانب دیکھتا وہ بولا۔

جبکہ حیلا نے گھیرہ سانس بھرا۔

کل ہی دونی آیا ہوں کوئی ضروری بات تھی آپ میرے پاس اجاتے"۔

وہ ولا...

سالار نے غصے سے ذرا ضبط کیا وہ کافی منہ زور تھا اگر سوچتا تو بلکل اسی طرح ہی گیا تھا وہ بھی تو مہینوں مہینوں ملک سے باہر رہتا تھا اور گھر والوں کو کہاں خبر ہوتی تھی وہ کہاں ہے لیکن جب اسنے اکٹینگ چھوڑی اسکے بعد وہ فیملی کے ساتھ ہی رہا تھا اور حیدر فیملی کیا ہوتی ہے اس چیز سے

بھی انجان تھا۔۔۔۔

تمھارا کوئی بڑا چھوٹا بھی ہے کسی کو بتانے کی زحمت بھی کبھی کر لیا کرو" سالار

نے جھڑک دیا

حیدہ کچھ نہیں بولا۔

میں بچہ نہیں ہوں ڈیڈ" وہ بس اتنا ہی بولا۔

حید تم مجھے کل یہاں میرے سامنے چاہیے ہو میں اس سے زیادہ کوئی بات

نہیں سنو گا سالار

سختی سے بول رہا تھا

ڈیڈ میں یہاں دو ہفتے کے ٹریپ پر ہوں جب فری ہوں گا تو آ جاؤ گا" اسنے بھی

اپنی بات اسکے

سامنے رکھ دی

تم پر میری بات ماننا فرض ہے مجھ پر تمھاری نہیں... اینڈ یہ میرے آرڈرز ہیں ہے مسٹر حیدر".

اپنے جیسے اسے اسکے پر فیشنل کا فخر بھی مار دیا حیدر کو بہت زور سے چیچی تھی

میں جب دل کرے گا اجاؤ گا" کہتے ساھت ہی کماک سے فون بند کر دیا۔

زیل چپ چاپ سالار کو دیکھنے لگی

سانار کا چرا قصے سے سرخ ہونے لگا۔.

وہ کسی نہیں مانے گا۔.

زیل پہلی ان دونوں کو ہی اس وقت اپنی غلطی کا احساس ہو رہا تھا میں روی تو بیٹے تھے انکے پھر

انھوں نے حیدر کو اپنا دور کیوں کر دیا تھا۔

اسکے دماغ میں اس بات کا بیلنا بہت ضروری ہے اسکے سامنے کھڑا کون

ہے"۔

وہ زلیل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر ہوا۔

ساری زندگی سالار اسکے ساتھ زبردہی ہوئی ہے"۔زیل کو جیسے یہ بات پسند

نہیں آ."

سالار سر جھنگ گیا

اسکے پاس کوئی جواز نہیں ہوگا لاغہ سے شادی پر انکار کا"سالار بیڈ پر بیٹھ گیا اور

لیپ ٹاپ کھول

زیل خاموش ہو گی۔.

وہ دونوں ہی ضدی تھے اور ساری زندگی سے وہ یہ ہی ضد دیکھتی رہی تھی۔

مجھے کافی دے دو ذرا اور ایک نظر لائبہ کی طبعیت بھی دیکھ

لینا بخار اترا

وہ بولا تو زیمل سر بلا کر باہر

نکل آئی۔روشانے شیری منااور نور سے جیسے مودی دیک رے زیل نے

پہلے سالار کو فی کافی کا مگ دیااور پھر خالہ کے پاس آگ ئی جو کہ اب تک سو رہی

تھی اچھا تھاوہ سو رہی تھی جاگ رہی ہوتی تو خوا مخواہ پریشان ہوتی۔وردروازہ

بند کر کے بچوں کے کے بیلہ کی طالبدرمانیit تھی وہ حیداور سالار کی وجہ سے

بری طرح پریشانی کا شکار ہو چکی تھی۔.

شیری اور روشانے سر جھکائے بیٹے تھے جب کہ ایاب لیپ ٹاپ کھولے کچھ

کر رہا تھا۔۔۔روشانے منہ بسورے بیٹی تھی کل اسکا ٹیسٹ تھااور آج اسکے

تھا جس سے وہ یہاں سے بھاگ جانے نہ جانے ی دوا سکے پیچے کیوں لگ گیا

س اسکے ننھے سے دل میں

ایک ہی سوال آتا تھا

روشانے کام پر دھیان دو" اچانک اسکی سخت آواز پر وہ ہوش میں آئی اور سر جھکا گئی

کیا میں ایک لفظ دیکھ لوں"۔

یہ تم چھلے آدھے گھنٹے سے ایک ایسے لکھ رہی ہو اور آٹھویں بار ایک لفظ دیکھ رہی ہو والے ارب ہو

سطح پید" وہ چیخ کر بولا

میں میں سٹوپیڈ ہوں" وہ کتابیں بند کر کے ذرا غصے سے ولی

شکر تھا سالار گھر پر نہیں تھا

الحاد اپنی نوٹ بک یہ ایکٹینگ میرے سامنے نہ کیا کرو اٹھانا" وہ جھرک گیا

جبکہ شہری کے پارے

دالت باہر نکل آئے

روشانے منہ بنا کر نوٹ ایک اٹھا کر دوبارہ لکھنے لگی یقین نہیں آتا تم کسی پر گئی ہوا تنی نکی ہو" اپنے غصے سے کہتے کتاب چھینی اور چیک کرنے لگا

جہاں صرف دو ہی لائیں لکھیں تھیں ازریاب نے سر تھام لیا....

وہ اسے کیا کہتا وہ پرستاری نہیں چاہتی تھی۔

اور جو پرستا نہیں چاہتا تھا اسے کیسے پڑھا سکتا تھا وہ۔

اچانک سامنے سے زمین اندر داخل ہوتا دیکھائی دیا تو روشانے ایکدم اٹھ کر اسکی جانب بھاگ گئی۔

بابا جانی آپ کو میں نے آنکریم لانے کا کہا تھا" وہ جلدی سے زین کے ہاتھ سے پیکٹ لیتی ہولی

جس میں آئسکریم تو نہیں تھی کچھ اور تھا۔

روشانے نے آنکھیں نکال کر باپ کو دیکھا

سوری پرینسیز میں جھول گیا۔میں اچھی آرڈر کر دیتا ہوں" وہ اسکا گال تھی یا

کر بولا جبکہ روشانے اس سے ناراضگی کا اظہار کرتی

پلٹ گئی

اجواب چپ چاپ بیٹھا اسے دیکھ رہا تھا

او پیس یہ تو سلامی ٹائم ہے چلو پہلے کر میرا بیٹا ابھی پڑھے گا میں پھر آیا کرو کا

آنکر یم اوکے"۔وہ لاڈ

سے کئی سے ہوا جبکہ ہو جائے جو ابواب کے چنگل سے بھاگنا چاہتی تھی منہ اور

کر رہے گی

جبکہ زمین مسکرا کر روم میں چلا گیا۔

ایک تمیز جس دن تم نے میرے ہاتھ کا کھالیا اس میں تم بالکل پرفیکٹ ہو جانا

گی" وہ ہے حد

مجھے سے ہوا۔ آپ کو صرف کے پر غصہ آتا ہے کتنی اچھی ہوتی ہوں گی وہ

لڑکیاں جن کا نکاح ہو جاتا ہو گا اور انکے منکومہ کہیں ہاتھ پکڑ کر دنیا کوئی معنی

بات یہ رومنگ کا نیلوگ ہی مار لیتے ہوں گے لیکن

نہیں میری قسمت پر ایسا لگ رہا ہے کہ کوئی ہوئی ہماری عورت بیٹی ہے جو

ہلنے کا نام نہیں لے

رہی

بد

قسمتی ہی بد قسمتی ب.....

شیٹ آپ....

کیا بکواس کیے جاری ہو۔۔۔۔ا

وہ سختی سے بولا وہ کیا بولے جاری تھی میری آنکھیں پھاڑے اسے اور

زریاب کو دیکھ رہا تھا زیاب کا چہرہ سرخ پڑ گیا جبکہ جبکہ روشانے کو ایکدم

احساس ہوا کہ شیری اسے ہی آنکھیں پھاڑ کر دیکھ رہا

ہے مگر وہ سر جھٹک گئی۔۔۔۔

زریاب نے دانت پیس لیے نوٹ بک پھینکی

چلی جاؤ یہاں سے" ور بھونک کر وہ بولا جبکہ روشانے کو اور چاہیے بھی کیا تھا

جلدی سے وہ وہاں سے اپنے کمرے میں جھاگ کی جبکہ زریاب نے شیری کو

بھی چھٹی دے دی اور خود الجھ کر کچن میں آگیا وہ اپنے ہر کام کے لیے زمیل کو

تنگ نہیں کرتا تھا روشانے نے اسکی ناک میں کم دم دیا ہوا تھا اب تو اسکے

سر میں درد شروع ہو گیا تھا۔

کیا کیا سوچتی رہتی تھی وہ ہر وقت اسکے چھوٹے سے مغز میں رومینس گھسا ہوا

تھا جب بولتی تھی

اسے رو مینس ہی چاہیے ہوتا تھا۔۔۔

بے ساختہ استغفار نکلا تھا اسکے منہ سے اور وہ کافی بنا کر باہر نکل آیا۔

معلوم ہے نہیں کچھ بولنا مقصد ہے" وہ سر جھٹک کر بیٹھ گیا۔

لون میں کافی خوش گوار ہوا چل رہی تھی

ابھی کچھ دیر ہی گزری تھی کہ عارض کی گاڑی گھر میں داخل ہوئی لیکن

عارض کے ساتھ وہاں پر

کوئی اور بھی تھا۔

زریاب وہیں سے بیٹا دیکھنے لگا

عارض اس لڑکے کو باہر آنے کا کہ رہا تھا زریاب پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا

ان دونوں کی بھی نگاہ زریاب پر گئی۔

عارض نے اسے ہاتھ کے اشارے سے اپنے پاس بلایا تو وہ انکے پاس آگیا۔۔۔

یہ ارباب ہے میرا بھتیجا"

عارض مسکرا کر بولا۔

زریاب تو اب بھی پہچان نہیں سکا تھا۔

سامنے والا اسے دیکھ کر مسکرایا۔

ہیلو زریاب تم مجھے تو پہچان نہیں سکے ہو گے میں اپنا تعارف خود ہی کرا دیتا

ہوں میرا نام صارم ہے

وہ بولا جبکہ دریاب صرف مسکرا دیا اور عارض جنس دیا میرے دوست کا بیٹا

ہے فیملی آؤٹ آف کنٹری رہتی ہے یہ پاکستان آیا ہے تو میں نے کہا بھئی

ہمارے ساتھ رہو کسی ہوٹل میں جانے کی ضرورت نہیں" عارض نے

تفصیل دی

بہت اچھا کیا" وہ مسکرایا

اور وہ تینوں اندر آ گئے۔

سالار بھیا بھی آنے والے ہیں زمین آگیا" عارض نے پوچھا تو زریاب نے کافی کا گھونٹ بھرتے سر

بلادیا۔۔۔

بیٹھو صارم "زریاب نے آفر کی۔۔

اور اچانک اسکی نگاہ اوپر کی جانب اٹھی تو آڑی ترچھی سیڑھیاں اترتی روشانے ہی نیچے آرہی تھی

زریاب نے بے ساختہ پیشانی پر ہاتھ رکھا اور بنا کچھ سوچے اسکی جانب بڑھنے لگا۔۔۔

معلوم نہیں کیوں وہ نہیں چاہتا تھا یہ لڑکی صارم کے سامنے جانے خوامخواہ شروع ہو جاتی ہائی

کرنے بیٹھ جاتی۔

جوزریاب کوتو بلکل پسند نہیں آنے والی تھی تھی وہ سیڑھیوں کی جانب آی

صارم اور عارض بات

چیت کررہے تھے تبھی اسپر دھیان نہیں دیا۔۔۔

وہ ایکدم روشانے کے سامنے اگیا

روشانے آنکھیں کھولے اسے دیکھنے لگی۔

زریاب نے اسی سیڑھی پر قدم لیا جس پر روھانے کھڑی تھی گویا اسکے اتنے

نزدیک وہ شاید اپنے نکاح کے بعد پہلی بار گیا تھا روشانے گھبرا کر قدم چھے

لینے لگی وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتا اسی کی جانب

قدم اٹھا رہا تھ

روشانے شاید اپنی 21 سالہ زندگی میں اتنی گھبرائی نہیں تھی جتنا اس وقت

اسکا دم نکلا تھا

آپ آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ایسے کیوں میرے راستے میں آرہے ہیں

۔۔پھر سے غصہ کریں گے نہ"

وہ کچھ سوچتی ہوئی ہوئی مگر زریاب نے جواب نہیں دیا وہ یوں ہی اسکی جانب قدم بڑھاتا رہا اور وہ خوف زدہ ہوتی قدم پیچھے لیتی رہی یہاں تک کہ وہ دروازہ کھول کر ایکدم ایک کمرے میں گھسی اور اس سے پہلے زریاب دروازے کے اندر داخل ہوتا وہ کھینچ کر دروازہ بند کر چکی تھی

م... مگر مگر یہ کیا دروازہ تو بند ہوا ہی نہیں تھا زریاب کا ہاتھ دروازے میں حامل تھا جس پر روشانے

بی بی نے کھینچ کر دروازہ مارا تھا

وہ اسی تھوڑے سے کھلے دروازے میں سے اسے دیکھنے لگا۔

زریاب نے دروازہ جھٹکے سے کھولا اور خود اندر داخل ہو کر کھینچ کر دروازہ بند کر دیا اور جیسے ہی محرک

کی آواز سے دروازہ بند ہوا روشانے اپنی جگہ پر کانپ گئی

یہ یہ دروازہ کس لیے بند کیا ہے یہ یہ کیا چینیں بے زار "اور وہ یہاں سے

صرف ٹیسٹ شیٹ

چوری کرنے ہی آتی تھی زریاب اسکے بلکل نزدیک اگر رک گیا۔

آؤٹ "وہ سکون سے بولا۔

جبکہ روشانے تو کوئی اور سین ہی سمجھے ہوئی تھی پٹ پٹ کر کے آنکھیں

پنیٹاتی وہ اسے دیکھنے

لگی۔

آئی سیڈ آوٹ اور یہاں سے ناک کی سید میں اپنے کمرے میں جانا نیچے گئیں تو

کھینچ کر یہیں

لگاوں گا اور ممکن ہے تمھارا سپنا بھی پورا کر دوں "۔

وہ اسے یاد دلانے لگا جو باتیں ابھی کچھ دیر پہلے کی تھیں اسنے

روشانے کی ہکلاہٹ عروج پر تھی وہ ایکدم زریاب کو دور دھکیل کر وہاں سے فرار ہوئی تھی جبکہ

زریاب اسے مڑ کر دیکھنے لگا۔

اسنے دروازہ ناک کیا تو سالار کی آواز پر کمرے میں داخل ہوئی۔

اسلام علیکم !۔

اسکے سلام کرنے اور بار بار نگاہ جھکانے پر زمیل اور سالار دونوں ہی مسکرا دیے۔

آجاؤ کیسی ہو"۔

طبعیت اب ٹھیک ہے۔

زیل نے پوچھا تو وہ سر ہلا گئی کیونکہ طبعیت اب اچھی تھی اسکی۔

بیٹھ جاؤ"۔

سالار نے کہا تو وہ نفی میں سر ہلا گئی

وہ ہم آپ لوگوں سے کچھ بات کہنے آئیں ہیں۔"۔

وہ آہستگی سے پہلی گھبرا بھی رہی تھی

سالار نے گھیرہ سانس بھرا جیسے وہ جانتا ہو وہ کیا بات کرنے آئی ہے۔۔۔

وہ دونوں چپ ہو گئے گویا اسے بولنے دیا۔

ہم اپنے گھر جانا چاہتے ہیں ہم یہاں نہیں رہنا چاہتے آپ پلیز۔

اس سے پہلے سالار کچھ بولتا کہ لائبہ نے روک دیا

آپ پلیز ہماری بات سن لیں پہلے ہم۔۔ ہمیں یہاں لے آنے اور ہم کچھ عرصہ یہاں رہ کر اب تو بلکل سنجل بھی گئے ہیں لیکن۔۔ لیکن ہم آپ لوگوں پر بوجھ نہیں بننا چاہتے ہم نہیں چاہتے کہ آپکو اپنی طرف سے کوئی پریشانی دیں آپ پلیز ہماری بات مان لیں ہمیں اپنے گھر جانے دیں۔"

لامیہ کا لہجہ بھیگا ہوا تھا اسکی ایک ہی ضد تھی سمجھ ہی نہیں آتا تھا کیوں لگا لی تھی اسنے ضدی۔

اتنی ضدی تو نہیں تھی تم"۔

سالار ذرا خفگی سے بولا۔

ہم آپ سے ضد نہیں کر رہے اگر آپ حکم دیں گے تو دوبارہ کبھی یہ ذکر نہیں کریں گے بس ہم تو

اپنی مرضی بتا رہے تھے بس"۔

وہ ذرا شرمندہ ہو گئی تھی سر جھکا گئی۔

وہ جہاں جانا چاہتی ہے آپ جانے دیں سالار"۔

زیل کچھ توقف کے بعد ہولی۔

تمھیں کیا ہو گیا ہے وہ نیچی ہے کسی بھی بات کی ضد لگانے گی اور ہم مان لیں اپنی ذمہ داری پر لے کر آئیں ہیں یہاں اسے اور وہ اکیلی ہے کنواری ہے کسی باتیں کر رہی ہوں" وہ غصہ کرنے

لگا۔

زیل اور لائبہ خاموش ہو گئیں وہ کچھ دیر تک کچھ نہیں بولا تو لاشبہ وہاں سے جانے لگی

ٹھیک ہے اس بات میں ایک شرط ہو سکتی ہے اگر اس شرط پر تم راضی ہو تو میں افنان کیطرف تمھیں شفٹ کر دوں گا لیکن اگر تم راضی نہیں ہوتی ہو تو میں تمھیں کہیں جانے نہیں دوں گا"۔

وہ بولا زیمل نے سالار کی جانب دیکھا وہ سمجھ گئی تھی وہ کیا بات کرنے والا ہے اسے لائبہ کی جانب سے نہیں اپنے بیٹے کی جانب سے خطرہ تھا جو سالار چاہتا تھا وہ حیدر نہیں چاہتا ہو گا اسے

یقین تھا۔

ک کسی شرط "لامہ سمجھ نہ سکی۔

حیدر سے نکاح."

وہ بولا جبکہ لانہ شائذ روگی وہ اسے حیرانگی سے دیکھنے لگی

جبکہ لہ سالارا اپنے فیصلے پر ائل مھا

لامیہ نے زمیل کی جانب دیکھا

جو خود کچھ کہ نہیں سکتی تھی۔

آپ آپ یہ کیسی باتیں کر رہے ہیں"۔

وہ بھکتے لہجے اور کانپتے دل سے سوال کر رہی تھی۔

وہی جو تمھاری اور حیدر کی زندگی کا فیصلہ تھا ساری زندگی ہے۔"

وہ مدھم سا مسکرادیا جبکہ لاشیہ مسکرا بھی نہ سکی وہ جس کا سامنا کرنے سے بچ رہی تھی سالارا اسی

سے رشتہ جوڑنے کی بات کر رہا تھا

وہ بنا جواب دیے وہاں سے بھاگ گئی جبکہ زیل ایکدم اٹھی پھر رک گئی۔

سالار یہ بہت جلدی کر رہے ہیں آپ۔۔۔آپ کا بیٹا کبھی نہیں مانے گا آپ سمجھتے کیوں نہیں

زیل جیسے اسکی ضد کے آگے بے بس سی تھی۔

تم صبر کرو تمھارا بیٹا بہت اونچی اڑان اڑ رہا ہے اسے اتنا اونچا اڑنے نہیں دوں گا اور کبھی اپنے آپ

سے اونچی اڑان تو اسکو کبھی نہیں دوں گا"۔

آپ یہ اگر جنگ بنا رہے ہیں تو مجھو لیں مت آپ دونوں کی اس بے جا ضد اور جنگ میں ایک

معصوم جان بھی ہے" وہ لائبہ کا احساس کرتی بولی۔

جبکہ سالار نے جواب نہیں دیا۔۔۔۔

اسکے ہاتھ پاؤں پھول رہے تھے سالار کی بات پر وہ پریشان ہو گئی تھی حالات نارمل ہوتے اور وہ... وہ ہی لاشبہ ہوتی جسے وہ پہچانتا تھا تو شاید اسکے لیے اس سے زیادہ بڑی خوشی کی کوئی بات نہیں

تھی لیکن اب نا ہی ویسے حالات مجھے اور نہ ہی وہ حیدر۔۔۔

پھر کیسے وہ اس سے شادی کر لیتی اور اچانک وہ اسکی زندگی میں رلیتی اور

اچانک وہ اسکی زندگی میں کیسے داخل ہو جائے وہ نہیں جانتی تھی آگے کیا ہونے والا ہے لیکن فکر اسکے چہرے سے ہی جھلک رہی تھی۔

اسنے زیل کے چہرے پر بھی پریشانی دیکھی تھی جس کا یہ صاف مطلب تھا کہ وہ بھی خوش نہیں

ہے۔

وہ اسی وجہ سے یہاں سے جانا چاہتی تھی وہ زبردستی اپنے آپ کو ان رشتوں پر مسلط نہیں کرنا

چاہتی تھی

لیکن وہ ہو رہی تھی۔

اگلے ایک پورے ہفتے تک اس موضوع پر بات نہیں ہوئی اور لاعبہ فکر مند ہی رہی کچھ ہی دنوں میں اسکا ریزلٹ آؤٹ ہو جاتا اور وہ سوچ چکی تھی وہ ریزلٹ آنے تک یہاں سے چلی جائے گی۔

اس وقت بھی وہ پڑھ رہی تھی اصل مقصد تو یہ ہی تھا تو وہ وہی کام کر رہی تھی

۔

لاشبہ آپی آپ تو ہر وقت پڑھتی رہتی ہو تھکتی نہیں ہو" روشانے اسکے پاس آکر بیٹھ گئی۔

ہمیں کتابیں اچھی لگتی ہیں" وہ ہلکا سا مسکرا کر بولی۔

اف چھی بالکل زار جیسی ہیں اب بھی اپ تو زندگی کو انجوائے کرو کیا کتابوں میں سر کھپاتی رہتی

ہے "وہ لاپرواہی سے بولی لائبہ بلکا سا مسکرادی

اپکا ریزلٹ آنے والا ہے نہ زار سے بات کروں وہ اپکو پاس کردیں گے دشمن تو وہ بس میرے ہی میں اپکے تھوڑی میں آپکو تو پاس بھی کرادیں گے وہ بھی خوشی خوشی وہ پہلی جبکہ لاشہ ہنستے ہوئے

ٹلی میں سر ہلانے لگی۔

ایک کام کرتے ہیں ان بکس کو بند کریں چلتے ہیں باہر تیری کے ساتھ گھومیں کے پھیریں گے آئسکریم کھائیں گے کیسا آخر کیا ہے "روشانے ایکدم جوش سے پہلی

بالکل فلاپ کیونکہ ابھی زریاب آنے والا ہے اور تم نے اور میرا بی بی شہری نے اسکے پاس پڑھنا ہے تم زیادہ بھاگنے کے بھانے نہ ڈھونڈہ "نور نے اگر اسکے گال کھینچے وہ اس کو چھوٹے بچوں کی طرح ہی ٹریٹ کرتی تھی۔

نور آپی شادی ہونے کا بھی کوئی فائدہ ہوتا ہے میں کہتی ہوں بس یہ بڑا نقصان ہوتا ہے شادی کر

لینا یہ نکاح کر لینا پتہ نہیں کیوں ہوا ہے میرا نکاح وہ بھی اس بوڑھی روح سے

"۔

وہ بولا

بوڑھی روح"۔نور اور لائبہ ہنس دیے

اگر تمھاری یہ بات زریاب نے سن لی تو ضرور تمھیں بہت سخت سزا ملے

گی"نور ہنسنے لگی لائبہ بھی

مسکرا رہی تھی

وہاں باہر سے صارم آگیا۔

اسنے ان تینوں کو سلام کیا تینوں ہی سنبھل کر بیٹھ گئیں۔

صارم تھوڑا خفیف سا ہوا۔

آئی تھینک میں نے آپ لوگوں کو ڈسٹرب کر دیا"

وہ لائبہ کو ذرا فوکس کرتا ہولا۔

ارے نہیں آپ بابا کے مہمان میں ہمارے بھی ہیں۔۔آپ بچے نہ" یہ

روشانے تھی وہ عارض

کو بابای کرتی تھی۔

اور تھنکس فور دس کر ٹیسٹی۔" وہ مسکرایا۔

تم تو بہت کیوٹ ہو" وہ روشانے سے ہوتا۔

واقعی" دو جیسے جوش سے حنفی۔

دیکھ لیں نور آپی سب کو میں کیوٹ لگتی وہ ایک زار کو نہیں پھر وہ واقعی بڑھی

روح ہے" اوہ شت پڑھی روح" صارم کھل کر ہنسا اور یہ ڈائیلاگ آفس سے

واپس لوٹتا زار سن چکا تھا وہ کھنکھارا

اونہہ رکے شانگ جیسے اڑ گئے یہ صارم لاشہ اور نور سو

تھا تینوں ہی اپنی ہنسی

روک لینے کی کوشش کرنے لگے

زریاب دانت کھینچے اسے دیکھنے لگا۔

لاشبہ پلیز مجھے کافی کا ایک مگ دے دو" وہ ریسپونس لیے بنا لائبہ سے بولا

۔۔۔اوکے"۔

وہ کہہ کر کچن میں چلی گئی۔زریاب کو صارم کی لائبہ پر نظریں بلکل اچھی نہیں لگ رہی تھیں تبھی اسنے لائبہ کو وہاں سے بھیج

دیا۔

وہ جانتا تھا لاشہ اسکے بھائی کی ہے سالار نے اس سے بات کی تھی اور وہ باخوشی راضی تمھا الٹا باپ کو یہ بھی کہا تھا کہ وہ سپورٹ کرے گا ہر صورت اس

شادی کے لیے لائبہ کو یہاں تک کے حیدر کو بھی منانا ہوا تو وہ منانے گا مگر وہ

جانتا یہ بھی تھا حیدر اتنا ہی سیدھی چیز نہیں اور اب صارم کی

لانہ پر نظریں اچھی نہیں لگی۔

نور نے ہنستے ہوئے زریاب کے بازو پر ہاتھ مارا وہ ان سب سے بڑی تھی تھی

اسنے زریاب کے بازو

پر ہاتھ مارا اور بمشکل ہنسی روکی

بڑھی روح وہ ہنستی ہوئی وہاں سے چلی گئی۔

زیاب ہنس بھی نہ سکا جبکہ دوسری طرف روشانے نے نور کے ساتھ ہی اپنے

کمرے کی جانب دوڑ

لگادی

اور صارم ہنس دیا۔

وہ تمھارے نکاح میں ہے" وہ زریاب کو دیکھنے لگا جو بے حد سنجیدہ تھا

زریاب نے سر ہلا دیا۔

بہت لکی ہو یار تم تو پھر کافی پٹاخہ چیز ملی ہے تمھیں "زیاب نے ضبط سے صارم کی جانب دیکھا

شی ازمانی واقف صارم ناٹ چیز میں امید کرتا ہوں تم دوبارہ ان لفظوں کا استعمال نہیں کروگے "زریاب کہہ کر خود کرروکتا وہاں سے چلا گیا صارم شانے آچکا گیا اسے پتہ تھا لالہ کچن میں ہے وہ کچن میں اگیا

ہائے".

صارم کی آواز پر لائبہ ایکدم ڈر کر پلٹی۔

اوپس آپ تو ڈر گئیں "صارم ہنس دیا۔

آپکو کچھ چاہیے تھا"۔

الاشیر چکچاتی ہوئی بولی۔

ام م بس ایک بات کہنی تھی"۔

صارم مسکرایا

لانیہ اسکی جانب دیکھنے لگی بڑی بڑی آنکھوں میں نہ سمجھی سی تھی صارم کو وہ لڑکی بہت پیاری لگیتھیآپ بہت اچھاخوبصورت بولتی ہیں یوں سمجھیے جتنی آپ خوبصورت ہیں اتنی آپ کی آواز آپکاانداز مطلب آپ سر سے پاؤں تک بے حد حسین ہیں کہ میں تعریف کیے بنانہ رہ سکا؛ وہ بولتاہوا آگے اگیا لائبہ کا چہرہ لال سرخ ہو گیااحساس شرمندگی سے وہ دور ہو گئی۔ نگاہیں جھک گیں ارے آپ گھبرائیں نہیں چلیں اپنے ہاتھ کی کافی مجھے بھی پلادیں مجھے اچھا لگے گا

&;۔ وہ اسکو کمفرٹیبل کرتا بولا۔ صارم مسکرانے لگا تھالائبہ کافی نہیں بنی کیا ;زریاب تھکا تھکا سا آگیالائبہ نے شکر ادا کیاوہ تو گھبرا ہی گئی تھیصارم کو کچن میں دیکھ کر اسکو شدید غصہ آیا۔ صارم کو بھی شاید اسکا یہاں آنا اچھا نہیں لگا

تھا۔ جاؤ تم اپنی پڑھائی کرو میں خود لے لوں گا؛ بس بنادی ہے ہم نے؛ انیبہ پہلی اور مگر اسکے ہاتھ میں دے دیا صارم انکی جانب ہی دیکھ رہا تھا

کیا تم نے بھی کافی پہنی ہے؛ زریاب نے صارم کی طرف دیکھا پینی تو تھی اگر تم نہ آتے تو؛ وہ ہلکا سا طنزیہ مسکرایا۔ میں بنا دیتا ہوں؛ زریاب نے اپنا غصہ ضبط کیا اور آگے بڑھ کر اسکے لیے کافی بنانے لگا جبکہ لائبہ وہاں سے چلی گئی ۔ صارم کو اب کافی میں انٹرسٹ نہیں رہا تھا رہنے دو مجھے نہیں پینی؛ صارم کہہ کر وہاں سے خود بھی نکل گیا۔ زریاب کو یہ سب اچھا نہیں لگ رہا تھا انکے گھر میں آج تک کوئی انجان شخص نہیں آیا تھا وہ کافی کا مگ لے کر سالار کے کمرے میں اگیا آج کل طبعیت ٹھیک نہ ہونے کی وجہ سے وہ آفس نہیں آرہا تھا۔ زریاب سلام کر کے کمرے میں اگیا زیمل بھی سالار کو کافی کا مگ دے رہی تھی آجاؤ اتنے دنوں سے اتنے زیادہ تم مصروف تھے ماں باپ کے پاس تو بیٹھے بھی نہیں؛۔ زیل شکایت کرتی ہولی جبکہ وہ مسکرا دیا۔ تمھارا اس بیٹے کو

تو مسکرانے یہ ہنسنے پر بھی ٹیکس آتا ہے؛ سالار بولا جبکہ زاریاب ہنس دیا۔
ایسی بات نہیں ایکچلی میں آپ سے ضروری بات کرنے آیا تھا بابا۔
یہ صارم کتنے دن تک یہاں رہنے والا ہے آپ نے عارض بابا سے پتہ کیا ہے
؛ وہ بولا جبکہ سالار نے لیپٹاپ سائیڈ پر رکھ دیا۔ کیا مطلب ہے تم کیوں پوچھ
رہے ہو اس طرح وہ بولا جبکہ زریاب نے نفی میں سر ہلایا بابا ہمارے گھر میں
آج تک کوئی غیر مرد نہیں آیا آپ جانتے ہیں شیری چھوٹا ہے اور میرا زیادہ
تر وقت آفس اور یونیورسٹی میں گزرتا ہے اور باقی زین بابا اور عارض بابا بھی
گھر نہیں ہوتے اور کبیر بابا بھی اسلامہ آباد گئے ہوئے ہیں آپ ماحول تو
دیکھیں گھر کا وہ اکیلا کیسے پھیر رہا ہے گھر میں دندناتا ہوا؛۔ تم کیا چاہتے ہو تم
نے کیا دیکھا ہے جو اسطرح بات کر رہے ہو؛۔ سالار نے پوچھا بابا یہ بات
نہیں ہے یار آپ سمجھتے نہیں؛۔ وہ چیڑ گیا روشانے سے باتیں کرتا ہے کیا؛
سالہ اسے دیکھنے لگا زریاب سر تھام گیا آپ نہ واقعی بوڑھے ہو چکے ہیں

;۔وہ چھیڑ کر بولا

لیکن آواز تو مجھے یہ آئی ہے کوئی تمھیں کہا گیا تھا کہ تم بوڑھی روح ہو ویسے میری بہو بہت ذہینے لمھوں میں تمھاری اصلیت پہچان چکی ہے ;وہ افسوس کرتا بولا جبکہ زریاب نے سنجیدگی سے باپکو دیکھا۔۔یہ آپکی بہو کو تو سبق سیکھنا ہی پڑے گا ;دل میں سوچتا وہ بنا کچھ کسے باہر نکل گیا سالار ہمیشہ بچوں کے ساتھ انکی بیچ پر اتر کر بات کرتے ہیں آپ میں تو آپ سے تھک ہی گئیہوں ; ۔زیمل نفی میں سر ہلاتی صوفے پر بیٹھ گئی۔تم مجھے سے تھکی ہو ;۔سالار گھور کر بولا۔اور لیپٹاپ اٹھا کر وہ بستر سے اٹھا او ہو میرا مطلب یہ تھا آپکی اس عادت سے۔;زیمل گھبرا کر بات پلٹ گئی۔نہیں نہیں کھل کر کہو کہنا کیا چاہتی ہو ;۔وہ اسکے پاس اگیا شرم کریں اب تو بوڑھے ہو گئے ہیں آپ واقعی وہ ہنسنے لگی جبکہ سالار بھی ہنس دیا۔مجھے حیدر سے بات کرنی تھی۔فون ملاؤ اسے ذرا دونوں ہی مسکرا رہے تھے آئینے میں ہمیشہ کی طرح انکا عکس بہترین

تھا۔ہاں مجھے بھی بہت یاد آرہا تھاسال ہی گزر گیاگھر لوٹ کر آیاہی نہیں ؛
زیمل نے کال ملائی اور حیدر کے نمبر پر کال جانے لگی۔وہ دو سے تین بار کال
ملاچکی تھی مگر کال پک نہیں ہوئیوہ مصروف ہو گا۔وہ پھیکا سا مسکرادی سالار
کو غصہ اسی بات پر آتا تھااسنے زیل سے موبائل کھینچااور کال ملائی توکال پک
ہو گئییسمام ؛ تھکی تھکی آواز تھی۔تم سلام دعا سے بھی جاتے رہے ؛۔وہ
بھڑکاڈیڈ آپ صرف مجھے ڈانٹنے کے لیے فون کرتے ہیں ؛ حیدر نیند میں تھا
وہ ایکدم بھڑک کر بولا۔

شعیٹ آپ ؛ ایکدم سالار دھاڑا تمیز سے بات کرو۔ ؛۔وہ بولا جبکہ حیدر نے
گھیرہ سانس بھرا یہ آپ نے مجھے مام کے نمبر سے کال کیوں کی ہے۔سالار کا
ضبط جیسے جواب دینے لگا زیمل نے سالار سے جلدی سے سیل فون لے
لیااسلام علیکم بیناجی کیسے ہیں آپ ؛ وہ بولی۔وہ جب جب ہوتی تھی حید کو اپنی
دادی کی یاد اجاتی تھی وہ بھی اسی طرح بات کرتی تھی ٹھیک ہوں مام آپ

کیسی ہے سورہا تھا سوری اسی وجہ سے کال پک نہیں کر سکا؛ وہ بولا۔اور سکون سے تکیوں سے ٹیک لگا کر بیٹھ گیا۔کچھ نہیں ہوتا بیٹا آپ ریسٹ کرو ہم بعد میں بات کر لیں گے ؛زیمل بولی جبکہ سالار نے کھانے والی نظروں سے اسے دیکھا باپ بنالو اپنے سر پر اسکو اولاد نہ رہنے دینا سالار کیا ہو گیا ہے ؛زیمل کو اچھا نہیں لگا وہ بہت جلد اکھڑ جاتا تھا حیدر سے حیدر کچھ نہیں بولا

اس سے کو گھر آنے ضروری کام ہے مجھے وہ کہ کر انہ گیا حید اب بھی کچھ نھیں 1 زیل مکھانے لگی اپنی ہی اولاد کو گھر بلاتے ہوئے تا کہار ہی تھی۔سالہ کو یہ بات بھی بہت بری لگتی تھی۔اب اسے یہ کوئی بتاتا یہ فاصلے ڈالنے والا بھی وہ خود ہی تو کیا انکے کے میں اب جب ڈال گئے تھے تو وہ عوامیر بھی تو کر سکتا تھا۔آن مام ؛۔اپنے خوا جواب دیا۔چندہ آپ اگر مصروف نہ ہو تو ایک وہ ہی کے لیے گھر چکر لگائیں وہ پہلی توحید نے کچھ نوں کا توقف کیا اور سر جلا دیا مام میں واپسی پر آپ کے پاس ہی آؤں گا۔؛رال ایکدم مسکرادیبہت

شکریہ جیتا; زیل بلیساتھ نئے مسلماں جھیلی ہیں ملا آپ کیسی باتیں کر رہیں
میں آپ ماں میں میری جب آپ جائیں گی تب اوگا; وہ ہلکاسا مسکرادی۔ در
حال احوال پر جاکر فون بند ہو گیاہیکہ نہال نے سالے کیطرف لکھا۔ آپ اگر
تسلی سے پیار سے بات کریں گے تو وہ اسطرح کارویہ نہیں رکے گا;۔ مجھ سے
نہ کو یہ بات تو بہتر ہے تمہاری اولاد کا حق بنتا ہے وہ خود کرے تاکہ وہ کرتی
ہے نہیں; زیمل عالا سی ہوئی یہ جنگ براہ سی رہی تھی جو زیل کو بہت فکر مند
کر رہی تھیاور سالار کمرے سے ہی نکل گیا۔ ینک کار کانالیت زیں پاس کراور
والیوم سے نکلی اور اوپر ایک ہی ملک کانابیت کاران باسیکر وہ پیسے گنے لگی جو
ابھی بار اسے کھینچ کر دی تھی حال کہ ہمشہ اسے جوتے کاٹ رہی تھی لیکن
اپنے کوئی خاص اثر نہیں نواپر سے میں جرار تھے وہ خوشی سے انکل ہی
چاہی۔ اب مزے سے شاپنگ پر جاؤں گی اپنے سوچااور کمرے میں بالکاسا
رومنگ سونگ لگا کر وہ انسینوں میں کہ کل جنگ پر کیا کیائے گی۔ وہ ابھی بیڈ

پر لیٹتی ہی کہ اچانک اسکے روم کا دروازہ کھلا اور تزریاب اندر داخل سالانہ الیکوم اسکو اس تھیلے میں سامنے دیکھ کر سنیتا ہی گیا وہ دروازہ بند کر چکا تھا، روھانے آنکھیں کون اسے لکھنے لگی کہ کیا میں اختیار میں اسکی جاب ملنے گا۔ ورمالی پر اسکے کمرے ملتے ہیں آیا تھا دواخانے کو کچھ سمجھ نہ آی اوا سکے بعد اسے پا آیا کہ وہ آنا چاہتے تو بیٹی ہی نہیں تھیعنی وہ اسے ماننے کی یہاں کیا کیا روشانے نے چانگی سے اسکی جانب دیکھا۔ جبکہ وہ عین اسکے سامنے اگر کھڑا ہو گیا زار میں میں پڑھنے ائی تھی لیکن آپ نہیں تھے جب آپ تھے نہیں تو میں چلی گئی اب اس ہیں میرا کیا قصور ہوا جو آپ تو کے ماننے میں مالی گئے ہیں ششششگھیری نظروں سے دیکھتا وہ اسے لوگ گیا۔ اور روشانے تو جیسے پکا کر گیر نے ہی ولی تھی کیونکہ زار نے اسکے ہوئوں پر انگلی رکھ کر اسے کچھبھی بولنے سے بعض رکھا تھا۔ جیسے وہ نہیں سننا چاہتا ہو۔ ے کیا حلیہ بتایا ہوا ہے ; جبکہ روھانے کا دل اب دھکنے لگا تھا اور ان دھڑکنوں کو خطاب سن

سکتا تھا۔واہ میں ;۔اگر میرے علاوہ یہاں کوئی اور جاتا تو;اسنے روشانے کے ٹائیٹ گاؤن کی ڈوریاں پکڑیں اور اور ان ڈوریوں سے ہی اسے پکڑ کر وہ اپنی جواب کھنے کا تھا وہ ایک کم اسکے سینے سے جا لگی پہلی بار دل کی حالت ایسی تھی ابھی پھلیاں توڑ کر باہر نکل آئے گا اسکے اندر سے انتی جک سے زیاب پر جیسے نشہ سا سوار ہونے لگا تھا۔ور آہستگی سے اسکی گردن سے اٹھتی مہم گلاب کی حسین خوشم پر جھکا اور نرمی سے اسکی گردن کو نہ جانے کس احساس سے اسنے چھوا۔روھانے پر دیوانگی کا عجب عالم تھے وہ مدہوش کسی اسکے بازیاں میں جیسے کچھ سوہے کچھے سمیتکھڑی تھی۔اچانک زریاب کے موبائل کی نون تیزی سے ہوئی اور جو اس کی دنیا میں جیسے وہ قدم رکھ چکا تھا۔بے ساختہ اسنے روشانے کو چھونا اور وہ سیدھا جا کر بیڈ پر گیر یسخت امتحان کی کیفیت سی تھی اسی بھی جھے ہوش میں آئی ور ایک اسے بلدی سے اپنے گاؤں کی ودیا بند کیں ان بیات میں مار کر اکرہ ہو گیا۔روشانے آنکھیں پہنا کر اسے دیکھنے لگا

اور زریاب وہاں سے بھاگ اٹھا ابھی دروازے تک ہی پہنچا تھا کہ مڑا ہے خود کو سمیٹے بیٹی تھی اسے بھی دیکھ رہی تھی۔ آج کے بعد تمھارا دروازہ کھلا نہ ہو لاک کر کے سویا کرو اور وہ رک گیا۔ یہ یہ تائیٹ گاؤن پہنے کی کیا تک ہے ;۔ وہ جگتا۔ جبکہ روشانے تو ابھی تک گردن میں بسے اسکے احساس میں بھی کھوئی ہوئی تھی ابھی تک اسکیا آنکھوں میں وہ ہی شمار تھا۔ جو شہاب نے دیکھے ساتھا مانے پر تیور چڑھانے وہ اسے اب گھور رہا تھا۔ تمیز کے کپڑے پہنا کو; گھور کر کہتا وہ باہر نکل گیا اور دروازے کو خود ہی زور سے بند کیا جبکہ روشانے جلدی سے بھاگ کر روم کا دروازہ بند کر چکی تحصیل تو چھٹ کر باہر ہی نکل آتا حالتا یسی تھی۔ پہلی بار یہ احساس ہوا تھا۔ ور چہرہ چھپا کر دونوں ہاتھوں میں ایکدم ہی شریا سی گئی۔ اور جلدی سے موبائل اٹھالیا۔ واپنی دوست کو میچ کر رہی تھی اور اس میں یہ ماتھا بیان کیا جارہا تھا جبکہ وہ یہ کیوں

نہیں کھ پائی تھی کہ ہر کوئی اسکا کیا دوست نہیں تھا کسی وجود میں جلن اور حسد کا احساس بڑھ چکا تھا۔۔

۔۔عائشہ کے پہلو میں بیٹی وہ عائشہ کی بات سن رہی تھی۔;۔ لیکن میں تو انکے نکاح میں ہوں ;روشانے نے کہا۔ کیونکہ عائشہ اسے اکثر ڈانٹتی تھی کہ وہ زریاب سے دور رہا کرے۔۔ نکاح میں ہو تو کیا ہو گیا کس نے کہا ہے کہ رخصتی سے پہلے وہ تمھارے کمرے میں اسطرح آ سکتے ہیں وہ بھی جب تم نائیٹ سوٹ اور ایسے ویسے حلیے میں ہو;۔عائشہ کی بات پر روشانے شرمندہ ہی رہ گئی۔ تو پھر اب میں کیا کروں;۔روشانے نے سوال کیا جس پر عائشہ مسکرا دی۔۔وہ چاہتی ہی یہ تھی روشانے زیاب سے دور رہے اور اتنا دور رہے کہ اسکی زندگی سے ہینکل جائے۔ میں تمھیں سب سمجھا دوں گی تم فکر نہ کرو;وہ پہلیتو روشانے کو عائشہ کی ذہانت پر پورا یقین تھا اسنے اسے ہمیشہ اچھا

ہی مشورہ دیا تھا جو کھلے کچھ دنوں سے وہ شہر سے باہر اپنے رشتے داروں کی شادی میں گئی ہوئی تھی جس کی وجہ سے وہ یونیورسٹی نہیں ارہی تھی اور جب رات اسنے عائشہ کو اچانک میسج کیا تو عائشہ لگے روز ہی یونیورسٹی اچکی تھی ...اچھی دونوں ہی کنٹین پر بیٹی فرامیز کھانے میں مصروف تھیں کہ اچانک ایک سٹورانٹ ایا اور اسنے عائشہ کو کہا کہ سر نایاب اسے اپنے کمین میں بلا رہے ہیں... عائشہ ایکدم سب کچھ چھوڑ چھاڑ کر کھڑی ہو گی یہاں تک کے اسنے یہ پرواہ بھی نہیں کہ کہ اسکے کھڑے ہونے سے کیچپ روحانے کے کپڑوں پر گھیر گئی ہے۔۔۔وہ تو بے تابی سے بھاگی تھی البتہ فخریہ مسکراہت بھی تھی لیوں پر روٹانے اسکی یہ ملت دیکھنے لگی اور پھر نشو سے اپنی شعرت صاف کرنے لگی جبکہ دوسری طرف عائشہ لیسوں میں دوزئی ہوئی زریاب کے کیبن تک پہنچ گئی تھی۔۔۔مے آئی کم ان سعر؛۔وہ بہت تمیز اور تہذیب سے اندر داخل ہوئی۔میں کم ان؛۔نیاب کی وہ اچھی سٹوڈنٹ تھی ہمیشہ ناپ

کرتی تھی لیکن روشانے اور زریاب شاید دونوں ہی نہیں جانتے تھے کہ
عائشہ کا مقصد کیا ہے۔ میں میں کم ان ؛۔ وہ مصروف سا ہولا عائشہ دل تھامے
اسے دیکھنے لگی اپنے گلاسز لگانے ہونے تھے جو نوانسپیرنٹ تھے دور کا۔۔۔
عارضی طور پر گلاسز پوز نہیں کرتا تھا لیکن کبھی کبھی کر لیتا تھا اور جب لگانا تھا
تب بہت شاندار لگتا تھا وائیٹ شرٹ اور بلیغ جہیز میں وہ مصروف تھا اور
ایکدم سر اٹھا کر اسنے عائشہ کو دیکھا۔ یہ چیز ہیں مس عائشہ اگلے دس منٹ میں
میں لیکچر سٹارٹ ہو رہا ہے آپ ساری کلاس کو انکے ٹیسٹس دے دیں ؛۔
زریاب اکثر اسکو ایسی ڈیوٹیز دیتا تھا۔۔۔ عائشہ نے یاسر کہ کر اس سے پیر
تھامے تو اچانک ہی عائشہ کا نیل نواب کی انگلی
تیاب نے بنا ریسپونس لیے ہاتھ کھینچ لیا اور عائشہ ہلکا سا شرما کر مسکراتی ہوئی
باہر نکل گئی نیاب نے عینک اتار کر رکھی اور بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ کھڑکی کی
جانب آیا پردہ بنا کر اسنے کھڑکی سے باہر دیکھا اسکے کمپین سے باہر ہی کینٹین

تھی اور سامنے ہی روشانے کینٹین میں بیٹی تھی چھوٹے چھوٹے ہے جو یونیورسٹی میں کام کرتے تھے اسکے سامنے بیٹے تھے جنھیں وہ مختلف چیزیں کھلا رہی تھی اور خود بھی خوش تھی جبکہ بچے بھی... وہ بلکا سا مسکرا دیا۔ لیکن اسے فوراہی یاد اگیا روشانے بی بی نے آج بھی ٹیسٹ میں تمھیں میں سے پانچ نمبر لیے تھے وہ اتنی نکمی کیوں تھی وہ خود بھی نہیں جانتا تھا... گھیرہ سانس بھلا دس منٹ گزر گئے تھے اسے دیکھتے پتہ ہی نہ چلا وہ اس کھڑکی کے پاس سے بنتا اور کلاس کی جانب چلنے لگا آج اسنے یہ کلاس لے کر فورا پہلے جانا تھا کیونکہ آفس میں ضروری کام تھا اور فلحال ان تمام چیزوں کو وہ بڑوں کے ساتھ خود دیکھ رہا تھا گھر میں اور تھائی کون دوسرا جو اسکی جگہ یہ معملات دیکھتا... وہ کلاس میں داخل ہوا ساری کلاس پوری تھی سوائے روھانے کے عائشہ نے اسے بتایا کہ وہ سب میں نسیت باٹ چکی ہے... آپ میں سے نوٹیفنی پرسنٹ جن بچوں کا ٹیسٹ بہرا ہوا ہے وہ کھڑے ہو کر سامنے پہلے جائیں:

اسنے سنجیدگی سے کلاس میں کچھ گھماتے ہوئے کیا سٹوڈائٹس اس سے ڈر جاتے نے کبھی الحدالجھ کر خود ہی پیچھے چلے گئے۔۔۔ایک بار اپنے ٹیسٹ کو ذرا ساری کلاس کو دیکھائیں ؛ وہ بولا جبکہ ان سب نے اپنے نہیں دیکھائے اور شرمندگی سے سب کے چہرے سرخ ہونے اگر لاپروائی نہ کریں تو آپ لوگوں کو شرمندگی کا سامنا نہ ہوا گلے ایک ہفتے آپ سب یہاں پر کھڑے ہو گئے تاکہ پتہ پہلے کہ آپ لوگ نے کیا کارکردگی دیکھائی ہے۔۔اور جمنوں نے اچھا ٹیسٹ دیا ہے ویلدان نیکسٹ ٹائم اور بھی بہتر کریں ؛۔وہ یہ بات کہہ رک روکا ہی تھا کہ بھاگتی ہوئی روشانے اندر داخل ہوئی۔۔عائشہ کا اسے دیکھ کر منہ سا بنا لیکن اسنے اپنے ایکسپریشن کو فورا کنڑول کر لیا تھا۔آنے...

آپکے لیے تو علیحدہ سے پھول برسانے چاہیے مجھے ؛ زریاب غصے سے بولا ہمیشہ لیٹ ہوتی تھیان کا ٹیسٹ دیا ہے مس عائشہ آپ نے ؛۔ نہیں سر ؛ عائشہ جنسی روکتی روشانے کو تھیں میں سے پانچ نہروں کا ٹیسٹ دینے لگی

روشانے ٹیسٹ کو دیکھنے لگی گویا یہ تو اسکا ٹیسٹ ہی نہ ہو۔شرم اری ہے آپکو:
وہ جھڑکا۔اب سب اسکی کھنچائی سن رہے تھے۔:۔آپ نے روشانے نکے
پن کے ریکارڈ توڑ دیے میں آپ اتنی بڑی ہو کر ذرا شرمندگی محسوسمیں کرتی
۔وہ ضرورت سے زیادہ بول رہا تھا اسطرح کبھی نہیں ڈانٹا تھا اسنے سب کے
سامنے اسے.... ہمیشہ کیبن میں بلا کر ہی اسے ڈانٹتا تھا اور روھانے نے اس
بات کو کبھی دلسے نہیں لگایا تھا وہ سب کے چہرے دیکھنے لگی جہاں مسکراہٹ
تھی طریہ...اسکی آنکھیں بھیگ گئیں سر مزید جھک سا گیا۔میں جتنا آپ
سے ڈسا پوائینٹ ہوں اتنا شاید کلاس میں کسی سے نہیں ہوں گا آپکو تو شرم
آتی نہیں ہے لیکن مجھے کہتے ہوئے شرم آتی ہے کہ یہ لڑکی میری کلاس کی
سٹوڈنٹ ہے

کم از کم باقی بچے ایفرٹ تو کرتے ہیں آپ کے اندر وہ جذبہ ہی نہیں ساری
زندگی اب بس نکموں کی طرح ہی پھرتی رہیں گی یہ کچھ پڑھنے کا بھی سوچیں

گی;۔اور عائشہ کی بات اسے سچ لگنے لگی۔۔۔۔اسے لگا تھا زریاب کے دل میں شاید اسکے لیے کچھ ہے وہ رات والا منظر اور اسکا معمولی سا لمس بھلا نہیں پائی تھی لیکن عائشہ نے اسے سمجھایا تھا کہ مرد صرف عورت کے قریب اپنی ضرورت پر آتا ہے اسے عورت سے محبت کبھی نہیں ہوتی۔۔۔اسکے گال پر آنسو لڑھک گیا۔زریاب چپ ہو گیا۔بیٹھ جائیں سب ; وہ بولا۔روشانے کے لیے چیر تک قدم اٹھانا بے حد مشکل تھا مگر وہ سر جھکائے ہی اپنی چیئر پر جا بیٹھی۔عائشہ کے لبوں پر بڑی گھیری مسکراہٹ تھی۔بس کہا تھا نہ سارا وہم جھاگ کی طرح بیٹھ گیا نہ وہ صرف تمھیں ایک نکمی سٹوڈنٹ سمجھتے ہیں; عائشہ اسکے کان میں بولی۔۔روشانے نے سر نہیں اٹھایا اور باقی سارا لیکچر وہ چپچاپ یوں ہی بیٹھی رہی جبکہ وہ لیکچر میں جس طرح شرارتیں کرتی تھیں سب کو جیسے اسکی عادت تھی۔اور شاید نایاب کو بھی وہ زیادہ بول گیا تھا اسنے پورے لیکچر میں اسکی خاموشی کو محسوس کیا تھا۔لیکن وہ سمجھتی نہیں

تھی؛اسنے خود کو خود ہی سے تسلی دی کہ اسنے ٹھیک کیا ہے۔لیکچر ختم ہوتے ہی روشانے سب سے پہلے نکل کر چلی گئی تھی عائشہ اسکے پیچھے گئینا یاب نے بھی دیکھا تھااور وہ پانچ منٹ بعد کلاس سے نکل گیا۔وہ باہر نکلااسنے روشانے کی مخصوص جگہ پر اسے تلاشنہ چاہا مگر وہ وہاں نہیں تھی۔وہ گاڑی میں بیٹھ کر مختلف جگہوں ں پر دیکھنے لگا لیکن وہ اسے کہیں نہیں ملی اور اسے آفس کے لیے ارجنٹ نکلنا پڑا تھا۔وہ شیری کے ساتھ بائیک پر گھر لوٹ کر آئی تھی۔

چپ چاپ اپنے کمرے میں چلی گئی

ارے؛سب گھر والے اسے حیرانگی سے دیکھنے لگے آج ہماری چڑیا کچھ پہلی ہی نہیں؛نور نے دیکھا۔شکر سے کچھ نہیں پہلی ورنہ بول بول کر سر کھا جاتی ہے ؛رمشہ نے نفی میں سر ہلایا۔کہیں طبعیت تو نہیں خراب کیا ہم دیکھیں؛لانہ نے کہا۔کیا نے تو نور نے سر ہلایا چلو ہم دونوں دیکھتے ہیں؛۔وہ دونوں روشانے کے دروازے پر آئیں لیکن ڈور لاک تھا۔مجھے لگتا ہے زریاب نے

کوئی بات کی ہے یہ لڑکا سدھرے گا نہیں؛ نور کو غصہ آیا روشانے میں تو جان تھی اسکی۔ بس کوئی بھی اسے کچھ کہتا تھا اسے بہت برا لگتا تھا ہمیں بھی یہ ہی لگتا ہے؛ لائبہ بھی افسوس سے بولی۔ تھوڑی دیر تک وہ خود باہر اجائے گئی ۔ تھوڑا ویٹ کر لو؛ مہنا نے پیچھے سے پکارہ تو وہ دونوں پلٹ گئیں

اور اسکے بعد شام تک روشانے کمرے سے باہر نہیں نکلیں تھی یہاں تک کہ سب آفسسے بھی لوٹ آئے تھے۔ اپنی بیٹی کو دیکھ لیں صبح سے کمرہ بند کیے ہوئے ہے؛ رمشہ ماں تھی اسے فکر ہو رہی تھی فکر تو سب کو تھی کہ دروازہ بجانے کے باوجود اسنے نہیں کھولا زریاب نے رمشہ کی جانب چونک کر دیکھا اور دوبارہ کھانا کھانے لگا اب کھانے کے لیے کہنے گئی ہوں تب بھی دروازہ نہیں کھولا؛ خیریت طبعیت ٹھیک ہے؛ زین فورا اٹھا تھا اور وہ روشانے کے روم کے باہر اگیا دروازہ بجایا۔ تو دروازہ پہلی دستک پر ہی کھل گیا۔ اوہ میرا بیٹا

دروازہ کیوں بند کیا ہوا تھا۔ماما پریشان تھی؛زین نے بڑے لاڈ سے اسے کہا جبکہ سالار بھی اٹھ کر اچکا تھا۔بابا جھوک نہیں تھی وہ ہلکا سا مسکرادی؛ کیوں نہیں تھی بھی کچھ اور کھانا ہے؛سا للہ نے بھی کہا تو وہ مسکرادی۔نہیں باباسچ میں بھوک نہیں تھی۔؛۔وہ اپنی طبعیت کے بر خلاف سنجیدگی سے بول رہی تھی زین نے اسکی پیشانی چھوٹی بخار ہو رہا ہے تمھیں تو؛وہ پریشانی سے اٹھا۔تھوڑا سا فیور ہے زیادہ تو نہیں ہے؛وہ لاپرواہی سے بولییہ کیا بات ہوئی۔زین ڈاکٹر کو کال کرو؛۔سالار نے کہا تو فوراڈاکٹر کو کال کی گئی اور روشانے کے گرد گھر والے اکٹھے ہو گئے لائبہ نے چیک کیا تھا۔آئی تھینک اپکو پروپر میڈیسن لینی چاہیے؛وہ روشانے کو دیکھتی بولی۔۔۔سب سے ہی بہت تمیز اور تہذیب سے بات کرتی تھی۔نہیں میں ٹھیک ہوں سچ میں؛ روشانے نے شانے آچکادیے۔تبھی دروازے پر نگاہ اٹھی تو نایاب کھڑا اسی کی طرف دیکھ رہا تھا روشانے سہولت سے نگاہ گھما گئی... تھوڑی ہی دیر میں

ڈاکٹر اگیا اور اسے معمولی سے فیصد کا کہا تو سب ہی پریشان ہو گئے۔ نور نے اسکے لیے سوپ بنانے کا سوچا لائبہ اسکے پاس ہی بیٹھی تھی۔ اسے لیٹنے کا کہنے لگی جبکہ باقی سب بھی نایاب کچھ دیر وہاں روکا اور پھر وہاں سے چلا گیا۔ سب ہی اسکی بہت کثیر سر رہے تھے روشانے کو علم تھا کہ وہ سب اس سے کتنی محبتیں کرتے ہیں وہ ہلکا ہلکا مسکرانے لگی لیکن اب اسے بخار تیز ہو رہا تھا اور جلد ہی وہ غنودگی میں چلی گئیر مشہ تو پریشان ہوا ٹھی.... یہ لڑکی آج بھی چھوٹے بچوں کی طرح بیبیو کرتی ہے اگر طبعیت خراب ہو تو کون دروازے بند کر کے بیٹھ جاتا ہے۔۔۔۔ رمشہ نے کہا جبکہ باقی سب اسکی اس عادت سے واقف ہی تھے۔

اگلی صبح رمشہ جب اسے اٹھانے آئی تو اسنے کمرے میں جھانکا وہ کمرے میں نہیں تھی۔ وہ اسے ڈھونڈنے لگی جبکہ کسی کو پتہ نہیں چلا روشانے کہاں گئی ہے۔۔۔ مجھے لگتا ہے یونیورسٹی چلی گئی ہے؛ نور کچھ سوچتے ہوئے بولا یاب

اتنے بخار میں کیوں چلی گئی یہ لڑکی بھی بس بہت ضدی ہے;زیل نفی میں سر
بلا قیز ریاب کے آگے کافی کامگ رکھتی بولیز ریاب خاموشی سے ناشتہ کر رہا
تھا۔اور تھوڑی ہی دیر بعد وہ اٹھ گیا کھڑے ہو میں خود چھوڑوں گا آج
تمھیں سکول;اسنے شیری کے سر پر تھپڑ مارا جبکہ شیر یفورا کھڑا ہو گیا۔میں
چھوڑ دوں گا تم ایزی ہو کر چلے جاؤ;صارم ہلکا سا مسکرا کر بولا جبکہ زریاب کو
معلو منہیں کیوں ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا۔اٹس اوکے;زریاب نے شیری کو
اٹھنے کا اشارہ کیا اور کہہ کر باہر نکل گیا صارم البتہ خفیف سا ہو گیا۔
سب نے ہی زریاب کا یہ رویہ نوٹ کیا تھا۔زیاب شیری کو سکول چھوڑ کر
یونیورسٹی پہنچا تو۔-اسکا ی لیکچر تھا۔۔۔وہ مصروف سا کلاس میں داخل ہوا تو
ساری کلاس اسکی منتظر تھی اسکے اندر داخل ہوتے ہی اٹھ کھڑی ہوئی اور
زریاب کی نگاہ اپنی جگہ پر بیٹھی روشانے پر گئی ایک نظر اسے دیکھ کر وہ حیران
ہوا تھا جب جب وہ بیمار ہوتی تھی بھلے اسکی انگلی ہلکی سی بھی کٹ جاتی گھر میں

ایک طوفان سا برپا کر دیتی تھی۔۔۔اور اب وہ اتنے بخار کے بعد یہاں بیٹھی تھی وہ سمجھ نہیں سکا تھا کچھ آنکھوں میں حیرانگی لیے وہ آگے بڑھ گیا۔۔۔اور سب سٹوڈنٹس کو بیٹھنے کا کہہ کر اسنے سب میں ٹیسٹ بانٹ دیا۔۔۔ ٹیسٹ روشانے کو دیتے اسکی ہلکی سی انگلی نے اس کے ہاتھ کو چھوا تھا جس سے اندازا ہوا کہ وہ اب بھی بخار میں ہے تو وہ آئی کیوں تھی؟؟ وہ کچھ بولتا کہ روشانے نے اس سے ٹیسٹ لے کر اپنے کام پر فوکس کیا وہ آج زریاب کو حیران کر رہی تھی اگلے دس منٹ میں ٹیسٹ مکمل ہو گیا تھا سب نے ہی ٹیسٹ دے دیا تھا چھوٹا سا ٹیسٹ تھا تبھی زریاب نے۔سب کو چیک کر کے دینا شروع کر دیا۔۔۔

عائشہ کے ٹیسٹ میں فل مارکس تھے وہ مسکرا دی کیونکہ نایاب نے اسکی تعریف کیتھی۔۔۔روشانے البتہ وہاں رکی نہیں پیچھے سے نکل کر وہ کنٹین میں جا چکی تھی۔۔۔ جس جس کے ٹیسٹ گندے تھے وہ انھیں ڈپٹ رہا تھا

اورانکی ایسی انسلٹ کر رہا تھا کہ کھڑا کھڑا بندہ رونے لگ جائے۔۔۔اور جیسے ہی نگاہ کے آگے روشانے کا پیپر آیا۔۔۔تو اسنے کوشش کی وہ پیپر کو پیچھے کر دے کیونکہ علم تھا آج بھی ویسا ہی ٹیسٹ ہو گا اسکا دل نہیں کیا چیک کرے ۔۔پلیز سر روشانے کا بھی چیک کریں نہ؛ یہ عائشہ تھی ایکدم اٹھلا کر بولی۔ زریاب کو چار چار وہاں کھڑے سٹوڈنٹس کی وجہ سے روشانے کا پیپر زچیک کرنے لگا اور جیسے جیسے وہ چیک کرتا گیا ویسے ویسے پوری کلاس سمیت وہ خود بھی دنگ رہ گیا۔۔۔سر یہ کیا واقعی ہی روشانے کا ٹیسٹ ہے؛ ایک لڑکا حیرانگی سے بولا تھا کیونکہ عائشہ کا تو ایک نمبر کٹ گیا تھا لیکن روشانے کے پورے نمبر تھے۔۔شاید یہ فریم ہو جانا چاہیے تھا ٹیسٹ۔۔۔۔

عائشہ زریاب کے لبوں پر پھیلتی مسکراہٹ پر ایکدم اکھڑ ہی گئی۔اور وہاں سے پاؤں پٹختی چلی گئی۔ لیکچر آف ہو گیا تھا وہ باہر نکلا تو نظر کنٹین والے پورشن میں گئی تو وہ ان ہی چھوڑے چھوٹے بچوں کو مختلف چیزیں لے کر دے رہی

تھی۔۔۔اوران بچوں کو چیزیں دلو کر بل پے کر کے وہ مڑی۔اور چیئر پر بیٹھ

گئی اتنے ہشاش بشاش ماحول میں بھی اسی کی پیشانی پر پسینہ سا

آگیا تھا۔۔۔شاید بچار زیادہ تیز ہو رہا تھا وہ اسکی جانب چلنے لگا عائشہ نے نایاب

کو روشانے کی جانب جاتے دیکھا تو سخت نفرت کا احساس ہوا تھا اور روشانے

سے تو جیسے بے حد نفرت محسوسہوئی تھی وہ روشانے کے نزدیک

اگیا۔۔۔طبعیت زیادہ خراب ہے تو گھر چھوڑ آتا ہوں; وہ نرمی سے بولا

روشانے نے اسکی جانب دیکھا چند لمے دیکھتی رہی۔۔۔

اسے وہ لمبے یاد آنے لگے جب وہ اسکے کمرے میں آیا تھا اور اسے اپنے لمس

کے احساس

میں جکڑ لیا تھا۔۔۔

اپنے نگاہ پھیر لی

بابا کو بلا لیا ہے وہ آتے ہوں گے "روشانے بولی۔

نایاب کے ماتھے پر بل سے ڈلے۔۔

تم مجھے کہہ سکتی تھی"۔

مجھے ضرورت محسوس نہیں ہوئی زریاب" وہ بولی تو لہجہ روشانے کا تو نہیں

تھا۔۔۔جبکہ عائشہ یہ سب چھپ کر سن رہی تھی اور روشانے کے رویے

پر مسکرادی وہ اسکی

باتوں پر عمل کر رہی تھی۔۔۔۔

تمھارے اس رویے کی وجہ کیا؟

اچھی وہ بات مکمل کرتا ہی کہ

پایا گئے"۔

وہ کہ کر بنا اسکی جانب دیکھے اٹھ کر چلی گی جبکہ زریاب کا خون ہی کھول گیا وہ

اتنی سی کل کی لڑکی اسے رویہ دیکھانے کی کیا وہ بھول گئی تھی کہ وہ کسی رشتے

میں ہے اسکے

ساتھ....

وہ بھڑک کر وہاں سے خود بھی ہٹ گیا جبکہ روشانے تو جا چکی تھی

روشانے گھر لوٹ آئی۔

اتنا مکار ہو رہا ہے خیال کیوں نہیں رکھتی تم اسکا" زین رمشہ پر بھرکا...

رمشہ جبکہ چپ ہو گئی

بابا میں خود گئی تھی مانا کو تو پتہ بھی نہیں" وہ باپ کو روک گئی

پھر بھی تمھیں بخار کتنا ہو رہا ہے۔

زین فکر مندی سے بولا۔

لامیہ نے جلدی سے اسکے سر پر دیٹ پیڈ رکھا تھوڑا بخار کم ہو جاتا اس سے

جبکہ سب روشانے کی تیمارداری میں لگ گئے تھے۔"

اگلے روز لاشہ کا ریٹ لسٹ تھا اور وہ کافی پریشان تھی زریاب اور لائبہ

دونوں ہی لیپ ٹاپ میں سر جوڑے بیچے تھے اور وہ اتنا نروس تھی کہ وہ اپنے

سارے ناخن ہی کھا جاتی۔۔۔۔ڈونٹ وری ڈونٹ وری تم پاس ہو جاؤ گی

زریاب نے اسے تسلی دی کبھی انگلیاں بھی چبا

جاتی۔

روشانے کی طبعیت اب بہتر تھی تھی وہ باہر آ گئی۔اور ایکدم لائبہ کی چیخ نکلی

فرسٹ پوزیشن دیکھ کر۔۔۔اور خود ہی اپنی چیخ سے شرما سی گئی وہ جبکہ نذیاب

کا قہقہہ بلند ہوا تھا

کنگرجولیشن "اپنے ہاتھ آگے بڑھایا

روشانے بھی مسکرا کر ایکدم لائبہ کے گلے لگ گئی

ہمیں تو یقین ہی نہیں آ رہا۔"۔مارے اب رونے لگی۔۔۔۔

جبکہ روشانے اور زریاب اسکی خوشی میں خوش تھے نور بھی کوکینگ سنٹر سے اگئی تھی اور

لاشبہ کی فرسٹ پوزیشن کی خبر آگ کی طرح پھیل گئی۔۔۔۔۔

جاری ہے

سرخ آنچل

سیزن ت

تانیہ طاہر ناولز

قسط 8

اب تو گھر میں فنکشن ہونا چاہیے زریاب نے سالار کو کہا لاشہ سالار کے پہلو میں بیٹھی تھی۔

کیوں نہیں فنکشن کے ساتھ ساتھ میں حیدر اور لاشبہ کے نکاح کی سیرمینی بھی کرنا چاہ رہا

ہوں"۔

سالار نے کہا تو وہاں سب ہی ایکدم خوش ہو گئے سب یہ بات جانتے تھے سا

کار کی یہ

خواہش بچپن سے تھی۔

جبکہ لائبہ بلکل خاموش رو گئی۔

واؤ بڑے پاپا اب گھر میں فنکشن آئے گا۔

پھر ایسا تو شاپنگ پر جانا چاہیے مجھے "روشا نے چیک کر بولی زریاب نے اسکی

جانب دیکھا اس دن کے بعد نہ وہ یونیورسٹی آئی تھی اور نہ ان دونوں کے نیچے

بات چیت ہوئی تھی۔۔۔وہ سمجھ گیا تھا اسنے وہ ٹیسٹ زریاب کو صرف

جتانے کے لیے دیا تھا کہ وہ چاہے تو سب

کر سکتی ہے۔

اور اسکے بعد پھر ویسی ہی ہو چکی تھی۔۔

یں مانے ڈائراب شاپینگز شروع کرلو" سالار مسکرایا۔

جبکہ روشانے بھی مسکرادی۔

حیدا کب آئے گا کبیر نے سالار سے پوچھا

سب جانتے تھے حیدر کم ہی یہاں آتا تھااور ایک سال تو گزر گیا تھااسنے گھر کی شکل بھی

نہیں دیکھی تھی زمیں خاموش کھڑی تھی۔۔

اجائے گادو تین دن تک دونی میں ہے در حقیقت" سالار بولا۔

گڈ چلو بچیوں اب تم لوگ اندر جاؤاور سوچو کیا کیا کرنا ہے" کبیر نے سب وک وہاں سے

جانے کے لیے کہا۔

تو منھانور لاشبہ اور روشانے چاروں اندر چلی گئیں۔

تم نے یہ فیصلہ خود کیا ہے یہ حیدر کی بھی مرضی شامل ہے اس میں "کسبیر حیدر کی نیچر

سے باخوبی واقف تھا تبھی سوال کر رہا تھا زریاب خاموش بیٹا تھا۔۔۔

یہ میرا فیصلہ ہے باقی مجھے ضرورت نہیں کسی کی اجازت کی "سالار لاپرواہی سے بولا۔ زیمل کو اسکی یہ ہی لاپرواہی اچھی نہیں لگتی تھی وہ اولاد کو معلوم نہیں کس طرح

بخشتا

تھا۔

سالار حیدر کے بارے میں تم بہتر جانتے ہو وہ تمھارا ہی بیٹا ہے۔"۔

زریاب کا بھی تو نکاح ہوا تھا وہ تو کچھ نہیں بولا"۔

سالار نے کیا۔۔۔

زریاب تمھارے ساتھ رہتا ہے تمھارے ساتھ پلا بڑھا ہے ان رشتوں کو

سمجھتا ہے جبکہ حیدر

نہ ہی تمھارے ساتھ رہتا اور نہ ہی ان رشتوں کی باریک بنی سے واقف تم

نے خود ہی تو

اسے ہم سب سے اور اپنے آپ سے دور رکھا ہے تمھیں اتنی بڑی اناؤسمنٹ

سے پہلے ایک

بار سوچ لینا چاہیے کیوں کہ بیٹا وہ تمھارا ہی ہے۔"۔

کبیر جراہ کرنے لگا سالار کو شدید غصہ چڑھا تھا لیکن بول کچھ نہیں۔۔۔

غیر آگے وقت بتائے گا میری دلی خواہش اتنی ہی ہے لائبہ میری بہو بنے" وہ

بولا۔

یہ خواہش تو ہم سب جانتے ہیں تمھاری لیکن تمھارے بیٹے کی بھی مرضی

شامل ہونے

چاہیے اس میں"۔

کیسے بولا تو وہ خاموش ہو گیا

بابا ہم منالیں گے اسکو اور ویسے بھی حیدر بھیا کی لاشہ سے اٹیچمنٹ تھی بچپن

میں"۔

زیاب کو باپ کا اترا ہوا چہرہ اچھا نہیں لگا تبھی کبیر سے بولا۔

بیٹے بچپن کی باتیں کوئی یاد نہیں رکھتا"۔

عارض بھی بولا۔

جبکہ وہ تینوں خاموش رہ گئے تھے

مجھے نہیں لگتا پریشانی کی کوئی بات ہے بھیا مینج کر لیں گے اور یقیناحیدر کو لاشیہ پسند آنے کی وہ اتنی پیاری اتنا سخا بولنے والی بھی ہے بھلا کوئی اسے اگنور کیوں کرے گا"

زین نے بھی بھائی کی حمایت کی۔...

توسالار مسکرادیا۔

بلکل ایسا ہی ہے"۔

اگلا دن سب کے لیے ہی بہت خاص تھا لائبہ اور حیدر کا نکاح تھا لیکن یہ بات

حیامی

نہیں جانتا تھا۔

اسکی گاڑی مرتضی پاؤس کے سامنے کی...

چوکیدار نے دروازہ کھولا تو وہ فار چیز اندر لے آیا۔اپنے گاڑی روکی اور ایک نظر اس گھر کو دیکھنے لگا۔لون میں کسی ایونٹ کی تیاریاں ہو رہیں تمھیں

وہ سمجھ گیا اسے اس ایونٹ کو اٹینڈ کرنے کے لیے بلایا گیا ہے۔۔۔وہ بالوں

میں ہاتھ

پھیرتا اندر داخل ہوا

تو سامنے ہی روشانے صوفے پر پھیلی ناشتہ کر رہی تھی۔

حیدر میا" پورے گھر میں اسکی چیخ گونجی تھی

حیدر مسکراتا ہوا سر نفی میں ہلاتا اس تک پہنچا اور اسکے سر پر چپت لگا دی۔۔۔

آج بھی ویسی ہی ہوشرارتی لڑکی وہ مسکرایا جبکہ روشانے تو بہت خوش تھی

۔۔۔

اسکی آواز جو گونجی تو گھر کے سب افراد باہر نکلنے لگے۔

زریاب اپنے کمرے سے نکلا وائیٹ شہرت اور بلیک جینز میں۔۔۔حیدر بلیک

ہی گاگلز

لگائے روشانے کے پاس کھڑا تھا۔

اسنے مڑ کر زریاب کو دیکھا۔

زریاب کو محسوس ہوا وہ پہلے روز کی طرح آج بھی اتنا ہی ہینڈسم اور سارے ماحول پر چھایا ہوا

ہے۔

وہ آگے بڑھا۔

حیدر اور وہ ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے۔

کیسے ہو تم "حیدر نے پوچھا

فٹ برو آپ کیسے اور ایک سال کے بعد آنے ہیں سوچ لیں۔۔ بابا کے مزاج بہت برہم ہیں جن کا سامنا کرنا پڑے گا آپکو "زریاب بولا تو روشانے نے اس کیکٹس کے پودے کو

ڈیڈ کے مزاج مجھ پر کب برہم نہیں رہتے ٹیک اٹ ایزی میں ساری زندگی سے انھیں ہوں

ہی سنبھالتا آیا ہوں" وہ آنکھ دبا کر آگے چلنے لگا۔

اور دونوں بھائی ایک دوسرے کے شانے پر ہاتھ رکھے ماں باپ کے کمرے میں داخل

ہوتے کہ نور نے بھی حیدر کو دیکھ لیا۔

واہ واہ ہمارا ہیرو آگیا ماشاءاللہ ماشاءاللہ حیدر تم ٹی وی سکرین سے زیادہ ہینڈسم لگ رہے

ہو" نور ہمیشہ اسکی یوں ہی تعریف کرتی تھی جبکہ حیدر مسکرا دیا۔

تھینکس لیڈی" وہ بولا۔

اچھا محسوس ہو رہا تھا اب تک تو ان سب سے مل کر...

زریاب نے دروازہ ناک کیا اور وہ سب اندر داخل ہوئے سالار شاید واشروم میں تھا کیونکہ

کمرے میں زیمل تھی۔

حیدر آگے بڑھااور زیمل نے جلدی سے اسکواپنے سینے سے لگالیا۔

ماں صدقے میرا بیٹاآیاہے مجھے بتاتے آپکومیں ائیرپورٹ سے پک کرتی"۔

وہ لاڈ سے پہل۔۔

نہیں اسکی ضرورت نہیں تھی آپ سے ملنے ارہا تھاتوخود آتاآپکو کیوں بلاتا"

اسنے جھک کرماں کے ہاتھ چوم لیے شاید گھر کو وہ بھی یاد کر رہا تھاجواپنے اندر

ان سب سے مل کر

اتنی خوشی محسوس کر رہا تھا۔۔۔۔

زیمل نے اسکی پیشانی چوم لی

میرا بیٹاوہ مسکرائی زریاب روشانے اور نور بھی مسکرادی۔۔

تب تک ان سب کی آواز سن کر مینا بھی آگئی۔

ادہ ہو حیدر صاحب آئینے میں مل گی آپکو فرصت گھر لوٹنے کی۔"مینا بولی تووہ

ہنس دیا

آپ لوگ شکوہ کر رہے ہیں یہ اٹھا ٹھا کر طنز مار رہے ہیں"

بھی بحث تم سے نہیں کرنی تم اگئے یہ ہی بڑی بات ہے تم سے بحث میں بچپن

سے

آج تک جیت ہی کون پایا ہے" مینا ہنسی تو سب ہی ہنسنے لگے

آپکے شوہر کہاں ہیں" وہ زمیل کو دیکھ کر پوچھنے لگا

جبکہ زیل نے اسکے شانے پر تھپڑ مارا

شرم کرو"۔

تبھی سالار باہر نکلا حیدر سالار کو دیکھنے لگا۔

جبکہ سالار بھی حیدر کو دیکھ رہا تھا۔۔۔

حیدر ہلکا سا مسکرایا تھا

کیسے یں ڈیڈ"۔

وہ خود ہی آگے بڑھ کر اسکے سینے سے لگ گیا۔

کافی شرافت کا مظاہرہ کر رہا تھا سالار بھی مسکرا دیا

تمھیں دیکھ کر ہمیشہ خوش ہو جاتا ہوں" وہ بولا تو حیدر ہنس دیا سالار نے اسکا گال

تھپتھپایا۔

تم کیسے ہو ٹریپ کیسا رہا" وہ صوفے پر بیٹھ گیا حیدر اسکے سامنے بیٹھا تھا باقی سب بھی

وہیں بیٹھ گئے تھے۔

اچھا تھا دلچسپ تھا اور ہمیشہ کی طرح" وہ ہنس کے شانے آچکا گیا

چلو اب تمھاری دلچسپی کے مرکز کو پوائنٹ پر لانے کا سوچ لیا ہے ہم نے۔"

۔سالار بولا تو حیدر نہ سمجھی سے اسے دیکھنے لگا۔پہلے اسے کچھ کھانے پینے دیں

پھر سکون سے باتیں کریں گا آؤ ہم سب آج ناشتہ کریں

گے سارے"۔

زیمل بدمزگی نہیں چاہتی تھی تبھی جلدی سے اسے ان کے بیچ سے اٹھا کر بولی۔

یہ ٹھیک ہے بابا سکون سے باتیں تو ہوتی رہیں گی پہلے ناشتہ کرتے ہیں"۔

زریاب بھی بولا اور سالار نے بھی سر ہلا دیا وہ سب ناشتے کی ٹیبل پر آ گئے۔

ناشتہ آج ملازموں نے بنایا تھا تقریباً ریڈی ہی تھا حیدر کبیر زین اور عارض سے بھی ملا آیت نیناں اور رمشہ نے بھی اسکے سر پر پیار دیا اور وہ سب ناشتے کے لیے بیٹھ گئ

ویسے گھر میں کوئی ایونٹ ہے کیا آج" حیدر نے تھوڑی دیر بعد سوال کیا۔جی ہاں بہت بڑا ایوینٹ ہے آپ کے آنے کی خوشی میں ہی تو ایوینٹ ہو رہا ہے" روشا نے بولی

واہ بھئی مجھے تو لگ رہا تھا میرا استقبال ڈیڈ کے جوتوں سے ہو گا ہمیشہ کی طرح یہاں میرے

لیے ایونٹ ارینج ہو رہا ہے ایمپریسو وہ ہنسا جبکہ سب ہی ہنس دیے۔۔۔

اب تم بڑے ہو گئے وہ تو سوچا جوتوں سے نہ کیا جائے تمھارا استقبال "سالار مسکرا کر

بولا۔

بڑی نوازش ہے جناب آپکی "حیدر پولا۔

لاشہ کہاں ہے اسنے ناشتہ نہیں کرنا" اچانک سالار کو ہی اسکا خیال آیا۔۔

حیدر کے ہاتھ بے ساختہ رکے تھے۔

ماتھے پر جیسے پہچان کی لکیریں سی پڑیں سب اسکاری ایکشن نوٹ کر رہے تھے۔

لانیہ "اسکے منہ سے بے ساختہ نکلا سالار مسکرا دیا۔

فخریہ کی مسکراہٹ اسکے لبوں پر آئی اور جیسے سب کو جتا گئی کہ اسکا فیصلہ غلط نہیں ہے

حیدر کو لائہ یاد ہے

جی ہاں بھیالا بہ آپی آپکی فرینڈ تھیں نہ بچپن میں "یہ شیری تھا

حیدر ہنس دیا۔

رئیل شی از ھنیر "وہ جیسے کافی حیران تھا۔

زیل حیدر کے اس ری ایکشن کی امید نہیں تھی مسکرادی۔

جی بیٹا وہ یہیں ہیں اب یہیں رہتی ہیں"۔

اچھا تو وہ لوگ بھی آئے ہوئے ہیں کہاں پر ہیں افشین آنٹی "حیدر اٹھا اپنی

جگہ سے۔

افشین کی ڈیتھ ہو گئی ہے"۔

کبیر نے اطلاع دی۔

وات"۔

حیدر حیرانگی سے کبیر کو دیکھنے لگا۔

اورزین نے پھر اسکو لائبہ پر گزری ساری کہانی سنادی۔

وہ خاموشی سے سنتا رہا۔

سید

بس اتنای بولا۔

اور دوبارہ ناشتہ کرنے لگا۔

بھیا آپ لالہ سے نہیں ملوگے "روشانے کے اندر جیسے یہ بات اچھل رہی تھی کہ اسے

اطلاع دے دے کہ اسکا نکاح آج لاشبہ سے ہونے جارہا ہے۔

حیدر شانے آچکا گیا۔

اگر کسی کو ملنا ہے تو وہ یہاں اجائے جیسے تم سب ملے ہو" حیدر ہلکا سا مسکرایا۔

ب جیسے عجیب انداز میں اس سے بچ رہے تھے۔۔۔۔۔

سالار البتہ سکون سے ناشتہ کر رہا تھا وہاں سب نے پھر ہلکی پھلکی باتوں میں ناشتہ کیا اور لاشبہ جو اپنے کمرے کے دروازے سے کان لگائے کھڑی تھی اپنے دل کو اپنے ہاتھ کی

کپکپاتی مٹی میں جکڑے کھڑی تھی۔

اسے وہ یاد تھی دل نے ایک عجیب ہی انداز میں خوشی کو محسوس کیا تھا۔۔۔

کیا یہ کافی نہیں تھا اسے وہ یاد تھی۔

ناشتے کے بعد سب بڑے لاونج میں بیٹھ گئے۔۔۔

جبکہ کبیر نے بچیوں کو وہاں سے نودو گیارہ کر دیا۔

روشانے تو حیدر کاری ایکشن دیکھنا چاہتی تھی لیکن بڑے بابا نے نکال باہر کیا تھا

حیدر ان سب کی جانب دیکھ رہا تھا۔

کتنے دن کے لیے آنے ہو" عارض نے ہی اس خاموشی کو توڑا۔

بابا بیس رات میں واپسی پر لوں گا ایکچلی ایک کمپنی ہے جس ملکی ہائیر نگ کل

سے سٹارٹ

ہو رہی ہے بس اسی وجہ سے مجھے آج رات اپنے گھر جاتا ہو گا"۔

وہ بولا۔

تم یہاں بھی تو رہ سکتے ہو ہمیشہ کے لیے بیٹا یہ بھی تو تمھارا اپنا ہی گھر ہے"

زمن ہلکا سا

مسکرا کر بولا۔

مجھے ہمیشہ یہاں ایک مسافر کی حیثیت دی گئی ہے اب مجھے اس کی عادت ہو

گئی ہے"

اسکے پاس ہر بات کا جواب تھا۔

عادت کو بدلا بھی جا سکتا ہے" سالار بولا۔

عادت بنانے والے عادات کو بدلنے کا کہیں تو اچھا نہیں لگتا"

وہ بنا ہچکچانے باپ سے دو بادو ہوا۔

خیر وہ تمھاری اپنی مرضی ہے"

سالار نے ہاتھ اٹھا دیے

ماحول میں کثافت کی بھرنے لگی زیمل بے چین ہو گئی حیدر نے سر جھٹک دیا

میں نے تمھارے لیے ایک فیصلہ کیا ہے حیدر اور اسی خاص کام کے لیے میں نے تمھیں یہاں بلایا ہے" سالار نے بات کا آغاز کیا اس وقت اس گھر کا ایک ایک شخص سالار کے سوال پر حیلا کے جواب کا منتظر تھا لڑکیاں کان لگائے کھڑی تھیں جبکہ لائبہ کا دل

سنبھل ہی نہیں رہا تھا۔۔۔

وہ انکار کر گیا تو وہ بن موت ماری جائے گی۔

اسکا دل ٹوٹ جائے گا کئی ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائے گا۔

اورا گروہ اقرار کر گیا تو وہ خوشی سے مر جائے گی اپنی قسمت کے اس حسین

موڑ پر اسکا

ساتھ ملنے پر نہ جانے کیا سے کیا کر بیٹھے۔۔۔

وہ مسکرا رہی تھی دل کو اچھا احساس تھا وہ اسے یاد رکھے ہوئے تھے۔

کیسا فیصلہ "حیدر سنجیدگی سے باپ کو دیکھ رہا تھا۔

تمھارے اور لائبہ کے نکاح کا فیصلہ ---- تمھیں بھی لائبہ بچپن سے پسند

ہے اور مجھے بھی

اپنی بہو کے روپ میں بہت پسند ہے اور وہ تو سب کی ہی پسند رہی ہے۔۔۔۔

آپکو کس نے کہا ہے لاشہ میری پسند ہے " بلکل ٹھنڈے ٹھار لہجے میں باپ

کی آنکھوں

میں دیکھتا وہ سوال کر رہا تھا۔

اور سب کو اسی بات کا ڈر تھا جو سامنے آگئی تھی۔

ایکدم سالار جیسے لاجواب سا ہو گیا۔۔۔

وہ لائبہ جس کی وجہ سے آپ نے مجھے بلاوجہ اپنے آپ سے دور کر دیا کس نے کہا ہے مجھے وہ لائبہ چاہیے اور آپ میرے لیے میری ہی زندگی کا اتنا اہم فیصلہ اپنی مرضی سے کر لیں گے مجھے یہاں بلائیں گے دو چار میٹھے الفاظ بولیں گے اور مجھ سے اپنی بات منوا لیں

گے ڈیڈ ائس نا نسینس "

شیٹ آپ "سالار بھڑکا۔

ساری زندگی آپ صرف مجھ پر بھڑکتے آئے ہیں۔۔

لا نبہ یہاں سے چلی گئی اور اسکے بعد آپ نے مجھے بھی یہاں سے نکال باہر کھڑا کیا آپ کو لگتا ہے میں کسی بھی لائبہ میں انٹر سٹیڈ ہوں گا اینڈ ویٹ ویٹ آئی ریمیمبر شی از پیچ آ

فلش گرل۔۔۔۔

اپنی بات دوسروں تک کنوے نہیں کر سکتی جو میرے ٹائیپ میرے سٹینڈرڈ

کی نہیں

ہے آپ اس لاشہ سے میرے نکاح کا سوچے بیٹھیں ہیں ہاؤ سمارٹ۔۔۔

مجھے لگا مجھے آپ نے خوشی سے بلایا ہے لیکن افسوس سے ڈیڈ آپ نے آج

بھی صرف اپنے

مقصد کے لیے بلایا مجھے۔۔۔

ایک بے سہارا لڑکی جس کے آگے نہ پیچھے کوئی اسکے لیے آپ کو میں ملا تھا تو

ایم سوری

نہ ہی میں کسی سے نکاح کروں گا اور نہ ہی اپنی مرضی اپنی پسند کے بنا کسی کو

اپنی زندگی

کا فیصلہ کرنے دوں گا"

بی"

سرخ چہرے سے وہ ایکدم دھاڑا تھا۔

بہت بول لیے تم"۔

وہ انگلی اٹھا کر بولا۔

ایک بار تو تمھیں اپنے دماغ میں فٹ کرنی ہو گی حیدر یہ میرا فیصلہ ہے اور اس سے تم انچ

بھی نہیں ہو گے"۔

وہ دھاڑا تھا۔

حیدر دانت بھینچے باپ کو دیکھنے لگا دونوں ایک دوسرے کے مقابل کھڑے تھے کبیر کو وہ

دن یاد آ گئے جب اسی طرح سالار بھی مرتضی سے دو بدو ہوتا تھا۔

ٹھیک ہے تو کر کے دیکھائیں آپ"۔

کہہ کر وہ بنا وہاں رو کے وہاں سے نکلتا چلا گیا

اگر تم نے میری بات نہ مانی تو دوبارہ اپنا منہ کبھی مت دیکھانا" سالار پیچھے سے چلایا۔۔۔ بابا پلیز یار کیا ہو گیا ہے بات آرام سے بھی ہو سکتی ہے"

زریاب نے باپ کو روکا اور حیدر

کے پیچھے دوڑا۔۔۔

بھیا رک جائیں پلیز آرام سے بھی بات کر سکتے ہیں ہم" وہ حیدر کو روکنے لگا ڈیڈ کو مجھ سے کوئی ذاتی دشمنی ہے اسکے علاوہ کچھ بھی نہیں وہ تمھارے باپ ہیں انھیں

تم ہی رکھو" وہ کہہ کر گاڑی پر سوار ہو گیا۔۔۔۔

بھیا"

اور گاڑی ایکدم پیچھے لے گیا تھا

سالار نے اسے اس گھر سے نکلتے دیکھا تھا۔۔۔

اسکی سانسیں اپنے آپ ہی ناہموار سی ہونے لگی وہ کافی مظبوط عصاب کا مالک تھا ایسا نہیں تھا کہ وہ اتنی جلدی ہار مان جائے معلوم نہیں عمر کا تقاضہ تھا وہ ایکدم دل پر ہاتھ

رکتا صوفے پر ڈھے گیا۔۔۔۔

اور گھر میں ایک گونج سی تھی

سالار "کبیر عارض زین نے اسے تھاما زریاب اندر بھاگا جبکہ حیدر وہاں سے جا چکا تھا۔

لاشبہ جائے نماز پر بیٹھی تھی۔

اسکا ایک ایک حرف دل کی شفاف دہلیز پر جیسے گوندھ گوندھ کر لکھ دیا گیا تھا ۔۔۔وہ نہیں جانتی تھی اسکے یہاں سے جاتے ہی سالار نے خود سے حیدر کو کیوں دور کیا اور اس بات کا جواب سالار ہی دے سکتا تھا لیکن وہ قصوروار تھی اسکی نظر میں ان باپ

بیٹوں کی آپس میں دوریاں ڈالنے کی۔۔۔۔

سالار کی طبعیت نہیں ٹھیک تھی سب ہاسپٹل گئے تھے۔

اور وہ گھر میں بیٹی جائے نماز پر اپنے رب کے حضور دعا مانگ رہی تھی۔۔۔۔

وہ آج بھی وہ ہی دعا مانگ رہی تھی کہ وہ اسکے دل سے نکل جائے وہ۔۔۔۔

نکل جانے وہ اسے بہت تکلیف دیتا ہے اسکے دل میں رہ کر وہ اسکے دل کو توڑ دیتا ہے

بے رحمی سے مسل دیتا ہے وہ اس سے آزاد ہونا چاہتی تھی۔۔۔

مگر نہیں ہو پاتی تھی۔۔

روشانے کمرے میں آئی۔

لاشبہ آپی آپ نے کچھ بھی نہیں کھایا"۔

وہ بھیگے بھیگے لہجے میں بولی سالار کو کچھ نہ ہو وہ بھی تو دعا مانگ رہی تھی۔۔

اور ویسے بھی سالار تو اس سے بہت محبت کرتا تھا۔

بھوک نہیں لگ رہی ہیں" اسنے اپنے گال صاف کیے اور جانے نماز فولڈ کرتی اٹھ گئی۔

نور آپی نے زار کو کال کی ہے ابھی پتہ لگ جائے گا بڑے بابا ٹھیک ہو جائیں گے"

وہ بولی تو لائبہ نے سر ہلایا۔۔۔۔۔۔

جاری ہے

نور نے عارض کو کال کی تھی۔

عارض نے بتایا کہ ایک مائلیز ساہارٹ اٹیک سالار کو آیا ہے۔

وہ سب جیسے حیران رہ گئے حید کی باتیں اتنی زیادہ وہ دل پر لے گیا تھا"۔ لیکن جب پتہ چلا کہ وہ اب ٹھیک ہے تو سب کو تسلی ہوئی تھی باباجانی حیدر کو بتایا ہے آپ لوگوں نے "نور نے عارض سے سوال ک

عارض کو حیدر پر کچھ زیادہ ہی غصہ تھا تبھی وہ انکار کر گیا نہیں اس جیسی اولاد کو جب ماں باپ کا احساس نہیں تو اسے کسی بات کی اطلاع ہی

ضرورت بھی نہیں۔"۔

عارض مھرک کر بولا

باباجانی آپ کیسی باتیں کر رہے ہیں حیدر بیٹا ہے بڑے بابا کا "نور کو اچھا نہیں لگا۔

عارض نے فون بند کر دیا۔

جبکہ وہ تینوں ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگی۔۔۔

نور آپی حیدر بھیا کو بتادیں آخر کو انھیں بھی پتہ چلنا چاہیے انکی وجہ سے کیا ہوا ہے "لائبہ خاموش ہی کھڑی تھی نورا بھی سوچ ہی رہی تھی کہ منانے حیدر کو کال ملائی۔ نمبر اپنے زریاب سے کچھ ٹائم پہلے لیا تھا لیکن کبھی اتفاق نہیں ہوا کہ اس سے بات کر

سکے۔

منہا نے کال ملائی تو بیل جاتی رہی اور ہمیشہ کی طرح پہلی بیل پر اپنے کال ریسیو نہیں

کی۔۔۔

دوسری اور تیسری بل جانے پر بڑے غصے میں کال پک گئی تھی۔

ہو"۔

اسنے سوال کیا۔

میں بول رہی ہوں مینا۔"

مینا بھی غصے سے بولی۔

حیدر چند لمسے خاموش رہا۔

جی" کچھ توقف کے بعد سوال ہوا

چھوٹے بابا کو ہارٹ اٹیک آیا ہے وہ(--------)ہاسپیٹل میں ہیں اگر

تمھارے دل میں

انکے لیے تھوڑا سا احساس ہو تو چلے جانا" مبنا نے مختصر بات کر کے فون بند کر

دیا۔

جبکہ دوسری طرف حیدر فورا کرسی چھوڑ کر ایکدم اٹھا تھا۔

اسنے زریاب کو کال کی جس نے کال پک نہیں کی اسنے سب کے نمبر زپر

ٹارٹ کیا جب

اسکی کال کسی نے پک نہیں کی تو گاڑی میں بیٹھتے ہوئے زیل کو کال کی

جس نے بیٹے کی کال ایک لمبے میں پک کی زیمل رو رہی تھی۔

ماما کیا ہوا ہے"

وہ پریشانی سے پوچھ رہا تھا

حید آپکے بابا کی طبعیت نہیں ٹھیک" وہ بہت زیادہ رو رہی تھی اور معلوم نہیں اسکی کال

کا سلسلہ کیسے منقطع ہو گیا کہ دوبارہ کال ملانے پر بھی اسکی کال ریسیو نہیں کی گئی

تھی وہ لمحوں میں پہنچا تھا ہاسپٹل اور ریسیپشن پر ایمرجنسی کا پتہ کر کے وہ

بھاگتا ہوا۔۔۔

آئی سی یو کے باہر پہنچا تو پتہ چلا کہ اسے کمرے میں شفٹ کر دیا ہے وہ روم نمبر پوچھا کر

تیسرے فلور پر بھاگتا ہوا پہنچا تھا

اور سامنے ہی کمرے سے باہر نکلتا زریاب نظر آیا۔۔۔

وہ ہانپتا ہوا اس تک پہنچا

ڈیڈ کہاں ہے کیا ہوا ہے انھیں "پریشانی کی کئی لکیروں نے اسکے ماتھے پر جال

سا بنایا ہوا

تھا۔

ہارٹ اٹیک آیا ہے"

کیسے کیوں کیا بتایا ہے ڈاکٹر نے' وہ بھائی کو جھنجھوڑ کر بولا۔

کسی اپنے کے الفاظ کافی گھیرے لگیں ہیں انھیں زریاب نے پر شکوہ نظروں

سے اسے دیکھا جبکہ حیدر نے بھی اسکی جانب دیکھا اور بنا کچھ بھی ہولے وہ

وہاں سے کمرے میں آ

گیا

کمرے میں سالاد شاید اب تک بے ہوش تھا سب خاموشی سے کھڑے تھے

۔۔این رمشہ کبیر نیناں زیل ایک طرف ہونے پر بیٹی رو رہی تھی جبکہ

عارض اور آیت بھی

وہیں کھڑے تھے۔

زریاب بھی اندر آ گیا

باپ کے پاس جانے کے بجائے وہ رو رو کر ہلکان ہوتی ماں کے پاس پہنچا تھا

زمیل اسکے

سینے سے لگ گئی سب کی نظروں میں اسکے لیے غصہ تھا

آخر کو ان کا اتنا مظبوط اعصاب کا بھائی اسکی وجہ ہسپتال میں پڑا تھا۔

حیدر دیکھو آپکے ڈیڈ کے ساتھ کیا ہوا ہے۔"

مام کچھ نہیں ہوتا"۔

وہ تسلی دینے لگا۔

اگراب بھی تم یہ کہنے والے ہو کہ کچھ نہیں ہو ا

۔ تو بیٹے ٹھیک تمھارا خون سفید ہو گیا

ید تپ چڑھی ہوئی تھی

ر نکل گیا آخر غصے کو مکہ یکھ تھا اتنے سارے لوگ اسکے سر پر

کیسے کھڑے وہ سکتے تھے آیت بھی اسکے ساتھ ہی باہر آگئی کیا ضرورت تھی

آپکو اس موقعے پر

یوں باتیں کرنے کی"۔آیت کو اچھا نہیں لگا تھا۔

آیت بھائی ہے وہ میرا ہارٹ اٹیک کوئی عام بات نہیں ہے" وہ غصے سے بھڑکا

۔

اچھا آپ تو ریلکس ہو جائیں پہلے ہی سب اتنے پینک ہو رہے ہیں اللہ تعالی جلد شفا دے اور آگے بھی جلد صحت یاب ہو جائیں گے" وہ اسے تسلی دے رہی تھی دونوں باہر ہی بیٹھ

گئے۔۔۔

میں بھی باہر ہوں ہوش آنے سالار کو۔۔۔تو بتانا"کبیر نے سالار کی پیشانی پر ہاتھ رکھ کر زریاب کی جانب دیکھ کر کہا زمین تو خود جیسے اسکے لیے جان دینے کو تیار تھا وہ سب رفتہ

رفتہ باہر نکل گئے تو پیچھے صرف زریاب زیل اور حیدر رہ گئے۔

صارم میڈیسنز لینے گیا تھا۔۔۔

وہ ایک دن کے لیے لاہور گیا تھا اور جب آیا تو پتہ چلا سالار ہاسپیٹل ہے تو وہ شیری کے ساتھ فورا یہاں اگیا تھا اور اس وقت دونوں سالار کی میڈیسنز لینے گئے تھے۔۔

حیدر باپ کی جانب دیکھنے لگا

زیل اور زریاب نے کوئی بات نہیں کی تھی۔

تینوں چپ چاپ بیٹھے تھے بس زمیل حیدر کے سینے سے لگی بیٹھی مسلسل رو

رہی تھی جبکہ وہ ماں کے آنسو اپنے ہاتھوں سے بار بار آپ صاف کرتا اسے

تسلی دے رہا تھا تقریبا پورے

ایک گھنٹے بعد سالار کو ہوش آیا تو اسکی فیملی اسکے پاس تھی۔۔

بابا آپ ٹھیک ہیں "زریاب نے جلدی سے باپ کا چہرہ تھام لیا

زیل نے اسکے ہاتھ پکڑ لیے وہ رو رہی تھی سالار کے ہاتھ کی مظبوطی نے جیسے

اسے تسلی ہاتھ

دی تھی کہ وہ ٹھیک ہے جبکہ حیدر بھی سامنے آگیا۔۔۔

سالار نے اس سے منہ پھیر لیا۔

کیوں کر رہے ہیں آپ میرے ساتھ اسطرح "حیدر نے زریاب کو ہٹایا اور

خود سالار کا ہاتھ

تھام کر بیٹھ گیا

حیدر بیٹے اسوقت یہ باتیں نہ کرو"۔

زیمل نے روکا

کرنے۔۔۔دو۔۔۔اسے۔۔۔۔آخر کتنا۔۔زہر ہے۔۔اس میں۔۔میرے

لیے

سننا ہے۔۔مجھے "وہ بمشکل بولا زریاب اور زمیل بے چین ہو گئے وہ دونوں

ہی ضدی تھی

اور ایک دوسرے کے مقابل تھے۔۔۔

حیدر اسکی جانب دیکھنے لگا۔

ڈیڈ میں نہیں کرنا چاہتا کسی لائبہ سے نکاح" حیدر نے پھر وہ ہی بات کی۔

تو یہاں کیوں بیٹھے ہو جاؤ۔"۔

سالار نے کب اسے کسی بات پر لچک دی تھی

جاؤ تمھیں میری پرواہ کیوں ہو گئی۔

ڈیڈ میں اپکا بیٹا ہوں"

حیدر نے اسکا ہاتھ تھاما جبکہ سالار نے ہاتھ جھٹک دیا۔۔

تو بیٹھے بن کر رہو میرے باپ نہ بنو۔

وہ بولا حیدر نے دانت کھینچ لیے۔۔۔

سالار"۔

ہمیشہ سے اسی رویے میں رہتا تھا وہ اسکے ساتھ اتنی ہی سختی کرتا تھا زیمل بے چین تھی وہ اسے بھی ڈھیل دے سکتا تھا اسے اپنے نزدیک کر سکتا تھا جیدا

وہاں سے اٹھ گیا۔

بہائی

زریاب نے روک لیا۔

حیدر کی آنکھیں سرخ ہونے لگیں تھیں غصے کی شدت سے اسکی پیشانی کی رگیں پھول

رہی تھیں سالار نے آنکھیں بند کر لیں

اپنے بیٹے سے کہہ دو یہ تو میری بات پر اجانے ورنہ میرے سامنے کبھی نہ آئے"۔ سالار کی اختیار سے بھرپور آواز پر حیدر نے مڑ کر باپ کو دیکھا پھر زریاب کو دیکھا ماں کو دیکھا وہ دونوں ہی چپ کھڑے تھے

تو آپ سب مل کر صرف یہ چاہتے ہیں کہ میں لانہ سے نکاح کر لوں"۔ ہاں کیونکہ تم اسے جانتے نہیں ہو یہ پھر جانتے ہو تو مجھول رہے ہو اسے وہ تمھارے نام سے ہی ہے جزی آج اسے تمھاری ضرورت پڑ گئی تو بیچ راہ چھوڑ کر بھاگ رہے ہو"۔ ڈیڈ میں نے کبھی کسی کو اپنے نام سے نہیں جوڑا آپ مجھ پر زبردستی یہ فیصلہ تھونپ

رہیں ہیں" وہ غصے سے چیتا

زریاب نے اسکے شانے پر ہاتھ رکھ لیا وہ سر تھام گیا تو دفع ہو جاؤ" سالار کا بی پی ہائی ہونے لگا تھا پلیز غصہ نہ کریں آپ" زیل پریشان ہو گئی۔ کہو اسے

یہاں سے چلا جائے تماشا دیکھنے آیا ہے کیا جب باپ کو باپ ہی نہیں سمجھتا

اسکے

ہر فیصلے کی تلافی ورزی اس نے کرنی ہے تو"۔

سالار نے کہا جبکہ صدر نے بالوں میں ہاتھ پھیرا اپنے غصے کو کنڑول کرنے

کی ہر ممکن

کوشش کی...

ایک لاشہر سے نکاح اس بات کا ثابت کر دے گا کہ میں آپکو اپنا باپ سمجھتا

ہوں لیکن آپ مجھے اپنا بینا نہیں سمجھتے صرف دشمن سمجھتے ہیں تو بلا لیں اسے

میں نکاح کے لیے

تیار ہوں۔

لیکن مجھ سے کسی اچھے کی امید کبھی مت رکھیے گا"

وہ دھڑلے سے کہتا۔

پیچھے ہو کر بیٹھ گیا ٹانگ پر ٹانگ رکھے پاؤں جھلانے لگا۔

اسکی بے چینی اضطرابی کیفیت واضح تھی۔

سالار نے ایک نگاہ اسکی جانب دیکھا

جاؤ زریاب نکاح کا انتظام کرو" وہ اپنی بات پر قائم تھا زمیں نے سالار کی

جانب دیکھ کر

سر نفی میں سر ہلایا۔

لیکن سالار اپنی بات سے نہیں ہٹا تھا

وہ جانتا تھا وہ اسی کا بیٹا تھا۔

وہ بہٹ دھرم تھا تو اسے علم تھا وہ اس پر گیا ہے۔

وہ یہ نکاح نہیں کرنا چاہتی تھی لیکن اپنے الفاظ اپنے اندر ہی مار لیے تھے وہ

کاغذ پر سائین کر کے جیسے ان سب کے منہ پر یہ کاغذ مار کر گیا تھا اور خاص کر

لاشہ کے۔۔۔۔ایک نگاہ اسنے اٹھا کر لائبہ کی طرف نہیں دیکھا تھا احساس

ذلت سے اسکے آنسو ٹپ ٹپ میں

رہے تھے۔۔۔

مولوی صاحب جب چلے گئے تو زیمل نے اسے سینے سے لگا لیا وہ خود بھی رو

پڑی تھی۔

جبکہ سب خاموش تھے لائبہ نے اپنے آنسو صاف کیے اسے لگ رہا تھا وہ ان

سب کے سامنے اب سر نہیں اٹھا پائے گی جس طرح پیپر وہ ہوا میں اچھال کر

سب سے پہلے وہاں

سے نکلا تھا۔

اسکا چہرہ سرخ ہو رہا تھا

اسے لگا تھا اسکے امتحان اب ختم ہو گئے ہیں اب اسکی زندگی میں کوئی مشکل کوئی رکاوٹ نہیں لیکن اسکے دل میں بسنے والا ایک متقین اسکے لئے سب سے بڑی رکاوٹ تھی

سب ٹھیک ہو جائے گا دیکھنا تم بہت جلد سب ٹھیک ہو جائے گا" زیل اسے پیار کرتی

اسے تسلیاں دے رہی تھی

ہم گھر جائیں" بھیگے لہجے میں بس اسنے یہ ہی سوال کیا۔

وہاں سب کے دل جیسے لاغہ کی اندرونی کیفیت کو سمجھ سکتے تھے۔

جاؤ زریاب لائبہ کو گھر چھوڑ آؤ"۔

سالار نے کہا

صارم ایک طرف کھڑا یہ سارا تماشہ دیکھ رہا تھا ایک لڑکی اسے پسند آئی تھی

اور ابھی پسند کا اظہار بھی نہیں ہوا اور وہ لڑکی کسی ایسے شخص کی ہو گئی جو کہ نہ

اس سے نکاح کرنا چاہتا

تھا نہ اسنے اسے دیکھا تھا نہ ہی جانتا تھا۔

وہ تو لائبہ سے دور رہے گا۔

تقریبا چار سے پانچ دن بعد سالار گھر واپس آیا تھا۔

گھر میں سب اسکے آنے پر کافی خوش تھے اپنے قدموں پر چل کر وہ کافی

ہشاش بشاش

لگ رہا تھا۔

روشانے تو اسکے سینے سے لگ گئی

بڑے پاپا اپنے تو ڈرا دیا بچوں کی طرح بیمار ہی ہو گئے" وہ بولی تو سالار ہنس دیا

۔

مجھے پتہ تھا میری بیٹیاں میرے لیے دعا کر رہی ہوں گی تو میں ٹھیک ہو کر ا گیا" وہ

مزے سے بولا جبکہ لاشیہ بھی ہلکا سا مسکرا دی۔

اسکے چہرے پر کافی اطمینان تھا۔ سالار لاونج میں ہی بیٹھ گیا

بابا آپ روم میں چل لیں"

ارے نہیں یار بچہ تھوڑی ہوں بس طعنہ بھی مار دیا تمھاری بیوی نے کے بچوں کی طرح بیمار ہو گیا ہوں اب ذرا یہاں بیٹھنے دو تا کہ یہ مجھے بچہ نہ سمجھے "

سالار نے کہا تو سب مسکرا دیے روشانے اسکا ہاتھ تھامے بیٹی تھی وہاں ہلکی پھلکی باتیں ہو رہیں تھیں

بچوں کو ایک بار پھر ایک طرف کھینچ کر وہ سب بڑے بیٹھ گئے تھے سالار

حیدر اور لائبہ کا

زبردستی نکاح تو ہو گیا ہے۔۔

اب آگے کیا ہو گا"۔

کبیر نے اس سے سوال کیا

ابھی فلحال حیدر کو چھیڑنا فضول بات ہے اسکا غصہ اترنے دو آرام سے بات کروں گا اس

اب آرام سے کرو گے اور پہلے تم سے آرام سے بات نہیں ہو رہی تھی"۔

کبیر نے اسپر بھی غصہ کیا۔

اولاد اور ماں باپ میں فرق رہنا چاہیے وہ میری اولاد ہے وہ مجھے اپنا دشمن صرف اس بات کی وجہ سے سمجھتا ہے کہ میں نے اسے خود سے دور رکھا اور بھٹی میں بھی اتنے عرصے ماں باپ سے دور رہا تھا تو کیا میں ان سے نفرت کرنے لگ جاؤں اسکا کریر یہاں رہتے سیٹ

ہو جاتا۔

بتاؤ مجھے اسکی جو حرکات تمھیں سب ٹھیک ہو جاتی۔

میں اسے باغی نہیں بنانا چاہتا تھا وہ ہر بات کو غلط سمجھتا ہے لیکن میرے پاس بھی

فلحال اسکے اڑیل دماغ سے لڑنے کی ہمت نہیں ہے"۔

وہ سر جھنگ کر بولا

یعنی میرا بھائی تو بوڑھا ہو ہی گیا ہے اپنے بیٹے کو قابو نہیں رکھ پا رہے"۔اب تو تھپڑ کھائے گا مجھ سے "سالار نے زین کو گھورا جبکہ وہ عارض کے ہاتھ پر ہاتھ مار

کر بنا

بھیا یار جو مرضی کرو دوبارہ ہاسپٹل کی سیر مت1

کرائیے گا" عارض جیسے عاجز سا ہوتا بولا۔

سالار ہنس دیا۔

چلیں میں کچھ اچھا سا بنا لیتی ہوں اب کھانے کو سب کو ہی ہموک لگی ہو گی"۔

آیت اور رمشہ انھیں تو انکے ساتھ نیناں بھی اٹھ گئ

سالار کے لیے میں خود بناؤ گی" زیل نے کہا تو سالار اسکی جانب دیکھ کر مسکرا دیا۔

جبکہ وہ اس عمر میں بھی ہلکا سا شرما کر کچن میں چلی گئ

زریاب خاموش بیٹھا تھا۔۔

تمھیں کیوں سناپ سونگھ گیا ہے" سالار نے اسکی جانب دیکھا نہیں کچھ نہیں بس یہ سوچ رہا ہوں آپ نے تو اپنی طرف سے بات ختم کر دی۔۔۔ کیا بات حمید بھائی کی طرف سے ختم ہو گئ ہے۔ کیا وہ لاشہ کو قبول کر لیں گے بنا اسے تکلیف دیے" زریاب نے باپ کی جانب دیکھا

تم زیادہ سوچ رہے ہو وہ قبول بھی کرے گا اور خوش بھی رہے گا۔

اپنے گیا۔

ہوپ ہو" تیاب نے سر جاتا۔

اور پھر سب باتوں میں لگ گئے

شاہنواب ایک ہفتے تک واپس آرہا ہے تو میں سوچ رہا ہوں منا کی شادی کے بارے میں" کسیر نے اطلاع دی تو سب ایکدم چونک گئے اچانک کی اسکی خبر پر۔۔۔

یہ تو اچھی بات ہے کم از کم اسطرح گھر کے ماحول میں بہتری آجائے گی" عارض نے کہا تو سب مبنا کی شادی کی پریپریشن کی ڈسکشن کرنے لگے تھے۔

اگلی صبح اسکے دروازے پر دستک ہوئی توزیل نے دروازہ کھول لا شبہ کھڑی تھی

کیا ہم اجائیں" وہ سوال کرنے لگی اور حقیقت تو یہ تھی اسکا یہ لہجہ اسکے الفاظ کی تمیز سالار کا دل جیت لیتی تھی اور پھر

چہرے پر بلا کی معصومیت. آجاؤ بیٹا اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے "زیل مسکرا کر ایک طرف ہوئی تو وہ اندر آگئ

کسی طبعیت ہے اب آپکی "لائبہ نے سالار سے پوچھا۔

اب تو بلکل فٹ ہوں "وہ مسکرایا لائبہ بھی مسکرادی

وہ دونوں ہی جانتے تھے وہ یقینا کوئی بات کرنے کے لیے آئی ہے۔ ہم یہاں سے جانا چاہتے ہے ہاسٹل شیفٹ ہونا چاہتے ہیں ویسے بھی اب سٹڈی بھی ہارڈ ہو جائے گی اور پھر ٹرینیگز ہیں پھر ہاؤس جاب ہے بہت سارے جھمیلے ہیں۔۔۔ تو تم سالار ابھی بات مکمل کرتا ہی کہ لائبہ نے جلدی سے اسے روک دیا

سب آپکو بڑے پاپا کہتے ہیں ہمیں بھی اچھا لگتا ہے یہ لفظ ہم آپکو اپنے باپ کی حیثیت دیتے ہوئے یہ التجا کرتے ہیں ہمیں کچھ عرصے یہاں سے دور بھیج

دیں یہ ہمارا عدہ ہے آپ سے ہم ڈاکٹر بن کر یہاں دوبارہ آجائیں گے "لائبہ
مدھم لہجے میں بولی تھی زیمل اور
سالار ایک دوسرے کی جانب دیکھنے لگے۔۔
ٹھیک ہے "سالار مسکرادیا لائبہ بھی مسکرادی۔
ہاں ٹھیک ہے جیسا تم چاہو تمھاری خوشی میں ہم خوش ہیں لیکن منہا کی
شادی تو اٹینڈ کرو
گی نہ "زیمل نے اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام لیا
تھنگیو سونچ "۔
وہ مسکرا کر اسکے گلے لگ گئی جبکہ وہ دونوں ہی اتنی سی بات پر اسے خوش دیکھ
کر مسکرا
دیے۔

ہاں شاید چھوٹی چھوٹی خوشیوں میں بعض اوقات انسان کو بہت بڑی بڑی خوشیاں مل جاتی ہیں۔۔

جاری ہے

سرخ آنچل

قسط10

اسے لگا سالوں بعد اس گھر میں اسنے قدم رکھا ہے وہ ایک ایک چیز کو ایسے دیکھ رہی تھی گویا اگر ان چیزوں کو چھو لے گی تو شاید ان میں سے افنان کی یادیں پریشہ کی یادیں چلی جائیں گی زریاب اسکے ساتھ ہی تھا وہ پیچھے کھڑا یہ سب دیکھ رہا تھا

جبکہ لائبہ نیچے اس ٹھنڈے فرش پر جیسے بے آسرا سی بیٹھی رہ گئی۔۔۔اس گھر کی دھول سے آتی چیزوں میں اسکے ماں باپ کی شفقت اپنائیت اور محبت بسی

ہوئی تھی۔

اور آج یہاں دوبارہ لوٹ کر دل جیسے مٹھی میں جکڑا گیا تھا۔وہ دونوں ہاتھ انکھوں پر رکھ کر چہرہ چھپا کر رو دی پرا

زریاب کواس لڑکی کایوں بکھر ساجانااچھا نہیں لگاوہ اسکے نزدیک آیااور اسکے شانے پر

ہاتھ رکھانرمی سے شفقت سے وہ چھوٹا تھااس سے لیکن اسکااحساس ضرور تھا۔۔۔

ہمت سے کام لو تمھیں یقیناً صبر کا پھل ضرور ملے گا"۔

وہ تسلی دینے لگا

مگر کب ہم۔۔ ہمیں لگتاہے دور دور تک بس ہماری زندگی میں اندھیرا ہے اور یہ اندھیرا ہماری زندگی سے کبھی جدا نہیں ہوگاان اندھیروں سے ہم نہیں نکل سکیں گے"۔

وہ خفگی سے بولی۔

تم غلط سوچ رہی ہو۔"زریاب کچھ کہتا کہ وہ نفی میں سر ہلاتی پلٹی

ہم غلط سوچ رہے ہیں وہ جیسے حیرانگی سے پوچھنے لگا

اپنے گالوں سے آنسو صاف کیے

تو بتایئے ذرا کوئی اچھا پہلو ہماری زندگی کا جس پر ہم ناشکری کر رہے ہو آپ بتا دیجیے ہمیں۔۔سچ تو یہ ہے "وہ مجھگے لہجے سے اپنے سرخ ہوتے ہونٹ دانتوں سے کاٹتی ایک

ہچکی سی ہجرتی اسے دیکھنے لگی۔۔

سچ تو یہ ہے ہم منحوس ہیں ہمارا وجود ایک منحوسیت کی طرح ہمارے ماں باپ کی زندگی کو کھا گیا ہماری ماں ہمیں بچاتے بچاتے مر گئیں اور اب۔۔۔اور اب دیکھیے ستم زندگی کا

ایک ایسے شخص کی زندگی میں زبردستی داخل کر دیے گئے ہیں جن کے لیے ان چاہت

ہیں ہم"۔

وہ جیسے غصے میں لگی زریاب نے پہلی بار اسے غصہ کرتے دیکھا اور غصہ کر

بھی رہی تھی

تو خود پر۔۔۔

اگر تم ٹھنڈے دماغ سے سوچو تو بہت کچھ تمھارے سامنے کھل جائے گا۔

اور یقینا تمھیں سکون بھی دے گا تم ہوم سیکنیں فیل کر رہی تھی بابا کو

فورس کیا

تھامیں نے کہ اگر اب لائبہ اجازت مانگے تو آپ دے دیجیے گا۔۔۔

تمھیں یہاں کوئی مسلہ پریشانی پیش نہیں آئے گی اور اگر کبھی آنے بھی تو یہ

چھوٹا سا

انعام رکھ لو میری طرف سے مجھ سے رابطے میں رہنا ویسے یہاں سب سکیور

ہے لیکن کچھ فاصلے پر ہے یہ ہمارے گھر سے اور فاضلہ اتنا ہے کہ تمھاری

ایک پکار پر میں کھڑا نہیں ہو

سکتا۔۔۔

تمھیں تھوڑا بہادری کا مظاہرہ کرنا ہو گا۔"۔

وہ اسے سمجھانے لگا جبکہ لائنیہ سر ہلا کر اسکے ہاتھ سے موبائل اور گھر کی

چابیاں تھام گئی

ویسے تمھیں زیادہ اکیلا پن محسوس نہیں ہو گا۔ کیونکہ ایک خاتون ہیں ہمارے گھر میں جن کی زبان کھینچی سے تیز ہے وہ یقینا تمھارا دل لگا کر رکھے گی"

وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

لائبہ نے اسے ذرا منہ بنا کر دیکھا۔

وہ بہت اچھی ہے سمجھے آپ بلاوجہ اسکو پریشان رکھتے ہیں"

اچھی۔۔ میں نے اس سے زیادہ چالاک لڑکی نہیں دیکھی "زریاب کو یاد تھا وہ کس طرح

اسکے منہ پر پورے نمبر مار کر گئی تھی۔

اب کیا کیا ہے انھوں نے نہ وہ بات کرتیں ہیں آپ سے نہ آپ بات کرتے ہیں ان

سے"

بات کے قابل بھی تو ہو انسان" وہ سر جھٹک کر بولا۔

زریاب"

لائبہ گھورنے لگا

چلو مان لیا تم مجھ سے عمر میں بڑی ہو رشتے میں بڑی ہو لیکن میں بلکل اس بات میں اٹر سٹیڈ نہیں ہوں کہ میں تمھیں اپنے آپ سے بڑا سمجھو تو مجھے مت گھورو۔۔

یہ گھر صاف کیسے ہو گا" وہ ادھر ادھر دیکھتا بولا۔

لائبہ مسکرادی۔

ہم سب کر لیں گے" وہ شوق سے بولی تھی

اکیلے" وہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگا۔

بلکل اکیلے ہم معیز انکل کے محل نما گھر کا سارا کام خود ہی کرتے تھے کسی بھی

وقت

کے بنا ہی " وہ ہلکا سا مسکرا دی۔

زریاب نے گھیرا سانس ہمرا

میں نور آپی اور روشانے سے کہتا ہوں تمھاری ہیلپ کے لیے جائیں گے "

وہ بولا اور نمبر ڈائل کرنے لگا لائبہ جبکہ کمرے دیکھنے لگی

ماں باپ کے کمرے کی ایک ایک چیز ویسے ہی پڑی تھی فرق اتنا تھا دھول نے

اور وقت نے ان چیزوں پر مٹی کی ایک گھیری تہہ جما دی تھی جسے اپنی شفاف

انگلی سے صاف

کرتے ایک بار پھر اسکی آنکھیں بھیگ گئیں۔۔۔

زریاب کا معلوم نہیں تھا اسے وہ کہاں گیا لیکن جب وہ باہر آئی تو پورا لاونج خالی تھی ماضی کی ایک خوبصورت یاد اسکی آنکھوں میں ایک حسین خواب کی طرح اتر سی آئی۔

ششش".

وہ اسے پکار رہا تھا آواز تو اسکی۔۔۔وہ شور میں سمجھی سننے کی صلاحیت رکھتی تھی سر کتاب

سے نکال کر اسے دیکھنے لگی

وہ خوبصورتی سے تیار شیار کھڑا تھا لائبہ کے لبوں پر مسکراہٹ ٹھر گئی۔۔۔۔

میڈیم مسکرانے کے لیے تمھارے پاس نہیں آیا ہوں اپنے باپ سے کہو چابی دے مجھے

اپنی بائیک کی"۔

آپ بابا بھی کہہ سکتے ہیں"۔

لانبہ کو اچھا نہیں لگا کتاب ٹیبل پر رکھتی وہ بولی۔

جبکہ حیدر نے وہی کتاب اٹھا کر اسکے سر پر ماری مجھے ہر ایرے غیرے کو باپ

بنانے کا شوق نہیں اب اٹھو مجھی کیا بیٹھی رہتی ہو ہر

وقت وہ چیڑ کر ادھر ادھر دیکھنے لگا۔

ہمیں جہاں تک یاد ہے آپکے ایف ایس سی کے ایگزمیز سٹارٹ ہو رہے ہیں

وہ بھی دو دن بعد آپکو پڑھائی کرنی چاہیے حیدر" وہ کچھ سوچتی ہوئی یاد کرتی

ہوئی بولی ٹیل میں۔۔۔۔یلو شرٹ اور سفید پجامے اور یلو ہی کھے میں وہ

گارڈن میں بیٹھی اس

گارڈن کی رونق میں جیسے اضافہ کر رہی تھی۔اور دوسرا باتوں کا نرم نرم انداز

کوئی بھی اسے دیکھ کر اس پر فدا ہو سکتا تھا جبکہ وہ ابھی صرف میٹرک کی ہی تو

سٹوڈنٹ تھی۔وہ بھی میٹرک ابھی سٹارٹ ہوئی تھی تمہیں میرے باپ

نے پیچھے سے پیسہ دیے ہے میری تربیت کے "حیدر غصے سے اسے دیکھنے لگا

ہم تو"

شیٹ آپ"۔

وہ نوک گیا۔

تمھیں بس اتنا کہا ہے اٹھ کر جاؤ اور بائیک کی چابی لاؤ یار کیا مسلہ ہے درس

دینے بیٹھ

گئی ہو" وہ چیر کر بولا۔

اور نہ لائیں تو" لائبہ آنکھیں پٹپٹاتی اسے دیکھنے لگی۔

تمھاری بڑی بڑی آنکھوں میں انگلیاں دے کر نکال کر ہتھیلی پر ڈالوں گا اور پر مٹی کھود کر ان میں دبا دوں گا تم آندھی ہو جاؤ گی اور کبھی ڈاکٹر نہیں بن سکو گی "اسنے کتاب

غصے سے بھڑکتے ہوئے ٹیبل پر پھینکی اور کھڑا ہو گیا۔

جبکہ لانہ کا منہ کھل گیا

آپ ہمارے ساتھ یہ کریں گے "وہ معصومیت سے بولی ہاں ایسا ہی کروں گا

"وہ سر

جھنگ کر غصے سے بولا۔

ٹھیک ہے پھر اب ہم نہیں لا کر دیں گے آپ سب سے بد تمیزی کرتے ہیں

اور ہمارے

ساتھ سب سے زیادہ "۔

اوولا شیہ بی بی کو غصہ آرہا ہے "وہ آئی بروآچکا کر بولا۔

جبکہ لانہ اسے دیکھتی رہی۔۔۔

ٹھیک ہے۔۔مرضی ہے مجھے لگا تم میری بیسٹ فرینڈ ہو تمھارے علاوہ مجھے سمجھتا بھی

کون ہے لیکن اب فسوس ہو رہا ہے

شاید مجھے نورین کو اپنا بیسٹ فرینڈ بنا لینا چاہیے بائیک تو اسکے بڑے بھائی کے پاس بھی

ہے آہ۔۔۔افسوس میں نے اپنا بہترین دوست کھو دیا" ڈرامے کی انتہا تھی افسوس زدہ چہرہ

بنانے وہ اسے باتیں سناتا وہاں سے سستی سے مٹا۔۔۔جانتا تھا لموں میں وہ کھڑی ہو

جانے گیا ور ہوا بھی ایسا ہی تھا۔۔۔

ہم ہی آپکی بیسٹ فرینڈ ہیں آپ کسی اور کو مت بنایئے گا پلیز"۔

وہ عاجزی سے اسکا ہاتھ تھامتی بولی۔

حیدر کے دانت نکل آئے۔۔

ویلڈن تمھاری قسم کسی سے دوسری نہیں کروں گا لیکن میری گڑیا اب بھاگ کر جاؤ اور جلدی سے بائیک کی چابی لے آؤ اور دیکھ لینا کسی کو پتہ نہ چلے خاص کر تمھارے باپ کو

میرے باپ کو فورا اطلاع دے دے گا جاؤ جلدی اب بھاگو"

وہ جلدی سے اسے گائیڈ کرتا بولا جبکہ وہ سر ہلاتی وہاں سے بھاگ گئی گھر پر افنان تھا نہیں۔۔۔ وریشے تھی جو اوپر ٹیرس سے مسکرا کر ان دونوں کو دیکھ رہی تھی

وہ خود سے باہر نہیں نکلی تھی۔ ورنہ لائبہ اس سے ڈر جاتی

وہ بھاگی بھاگی باہر آئی سانسیں پھول رہی تھیں اور اسنے حید کو چابی دی تو حیدر کی خوشی

دیکھنے والی تھی۔

جبکہ وہ تھنکیو کہتا وہاں سے فرار ہوتا کہ لائبہ اسکے سامنے آگئی

اب کیا ہے" وہ ماتھے پر بل ڈال کر بولا۔

آپ جلدی گھر آئیں گے اور آتے ساتھ ہی پڑھائی کریں گے پرامس کریں"

وہ کہنے لگی یار یہ وعدے نہ لیا کرو سویٹر انجوائے کرتے کرتے تمھاری شکل

سامنے آجاتی ہے اور

وعدوں کے چکر میں گھر آنا پڑتا ہے" وہ منہ بنا کر بولا۔

ٹھیک ہے پھر چابی واپس کریں" اسنے چابی چھیننا چاہی مگر حیدر اب کہاں

چابی دیتا۔ام م م چلو ٹھیک ہے وعدہ نہیں ہے کوشش کرو گا اب ہٹو وہ بولا

جیسے احسان کر رہا

ہو۔۔۔

بہٹ جاؤں" لائبہ نے منہ بنایا۔

اف میری ماں آئسکریم لاؤں گا تمھارے لیے ہٹواب مجھو کی اتنا امیر باپ ہے

ہر وقت " وہ چیڑ کر کہتا بھاگ گیا جبکہ لانبہ

منہ بسورتے ہوئے ہیں

اسکی ڈانٹ پر دوبارہ بیٹھ گئی

وہ ایکدم سے ہوش میں آئی۔

دل کی دھڑکنیں تیز ہوتی چلی گئیں۔

کیا اسکا ماضی اچھا تھا یہ حال جس میں وہ اسی شخص کی منکوحہ تھی جسے اپنی

ساری زندگی

بس چاہا ہی تھا۔

آنسو صاف کرتی وہ گرل کے پاس ہی بیٹھ گئی۔

اپنا سر گٹھنوں پر رکھ لیا۔

دل نہیں کر رہا تھا اٹھے کہیں جانے کچھ کرے اس گھر کی ایک ایک چیز ویسی تھی جیسے

وہ چھوڑ گئی تھی۔

باپ کی یاد ماں کی یاد اور ایک شخص کی یاد نے اسے چاروں جانب سے ایسا جکڑا کہ اسکا

سانس ہی گھٹنے لگا۔

لیکن یہ گھٹن کا احساس مجھ اس فضا سے بہت بہتر تھا جہاں اسے کوئی بھی اپنا نہیں

لگتا تھا۔۔۔

لائبہ آپی تو شادی سے پہلے ہی چلی گئیں بلکل اچھی نہیں لگتیں مجھے "روشا نے مہنا سے

اسکی برائیوں میں مصروف تھی۔

بری بات ایسے نہیں کہتے وہ اپنے گھر گئی ہے اور اسنے وہیں تو جانا تھا" اسنے

سمجھایا تو

روشانے نے سر جھٹکا

زریاب صاحب چھوڑنے گئے ہیں کہ "وہ جیسے اسکا نام چباتی ہوئی بولی۔

ہاں" وہ ہنس دی

لیکن کچھ دنوں سے تم کچھ زیادہ ہی اسپر غصہ ہو خیریت" وہ پوچھنے لگی

ایسے زہر لگتے ہیں مجھے تو وہ پینٹس منہ میں ڈالتی بولیحد ہو گئی روشانے" منا

نے گھورا۔

جبکہ وہ پھر سر جھٹک گئی۔

جبکہ تھوڑی ہی دیر میں ان کے پاس نور بھی اگن

آپکو کیا ہوا ہے ایسے خوش ہو رہی ہیں جیسے سسرالی ارہے ہوں"۔

وہ تو بنا بریکوں کے بولتی تھی

نورنے اسکے سر پر چپت لگائی۔

عمل آنٹی ارہی ہیں آسٹریلیا سے تمھاری شادی کے لیے "مبنا کی جانب دیکھتی وہ بولی۔

اگر تم رضا کی خوشخبری سناتی تو زیادہ مزا آتا"۔

کیونکہ یہ بات تو مجھے پتہ ہے"۔

مبنا نے کہا۔

اوہو مجھے لیٹ پتہ چلی "نور افسردہ ہو گئی

رضا کا معلوم نہیں اسے یہ نہیں سمیسٹر اینڈ نہیں ہوا ابھی اسکا

اچھا میں سوچ رہی ہوں لائبہ کے پاس چلتے ہیں "نور نے کہا۔

ہاں میرا بھی بہت دل ہے انکا گھر دیکھنے کا"

روشانے جلدی سے ہاتھ جھاڑ کر اٹھ گئی۔

اور بال درست کرنے لگی

ابھی تو برائیاں نکال رہی تھی اس میں "منہا ہنسنے لگی۔

وہ تو اومیں "روشانے بچوں کی طرح ہنس دی۔

ہم کہیں نہیں جارہے یہ کپڑے تو سلامی ہی نہیں ہوئے بھی ابھی "۔

منا کو اپنے جوڑوں کی فکر تھی

اس سے زیادہ بے تاب دولہن نہیں پائی گئی دنیا میں "۔۔

نور نے اسکی جانب دیکھا جبکہ مرنا شرما سی گئی۔

اچانک دروازے کی دستک پر سب نے اوپر سر اٹھا کر دیکھا زریاب تھا کھڑا ان سب کو ہی دیکھ رہا تھا روشانے نے تو قسم کھائی تھی اب اسے نہیں دیکھے گی

تبھی جلدی سے منہ موڑ

کر استغفار کرنے لگی۔۔

روشانے بات سنو "زریاب کچھ جھجھکتا ہوا بولا۔

لو کیوں بھلا "۔

وہ اکثر کر بولی جبکہ اسکی جانب دیکھ اب بھی نہیں رہی تھی

منا اور نور لبوں میں مسکان دبائے ان دونوں کو ہی دیکھ رہی تھیں۔۔

بات کرنی ہے تم سے "وہ ضبط کرتا بولا۔

کون سی بات کرنی ہے آپکو سب کے سامنے کریں ویسے کون سے مجھ سے

کوئی بہت خاص باتیں کرتے ہیں یہ ہی تو پوچھتے ہیں اتنے کم نمبر کیوں آئے

اتنی نکمی کیوں ہوا تنا

کھاتی کیوں اپنے آپ کو تو کبھی دیکھا ہی نہیں آنے بڑے آنکھیں گھما کر سر

جھٹکتی وہ

بولتی جا رہی تھی

روشانے "نور نے لوکا۔

اپیا مجھے نہیں جانا" وہ منہ بنا کر بولی۔

جبکہ زریاب وہاں سے چلا گیا

غصہ دلادیانہ اسے "نور نے گھورا

پہلے کون ساوہ جونی لیور کی جگہ کسی فلم میں رول پلے کرتے رہے ہیں"۔

وہ بولی تو وہ دونوں ہنس دیں۔۔

کوئی حال ہے تمھارا--- تمھارانہ نکاح بلکل غلط ہوا ہے"

ہیں نہ میں بھی یہ ہی سوچ رہی ہوں کسی اچھے بندے سے ہو جاتا کسی ہوڑر فلم میں جو

بلکل گم سم درخت نہیں کھڑا ہوتا جسے دیکھ کر ہی جان نکل جائے وہ لگتے ہیں مجھے یہ"

وہ جس طرح بول رہی تھی نور اور مہنا کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا۔

تو عرض کیا ہے"۔

روشانے ان دونوں کو غصے سے دیکھتی ہولی

ارشادارشاد" وہ دونوں ہی بولیں

ہم نے توزخم بیاں کیسے تھے یاروں کے سامنے "واہ واہ واہ" ہنستے ہوئے وہ

اسے داد دینے لگی ہم نے توزخم بیاں کیے تھے یاروں کے سامنے

وہ ہمارے جذبات کو قہقہوں میں اڑانے لگے "کتنا بکواس تھانور نے ہنستے

ہوئے اسکے شانے پر ہاتھ مارا

بس ٹھیک ہے میں جارہی ہوں"

روکوذراوہ تمھاراہور فلم کا گم سم درخت موجود ہوگا میڈیم ابھی باہر نہ جاؤ"

منانے اسے

روکاوہ دھپ سے بیٹھ گئی

بانے قسم کھائیں"۔

پریشانی سے مسکین سی شکل بناکر بولی۔ تمھاری قسم "نور بولی جبکہ وہ پیچھے گیر

گئی

یاالہ مجھے موت دے دے ورنہ کہیں روپوش کر دے" وہ ہاتھ جوڑتی بولی
جبکہ ان دونوں کے قہقے کمرے میں گونجنے لگے۔

شادی کی تیاریاں گھر میں چل رہیں تھیں۔۔زریاب نے روشانے سے ایک لفظ بھی بولنے پر قسم کھائی تھی۔

اور روشانے اس سے چھپتی پھر رہی تھی۔ان لوگوں نے گھر میں ہی چھوٹی سی ڈھلکی رکھ لی تھی

آج عمل نے بھی آنا تھا۔

اور زمین اور عارض اسے ہی لینے کے لیے ائیر پورٹ گئے تھے روشانے تیار ہو کر کمرے سے نکلی تو پورے حال میں گانوں کی گونج تھی شادی کے گانوں سے گھر میں بلکل شادی کا

سا بندھا ہوا تھا۔

ٹوٹ گئی چوڑیاں کلائی میں۔

۔۔۔۔۔ٹوٹ گئی چوڑیاں کلا۔۔۔لالالالا"

وہ گنگناتی ہوئی نیچے اترتی کہ اسکی کلائی ہی کسی نے جکڑ کر جارہانہ انداز میں

اسے اپنی

جانب کھینچا اور اسے دیوار کے ساتھ لگا دیا۔۔۔

اول تو روشانے کی قسم بلاک ہو چکی تھی۔

کیونکہ وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر زریاب کو دیکھ رہی تھی دوم زریاب کے لیے

اسکے حسن کے

آگے نکنا اتنا ہی مشکل تھا جتنا روشانے کے لیے پڑھائی کرنا۔۔۔

وہ اسے سبق سیکھانا چاہتا تھا لیکن خود ہی ایکدم مجھونچکا سا رہ گیا۔۔۔

روشانے لے کی دل کی مدھرتا سے بھری دھڑکنوں میں بے ساختگی میں

اٹھنے والا یہ بے ہنگم سا

شور زریاب کے دل میں بھی گونجنے لگا

اپنے ہاتھ بڑھایا اور روشانے کی کمر کو پوری قوت سے جھٹکا دیا

کہ وہ اسکے ساتھ چپک ہی گئی۔

یہ۔۔یہ یہ کیا کر رہے ہیں آپ پ پ پ الفاظ نے گویا زبان کا ساتھ ہی

چھوڑ دیا۔

احتیاط برتنی چاہیے کسی دن بھی کچھ بھی ہو سکتا ہے۔"۔

وہ اسکے لبوں پر لگی گلابی لیپسنک کو غور سے دیکھتا بولا۔

ک کیا مطلب ہے اس بات کا"۔

دو گھورنے کی کوشش کرنے لگی

تمھیں پتہ ہے میں تم سے کتنا بڑا ہوں" وہ غصے سے اسکی آنکھوں میں دیکھنے

لگا

پتہ ہے آپ پڑھی روح ہیں اور کچھ "۔

وہ اس سے دور ہونے کی کوشش کرنے لگی جبکہ زریاب کو تو غصہ ہی چڑھ گیا

جہاں

دیکھو وہاں مذاق بنا دیتی تھی اسکا۔

اسنے اسکے بکھرے بالوں کو اپنے مظبوط ہاتھ کی قید میں جکڑ کر جھٹکا سا دیا

روشانے کے لیے یہ عمل حیران کن اور غیر متوقع تھا۔

وہ اس سے پہلے کچھ کہتی کہ زریاب اسکے چہرے پر جھکا اور اسکے نفوس کی

روانگی کو اپنے

قبضے میں کر گیا۔

یہ سب سہہ خود بھی نہیں جانتا تھا۔

نکاح کے بعد اپنے اختیار کا استعمال شاید پہلی باری کیا تھا۔

روشانے سٹپٹا ہی گئی۔

جبکہ زریاب کے لیے یہ کام اتنی دلکشی سے بھرپور تھا کہ وہ تادیر اس عمل میں مصروف ہو کر رہ جانا چاہتا تھا مگر روشانے نے اسکی کمر پر لکوں کی برسات کر دی کیونکہ اسکی

سانسوں کی ڈوریوں ٹوٹنے لگیں تھیں۔

وہ ایکدم اس سے دور ہوئی اور کسی لچک دار بل کھائی مچھلی کی طرح اسکے ہاتھوں سے نکل

گئیا وراس کھینچا تانی میں روشانے کے ہاتھ میں موجود زرد اور پیلے رنگ کی ڈھولکی کے حساب

کی چوڑیاں چکنا چور ہو گئیں۔

صرف گانے پر ہی دھیان نہ دو یہ سب حقیقت بھی بن سکتا ہے۔۔

دیکھو کتنی آسانی سے ٹوٹ گئیں چوڑیاں تمھاری کلائی میں"۔

وہ بولا لیجے کی تپش سے وہ کانپ سی اٹھی۔

م۔۔۔۔میں میں بڑے بابا کو بتاؤ گی آپ آپ گندی حرکتیں کرتے ہیں"۔

آنکھوں میں آنسو لیے وہ نیچے دوڑ لگا چکی تھی

زریاب کا منہ کھل گیا

روشانے" وہ پیچھے سے چینا

روشانے بات سنو میری"

وہ چلایا مگر روشانے سالار کے کمرے میں داخل ہو چکی تھی زریاب کی موت

تھی اگلے ہی وہ

لمحے

سرخ آنچل

11

وہ سالار کے کمرے میں غائب ہو چکی تھی زریاب سہی معنوں میں چکرا گیا وہ بابا کو سب بتادے گی۔

اف کیا عزت رہ جائے گی اسکی شاید ہی اسکا باپ اسے زندہ چھوڑے۔۔۔

وہ دروازے سے کان لگا کر کھڑا ہو گیا۔

لیکن اندر سے کوئی آواز نہیں آرہی تھی۔

اپنے دروازہ کھولا بلکا سا کمرے میں کوئی نہیں تھا پہلی بار کچھ اچھا ہوا تھا اسکے ساتھ گھیرہ

سانس بھر کر وہ اندر داخل ہو گیا

آپ آپ نکلیں یہاں سے"۔

کیوں نکلو اور تمیز سے بات کرو" زریاب نے جھڑکا۔

بڑے بابا" روشانے نے چیخ ماری۔

جبکہ زریاب نے ایکدم جھپٹ کر اسکے منہ پر اپنا بھاری ہاتھ رکھ کر ہتھیلی کی

مدد سے اسکے

الفاظ دبا دیے۔

ششش چپ" وہ گھورنے لگا۔

عقل ہے یہ مکمل ہی نکمی ہو ہر معاملے میں نکمی ہو" وہ ڈپٹنے لگا یہ کیا آپ بار

بار مجھے نکمی نکمی کے طعنے مارتے ہیں خود کوئی بہت بڑی سرما چیز ہیں"

کوئی تمیز نہیں تمھیں بات کرنے کی

ہاں نہیں ہے کیا کر لیں گے" وہ دو یا دو ہوئی۔

بتاتا ہوں کیا کروں گا"

اسنے ایک بار پھر روشانے کو کھینچا۔

اور اس سے پہلے وہ دوبارہ اسے سبق سیکھانے کو اسکے چہرے پر جھکتا کہ

دروازے کا لاک کھولا اور زریاب ایک جھٹکے سے اسے چھوڑ کر دور ہوا۔

شاید بابر کوئی تھا مگر اندر داخل نہیں ہوا تھا

جان بچ گئی تھی اسنے گھیرہ سانس بھرا۔

روشانے اپنے دل کی حالت سنبھالتی یہ کچھ اور کرتی جھنگی نظروں سے اسے دیکھنے لگی

اندر آنے والا باہر سے ہی جا چکا تھا بنا اندر داخل ہونے

زریاب نے روشانے کی جانب دیکھا۔ منہ بنانے بھیگی پلکیں لیے وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی وہ گھٹنوں کے بل اسکے پاس بیٹھ گیا۔

اگر کوئی بھی بات کسی بڑے پاپا اور چھوٹے بابا کو بتائی تو یہ یاد رکھنا تمھارے لیے سب

سے زیادہ خطرناک بس میں ہوں۔۔۔

اور ہاں"

وہ کچھ یاد آنے پر اسے اوپر سے نیچے تک دیکھنے لگا۔

کل سے سیدھی طرح یونیورسٹی پہنچ جانا"۔

وہ وارن کر رہا تھا۔

تاکہ آپ میری سب کے سامنے بے عزتی کریں"۔

وہ بولی تو آنسو گال پر لڑھک آیا۔

بے عزتی نہیں کی تھی میں نے"۔

زریاب کو اچھا نہیں لگا اسکا رونا۔۔۔

بس دل میں عجیب سی ہلچل سی ہوئی تھی اور یہ پہلی بار ہی تھا

اسے بے عزتی ہی کہتے ہیں اور میں نہیں آؤں گی یونیورسٹی"

وہ کہہ کر اٹھ گئی۔

وہ تمھارا سسرال نہیں ہے نہ ہی تمھارے باپ کا گھر"

وہ جھڑکا۔

بہت بدتمیزی سے بولتے ہیں آپ اتنا پڑھ لکھ جانے کے بعد بھی"

وہ اسی کی بات اسی پر مارنے لگی۔

زریاب غصے سے کھڑا رہا۔

کیا مسلہ ہے تمھارے ساتھ" وہ ہار مانتا بولا۔

کوئی نہیں بس نہیں آنا مجھے یونیورسٹی"

وہ منہ بنا کر بولی۔

ٹھیک ہے سوری"۔

میری بات نے تمھیں ہرٹ کیا میں آئندہ خیال رکھوں گا مگر اپنی تعلیم کا ضائع نہ کرو"

وہ بولا روشانے کو یقین ہی نہیں آیا

ذرا پھر سے کہیں "وہ تو خوشی سے پھلے نہیں سنائی

وہ ماتھے پر بل چڑھانے اسے دیکھنے لگا

اف میرے اس دیکھیے ذرا ریکارڈ بھی نہیں کیا میں نے تو اب کوئی میری بات کا یقین

نہیں کرے گا کہ زریاب صاحب نے معافی مانگی ہے مجھ سے"

وہ خوشی سے اچھلی...

زریاب سر تھام گیا

وہ اس پٹانے کے ساتھ ساری زندگی کیسے گزارتا۔

چلیں کیا یاد رکھیں گے اجاؤ گی یونیورسٹی لیکن یہ یاد رکھیے گا آئندہ مجھے نکمی

کہنے کی ضرورت

نہیں ہے"۔

وہ پہلی خوشی کا توٹھکانہ نہیں تھا

اب اوور ہو رہی ہو تم"۔

زریاب نے اسکی خوشی کو بریک لگانے کا کہا۔

میری مرضی۔

وہ شانے آچکا کر باہر بھاگ گئی۔

جبکہ زریاب کو کمرے میں اسکی مدھم خوشبو اب بھی محسوس ہو رہی تھی۔

وہ ہلکا سا مسکرا دیا۔

اور لائبہ کو کال کی نہ جانے وہ کہاں رہ گئی تھی اب تک نہیں آئی تھی۔

زریاب کی کال آئی تو وہ جو اپنے لیے کچھ کھانے کے لیے بنا رہی تھی۔اچانک ہی دماغ میں آیا کہ زریاب نے اسکو فون کر کے بتایا تھا کہ آج گھر میں ڈھولکی ہے

وہ سر پر ہاتھ مار کر رہ گئی۔ہم بھول گئے" وہ بڑے پیار سے بولی تھی زریاب ہنس دیے۔

چلو اب تو یاد آگیا نہ اب آجاؤ"۔

لیکن ہمارا انٹری ٹیسٹ ہے ہم اسکی تیاری بھی تو کر رہے ہیں۔"۔

وقت نکال کر آجاؤ آج تمھاری خالہ جانی آنے والی ہیں پھر مت کہنا بتایا نہیں"

سچ میں"

وہ حیران ہوئی۔

ہاں "زریاب مسکرایااور لاشہ نے اسے کہا کہ وہ کچھ دیر میں آتی ہے اور وہ

سینڈوچ کی

یوں کی بائیٹ لیتی اوپر اپنے روم میں آگئی

جہاں پر وہ اپنی مرضی سے رو رہی تھی کھاتی تھی پڑھتی تھی۔

سب کچھ اپنی مرضی سے کرتی تھی اور ایک حسین احساس لگتا تھا اپنے ماں

باپ کے پاس

رہتی ہے۔

اسنے الماری میں کپڑے دیکھے بلکل بھی اچھے نہیں تھے

وہ برا سا منہ بنانے لگی۔

ہمارے پاس تو ڈھنگ کا ایک جوڑا بھی نہیں"

وہ سوچنے لگی۔اسے گاڑی ڈرائیو کرنی آتی تھی۔

اور زریاب نے افنان کی گاڑی بھی ٹھیک کرادی تھی

ہاں وہ نئ گاڑی نہیں تھی لیکن وہ اسکے باپ کی تھی تو سب سے اچھی تھی۔

اسنے وہ چابی اٹھی اور خوشی سے وہ گھر سے باہر نکل گئ

معلوم نہیں کیسے اتنے سالوں سے یہ ہمت جواب دے گئ تھی لیکن اب

یہاں اگر ہمت

اگئ تھی

وہ گاڑی چلاتے ہونے سبھی رو دی۔۔ کئ بار انکھوں سے آنسو چھلک گئے

بہت چھوٹی عمر میں افنان نے ہی اسے گاڑی چلانا سیکھائی تھی وہ تقریباہیں

منٹ میں

ایک مال میں پہنچی تھی اسے یہاں پر زیادہ جگہوں کا نہیں پتہ تھا۔

ایک بار روشانے اور شیری کے ساتھ یہاں آئی تھی وہ باہر نکلی اور سر پر

دوپینہ جو سرک

گیا تھا لے کر وہ مال کے اندر بڑھ گئی۔

پتہ نہیں یہ کیسا احساس تھا لیکن کافی اچھا لگا تھا اسے یہاں اگر۔۔۔۔

معلوم نہیں کرتے سال پہلے اپنے اپنے پسند کے کپڑے پہنے تھے ورنہ اترن

ہی پہنتی

آئی تھی آج تک عالیہ کی...

وہ ایک شاپ میں داخل ہوئی تو تقاسب نے مڑ کر اسکی جانب دیکھا تھا

کیونکہ وہ تھی ہی ایسی۔

سادگی میں بھی کمال بے مثال ہی

ہمیں کپڑے دیکھنے ہیں" اسنے ایک سیلز مین کو کہا۔

جبکہ سیلز مین اسکے بولنے کے انداز سے ایمپریس ہوتا مسکرا کر اسکے آگے

کپڑے کھنے لگا اور

پھر ہنگ میں لنکے کپڑے دیکھانے لگا تھا۔۔۔

وہ دیکھ رہی تھی کہ اچانک ہی ایک جانی پہچانی سی خوشبو ناک کے نتھنوں سے

ٹکرائی اور وہیے ساختہ شاپ کے دروازے کی جانب دیکھنے لگی۔۔

وہ۔۔۔وہ ہی لڑکی تھی جسے اسنے حیدر کی پارٹی میں دیکھا تھا۔

وہ اس لڑکی کے شانے پر ہاتھ رکھے دکان میں داخل ہوا تھا۔

تمھاری جیت کی خوشی میں میرا جو دل کرے گا میں لوں گی"

اس لڑکی نے اٹھلا کر کہا۔

وانے ناٹ" وہ اسکا گال تھپتھپا کر بولا۔

لانیہ کو لگا وہ چور کی ہو گئی ہو۔

وہ جلدی سے اپنا چہرہ موڑ گئی تھی۔

دل تھا کہ کی ٹکروں میں تقسیم سا ہو گیا۔

اور بے ساختہ ہی گھبراہٹ سے اتنے خوشگواری ماحول اور موسم میں بھی

اسکی پیشانی پر

پینے کے قطرے چمک اٹھے ہاتھ پاؤں ٹھنڈے پڑنے لگے۔۔۔

میڈیم آپکی طبعیت ٹھیک ہے "سینز ہوا نے بولا جبکہ گھبراہٹ کے مارے

ریشمی لمبے بالوں پر سے دوپٹہ بھی اتر گیا۔۔۔

وہ سیلز مین کو دیکھنے لگی۔

ان... نہیں ہمیں کچھ نہیں ہوا"۔

اپنے گھبراتے ہوئے کیا۔

اور وہاں سے بھاگتی ہوئی نکلی

تقریبا دوکان میں سب لوگوں نے یہ منظر دیکھا تھا حیران سب ہی تھے جبکہ

وہ جھاگ کر جب نکلی تو کسی سے ٹکرا گئی اور حیدر جو فون سن رہا تھا اپنے

دوست کا اسکا فون زمین پر

کرتے کرتے بچا۔۔

نان سینس "علیشہ بولی اور غصے سے لانہ کی پشت گھورنے لگی

جبکہ حیداس لڑکی کی خود بھی پشت دیکھ رہا تھا جو کہ جھاگ کر وہاں سے جاری تھی معلوم نہیں کیوں تو شہر جانی پہچانی تھی" بے ساختہ اسکے منہ سے نکلا

حیلا ہنس دیا

یہ بھی ہے"

اپنے علیشبہ کی جانب توجہ کرلی

اب میں کچھ لے لوں یہ تمھیں اس خوشبو کے تعاقب میں جانا ہے"۔

اجازت دو تو ہو آؤں" وہ چھیڑنے لگا۔

ہ سر جھنگ گیا۔ حیدر علیشبہ نے گھورا جبکہ وہ بے نیازی سے ہنستے ہوئے۔

اپنے ایک بہت بڑا کیس لیا تھا اس کیس میں کچھ بھی ہو سکتا تھا جبکہ ایک کیس

وہ جیتا

بھی تھا۔۔

جس کی خوشی میں علیشبہ نے شاپینگ کی ڈیمانڈ کرلی تو وہ اسے یہاں لے آیا

۔۔۔

جبکہ جس کیس میں اپنے ہاتھ ڈالا تھا۔

وہ کوئی عام لوگ نہیں تھے لیکن پھر بھی اسے ایسے کھیل کھیلنے میں کافی مزاہ

آتا تھا جو

آسان نہ ہوں۔

اسی وجہ سے وہ اس کیس میں اتر چکا تھا اپنے مستقبل کی پرواہ کیے بنائی.....

لاشبہ واپس گھر آئی تو اب بھی اسکی حالت کچھ دیر پہلے سے ذرا بھی مختلف

نہیں تھی وہ جلدی سے اپنے آپکو چھپا کر سینے کی اسنے نہیں سوچا تھا کہ اسکا

دوبارہ کبھی حیدر سے سامنا ہو گا اور اور وہ بھی وہ کسی اور کے ساتھ...اصل

تکلیف کا باعث شاید یہ بات

تھی۔

اسکی آنکھوں سے بے شمار آنسو یہ کر اسکے گالوں پر لڑ سکنے لگے جبکہ آنکھیں

سرخ ہو

گئیں چود بھی ہلکی ہلکی سرخی

لیے ہوئے تھا۔

ندیاب کی کال ارہی تھی اسے کہیں نہیں جانتا تھا کہیں بھی نہیں وہ جتنا اس سے بچنا چاہتی تھی اتنا ہی وہ اسکے ذہن پر اسکے اعصابوں پر سوار ہوتا تھا۔۔ اور آج اسے اپنی آنکھوں سے کسی اور کے ساتھ اسطرح دیکھ کر دل چھٹنے کو تھا محبت بے شمار ہو تو کسی تیسرے رفیق کو برداشت نہیں کرتی اور جو کسی تیسرے کو برداشت کر

لے وہ محبت ہی نہیں ہوتی۔۔۔

اوراسکے وجود کے ایک ایک حصے نے اسکے روئیں روئیں نے حیدر سے محبت
کی تھی پھر کیسے اسے بھول سکتی تھی دل سے نکالتی دماغ پر رہتا دماغ سے
نکالتی دل میں بس جاتا
جگہ جگہ دیکھائی دیتا۔
اور تکلیف ہو رہی تھی دل دکھ رہا تھا۔
وہ اپنے ہی ہاتھوں سے اپنے آنسو پوچھنے لگی۔
تادیر وہ اپنی محبت کے لٹنے پر ماتم کر رہی تھی اور لوٹ کون رہا تھا وہ جو اسکی
محبت کا
پہلا گواہ تھا۔۔۔
جو جانتا تھا لا نہ اسکے عشق میں دیوانی ہے لیکن وہ سنگ دلی کی انتہا پر تھا۔
سب نے اسکا ڈھلکی پر انتظار کیا مگر وہ نہیں آئی۔ جبکہ عمل بھی آگئ تھی اور
اسکے ساتھ اسکا بیٹا ایان بھی۔

عالم اور عمل سے سب ملے تھے وہ سب کافی خوش ہوئے تھے ایک دوسرے سے مل کر

شوہر نہیں آیا تھا۔۔۔

وہ شادی کے قریب آنے والا تھا اور سالار کی جھاڑ سن کر تو اسنے جلد آنے کا وعدہ بھی کر

لیا تھا۔

جبکہ عالم شاید پہلی بار ہی ان سب سے ملا تھا۔

پریشے کے بارے میں سب سن کر عمل بہت روئی تھی وہ اسکی بہن تھی۔۔ اور اسکے

ساتھ اتنا سب ہو گیا اور اسے پتہ بھی نہیں چلا جبکہ معلوم نہیں اسنے رات کیسے کاٹی

تھی لائبہ سے ملنے کے لیے وہ بے چین تھی۔۔۔

تھی اگلی صبح ناشتہ کرتے ہی ان سب نے لائبہ کے پاس آنے کا فیصلہ کر لیا۔

لائبہ کو علم نہیں تھا جس وقت وہ سب لوگ گھر آئے تو وہ اس وقت ناشتہ کر رہی تھی

ان سب کو دیکھ کر ایکدم کھڑی ہو گئی

عالم کے لیے وہ لڑکی ایک گڑیا جیسی تھی جسے چھو کر دیکھو تو کہیں میلی نہ ہو جائے جبکہ صارم بھی اسے بڑے پیار سے دیکھ رہا تھا۔۔۔

زریاب یونیورسٹی جا چکا تھا روشانے جو کہ اس سے وعدہ کر چکی تھی اب توڑے بیٹھی تھی کیونکہ وہ یہاں اگنی تھی اور اسے کافی شوق تھا افنان کا گھر دیکھنے کا تبھی اسنے وعدے کو توڑ دیا تھا۔۔۔ منہا اور نور سبھی آئیں تھیں جبکہ باقی سب بھی تھے

لائبہ مسکرا دی۔

آپ سب لوگ ہمیں بتادیتے پہلے ہم ناشتہ بناتے" وہ سالار کی جانب دیکھتی ہوئی جس نے آگے بڑھ کر اسکے سر پر ہاتھ رکھا یہاں اگر ہمیشہ افنان کی یاد آتی تھی تھی وہ اس گھر میں نہیں آتا تھا وہ سنجیدگی سے نفی میں سر ہلا گیا۔۔

عمل آگے بڑھی اور لائبہ کا چہرہ اپنے دونوں ہاتھوں میں بھر لیا

پریشے کی بے ساختہ یاد آئی اور وہ لائبہ کو سینے سے لگا کر رو دی۔لانیہ کی بھی آنکھیں بھیگ گئیں اور وہ عمل کے گلے لگی خود بھی رونے لگی تھی کچھ کل کا اثر اتنا ہوا تھا کہ ہلکا ہلکا بخار بھی چڑھ گیا تھا۔۔۔۔

وہ میری بہن تھی یہ مہمنوں سے بھی بڑھ کر۔"

عمل روتے ہوئے بولی جبکہ لائبہ کے آنسو صاف کیے۔۔۔

چلو بچی کو پریشان مت کرو"۔

کبیر نے عمل کورو کا عمل نے سر بلایا اور وہ سب وہیں بیٹھ گئے جبکہ سالار
نہیں بیٹھا تھا وہ کبھی نہیں آتا تھا یہاں۔۔۔یہاں بہت یادیں تھیں جنھیں
سہنا اسکے بس کی بات
نہیں تھی

ٹھیک ہے میں چلتا ہوں تم لوگ اجانا" زیمل سے کہہ کر وہ باہر نکل گیا سب
نے
افسوس سے دیکھا تھا۔۔۔
اسکی پشت کو۔۔۔۔وہ کس قدر بے چینی سے نکلا تھا
مگر لاشہ کی وجہ سے کوئی اس موضوع کو طویل نہیں کر سکا۔۔۔
میں ناراض ہو تم سے تم نے میری پہلی ڈھولکی مس کر دی" مبنا بولی تو ماحول
کی کثافت

کم ہو گئی۔

ہم آگے آجائیں گے "

جی نہیں تمھیں شادی تک وہیں رکنا چاہیے تھا "ہم معافی چاہتے ہیں" وہ

مدھم سا بولی۔

آپ کتنا سوئیٹ بولتی ہیں ہم ہم "ایان جو کافی دیر سے اسے نوٹ کر رہا تھا بولا

تو ہمیشہ کی طرح اپنی تعریف پر شرم سے اسکے چہرے پر گلال سا بھر گیا جبکہ

دوسری طرف ایان

کھل کر مسکرایا

شی از امیزنگ مام " وہ کافی ایمپریس ہوا تھا اسکی خوبصورتی سے۔

جبکہ صارم کی مسلسل نگاہ لائبہ پر تھی گویا ہٹنے کا نام ہی نہ لے باقی سب بھی

مسکرانے

لگے اور وہ ایسی ہو گئی ابھی کہیں جا کر چھپ جائے۔

روشانے نے لاشیہ کا ہاتھ تھاما۔۔

اور اسکا رخ اپنی جانب کیا۔

ناانصافی نہیں چلے گی آپ بس کل سے ہر فنکشن پر آئیں گی ورنہ شادی ہم

کبیر بابا

یہاں ان کے گھر میں لے آئیں گے "

روشانے کی بات پر سب مسکرانے لگے۔

بس ٹھیک ہے فیصلہ ہو گیا لیے میری بیٹی نے فیصلہ کر دیا ہے "کبیر نے لاڈ

سے کہا

اسکے چونچلے تو گھر کا ایک ایک فرد ہی اٹھاتا تھا وہ فخر سے مسکرائی جبکہ لائیہ

ٹھیک سے

مسکرا بھی نہ سکی تھی۔۔۔

کیونکہ اچانک اسکی نگاہ صارم کی نگاہ سے جاملی جو ایک تک اسے دیکھ رہا تھا اسکی ہنسی سمٹ گئی وہ بے چینی سے پہلو بدل گئی۔

حیدر حیدر حیدر".

تیز گونج میں اسنے بائیک روکی اور ہیلمٹ سر سے اتارا اور خوشی اور جوش سے اپنا ایک ہاتھ بلند کر کے دیکٹری کو قبول کیا تھا کافی عرصے بعد وہ یہاں یا تھا اور آتے ساتھ ہی بائیک دیکھ کر جیسے جسم میں بے چینی ہوئی اور بس پھر کیا وہ اپنی محبوبہ کی جانب بڑھ گیا اسکے پاس بہترین بائیکس تمھیں لیکن یاداشت میں زندگی کی بہترین بائیک آج بھی تھی اور وہ افنان کی بائیک تھی آج بھی اسکا دل کرتا تھا وہ چوری چھپے اس بائیک کی چابیاں چرا کر اسپر رائیڈ کرے لیکن بے ساختہ ہی اسکی مسکراہٹ سمٹ گئی اور بچپن میں جو دیکھا تھا

ایک عکس لائبہ کا وہ عکس نگاہوں میں آگیا اسنے فوراسر جھٹک دیا جب وہ ہاسٹل سے نکال تھا تو وہ جانتا تھا اب اسکے باپ کو اسکی زیادہ ضرورت نہیں پڑے گی کیونکہ وہ اسی مقصد کے لیے اسے بار بار یاد کر رہا تھا اور مقصد پورا ہو گیا تو ہمیشہ کی طرح وہ اس سے

لاپرواہ ہو گیا۔۔۔

اور ہمیشہ کیطرح حیدر نے اس سچ کو قبول کیا تھا۔اور برداشت کر کے اپنی زندگی میں مگن ہونے کی پوری کوشش کرنے لگا گویا زندگی میں

اسکے کچھ آیا ہی نہ ہو۔۔۔

نہ کوئی لائبہ نہ ہی کسی لائبہ کا عکس۔

ایک مظلوم لڑکی کو پروٹکٹ کرنے کے لیے وہ پیدا ہوا تھا۔۔

مانے فٹ "اسنے بس اتنا ہی سوچا تھا

اور دماغ میں جو اسکے چل رہا تھا جب اسکی اناؤسمنٹ وہ کرتا تو یقیناً تبا ہی سامنے آتی لیکن جب اسکی پرواہ سالار نے کی ہی نہیں تو وہ کیوں سوچے کسی کے بارے میں کچھ۔۔۔۔وہ بائیک سے اترا علیشبہ اسکے سینے سے جا کر چپک گئی اسکے منہ پر گھیری مسکان تھی اور وہ سب کی تعریفیں اور داد وصول کر رہا تھا

اچانک علیشبہ نے اسکی گردن کو چھوا تو وہ

ناگواری سے اسے دیکھنے لگا۔

وہ دوستی ایک حد تک رکھنے کا قائل تھا

سوری "علمیشہ ہنس کر بولی

وہ بھی مسکرا کر نال گیا اور اسکے دوستوں نے اسے تالیوں کی گونج میں تعریفیں دیں تھیں داد دی تھی یہ سب وصول کر کے وہ لوگ ایک ہوٹل

میں پارٹی کرنے پہنچ گئے تھے۔۔۔اور حیدا اس ہفتے کی دوسری بڑی پارٹی

دے رہا تھا جس میں اپنے سب کچھ سر عام کر دیا

تھا پیسہ پانی کی طرح وہ بہا رہا تھا

سرخ آنچل

قسط نمبر 12

سر کمال صاحب آئے ہیں"

اسکے ملازم نے اندر اکر اسے اطلاع دی وہ کافی کا کپ ابھی لہوں سے لگاتا ہی کہ یہ بات سن کر آپ کو ٹیبل پر رکھا اور اپنے آگے رکھی فائلز بند کر کے ملازم کو اشارہ کیا کہ

وہ انھیں اندر آنے دے اور اسکی اجازت ملتے ہی کمال صاحب کے لیے دروازے کھل گئے

تھے۔۔۔۔

وہ چیئر پر سکون سے ٹانگ پر ٹانگ چھڑانے بیٹھا تھا جبکہ کمال صاحب مسکرا کر اسکے

سامنے بیٹھ گئے۔

کیسے ہو برخوردار" سوال اٹھا۔

یہ آپکا مسلہ نہیں" اسنے برجستہ جواب دیا لہجہ مسکراتا ہوا تھا

کمال صاحب مسکراتے ہوئے سر ہلا گئے

یہ تمھاری فرسٹ پریورٹی ہے "اچانک کمال صاحب کچھ سوچتے

ہوئے بولے۔1

حیدر ہلکا سا مسکرا کر سر ہلا گیا۔۔۔

گڑ پھر تو مسلہ کوئی نہیں انھوں نے اپنے ملازم کو اشارہ کیا جس نے اسکے آگے

دو فایلز

رکھ دیں۔

وہ سیدھا ہوا قائمز کو دیکھنے لگا۔

ایک فائل میں دو ایکڑ زمین تھی جبکہ دوسری فائل میں دس کروڑ کا چیک "

حیدر کی مسکراہٹ گھیری ہوتی گئی اسنے فائلز بند کر دی۔۔۔.

کیا ہوا" کمال صاحب کو ایسی امید نہیں تھی کہ دل صاحب کے لیے

دروازے کھل گئے

کم ہیں یہ "فائلز اسکی جانب کھسکاتے وہ سکون سے

کمال صاحب نے اسے حیرانگی سے سنجیدگی سے دیکھا، جب کہ کمال صاحب مسکرا کر اسکے

ویری گڈ اصل بات تو اب کی ہے آپ نے۔۔

ایک قانون دان کے کمرے میں اگر رشوت دینے بنا ہوا تھا اپنے کفلینگز اتار کر رکھے اور سفید شرٹ کے بازو کو

اس قانون دان کے پاس رشوت کے علاوہ آتا ہی کیا صاحب کچھ سوچتے ہوئے بولے۔

لے کر آئے تھے حیلہ پھر سے مسکرایا۔

یہ بھی ٹھیک ہے لیکن رشوت مجھے پسند بھی آنی چاہا شارہ کیا جس نے اسکے آگے دو فائلز.

کتنا ایکڑ لینا ہے تمھیں"۔

وہ اس کل کے آنے لڑکے کی باتوں کے گھمانے

میں معافی چاہتا ہوں لیکن یہاں آپ کو تھوڑی سے میں دس کروڑ کا چیک

حیدر کی

کیا ہوا" کمال صاحب کو ایسی امید نہیں تھی کہ وہ فائلز بند کر دے گا۔۔ کم

ہیں یہ" فائلز اسکی جانب کھکاتے وہ سکون سے بولا کمال صاحب نے اسے

حیرانگی سے سنجیدگی سے دیکھا۔اس کیس کو کلوز کرنے کے لیے کیا لینا چاہتے

ہو" وہ کھل کر بولے

ویری گڈ اصل بات تو اب کی ہے آپ نے۔۔

ایک قانون دان کے کمرے میں اگر رشوت دینے پر معلوم ہے کون سی دفع

لگتی ہے"

اپنے کفلینگز اتار کر رکھے اور سفید شرٹ کے بازو کہنیوں تک فولڈ کر دیے

۔۔۔

اس قانون دان کے پاس رشوت کے علاوہ آتا ہی کیا ہے "کمال صاحب بھی

پوری جانکاری

لے کر آئے تھے جیدا پھر سے مسکرایا۔

یہ بھی ٹھیک ہے لیکن رشوت مجھے پسند بھی آنی چاہیے "وہ شانے آچکا گیا۔

کتنا ایکڑ لینا ہے تمھیں "۔

وہ اس کل کے آئے لڑکے کی باتوں کے گھمانے کے انداز پر ذرا چیڑے گئے

میں معافی چاہتا ہوں لیکن یہاں آپ کو تھوڑی سے ڈیسا پوائنٹمنٹ کا سامنا

کرنا پڑے گا

وہ مسکرایا۔ یہ کہیں کلوز کرنے کا کتنا لوگے حیدر سالار مرتضی "کمال صاحب

اب غصے سے اسکی

سب سے پہلی بات میرے کمرے میں آپ کی آواز مجھ سے اونچی نہ ہی ہو تو

مناسب ہے کمال صاحب اور دوسری اور سب سے اہم بات... میری پہچان

اپنے دانتوں میں چھپا کر آپ نے خود کو باور کرا دیا ہے کہ میں آپکی مدد کوئی

نہیں کروں گا" وہ ہاتھ کھڑے کر کے بولا تمھارا باپ جو تمھیں ذرا بھی

اہمیت نہیں دیتا جس نے تمھیں ساری زندگی خود سے دور رکھا تم

اسکی دشمنی مجھ سے نہ نبھاؤ بیٹے ہاتھ ملاؤ پیسہ بناؤ"۔ سینٹمینٹس میں مجھے نہ

ماریں کمال صاحب ہاتھ ملانا ہوتا تو پہلے ملا لیتا۔۔۔

اور پیسہ تو آپ سے زیادہ بنا ہی لیتا ہوں" وہ مسکرا کر بولا جبکہ کمال صاحب کو

اسکی مسکراہٹ بلکل اچھی نہیں لگی۔

ٹھیک ہے انجام کے ذمہ دار تم خود ہو گے

ایک وکیل کو دھمکیاں دینے کا مقصد اس ملاقات کا آپ پر مہنگا بیتا بھی ہے

لیکن حیدر مرتضی ایسے ہی اس عدالت کی جان نہیں بنا کمال صاحب اپنے

بیٹے کو سلاخوں کے پیچھے

دیکھنے کی عادت ڈال لیں"۔

جب تمھارے اندر اتنی انسانیت ہے ہی نہیں کہ تم انصاف کے تقاضوں پر

پورے اترو تو

تم کس بات کا مجھ سے بدلہ لے رہے ہو" کمال صاحب بھڑکے۔۔

بدلہ تو کافی پرانا ہے آپ کی یاداشت کمزور ہو تو الگ بات ہے۔"۔

وہ سنجیدگی سے بولا اسکے ترکی باتر کی جواب پر کمال صاحب مٹھیاں بھینچ گئے

کمال نے ضبط سے اسے دیکھا۔

میں پھر آؤں گا" وہ کہہ کر نکلنے لگے

آتے جاتے رہیے گا" اسنے لاپرواہی سے کہااور پر مزاہ مسکان اسکے پیچھے

اچھالی جسے کمال

صاحب دیکھ کر چلے گئے تھے اور انکے نکلتے ہی اسکی مسکراہٹ پل میں سمٹ

گئی۔

وہ دونوں ٹائلیں وہیں چھوڑ کر گئے تھے۔

اپنے فائلز کو ملازم کے ہاتھ باہر ناسیکوادیا ہے کمال صاحب بھی دیکھ چکے تھے

اسکے باپ تک خبر پہنچاؤ کہ یہ کس کیس میں ملوث ہونے کی کوشش کر رہا

ہے" کمال

نے اپنے ملازم سے کہاتو وہ گردن ہلا گیا۔۔۔دوسری طرف حیدر ایک

گھیری سوچ میں تھا یہ کیس کوئی عام بات نہیں تھی کمال کوئی

عام آدمی نہیں تھا۔ پھر حیدر مرتضی وہ خود بھی تو عام نہیں تھا سوچنا تو سب کو پڑ رہا تھا۔

زریاب کی پیشانی پر کی لکیریں نمایاں تھیں یہ ہی حال سالار کا بھی تھا۔۔۔

دونوں باپ بیٹے ایک دوسرے کی صورت تکنے لگے۔ تمھاری ماں تک یہ خبر نہ پہنچے بلکہ کوشش کرنا گھر میں کسی کو پتہ نہ چلے اسنے بیٹے سے،

کہا

باباوہ کیوں خود مصیبت میں پڑتا چاہ رہا ہے"۔

زریاب چڑ کر بولا۔

تمھارے بھائی کی ایک رگ فالتو ہے اسی بنا پر۔۔ گاڑی نکالو مکو شش کر رہا ہے "کمال

وہ گھر پر نہیں ہوتے آج کل "زریاب نے اتری شام کے گھیبات نہیں تھی کمال کوئی

آمد کی خبر لاتے دیکھا تو باپ سے کہا

سالار نے چونک کر دیکھا۔

کیا مطلب ہے"۔۔

وہ یہ تو ہائی وے پر پانے جاتے ہیں یہ کسی ہوٹل میں دوستو اس علیشبہ کا پیٹ

بھرتے ہوئے گھر میں اس دن کے بعد چلھی تھا۔۔۔

پر میسر نہیں" وہ بولا سالار کی پیشانی کی رگیں تن گئیں۔

فون ملاؤ اسے" وہ بولا جبکہ زریاب نے کال ملائی اور ہمیشہ کیطرر ابستر نہ چلے"

اپنے بیٹے سے" کبھی ریسیو ہوئی تھی نہ ہوئی تھی اب تو انھیں ان سب

چیزوں

دوسری پھر تیسری اور متواتر بیل دینے کے باوجود کال اٹینڈ شہید

سالار سر تھام گیا

کمال ایک خبیث شخص تھا۔

افنان کے ایکسیڈنٹ کے بعد سارکا اپر کیس کرنا اور اس کیس میں اسے ایسا برا چھنا دینا کہ اسکی ساری ریپوٹیشن پر کیچڑ اچھل گئی تھی وہ اس بھڑاس کو دبانے بیٹھا تھا وہ

کسی بھی وقت اس سے بدلہ لے سکتا تھا اور حیدر۔۔۔

افنان کا ایکسیڈنٹ کمال کی وجہ سے ہوا تھا اس رات وہ کمال کے ساتھ ہی تھا

یہ بات کوئی نہیں جانتا تھا لیکن سالار کو شک پڑ گیا تھا کیونکہ کمال ہی تھا جو ان دنوں اسکے

نزدیک تر ہوتا گیا تھا ہی نہیں اور ہر چیز میں افنان کے منہ پر کمال کا نام تھا اور وفات کے ایک دن پہلے وہ پریشان تھا کیونکہ اسکی کمپنی بیٹے بیٹھانے لوس میں جا رہی تھی اسکا سارا پیسہ اسکا بیزنس افنان کے بعد کمال نے ہڑپ لیا تھا۔۔

سالار نے اسپر کیس کرادیا تھا اور کمال دو سال کیس میں الجھا رہا۔ اور پھر معلوم نہیں کیسے وہ باہر نکل آیا تو اسکے بعد غائب ہو گیا۔

سالار کے اندر سے اب تک اس چیز کی بھڑاس نہیں نکلی تھی کہ کمال نے اسکے بیٹے کے گرد گھیرہ بنالیا تھا

وہ کمال کو جڑے ہی اکھاڑ کر پھینک دے گا اگر اپنے حیدر کو نقصان پہچانے کی کوشش بھی کی۔۔۔

زریاب باپ کا چہرہ دیکھ رہا تھا اچانک احساس ہوا کہ وہ کچھ دن پہلے ہی ہسپتال سے لوٹا

تھا

بابا ریلکس ہو جائیں میں حیدر بھائی سے رابطہ کرنے کی کوشش کرتا ہوں"

زریاب سے باپ کی پریشانی دیکھی نہیں گئی تھی۔ افنان کے قتل کے بارے میں لائبہ کے علاوہ سب جانتے تھے۔ آج تک لائبہ کو علم نہیں ہو سکا اسکے

دونوں ماں باپ لوگوں کی حوس کی بھیڑ چڑھے تھے سالار کمرے سے نکلااور

بناناشتہ کیسے ہی وہ زریاب کے ساتھ باہر نکلنے لگاحالانکہ روشانے آج

یونیورسٹی جارہی تھی حیرانگی سے زریاب کو دیکھنے لگی

بڑے بابا" اچانک وہ سالار کے آگے ادھمکی۔

زریاب نے اپنے قدموں کو بریک لگایا۔ یہ آپکے ساتھ جارہے ہیں" وہ

پرجوش سی تھی

زریاب نفی میں سر ہلانے لگا

سالارا تنی ٹنشن میں ہونے کے باجود بھی مسکرادیا۔

اوراثبات میں سر ہلادیا۔

پھر میں بھی چھٹی کرلوں" وہ مارے خوشی کے چھک اٹھی۔ بلکل نہیں پڑھنے

جاؤایک لیکچر نہیں ہوگا باقی توہوں گے

زریاب نے لوکا

زیادہ ابا میاں نہ بنو۔" سالار کے سامنے بات کرنے کا فائدہ ہی یہ تھا وہ فورا اسے سیدھا

کر دیتا تھا۔

روشانے سکون سے آنکھیں پٹپٹا کر اسے دیکھنے لگی جبکہ زریاب نے خون کا گھونٹ بھرا اور

آپ کیا کہہ رہے ہیں" وہ کھپائی جبکہ وہ اسکے سر پر چپت لگاتا ہنستا ہوا باہر نکل گیا

تھا

وہ شاید دنیا کا پہلا سر تھا جسے اپنی دونوں بہویں اتنی عزیز تھیں۔ زریاب اور سالار کی گاڑی مرتضی ہاؤس سے باہر نکلی اور حیدر ویلا کی جانب چل دی۔ یہ بات ان دونوں کو ہی معلوم نہیں تھی کہ حیدر گھر پر ملے گا بھی یہ نہیں۔۔۔

کہاں گئے ہیں وہ دونوں "زیمل نے روشانے سے پوچھا کیونکہ سالار نے یہ

زریاب نے اسکی

بات تو سنی نہیں تھی تبھی وہ روشانے سے پوچھنے لگی

مجھے نہیں معلوم۔۔۔۔میں نے تو اپنی آزادی کی خبر سنی ہے بس" وہ بانہیں

پھیلا کر

سکون سے لیٹ گئی۔

زیل نفی میں سر ہلانے لگی۔

بھابھی آپکی اور سالار بھیا کی ہی اتنا سر چڑھائی ہوئی ہے کبھی جو سیریس ہو

جائے یہ لڑکی

رمشہ اسے گھورتے ہوئے بولی زیل ہلکا سا مسکرادی۔

بھٹی میں کچھ نہیں کر سکتی کیونکہ میرے گھر کے سربراہ نے ہی اپنی دونوں

بہوؤں کو سر

چڑھایاہوا ہے"۔

وہ ہنس کر بولی تو روشانے ہلکا سا شرما گئی۔

ویسے آپ بلا کی کام چور ہیں روشانے "رضا اسکے پاس اگر بیٹھ گیا۔۔۔۔

جبکہ صارم صبح ہی کسی کام سے نکلا تھا۔

آرام سے رہو لڑکے میں کہاں کام چور ہوں اپنے سارے کام خود کرتی ہوں

"وہ آنکھیں

دیکھا کر بولی

جیسا کہ منہ دھونا برش کرنا اپنے ہاتھ سے ناشتہ کرنا اور ہر وقت موبائل یوز

کرنا آپ تو اچھی

خاصی مصروف نکلیں"

شیٹ آپ"۔

وہ بھر کی جبکہ رضا ہنسنے لگا تھا

نور بھی وہیں اگر بیٹھ گئی آج اسنے بھی اپنی کلاس بنگ کرلی تھی۔

رضانے اسکی جانب دیکھا معلوم نہیں کیوں نور کو وہ چور نظروں سے دیکھتا

تھا۔۔۔

جبکہ اب تک یہ بات خود نور نے بھی محسوس نہیں کی تھی۔۔۔

رضانے فورا نگاہ بنائی۔

روشانے کو البتہ اس وقت رضا بے حد برا لگ رہا تھا تبھی وہ منہ پھلا چکی تھی

۔۔

تبھی وہاں لائبہ بھی داخل ہوئی۔

اور سب کو اسکو دیکھ کر کافی خوشی ہوئی وہ پنک ڈریس میں بلا کی خوبصورت

لگ رہی تھی

بھی آپکی خوبصورتی کی تو داد دینی پڑے گی کیا کہیں آپکو میں تو کہتا ہوں آپ

جیسا یہاں

کوئی نہیں "رضا نے عمل سے کافی کا کپ لیتے کھل کر تعریف کی لائبہ کے قدم وہیں جم گئے وہ وہ شریاسی گئی کہ اندر بھی نہیں آیا جارہا تھا اس سے۔۔۔ روشانے اور نورد لچسپی سے اسکے چہرے پر پھیلتے رنگوں کو دیکھتی ہنسنے لگی

۔۔۔

لانیہ نے ارد گرد نگاہ گھمائی صارم کہیں نہیں تھا سکون کا سانس لیتی وہ ان سب کے پاس آئی سب سے سلام کر کے وہ ان سب کے ساتھ بیٹھ گئی۔

جبکہ روشانے کو جوش چڑھا تھا ایکدم

اب سب اکٹھے ہو گئے ہیں تو ڈھولکی سی پہلے پری ڈھولکی ہو جائے "۔اپنے اونچی آواز سے کہا۔۔۔

کتابوں پر بھی دھیان دیا کریں کبھی ابھی ناشتہ اندر نہیں اترا آپکو ڈھولکی سوجھ گئی "

تم چپ رہنے کا کتنا لو گے "روشانے چیر کر بولی

یہ ہی کوئی پچیس تیس ہزار"۔

رضا نے شانے اچکانے نور آپی اسے دیں یار اور نکالیں اسے لیڈیز گینگ میں

سے"۔

وہ اسے گھورتی بولی نور کو ایکدم آنے

اچھو لگ گیا پانی حلق میں انکا پچیس تیس ہزار" وہ حیران رہ گئی

یہ میرے پاس کہاں سے رہا تھا وہ بلکل آیت کی طرح تھی۔۔بہت

خوبصورت

آپ رہنے دیں۔۔یہ اتنی بھی بڑی رقم نہیں"۔

رضا اسکی جانب کافی دلچسپی سے دیکھ

بہت دلکش...

بس آپی ہو گئی نہ بے عزتی

روشا نے نے سر جھنگا۔

کیوں تنگ کر رہے ہو رضا سب کو" عمل نے اسے لوگا۔

میں تو تنگ نہیں کر رہا یہ سب اپنے آپ ڈسٹرب ہو رہیں ہیں دیکھ لیں سکون

سے کافی

پی رہا ہوں ہے ہوں میں تو اپنی"۔

دیکھایا۔رضا نے ماں کو دی کپ دیکھ

ماما مجھے بھی کافی پینی ہے۔۔"

آیت کی جانب دیکھتے نور پہلی تو آہت نے نفی میں سر ہلایا۔

بالکل ضرورت نہیں ہے یہ عادت مجھے تمھارے بابا کی بھی بری لگتی ہے"۔

آیت جو سبزیاں کاٹ رہی تھی گھور کر بولی تو نور منہ بسور گئی جبکہ رضا نے

ایک لمبا گھونٹ

بھر کر کپ اسکی جانب بڑھا دیا۔۔۔

تو رتھوڑی حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی۔

جبکہ رضا نے اسے آنکھ سے اشارہ کہا کہ پی لے۔۔۔

نہیں لگا پہلی بار وہ کسی سے جھجھک گئ۔

نہیں میں اپنی بنالوں گی"۔

پی لیں ویسے بھی جھوٹا پینے سے پیار بڑھتا ہے"۔

رضا ڈھٹائی سے بولا جبکہ روشانے اور لائبہ کی آنکھیں نکل آئیں اور نور سٹپٹا کر وہاں سے

اٹھ ہی گئ۔اونے تمھیں شرم نہیں آتی نور آپی بڑی ہیں تم سے۔۔ہم دنوں کے بیٹھے ہوئے انکے

ساتھ فلرٹ کر رہے ہو" روشانے بولی جبکہ رضا نے شانے آچکا دیا

جب تم دونوں بک ہو گئ تو جو طارغ ہے فلرٹ اس کے ساتھ کیا جائے گا اور ویسے بھی

نوردو سال ہی تو بڑی ہے" وہ شالے آپکا کر ہوئے۔۔۔۔ موجیں ہیں بھئی

نور آپی کی" وہ افسردگی سے بولی رضا اور لالہ جبکہ ہنس پڑے۔

سالار اس عالیشان جدید طرز کے بنے گھر میں داخل ہوا تو یہ گھر زیادہ بڑا

نہیں تھا ہاں دو

بندوں کے رہنے کے لیے بہترین تھا۔۔۔

سامنے ہی وال پر حیدر کی تصویر لگی تھی جبکہ دوسری وال پر ان سب کی

چھوٹی چھوٹی

تصویریں لگی ہوئیں تھیں جتنے لمبے اسنے ان سب کے ساتھ گزارے اس گھر

کی نسبت

اس گھر کے باہر بڑا لون تھا اور کافی خوبصورتی سے ڈیکوریٹیڈ بھی تھا۔

سالار کو دیکھ کر وہاں پر جو ملازم ہر وقت موجود ہوتا تھا دوڑ کر آیا۔۔۔

سلام صاحب آپ نے بتایا نہیں آپ ارہے ہیں حیدر صاحب کو میں کہہ بتا دیتا"۔

وہ مؤدب ہو کر بولا۔

نہیں ضرورت نہیں حیدر کہاں ہے"۔

سالار نے سوال کیا۔

وہ وہ ابھی نکلے ہیں جی" ملازم جھوٹ بول رہا تھا وہ دونوں ہی جانتے تھے۔۔۔

جھوٹ مت بولو امین کتنے دن ہو گئے حیدر کو گھر آئے ہوئے" سالار نے گھوڑی لگا کر

سوال کیا جبکہ آمین خجالت کا شکار ہوا تھا۔

وہ حیدر صاحب تو کبھی آتے ہیں کبھی نہیں آتے اب کی باری ایک ہفتے سے گھر نہیں

لوٹے"۔

وہ سچ بتا گیا سالار کی پیشانی پر کئی متفکر لکیریں تھیں زریاب خاموش کھڑا تھا۔۔۔

ٹھیک ہے جاؤ تم "سالار نے کہا

صاحب آپکے لیے پانی وغیرہ"

نہیں ضرورت نہیں ہے "زریاب باپ کو پریشان دیکھ کر پہلے ہی بول اٹھا

ان دونوں نے ایک دوسرے کی جانب دیکھا سوال تو کئی تھے جواب کوئی نہیں۔۔

حید کی عادت آج بھی پہلے روز جیسی تھیں لیکن اب ایسا نہیں چلے گا اسکی بیوی تھی کوئی نام تھا جو اس سے منسلک تھا یہ گرل فرینڈز یہ دوست احباب اسے

چھوڑ کر سنسنیر ہونا چاہیے تھا۔

وہ دنوں ابھی بیٹے بھی نہیں تھے کہ مین دروازے پر اسکی فارچونر کا ہارن کافی بلند تھا

چوکیدار نے دروازہ کھولا۔

آمین بھاگ کر حیدر کے کانوں میں ڈال دینا چاہتا تھا کہ سالار اندر بیٹھا ہے لیکن سالار کو نظر اجاتا تھی اسکی ہمت نہیں ہوئی دوسری طرف حیدر گاڑی سے اترا تو ساتھ علیشہ بھی

اتری تھی

علیشہ گاڑی سے اتر کر شاپینگ بیگز دیکھنے لگی۔۔۔

رہنے دو امین اٹھالے گا" ہاتھ بڑھا کر اپنے علیشبہ کو دور سے نزدیک کیا وہ تو پھولے نہیں سمائی اور اسکے ساتھ چپکی وہی وہ گھر کے اندر داخل ہوئے جبکہ

حیدر کے لبوں میں جلتی سیگریٹ کا شعلہ علیشبہ کو کافی پسند تھا اسکا بس نہیں چلتا تھا حیدر ہر وقت

سیگریٹ کے گھیرے کش لگائے۔۔۔۔کیونکہ جب وہ کش بھرتا تھا اسکی آنکھوں میں جو

نشہ اترتا تھا وہ ناقابل بیان ہوتا تھا۔۔

آمین گاڑیوں سے بیگز نکال کر اندر رکھو"بلند آواز میں وہ جیسے ہی لاونج میں قدم رکھا تو سامنے سالار اور زریاب کو سکون سے بیٹھا دیکھا علیشہ ایکدم دور ہوئی جیسے چوری پکڑی گئی ہو علیشبہ کی حرکت پر لبوں پر مسکان سی آئی اور اپنے سالار اور زریاب کی جانب دیکھا۔۔۔۔

میں پھر اجاؤ گی "علیشبہ حیدر سے بولی حیدر نے شانے آچکا دیے. میڈیا اور دنیا جانتی تھی کہ وہ اسکی گرل فرینڈ تھی اسکا باپ بھائی ماں سب جانتے تھے اسے چھپانے کی ضرورت نہیں تھی اور اب تو بلکل بھی نہیں۔۔علیشبہ جبکہ

جلی پاؤں کی بلی کی طرح وہاں سے فرار ہو گئی۔اور حیدہ جو گاڑی کی چابی گاڑی

میں ہی لگا چکا تھا علیشہ وہ گاڑی لے کر جا چکی تھی

سالار نے ضبط سے یہ سارے مناظر دیکھے تھے۔۔۔

کیسے ہو" وہ سالار کو چھوڑ کر زریاب سے ملا۔

میں ٹھیک ہوں آپ ٹھیک ہیں" زریاب نے پوچھا جبکہ وہ ہنسا۔۔۔

کیسا لگ رہا ہوں۔"۔

سنے کہا اور سالار کی جانب دیکھا

کیسے ہیں ڈیڈ۔۔۔آپ کو میرے اس غریب خانے میں آنے کی ضرورت

کیونکر بڑی بلا لیا

ہوتا۔۔عام کے ذریعے بلا لیا ہوتا جاتا" وہ بیٹھ گیا۔۔۔۔

سالار سرخ نظروں سے اسے دیکھنے لگا۔

تمھیں علم ہے کہ تمھاری ایک بیوی بھی ہے۔۔۔

سالار نے بڑے ضبط سے سرخ نظریں اسکی آنکھوں میں گاڑھ دیں

آپ یہ بتانے آئے ہیں"۔

حیدر نے بھی اسی ٹون میں سوال کیا۔۔۔

جاری ہے

سرخ آنچل

سیزن ٹو

تانیہ طاہر ناولز

قسط 13

میں تمھیں بتانے اور سمجھانے تو بہت کچھ آیا ہوں لیکن سب حرکات دیکھ کر مجھے لگ رہا ہے تمھیں خود سے دور کرنا میری بہت بڑی غلطی تھی اور اب تم اسے میری سزا

بنانا چاہ رہے ہو "ایکسیلنٹ" حیدر نے ہنستے ہوے تالی بجائی

حیدر نے ہنستے ہوے دیکھ لو زریاب بلآخر میرے باپ کو خیال آ ہی گیا کہ اسنے مجھے اپنے آپ سے دور رکھا تھا مجھے لگتا تھا یہ میرا

ہی وہم ہے" وہ صوفے کی پشت سے ٹیک لگا گیا بھائی کیا ہو گیا ہے یار- ویسا کچھ نہیں ہے ہے جیسا آپ

سوچتے ہیں اور بابا نے صرف آپکے مستقبل": چھا ٹھیک ہے مجھے وہ باتیں نہ بتاؤ جو میں مانوں گا نہیں

سالار وہ ہاتھ اٹھا کر بولا اور سر جھٹکا سالار نے خون کا گھونٹ پیا تھا کون تھی یہ لڑکی"۔ سالار نے سوال کیا میری گرل فرینڈ "اپنے بنا سمجھکتے جواب دیا۔

اسکی ڈھٹائی پر ایک پل کے لیے تھا تھا اسے اپنا آپ اسکے اندر نظر آرہا تھا کہ

مرتضی اسے کس طرح

برداشت کرتا ہو گا۔

جبکہ تم جانتے ہو تمھاری بیوی ہے ایک "۔میں نہیں مانتا زبردستی کے

رشتوں کو آپ اچھا سمجھتے

ہوں گے میں نہیں۔۔۔میں جسے چاہوں گا اپنی بیوی بناؤ گا جسے چاہوں گا

منگنی کروں گا جسے چاہوں گا جو مرضی

حیدر"۔

سالار بھڑکتے ہوئے اٹھا زریاب نے باپ کو تھاما۔۔۔پلیز بابا بس کر دیں

آپ دونوں یہ جنگ ختم کر دیں یہ

بے مقصد ہے

زریاب جھنجھلا کر بولا جبکہ وہ دونوں ہی منہ پھیر گئے دوسری طرف زریاب دیکھ رہا تھا وہ دونوں ہی ایک جیسے تھے شاید زریاب زیمل پر گیا تھا۔۔۔ لیکن سختی غصہ جنون اس میں بھی باپ جیسا ہی تھا جسے فلحال تو وہ نہیں مانتا تھا۔۔۔

بھائی یہ بات نہیں کرنے آئے تھے کمال کے خلاف کیس لڑ رہ آپ سے ۔۔۔۔آپ لڑ رہے ہیں "زریاب کو جس بات کی فکر تھی وہ بولا۔۔۔

ہاں "اپنے ایک لفظی جواب دیا دیکھ اب بھی باپ کو رہا تھا جو کہ ماتھے پر بل ڈالے اپنے غصے کو قابو میں کیسے اسے دیکھ رہا تھا۔۔۔

کہ بھائی آپ کیوں کیس کو وہ وہ آدمی اسے چھیڑ رہے ہیں۔۔ چھوڑ دیں اس گھٹیا آدمی ہے ہم جانتے ہیں یار پہلے

سے اسے "۔

معلوم ہے لیکن میرے پاس کیس آیا ہے میں کیوں

چھوڑوں"۔

اپنے شانے اچکائے۔۔۔

بھائی

زریاب جانتا تھا وہ ایکدم تو نہیں مانے گا۔ ویسے ایک بات تو بتاؤ زار صاحب تمھارے والد نے مجھے بیرسٹری ہی کیوں کرائی آج جب وہ شخص میرے سامنے

ہے تو میری پرواہ ہو کی یہ فضول باتیں ہیں"۔ وہ بولا جبکہ زریاب نے باپ کو دیکھا تم یہ کیس نہیں لڑو گے اس سے زیادہ میں کچھ نہیں

کہوں گا"

سالار کھڑے ہوتے ہوئے بولا۔ یہ کیس میرا ہے اور میں یہ کیس لڑوں گا

"۔ حیدر نے نفی کی اور حتمی انداز میں کہا کیوں" سالار نے بھڑکتے ہوئے

پوچھا

معلوم نہیں "اپنے سر جھٹکتے جواب دیا۔؟ نھیں

تمھاری جان کو خطرہ

ہو سکتا ہے

جان مجھ کیوں نہیں آتی یہ بات "۔سالار کا ضبط جواب دے گیا۔حیدر بھی

کھڑا ہو گیا

مجھے کچھ نہیں ہو گا میری پرواہ نہ کریں آپ "وہ ہاتھ سینے پر باندھے باپ کو

دیکھ کر بولا حیدر "سالار جیسے عاجز سا آیا۔

جبکہ حیدر نے باپ کی جانب قدم اٹھائے۔.مجھے علم ہے آپکے دل میں کمال

کے لیے کتنی نفرت

ہے۔

میں سب جانتا ہوں آپ کیا چاہتے تھے اور عدالت نے دو

سال بعد ایسے رہا کر دیا۔۔آپ افنان انکل کے گھر نہیں جاتے کیونکہ انکا ملزم آج بھی آزاد ہے آج جب وہ میرے سامنے اگیا ہے آج جب موقع ہمارے ہاتھ میں ہے پھر کیوں مجھے روک رہے ہیں" وہ باپ کی جانب دیکھتا بول رہا تھا جیسے بلکل وسوق سے وہ سچ ہی بول رہا ہو اور وہ ایک ایک حرف وہ ہی ادا کر رہا تھا جو کہ سالار کے اندر تھا۔

سالار نے اسکے دونوں بازو تھام لیے

جو کھو گیا ہے اسے بھولنا مشکل ہے لیکن اپنے جوان بیٹے کو اس آدمی کے آگے

میں چارہ نہیں بنا کر پھینک سکتا تم

سمجھو مجھے۔۔۔۔"۔

وہ مجبور سا بولا تھا جبکہ حیدر نے بالوں میں ہاتھ پھیرہ زریاب یہ منظر خاموش کھڑا دیکھ رہا تھا لبوں پر مسکان تھی۔بہت عرصے میں بہت کم یہ منظر دیکھنے کو ملتے

تھے

ڈیڈ میں اپنی بات سے پیچھے نہیں ہٹوں گا"۔اپنے مظبوط لہجے میں کہا۔

حیدر میں تمھارا مار مار کر حشر بگاڑ دوں گا" سالار پھر

سے اسپر برسنے لگا۔۔۔جو مرضی کریں اس کمال کی گردن توڑ کر سکون

ملے گا مجھے"۔

تمھیں کس بات کی اس سے دشمنی ہے آخر کو تمھارے دشمنوں کا معملہ

ہے" وہ لائبہ والی بات پر چوٹ کرتا بولا کہ کیوں وہ کیس لڑ رہا تھا جب لائبہ

سے اتنا ہی اختلاف

تھا۔۔۔

حیدر نے باپ کی جانب دیکھا اگر آپ طنز نہ ہی پھینکیں تو آدمی آپ اتنے

بھی برے

نہیں ہیں"۔وہ بولا اور مڑ کر دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔باپ سے مخاطب ہو یہ تم"۔سالار نے گھورا اور خود بھی اسکے سامنے بیٹھ گیا۔میں نے اپنی ساری زندگی صرف پر ہی دیکھا ہے ایک یہاں سے طنز ایک وہاں سے طنز بھی تو نارمل ہو جایا کریں آپ لوگ"۔

زریاب ان دونوں سے ہی چڑتا بولا تھا حیدر منہ: حیدر منہ پر ہاتھ رکھتا مسکرا دیا جبکہ سالار دونوں کی جان دونوں کی جانب دیکھتا نفی میں ا۔سر ہلانے لگا

علا تم دونوں کو دیکھ کر ایک احساس تو مجھے بہت زیادہ ہوتا ہے کہ میں اپنے باپ کے ساتھ کیا کیا کرتا رہا ہوں" وہ گھیرہ سانس بھر کر بولا حیدر اور زریاب بیک وقت انہیں

دیے۔

لیکن بھائی یہ ایک سنجیدہ بات ہے آپ اس کیس کو چھوڑ دیں وہ آدمی اچھا انسان نہیں ہے وہ آپکو نقصان پہنچا

سکتا ہے "زریاب اس موضوع پر لوٹ آیا۔۔۔

میں اپنے پروفیشنل کے ساتھ انصاف کرنا جانتا ہوں تم فکر نہ کرو میں ہینڈل کرلوں گا وہ سکون سے بولا ایسے یہ معمولی بات کو کمال کو ہینڈل کرنا اتنا بھی بڑا مسلہ نہ

ہو نہیں حیدر "سالار قطعی لہجے میں بولا۔

دونوں نے باپ کی جانب دیکھا

تمھیں پیچھے ہٹنا ہو گا کیونکہ یہ میرا حکم ہے۔اس کیس چھوڑ دو اسی میں بھلائی ہے ہماری فیملی کی۔میری تمھاری اور کو وہ بولا توحیدر کے لیے فکر بھی تھی جسے وہ سمجھ نہ سکا

ڈیڈ مجھے چیڑائیں مت ہاتھ پاؤں نہیں ٹوٹے ہوئے میرے۔۔۔سالوں سے اس کام میں ہوں ملک کا کامیاب

بیرسٹر ہے آپکا بیٹا آپکے بیٹے کی فکر کا آج تک چیمبر نہیں سے آپ مجھے یہ کہہ رہے ہیں کہ میں اس گیدڑ بھیگیوں ڈر کر پیچھے ہٹ جاؤں بات میڈیا میں پہنچ گئی ہے،اور مجھے میری عزت غیرت سے بڑھ کر کچھ بھی نہیں" وہ

جو بھڑ کتا ہوا بولا۔ میں نے کہا ہے اس سے زیادہ نہ ہی کم بات نہ کرنا سے نہ

نے اسکی کسی بات کو خاطے میں "سالار نے امیں نہیں لیا تھا اور کمال تو یہ تھا

کہ وہ بھی نہیں لے رہا تھا۔۔۔ایم سوری ڈیڈ میں آپکی یہ بات نہیں مان سکتا

اگر تو آپ مجھے یہ سمجھانے آئیں ہیں تو بیر سٹر حیدر کوئی عام آدمی

وجہ سے میرے خاندان میرے کسی کبھی گھر والے کو کوئی نقصان پہنچا تو اچھا

نہیں ہو سن رہے ہو تم بیر سٹر حیدر سالار ایک ایک لفظ پر زور دیتا بولا تھا لہجے

میں بے حد غصہ تھا وہ پھر سے

نہیں ہے" وہ اسکی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر یہ باور کراتے بولا کہ وہ کوئی

ہلکی چیز نہیں ہے

تپ گیا۔۔

جبکہ حیدر حیدر نے اسکی جانب دیکھا۔ آپکی فیملی کے کسی فرد کا نقصان نہیں

ہو گا اگر ہیں نقصان کروں گا تو صرف اپنا"۔

کہہ کر وہ اٹھ کر چلا گیا

بابا آپ ایسی بات ہی کیوں کرتے ہیں "زریاب کو اچھی نہیں لگی تھی سالار کی یہ بات میری فیملی میں وہ بھی شامل ہے زریاب۔۔۔تم دونوں اولاد ہو میری اولاد بن کر ہی رہو اور سمجھا دو اپنے اس لاڈلے بھائی کو مجھے یہ کمال کے کیس میں نہیں چاہیے "وہ بھی حتمی بات کہتا اٹھ کر باہر نکل گیا زریاب پھر سے سالار کی پشت اور اس بند دروازے کو دیکھتا رہ گیا۔اور اٹھ کر باپ کے پیچھے چلا گیا کیونکہ یہ لا متناہی سلسلہ تھا جے تیک کوئی تمہیں سمجھا سکتا تھا جب آج جب تک

وہ

دونوں خود سے نہ چاہتے

گھر میں ڈھلکی پھر شروع ہو گئی تھی۔رضا تو ان لڑکیوں کے بیچ خود ہی ڈھلک پکڑ کر بھونڈے گانے گا رہا تھا کیونکہ کوئی پاکستانی گانا تو اسے آتا نہیں

تھا۔

روشانے جبکہ چیڑ رہی تھی۔اٹھو بھاگو تم یہاں سے "اپنے ڈھولکی کھینچی"
نہیں جاتا میں --- کیا مسلہ ہے تم لوگوں کے ساتھ۔۔۔
گا تو رہا ہوں وہ بھی اتنا اچھا کیوں صارم صاحب کیسی لگی آپکو میری آواز" وہ
دانت نکالتا صارم کو دیکھنے لگا۔۔۔۔خدا ایسا سر میرے کانوں میں دوبارہ نہ
پڑوائے" صارم جو لاونج کے دروازے سے پشت ٹکائے کھڑا کافی پینے کے
ساتھ ساتھ لائبہ کو بھی دیکھ رہا تھا ہے۔۔بولا تو رضا نے گھور کر اسکی صورت
دیکھی

جبکہ اسی اثنا میں روشانے نے اس سے میری لاش پر سے ڈھولک چھین۔ گزر
کر تمھیں یہ ڈھولکی پیٹنی ہو گی"

وہ چیخا جبکہ سب کے قہقے اٹھے۔سب گزر جاؤ روشانے اسکی لاش پر سے
ویسے بھی ایکسٹرا ہے

گھر میں "نور نے کہا تو رضا ایکدم سیدھا ہوا. آئیں آپ اپنا نقصان کریں گی وہ مسکرا کر پورے دانتوں کی نمائش کرتا بولا جبکہ نور نے گھورا بلاوجہ وہ تو اس سے فلرٹ کرنے میں لگا ہوا تھا۔۔۔ہو گیا اب نکلو یہاں سے ورنہ تمھاری شکایت لگادوں گی میں روشانے نے اسے اٹھنے کا اشارہ کیا۔آپ دیکھ رہی آپکی بیٹی کی "ہیں آنٹی کیسے فرافیر زبان چل رہی ہے رمشہ کی جانب دیکھتے وہ بولا تو رمشہ کچھ شرمندہ کی ہو گی تبھی لاونج میں زریاب نے قدم رکھا وہ ذرا تھکا ہوا تھا پہلے حیدر اور سالار کی جنگ اور اسکے

بعد آفس وہ اب تھک گیا تھا۔۔۔---اور گھر میں محفل جمی ہوئی تھی وہ سب کو اگنور کرتا۔

زیمل کے پاس آگیا

پلیز کچھ کھانے کے لیے 1 دے دیں میرا سر درد سے

پھٹ رہا ہے" وہ بولا اور وہیں چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گیا جبکہ زیمل ایکدم اٹھی

اور اسکے سر پر بڑے پیار سے ہاتھ

رکھا تھا۔

میں لاتی ہوں ابھی"۔

وہ کہہ کر چلی گئی جبکہ وہ کچن سے ہی باہر لاونج کا منتظر دیکھنے لگا جہاں روشانے

اور رضا کی ایک جنگ جاری تھ

تصارم بھی وہیں تھا اور آج بھی نگاہیں لائبہ پر ہی تھی جو ایک طرف بیٹھی

زردائی جوڑے میں ہمیشہ کی طرح محفل کی جان لگ رہی تھی خیر محفل کی

جان تو اسکی زوجہ بھی لگ رہیں تھیں لیکن وہ لڑنے چھیڑنے میں ماہر تھی

اسے

کہاں شرمانا یہ اپنا منہ بند رکھنا آتا تھا زریاب اس لڑائی کا مدعا سننے کے لیے باہر

نکل آیا اور---

ان سب کی جانب دیکھنے لگا۔

اچانک ہی روشانے کی نگاہ زرہاب پر گئی زار زار اسکو دیکھیں کیسے ہماری ڈھولکی برباد کر رہا ہے اس کو کہیں نکلے یہاں سے "روشانے منہ پھلائے اسکے

سامنے آگئی اپنے اوپر سے نیچے تک اسے توجہ سے دیکھا۔پہلے جوڑے میں ماتھے پر پھولوں کی بندی سجائے وہ کھلے بالوں میں عاجز کی تھی دنیا میں کوئی تو اسے بھی عاجز کرنے والا پیدا ہو گیا تھا

وہ اسکو دیکھنے میں ہی مہو ہو گیا کہ پہلی بار سب کے

ہیلو زریاب بھائی لگتا ہے آپ تو کھو گئے اتنی بھی

زریاب نے اسکی گردن میں اپنا بازو ایسا جکڑا کہ الفاظ وہیں توڑ گئے

واپس کرو" اپنے سنجیدگی سے ڈھولکی روشانے کو دینے کا

حکم دیا

روشانے پھلے نہ سمائی جبکہ وہاں بیٹھی عائشہ نے یہ منظر حیرانگی سے دیکھا

یونیورسٹی میں جو زریاب کا اسکے ساتھ

رویہ ہوتا تھا اسے لگتا تھا کہ زریاب کے روشانے کے لیے کچھ نہیں لیکن آج

تو بلکل دل میں اسکے برعکس

تھا۔۔۔

رضا اپنی جان بچانے کو روشانے کو ہاتھ جوڑتا ڈھولکی دے گیا جبکہ روشانے

مسکرادی۔سب کے سامنے ایک عجیب سا احساس چھوکر گزرا تھا۔

وہ رضا کو منہ چڑاتی پلٹی تو نور منہا اور لائبہ نے اسے مرے سے دیکھا کیونکہ ہر

وقت تو لڑتے رہتے تھے

وہ جبکہ وہ: وہ شرما سی گئی صارم صاحب آپ بھی یہاں سے ہٹ جائیں"۔

سب کے سامنے زریاب نے صارم کو بھی دوسری طرف

جانے کا کہا

صارم کا منہ ایکدم بن گیا۔۔۔ات زریاب سخت زہر لگتا تھا۔

وہ ایکدم سٹپٹایا اور وہاں سے ہٹ گیا۔۔۔ تمھیں شرم نہیں آتی زریاب نے

رضا کو گھورا۔آپکو آتی ہے سب کے سامنے کیسے اپنی بیوی کی حمایت لی ہے

آپ نے ایک پرسنٹ بھی جو آپکے دل میں یہ بات آئی ہو کنوارے بھی

موجود ہیں انکے دل پر کوئی تجلی نہ

گیر جائے"۔

شیٹ آپ کنوارے"۔

زریاب نے چیئر کھینچ کر بیٹھتے ہوئے جھڑکا اسے بھڑ---اتنی پیاری پیاری لڑکیوں کے بیچ بیٹھا تھا میچ کرا اپنے

پاس لے آئے اب میں کیا کروں" وہ منہ بناتا بولا جبکہ

زریاب جہاں مسکرایا وہیں زیمل نہیں دی اور رضا احتجاجی انداز میں دونوں کو دیکھ رہا تھا

عائشہ کا وجود جیسے سلگ گیا تھا اسنے جو منظر دیکھا تھا اس سے صاف واضح تھا کہ۔۔زریاب اسے اپنی بیوی کے طور پر قبول کرتا ہے وہ اتنے بڑے وہم میں کیسے رہی جبکہ اسکا دل زریاب سے

دستبردار ہونے کو تیار نہیں تھا۔وہ سارا وقت صرف روشانے کو حسد بھری نظروں سے دیکھتی رہی جسے دیکھ کر زریاب چند لمے ٹھر گیا تھا۔۔۔۔

اوراسکے بعد جیسے اسکے دماغ نے حرکت کی یہ یونیورسٹی میں ٹیٹ سے زریاب
کوخوش کرنے سے کہی آگے کی
بات تھی۔
میں چلتی ہوں "عائشہ کاموڈسارے فنکشن میں ہی آف تھااوراب توکھانا
کھائے پیناہی جانے کی باتیں کررہی تھی

کیوں یار بیٹھوتم ابھی توسب بیٹھے ہیں "روشانے بولی توعائشہ نے بھڑک کر
اسکیطرف دیکھا جسے وہ دوستی میں سمجھ ہی نہ سکی۔
بس مجھے جاناہے بہت دیر ہوگئی ہے "لٹھ مارانداز میں
وہ بولی اور آگے بڑھ گئی روشانے دوسری طرف شانے آچکا کراندر کی جانب
بڑھتی کہ اچانک اسکے سامنے صارم

اگیا۔

اف صارم بھائی ابھی ابھی میری نازک ناک ٹوٹ جاتی" وہ بولی جبکہ میارم نہیں دیا۔اب اتنی بھی نازک نہیں تھی یہ ناک دیسے آج تم بہت پیاری لگ رہی ہو" صارم نے کہاوہ روشانے کوان نظروں سے بلکل نہیں دیکھ رہا تھا جن نظروں میں سامنے گھڑی عائشہ نے ان کی تصاویر لیں اور ویڈیو بنانے لگی

بسچ میں" وہ شرما سی گئی۔

ہاہاہاں سچ میں اور بہت کیوٹ لگ رہی ہو" ٹھیک ہے ٹھیک ہے تھوڑی اور تعریف کریں ہو سکتا ہے آپکو معافی مل جائے" وہ اترا کر بولی صارم کھل کر ہنسا اور وہ اسکی مزید تعریف کرنے لگا ایک شیطانی کی پر اسرار مکان کے ساتھ

عائشہ نے ویڈیو بند کی اور وہاں سے

نکل گئی۔

لائبہ اپنے گھر آگئی آج ویسے دل نہیں کر رہا تھا لیکن بس ایسا لگا کہ یہاں ماما بابا ہیں اور اسے انکے پاس آنا

تھا

وہ اندر داخل ہوئی اور داخلی دروازہ بند کر کے پلٹنے ہی

لگتی کہ افتان کی بائیک پر نگاہ گئی 1---

اور اپنے دروازہ بند نہیں کیا۔۔۔

وہ کھول کر باہر آگئی ہوا آج بہت ٹھنڈی تھی لون کے درخت جھوم رہے

تھے جبکہ اسکے ریشمی نرم بال ہوا کے دوش پر ادھر ادھر ارر ہے تھے وہ اس

بائیک کے پاس آگئی جس میں حیدر کی جان بستی تھی وہ مدھم مسکراہٹ سے

اس گرد آلود بائیک پر اپنی انگلی رکھتی ماضی کی خوبصورت یاد میں کھو

گئی۔۔۔۔

ک حیدر کا ایکسیڈینٹ ہو گیا تھا اور سب ہی اسکے لیے پریشان

تھے

میں یہ سوال پوچھتا ہوں تم بائیک کی چابی لے کر کیسے نکلے "سالار اسیر

بھڑک رہا تھا۔

پہلے ہی اسے چوٹیں لگ گئیں لیں ہیں اور تم اسی پر چلا رہے ہو سالار"

مرتضی کی گرجدار آواز پر سالار نے باپ کی

جانب دیکھا---

یہ آپکے لاڈ پیار نے اسے بگاڑا ہوا ہے" وہ اس دیکھتے

ہوئے بولا جو ابھی ابھی ہاسپیٹل سے آیا تھا اور معصوم شکل بنائے دادا میں گھسا

ہوا تھا جبکہ جب اسے حیدر کے

ایکسیڈنٹ کی خبر ملی تھی اسکے قدموں تلے زمین کھسک کے تھی۔۔۔۔

وہ پہلی بار محسوس کر سکا تھا کہ اولاد اٹھتے باپ کیسے تڑپ اٹ کو دیکھتی۔سے حیدر پر ماں کی تکلیف کیجیے ہیں دوسری طرف لائبہ نم آنکھوں یہ سوچ رہی تھی کہ کیوں اسنے اسے

چابی دی سالار اسے ڈانٹ ڈپٹ کر باہر کا نکل گیا حیدر کے دانت باہر نکل آئے۔

میں بابا بتا کر اتا ہوں دن آپ نہیں رہے ہیں "زریاب نے جلدی سے اٹھنے کی کی۔۔——

تیری حیدر نے اپنی زخمی ٹانگ سے ہی اسے دھکا دیا اور وہ گول مٹول سا لڑکا بیڈ سے نیچے گیر گیا۔حیدر "دادی نے اسے ٹوکا اور زریاب کی جانب بڑھی جبکہ مرتضی نے بھی اسے گھورا تھا وہ ہنستے ہوا دادا کے سینے سے لگ گیا۔۔۔ آپ نہ ہوں تو یہ آدمی مجھے برداشت بھی نہ کرے "وہ

مینہ بور کر بولا بور شرم کرو باپ ہے تمھارا" مرتضی نے ہنسی ضبط کرتے کہا تو وہ سر جھٹک گیا

اوو واب میرا بچہ کیوں رو رہا ہے" اس وقت کمرے میں لائبہ حیدر کے علاوہ وہ دادا دادی ہی تھے جو ان دونوں پر جان چھڑکتے تھے

ہماری وجہ سے ہوا ہے حیدر کو اتنی چوٹیں لگ گئیں" وہ رونے لگی حیدر جب کہ مسکرا رہا تھا مرتضی نے اسے پاس بلا کر پیار کیا۔۔ نہیں میری جان یہ خود بہت شرارتی ہے تمھاری وجہ سے

نہیں ہوا چندہ رومت" مرتضی نے لاڈ سے کہا ویسے دادا جان اگر یہ نہ دیتی تو میں زخمی نہ ہوتا بہت

افسوس کی بات ہے پر نسیز"۔

۔اپنے اپنے لائبہ لائبہ کی ناک کھینچی جو کھینچتے ہی سرخ پے پڑ گئی لائبہ مزید

رونے لگی جبکہ مرتضی نے حیدر کے سر پر ایک

تھپڑ لگائی

سدھرنے کا سوچنا" وہ لائبہ کو جبکہ لائبہ پر اسکی مسکراتی رتا بولا پیار کرتا

نظریں تھیں۔لائبہ ان نظروں کے حصار سے ایکدم جیسے نکلی ماضی حسین تھا

اور اور

تھا یہ آج وہ روز پر بات سوچتی تھی ھو جاتی تھی ماضی میں پھر کھو آج وہ اسکا ہو

کر بھی اسکا نہیں تھا۔۔۔۔۔

سرخ آنچل

سیزن ٹو۔

تانیہ طاہر ناول

قسط14

وہ

کلاس میں کھڑا لیکچر لے رہا تھا اور ہمیشہ کی طرح وہ لیٹ بھی تھی وہ آج پورے دو ہفتوں بعد نظر آئی

اور اب بھی اسکے چہرے پر کوئی خوشی نہیں تھی کہ وہ پڑھنے آئی ہے زریاب نے ایک نظر گھور کر دیکھا صاف لگ رہا تھا رمشہ کی نکلی ڈانٹ پھٹکار پر وہ ک سے آئی کم ان "اپنے سوال کیا سب اسکی جانب دیکھنے لگے۔ناکشتہ نفرت سے پھنکاری تھی لیکن بظاہر چہرے پر

مسکان سجالی

یس پلیز اگر آپ نہ آتی تو کلاس کلاس کی رونق نہ بڑھتی

بیٹھ جائے" وہ کس کر بولا منشن نوٹ سر" وہ بول کر اپنی چیز پر بیٹھ گئی جبکہ کلاس میں کبھی کبھی کو زریاب کی گھوری نے بریک

لگایا۔

وہ پلٹا اور دوبارہ سے سب سمجھانے لگا کہ چلو جب وہاں گئی ہے تو کچھ سمجھ مجھ ہی ہی لے جبکہ روشانے کو آج سے پہلے اتنی حواسیاں کبھی نہیں آئیں تھیں

اپنے پیپر

پر پینٹنگ شروع کر دی سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کی کیونکہ معلوم تھا گھر جا کر بھی یہ سننا تھا تبھی وہ اپنی دھن میں کوان سے لیکچریوں ہی اسنے ھن میں کمن معلوم نہیں کون شہکار بنا رہی تھی کہ زریاب مڑا تو وہ سر

جھکائے بیٹھی تھی

جی روشانے بتایئے میں نے کیا سمجھایا ہے یہاں"۔ چانک اٹھنے والے سوال

پر اس نے سر اٹھایا اور نوٹ

بک نیچے گیر گئی۔۔۔

عائشہ نے نوٹ بک اٹھائی اور مسکرائی

سر روشانے تو آپکا سکیچ بنا رہی تھی" وہ مسکرائی اور جان بوجھ کر سب کے سامنے ڈائری کر دی۔۔ جس پر عجیب عجیب شکلوں کے لوگ تھے ساری کلاس کے قہقہے بلند ہوئے جبکہ روشانے حق ودق رہ گئی

ان نہیں نہیں سر میں نے ایسا نہیں کہا" روشانے بولی جبکہ عائشہ نے شانے آچکا دیے

مجھے تو یہ ہی کہا تھا اپنے سر"۔ وہ روشانے کو ایک ٹھونگا مارتی بولی جیسے بظاہر وہ مذاق کر رہی ہو وہ اسکے ساتھ --- مگر کون نہیں

جانتا تھا زریاب کے غصے کو زریاب نے مٹھیاں بھینچ لیں

کیپ سائیلنٹ "سرد لہجے میں سب کی جانب دیکھا عائشہ ڈائری مجھے

دیکھائیں "اسنے وہ ڈائری عائشہ سے ی کی نگی عائشہ بھی اٹھ کر اسے دینے چلی

گئی تھی روشانے اگر آج وہ اسکی نہیں بنا رہی تھی تو ٹی کم تھی پیچھلے لیکچرز کا

شہکار تو موجود تھا جس پر بوڑھا زار لکھا تھا جگہ جگہ روشانے سر جھکا گئی——

او کے کلاس بریک کے بعد دوبارہ ہم ایک بار پھر اس ٹاپک پر ڈیسکشن کریں

گے پھر۔۔کل آپکا ٹیسٹ ہو

گا۔۔

لیں سر "ڈائری بند کرتے ہوئے وہ بولا تو ساری کلاس تابعداری سے بولی

روشانے اب سر جھکائے کھڑی تھی شرمندہ سی ہو دریاب اسکی جانب بڑھا

اور

اس نے

پروشا نے کا ہاتھ اپنی سخت گرفت میں جکڑا اور اسے کھینچ کر وہاں سے

لے گیا

اب دیکھنا تم کیسے ہوتی ہے روشا نے کی کلاس" دوسری لڑکی بولی عائشہ نہیں

پڑی جبکہ اس لڑکی نے بھی عائشہ کے ہاتھ پر ہاتھ مارا روشا نے سے تو یہاں

سب ہی جلتے تھے

وہ ایکدم اسے کیبن میں دھکیل کر دروازہ بند کرتا اسکی ڈائری اسکے منہ پر مار

گیا۔اچانک روشا نے اپنی پیشانی تھام گئی ہلکی سی خون کی بوند پیشانی پر پھوٹ

پڑی جس کا خون اسکی انگلیوں پر

لگا تھا وہ حیرانگی سے زریاب کو دوسری طرف زریاب کو کوئی دیکھنے لگی تھی

اور فرق نہیں پڑا تھا۔

سے لگی تھی بہت زور سے یہ ڈائری اسکو---وہ زریاب کو دیکھنے لگی اسنے بہت کچھ کیا مگر وہ کبھی میں اس حد تک سیریس نہیں ہوا اسکے غصے کی شدت سے

روشانے گھڑے کھڑے کانپ اٹھی تھی مسخری ہو تم" وہ اسے جھنجھو جھنجھوڑ کر بولا میں میں نے آج کچھ نہیں کیا تھا" وہ اپنی سچائی بیان کرنے لگی

تمھیں لگتا ہے میں ڈرامہ ہوں اور ہماری جوڑی بلکل پرفیکٹ ہے ایک مسخری جسے صرف مذاق سوجتا ہے

زندگی میں کوئی سیریس بات نہیں---

اس لڑکی کے ساتھ تمھیں کیا لگتا لگتا ہے میں ساری زندگی گزار لوں گا مجھے ایک سینسیبل اور میچیور لڑکی چاہیے تھی اور میرے پاپ تمھیں باندھ دیا مجھے سمجھ نے زبردستی میرے ساتھ مجھ نہیں آتا کس بات کا دکھ مناؤں اپنے

باپ کی بات ماننے کا یہ ایک مزاحیہ لڑکی کا اپنی زندگی میں سنجیدہ مقام کا" وہ

چیخا

زار میں بیچ میں نے آج کچھ نہیں کیا میرے دماغ میں ویسا کچھ نہیں تھا" بے

عزتی کے احساس اور اسکے

لفظوں پر وہ رونے لگی

بکواس بند کرو" وہ چیخا تم سے زیادہ بہتر اگر میں ان تو عائشہ ہے نوین ہے ماہ

نور ہے میں سے کسی سے شادی کر لیتا نے تو کم از کم

میری زندگی تو خوبصورت ہوتی تم صرف دوسروں کو انٹرٹین کرنا جانتی ہو

روشانے زین اور میں سیلف ریسپیکٹ کی بہت قدر کرتا

ہوں۔۔۔اگر تمھیں زیادہ جوکر بننے کا شوق ہے تو کسی۔۔مزاحیہ شو میں جا

کر بیٹھ جاؤ لوگ تمھیں داد دیں

گے" اسے پیچھے جھٹکتا وہ غرایا۔

پھر چلی جاؤ کسی ہسر کس ہیں۔۔ کیونکہ یہ مسخرہ پن

ہر وقت کا ویسی

ہی جگہوں پایا جاتا ہے عام انسان سنجیدہ بھی ہوتا ہے اپنے آپ کو لے کر اپنے

کام کو لے کر اور کم از کم ان کتابوں کو لے کر اپنے کتابیں ٹیبل پر پھینکی تھیں

اسکی وہ سر جھکائے مجرموں کی طرح

کھڑی تھی حلق میں آنسوں کا گولہ پھنس گیا کچھ دیر

بعد روشا نے اسکی جانب دیکھنے لگی اسکے گالوں پر آنسو

برسات کی طرح برس رہے تھے

زریاب سر تھام گیا

اسے

اچانک شدید غصہ چڑھا تھا۔اور بلکل جائز تھا یہ غصہ یہ لڑکی اپنے آپ کو

سمجھتی کیا تھی۔۔ کبھی جو اسپر توجہ دی ہوا سکی نیچر پر توجہ دی ہو۔۔بس اپنی

من مانی

روشانے

سوری ٹو سے۔۔ مجھ میں اور تم میں

بہت فرق ہے اور یہ فرق تمھارا قائم کردہ نہیں ہے یہ ہم دونوں کے بیچ کا

فرق شاید میں کبھی ختم نہ

ہو میں

یوں زندگی

گزارنے کا قائل نہیں ہوں ہو اور مجھے

اپنی زندگی میں ایک اچھی میچور اور کلاسی لڑکی کی ضرورت ہے مجھے نہیں لگتا

تمھارا میری زندگی میں

کوئی کام بھی ہے۔۔۔

بہتر ہماری علیحدگی ہی ہے فیصلہ ہم دونوں نے کرنا

ہے سوچ لو اس بارے میں"۔

اتنی بڑی بات کہہ کر وہ مڑ کیا جا کر اپنی چیئر پر بیٹھ گیا۔۔۔

روشانے کو یقین بھی نہیں تھا تھا آج وہ بس اتنی سی کی حرکت پر یہ سب سنے گی

اور وہ اپنے بھرے وجود کو سمیٹتی باہر کی جانب قدم

اسے لگا وجود ہوا میں معلق ہے۔

اٹھانے لگی

اپنی یہ ڈائری لے جایئے میں روشانے احسان ہو گا آپکا مجھ پر" وہ اب بھی جوالا موکھی بنا بولا تو روشانے

نے جھک کر وہ ڈائری اٹھالی اور باہر نکل آئی۔۔۔ کیا ہوا ہے سب خیریت ہے" عائشہ نے روشانے سے

پوچھا

سوری یار میں نے تو مذاق کیا تھا" وہ ہمدردی کرتی اسکے گیرتے آنسواور

پیشانی پر زخم دیکھتی بولی۔زار مجھے طلاق دینے کا سوچ رہے ہیں "آنسو صاف

کرتی وہ ہلکا سا مسکرا کر بولی عائشہ کے ہاتھ سے ایکدم کتابیں چھوٹ گئیں۔۔

جبکہ روشانے کچھ بھی ریسپونس لیے بنا ہی وہاں

سے

چلی گئی اور عائشہ کی خوشی کا ٹھکانہ نہ رہا اتنی سی ا

بات پر

اتنا بڑا فیصلہ واہ اور جب وہ

تصاویر اسے دیکھائے

گی تب تو اور آسان ہو جائے گا وہ اپنی کتابیں اٹھا کر مسکرا کر وہاں سے چلی گئی

۔

روشانے وہاں سے سیدھا گھر آگئی تھی اسنے ایان کو بلا لیا تھا اور وہ گھر آگئی

تمھیں ہے "کیا ہوا ہے یہ تمھاری پیشانی پر چوٹ کیسے لگی ایان فکر مندی سے بولا جبکہ وہ اپنی سرخ

نظروں میں آنسو چھپاتی ہلکا سا سر نفی میں ہلا گئی طبعیت خراب ہو ہو گئی تھی تو چکر آ گیا زرا بھائی کہاں ہیں "ایان نے تشویش سے اسکی جانب دیکھا

انھوں نے ہی کہا تھا تمھیں فون کر لوں "

وہ خود بھی تو چھوڑنے اسکتے تھے "دونوں اندر داخل ہوتے ہوئے بول رہے تھے روشانے نے جواب نہیں دیا وہ سیدھا کمرے میں چلی گئی۔ارے

روشانے اتنی جلدی کیسے ائیں "رمیشہ حیرانگی

سے بولی نور اور منہا تھبی دیکھ رہیں تھیں طبعیت نہیں ٹھیک ریسٹ کرنے گئی ہو گی وہ ان سب خواتین کی جانب دیکھتا بولا جنھوں نے سر ہلا

دیا۔۔۔نور نے ایان پر سے نگاہ ہی ہٹالی وہ ہر وقت اسے دیکھتا رہتا تھا نور کافی پینے لگی۔

اگر آپ برا نہ مانیں تو کافی ٹیسٹ کر سکتا ہوں" وہ بولا نور کی جہاں آنکھیں پھیلیں منیا کو اچھو لگ گیا اور ساری چائے منہ سے باہر آگئی۔۔۔

جبکہ زیمل بھی آنکھیں پھاڑے ایان کو دیکھ رہی تھی عمل جبکہ ابھی ابھی اپنے کمرے سے آئی تھی۔ تمھارا دماغ ٹھیک ہے یہ درست کروں" نور نے خود ہی سچویشن سنبھالنے کا سوچا درست تو مجھے بھی نہیں لگ رہا" وہ بڑبڑا کر وہاں سے چلا گیا ریمل کے سامنے وہ دونوں ہی شرمندہ رہ گئیں جبکہ انکمفرٹیبل ہو چکی تھی جلدی سے وہ اٹھ کر کمرے میں چلی گئی۔

لائبہ ابھی یونیورسٹی سے گھر لوٹی تھی تھکا تھکا سا وجود تھا لیکن آج کافی خوشی کا عالم تھا بہت ایرلی ہی اسکی کارکردگی دیکھ کر ایک ہاسپیٹل میں ہاؤس جاب ایک سنئیر ڈاکٹر۔ کی آفر نے اسے اپنے دی تھی اور لائبہ کے لیے اس سے

بڑی بات شاید کوئی نہیں تھی وہ خوشی خوشی سے گھر آئی تو گنگنا ہی رہی تھی۔
اب اسے شاپینگ کر لینی چاہیے تھی جب وہ ہاسپیٹل پرانے کپڑوں میں تو نہ
جاتی بھی اپنے جاتی تو انھیں شاپینگ کا سوچا اور اسنے روشانے کو کال ملائی مگر
دوسری طرف روشانے نے کوئی ریسپونس نہیں دیا حالانکہ پہلے کبھی ایسا
نہیں ہوا تھا۔اپنے نور کو کال کی نور کا بھی کوئی ریسپونس نہیں آیا اور جب
اپنے زریاب کو کال کی اور اپنے بھی کال یک نہ کی تو اب وہ سہی معنوں میں
فکر مند ہوئی اور وہ ایکدم اپنی جگہ سے اٹھی
ہاؤس میں خیریت ہے بھی معلوم نہیں مرتضی پارس نہیں۔یہ وہ جلدی سے
اٹھی اور گاڑی میں سوار ہو کر اسنے
مرتضی ہاؤس کی راہ لی تھی۔-
کمال صاحب لڑکا قابو میں نہیں آرہا"۔اسکے خاص ملازم نے کہا تو کمال کے
چہرے پر.

فکر مندی کی ابھری۔۔۔رہاتو ہمارے بہت را گریہ لڑکا یوں ہی ہمارے پیچھے
کچھ معملات کھل کر سامنے آجائیں گے "۔۔وہ بول رہا تھا جبکہ کمال نے سر
ہلا یااور سامنے سے اپنے بیٹے کو آتے ہوئے دیکھا۔۔۔سارا کا سارا معملہ اسی
کی وجہ سے پھیلا تھا لیکن کامل کو اپنا بیٹا بہت عزیز تھا لیکن لگتا تھا سالار کو اپنا بیٹا
ٹھیک ہے عزیز نہیں تھا کسی بھی سنسان شاہرہ پر اگر کسی
وکیل کی گاڑی کا زبردست ایکسیڈنٹ ہو جائے تو زیادہ فرق نہیں پڑے گا" وہ
اسے ماجرہ سمجھا گئے جبکہ اس ملازم نے مسکرا کر سر ہلا یا
لائبہ مرتضی ہاؤس پہنچی تو اندر داخل ہوتے ہی سیدھا
صارم سے جا کر ٹکرائی اور ایکدم دور ہوئی صارم مسکرا دیا۔۔۔آپ آئے
ہمارے گھر۔۔۔اس گھر کی رونق بڑھ گئی
کیسی ہو لائبہ "مسکان تھی لائبہ اسکے آگے

وہ بولا تو چہرے کے مٹنے کی منتظر تھی لیکن اس وقت لاونج میں کوئی نہیں تھا

جس کا فائدہ وہ اٹھا رہا تھا اور اسکے آگے دیوار بنا

کھڑا تھا۔۔۔ہم ٹھیک ہیں آپ ٹھیک ہیں" وہ کچھ جھجھکتی ہوئی

بولی۔

جی میں تو آپکو دیکھ کر ٹھیک نہیں فریش ہو گیا ہوں۔۔ خیر آج آپ عام دنوں

سے ڈفرنٹ لگ رہی ہیں" صارم نے بات بڑھائی۔۔

کیا ہم اندر جا سکتے ہیں سکتے ہیں" وہ کچھ توقف سے سے بولی۔

لیکن آپ مجھ سے

بلاوجہ مت گھبرایا کریں" صارم نے جو فیل گیا اسی پر بولا لائبہ کچھ بول نہ سکی

۔

آپ ایزی رہے میں صرف دوستانہ ماحول میں آپ سے بات کرتا ہوں لیکن اگر آپ وہ بھی نہیں چاہتی تو اٹس اوکے آئندہ آپکو مخاطب نہیں کروں گا" وہ جس طرح اداسی سے بولا لائبہ کے نرم دل کو کچھ

ہوا

صارم اسکے پاس سے ہٹ گیا جبکہ لائبہ اسکی پشت

دیکھنے لگی

آپ آپ غلط مت سمجھیے ہمیں ہمیں برا نہیں لگتا

وہ اچانک ہی اسکے پیچھے کہنے لگی کیونکہ وہ نہیں چاہتی تھی کسی کے دل کے

دکھنے کی وجہ وہ بنے۔"۔

تبھی اسنے کہا تو صارم کھیل کر مسکرایا گریٹ مجھے تم سے یہ ہی امید تھی"

صارم اپنے پلین کے کامیاب ہونے پر مسکرادیا۔۔۔ چلواتم اندر آجاؤ مجھے ذرا کام ہے" وہ نارمل بولا تولائبہ سر ہلا کر اندر چلی گئی جبکہ. سے اسکی پیچھے صارم پر سوچ نظروں پشت دیکھنے لگا۔۔۔

وہ اندر اسب ی لاونج خالی تھا کمرے کا دروازہ بجایا جو کہ ہے پہلے جو کہ نہیں ھلا روشانے کے معلوم نہیں کچھ خیریت نہیں لگ رہی تھی

اور لائبہ پر نسیز آپ۔"۔ایان تھا کافی کا مگ کچن سے لے کر نکلا تھا لائبہ ہلکا سا سرخ پڑ گئی۔ باقی سب کہاں ہیں"۔جب آپکو اتنا خوبصورت ہینڈسم انسان دیکھ رہا ہے باقی سب کا سوال کرنے کی کیا ضرورت پیش آگئی "افسوس سے بولا وہ

چپ ہو جائیں آپ۔"۔

وہ کہہ تک نور کے کمرے کی جانب بڑھی ایان بھی اسکے پیچھے پیچھے ہو لیا وہ لائبہ کے ساتھ ہی نور کے کمرے میں داخل ہوا اور سکون سے بید پر بیٹھ گیا۔

نور نے اسے حیرانگی سے دیکھا تم بہت کافی پیتی ہو میں بھی پیتا ہوں یہ ہم دونوں کیلئے ہے آپ سے تم پر

وہ بڑے سکون سے پہنچا تھا

نور دونوں ہی حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی نور نے گھیرہ سانس بھرا تھا اسکی بستیاں دیکھ کر۔یہ لڑکا تھپڑ کھائے گا تو اسکی یاداشت آجائے گی "نور بولی

یہ کیا بات ہوئی ہونے والے رشتہ داروں سے ایسے مخاطب نہ ہوا کریں بس شرمایا کریں" وہ وجہ دیتا بولا لائبہ کو لگا کمرے کا ماحول بہت ڈھٹائی اور بے حیائی پر شرما کر گرم ہو گیا وہ وہاں سے ہے اسکی نکل گئی جبکہ نور بہت اکورڈ ہو چکی تھی لائبہ اسکے بارے میں

بہت اکورڈ ہو چکی تھی لائبہ اسکے بارے میں کیا سوچ رہی ہو گی۔۔۔

اٹھو اور نکلو یہاں ہے۔۔وہ بھڑکی جبکہ ایان مسکراتا ہوا اٹھ گیا۔۔۔اگر کچھ دیر اندر کھڑی رہتی تو مجھے بھی دیدار میں آسانی ہوتی مگر آپ جیسی لڑکیاں دوسروں کے رومینس پر شرما جاتی ہیں جب اپنی باری آئے گی تو کیا ہو گا" وہ نفی میں سر ہلاتا بولا

آپ چپ ہو جائیں ہم سے ایسی باتیں نہ کریں" گھورنے لگی وہ ذرا

اچھا تو آپ حیدر بھائی سے یہ نہیں گی حیدر بھائی جو چیز ہے نہ توبہ توبہ ہے" وہ جان بوجھ کر بول رہا تھا جبکہ لائبہ حیرانگی دیکھنے لگی۔سے اسے ہاں دیکھا تو اسنے بھی تھا اسے وہ کافی بولڈ تھا اور اس حد تک کے ایان جو باہر کے ملک سے آیا تھا خود وہ توبہ توبہ کر رہا تھا وہ شرمندہ مندہ ہو گئی پھر سے

وہ اس سے رشتے میں مسلک تھی لیکن دل سے بھی تو منسلک تھی تبھی اسکی برائی ابھی نہیں لگی۔۔۔

لائبہ اسے مکہ مار کر پھر سے روشانے باہر اگئیں۔کے کمرے کے

آپ آتمایوں بن لئیں ہیں. کبھی اسکے کمرے میں کبھی اسکے کمرے میں ایان تو اسکے سر پر سوار تھا ہمیں لگ رہا ہے کچھ ہوا ہے" وہ فکر مندی سے بولی

باہر آگئ

آپ آتمایوں بن گئیں ہیں کبھی اسکے کمرے میں کبھی اسکے کمرے میں ایان تو اسکے سر پر سوار تھا ہمیں لگ رہا ہے کچھ ہوا ہے" وہ فکر مندی سے بولی

ہم ہوا تو ہے۔"

کیا ہوا ہے"۔

لائبہ نے جلدی سے پوچھا۔۔۔وہ شانے آچکا گیا زریاب بھی گھر نہیں لوٹا آپ تک" وہ بولا تو لائبہ اور پریشان ہو گئ تھی لاونج میں ہی بیٹھ گئ

ایان کے ساتھ باتوں میں گزرنے والے پلوں کا انداز نہیں ہوا اصل تو تب
اپنے وقت پر دھیان دیا جب کبیر عارض زین اور سالار گھر میں داخل ہوئے
توانکے

ساتھ زریاب بھی تھا لائبہ جلدی سے اٹھ کر سب سے ملی اور سب نے ہی
اسے پیار کیا تھا. آج تو واقعی گھر میں رونق لگ رہی ہے "کبیر مسکرایا
تو نیناں بھی اپنے روم سے آگئی جبکہ رمشہ بھی انکی آوازیں سن کر آئی تو زین کو
رمشہ فکر مند سی
لگی.-

خیریت "اسنوستر کے سامنے ہی پوچھ لیا ایک نہ کبھی کچھ چھپایا تھا اور نہ
دوسرے سے نہ. تھی ضرورت پڑی
روشانے دروازہ نہیں کھول رہی "رمشہ نے کہا تو ان سب کے چہروں پر
حیرانگی سی آئی

طبعیت تو ٹھیک ہے فیور تو نہیں ہو رہا" زین عجلت میں اسکے کمرے کی جانب بڑھا اور جیسے ہی اپنے دروازہ بجایا تو اندر سے کلک کی آواز سے دروازہ کھولا وہ ہمیشہ باپ کی پکار پر دروازہ کھول دیتی تھی اسنے کسی کی جانب نہیں دیکھا جبکہ سالار نے آگے بڑھ کر

اسکا چہرہ تھام لیا وہ آگ کی طرح تپ رہی تھی اور کتنی کو زریاب ڈاکٹر کو کال کرو بخار میں تپ رہی ہے بچی پتہ ہی نہیں صبح سے "سالار ذرا غصے سے

بولا لائبہ نے آگے بڑھ کر اسکی نبض چیک کی بخار کافی

زیادہ تیز ہے روشانے کو فور اٹریٹمنٹ کی ضرورت ہے "لائبہ بھی پریشانی سے بولی۔

اور سب اسکے یوں اچانک بخار چڑھنے پر چار نچار زریاب کو دیکھے کر رہ جاتے جب بھی وہ سٹریس لیتی تھی سخت بیمار پڑ جاتی تھی

بخار تیز تھا کہ اسے فوراہاسپیٹل لے جاناپڑا تھا۔لائبہ ساتھ گئی تھی باقی سب اسکے لیے متفکر تھے

سرخ آنچل

تانیہ طاہر

قسط نمبر

15

معلوم نہیں کیا. ہو گیاہے ہے جب جب سٹریس لیتی ہے ایسی ہی ہو جاجاتی ہے ہے اب پتہ نہیں کس۔گئی ہے "رمیشہ کی کی آنکھیں بات کودل سے

لگائے بیٹھ بھیگ گئیں آیت نے اسکا شانہ دبایا جیسے اسے تسلی دے رہی ہو

۔۔۔نیناں اور زیمل بھی وہیں

کھڑی تھی.

ہوئی ہے ابھی میری سالار سے بات ابھی روشانے کو ایڈمیٹ

کر لیا ہے انھوں نے"۔رمشہ دل پر ہاتھ رکھے رونے لگی تم پریشان نہ ہو وہاں

سب ہیں وہ سنبھال لیں گے۔

نہیں زیمل مجھے بھی جانا ہے" وہ بے چینی سے بولی۔اچھا ٹھیک ہے شیری

کہاں ہے"۔نیناں نے منہا کو اشارہ کیا۔۔۔شیری جو کمرے میں ہی ارہا

تھا۔

اسکی جانب دیکھا۔

تم بچی کو ہاسپیٹل لے جاؤ" وہ بولی تو اپنے سر ہلایا۔اور رمشہ بھی شیری کے ساتھ ہاسپیٹل چلی گئی۔۔سب پریشان تھے اور روشانے کی پریشانی میں ہی رات تمام ہو گئی۔۔

لائبہ تم گھر چل لو ریسٹ کر لو گی تھوڑی دیر لائبہ جس ہاسپیٹل میں ہاؤس جاب کر رہی تھی وہیں لائی تھی اسے۔۔اسے کام کرتے اور تھکا ہوا دیکھ زریاب نے کہا۔

تو وہ ہلکا سا مسکرا دی

گئے یہ ہمیں پسند اور اپنی پسند نہیں تھکاتی ہے آپ تھک ہے اور اہیں تو گھر جا کر ریسٹ کر لیں ایک بچے نے انکے ہاتھ میں اگر چائے کے کپ دیے تو انھوں نے وہ کپ تھام لیے اور دوسرا لائبہ کو دیا زریاب خاموش ہی رہا۔۔

ایک بات پوچھیں آپ۔آپ سے "اپنے کہاتوزریاب کواندازاتھاوہ کیاپوچھنے لگی ہے آپ کی اورروشانے کی کوئی بات چیت ہوئی ہے "وہ بولی توزریاب کو کل کادن یادآگیا۔

وہ خاموش ہی رہاکچھ خاص نہیں" نظرچراتا جھوٹ بول گیا۔ہے لائبہ کویقین تونہیں آیالیکن محسوس ہوگیاوہ ذکر

نہیں کرناچاہتا تبھی خاموش ہوگئی۔

اوردونوں چائے پی کراندرآئے توزریاب کوباپ کی فکر ہوئی

آپ گھرجائیں بابامیں ہوں یہاں پردیرتک آجائے گا" وہ سب کی بلکہ آپ لوگ تھوڑی جانب دیکھتی بولی جبکہ سب نے ہی سرنفی میں ہلادیااس کے

ساتھ ساتھ

سب کابیمارہونے کاتوارادہ نہیں کبیر کھڑے ہوتے ہوئے

بولا

چلوا ٹھو سارے تھوڑی دیر تک آجاتے ہیں زین رمشہ کو لے

جاؤ"

نہیں بھائی میری بچی اب تک ہوش میں نہیں آئی وہ بھیگے

وہ ٹھیک ہے سو رہی ہے تم فکر نہ کرو سب ٹھیک ہو جائے گا اور ویسے بھی وہ

بیمار ایسے ہی ہوتی ہے شرارتی بلی "کبیر

لہجے میں بولی

وہ ٹھیک ہے سو رہی ہے تم فکر نہ کرو سب ٹھیک ہو جائے گا اور ویسے بھی وہ

بیمار ایسے ہی ہوتی ہے شرارتی بلی "کبیر مسکرایا تو سب کو ہی محسوس ہوا کہ

روشانے واقعی اتنا سنجیدہ

ہی بیمار ہوتی تھی۔۔۔

زریاب کبیر اور

لائبہ کے فورس کرنے پر زبردستی ان سب کو گھر بھیجا گیا تھا۔

پیچھے زریاب اسی روم میں آگیا جہاں روشانے تھی اور

لائبہ نے صوفے پر لیٹ مسکرا کر اسکی گیا۔ کر اسکی جانب دیکھا

چلیں آپ بھی ریسٹ کریں میں ذرا ایک پیشنٹ کو دیکھ لوں

باہر نکل گئی لا" وہ کہہ کر باہر لائبہ کا پیشتن بہت پسند تھا زریاب کو وہ ہو بہو

ویسی ہی تھی جیسے وہ ایک لڑکی کو پسند کرتا تھا

لیکن ہمیشہ لائبہ کو اپنی بھابھی کی صورت ہی دیکھا تھا۔ اسکے الفاظ روشانے کو

اتنا پریشان کریں گے اسے اندازا نہیں تھا ایک نان وہ لڑکی سب باتیں خو مخواہ

سیر لیس سیر میں تھی لے گئی تھی وہ سر جھٹک گیا۔۔۔

جبکہ اسنے یہ نہیں سوچا کہ جب وہ سیر یس ہو سکتا تھا ایک معمولی سی شرارت

پر تو کیا مقابل سنجیدہ نہیں ہو سکتا تھا جبکہ وہ اسے طلاق کا بھی کہہ چکا

تھا اس سے بڑھ کر اور کیا

بات ہو ہی۔۔وہ آنکھوں پر بازو رکھ کر لیٹ گیا جبکہ کل یونیورسٹی والا سارا منظر آنکھوں میں گھومنے لگا تھا۔

صاحب آب آپ آج اچھے لگ رہے ہیں"۔امین نے کہا تو حیدر نے مڑ کر اسکی جانب دیکھا بے دریغ پرفیوم چھڑک کر وہ ہنستا ہوا پلٹا۔ویسے تو لڑکیاں تعریف کرتی تھیں تم پہلے مرد ہو جو میری تعریف کر رہے ہو"اپنے اپنا کوٹ پہنا دیکھ آمین کیطرف ہی رہا تھا آمین شرما گیا جبکہ حیدر نے جاندار قہقہہ لگایا اور اسکا شانہ تھپتھپا کر وہ باہر نکل گیا۔علیشبہ کو گھر سے پک کرنا تھا تبھی وہ تیز ڈرائیو کرتا علیشبہ کے گھر تک پہنچ گیا۔

اسکے گھر کے باہر گاڑی کے ہارن پر ہاتھ رکھ کر جیسے بھول ہی گیا فون پر جبکہ بیلز دی تو وہ مکمل تیار شیار باہر آگئی حیدر اسے گاڑی کی کھڑکی سے جھک کر دیکھنے لگا اور جیسے ہی وہ قریب آئی اپنے لبوں کو لبوں میں دبا کر سیٹی کی بجائی سے علیشہ کے قدم تو زمین پر رمین کی ہیری کی تھی میں نے جس اسے ونک

دی تھی علیشبہ اتر اگاڑی پاس آگئی۔آج ارادے کیوں خطرناک ہیں

تمھارے وہ اپنے گولڈن بال

جھٹکی بولی

حیدر مسکراتا رہا جن نظروں سے وہ اسے دیکھ رہا تھا غیرت

مند لڑکی کے لیے وہ نظریں سہی معنوں میں جوس سے

بھرپور ہوتی تھیں۔---

بیٹھو" حیدر نے پہلی بار اسکے لیے دروازہ آگے ہو کر کھولا تو

علیشبہ کو اپنی سلیولیس میکسی کا انتخاب پرفیکٹ لگا جو حیدر اسے ایک لمٹ سے

بھی آگے آنے نہیں دیتا تھا آج آنکھیں بتا رہی تھی اسپر علیشبہ کا نشہ چڑھ رہا

تھا۔۔۔وہ مسکرا کر بیٹھی تو حیدر اور علیشبہ اپنے ایک گھیرے دوست کی

برتھڈے پارٹی پر جا رہے تھے دونوں اس راستے پر گامزن

ہو گئے۔راستے میں حیدر نے اسے پھول لے کر دیے علیشبہ کے لیے حیران کن تھا کیونکہ آج سے پہلے ایسا نہیں ہوا تھا۔

اور جلد ہی وہ بیرسٹر حیدر کی شاندار نیو ماڈل فار چیز میں ونیو پر پہنچے اور وہاں ایک طوفان بد تمیزی کہا جا سکتا تھا مچا ہوا تھا وہ دونوں بھی اندر بڑھ گئے لیکن حیدر نے پہلی بار علیشبہ کی کمر میں بازو حائل کیے تھے۔علیشبہ کا جوش دیکھنے لائق تھا۔

روشانے ہوش میں آگئی تھی اٹھتے ہی سیدھی نگاہ زریاب پر گئی اسنے فورا آنکھیں بند کر لیں کچھ دیر بعد لائبہ آئی تو اپنے لائبہ کی طرف دیکھا۔

آپ جاگ گئیں "لائبہ پیار سے اسکے بال سنوارنے لگی۔ایک بات کہوں آپی آپ سے "روشانے ڈریپس سے عاجز آتی اسے دیکھتی ہوئی بولی۔

جی جی کہیں

مجھے آپ کے گھر میں تھوڑی سی جگہ مل سکتی ہے تو لائبہ سمیت زریاب بھی حیران ہی رہ گیا۔"وہ بولی۔کیوں نہیں آپکا اپنا گھر ہے"لائبہ نے جلدی سے سمبھل کر کہا اب اسے یقین تھا کہ سب کے پیچھے زریاب ہی تھا زریاب دانت بھینچے کھڑا تھا اب زیادہ مت سوچو میں آپ کے لیے کچھ لائیٹ سا فوڈ ارتج کرتی ہوں"۔لائبہ اسکا گال تھپتھپا کر بولی جبکہ لائبہ کے نکلتے ہی زریاب نے روشانے کا چہرہ دیکھا مگر نے آنکھیں بند کر آنکھیں بند کرنی روشانے وہ ایکدم اسکی جانب جھکا اور ارد گرد دونوں ہاتھ رکھتا شدید

برہیم لگ رہا تھا

روشانے نے پٹ سے آنکھیں کھول دیں عین اسکی غصیلی گھیرے سیاہ رنگ کی آنکھوں میں آنکھیں جا کر ٹھریں اسے اپنے اوپر یوں تکتا ہوا دیکھ کر وہ بے چین سی ہوئی۔ڈرامے بند کرو روشانے یہ کیا فضول حرکتیں کر رہی ہو"وہ سختی سے بولا۔

زرررزریاب۔۔م۔۔۔مجھے آپ سے ڈر لگ رہا ہے" بھیگا لہجہ اور بے بس وجود وہ بس اتنا ہی بولی زریاب کو اور غصہ چڑھا تھا یہ لڑکی کچھ زیادہ ہی ڈرامے کر رہی تھی. سب وک اپنی جانب متوجہ کر کے خود کو مظلوم ثابت کرنے کے لیے اچانک اپنے اسکا چہرہ جھٹک دیا۔گھر والوں کی انمینشن لینے کے لیے یہ سب کر رہی ہو تا کہ سب گھر والے مجھ پر شک کریں اور تم ساویتری بن جاؤ۔اپنے ڈرامے بند کرو اور سیدھی شرافت سے گھر چلو" وہ اسے دھمکانے لگا اسکا انداز تو ہمیشہ سے یوں ہی تھا پھر آج جو وہ حرکتیں کر رہی تھی وہ ڈرامہ ہی تھا زریاب کے نزدیک۔۔۔زریاب کا انداز روشانے کے لیے بلکل نیا نہیں

تھااوراب جوروشانے نے ڈرامہ رچایا تھازریاب کے نزدیک اسکی کوئی ویلیو نہیں تھی۔

روشانے کوحالانکہ بخار تیز تھاوہ تپ رہی تھی تھی۔۔اویہ بات زریاب کو اسے چھوتے ہی محسوس بھی ہوگئی تھی لیکن اور پھر بھی زریاب نے اسکا چہرہ جھٹک دیا۔روشانے کو یقین ہوگیا کہ وہ بھی حیدر جیسا ہے۔اسکے آنسو گالوں کے لڑھک آئے۔

لائبہ بھی آچکی تھی۔

روشانے کوروتے اورزریاب کو پیچھے ہوتا دیکھ وہ وہیں جم گئی

زریاب تووہاں سے نکل گیا جبکہ لائبہ نے ناشتے کی ٹرے ایک طرف رکھی اوررروشانے کے پاس آئی تووہ بخار سے تپتا وجود اس میں چھپا کر بری طرح رو دی لیکن بولی کچھ نہیں

اور دوسری طرف لائبہ اسکے ساتھ ساتھ رونے لگی تھی۔ بچپن کی عادت

تھی عادت تھی اسکی کوئی بھی روتا وہ بھی اسکے ساتھ

رونے لگ جاتی تھی بھلے وہ بلاوجہ ہی ہو

دوسروں کو حوصلہ وہ تب دیتی جب اس میں خود کوئی حوصلہ

ہوتا

وہ گھر لوٹ آئی کیسی نے اسے جانے بھی نہیں دینا تھا وہ اپنے کمرے میں تھی

بخار اب بہتر تھا سب اسکا بہت خیال

رکھ رہے تھے۔

اور اگلے دو تین دن جب سب نے اسکی بہت کیئر کی تو وہ اسے صحت یاب ہو

گئی۔۔

سوائے زریاب کے سب کے ساتھ اسکا رویہ ویسا ہی تھا جیسا ہوتا تھا ایان نے

تو اسے خوب تنگ کیا ہوا تھا۔

کہ وہ بیمار ہے تو اسکی توبہ کرار کھی تھی اس لڑکے نے مزے مزے کی چیزیں

لے کر آتا اور عین اسکے سامے چیئر ڈال کر

بیٹھ کر کھاتا اور ڈھیٹ اتنا تھا کہ سب بھی کھڑے ہوتے وہ پوچھتا صرف نور

سے تھا۔۔۔۔

رہے تھے جبکہ نور سب اب تک اسکی شرارت سمجھ شرارت ہی ی سمجھ رہی

تھی لیکن عارض کو بالکل تھا فلحال وہ عمل کی وجہ سے بھی اسے پسند نہیں آیا

ے کچھ نہیں بولا۔

روشانے ایان کو خوب سنائی جبکہ صارم----صاب ہم کبھی روشانے کے

فیور میں ہی رہتا جو زریاب کو تو ہضم کبھی

نہیں ہوتا تھا

وہ ایک دو بار ہی سب کے ساتھ اسکی طبعیت پوچھنے آیا تھا اور اسکے بعد تو دو

دن سے اسکے کمرے میں جھانکا بھی نہیں

سالار نے زیمل کی الگ دوڑیں لگائی ہوئی تھیں یہ اسکی بہو یہ بہو بیمار ہے اسے اچھا اچھا کھانا کھلایا جائے کو ان ابلی ہوئی چیزوں کو کھا کھا کر اب تو دل ایان کی چیزوں میں اٹک کر رہ گیا تھا۔۔۔

ہاں تو میں کہہ رہا تھا کہ کچھ دن اور ہاسپیٹل رہتی ذرا شغل میلہ لگتا تم تو دوسرے دن ہی گھر میں آ گئی۔ کیوں نور میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نہ" وہ فورا نور کی جانب بڑھا جو کہ نفی میں سر ہلانے لگی۔ یہ تمھارے ہر بات نور سے شروع ہو کر نور پر ختم ہوتی تم بہ انسان بن جاؤ" منہا نے اسکے کان کھینچے اکورڈ فیل کرنے لگی کم از کم سال چھوٹا تھا اور اسکی یہ بکواس نور البتہ بھی وہ اس سے ساتھ آٹھ لگی تھی اور یہ بکواس اسے غصہ دلانے عارض کے جھے تبھی ناپسندیدگی دیکھ چکی تھی۔

اس نے اب تک

شادی نہیں کی تھی کیوں۔ کیونکہ وہ چاہتی تھی

جس

شخص کو

کو لے کر اسکا باپ خوش ہو وہ اسی سے شادی

کرے

لیکن ایان کے لیے کوئی پسندیدگی نہیں تھی اسکے چہرے پر تبھی اسے بھی

ایان کی اس بکواس پر کوفت ہونے لگی وہ کر وہاں سے چلی گئی وہ اٹھ کر۔

ایان کا ہاتھ ایکدم رکا مائنڈ کر لیا ہے انھوں نے آپکی حرکات کو مسٹر ایان"

لائبہ

بولی جبکہ ایان متفکر سا تھا

وہ اٹھ کر اسکی پیچھے آیا نور اپنے کمرے کی طرف جا رہی رہی تھی نور" اسے

پکارہ تو وہ رک گئی مڑ کر اسکی صورت تکنے لگی

وہ ہینڈسم تھا۔۔۔۔

بلکل باہر سے آیا ایک ہینڈسم لڑکا۔۔۔۔جیسے ڈرینگ سنس تھی جو ہر وقت

بلیک مہنگے مہنگے برینڈز کی

جیکٹس پہنتا تھا

سے چہرہ اور بھی دلکش لگتا ہر وقت ایک خوبصورت مسکراہٹ تھا چہرے پر

خوبصورت کی بریڈز تھی جو لڑکے آج کل

بنواتے ہیں۔

وہ پرفیکٹ تھا لیکن اسکے لیے بلکل نہیں تھا اور نہ ہی اسے اس نوجوان میں کوئی

دلچسپی تھی اور سب سے اہم تو اسکے باپ نے جب پسند نہیں کیا تو وہ کیسے کر

سکتی تھی اور کیا وہ

اپنی عمر سے اتنے سال چھوٹے لڑکے سے شادی کرے کیا وہ

کتنی بری لگے گی

وہ کوفت سے ایان کو دیکھنے لگی جبکہ. محبت عمروں کا حساب کتاب کب ہو گئی

"وہ آپ ناراض ہو۔یہ جانے بنا کہ رکھتی ہے۔ مسکرایا۔

آپ ناراض ہو گئی تو کیا نہیں ہونا چاہیے وہ مسکرایا۔"نور سنجیدگی سے بولی او

کے ٹھیک ہے ایم سوری. بٹ بلیومی۔۔۔میں "تم مجھے پسند کرتے ہو رائیٹ

"وہ ترچھی نظروں سے دیکھنے لگی ایان ایک پل کے لیے چونکا۔۔۔۔

ہاں وہ "میں نہیں کرتی "اپنے اسی روڈانداز میں کہا۔

ایان کو برا نہیں لگا مسکرا دیا۔مجھے اس جواب کی امید تھی لیکن میں ہار تھوڑی

ماننے والا نہیں ہوں میں طے کر چکا ہوں تمھیں میرا ہی ہونا ہے

مائنیڈاٹ "

شیٹ آپ "نور بھڑک اٹھی وہ تکلف کی دیوار گرا رہا تھا میں تم سے بہت بڑی

ہوں اور نہ: ہی میری دلچسپی تم میں ہے اور نہ محفل میں اپنی ہی بابا کو یہ

پسندیدگی بات پسند آرہی ہے کہ تم بھری کا اظہار اظہار کرتے کرتے پھرے

ایان آئندہ میں

یہ سب نہ دیکھو پلیز وہ اسے جھڑک کر چلی گئی ایان کا منہ کھلا رہ گیا پھر اپنے

اپنے آپ وہ سنبھالا

توڈے فرسٹ تھا" وہ بالوں میں ہاتھ پھیرتا سوچنے لگا عشق کے امتحان میری

جاں اور بھی ہیں" عادت کے مطابق وہ مسکرا کر کہتا وہاں سے چلا گیا۔ کیونکہ

وہ اس معملے کو بہت ہلکا لے رہا تھا۔۔

پارٹی سے رات واپسی پر وہ اپنے مکمل ہوش حواس میں ڈرائیو تر رہا تھا جبکہ

علیشہ نے ڈرنگ ہی تھی کبھی وہ بہکی بہکی باتیں کر رہی تھی شروع سے ہی

اسے شراب میں دلچسپی نہیں تھی۔

شراب انسان کے حواس گم کر دیتی ہے اور اسکے راز افشاں

کر دے

ہ اس چیز سے بہت دور رہا تھا اور اس وقت بھی علیشبہ کی بہکی بہکی باتوں میں جن میں صرف یہ تھا کہ وہ حیدر سے عشق کرتی ہے وہ سیگریہ بے پناہ سے ڈرائیو کر رہا رہی تھی اور ہے وہ سیگریٹ منیر تیر میں دبائے بیٹھا سکون تھا رات گھیرہ تھی تبھی گاڑی بہت تیز چل تیز ڈرائیو کرتے وہ سکون سے سیگریٹ یہ رات اپنی پسند کی گاڑی اور ٹھنڈی فضا کو انجوائے کر رہا تھا کہ اچانک علیشبہ نے اسکا بازو پکڑ کر جھنجھوڑ دیا۔ تم چاہتے ک۔۔ کیا ہو ایر و گینٹ ٹو کسک حیدر۔ م مجھے کیوں نہیں پسند کر لیتے م۔۔ مجھے کیوں نہیں پسند کر لیتے

میں۔۔۔ میں پر فیکٹ ہوں "علیشبہ نے کہا۔۔۔ حیدر نے مسکراہٹ روکی۔

وہ پرفیکٹ تھی اس میں کوئی شک نہیں تھا پرفیکٹ تو شاید لائبہ سمجھتی تھی اور یقیناً اسے یقین تھا کہ ہو گی لیکن پرفیکٹ ہو؟ اس پیڑ کی کا کیا جو وہ علیشبہ سے سے زیادہ اسکے خوابوں میں تھی

اس لڑکی کا کیا جو اسکی جانب ہاتھ بڑھاتی تھی اور جب وہ اسکا ہاتھ پکڑنے لگا اسکا خواب ٹوٹ جاتا اور آج کی بات نہیں تھی ایک عرصے سے وہ حسین لڑکی اسکے خواب میں آتی تھی اور روتی تھی اسکو پکارتی تھی اسے صرف وہ لڑکی چاہیے تھی اپنی اور نہ ہی

زندگی میں نہ کوئی شوی لائبہ نہ کوئی علیشبہ

ایکس وائے زیڈ۔۔۔

اور عشق تھا اپنے خواب سے روز رات وہ سونے سے پہلے اسکی آمد کی امید لگائے جب سوتا تو وہ چھپ کر سے اسکے

صبا میں اتر آتی۔۔۔

وہ اسے چپ کرانا چاہتا تھا اسے بتانا چاہتا تھا کہ وہ روتی ہوئی کتنی خوبصورت لگتی ہے مگر کبھی ایسا ہوا ہی نہیں وہ روتی تھی اور وہ اسکے حسن میں محو رہتا تھا اور جب وہ اپنی سرخ حسین نظروں سے اسکی جانب امید سے ہاتھ بڑھاتی تو

وہ

تھامنے سے پہلے ہی جاگ جاتا وہ سیگریٹ کا دھواں فضا کے سپرد کرتا کافی انجوائے کر رہا تھا اس خواب والی لڑکی کو سوچ کر۔۔۔علیشہ نے بے ساختہ اسکا گریبان جکڑا اور گریبان جکڑنے کی دیر تھی سٹیرنگ ہاتھ سے پھیلا اور گاڑی وہ اس سے پہلے سنبھال لیتا علیشہ کو جھٹک کر۔۔۔۔

کہ سامنے سے ڈالہ آرہا تھا اپنے گاڑی کو ڈالے کے رخ سے ہٹا لیا لیکن ڈالا اسی سمت ہو گیا جہاں حیدر نے گاڑی کو روکا

حیدر

نے علیشبہ کو مکمل جھٹکا اپنی اور علیشبہ کی جان اسے عزیز تھی اپنے گاڑی کو پھر سے روڈ کے دوسری سمت کیا۔۔۔وہ تب تک مکمل ہوش میں تھا لیکن ڈالا اسی سمت ہوتا عین اسکے سامنے آیا اور گاڑی کو چل سا گیا۔۔۔

حیدر کو آخری بات یہ یاد تھی کہ دروازے سے باہر چھلانگ لگاتے اپنے علیشبہ کو بھی اپنی سمت کھینچ لیا تھا۔

انھیں شدید چوٹیں آئی تھی حیدر کا سر پتھر پر لگنے کے سبب خون ابل ابل بہنے لگا اور ہاتھ چوٹیں تھیں سی جبکہ علیشبہ کو چوٹیں کم دیکھ وہ گھبرا کر ہوتی گاڑی کا چور دیکھے وہ پاؤں پر بھی کا بھی ٹھیری م آئیں تھیں کانپتے ہاتھوں بے اوسان سے حیدر کی جانب بڑھی حیدر حیدر "اپنے اسکے خون نکلتے سر کو تھام لیا اور اسکا موبائل تلاش کرنے لگی موبائل ملتے ہی اپنے پہلے کال اوپر ہی سالار مرتضی کے نام پر کر دی۔۔۔باپ کا نام

بھی نام سے سیو کیا ہوا تھا اسنے

سرخ آنچل

قسط 16

سالار کے سر پر بم کیطرح یہ خبر پھٹی تھی وہ جو لیپ ٹاپ لیے لیٹا زیمل سے کسی موضوع پر بحث کر رہا تھا ایکدم سب کچھ

پھینک کر وہ باہر بھاگا تھا

کون ہو تم کہاں سے بات کر رہی ہو ارد گرد نزدیک کی کوئی مشہور جگہ کا بتاؤ" وہ سینچ رہا تھا جبکہ زیمل دل پر ہاتھ رکھے اسکے پیچھے دوڑی تھی

کر کیا ہوا ہے سالار روکیں تمر سالار کے قدم رک نہیں رہے تھے وہ باہر کی جانب بھاگ رہا تھا زریاب زریاب "زیمل نے پلٹ

کر زریاب کے کمرے کا دروازہ بجایا وہ آدھی رات کو اس پکار پر ہریاشانی سے باہر نکلا اور سالار کی چیخ و پکار تو ویسے بھی سنائی دے رہی تھی

ہائی وے پر ٹھیک ہے اسکے پاس رہو اسکے سر پر کوئی چیز باندھ

دو ہیلو فون بند مت کرو۔۔۔حیدر "وہ دھاڑا مگر کال ڈلیس کنیکٹ ہو چکی تھی کیا ہوا ہے بابا" زریاب لمحوں میں اس کا پہنچا تھا

حیدر کا ہائی وے پر ایکسیڈ وے پر ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے گاڑی نکالو فورا" سالار نے کہا اور دونوں باپ بیٹے باہر بھاگے تھے چیخ و پکار کو سنتے سب ہی نکل آئے تھے اور کبیر عارض اور زین بھی اندھا دھند بھاگے جبکہ زیمل دل پر ہاتھ رکھتے بیٹھتی چلی گئی صارم الگ گاڑی میں نکلے تھے۔ایان اور

نیند سے سرخ ہوتی آنکھوں کو وہ کھولنا چاہ رہی تھی کہ اچانک ایمرجنسی کی کال پر اسکی نیند بھک سے اڑی

صبح پیپر دیا تھا۔اور شام کو ڈیوٹی. وہ کافی تھکی ہوئی تھی۔

وہ جلدی سے اٹھی تو سٹریچر پر دو وجود وارڈ بوائے کھینچ کر لا رہا تھا۔

ایکدم ہنگامہ سا مچ گیا تھا۔۔۔لائبہ کو اس ہنگامے سے ڈر لگتا تھا میں لائبہ "اسکے سئنیر ڈاکٹر نے پیچھے سے بھڑک کر کہا تو وہ آگے بڑھی یہ اسی کا کام تھا پیشنٹ کو اکرلی ٹریٹمنٹ دینا وہ

سٹریچر کے نزدیک آئی۔اور جس بھرپور شخص پر نگاہ گئی وہ دھڑام سے گیری تھی۔

یہ بے ساختہ تھا خون سے لت پت تھا اسکا چہرہ اور وہ لاکھوں کیا کروڑوں میں بھی پہچان لیتی سئیر ڈاکٹر کو اس وقت لائبہ پر سخت غصہ چڑھا جبکہ وہ سٹریچر آگے کھینچ کر لے گیا۔۔۔

لائبہ کا وجود پتے کی طرح کانپنے لگا۔۔۔ڈاکٹر عامر سخت غصہ ہیں۔ہوش:

ہیں ہوش میں آؤ اور اٹھو کیا ہوا ہے

تمھیں

اسکی ایک کولیگ بولی وہ اٹھی اور اس سٹریچر کے پیچھے دوڑی جس پر حیدر تھا

اسنے نہیں دیکھا دوسرے سٹریچر پر کون تھا

شیٹ آپ لائبہ باہر کہ کون لایا ہے۔رہیں آپ اور جو رلایا ہے اس سے پتہ

کریں تو فور اپولیس کو ایکسیڈنٹ کیس ہے

۔۔سر"

کال کریں"۔

لائبہ کانپتے لہجے میں بولی جبکہ ڈاکٹر کامران بل کھا کر مڑے ڈاکٹر لائبہ"۔وہ

بھڑکے

سر ہماری فیملی ہے" ستے آنسوں سے وہ بولی ڈاکٹر کامران ایک ریل کے لیے

رکے اس خوبرو نوجوان کی جانب دیکھا جو مدہوش|

پڑا تھا

نہیں آپ باہر رہیں"۔

وہ کہہ کر اندر بڑھے مگر زندگی میں پہلی بار ضد کر کے اندر داخل ہو گئی تھی

اسکے سر پر چوٹیں آئیں تھیں جس کی وجہ سے بہہ گیا۔ خون بہت بہہ ممکن

کوشش کی تھا لائبہ نے اپنے آپ کو قابو میں رکھنے کی ہر تھی مگر حیدر کو جس

طرح ٹریٹ کیا جا رہا تھا اس سے برداشت نہیں ہو رہا تھا وہ تو اسکی اتنی سی

تکلیف پر کر ایک ہنگامہ مچا دیتی تھی تو رو کر اور اب اسے اس حالت میں دیکھ

کر دم گھٹ رہا تھ

آپ ڈاکٹر ہیں میں لائبہ اور ڈاکٹر کا کام بھلے سامنے پیشنٹ اسکی بھی پڑی ہے ہر صورت میں اپنی محبت مڑاوو تنگیٹیو کا ارینج کریں"۔وہ دوسرے ڈاکٹر کی جانب دیکھ کر بولے۔

ہ۔۔ہم۔۔ہمارا ہے او نیگیٹیو" وہ بولی ڈاکٹر کامران نے سر ہلایا جائیں بلڈ دیں "وہ بولے تو لائبہ تیزی سے اس ڈاکٹر چلی گئی اور دھڑا دھڑ اسکے وجود سے حیدر رہا تھا وہ آنکھیں بند کے پیچھے کے لیے خون کھینچا لیے خون کھینچا جا رہا تھا آنکھیں بند کیے لیٹی ہوئی تھی۔

اسکو جوس پلایا گیا تو وہ کچھ نارمل فیل کرنے لگی ڈاکٹر نے اسے منع کیا تھا کہ وہ کچھ اسے کچھ دیر

ریسٹ کرے لیکن اسے چین نہیں

اسے چین ابھی کیسے جاتا۔۔۔وہ دوبارہ وہاں آچکی تھی۔سرجری تقریبا
کمپلیٹ تھی اسے اور بھی چوٹیں لگیں تھیں
لیکن سر
پر لگنے والی چوٹ کی وجہ سے چوبیس گھنٹے انڈر اوبزرویشن میں رکھا گیا تھا
لائبہ ڈاکٹر کامران کے ساتھ باہر نکلی تو سامنے سے زریاب سالار اور باقی
سب تقریبا دوڑتے ہوئے اندر آئے تھے

لائبہ کیا ہوا ہے حیدر کو کہاں ہے حیدر "زریاب نے اسے جھنجھوڑ دیا اور لائبہ
کا بے ساختہ رونا ایکدم. سب کے قدموں سے زمین کھینچ گیا تھا لائبہ کی
جانب دیکھتے ڈاکٹر کامران نے نفی میں
سر ہلایا۔
زریاپ ڈاکٹر کی جانب دیکھنے لگا۔سر پر چوٹ کافی تھیری ہے چوبیس گھنٹے ہیں
انڈر اوبزرویشن کے۔۔۔آپ لوگ دعا کریں"۔

وہ کہہ کر آگے نکل گئے جبکہ سب نے ایک سانس بھرا تھا کیونکہ لائبہ کے رونے نے تو سب ہی پریشان ہو گئے تھے۔۔۔

کو ڈاکٹر لائبہ آپ ڈاکٹر بن رہی ہیں اور میرے نزدیک آپکی پرسنٹیج سیفر ہے ہے "ڈاکٹر کامران نے ایسے جھاڑ کڑی تھی دیا جبکہ وہ سر جھکائے کھڑی تھی

ایک ڈاکٹر کا فرض بنتا ہے وہ اپنے نروز پر قابو رکھتے صرف لکھنے کی۔۔ حد تک آپ سب ٹیٹ تھیوری لکھ کر ٹاپ پر رہنے کو اگر سمجھتی سے جائیں گی تو تو ایسا کچھ

آپ ڈاکٹر بن ہیں کہ آپ نہیں ہو سکتا

آپ کو پریکٹیکل بھی بیٹ بننا پڑتا ہے بہت کچھ چیئر کرنا پڑتا ہے اور میں نیکسٹ ٹائم یہ سب بخیر نہیں کروں گا اگر آپ اپنی ہاؤس جاب کی ٹینیو نہیں

رکھنا چاہتی تو آپ یہ ہی بیہور ورنہ یہ میری طرف سے لاسٹ وارنگ ہے۔۔

رکھیں

وہ دوٹوک بولے تو لائبہ سر ہلا گئی. انھوں نے اسے جانے کا کہا اور وہ باہر آگئی۔ وہ آج تھک گئی تھی حالانکہ وہ خود کو بہت قابو میں رکھنے کی۔

کوشش کر رہی تھی لیکن بے ساختہ اسے اس طرح خون میں لت بہت دیکھ کر وہ بے قابو ہو گئی اندر سے جیسے کچھ ٹوٹ سا گیا اور ایسا محسوس ہوا جیسے وہ جکڑی گئی ہو ایک عجیب حصار میں ہو گئی تھی وہ باہر نہیں گئی ڈاکٹر کامران کی تبھی وہ بے قابو کی ہو گئی وکسینگ میں کی بنی ہیں

اپنے آنسو رگڑ کر صاف کیے وہ ٹھیک کہہ رہے تھے۔۔ وہ ایک ڈاکٹر بن رہی تھی اور اسکا یہ انداز بلکل مناسب نہیں تھا وہ اپنے دل اور جزبات کو قابو میں رکھنے کا خود سے ہی عہد کرتی کھڑی ہو گئی دوسرا اور سب سے اہم وہ نہیں چاہتی تھی کہ کے سامنے جائے لیکن ڈاکٹر کامران کو کیا کہتی وہ حیدر وہ اٹھ کر

باہر آگئی کھلے بالوں کا جوڑا بنالیا اپنے چائے کا کپ لیا اور سامنے دیکھا سالار دروازے میں کھڑا اندر دیکھ رہا تھا اس سے چائے کا ایک گھونٹ بھی نہیں اترا۔ وہ باپ تھا اسکا تبھی اسکے لیے بے چین ہو رہا تھا وہ اسکے پاس آگئی وہا سالار کے شانے کے چہرے پر گھری ھیری سوچ رکھا۔ ہاتھ کی لکیریں تھیں وہ ٹھیک ہو جائیں گے "اپنے اسے تسلی دی

سالار نے سیر ہلا دیا اور بینچ پر بیٹھ گیا لائبہ کو وہ کافی پر سوچ لگ رہا تھا تبھی وہ اسے تنہا چھوڑ کر دوبارہ وہی آگئی۔

چوبیس گھنٹے گزرنے کے بعد حیدر کو روم میں شفٹ کر دیا گیا جبکہ اب وہ خطرے سے باہر تھا۔ لائبہ ابھی کہہ کر گئی تھی! اسے کچھ ہی دیر میں ہوش آ جائے گا

تبھی وہ اسکے ارد گرد رہنا نہیں چاہتی تھی۔

زیمل بھی آچکی تھی اور اسکی کیفیت ایسی ہی تھی جیسی وریشہ اور باہر نکل کی اسکے لیے ہوتی تھی وہ مدھم سی ی مھم سی مسکرادی

گئی۔۔۔

کچھ دیر بعد اپنی ڈیوٹی کر کے اسے خبر ملی حیدر کو ہوش آگیا ہے اپنے شکر ادا کیا تھا۔

اور وہاں سے وہ اپنا آخری تیاری تو کچھ کی یہ بہت ضروری تھا۔اور فائنل پیپر دینے نہیں تھی کے لیے نکل گئی اپنے لیکن پیپر

مس نہیں کر سکتی تھی تبھی وہ کالج کی جانب چلی گئی

تقریبا تین ساڑھے تین گھنٹے بعد وہ ہر چیز سے فارغ ہوئی تھی

یہ عرشیہ تھی۔وہ بھی ڈاکٹر بن رہی تھی اور عرشیہ بلکل روشانے جیسی تھی تبھی وہ نہ کسی کو بور ہونے دیتی تھی اور نہ ہی دوسرے کو اسکی سنگت میں بولنے کی ضرورت پڑتی۔ عرشیہ نے ہنستے ہوئے اسکی جانب دیکھا

پتہ ہے وہ جو ہیرو آیا ہے اسکی گرفرینڈ بہت خوبصورت

ہے"۔۔

وہ اچانک بولی تو لائبہ سے سینڈوچ اترنا مشکل ہو گیا۔

تمھیں کس نے

بتایا کہ انکی گرل فرینڈ ہے "سینڈوچ پلیٹ میں

رکھتے وہ کیفے میں ادھر ادھر دیکھتی بولی یہ ہاسپٹل کا کیفے ہی تھا۔۔لو پورے

ہسپتال کو خود بتایا ہے اسنے۔۔۔الٹا وہ اسکے کمرے میں بھی پہنچ گئی ہو گئی اب

تک کافی بے چین تھی پھر نیلم نے پوچھا تو کہنے لگی وہ اسکی گرل فرینڈز ہے تو

میں

نے سوچا بھئی موجیں ہیں ان لوگوں کا ش ہم پر بھی کوئی مر

مٹے "وہ آہ بھرتی بولی۔۔۔

لائبہ نے اسکی جانب دیکھا اور کافی کا گھونٹ بھرا۔۔۔

چلو میری تو بات الگ ہے بھی تمھارے آگے تو آدھے کالج کے لڑکے ڈھیر نہیں تمھاری زندگی میں کوئی بینگ ہینڈسم میں کیوں| نہیں ہے عرشیہ نے اسکی جانب دیکھا

ڈارک بلو ڈریس میں ہلکے ہلکے براؤن بالوں کو کھلا چھوڑے بس کیچر سے قید کیے شفاف بے داغ رنگت اور اسپر نہایت خوبصورت آنکھوں میں حسن کو پوشیدہ کیے بیٹھی تھی۔ فضول نہ بولو" لائبہ نے اسکی جانب دیکھا۔اف۔۔۔ قسم خدا کی لائبہ میں لڑکا ہوتی تو تمھاری خوبصورتی میں ایک دو دیوان لکھ دیتی شاید یہ گانا بھی تمھارے لیے ہے آنکھیں نیلی ہوئی تو حیا بن گئی آنکھیں اونچی ہوئی تو ادا بن گئی۔

آنکھیں جھک کر اٹھیں تو۔۔۔۔۔۔

لائبہ شرم سے سرخ ہو رہی تھی پہلے ہی وہ لوگوں کی نظروں سے رہی تھی اوپر سے عرشیہ تھوڑا ڈیسٹرب ہو

چپ ہو جاو تم---سب دیکھ رہے ہیں" وہ گھبرا کر بولی

ارے دیکھنے دو۔

اچھا خیر چھوڑو۔۔۔تو میں بتا رہی تھی کیا قسمت پائی ہے

نواب زادہ نے۔

سنا ہے تمھاری ڈیوٹی ہے وہاں بھی موجیں ہیں

چلوں کی اب تمھارے ساتھ اسے دیکھنے باتیں خواتین کریں" چپ رہو ہم

بلکل نہیں جائیں گے تمھیں جانا ہے تو جاؤ ڈاکٹر

بتادوں گی میں کہ اپنے والد سے نکال کر۔۔

وہ مس عرشیہ کو رومز والوں کی فکر ہو گئی ہے" وہ اٹھ کر چلتی ہوئی لابی میں آگئی۔ جہاں سے ڈاکٹرز اور پیشنس گزر رہے تھے

لائبہ نے مسکرا کر ایک کے ساتھ تھی وہ چھوٹی سی بچی کو دیکھا جو اپنے ماں باپ

ساتھ تھی وہ بھی افنان اور وریشہ کے ساتھ یوں ہی پھرتی تھی

لائبہ تم اتنی سنگ دل آخر ہو کیوں"۔

عریشہ کو پسند نہ آئی اسکی یہ بات"۔

یہاں ہم کام کرتے ہیں

حرکتیں نہیں میڈیم جو

تم سیکھا رہی ہو

وہ اسے یاد دلانے لگی دونوں اکے نے تو عرشیہ نے منہ بسور لیا اور نے میں
چلی گئیں اپنے اپنے پورشن میں

لائبہ نے ایکدم مسکراہٹ سمیٹی کیوں کے حیدر کے روم کے باہر
کافی رش تھا۔

وکیل ملنے آئے تھے۔ شاید اس سے پولیس اور دوسرے

آخر کو اتنا اپنا مشہور بیریسٹر تھا۔ وہ دوسرے پیشنس کو دیکھنے چلی گئ
نھیں کسی پر شک ہے" اسکے دوست نے پوچھا حیدر جبکہ

خاموش بیٹھ تھا نہیں"۔

اسنے ایک لفظی جواب دیا جبکہ وہاں کھڑے سب لوگ جانتے تھے کہ کون ہو سکتا تھا اس حادثے کے پیچھے اگر آپکو کسی پر شک ہے۔ تو آپ ہمارے سے کر سکیں گے ورنہ " گے تبھی ہم کچھ کر کا پریٹ کریں

ورنہ " وہ سرخ لہجے میں بولا سالار کبیر عارض زین سمیت ایان

اور صارم بھی وہاں کھڑے تھے جبکہ زریاب پولیس کے ساتھ ہی کھڑا تھا۔

ورنہ آپ کو تو ہمیں مشکل ہو گی آپ تو خود اتنے بڑے وکیل ہیں تو انداز ہونا چاہیے کسی۔ آپ جا سکتے ہیں" سے ود شمنی وشمنی وہ عاجز سا بولا"۔ تو نہیں"۔

تو پولیس والے کا چہرہ خفت سے سرخ ہوا ٹھیک ہے جب آپکو کسی پر شک محسوس ہو یہ آپکی یاداشت لوٹ آئے تو بتا دیجیے گا"۔

وہ طنز کرتے ہوا وہاں سے سے چلا گیا حیدر نے آنکھیں بند کر

لیں۔

یہ سو فیصد کمال کا کام ہے"

اسکا دوست زریاب کی جانب دیکھتا بولا۔ کبیر انے سالار کیطرف دیکھا اپنے منع کیا تھا کہ حیدر کو اس کیس سے دور رہنے کا کہو۔ سالار البتہ خاموش کھڑا حیدر کو دیکھ رہا تھا

تمھیں کہا تھا نہ ان سب معملات سے دور رہو حیدر" وہ ایکدم غصے سے آواز کو بمشکل نیچی رکھتا بولا۔ حیدر نے آنکھیں کھول کر باپ کی طرف دیکھا جبکہ زین نے سالار کے شانے پر ہاتھ رکھا کیوں تمھیں میری بات سمجھ نہیں آتی نہیں لینا میں نے یہ یہاں کھڑے کسی بھی شخص نے اس سے بدلہ تو اپنے دماغ سے ساری بکواس کو نکال کر ایک طرف رکھو اور۔۔۔

اور"۔

وہ ترکی باترکی بولا

بلکل سپاٹ

کو دیکھنے لگا۔

نظروں سے سالار

ڈیڈ میں صرف اپنا کام کر رہا ہوں یار آپ سمجھتے کیوں نہیں

ہیں" وہ چیڑ گیا

انکل ٹھیک کہہ رہے ہیں حیدر وہ نہایت کمینہ انسان ہے۔۔

تم ڈرا رہے ہو مجھے"

حیدر غصے سے اسے دیکھنے لگا

ڈرا نہیں رہا بتا رہا ہوں تمھاری جان کی اہمیت ہے سب کے ارہا

نزدیک اور تم ہتھیلی پر جان لے کر نہیں پھر سکتے " شاہزیب نے

کہا تو وہ سر جھ سر جھٹک گیا۔ نہیں چاہتی تھیں یہ کیس حیدر ہم مزید کوئی بات

چیت نہیں کبیر آگے بڑھتا بولا چھوڑنا"

بڑے بابا آپ بھی حیدر نے دانت پیتے۔بیٹے تمھاری سکیورٹی کو یہ بدلوں کو

۔۔۔دیکھیں بدلا نہیں لے رہا اپنا کام کر رہا ہوں " وہ اپنی ضد پر اڑا رہا

حیدر زیمل اچانک روم میں داخل ہوئی اور حیدر کو اسکی طرف بڑھتی اور اسے سینے سے لگالیا حیدر مسکرادیا۔ مجھ سے بھی کرتی بلا مجھے تو لگتا تھا آپ کے علاوہ کسی سے مجھ سے اس پریولیس موٹو کرتی بلکہ ایک م منٹ بھی نہیں کرتی سے پیار کرتی ہیں آپ مجھے تو لگتا تھا آپ تو اپنے شوہر اوہ میری قسمت یہ تحسین لیڈی مجھ سے بھی پیار کرتی ہے" وہ شرارتی لبوں لہجے میں بولا

توزیمل نے آنسو سے تر آنکھیں صاف کی

میں تو صرف آپ سے پیار کرتی ہوں" آہستگی سے اسکے کان میں ہوئی تو

حیدر خوشی سے باغ باغ ہو گیا

کے او جیومائے بیوٹیفل لیڈی دل خوش کر دیا" وہ آنکھ دباتا سالار کی جانب دیکھنے لگا جو اسکی حرکتوں کو بمشکل ہضم کرتا تھا۔۔

اچھا ڈیڈا بھی تو اڑ کر کہیں نہیں جارہا آپ اب اتنی بھی ٹنشن نہ لیں۔

وہ لاپرواہی سے بولا۔

سالار اسکے نزدیک آیا اور اسکا چہرہ دیکھنے لگ

چہرے پر کوئی چوٹ ہیں کی

ہڈیاں ٹوٹ گئیں مگر حرکتیں نہیں نہیں سدھر رہی"

وہ نفی میں سر ہلانے لگا۔۔

تم کون سا بابا کے سامنے بعض اجاتے تھے اپنا وقت بھول گئے

کبیر نے ہنستے ہوئے کہا میرا تو وقت ہی وقت ہے بھلے شکلیں ملالو آج بھی

اس سے زیادہ ہینڈسم ہوں"

سالار سکون سے بولتا صوفے پر بیٹھ گیا۔۔۔بس کریں ڈیڈ سفید بال اتر آئیں

ہیں اتنا اترانا آپکی بوڑھی ہڈیوں

بھی کریں ڈیڈ سفید بال اتر آئیں ہیں اتنا اترانا آپکی بوڑھی ہڈیوں کی لیے ٹھیک

نہیں ----اب بلکہ آپکو اپنی کوئین کو میرے حوالے کر دینا چاہیے"۔

وہ ماں کی جانب دیکھتا بولا جبکہ زیمل کے دل میں ٹھنڈ سی اتری وہ باتین کرتا ہوا بہت اچھا لگ رہا ایان بھی مسکرا رہا تھا جبکہ صارم تھا زریاب اور شاہزیب سمیت خاموشی سے حیدر کو دیکھ رہا

تھا جتنا سنا تھا اس سے کہیں بڑھ کر وہ تھا ٹھیک

اس لڑکی کی آنکھوں میں حیدر کا عکس تھا مگر صارم۔م کو یہ عکس نہیں پسند تھا۔ایسا کیسے ہو سکتا ہے۔۔

اب میری جان شیر بوڑھا بھی ہو شیر ہی رہے گا"۔

آہ بوڑھے شیر کو ہمیشہ جنگل کے نئے بادشاہ کے سائے میں رہنا

پڑتا ہے مائے بیلوڈڈیڈ"۔وہ مزے سے گردن ہلاتا اسے چیڑاتا بولا جبکہ وہاں سب کے قہقہے سالار کے بننے والے منہ پر اٹھے تھے۔حیدر مزید پھیل گیا ماں سے پوچھ لیں۔۔

بھلے اب سلطنت کس کی ہے"میرے بیٹے کی وہ تو بنا رکے بولی۔۔

سالار نے نظروں ہی نظروں میں گھورا جبکہ سب نہیں رہے تھے۔۔

حیدر نے ماں کو گلے سے لگالیا۔۔۔

جبکہ سالار بھی نہیں دیا تھا۔۔۔

بس وہ اسکی حفاظت چاہتا تھا جبکہ وہ لڑکا بیوقوفی کر رہا تھا کمال سے الجھ کر۔

سرخ آنچل

قسط نمبر 17

آنکھیں بند کیے وہ لیٹا ہوا تھا زریاب اسکے پاس ہی تھا جبکہ وہ تو غصہ ہوا۔۔۔وہ بچہ ہے جو اسکی پروٹیکشن کے لیے کوئی رکے گا۔۔۔۔

زریاب سنگل بیڈ پر لیٹا ہوا تھا شاید پورے دن کی محنت نے اسے تھکا دیا تھا حیدر نے اسکی جانب دیکھا ہاسپیٹل کا یہ روم کافی لگزری تھا لیکن اس وقت ملگجا سا اندھیرہ تھا اپنے زریاب کو غور سے دیکھا اور اسکے بیڈ کے پاس ہی ! اسکی

چپل: دیکھا۔اور پھر نیچے پڑی تھی وہ ایکدم چپل اٹھانے کے لیے جھکا اور چپل اٹھا کر اپنے کھینچ کر۔۔زریاب کے

ماری

آہ"زریاب مچل اٹھا

واٹ سکے از دس بیھیویر بھیا"زریاب نے چیر کر اسکی جانب دیکھا اور اپنی آنکھیں مسلیں. تاکہ ہوش میں ا انگلش مجھے بھی آتی ہے لائیٹس جلاؤ پیشنٹ یہاں بھوک سے اور خود نواب زادہ سونے میں مصروف ہے" وہ مر رہا ہے۔ بھڑکا اور اپنی ناک گیلی گیلی سی محسوس ہوئی جبکہ بے ساختہ اسکا سر چکر کھا چکا

تھا۔وہ ایک ہاتھ سے سر تھامتا دوسرے ہاتھ کرنے لگا تھا سے اپنی ناک

صاف

زریاب تب تک لائیٹس کھول چکا تھا۔حیدر نے اپنی ناک سے نکلتے خون پر

نفی میں سر ہلایا۔زربات ایکدم اسکی جانب بڑھا

بھائی اپنے جلدی سے حیدر کو تھامہ۔۔۔۔اوہو یار میں ٹھیک ہوں بس سر

گھوم رہا ہے تھوڑا ایک کام کرو۔۔۔کچھ مزے دار سا آرڈر کرو بہت بھوک

لگ رہی ہے مجھے "حیدر نے سائیڈ بھی پڑا تو اٹھا کر اپنی ناک صاف

کی جبکہ زریاب کا چہرہ متفکر ہوا

میں ڈاکٹر کو بلاتا ہوں" وہ بولا اور باہر نکلا تو اس جانب لائبہ آ رہی تھی اسے لگا
اب تک وہ دونوں سوچکے ہوں گے تو وہ ایک نظر حیدر کو دیکھ لے گی مگر
زریاب کا پریشان چہرہ دیکھ کر وہ۔۔ حیرانگی سے

اسکی جانب بڑھی۔۔

حیدر بھائی کی ناک سے خون بہہ رہا ہے"۔ زریاب کی اطلاع پر وہ بے ساختہ
اندر داخل ہوئی کہ قدم کسی جا
سوچ کے تحت وہیں روک لیے زریاب اس کی جانب دیکھ رہا تھا
وہ۔۔۔ وہ ہم چاہتے وہ کچھ تذبذب کا ہیں کہ شکار لگی
زریاب سمجھ نہیں سکا کیا کہنا چاہ رہی ہے وہ

ہم چاہتے ہیں آپ ہمارا نام نہ لیں انکے سامنے

لائبہ کچھ بھجھکتے ہوئے بولی تو زریاب نے بھی کچھ سوچتے

-

ہوئے سر ہلا دیا

اگر لائبہ اپنی پہچان نہیں کرانا چاہتی تھی تو وہ فورس نہیں کرنا آپ چلیں ہم کچھ دیر کے وہ رک گئی چاہتا تھا آخر کو حیدر نے اسے کم ذلیل نہیں کیا تھا دیر تک آتے ہیں"۔

زریاب کو اس وقت صرف حیدر کی فکر ہو رہی تھی وہ صبح

تک تو ٹھیک تھا پھر کیوں اسکی ناک سے خون بہنے لگا اچانک

ہی اسکا دل پریشان ہو رہا تھا تبھی وہ اندر آ گیا

حیدر لیٹا ہوا تھا بلکل شاداب چہرہ ویسا ہی۔۔۔زریاب نے بھیرہ سانس لیا

میں تو ڈر م رگیا تھا تمھیں کیا لگتا بھیو اور آپ بلکل آنکھیں گھما کر وہ ذرا آنا

ہے حیدر مر کہیں گناہ آگے کی ہٹے کٹے لیٹے ہوئے ہیں "رتضی کوئی ہلکی بولا

چیز ہے تمھارے باپ کی چیز ہے اب میری بات سنو جلدی سے بریانی کڑاہی

اور اچھی اچھی چیزیں منگالو اور میٹھے میں بھی

میں بھی کچھ ورنہ میں انسانوں کو کھا جاؤں گا اتنی بھوک لگی

ہے مجھے لیکن آپکو کسی ایسی ویسی چیز کی اجازت نہیں ہے میں خود یہ سب منگا

کر کھا سکتا۔

ہو جائے داوے "زریاب نے اسے چیڑایا اور سکون سے ٹانگ پر ٹانگ چڑھا

کر آرڈر کرنے لگا۔ٹانگیں توڑ کر تیری ہی ٹانگوں کے پائے بنا کر تجھے ہی کھلا

دوں گا "وہ بولا تو زریاب نے ہوا میں ہاتھ ہلایا۔۔۔زار "حیدر بھڑ کا

کیازار۔۔۔۔جب اجازت ہی نہیں تو آپکو کچھ نہیں ملے گا۔۔

وہ بولا اور یخنی رکھی ہے آپ اپنی سینی پی لیں"۔وہ بریانی اور بروسٹ آرڈر کرکے صوفے پر لیٹ کر ٹانگ جھلاتا اپنے آرڈر کا انتظار کرنے لگا تقریبا دس منٹ میں

میں آرڈر اس تک پہنچ گیا تھا کمرے میں اشتہا انگیز خوشبو نے حیدر کی جان پر بنادی تھی۔

زار خدا کی قسم۔۔جان لے لوں گا ادھر لے آؤ کھانا"۔حیدر بھڑکا مگر زریاب نے منہ نہیں لگایا اور اس سے پہلے زریاب کچھ کھاتا حیدر نے ڈریپ ہاتھ سے نکالی اور اس تک پہنچ کر وہ اسکی گدی پر تھپڑ جڑ چکا تھا۔۔۔زریاب چیچا

حیدر بھائی"

ں چھینی. اگر تو میری جگہ اس بستر

پر لیٹا ہوتا تو تجھے میرے غم کا انداز اہوتا کہ کیا مصیبت ہے یہ بستر پر پڑے رہنا

یار اور تجھے اپنے کھانے کی پڑی ہے" وہ سکون سے کھاتا بولا۔ زریاب نے منہ

میں بڑبڑاتے روسٹ کھولا تو حیدر کو روسٹ کی

خوشبو اسکے پاس لے آئی یہ میں کھاؤ گا" وہ پلیٹ کھینچ چکا تھا

سالے تیری"

حیدر نے کھینچ کر کہنی ل اسکے سینے پر ماری اور زریاب نے حیدر کی گردن اس

سے پہلے جکڑتا کہ دروازہ کھول کر۔۔لائبہ

اندر آ گئی

اور ان دونوں کو اس حالت دیکھ کر وہ حیران رہ گئی۔ دوسری طرف حیدر کے

منہ میں روسٹ کی لیگ جبکہ بقیہ حصہ زریاب کے منہ میں تھا وہ دونوں

بچپن میں جس طرح لڑتے تھے اس طرح لڑ رہے تھے۔

حیدر کے منہ سے روسٹ چھٹااور وہ ایکدم سیدھاہوا۔زریاب بھی سیدھاہوا ۔لائبہ۔۔دونوں کی جانب دیکھنے لگی آپ دونوں کی یہ چیخ وپکار باقی تمام پیشوں مٹس کو بھی ڈسٹرب کررہی ہے" وہ پہلی بار اتنے کانفیڈنس سے بولی تھی زریاب تو دنگ ہی رہ گیا جبکہ حیدر اسے غور سے دیکھ رہاتھالائبہ اجنبیت سے بولی۔پیشنٹ کون ہے آپ دونوں میں سے"۔۔اور زریاب کی جانب یہ ہیں ڈاکٹر"زریاب بھی آفیشلی بولالائبہ نے حیدر کی جانب دیکھاتو۔ ۔لگاصدیوں سے ان آنکھوں کو دیکھاہی نہیں تھا۔۔۔۔اندر کی کیفیت کو وہ جانتی تھی یہ اسکاخداکہ اسنے کیسے خود کو اسکی نظروں میں دیکھنے سے بعض رکھاتھاحیدر البتہ زریاب اور لائبہ کی نسبت بلکل سنجیدگی سے اسکی جانب دیکھ رہاتھا

آپ۔۔۔۔"وہ تھم گئی۔

زریاب چاہتا تھا وہ اسپر واضح نہ کرے وہ دونوں کو ایک دوسرے کے مقابل دیکھ رہا تھا لیوں پر ہاتھ رکھے اسنے مسکان کا گلا گھونٹا۔۔آپکا گھر نہیں آپ اپنے ۔۔۔۔اپنے بیڈ پر لیٹے یہ ہاسپیٹل ہے آپکا۔" وہ حیدر کو سنبھل کر جواب دیتی بولی۔

حیدر سیدھی شرافت سے بیڈ پر لیٹ گیا۔ جبکہ زریاب نے اوور کی شیپ میں لبوں کو گول کیا تو حیدر نے اسکو گھورا۔

آپ اپنی ڈریپ ہٹا چکے ہیں"۔لائبہ نے ڈیٹا حیدر ایک ٹک اسکا چہرہ دیکھ رہا تھا لائبہ کے ہاتھ کانپنے لگے تھے۔۔۔وہ مڑ گئی۔

عرشیہ کو ہاتھ کے اشارے سے اندر بلایا۔

ان کے ڈریپ دوبارہ لگائیں اور آپکو یہ سب کھانا الاوڈ نہیں وہ بولتی جا رہی تھی شاید اس لیے کہ وہ اسے بدر کو دیکھنے کی خواہش مند مسٹر حیدر پکڑ نہ لے

عرشیہ تو ویسے بھی حیدر تھی وہ جلدی سے اندر آئی اور حیدر کو مسکرا کر دیکھا

حیدر کی نگاہ لائبہ پر سے ہل بھی نہیں سکی تھی لائبہ کی پیشانی

پر اپنے آپ پسینے کی بوندیں سی ٹھہر گئی۔

عرشیہ نے اسے دوبارہ ڈریپ لگائی۔

مسٹر حیدر آپ باہر سے جو چاہے کھا سکتے ہیں یہ ذرا سخت ٹائیپ کی ڈاکٹر ہیں

عرشیہ اپنے نمبر بناتی اٹھلا کر بولی حیدر نے اب بھی نگاہ نہیں ہٹائی تھی۔

لائبہ جبکہ باہر نکلنے لگی۔رکو"۔۔حیدر کی پکار پر اپنے ھبراتی نظروں سے

زریاب کی

جانب دیکھا۔

زریاب خود سوچ میں تھا کیا حیدر اسے پہچان چکا ہے۔۔لائبہ بیٹی۔

کیانام ہے تمھارا" حیدر کا سوال غیر متوقع تھا۔آپکو کیا کرنا ہے ہمارا نام جان کر"۔

وہ سمجھ گئی وہ اسے پہچان نہیں سکا افسوس تو آج بھی پہلے روز کی طرح ہوا مگر کوشش کر کے اپنے خود کو سنبھال ہی لیا۔۔

کیانام ہے تمھارا" حیدر کا سوال غیر متوقع تھا۔آپکو کیا کرنا ہے ہمارا نام جان کر"۔وہ سمجھ گئی وہ اسے پہچان نہیں سکا افسوس تو آج بھی پہلے روز کی طرح ہوا مگر کوشش کر کے اپنے خود کو سنبھال ہی لیا۔۔ایسا لگ رہا ہے آپکو کہیں دیکھا ہے مگر یاد۔۔ نہیں آرہا" وہ ذہن پر زور ڈال کر سوچنے کی کوشش کر رہا تھا زریاب اور لائبہ سانس روکے کھڑے تھے نہیں ہم دونوں ہی نیو ہیں ڈاکٹر عرشیہ آپکو ڈاکٹر کامران بلا رہے ہیں" اس سے پہلے وہ نام بولتی واڈ بوائے جھانک کر کہتا بھاگ گیا تھا کیونکہ ڈاکٹر کامران نے ہی اسے دوسرے

کام پر لگایا تھا جبکہ عرشیہ ڈاکٹر سے گدھے کے سر سے سینگ کی کامران کا:

نام سن کر وہاں

طرح غائب ہوئی۔

آئی تھینک آپکا گڈ ٹیم ڈاکٹر زیشاہ ہے"۔نے سکون سے کہا تو لائبہ نے

زریاب سر ہلا دیا۔ ہم یہاں نئے ہیں اور ہماری کسی سے جان پہچان نہیں اب

آپ دونوں کی آواز۔۔ باہر نہ آئے کوشش کیجیے گا۔اور آپکی ناک سے جو

بلیڈ نگ ہوئی ہے یقینا آپکے جھکنے کی وجہ سے ہوئی ہے احتیاط آپ نے خود

کرنی ہے آپ بچے نہیں ہیں" وہ ترچھی نظروں سے اسے دیکھ کر

اور جیسے ہی باہر نکلی وہ دل تھام گئی۔ کتنے سال کتنے سال بعد اسکا اس سے

سامنا ہوا اور وہ آج بھی

اسے پہچان نہیں سکا۔۔۔

اسکی آنکھیں بھیگ گئیں وہ اتنی ہی غیر اہم تھی اسکے لیے کہ

اسے وہ یاد نہ رکھتا اور اگر وہ اتنی غیر اہم تھی تو لائبہ کو اپنا

آپ اسپر زبردستی مسلط نہیں کرنا تھا بھی وہ اس رویے کا اظہار کرتی باہر نکل

آئی تھی۔

اسے عرشیہ کو روکنا تھا۔اب

زریاب حیدر کی صورت تکنے لگا جو بھیری سوچ میں لگ رہا

تھا۔

معلوم نہیں میرا سر کیوں پھٹ رہا. سوچنے کی کوشش بند کریں حیدر۔"بھائی

۔"

زریاب نے لیٹ گیا ٹو کا تو حیدر لیٹ بھوک اڑ گئی تھی۔

لڑکی۔۔یہ لڑکی وہ ہی تھی۔

وہ زریاب سے کچھ نہیں بولا تھا مگر سوچ رہا تھا اور جتنا سوچ

رہا تھا اتنا اسکے سر کا درد بڑھ رہا تھا یہ لڑکی اسکے خواب میں بھی یہ ہی لڑکی تھی ۔۔وہ حیران تھا اسے نہیں لگتا تھا اسکی زندگی میں ایسی کسی لڑکی کا کوئی وجود ہو گا۔۔۔

لیکن آج اپنی آنکھوں سے دیکھ کر ایسے یاد آگیا تھا کہ یہ آتی تھی کہ لڑکی وہ ہی ہے جو اسکے خواب میں آ معلوم نہیں کیوں

زیادہ سوچنے سے اسکا سر شدید پھٹ رہا تھا جبکہ اسے لیٹے لیٹے غصہ چڑھنے لگا۔۔۔۔

بھائی" زریاب نے اسے خود ہی بنا لڑے جھگڑے بنا کوئی بات کیے لیٹتے دیکھا تو۔۔ایکدم اسکو ہلایا۔

چلے جاؤ یہاں سے" وہ اچانک شاوٹ ہوا۔زریاب حیرانگی سے اسے دیکھنے لگا جبکہ حیدر اپنی کیفیت کو خود

سمجھ نہیں پا رہا تھا۔

اگلی صبح سب اس سے ملنے کے لیے آئے تھے جبکہ رات کی نسبت وہ اب
بلکل نارمل تھا زیمل اسکے پاس بیٹھی تھی حیدر بے چین سا تھا البتہ سب کے
ساتھ بات بھی کر رہا تھا مگر
نگاہ تو دروازے کی جانب اٹک کر رہ گئی تھی۔یہ تھی.
زریاب یہ سب نوٹ کر رہا تھا مسکراہٹ لیکن لائبہ اب تک یہاں نہیں۔
چہرے پر آئی تھی۔آج انکی سپیشل کلاس تھی وہ اسی میں مصروف تھی
زریاب یہ بات پتہ تھی سوائے حیدر کے سمیت سب کو یہ

خیر اسکو بتانا بھی کیوں تھا اسنے جتنی انسٹ لائنیہ کی کی تھی تھا زریاب نے
سالار سمیت گھر گھر کے کے ہر فرد ہی ڈیزرو کرتا کو ان دونوں کی پہلی

ملاقات کی اطلاع دیے دی تھی زیمل راضی نہیں تھی۔۔۔البتہ اس بات پر

وہ

کہ اسکے بیٹے کو بیوقوف بنایا جائے مگر جب سالار راضی تھا تو زیمل کو زبردستی

ہونا ہی پڑا لیکن اس شرط سے کہ جس دن

لائبہ کے بارے میں حیدر اس سے سوال کرنے کا وہ اسے سب تانیہ طاہر

ناولز سچ بتادے گی جبکہ باقی سب متفق تھے کہ ایسا ہی ہونا چاہیے لائبہ خود

بھی کوئی اہمیت رکھتی ہے سپتلی نہیں تھی جو سب کے کہنے. فلحال وہ وہ کرتی

جاتی پر وہ کوئی شناخت نہیں چاہتی وہ کوئی جو دوسرے کہہ رہے تھے اگر تھی

تو اسکی شناخت چھپانے میں سب اسکا ساتھ دیتے روشانے اور ایان کو تو بہت

مزاہ آرہا تھا جبکہ صارم کو جب یہ خبر ملی تو۔۔وہ خاموش ہو گیا اسے

لائبہ سے مطلب تھااور کسی بات سے نہیں اچانک وہ سب الرٹ ہو گئے اس
وقت اس روم میں انکی فیملی
ہی موجود تھی۔۔

سالار صوفے پر بیٹھا تھا جبکہ اسکے ساتھ زریاب بھی اور زیمل حیدر کے پاس
بیڈ پر بیٹھی تھی۔ڈاکٹر کامران روم میں داخل ہوئے توسب سیدھے ہو گئے۔

ہاؤ آر یو حیدر" وہ ہلکا سا مسکرا کر پوچھنے لگے
فائین" وہ مسکرایا۔دیس گریٹ مجھے آپکی رات کی رپورٹ ملی ہے آپکو
بلیڈ نگ
ہوئی ہے" وہ کچھ ماتھے پر بل ڈالے پوچھ رہے تھے حی
حیدر کچھ نہیں بولا سالار ایکدم کھڑا ہو گیا۔سے اسے دیکھنے لگتی زیمل بھی
پریشانی سے اپنی ویز زیادہ پریشانی کی بات نہیں ہے۔۔بس آپکے کچھ ایم آر
ہوں گے تواسکے لیے ابھی کچھ بو شفٹ کیا دیر تک آپکو جائے گا ڈائیٹ آپ وہ

ں کھانا ہاسپیٹل میں پیشنٹس کو

کی کی ہے یہ الاؤڈ نہیں ہے

وہ ساتھ ساتھ تنبہ بھی کر گئے لائبہ انھیں ساری رپورٹ دے چکی تھی گئے

وہ حیدر شرمندہ. رمندہ سا ہوا زریاب بھی جبکہ وہ ساتھ نرس سے باہر چلے

تھے سالار نے دونوں کی

کچھ بول رہے جانب دیکھا

یہ مجھ سے لڑ رہے تھے آپکو پتہ تو ہے بابا یہ ہمیشہ مجھ سے لڑتے ہیں "زریاب

بولا تو حیدر نے منہ بنایا

فیڈ ردے دیں اسکے منہ میں کہیں آپکا لاڈلا رونے نہ لگے "وہ اسکا مذاق بناتا

بولا جبکہ سر بھی جھٹکا حیدر انسان کے بچے بن جاؤ "سالار نے گھورا۔ آپ

انسان ہیں "اپنے چیڑانے کی بھرپور ٹھان لی تھی ایک تھپڑ پڑ جائے گا تمھاری

اولاد کے "سالار زیمل پر بھڑکا اچھا بس کریں حیدر زیمل نے ساتھ کے

ساتھ اسے بھی

کھورا۔

اچھا یار۔۔کیا بورنگ جگہ ہے کوئی آتا نہیں جو ایک بار آتا ہے دوسری بار آتا

نہیں۔۔۔۔نا سینس "۔

آپکو کس آنکھیں گھمائیں کا انتظار ہے حیدر بھائی "زریاب نے آنکھیں جبکہ

حیدر نے۔۔سیب اسکے سینے پر کھینچ کر مارا۔۔

آہ

اہ

زریاب نے دوھائی دی جبکہ سالار نفی میں سر ہلانے لگا۔ذرا جو مردوں والی کوئی بات ہو" سالار نے زریاب کی جانب دیکھا جبکہ حیدر کا چھت پھاڑ قہقہہ اور زریاب کی آنکھیں ابل آئیں۔

بابا"۔

زریاب نے احتجاجاً ماں کی جانب دیکھا جبکہ زیمل سر تھام گئی میں دعا کرتی ہوں میری کوئی بیٹی ہونی چاہیے تھی تاکہ میں اس جنگ سے باہر نکلتی۔۔۔۔

زیمل افسوس سے تینوں کو دیکھنے لگی۔۔وہ دنوں دیکھنے میں بلکل اپنے باپ جیسے تھے یہاں تک کے بیٹھنے کا بولنے کا۔۔ہر انداز باپ جیسا تھا۔ڈیڈ پھر سوچ لیں کچھ ابھی وقت ہے "حیدر نے شرارتی نظروں سے باپ کو دیکھا

اوئے کھوتے باپ ہوں۔۔شرم ہے یہ بیچ دی "جب میرے باپ نے بیچ دی تھی تو: تو میں کہاں. سے خریدتا۔وہ آئی بروا چکا کا کر سکون سے سے بولا جبکہ

سب انکی نوک جھونک پر

نظروں سے باپ کو دیکھا۔

مسکرا رہے رہے تھے۔

حیدر کی نظریں اب بھی دروازے پر تھی۔۔اور اچانک دروازہ کھلا اور علیشبہ اندر۔۔داخل ہوئی۔اوہ حیدر سوئیٹ ہارٹ" وہ ایکدم خیدر کی طرف بڑھی تھی جبکہ حیدر۔۔ایک دم سمبھل کر اسے جھٹک گیا

سالار زیمل زریاب تینوں ان دونوں کو دیکھ رہے تھے ہنی میں نے اتنی کوشش کی کہ میں تم سے ملنے آؤبٹ خود

اتنی انجرڈ تھی کہ بس۔" وہ حیدر کا چہرہ دونوں ہاتھوں سے تھام گئی۔

سالار نے دانت بھینچ لیے جبکہ زریاب اب قہقہے کو روکنے کی زیمل اسکی حرکتوں سے اپنے اٹڈنے والے بھرپور کوشش میں تھا شیر مندہ سی ہو گئی دوسری طرف سالار شھیر مند کی پوری نظریں حیدر پر تھی۔۔اور بس دو منٹ لگتے تھے وہ حیدر کو اب رکھ کر تھپڑ مارتا کہ اس سے پہلے ہی حیدر نے علیشبہ کے کان میں کچھ کہا کہ۔۔وہ ایکدم وہ ایکدم اٹھی سالار کی جانب دیکھا اور وہاں سے فرار ہو گئی۔

دوسری طرف حیدر پر سکون ہوا۔۔تو سالار۔۔۔نے بھڑک کر زیمل کی جانب دیکھا آپ پر ہی گیا ہے "زیمل تو خفت زرہ رہ گئی۔ماما یار ایسا ویسا کچھ نہیں ہے دوست ہے وہ میری"۔وہ صفائیاں دینے لگا۔حیدر بھائی یہ کیسی دوست تھی جو آپکی گود میں بیٹھنے کے لیے

آپ پر ہی لیا ہے "زیمل لو خفت زرہ رہ گی۔ماما یار ایسا ویسا کچھ نہیں ہے دوست ہے وہ میری"۔

وہ صفائیاں دینے لگا۔

حیدر بھائی یہ کیسی دوست تھی جو آپکی گود میں بیٹھنے کے لیے

بے تاب۔۔۔

زریاب شکل گم کر اپنی پھوپھو جیسی عورتوں والی حرکتیں نہ کر" وہ چیخا۔

سالار تنگ آگیا تھا دونوں سے جبکہ زریاب کھل کر ہنسا۔۔۔

سر آپکی کوئی کمپلین ہے۔۔"۔زریاب نیچے کنٹین پر ابھی گیا تھا جبکہ سالار اور زیمل کچھ دیر پہلے ہی گھر کے لیے نکلے تھے۔

حیدر خاموشی کم عم سے لیٹا موبائل استعمال کر رہا تھا کہ اچانک ایک عمر سا لڑکا آکر اس سوال کرنے لگا بھی اندر داخل ہوئی تھی۔ جبکہ اسکے پیچھے وہ بالوں کو ڈھیلا سا جوڑا بنایا ہوا تھا ڈاکٹر کوٹ میں وہ لڑکی شاید دنیا کی حسین ترین لڑکی تھی حیدر نے موبائل پھینکا اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔۔۔۔

لائبہ نے کمرہ خالی دیکھا تو کچھ پریشان کی ہوئی جس پریشانی کو وہ چھپا گئی۔جی ہاں کمپلین تو بہت ساری ہیں۔"۔لائبہ پر نظروں کا فوکس کیے ایک ڈاکٹر کی وہ بول رہا تھا طرح اسکی ہارٹ بیٹ مشین پر دیکھنے

لگی.

جی سر بتایئے سٹاف کمپیلین فوڈ کمپلین یہ جو بھی آپکو ہاسپٹل میں کمپلین محسوس ہوئی ہے

فوڈ کمپلین یہ جو بھی آپکو ہاسپٹل میں کمپلین محسوس ہوئی ہے

ڈاکٹر زیشاہ میرے روم میں بس ایک بار آئیں ان سے کہیں یہ یہ تو یہ اس روم میں آتی نہ اور تھیں تو آتی جاتی رہا کریں"۔ہیں۔رآ گئیں

وہ سکون سے بولا جبکہ لائبہ نے حیدر کی جانب دیکھا۔

بڑی بڑی خمار زدہ پلکیں اور ہلکے سنھری رنگ کی نظروں سے وہ اسے دیکھ رہی تھی حیدر بے یقین سا ہوتا تھا جب اسے دیکھتا تھا کہ خوابوں میں دیکھے گئے انسان کیا حقیقت بھی ہو

سکتے تھے

وہ لڑکا حیران رہ گیا یہ کیسی کمپلین ہوئی"۔کیا مطلب ہے اس بات کا" وہ سینے پر ہاتھ باندھ کر بولی

مطلب تو واضح ہے ڈاکٹر آپ سمجھی نہیں ویسے آپ اچھے وقت جب طاہر نواز پر پرا آئیں ہیں جب میرا کھوچر بھائی یہاں نہیں ہے"۔وہ بولا جبکہ۔۔ لائبہ نے اسکی ڈریپ چیک کی ختم ہونے کے قریب تھی حیدر نے ہاتھ آگے بڑھا دیا۔کہ وہ اسکی ڈریپ نکال رہے۔۔۔لائبہ ایک لمبہ کے لیے اسے دیکھتی رہی۔

وہ اس لڑکے معاذ ڈاکٹر عرشیہ کو بھیج دیں ذرا۔" سے بولی اور رپورٹ ریڈی کرنے لگی سر جھکائے وہ حیدر کی ڈیٹیلز لکھ رہی تھی تھی

حیدر نے سر جھٹک دیا

بائے داوے آپ کے بھائی آپ سے زیادہ سمجھدار ہیں"۔وہ کھیرہ سانس بھر کر بولی

نکاح شدہ ہے "حیدر کو اچھا نہیں لگا زریاب کی تعریف کرنا لائبہ سنجیدگی
سے اسکی جانب دیکھتی رہی جبکہ حیدر بھی سنجیدہ تھا تبھی عرشیہ روم میں آگئی
۔

یار میں ڈاکٹر کامران کی ڈانٹ سن کر آئی ہوں "ہم انھیں ہی رپورٹ دینے
جا رہے ہیں آپ پیشنٹ کی
ڈریپ نکال دیں"۔وہ عرشیہ سے کہہ کر جانے لگی

یہ آپکی ڈاکٹر اتنی ہی کھڑوس ہیں یہ اب ہو رہیں ہیں "حیدر نے عرشیہ کی
طرف دیکھا جبکہ لائبہ کے قدم اسکی بات پر
رک گئے

بے تاثر نگاہ سے اسے دیکھا حیدر کو تو یہ نگاہ اندر تک ہلا گئی۔۔۔عرشیہ بننے لگی
۔

جبکہ لائبہ باہر نکل گئی۔اسکی شناخت بدلی تو وہ اس میں دلچسپی لے رہا تھا اور اگر آج اسے پتہ چل جائے کہ وہ لائبہ ہی ہے کیا تب بھی اس سے بات کرنے کے بہانے تلاش کرے گا وہ۔۔۔

وہ خود سے سوال کرتی کچھ افسردہ سی گئی

ڈاکٹر کامران سے اجازت طلب کر کے وہ اندر آئی۔اور رپورٹ حیدر کی انکے سامنے رکھی. کیا لگتے ہیں آپ کے انکا اچانک سوال لائبہ کو کچھ تو کچھ کنفیوز کر گیا حیدر "ک۔۔کچھ۔۔۔نہیں" بمشکل وہ بولی ڈاکٹر کامران کو تسلی کاری کی تھی نہ ہوئی اسکی حالت تو پورے ہاسپیٹل نے نہیں آیا۔۔۔

جب تک حیدر کو ہوش

لائبہ آہستگی سے اسے سچ بتا گئی سر جھکا ہوا تھا اپنی شناخت بدلی ہے مجھے عرشیہ ستجبھی آپ آپ۔نے نے انفارم کیا ہے سوری سر" وہ شرمندہ سی مجھے کوئی ایشو نہیں ہے لیکن اگر آپ کنڑول رکھیں خود پر تو میں حیدر کی واحد ہونے کی حیثیت سے کچھ باتیں کہنا چاہتا ہوں"۔جس سنجیدگی سے وہ بول رہے تھے لائبہ کے قدموں تلے زمین کھسکی

حیدر کی رپورٹس ٹھیک نہیں ہیں" وہ رپورٹس جو انھوں نے آج صبح کرائی تھی وہ اچکیں تھیں وہ رپوٹس لائبہ کے آگے رکھ دیں

سرخ آنچل

قسط نمبر 18۔

لائبہ سانس روکے انھیں دیکھنے لگی۔

جبکہ ڈاکٹر کامران کافی متفکر تھے

بیٹھ جائیں" انھوں نے لائبہ کو بیٹھنے کا کہا تو لائبہ۔۔

انھوں نے تمام رپورتش اسکے سامنے رکھی وہ رپوٹس دیکھنے لگی اور یہ سٹی سکین ہے۔

چیئر کھینچ کر بیٹھ گئی۔

انھوں نے تمام رپورٹس اسکے سامنے رکھی وہ رپوٹس دیکھنے لگی اور یہ سٹی سکین ہے۔۔۔ان تمام رپورٹس سے پتہ چلتا ہے کہ حیدر کے سر پر لگنے والی چوٹ کافی بھیری ہے۔۔اور جو بیک سائیڈ پر لگی ہے "انھوں نے ایک اور سٹی سکین اٹھا کر

اسکے سامنے رکھی اور۔۔ پین سے پوائنٹ آؤٹ کرنے لگے۔یہ بیک سائیڈ ڈیمیجڈ ہے چوٹیں اندر تک گھیری لگی ہوئی ہیں اور یہ

رگ۔"۔

وہ پیچھے کرسی سے ٹیک لگا گئے۔یہ رگ دب گئی ہے۔۔"۔

وہ خاموش ہو گئے۔۔

میڈیسنز اور اچھی ٹریٹمنٹ سے یہ سویکنگ مک ختم بھی ہو سکتی ہے اور۔۔ نہیں بھی دونوں میں سے کچھ بھی کہا جا سکتا ہے۔اس۔۔۔اس کا ان پر کیا نقصان"

وہ ایکدم جیسے خود ہی معملے تہ تک پہنچ گئی ہو ڈاکٹر کامران نے اسکی رات جھکنے

کہ وجہ نہیں ہوتی ہے مقصد

اسکی یاداشت پر کافی اثر آئے گا

وہ بہت ساری باتیں بھول بھی سکتا ہے اور یاد بھی رہ سکتی ہیں یہ پیشنٹ کی

اپنی ابلیٹی ہے میڈیسنز اسکو اب تک جو دی جارہی تھیں وہ میں نے اب چینج

کر دیں ہیں۔

ہماری کوشش ہو گی حیدر کو وہ میڈیسنز دی جائیں۔۔ جس سے وہ

جلد ریکور کر جائے لیکن۔۔ یہ ساری سچویشن حیدر پر ہی ڈیپینڈ ان حالات

میں زیادہ غصہ کرنا اپنے حواس کھو دینا اور جنونی ہو جانا عام بات ہے۔

وہ نارمل نہیں ہے اپنے جذبات اپنے ہر عمل میں شدت پسندی کا شکار ہو سکتا

ہے اور نہیں بھی نہیں۔۔۔ اس لیے کہہ رہا ہوں کہ ہو سکتا ہے کہ ہمارے

تجزیے غلط ہوں لیکن سو فیصد وہ اسی کیفیت

اسکی یاداشت پر۔ جائے گااور کبھی کچھ اتنااثر ہو سکتاہے کہ کبھی کچھ اسے یاد

رہ بھی نہیں ان حالات میں پیشنٹ خود: بہت

کا شکار ہو گا

سینسیٹیو ہو جاتا۔ یہ ممکن. ہے اسے نہ یاد ہو کہ اسکا نکاح ہوا ہے۔" وہ بولا

لائبہ کے ہاتھ سے ایکدم پیر چھٹ گیا جی بلکل یہ پھر کو لڑ وہ اب کس کیس کو

کن کس سے کیا کہنے رہا والا تھا۔ تھا یہ پھر آخری بار وہ وہ دونوں صورتوں کا

شکار ہو سکتا ہے یہ تو وہ سب یاد کر لے گ

یہ پھر بھول جائے گا۔۔۔اور اسے دوبارہ یاد دلانے کی کوشش کا مقصد اسکا

اوورری ایکٹ

ہے وہ کسی بھی بات پر نارمل انسانوں کی طرح بیہیو کرے یہ نہیں

کہا جا سکتا اور نہ ایکسپیکٹ کیا جا سکتا۔

مجھے جہاں تک لگتا ہے۔۔

وہ اس وہ آنکھیں پھاڑے انھیں دیکھ رہی تھی۔

صورتحال کا شکار۔۔ہو بھی رہا ہے۔۔

یہ حیرانگی کی بات ہے وہ اپنی بیوی کو نہیں پہچان سکا

ہمارے خدشات درست ثابت نہیں انھ۔۔۔انھوں نے ہمیں نہیں دیکھا

ہم۔۔۔ہم دس ب۔۔۔بارہ سالوں سے ایک۔۔۔ایک

دوسرے کے سامنے نہیں گئے وہ وہ نہیں پہچانتے ہمیں پہلے بھی"۔

وہ بولی جبکہ ڈاکٹر نے سر ہلایا۔

کیا تمھیں یقین ہے کہ وہ تمھیں دیکھ کر بھی نہ پہچانتا صرف دس

بارہ سالوں میں وہ بھول جاتا تمھارا چہرہ۔"۔

ڈاکٹر نے ذرا توجہ سے اسکی جانب دیکھا جبکہ وہ بمشکل سانس بحال کر

سنکی نتھی۔

ج۔۔۔جی ک۔۔کیونکہ۔۔وہ" وہ ذرا رک گئ۔

وہ مجھے پسند نہیں کرتے"۔

کہتے ہوئے کچھ لہجہ بھیگ گیا۔

ڈاکٹر کامران اسکی کیفیت سمجھ رہے مجھے لیکن انھیں لیکن انھیں یقین تھا کہ وہ اس کیفیت کا شکار ہو گیا تھ اسے لائبہ یاد نہیں رہی تھی اسے وہ جو اپنے زیادہ دیکھے تھے اور اب تک دیکھتا آیا تھا ہی چہرے یاد تھے کسی بھی نئے چہرے کی پہچان اسکے دماغ میں نہیں تھی۔ ٹھیک ہے مان لیتے ہیں آپکی بات کو لیکن آپ ابزرو کریں۔" وہ اسپر ساری بات ڈال گئے

لائبہ نے سر ہلایا۔ دیکھ رہے تھے اسکا حسین چہرہ سرخ پڑ گیا جانب دیکھ. اور کیفیت ایسی تھی ابھی رو پڑے گی۔

لائبہ ایک ڈاکٹر پر یہ سب سوٹ نہیں کرتا تمھیں نہیں لگتا تھیں اپنے ہر بینڈ کو سنبھالنے کے لیے سٹرونگ ہونا چاہیے۔۔۔۔

وہ میمری لاسٹ اور ہائی ایموشنز کا پیشنٹ بن چکا ہے کیا تم اسکے ساتھ اس کیفیت اس کنڈیشن کے ساتھ رہ سکو گی" وہ غور سے اسکی جانب دیکھ رہے تھے لائبہ سر جھکا گئی آنسو ٹپ

ٹپ گیرنے لگے۔

یہ ساری ڈسکشن میں اسکے فادر اور بھائی سے بھی کر سکتا تھا۔ لیکن تمھارے علم میں ڈالنا اس لیے ضروری ہے تم خود ایک ڈاکٹر بن رہی ہو پیشنٹ کی سینسیٹیوٹی اور یہ کمزوری جو فلحال اسکے اندر ہے بہتر طریقے سے کوئی ہینڈل اسکو تم سے زیادہ نہیں کر سکتا۔ وہ کھرہ سانس لے کر اٹھ گئے کیونکہ انکی سرجری کا ٹائم تھا۔۔۔

وہ کھیرہ سانس لے کر اٹھ گئے کیونکہ انکی سرجری کا ٹائم تھا. سر پر ہاتھ رکھا
اور اسے وہیں چھوڑ کر وہ خود باہر کے جبکہ لائبہ سر ٹیبل پر راسکے رکھ کر بے
ساختہ رونے نکل گئے

وہ ٹھیک کہہ رہے تھے گی وہ خود اتنی کمزور وہ حیدر۔ کے ساتھ اس ہے کہ
حیدر کو اپنے طرح کیسے رہے ساتھ ساتھ سنبھال نہیں
سکے گی

ہر بار صرف رونے کے علاوہ اسکے پاس کوئی حل نہیں ہوتا تھا اپنے حیدر کی
ساری رپورٹس احتیاط سے اٹھالی وہ رپورٹس کو دیکھ کر پھر سے غمزدہ رہ گئی یہ
ساری باتیں سالار کو بتانا ضروری تھیں لیکن حیدر کے علم میں
جانا نہیں وہ اپنے بہتے آنسوؤں کو صاف کر کے اٹھ گئی اور باہر آگئی

سالار کمرے میں داخل ہوا تو حیدر سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا کیوں ہے؟ چہرے
پر نہایت سنجیدگی تھی۔اپنے ادھر ادھر دیکھا زریاب کہیں نہیں تھا۔۔۔

زریاب کہاں ہے" سالار کی بات پر حیدر نے اسکی جانب دیکھا۔مجھے نہیں

پتہ میں یہاں سے سب ڈسچارج ہوں گا" اسنے دوٹوک

باپ سے پوچھا

ابھی تمھاری چوٹیں ٹھیک تنہیں ہوئی حیدر اور ایم آر کی رپورٹس بھی معلوم

نہیں آئیں ہیں یہ نہیں ڈاکٹر کامران ایک سرجری میں بیزی ہیں وہ فری

ہوتے ہیں تو میں پتہ کرتا ہوں" وہ سہولت سے

جواب دینے لگا جبکہ حیدر۔۔کو غصہ چڑھنے لگا۔

آپ نے اب تک معلوم نہیں کیا میں آخر کب تک یہاں بیٹھا رہوں کیا

میرے پاس کام نہیں" وہ بھڑک کر بولا۔ریکس میں کرتا ہوں پتہ وہ بولا

حیدر کی آنکھیں سرخ ہونے لگی

تھی۔

مجھے نہیں پتہ آپ جلد مجھے یہاں سے نکالیں۔میں فارغ نہیں ہوں یہاں

بیٹھا رہوں اور اور یہ میرا سر درد کیوں نہیں جاتا" وہ ایکدم چیخا۔۔۔

سالار ھبرا کر اس تک بڑھا۔حیدر" وہ حیدر کے دونوں بازو تھام گیا جبکہ حیدر

نے باپ کے

ہاتھ جھٹک دیے۔

مجھے کوئی میڈیسن دیں میرا سر پھٹ رہا ہے"۔

وہ پیچھے گیرنے لگا سالار کے ہاتھ پاؤں زندگی میں پہلی بار پھولے

تھے پیشانی پینے سے بھر گئی۔

ڈاکٹر۔۔وہ باہر بھاگا جبکہ حیدر اب چلانے لگا تھا۔سالار باہر کسی ڈاکٹر کو دیکھ

رہا تھا کہ زریاب باپ کو پریشانی سے ادھر ادھر پھیرتا دیکھ وہ جلدی سے باپ

کی جانب بڑھا لیکن ابھی

کچھ پوچھتا ہی کہ حیدر کی چیخ و پکار پر وہ اندر بھاگا وہ سر تھامے شیخ

رہا تھا

میرا سر پھٹ رہا ہے "اپنے چیزیں اٹھا۔۔ کر پھینکنا شروع کر دیں زریاب خود

بھکلا گیا تھا کہ حیدر کو کیا ہوا ہے ڈاکٹر کامران سمیت لائبہ تبھی دوڑتی ہوئی

اندر داخل ہوئی تھی۔ وہ ایکدم حیدر کے قریب گئی وہ اپنا ہاتھ چھڑوا رہا تھا

سب کو جھٹک

رہا تھا۔

اسے انجیکشن جو زبردستی ہی لگاری کامران نے اسکی حالت زیادہ خراب

دیکھتے ہوئے۔ لگا تھا لگا دیا جس کی وجہ سے حیدر کا

وجود ایکدم ڈھیلا پڑ گیا اور وہ کچھ لمحجم آہستہ آہستہ اسکی نکھیں بند ہو دیر وہ

چھت وگئی لائبہ کو گھورتا رہا اور پھر کے ہاتھ کانپ رہے تھے ڈاکٹر کامران

نے لائبہ کی جانب دیکھا ان کے خدشات غلط نہیں

تھے۔

جبکہ لائبہ۔۔نے سالاراور زریاب کودیکھاجو کہ سنجیدگی سے

اسے دیکھ رہے تھے۔حیدر کی میڈیسنز چینج نہیں کیں "ڈاکٹر کامران نے

نرس کی جانب

دیکھا۔

س۔۔سر میں نے آج سے کرنی تھی لیکن "آپ اتنی لاپرواہ ہیں" وہ ایکدم

بھڑکے۔ڈاکٹر لائبہ آپکو میں نے انفارم کیا تھا پھر آپ نے کیوں نہیں چینج

کرائیں" وہ پھر لائبہ پر بھڑکے جبکہ لائے بھی سر سے لاپرواہی برت گئی تھی

وہ اتنے آرام جھکا گئی۔ڈاکٹر میرے بیٹے کو کیا ہوا ہے "سالار مزید یہ سب

برداشت نہیں کر سکا۔

ڈاکٹر کامران کو لائبہ پر کافی غصہ آیا تھا آپ میرے روم میں آئیں"۔وہ سالار کو کہہ کر وہاں سے چلے گئے جبکہ لائبہ اور زریاب بھی ان کے پیچھے گئے تھے

کس روم میں ہے وہ"۔

کمال نے سیگار سلگا کر اپنے ملازم سے پوچھا۔

وہ اس وقت اپنی گاڑی سے نکلا تھا اور ہاسپیٹل کے باہر کھڑا تھا ملازم نے روم نمبر بتایا تو وہ اس جانب چلنے لگا۔تھے تقریبا۔۔شام ڈھل گئی تھی اور ہوا بھی کافی خوش گوار تھی۔وہ اپنی مضبوط چال چلتا اندر بڑھنے

لگا اور کچھ ہی دیر میں

کمرے میں نہیں تھا کمال مسکرا دیا۔کوئی اور کیسے ہو بیرسٹر حیدر مرتضی"۔

وہ مسکرا کر بولا جبکہ حیدر نے سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا وہ حیران تھا کہ جب اسکی آنکھ کھلی تو وہ کمرے میں اکیلا تھا نہ ہی

وہ حیران تھا کہ جب اسکی آنکھ کھلی تو وہ کمرے میں اکیلا تھا نہ ہی تھا اور نہ ہی

سالار یہ زیمل زیریاب

میں سے

کوئی تھا

وہ لڑکی اسے یاد تھا۔۔وہ لڑکی بھی یہاں نہیں آئی تھی۔وہ کمال کو دیکھنے لگا کیا ہوا غصہ آرہا ہے کیا تمھیں۔۔۔جو ایسے دیکھ رہے ہو۔۔

کہیں۔

وہ سوچنے کی اداکاری کرنے لگا۔۔

تبھی دروازہ کھلا اور سالار اور زریاب سمیت ایان بھی اندر داخل

ہوا تھا۔

سالار کمال کو دیکھ کر مٹھیاں بھینچ گیا۔

یہاں کیا کر رہے ہو تم" وہ ایکدم بھڑک کر کمال تک پہنچا اور پوری قوت سے اسکا گریبان جکڑ لیا۔۔ جبکہ اسکے ملازم نے سالار پر گن تان لی۔

زریاب ایکدم سامنے آیا اور اسکے ملازم اور اپنے باپ کے بیچ کھڑا ہو گیا۔

جبکہ کامل نے ہاتھ کے اشارے سے اپنے ملازم کو کسی بھی قدم سے روکا تھا۔

بیٹے کے غم میں ہے یہ بوڑھا شیر۔۔

خیر۔۔ میں تو یہاں عیادت کرنے آیا تھا تمھارے ہاں۔۔ مہمانوں کی اس طرح مہمان نوازی کی جاتی ہے.

وہ بولا حیدر اب تک خاموش بیٹھا تھا۔

بابار یکس:زریاب نے باپ کو روکا جبکہ سالار نے گریبان جھٹکا دفع ہو جاؤ

یہاں سے میر امیرے بیٹوں کا تم سے تمھارے بیٹے

سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔دفع ہو جاؤ ہماری زندگیوں سے بہتر ہو گا تمھارے

لیے:۔وہ ضبط کرتا بولا۔گڈ:کمال مسکرایا

ویری گڈ یہ تو مسلری ختم ہو گیا پر فیکٹ سالار مرتضی یقینا ہمارا تم لوگوں سے

دوبارہ کبھی سامنا نہیں ہو گا یار تم نے تو یہ بات کہہ کر دل خوش کر دیا۔

چلو پھر دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں تمھاری طرف میں۔۔:۔وہ ہنستا ہوا بولا جبکہ

سالار کو لگا افتان کی قبر پر اپنے ہاتھوں سے مٹی ڈال دی ہو اپنے وہ زخم جو اسکے

سینے میں عرصے سے تھے آج اپنی اولاد کے لیے وہ سب فراموش کر بیٹھا تھا

حیدر کا اتنا بڑا نقصان سن کر اسکا دماغ ماؤف ہو گیا تھا۔

وہ مزید حیدر کا نقصان نہیں چاہتا تھا وہ اسکا بیٹا تھا اسکی جان بہتی تھی اس میں

اسکا نقصان مطلب اسکی اپنی موت تھی حیدر میں ہمیشہ اسے اپنا عکس دیکھتا تھا

اور آج۔۔۔آج اسکا بیٹا۔ جس جگہ پر کھڑا تھا وہ مزید اسے کسی کھائی میں نہیں پھینک سکتا تھا یہ بھی تھا حیدر کو بیرسٹر بنانے کا مقصد افتان کے قاتلوں کو اسکے ناکام تک پہنچانا تھا لیکن پر سب کر کے اپنے ہاتھ نہیں جلا سکتا تھا شاید اولاد کے آگے مجبور ہو گیا تھا۔۔۔

تمھارا یہ دوستانہ ہاتھ تھام کر میں توڑنہ دوں تمال تم یہاں سے جتنی جلدی دفع ہو جاؤ بہتر ہو گا؛ سالار۔غصے کی آخری حد پر تھا اسکی برداشت سے کمال باہر تھا۔

ویسے حیدر صاحب آپ کچھ نہیں بولے کہیں ڈر تو نہیں رہے ؛۔شیٹ اپ اگلی بار یہاں دیکھائی مت دینا؛

؛

زریاب نے اسکا رخ موڑ باہر کی طرف

تمھارے

ور تمھارے بیٹوں کے اطوار میں یہ انھیں کسی دن پھنسوادیں گے۔۔مجھے

اچھا نہیں لگے گا سالار میرا دوستی کا ہاتھ تم تمام نہیں رہے؛ وہ سنجیدگی سے

بولا

جبکہ زریاب نے اسے باہر نکل جانے کا کہا۔

کون ہے یہ؛ حیدر کی بے ساختہ آواز پر جہاں کمال کے جاتے عال سمجھی جا

تحمل قدم رکے وہیں زریاب اور سالار جو چاہ رہے تھے کہ یہ

جائے۔۔ایکدم مڑے۔

کمال ماتھے پر بل ڈالے حیدر کی جانب دیکھنے لگا۔حیدر

وہ دونوں اسکی جانب لپکے حیدر خود ہی دور ہو گیا۔عافیت چاہتے ہو تو لے کر

جاؤ اسے یہاں سے

.

وہ کمال کے ملازم سے بولا جبکہ کمال نہ جانے کیا سمجھا تھا ایکدم مسکرا کر سالار کی جانب دیکھا۔۔۔

سالار۔۔نے اپنی پوری زندگی میں پہلی بار شدت سے پریشانی کو محسوس کیا تھا اور کمال اپنے ملازم کے ساتھ وہاں سے نکل گیا۔ ٹھیک ہے ہیں آ

زریاب نے۔۔ حیدر کو پکڑا

مجھے کیا ہونا ہے کون تھا یہ آدمی ایسا لگتا ہے کہ دیکھا ہے مگر

۔۔یاد نہیں آرہا خیر تم لوگ کہاں تھے۔۔یار عجیب قسم کے لوگ ہو ایک وہ محترمہ ہیں ویسے ڈیڈ میں اب ٹھیک ہوں مجھے

ڈسچارج ہو جانا چاہیے

وہ باپ کی جانب دیکھ کر بولا۔۔۔

سالار آگے بڑھا اور ایکدم اسے اپنے سینے سے لگا لیا۔

وہ اونچا لمبا چوڑا نوجوان تھا سالار کے اسطرح ایکدم سینے سے لگانے

پر

حیران رہ گیا

کوئی مسلہ

ہے

وہ بولا۔

نہیں کوئی مسلہ نہیں اور یہ کون تھا یہ بھی مت سوچو۔۔۔ایک کام کرتے ہیں

واقعی گھر چلتے ہیں میں ڈاکٹر سے بات کرتا

ہوں

سالار نے زریاب کی جانب دیکھا جو سر ہلا گیا۔۔میں اپنے گھر جاؤں گا

وہ بولا سنجیدگی

سے

سالار نے زریاب کی جانب دیکھا جو سر ہلا گیا۔۔میں اپنے گھر جاؤں گا۔

جاؤں کے

وہ بولا سنجید

تھا

حیدر تمھاری ماں تمھاری ہی منتظر ہے ؛۔اوہ ڈیڈ مام کو میرے بنا رہنے کی عادت نہیں ہے اپنی ویز کچھ کھانے پینے کے لیے کیا کچھ نہیں ملتا یہاں

وہ لاپرواہی سے بولتا بیٹھ گیا زریاب نے بھی خود کو سنبھالتا نارمل ہونے کی کوشش کرنے لگا۔۔۔۔

حیدر ان دونوں کے پریشان چہروں کو دیکھ رہا تھا اور اسے یقین ہونے لگا تھا کہ کوئی مسلہ ہے

ی تمھاری طبعیت نہیں ٹھیک تمھیں یہ ہی کھانا کھانا ہو گا۔۔سالار کسی

بچے کیطرح اسکا خیال رکھ رہا تھا۔

وہ غصے سے زریاب کو

دیکھنے

لگا۔

حیدران سب چیزوں کا عادی نہیں تھا میں بچہ نہیں ہوں

میں بچہ نہیں ہوں ; وہ بولا

جبکہ۔۔زریاب سے مزید یہ سب برداشت نہیں ہوا تو اٹھ کر سے چلا گیا۔

وہاں

تمھاری طبعیت خراب ہو گئی تھی دوپہر کے وقت جس کی وجہ سے ڈاکٹر نے

تمھیں کچھ اور کھانے سے منع کیا ہے۔کیا ہوا تھا مجھے

وہ

باپ کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھتا بولا جبکہ سالار نے بھیرہ سانس بھرا کچھ خاص نہیں۔ تم ریسٹ کرو

وہ کہہ کر اسکے ہاتھ میں باؤل دے گیا جو سوپ کا تھا. حیدر کے سر میں پھر سے درد شروع ہو میں پی لوں گا اپنے باپ ہے ہاتھ سے باؤل کھینچ لیا سالار خود بھی نگاہ چرا گیا تھا۔

ڈاکٹر عرشیہ کمرے میں داخل ہوئی تو اسکے ساتھ لائبہ بھی تھی حیدر نے جھک کر ذرا اسکی جانب دیکھا۔

لبوں کی تراش میں مسکراہٹ ٹھہری

زریاب بھی اسکا چہرہ دیکھتا مسکرا دیا۔

سے یہ بات پتہ چلی تھی تب سے ہی دل پریشان تھا افسردہ یہاں تک کے زیمل تو بے حد بے چین تھی اس سے ملنے کے لیکن سالار نے سب کو سختی سے روکا تھا حیدر پر کچھ بھی واضح کرنے کے لیے۔۔۔

لائیہ نے اسکی ڈائیٹ چیک کی۔۔

ڈاکٹر مجھے یہ مردوں کا کھانا نہیں کھانا

حیدر نے لائبہ پر نظریں لگائے عرشیہ سے کہا۔۔۔ت

یہ بات اگر آپ مجھ سے کر رہے ہیں تو میری طرف دیکھ سکتے ہیں حیدر صاحب: وہ بولی تو حیدر نے نگاہ گھمائی۔ بالفرض نور آپکے پیچھے ہو تو اپکو کیسے دیکھ سکتا ہوں وہ بولا تو عرشیہ کا منہ بنا جبکہ زریاب ہنسنے لگا۔

آپ نے کچھ کھایا نہیں: لائبہ نے اسکی باتوں کو اگنور کیا۔ میرا تو دل نہیں لگ رہا اس جگہ پر آپ محترمہ کھانے پینے کی بات کر رہی ہیں"۔

حیدر بولا جبکہ لائبہ نے سنجیدگی سے اسکیطرف دیکھا۔ باسپیٹل دل لگانے کے لیے نہیں ہے آپ کا علاج کیا جا رہا ہے یہاں۔۔آپ کی ہارٹ بیٹ بھی تیز ہے

ہو سکتا ہے کسی کو دیکھ کر ہو رہی ہو؛۔ حیدر بھائی بس کر میرے بھائی۔

زریاب نے اپنے قہقہے کو روکا اور اسکا شانا تھپتھپایا

اگر تم یہاں سے اب دفع ہو جا تو مجھے برا نہیں لگے گا؛ حیدر نے ناگواری سے

زریاب کو دیکھا پھر تو مجھے بھی چلے جانا چاہیے؛

عرشیہ بولی جبکہ حیدر

مسکرایا

آپ تو ماشاللہ شکل سے ہی ذہین لگ رہی ہیں؛۔

۔عرشیہ کا منہ سا اتر گیا۔

جبکہ لائبہ نے اسپر سے نگاہ ہٹالی تھی وہ رپورٹ ریڈی کر رہی تھی۔

آپ انکو فلحال کچھ کھانے کے لیے دیں؛ زریاب کی جانب دیکھ کر وہ بولی اور

باہر نکلنے لگی۔

مس زیشاہ حیدر نے روکا۔

لائبہ نے مڑ کر اسکی جانب دیکھا

آپ اتنی اکھڑی اکھڑی کیوں رہتی ہیں حالانکہ ڈاکٹر کو مسکراتے رہنا

وہ

چاہیے تاکہ مریض کا دل لگا رہے گھیرہ سانس بھرتا بولا جبکہ لائبہ نے اسکی

جانب نظریں اب

اٹھائیں تھیں اور جیسے ذہن کی سکرین پر ایک جھپاکا سا ہوا تھا حیدر

کے

ویسی ہی نظریں تھیں

بس آنسوں کے سرخ ڈوروں کی کمی تھی۔۔

۔لائبہ مزید کچھ بولے وہاں سے باہر نکل گئی۔ جبکہ حیدر سنجیدہ ہو گیا عرشیہ لائبہ کے ریسپونس اور حیدر کی اترقی صورت پر طنزیہ ہنس کر نکل گئی۔

اچھا اب غصہ نہ ہونا آپ کو کس نے کہا ہے ایک ڈاکٹر کے ساتھ فلرٹ کرنے کے لیے زریاب نے اسکو غصہ کرنے سے روکا۔ فلرٹ نہیں ہے؛

حیدر بولا

خیر میں نہیں مان سکتا کہ آپ کو پہلی نظر میں محبت ہو گی

زریاب نے

کانوں کو ہاتھ لگانے لگا۔

یہ لڑکی میرے خوابوں میں آتی ہے کانٹ یو بلیو؛۔

زریاب

کے منہ سے ایکدم پانی کا فوارہ نکلا جو وہ پینے لگا تھا۔ آپ کو اپنا خواب یاد ہے؛

خوشگوار حیرت سے بولا۔

ہاں یہ خواب تو میں عرصے سے دیکھ رہا ہوں یاد ہی ہونا ہے مجھے

وہ کچھ توقف لیتا بولا۔آپکو۔۔۔۔۔ک۔۔کوئی لائبہ یاد

ہے

اسکی طبعیت کی کسی قسم کی خرابی نہیں چاہتا تھا حیدر سنجیدہ ہو

گیا۔۔۔

وہ بس اتنا ہی بولا اور خفگی سے تکیہ پھینک کر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر لیٹ گیا۔

۔اب تم دیکھنا میں اس ہاسپیٹل کی ناک میں دم دے دوں گا؛وہ پلینگ کرنے

لگا

کون ہے لائبہ؛زریاب۔۔نے اتمی کوشش کی تھی بس کہ ہو سکتا ہے ڈاکٹر

کے سارے تجزے غلط ہوں اور اسکا بھائی بلکل نارمل

ہو

تمھاری بھابھی.

۔

زیادہ افسری نہ مارو مجھ پر بلاوجہ ٹیسٹ لینے کھڑے ہو گئے ہو معلوم ہے مجھے لائبہ کون ہے ڈیڈ کی چہیتی کو کیسے بھول سکتا ہوں فلحال بکواس بند کرو اور مجھے بتاؤ۔ تم گھر کیوں نہیں دفع ہوتے ؛۔ وہ اسکی جانب سر اٹھا کر بولا۔

آپکی ڈیوٹی پر۔۔ ڈیڈ نے ہائر کیا ہے مجھے ؛ زریاب تھکا تھکا بولا۔

۔: یہ ڈیڈ مجھ پر اتنے مہربان کیوں ہو رہے ہیں وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ کیونکہ آپ انکے بیٹے ہیں ؛ زریاب بولا۔

حیدر طنزیہ ہنسا۔

خیر تم جاؤ میں ٹھیک ہوں ؛۔

زریاب کچھ بولتا۔

کہ حیدر نے ٹوک دیا۔ پلیز مجھے پرائیویسی چاہیے

قسط19

تقریباآدھی رات کاوقت تھاجبکہ حیدر کے پاس نیند نام کی کوئی یز بھی نہیں بھٹک رہی تھی وہ موبائل یوز کر کے اکتا چکا تھااپنے موبائل بستر پر پھیکااور اپنی جگہ سے اٹھ گیا۔ بالوں میں ہاتھ پھیرا تو ایکدم تکلیف کی نہیں کی اٹھی اور اپنے اپناہاتھ فورا کھینچ لیا۔

سامنے ہی زریاب اسکے لاکھ سنانے کے باوجود وہیں تھا وہ سو رہا تھا۔ وہ ٹھا

پاؤس میں چپل ڈالی اور کھیرہ سانس بھرا ہفتہ ہونے کو آیا تھا

وہ یہیں پر تھا۔

اور اسی بے کار ہاسپیٹل کے یونیفارم میں۔

اپنے امین سے دو چار دن پہلے اپنے کپڑوں کے لیے کہہ دیا تھا اور وہ لے کر

بھی آیا تھا مگر اسے پھینچ کرنا یاد نہیں رہے۔ اور وہ حیرانگی سے خود پر ہی

افسوس کرتا اپنے کپڑے اٹھا کر واشروم

میں چلا گیا۔۔۔

تھوڑی دیر بعد جب وہ باہر نکلا تو۔ اسکا چہرہ دھل کر اور بھی گھر گیا تھا جبکہ

اپنے لباس میں وہ۔ مزید ہینڈسم لگ رہا تھا سر پر پٹی بندھی تھی جبکہ بلیک

شرٹ اور بلیک ہی چینٹ پہن لی تو اسکا روشن چکدار چہرہ۔ اس سیاہ رنگ میں

آب وتاب سے چمکنے لگا تھا۔ اپنے بازو کہنیوں تک فولڈ کیے اور روم کا دروازہ

کھول کر باہر آگیا۔ باہر نکل کر احساس ہوا کہ وہ زندہ ہے وہ سیدھا چلتا گیا ایک لمبی راہداری اور ایک کمرے کے ساتھ جڑا دوسرا کمرہ اور ہاسپیٹل بھی کافی خوبصورتی سے بنایا ہوا تھا۔۔۔

کافی خوبصورتی سے بنایا ہوا تھا۔۔۔

کافی فریش ماحول تھا کسی لگژری ہوٹل کی طرح۔۔۔اسے راہداری کے آخر میں مڑنے والے ایک ٹکڑ سے کچھ آوازیں آنے لگیں وہ بر حال سیدھا چلتا جا رہا تھا مقصد یہاں سے باہر نکلنا تھا دونوں جیبوں میں بازو ڈالے وہی۔ جیسے ہی اینڈ میں پہنچا۔۔۔ویسے ہی تھم گیا۔وہ سامنے ہی بیٹھی تھی کسی سے بات کر رہی تھی جبکہ اسکی وہ ہی سے کچھ وہ

دوست اسکے ساتھ تھی۔۔۔

حیدر کی جانب دیکھتے ہی ایکدم اپنی جگہ سے اٹھ گئی۔ حیدر اسی کی جانب مڑ گیا جبکہ ساتھ کھڑا صارم بھی مڑا صارم اور حیدر کی نگاہوں کا تبادلہ ہوا حیدر بے

حد سنجیدہ دیکھ رہا تھا عرشیہ توحیدر کے حلیے پر فدا ہی ہو گئی پہلے وہ کم ہا سپیٹل کے سٹاف کے لیے کرش بنا ہوا تھا کہ اب مزید وہ اپنے آپ کو سنوار کر نکلا تو عرشیہ تو اسے دیکھتی ہی رہ گئی۔

صارم نے بھیرہ سانس بھرا

میں پھر بھی تمھیں کہوں گا۔۔ تمھیں گھر چلنا چاہیے تھک گئی ہو گی

تم پورے ایک ہفتے سے یہاں موجود ہو۔

صارم کا فکر مند لہجہ حیدر کو چونکا گیا وہ سکون سے دونوں ہاتھ رکھے کھیل پر صارم کو گھور رہا تھا۔

نہیں صارم بھائی ہم ٹھیک ہیں آپ ہماری فکر نہ کریں؛ وہ ہلکا سا مسکرائی۔

میں جانتا ہوں تم کتنی ٹھیک ہو فلحال میں جا رہا ہوں تم اپنا خیال

رکھنا; صارم بولا اور ایک نظر حیدر کو دیکھ کر لائبہ کا ہاتھ جو بے دھیانی میں وہ ٹھیل پر ہی رکھے کھڑی تھی اسے تھپتھپا کر وہاں سے نکلتا چلا گیا جبکہ حیدر نے مٹھیاں بھینچ میں

لائبہ ایکدم خفت زدہ سی رہ گئی اور عرشیہ کو ہنسی آنے لگی۔۔۔کون تھا یہ;

وہ سوال کرنے لگا

آپ سے مطلب;۔

لائبہ اپنی فائلز کو الٹا سیدھا کرنے لگی وہ آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھنے لگی

میں بتا دیتی ہوں یہ لائبہ کا فینس۔۔۔۔

عرشیہ

لائبہ کو اسکا یوں جھوٹ بولنا اچھا نہیں لگا پہلے کم حیدر سے جھوٹ بولا جا رہا تھا جو وہ مزید اضافہ کر رہی تھی۔۔اوہ تو آپ فیانسی کبھی رکھتی ہیں۔کم از کم اس ڈھکن سے کوئی بہتر لڑکا ڈھونڈ لیا ہوتا اپنے لیے دنیا میں لڑکوں کی کمی نہیں

تھی:. وہ وہاں سے ہوتا۔ یہ تین لائبہ کے سامنے اگیا کہ اس سے پہلے وہ پھر بوگاتی. لائبہ ایک قدم پرور ہوئی۔۔

اسے اپنے اتنے نزدیک دیکھ کر کچھ گھبرا بھی گئی تھی

حیدر صاحب پہلے آپ نظر نہیں آئے تھے نہ: عرشیہ مزے سے بولی حیدر نفی میں سر ہلانے لگا جبکہ لائبہ نے عرشیہ کو گھورا تو وہ ہنستی ہوئی؟ ہو گئی۔

ا۔۔۔اپ اپنے کمرے ہے ؟آئے ہیں:۔ وہ کچھ الجھ کر اسکی جانب دیکھنے لگی جو کافی فریش اور کچھ جیلسی کا شکار لگ رہا تھا۔

مطلب

اپنے ٹکا سا جواب دیا اور ایک جلتی کڑھتی مسکراہٹ اسپر پھینکتا عرشیہ کی جانب مڑ گیا۔

لائبہ کو اسکی فکر ستانے تھی تھی جبکہ وہ تیل پر جو کا عرشیہ سے باتیں کر رہا تھا۔

اس ہاسپیٹل میں کچھ اچھا کھانے کو مل سکتا ہے مجھے بھوک لگی ہے بہت ویسے تو میں یہاں سے بھاگنے والا تھا مگر اب چین چینج ہو گیا تو کیا تم مجھے جوائین کرو گی ڈاکٹر اپنے ہاتھ بڑھا کر عرشیہ کوٹ پر لگا بیج پڑھا کیونکہ نام اسے یاد نہیں آ رہا تھا

رشید

وہ بولا جبکہ عرشیہ چہرے پر ہاتھ رکھتی بننے لگی

وائے ناٹ بیرسٹر حیدر صرف میں ہی نہیں آپکے ساتھ تو یہ شرف حاصل کرنے کے لیے ہاسپٹل کے ٹاف میں ہلچل سی ہے;

لائبہ حیرانگی سے یہ ساری باتیں سن رہی تھی۔

کتا تو نہیں; وہ ترچھی نظروں سے اسے دیکھتا بولا جس کا چہرہ سرخ

ہو رہا تھا۔ مم

یہ تو وہ ویسے بی اپنے فیانس کے علاوہ کسی سے نہیں بولتی ;

حیدر کے لب او شیپ میں تبدیل ہوئے. ہمارا کوئی فیانس نہیں ہے فضول مت بولو ; لائیہ نے فوراٹو کا سا جواب دیا جبکہ حیدر مسکرانے لگا۔

وپوری ڈھٹائی سے. عریشے کا ہاتھ پکڑا

عرشیہ پھولے نہ سمائی جبکہ لائبہ کو فکر کے ساتھ اب جلن بھی ہونے لگی تھی ۔حیدر اسے مکمل اگنور کیے وہاں سے جانے لگا۔۔ کنٹین کا کھانا بہت مزے دار ہوتا ہے ; عرشیہ اسے بتا رہی تھی

حیدر

پیچھے سے وہ بے ساختہ پکار گئی حیدر ایڑیوں پر پلٹنا۔اس پکار پر جیسے دماغ میں عجیب بے چینی ہی ہوئی جس کی وجہ:

سنبھلی تھی۔

اپ کو باہر کا کھانا الاؤ نہیں ہے آپ ایسا کچھ نہیں کر سکتے اور ڈاکٹر کامران ابھی دس منٹ میں ہاسپیٹل میں ہوں گے۔ڈاکٹر عرشیہ واڈ شاید آج رات آپکی ڈیوٹی میں آتا ہے:. وہ سہولت سے عرشیہ سے بولی جبکہ عرشیہ کی یاداشت لوٹ آئی اف خدا میری جان لے لیں گے ڈاکٹر کامران حیدر صاحب ہے رہا اپ ٹھیک ہوں گے میں آپکو پرسنلی ڈنر کراؤ تھی وہ مسکرا کر کہتی ہے وہاں سے اپنا سامان اٹھا کر بھاگ گئی جبکہ لائیہ نے بے دھیانی میں حیدر کا ہاتھ تھاما اور سیدھا چلنے لگی

ڈنر ڈیو

جب آپکوالاوڈ نہیں ہے تو آپ ایسا کچھ نہیں کھائیں گے۔؛ وہ بولتی جارہی تھی حیدر نے اپنے ہاتھ میں اسکا ہاتھ دیکھا وہ کچھ الجھ سا گیا۔ہاں یہ الجھن تھی ایسا نہیں لگ رہا تھا۔۔یہ ہاتھ پہلی بار تھاما گیا تھا وہ کمرے میں داخل ہوتی کہ حیدر رک گیا۔

لائبہ مڑی.

کیا میں تمھیں جانتا ہوں۔؛۔سوال کر رہا تھا۔ن۔۔۔نہیں:

لائبہ جلدی سے بولی۔۔

چیرہ متفکر تھا لائبہ کی جان حلق میں ہی آگئی اس طرح اسے پریشان دیکھ کر وہ بنا کچھ کے اندر جانے لگا کہ لائبہ ایکدم بول اچھی۔کیا کھانا چاہتے ہیں آپ

وہ بولی حیدر خوشگواریت سے پلٹناوہ مسکرایاتولائبہ تھوڑاپر سکون ہوئی یہ تو عادت بہت پرانی تھی وہ ہر اسکے نقصان میں صرف اسی کی وجہ ہے۔۔اسکا ساتھ دیتی تھی لیکن اب احتیاط بہت ضروری

اور

ام جو بھی آپ کھلانا چاہیں

ایسا کچھ نہیں ملے گا جو نقصان دہ ہو;لائبہ ساتھ ساتھ ٹوک گئی۔آپکو بڑی فکر ہے میری;وہ اسکے ساتھ چلنے لگا۔کیونکہ آپ میرے پیشنٹ ہیں;

لائبہ نے آہستگی سے کہا۔۔تو یہ سب پیشنٹس کا خیال یوں ہی رکھا جاتا ہے;

وہ سنجیدگی سے

بولا۔

جی بلکل ہم آپکو کوئی سپیشل ٹرینٹ نہیں دیتے;;وہ اسکی جانب دیکھنے لگی

پھر یہاں سے نودو گیارہ ہو جاؤ;وہ مڑ گیا کیوں لائبہ بولی

کیونکہ میں سب میں شامل نہیں ہوں اور نہ ہی میں وہ سب کرتا جو سب کرتے ہیں۔ وہ اکثر کر جواب دیتا وہاں سے جانے لگا جبکہ لائبہ کے لبوں پر مسکراہٹ تھری۔۔۔

وہ بلکل ویسا ہی تھا۔۔۔

ٹھیک ہے مرضی ہے آپکی اچھا کھانا آپکا منتظر تھا;۔ وہ دونوں ہاتھ سینے پر باندھتی بولی۔

اکساؤ مت مجھے; یہ میرا کام نہیں

لائبہ بولی جبکہ حیدر نے غصے سے اسکی جانب دیکھا۔ اوکے سوری آپ ہائی پر مت ہوئیے ہم کسی کو یہ ٹریٹمنٹ نہیں دیتے; وہ سچ بول گئی

حیدر کے چہرے سے تناؤ سا بنا لیکن اب میرا موڈ نہیں; وہ سکون ویٹنگ صوفوں پر بیٹھ گیا۔۔۔

لائبہ تیز سانس کھینچ گئی۔۔۔۔

ٹھیک ہے پھر روم میں جائیں ; وہ غصہ دیکھانے لگی حیدر مسکرانے

بس ایک چیز مل سکتی ہے۔اچانک وہ اٹھا تو لائبہ کی جانب قدم

کی جانب قدم بڑھانے لگا لائبہ تھراتی ہوئی دور بننے لگی۔۔۔۔و۔۔ن کون

سی چیز گھیری ہوتی دھڑکنوں میں وہ اس سے سوال کر رہی تھی۔

سیگریٹ

وہ بولا جبکہ لائبہ آنکھیں کھولے اسے دیکھنے لگی۔ہاسپیٹل میں سیگریٹ الاؤڈ

نہیں ہے ;۔اور آپکی کنڈیشن.

سیگریٹ ملے گی تو کچھ کھاؤ گا ڈاکٹر ورنہ بھول جاؤ اب میں کچھ کھاؤ۔

وہ سکون سے کہتا مسکراتا ہوا وہاں سے اپنے کمرے کی جانب چلا گیا لائبہ کو

اسکی ہر ضد کا انداز ا باخوبی تھا۔

وہ ہفتہ بعد گھر لوٹا تھا۔

وہ بھی صرف فریش ہونے کے لیے تھکا تھکا سا گھر میں داخل ہوا سالار زیمل رمشہ آیت نیناں منھا نورایان تقریباسب گھر والے حیدر کی طبعیت پوچھنے گئے ہوئے تھے جبکہ روشانے کو اپنے نہیں دیکھا

تھا۔۔۔

وہ اپنے کمرے کی جانب بڑھنے لگا کہ اسے رونے کی آواز آنے لگی کچھ حیرانی سے اسکے قدم نیچے ہی ٹھر گئے۔

جمیل کا

وہ آواز کے تعاقب میں گیا تو ڈائیونگ بیٹھی وہ سر ٹیبل پر رکھے روئے جا رہی تھی۔۔۔

. کیا ہوا ہے کیوں رو رہی ہو؛ زریاب کے سوال پر ایکدم روشانے نے سر اٹھایا۔۔۔

اور زریاب کو دیکھ کر آنسو صاف کر لیے۔ جواب دیے بنا ہی وہاں سے جانے کے لیے اٹھ گئی تھی۔ میں نے تم سے سوال کیا ہے کوئی؛ زریاب نے غصے سے اسکا بازوں

پکڑا۔۔۔

لیکن مجھے نہیں جواب دیتا ہے؛ روشانے نے اپنا بازو کھینچ کر

چھڑایا۔

زریاب کو حیرانگی سی ہوئی اس لڑکی میں کبھی اتنا دم نہیں تھا کہ وہ اسکے آگے بول سکتی.

روشانے مجھے غصہ نہ دلاؤ; زریاب ضبط کرتا ہولایہ میں اسکے علاوہ اور کیا کر سکتی ہوں; وہ اسکا چہرہ دیکھنے لگی۔ آپکا قیمتی وقت ضائع ہو رہا ہے زریاب; وہ وہاں سے پھر جانے

کس بات کا اٹیٹیوڈ دیکھا رہی ہو تم مجھے پہلی بار سنایا کیا میں نے تھیں جو تم نے ایک ادھم اٹھالیا۔

زریاب نے پھر سے اسکا بازو پکڑا۔

نہیں آپ نے مجھے ذلیل کرنے کا سرٹیفیکیٹ لے لیا تھا دو سال پہلے اسے مجھے لیکن مجھے یہ علم نہیں تھا کہ اپنے مزاج کے برعکس نہیں چل سکتے ذرا سی اونچ نیچ مجھے طلاق تک پہنچا سکتی ہے۔ وہ بولی تو آنکھیں بھیگ گئیں

میں اس وقت غصے میں تھا اس بات کی کوئی اہمیت نہیں ہے;. زریاب نے کہا جبکہ روشانے کو بہت تکلیف ہوئی تھی وہ الفاظ جو وہ اپنے منہ سے نکال کر اسکی اہمیت کو خود نہیں سمجھ رہا تھا کیسے لاپرواہی سے بول گیا تھا۔۔۔۔

میرے نزدیک بھی اس نکاح کی کوئی اہمیت نہیں ہے اگر میں آپکے لیے

ناقابل برداشت ہوں تو آپ اپنی طلاق کی خواہش شوق سے

پوری گرین وہ پھر سے اپنا بازو چھڑاتی بولی جبکہ زریاب۔ حیران تھا وہ کیسے

بول رہی تھی اس سے۔

یکو اس بند کرو اپنی ؛ اسکے بازو کو دوبارہ جکڑ کر اپنی گرفت میں قید کرتا وہ

بولا۔۔۔

بلکل بند ؛ وہ آنکھیں نکال کر اسکی جان نکال لینا چاہتا تھا روشانے کے گالوں

پر آنسو بہ گیرنے لگے۔۔۔۔

ہو۔۔۔

نہ میں تمھیں طلاق دوں گا نہ مجھ سے الگ تم ہو سکتی ہو. میں نے اس دن غصے

میں وہ سب کہا تھا جس کا تم اتنا رویہ مجھے دے رہی ہو تمھارے پاس دماغ

سے بھی جو مائینڈ کرے گا

آپ مجھے ذلیل کرنے کے علاوہ کچھ نہیں کرتے ;روشانے کو شدید

رونا آیا تھا۔

جتنی تمھاری عقل ہے میں تمھیں اسی معیار پر رکھتا ہوں مجھے آئندہ اپنا یہ

رویہ مت دیکھانا بہتر ہو گا تمھارے لیے۔کہتے ساتھ ہی مجھکے سے اپنے اسے

چھوڑا اور مڑ گیا روشانے اسکی پشت دیکھنے لگی۔

کیا وہ کوئی وجود نہیں رکھتی تھی کیا وہ انسان نہیں تھی کیا واقعی وہ اتنی کم عقل

اور پڑھ مغز تھی۔۔۔

لے مر وہ اس بات مجھے رو رہی تھی کچھ حیدر کی طبعیت پانے چلے گئے تھے

اسے چھوڑ کر اور اب تکلیف میں آنسو گالوں پر

رہے تھے صرف یہ سوچ کر کے اسکا وجود بتایا بھی تو یہ کہ کچھ نہیں تھی وہ نہ

اسکی حیثیت کو وہ کھجتا تھا نہ اسے کوئی اہمیت دیتا تھا بس جب جیسے بھی اسکا

دل کرے روشانے کو اسی طرح ڈھلنا

وہ لڑکی اپنے کمرے میں چلی گئی اس دن کے بعد سے عائشہ سے کوئی بات نہیں ہوئی تھی ایسا نہیں تھا وہ نہیں کر رہی تھی روشانے کو خود ہی موقع نہیں ملا تھا۔۔۔

وہ اپنا چہرہ چھپائے پھر سے رونے لگی تھی اسی اثناء میں گھر میں صارم بھی داخل ہو گیا تھا اور وہی رونے کی آواز سن کر وہ روشانے کے کمرے میں آ گیا

اور

تمھیں کیا ہو گیا گڑیا؟۔

وہ حیرانگی اور پریشانی سے بولا روشانے نے سر اٹھایا اور اپنے آنسو صاف کیے۔

اول بات چھپا کر وہ پچھلی بات پر چلی گئی۔۔۔

سب چلے گئے حیدر بھیا کی طبعیت پوچھنے اور مجھے گھر چھوڑ گئے;۔وہ روتے

ہوئے بولی جبکہ صارم بننے لگا آپ ہنس رہے ہیں;۔

تواور کیا کروں ہنسو نہ تو بچوں کی طرح رو رہی ہو میں تو پریشان ہو گیا تھا;وہ

اسکے سر پر ہاتھ مارتا بولا جبکہ یہ منظر زریاب نے دیکھ

لیا۔

روشانے ہلکا سا مسکرادی۔

چلو اٹھو میں چھوڑ آتا ہوں۔ایسے نہیں روتے۔۔

وہ پیار سے بولا روشانے کو گھر کا ہر فرد بچوں کیطرح ہی ٹریٹ کرتا تھا سوائے

اس شخص کے جو دروازے میں کھڑا یہ سب دیکھ رہا

تھا۔۔۔

اچانک صارم کی نظر خود زریاب پر گئی

ارے زریاب گھر پر تھا تو تم اسکو کہہ دیتی: صارم بولا زریاب سنجیدگی سے اندر داخل ہوا۔۔۔

صارم

بے حد سرد لہجے میں اپنے صارم کو پکارہ جو اسے ہی دیکھ رہا تھا روشانے کو زریاب کا انداز کچھ ٹھیک نہیں لگا وہ اپنی جگہ سے اٹھی۔اور اچانک زریاب نے اسکا گریبان جکڑ لیا روشانے کی چیخ نکلی آئندہ روشانے کے آس پاس بھی دیکھائی مت دینا وہ روتی ہے یہ ہنستی ہے تمھیں پریشان ہونے کی ضرورت نہیں اسے کا بننا رونا دیکھنے کے لیے میں زندہ ہوں ابھی: بھڑکتا ہوا کہتا وہ اسے دھکیل

گیا۔۔۔صارم نے کبھی روشانے کے بارے میں اس نظریے سے نہیں

سوچا

تھا جبکہ لائبہ کو وہ پسند کرتا تھا۔

روشانے کے سامنے شرمندگی کی ہوئی تھی اسے۔۔۔زریاب کو ایک نگاہ

دیکھ کر وہ خاموشی سے وہاں سے چلا گیا پاگل ہیں آپ ;روشانے جو نک

نظروں سے اسے دیکھنے لگی۔وہ۔۔وہ بھائی ہیں میرے اور آپ ان سے یہ کیا

بات کر رہے

تھے۔

مجھے

تمھارے شہری کے علاوہ کوئی بھائی نہیں ہے ;نے غم روگنے لیے تھیں وہ

شخص ملا جس سے نفرت ہے ؟اپنی نفرتیں اپنے پاس رکھیں زریاب بہت ہو

گئی ہے میں کم عقل میرے پاس دماغ نہیں میں پڑھ مغز میں اسکے معیار کی

نہیں یہ میرے اندر جتنے بھی عیب نکال میں مگر اچھائی اور برائی میں فرق خود جانتی ہوں میں اور اگر آپکی طرح پڑھ لکھ جانے سے میرا دماغ بھی مہر انسان کو شک کی نظر سے دیکھے تو مجھے نہیں پڑھنا اور:. زریاب کچھ بولتا کہ وہ بھیگی نظروں سے اسے خود ہی نوک گئی۔ آپ میرے شوہر نہیں ہیں ابھی ابھی میں اپنے باپ کے گھر میں ہوں تو جس سے چاہے بات کرو بولوں یہ جو مرضی کروں مجھے: حکمرانی کرنا بند کریں: وہ چلائی زریاب رنگ رہ گیا جبکہ وہ بھاگ کر باتھروم میں بند ہو گئی

دوسری طرف زریاب خاموش کھڑا رہ گیا۔

سر روم نمبر 805 کا پیشنٹ میڈیسن نہیں لے رہا نہیں ہی وہ کچھ کھانے پر آمادہ ہیں انکی طبعیت کسی بھی وقت ڈاؤن ہو جائے گی ؛. نرس نے اکر ڈاکٹر کامران کو اطلاع دی تو انھوں نے پیشانی پر بل ڈالے اور اپنی جگہ سے اٹھے

لائبہ جو وہیں بیٹھی تھی اسے رات والی حیدر کی بات یاد آئی۔اور وہ۔۔ حیران ہی ہو گئی وہ ضد کا اتنا پکا تھا وہ دونوں ہی اسکے روم کی جانب چل دیے۔

جبکہ ڈاکٹر کامران پہلے ہی غصے میں تھے۔وہ روم کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئے اور وہاں اتنے سارے لوگ کو دیکھ کر پیشانی پر اور بھی بل پے گئے۔

پلیز کچھ دیر کے لیے پیشنٹ کا روم خالی کر دیں۔لائبہ آہستگی سے بولی۔۔

جبکہ سالار نے سب کو وہاں سے جانے کا

کیا۔۔سالار صاحب کافی سمجھدار انسان میں آپ یہ ہاسپیٹل ہے پلیز احساس کریں وہ ناگواری سے بولے اصولوں کے اتنے ہی پابند تھے سالار خاموش رہ

گیا پہلے ہی وہ خود حیدر کی وجہ سے تھکا ہوا تھا اگر کچھ یوں تو یقیناً اس ڈاکٹر کو سنا دیتا۔۔۔

میڈیسن کیوں نہیں لے رہے تم؛ ڈاکٹر کامران سنجیدگی سے بولے۔اپنی ڈاکٹر سے پوچھیں ان سے ایک چیز مانگی تھی اب تک نہیں ملی مجھے؛ وہ تب سے لائبہ کو ہی گھور رہا تھا۔

سالار صاحب کافی سمجھدار انسان ہیں آپ یہ ہاسپیٹل ہے پلیز احساس کریں؛ وہ ناگواری سے بولے اصولوں کے اتنے ہی پابند تھے سالار خاموش رہ گیا پہلے ہی وہ خود حیدر کی وجہ سے تھکا ہوا تھا اگر کچھ ہونا تو یقیناً اس ڈاکٹر کو سنا دیتا۔۔۔

میڈیسن کیوں نہیں لے رہے تم؛ ڈاکٹر کامران سنجیدگی سے بولے۔اپنی ڈاکٹر سے پوچھیں ان سے ایک چیز مانگی تھی اب تک نہیں ملی مجھ؛ وہ تب سے لائبہ کو ہی گھور رہا تھا۔

ڈاکٹر کامران سمیت سالار نے بھی لائبہ کی جانب مڑ کر دیکھا وہ اسکا چہرہ پھیکا پڑ گیا اب کیا جواب دیتی کہ وہ کیا مانگ رہا تھا۔ کچھ بولیں کی آپ اب ;ڈاکٹر کامران غصے سے بولے۔ریں۔۔ سوری ہم بھول گئے۔

وہ ڈاکٹر کامران کے سامنے سارا الزام خود پر لیتی بولی۔۔۔ حیدر کو البتہ اچھا نہیں لگا لائبہ کا اسطرح سے وہ سیدھا ہوا سالار نے اسکی بے چینی دیکھی تھی

ڈاکٹر آپ لاپرواہی برت رہی ہیں ;وہ بھڑکے۔۔ مریم۔وہ پھر سے کچھ کہہ نہ سکی

کچھ بولیں گی آپ اب ;ڈاکٹر کامران غصے سے بولے۔; سر کی۔۔ سوری ہم بھول گئے ;۔

وہ ڈاکٹر کامران کے سامنے سارا الزام خود پر لیتی بولی۔ حیدر کو البتہ اچھا نہیں لگا لائبہ کا اسطرح

وہ سیدھا ہوا سالار نے اسکی بے چینی دیکھی کھی کھانا

ڈاکٹر آپ لاپرواہی برت رہی ہیں؛ وہ بھڑکے۔۔ سرہم؛ وہ پھر سے کچھ کہہ نہ سکی

اگر آپکے پیشنٹ کو کچھ بھی ہوتا ہے ذمہ دار آپ ہوں گی؛ رمیکس اولڈ مین آپ میری ڈاکٹر کو اس طرح نہیں ڈانٹ سکتے یہ میرا اور انکا مسلہ ہے آپ اپنی ٹانگیں کیوں پھنسا رہے ہیں؛ وہ سیدھا ہوتا بول پڑا

حیدر؛ سالار نے ٹوکا۔

ایک منٹ ڈیڈ دیکھیے ایس وائے زیڈ۔۔۔۔مجھے نہیں یاد کیا نام ہے آپ کا یہ آپکا مسلہ نہیں تو میری ڈاکٹر کو کوڈاٹنا بند کرو۔۔اور آئندہ ڈالنے کی کوشش بھی مت کرنا وکیلوں سے پنگا ڈاکٹروں کو ویسے بھی مہنگا ہی پڑتا ہے؛ وہ آنکھوں میں آنکھیں ڈالے بولا۔۔۔

بکہ ڈاکٹر کامران نے لائبہ کھلی جانب دیکھا؟ دیکھا جو خود بے حد شرمندہ ڈاکٹر کامران ہیں برداشت کر کے نکل گئے جبکہ لائبہ انکے پیچھے

بھاگی

سوری سر پلیز ہم انکی طرف سے معافی چاہتے ہیں ;لائبہ بولی جبکہ ڈاکٹر کامران بے ساختہ نہیں دیے۔

لائبہ کو غش کھا گئی کیا وہ بنتے بھی تھے مجھے اپنی جوانی یاد آگئی اسے دیکھ کر خیر میں اپنی بے عزتی روز برداشت نہیں کروں گا اپنے پیشنٹ کو سمجھاؤ تمیز.

ے رہے۔

اگلے ہی لے بھڑکتے ہوئے وہ بولے تو لائبہ جلدی سے سر ہلا گئی جبکہ دوسری طرف سالار نے حیدر کیطرف دیکھا۔ جس کی پیشانی پر غصہ تھا۔

۔کیا مانگا تھا تم نے اپنی ڈاکٹر سے ;وہ اپنی بات زور دیتا بولا. سیگریٹ ;وہ سکون سے مسکرایا

حیدر۔

سالار کو لائبہ پر اب ترس آنے لگا۔

ڈیڈ ٹیک ایٹ ایزی۔۔۔۔پلیز میں بہت بور ہو چکا ہوں۔۔پور تم نے ہاسپیٹل کی ناک میں دم دے دیا ہے ہر نرس کے منہ پر یہ ہی بات ہے کہ روم نمبر 805 دوائی نہیں لے رہا۔۔۔۔وہ بے چاری لڑکی کیا جواب دے گی؛

زید آپکو اچھی نہیں ملتی وہ؛ حیدر ایند جوش سے بولا سالار مسکرا دیا۔۔۔۔

پیاری ہے؛۔

میں بھی یہ ہی کہہ رہا ہوں لیکن زریاب۔۔۔۔۔وہ رک گیا کیا زریاب؛

سالار نے غور سے اسکے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھے لائبہ لائبہ لائبہ پیچھے پڑا ہوا ہے میرے۔؛ وہ ذرا غصے سے بولا سالار لب دیا گیا۔

تمھیں یاد ہے لائبہ؛ سالار نے سوال کیا۔۔۔

کیوں میری یاداشت چلی گئی ہے جو مجھے یاد نہیں ہو گی سب یاد ہے مجھے; حیدر سر جھٹک کر بولا۔اچھا تو بتاؤ۔

سالار چیر پھینچ کر بیٹھ گیا۔۔۔

ڈیڈ میرا موڈ نہیں۔۔۔موڈ خراب کرنے کا یار; حیدر زتیج ہوا حیدر تم جانتے ہو نہ تمھارے لیے صرف لائبہ ہی ہے; کیوں; وہ بھڑکا

کس لیے۔بچہ نہیں ہوں میں نہ ہی مجھ سے زبردستی کرے گا آپ۔۔منہ اٹھا کر کوئی بھی لائپر میں اپنی زندگی میں شامل نہیں

وہ تمھاری زندگی میں شامل ہے;۔

حیدر کی مٹھیاں بھینچنے لگیں سالار ایکدم ہوش نہیں آیا وہ کس بات پر فورس کر رہا تھا اسے. کون میری زندگی میں شامل ہے ذرا کھل کر بتائیں; بے حد غصے سے وہ ایک ایک لفظ چبا تا بولا تھا۔کوئی نہیں ریلکس ہو جاؤ۔;

نہیں جواب دیں اب اپنے اچانک گلاس پھینک کر مار اپ جس کو چاہے میری
زندگی میں شامل کر دیں گے اور جب یں گے نکال دیں گے سوال ہی پیدا
نہیں ہوتا کیتلی نہیں ہوں، اور ایک بات یاد رکھیے گا ڈیڈ میں لائبہ سے نفرت
کرتا ہوں کیونکہ میری زندگی کی بنیاد اسپر رکھی گئی تھی
اپنے رشتوں سے اسکی وجہ سے دور میں اپنے دادا کو آخری
نہ میں دیکھ
نہیں
سکا کیونکہ
کیالت. ہے یہ چار دن کی آ
چاہتا تھا میں واپس آؤ بھلا دے گی۔
سرخ ہوتی نظروں سے دروازہ کھول کر خفی سے سالار کو دیکھتی لائبہ اندر
داخل ہوئی اور ایکدم اسکی جانب بڑھی وہ جو اپنے بالوں کو جکڑے ہوئے تھا۔

ایکدم اسے اپنے سامنے دیکھے دیکھتارہ گیااپکو آپکی سیگریٹ مل جائے گی لیکن پہلے اپکو کچھ کھاناہو گا۔۔۔دوائی لینی ہو گی اسکے بعد;

وہ آہستگی سے بولی گردن جھکی ہوئی تھی۔میرے سر میں درد ہو رہا ہے;حیدر نے اسکی جانب دیکھا۔دوائی نہیں لیں گے تو یہ ہی ہو گا;۔

لائیہ نے کہا جبکہ سالار باہر نکل گیا۔

حیدر نے باپ پ کو جاتے ہوئے دیکھااور نگیوں کے سہارے بیٹھ گیا۔سر میں درد تو تھا لیکن اب وہ ٹھیک تھالائبہ نے اسکا کھانا نرس سے منگالیا تھا اسکے آگے رکھا۔۔۔کھائیں۔

آپکی وجو-و

تم بھی جوائن کرو مجھے;وہ ضدی لہجے میں بولا۔جبکہ لائبہ نے گھیرہ سانس بھرا۔۔۔ہم کھانا کھا چکے ہیں;۔ٹھیک ہے پھر لے سکون سے بولا۔ہمیں

ڈانٹ پڑی ہے اب آپ نکھرے مت دکھائیں ڈاکٹر ہیں ہم کوئی: وہ رک گئی ہاں کوئی: وہ مسکرایا کچھ نہیں۔۔

میری بیوی نہیں ہو جو میرے نکھرے دیکھو گی رائیٹ: وہ ہنسا۔ ہم نے ایسا کچھ نہیں کہا۔۔۔لائبہ بولی جبکہ حیدر کھانا کھانے لگا۔آپ کھانا کھالیں ہم دوائی بھیجوادیں گے: وہ جانے لگی اگر تم یہاں سے گئی تو یہ ترے دیوار میں پڑے گی جاک: وہ سہولت سے مسکراتا ہوا بولا۔

پاگل ہیں آپ: وہ بھڑکی کتنی بار پوچھو گی:

لانہ حصے سے سٹول پر بیٹھ کی جبکہ حیدر اسکی جانب دیکھتا رہا اور سکون سے کھاتا رہا۔۔۔

سرخ آچل قسط20

غصہ کیوں تھے آپ؛اپنے آہستگی سے سوال کیا۔وہ توڈیڈ پر اجاتا ہے؛وہ بولا اور کھاتا رہا۔اپنے والد پر اس طرح بھڑ کنا اچھا نہیں لائبہ نرمی سے بولی۔تو اور کیا کرو ایک ہی بات کے پیچھے پڑیں ہیں؛وہ سر جھٹک کر

پولا۔

لائبہ چپ رہی ادھر ادھر دیکھنے لگی۔۔حیدر نے سر اٹھایا۔

تو وہ تمھارا فیانسی دوبارہ دیکھائی نہیں دیا۔۔۔وہ میرے فیانسی نہیں ہیں اور کس طرح بتاؤ آپکو وہ ذرا غصے ہے بولی۔

یہ تو اچھی بات ہے وہ شاپر تمھارا فیانس نہیں اور اگر ہوتا بھی تو میں تمھاری منگنی ٹڑوادیتا۔۔۔

کیوں لائبہ نے سوال کیا وہ پر سوچ ہوا۔۔اپنی جگہ سے اٹھا اور اسکے سامنے اگیا ۔کیونکہ مجھے تم اچھی لگتی ہو۔کھیری نظروں سے اسے دیکھنے لگا لائبہ کا دل حلق میں ہی اگیا۔۔۔

تمھاری یہ آنکھیں یقین نہیں کرو گی یہ آنکھیں میری یاداشت میں ہیں مجھے ایسا لگتا ہے ان آنکھوں کو میں نے اکثر دیکھا ہے پھر یاد آیا میرے خواب میں ایک لڑکی کا بسیرا تھا اور وہ لڑکی اور اسکی آنکھیں بلکل تمھاری جیسی تھیں اور جب سے تمھیں دیکھا ہے دوبارہ وہ خواب نہیں آیا سونے کا دل نہیں کرتا آنکھیں دروازے پر گلی رہتی ہیں ایا نہیں میں یہ سب باتیں پہلی بار کسی لڑکی سے۔ھ کہہ رہا ہوں۔۔لیکن دل سے شاید کسی کے لیے پہلی بار نکل رہی ہیں۔;

وہ نرمی سے اسکا ہاتھ تھام گیا لائبہ کی آنکھوں میں ہلکی ہلکی نمی پستی آنکھوں میں ملکی بلکی نھی تیرنے لگی۔۔۔

ہم۔۔۔ہمارا نکاح ہوا ہوا ہے مسٹر حیدر اور۔۔۔۔ہم اپنے شوہر سے بے حد۔۔۔بے شمار۔۔اور شاید اس سے بھی نہیں۔زیادہ محبت کرتے ہیں اور کسی بھی انسان کے لیے انھیں کبھی تنہا نہیں چھوڑیں گے ؛۔

کیونکہ ہم نے سانسیں انکے نام سے لی ہیں۔

کے ساتھ کو سوچا ہے انھیں بن دیکھے چاہا ہے

اور دیکھنے کے بعد

عشق کیا ہے۔۔

۔۔

اتنی سختی محبت میں کسی اور کے آجانے سے فرق نہیں پڑے گا ؛.نہ کوئی تیسرا ۔ہمارے درمیاں اسکتا ہے ؛وہ بولتی گی۔حیدر مرتضی اپنی جگہ تم ہی گیا جبکہ لائبہ اپنی جگہ سے اٹھی۔اپنا خیال رکھیے گا آپکی صحت بہت سارے لوگوں کے لیے ضروری ہے ؛وہ کہہ کر باہر نکل گئی جبکہ حیدر کو لگا اسکے سر پر کوئی

ہتھوڑے مار رہا ہو بے ساختہ ناک گیلی سی ہونے لگی۔اور اپنے چکراتے سر سے پہلی بار اپنی ناک سے بہتا خون دیکھا تھا

-

کچھ گڑ بڑ ہے کچھ ہے گڑ بڑ مجھے یقین ہے سالا رد بار ہا ہے اس گڑ بڑ کو۔۔۔۔ حیدر کو میں یاد نہیں ایسا نہی ہو سکتا اس جیسے کا یاں وکیل کو تو۔۔یقین ہو جانا چاہیے کہ اسکا ایکسیڈینٹ میں نے کرایا ہے اور یہاں اسے یہ جبھی نہیں پتہ کے.

میں ہوں کون:.

کہیں سر اسکی یاداشت تو نہیں چلی گئی۔

ملازم نے کہا مجھے بھی پہلے ایسا ہی لگا لیکن وہ اپنے گھر والوں کو اور سب کو پہچان رہا ہے پھر مجھے ہی نہ پہچانے کی کیا وجہ ہو سکتی ہے

ہے۔۔۔

کہیں اسکی چال تو نہیں ؛ اسکا بیٹا کمرے میں داخل ہوا وہ پیر سٹرہ پر مسٹر ہے بابا یہ مت بھولیے گا وہ بھی بے حد مشہور جس کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ پھانسی کے آرڈرز ملنے کے بعد بچاتا ہے۔۔۔اسکا مقصد پیسا ہے وہ نہایت چالاک آدمی ہے۔۔۔۔وہ بولا جبکہ اسکے باپ نے سر ہلایا لیکن پھر بھی مجھے یقین ہے کچھ

ملہ ہے۔۔۔۔

پتا لگواہ۔۔اسکی جانب سے گاہیں بند نہیں کی جاسکتی۔ سالار - جانے کہ دیا لیکن حیدر ایسا شخص نہیں جو اپنے باپ کے کہنے کا

چلے۔۔۔

مجھے اسکی رپورٹس چاہیے ؛وہ ملازم سے بولا جبکہ ملازم نے سر

بابا کوئی کمزوری اسکی ہمارے ہاتھ لگتی چاہیے اسکے بعد حیدر مرتضی کو نچانہ دیا

تو نام بدل دینا۔۔

جاسے بچانے کے لیے تمھارا باپ کافی ہے تم اپنی مشکلی ہے۔دھیان میکنی

پر وحیان دووہ مسکرائے تو وہ بھی مسکرادیا۔

ہیلو نور بات سنیں میری ؛۔ایان کی پکار کسی اور جو گینگ کلاسز کے لیے جارہی

تھی رک گئی۔

عارض گھر پر ہی تھا وہ گربڑائی تھی تھوڑا۔۔۔میں چھوڑ دیتا ہوں ؛.

نہیں ایان بابا رہے ہیں وہ چھوڑ دیں گے ؛۔وہ سہولت سے بولی خوامخواہ انکل

کو زحمت دی تم نے ؛بڑی ہے وہ تم سے آپی کہا کرو ؛

عارض کی سخت آواز پر وہ پلٹ کر اسکی جانب دیکھنے لگا ایان نے اپنی جنسی ضبط

کی۔۔۔

مامیوں ضروری تو نہیں ہر بڑا آپکا بہن بھائی ہو۔

ہو۔۔۔

لیکن نور تمھاری بہن ہی ہے; نور کو اندر بیٹھنے کا کہہ کر وہ وہاں سے خود بھی گاڑی میں بیٹھ گیا جبکہ ایان خاموشی سے انکی جاتی ہوئی گاڑی کو دیکھنے لگا۔۔۔

نور خفیف کی ہو گئی۔

۔۔

بیٹے میں چاہتا ہوں اب تمھاری شادی ہو جائے; عارض کی بات پر نور نے سر ہلا دیا۔ کسی کو پسند کرتی ہو۔

اپنے سوال کیا

نہیں بابا جس کو آپ چاہیں;

نہیں نا ہمیشہ تمھاری پسند کو اہمیت دی ہے

ہے

اپنے سٹینڈرڈ کا

لڑکا۔۔ تمھیں ملے یہ ہی خواہش کی ھے۔۔۔۔

صارم مجھے پسند ہے تمھارا ہم عمر ہے اور بہترین لڑکا ہے۔عارض بولا تو نور نے ایکدم سر اٹھایا اسے فارم میں دلچسپی نہیں تھی۔۔ تمھیں کوئی اعتراض ہے؟عارض نے سوال کیا۔

نہیں; وہ بھیکا سا جنسی۔۔۔ پھر تو کوئی مسلہ ہی نہیں میں بلاتا ہوں اسکی فیکلی وہ منہا کے ساتھ ہی تمھاری رخصتی کی بات بھی چھیڑتے ہیں۔

اتنی جلدی بابا.

بیٹا آپ بڑی ہو گئی ہو آپکی شادی سب سے پہلے ہونی چاہیے تھی۔

وہ بولا تو نور خاموش ہو گئی۔

جبکہ عارض چھوڑ کر چکا تھا کہ وہ اب صارم کی فیملی کو بلائے گا

جلد از جلد

حیدر کی طبعیت کافی خراب ہو چکی تھی لائبہ مسلسل رو رہی تھی آخر اپنے یہ بکواس کیوں کی وہ خوش تھا وہ اسے خوش رہنے دے سکتی۔ تھی وہ کسی سے بات نہیں کر رہا تھا ہر کسی سے جھگڑ رہا

تھا

سالار زریاب زیمل یہاں تک کے کسی کو بھی کمرے میں داخل نہیں ہونے دے رہا تھا۔

ایان۔۔نور منہاسب کے کوشش کی تھی لیکن جب کوئی کمرے میں داخل ہوتاوہ چیزیں اٹھااٹھاکر پھینکناشروع کردیتاتبھی ڈاکٹرکامران نے سب کو منع کردیاتھاجب تک وہ خود نہیں چاہتاکوئی نہیں جائے گااور حقیقت صرف لائیہ جانتی تھی جبکہ وہ خوفزدہ کی چھپ گئی تھی۔گئی۔۔۔۔

روشانے اچھے دنوں پر پہنچے تھے ککرتے اپنے آئی تھی سب

کیاہواہے بابا؛روشانے نے زین کی جانب دیکھاکچھ نہیں بیٹے نس بھائی کی طبعیت نہیں ٹھیک دعاکروآپ؛۔

زین پریشانی سے بولاسالارکابس نہیں چل رہاتھا۔کمال کے جاکراتنے ٹکڑے کرے اسکے بیٹے کوکہاں پہنچادیاتھا

ایک ایک بندہ متفکر تھا۔

وہ اندر ہیں۔روشانے نے پوچھا

آئی تھی

روشانے اتنے دنوں میں پہلی بار اسکی طبعیت پوچھنے آئی تھی سب بار بیٹھے تھے متفکر تھے۔

کیا ہوا ہے بابا؛ روشانے نے زین کی جانب دیکھا کچھ نہیں بیٹے نس بھائی کی طبعیت نہیں ٹھیک دعا کرو آپ؛۔

زین پریشانی سے بولا سالار کا بس نہیں چل رہا تھا۔ کمال کے جا کر اتنے ٹکڑے کرے اسکے بیٹے کو کہاں پہنچا دیا تھا

انے۔۔۔۔

ایک ایک بندہ متفکر تھا۔ وہ اندر ہیں؛ روشانے نے پوچھا ہم؛۔

میں جاؤں؛ وہ پوچھنے لگی

نہیں اپنے کسی سے نہیں ملتا۔۔۔

ایسے کیسے نہیں ملنا میں بتاتی ہوں ایک تو اتنے دنوں بعد آئی ہوں اوپر سے اتنا انیٹیوڈ میرے سامنے نہیں چلے گا وہ بھڑکتی ہوئی اٹھی۔اور کوئی روکتا کہ غٹاپ سے اندر گھس گئی۔۔۔

زریاب پریشانی سے اٹھا حیدر غصے سے بھرا بیٹا تھا اسے نقصان نہ

پہنچادے اسلام علیکم حیدر بھیو

اپنے روشانے کی جانب دیکھا اور جیسے تناؤ میں اپنے آپ کمی ہوئی تھی وہ نہیں جانتا تھا کیسے مگر ہو گئی تھی۔

اتنے دنوں بعد یاد آہی گئی تھیں ؛۔

وہ جنگی سے بولا۔۔۔لو بھلا پہلے دن ہی میں تو اڑ کر اجاتی مگر کسی نے آنے نہیں دیا۔وہ منہ بنا گئی۔۔

ایک نمبر کے گدھے ہیں سارے کے سارے ؛۔وہ تپ کر بولا۔

ٹھیک کہہ رہے ہیں وہ تو خود غصے میں تھی حمایت کرتی بولی۔اس میں تمھارا شوہر بھی شامل ہے۔۔۔

وہ تو سب سے بڑے ہیں بس بتایئے گا مت کہ میں نے کہا ہے؛ وہ جنسی جبکہ حیدر مسکرادیا۔

چلا کو ہلی۔۔۔ لڑائی کی ہے تم نے اس سے؛۔

اسکا ذہن دوسری طرف متوجہ ہو گیا تھا تبھی سکون سے روشانے کی باتیں سننے لگا۔

لڑائی نہیں تو۔۔ میں تو نہیں لڑتی کسی سے آپکے بھائی میں خود سے اتنا گھمنڈ ہے وہ سمجھتے ہیں عقل قل ہیں؛ وہ سر جھٹک گئی۔

حیدر سنجیدہ سا ہوا۔۔۔

میں کان کھینچوں گا اس کے وہ تمھیں تنگ کرتا ہے؛ وہ بولا تو روشانے دل پر ہاتھ رکھ گئی۔۔۔

ایک آپ ہی میرے اصل بھائی ہیں بس کریک ہے اپنے بھائی کی ایک رگ ذرا بس وہ ٹھیک کر دیں۔;

ہاں یہ تو مجھے کبھی پتہ ہے بلکل ڈیڈ پر گیا ہے صبتی بڑھی رو;۔وہ بولا تو روشانے ایسے ہی نہیں کہتی تھی حیدر اسکا فیورٹ ہے کیونکہ حیدر کے پاس سیم وہی باتیں تھیں جو روشانے کے پاس تھیں

شکر ہے کوئی تو سمجھتا ہے ظلم دیکھیں مجھ پر جھٹکنے لگی۔ہاہا; حیدر اسکے کیوٹ کیوٹ منہ بنانے پر ہنسا۔ویسے ایک بات تو بتائیں کس بات پر خفا ہیں جو سب کو لائن میں بیٹا دیا ہے اور دی گریٹ سالار مرتضی کو نبھی;۔روشانے ہنستی ہوئی بولی۔

ڈیڈ باہر ہیں۔

حیدر نے سوال کیا

لو پھلا پورا خاندان باہر بیٹھا ہے

اور الٹا ڈر رہے ہیں کہ وہ لوگ اندر آئے تو آپ انکے سر پر کچھ مار کر سر پھوڑ دیں گے ; وہ ہستی ہوئی بولی حیدر بھی ہنس دیا میں پاگل ہوں میں کیوں کروں گا ایسا ;۔ وہ شانے آچکا دیا۔۔۔ کس بات پر غصہ تھا ویسے آپکو ;

روشانے بولی تبھی لائبہ بھی کمرے میں داخل ہوئی۔

آپ نے پھر میڈیسن نہیں لیں ; لائبہ تھک گئی اس سے . میرا تم سے کوئی مطلب نہیں مجھے ڈاکٹر چینج کرنا ہے اپنا ; تڑخ کر بولا۔

لائبہ لب دبا گئی۔۔۔ لیکن یہ تو بہت پیاری ڈاکٹر ہے حیدر بھائی ; . روشانے نے جلدی سے حمایت کی۔

اتنی ہی سنگ دل بے رحم اور ; وہ رک گیا۔ میں واقعی آپ سنگ دل ہو بے رحم ہو ; روشانے نے آنکھ دبائی لائبہ نے ہلکا سا گھورا۔

اگر آپ سب کی باتیں ختم ہو گئی ہوں تو ہم کام کرنے آئے ہیں نہیں لیں گے تو بیمار رہیں گے مسٹر حیدر آپ ہمیں

دوائی

رہے ہیں اب۔۔۔وہ بولی جبکہ حیدر نے سر جھٹکا ڈاکٹر چینج ہو گی تو دوائی بھی لے لوں گا اور ٹھیک ہو کر یہاں دفع بھی ہو جاؤ گا زیادہ میری فکر میں اپنی جان ہلکان کرنے کی ضرورت نہیں ہے; وہ بولا۔

روشانے جنسی روک رہی تھی۔لائیہ نے کھیرہ سانس بھرا۔

آپکو کیا شکایت ہے مجھ سے;۔

وہ بلا کر پوچھنے گئی وہ بار بار دوائی روکتا تو ٹھیک نہیں تھا کل بھی اسکی ناک سے خون نکلنے لگ گیا تھا ایک حیدر اس سے سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا۔

سر سے پاؤں تک کسی اور کی ہو اور شکایتیں مجھ سے پوچھ رہی ہو

وہ گھور کر بولا۔۔۔بھڑک الگ گیا تھا جبکہ روشانے کو بھی اگنور کر گیا۔

پہ کس نے کہا یہ تو آپکی ہی ہیں۔روشانے نے معاملہ سلجھایا لائبہ

کرتے

حیدر بھی چونک کر اسے دیکھنے لگا۔

میرا مطلب یہ ہے میں سمجھ گئی ہوں آپ ڈاکٹر صحابہ کو پسند تو اس میں مسلہ

کیا غصے والی بھی بات نہیں ہم ڈاکٹر کو وکیل کے لیے پسند کر لیتے ہیں تبہ ہو گیا

وہ مزے سے بولی ہاں اتنا ہی آسان ہے نکاح شدہ ہیں محترمہ؛ وہ سینے پر ہاتھ

باندھ کر بیٹھ گیا جبکہ لائبہ کو لگ رہا تھا وہ جلد ہی پاگل ہو جائے گی۔

روشانے نے اور کے شیپ میں لبوں کو گول کیا

ہو گئی بات آپکی وقت ضائع ہو رہا ہے پلیز دوائی لیں؛ اپنے دوائی نکال کر اسکی

ہتھیلی پر رکھ دی۔

حیدر نے اسکے ہاتھوں کا لمس پھر سے اسی طرح الجھ کر محسوس کیا لائبہ نے فوراہاتھ کھینچ لیے۔پی لی؛وہ بولی.

منہ نہ ہوتا تو مجھے سے یہ کام کوئی نہیں کرا سکتا تھا لیکن

ڈاکٹرنی صاحبہ یہ بات یاد رکھے مجھے اپنا ڈاکٹر بدلنا ہے جو کنواری ہو وہ ہی ڈاکٹرنی.

حاسے

مجھے۔۔

روشانے کا ہنس ہنس کر برا حال ہو گیا حیدر بھی بے ساختہ اپنی فرمائش پر بننے لگا جبکہ لائبہ نفی میں سر ہلاتی اسے دوائی پلا کر پر سکون ہو چکی تھی۔۔۔

اب بھاگ جائیں گی یہ محترمہ دو کام کرنے آتی ہیں مجھے ڈارنے اور دوائی پلانے؛وہ چیڑ کر بولا۔

بھئی آپ سامنے بیٹھ جائیں میرے بھائی کو اچھا نہیں لگ رہا;۔آپ کے بھائی پاگل ہیں لائبہ سکون سے بولی۔یہ بات کوئی اور کہتا تو ایسا کیس ٹھوکتا اسپر یاد رکھتا وہ لیکن کیا کر سکتے ہیں دل آئے گدھی پر پری کیا چیز ہے۔۔وہ مزے سے بولا جبکہ روشانے کا قہقہہ ابھرا جبکہ لائبہ آنکھیں پیٹا کر اسے دیکھنے لگی۔

بہت ہی بد تمیز اور منہ پھٹ ہیں آپ; وہ بولی جبکہ حیدر شانے آچکا گیا۔۔۔

مجھ سے فری مت ہونا زیادہ میرا دماغ خراب ہو میں اپنی پسند کو بھی نہیں دیکھائی دے رہا ہے ہمیں; لائبہ کہہ کر جانے لگی۔

آپ لڑیں گا مت دوسروں سے آپکو آپکی پسند کا کھانا مل جائے گا آپکو آپکی پسند کا کھانا مل جائے گا؟

کہہ کر نرمی سے وہ باہر نکل گئی جبکہ روشانے نے حیدر کی جانب دیکھا۔۔۔

ادرار راازدرد اور وہ ایکدم بستر پر گیرا۔

میرا دل کیوں آیا اسپر؛ وہ روشانے کو دیکھنے لگا۔ تو آپ کوئی طریقہ ڈھونڈے مجھے بھی میری بھابھی پسند آگئی

ہے؛۔

روشانے نے کہا جبکہ حیدر پر سوچ ہو گیا۔۔

کیا وہ صارم نام کا لڑکا اسکا شوہر ہے۔۔ وہ سوچ میں پڑ گیا جبکہ روشانے کے دیکھا دیکھی اب سب اندر آ گئے تھے کیونکہ لائبہ باہر بتا چکی تھی وہ ٹھیک ہے اب۔۔۔۔

چائے پی لو؛ روشانے ہاسپیٹل کی لابی میں کھڑی ویٹ کر رہی تھی زین کا تبھی زریاب نے اسکی جانب کپ بڑھایا۔۔ میں اس قابل ہوں کہ اپکے ساتھ کچھ کھا پی سکوں۔؛ روشانے نے جلتی انکھوں سے اسے دیکھا

پلیز روشانے مجھے تنگ مت کرو میں سب ٹھیک کرنا چاہتا ہوں بابا

الریڈی بہت پریشان ہیں؛۔

حیدر بھائی آپ سے بہت زیادہ اچھے ہیں اور آپ مجھے بلکل اچھے نہیں لگتے اور آپ؛

وہ غصے سے کہہ کر جانے لگی جبکہ زریاب نے اسکی کلائی تھام لی۔۔

کیا معافی مانگو تب مانو گی وہ بولا جبکہ روشانے حیرانگی سے پلیٹی مانگیں؛ وہ سکون سے بولی جبکہ زریاب کے لیے مشکل ہو گیا آپ نہیں مانگ سکتے۔

وہ طنزیہ مسکرا کر چلی گئی۔ چیلنج نہ کرو مجھے؛۔ کر دیا۔ روشانے اسکی آنکھوں میں دیکھ کر کہتی وہاں سے چلی گئی کیونکہ زین بھی آگے سے اگیا تھا۔

سالار کار ڈرائیو کر رہا تھا زیمل کی سوں سوں کی آواز پر اپنے چیڑ کر اسکی جانب دیکھا تمھارے بیٹے نے لگتی کا تارق نیا دیا ہے مجھے بلکہ سب کو اور تم اب بھی اسکے غم میں رو رہی ہو؛۔

آپ کو تو کوئی مسلہ ہے شروع دن سے میرے بیٹے سے؛ وہ قصہ کرنے لگی۔

ہاں۔۔اپنی اولاد سے ہی مسلہ ہے مجھے بہت اچھے ;۔وہ نفی میں سر ہلانے لگا اب کیا ہو گا سالار کیا وہ کمال ہماری زندگی سے نکل گیا۔۔وہ فکر مندی سے بولی

کبیر بھی اسی بات پر پریشان ہے جو حیدر کو اتنا بڑا نقصان پہنچا سکتا ہے وہ بہت کچھ کر سکتا ہے میں نے پہلے ہی روکا تھا اسے مگر اسکے بھیجے میں کوئی بات نہیں ٹھہرتی بد دماغ گھر آدمی ;۔وہ بھڑکا زیمل اسے گھورنے لگی۔گھورو مت مجھے ;وہ بولا۔

ایار دیں مجھے مجھے واپس آنا ہی نہیں چاہیے تھا اپکے ساتھ آپ بس میرے بیٹے کی برائی کرتے ہیں ;۔

لائبہ کو دیکھا تم نے وہ کس طرح خیال رکھ رہی ہے۔سالار نے بات بدلتے مسکراتے ہوئے کہا۔

ہاں لیکن مجھے دکھ ہوتا ہے سالار حیدر لائبہ سے نفرت کرتا ہے اور صرف ہماری غلطی کی وجہ سے ہم نے واقعی اسپر زیادتی کی ہے

ہے بابا کی وفات پر بھی زیمل مجھے پرانی باتیں نہیں دھرانی ۔۔وہ جیسے اس موضوع پر بات ہی نہیں کرنا چاہتا تھا۔زیمل خاموش ہو گئی۔

کمال والے معاملے میں کچھ سوچنا پڑے گا تم پریشان مت ہو۔حیدر کے ڈسچارج کی بات چیت کی ہے میں نے مگر ابھی لائبہ اور ڈاکٹر کامران نہیں مان رہے کیونکہ اسکی طبعیت خود باخود بگڑ جاتی

-ہے-

-

اور اسے یاد بھی نہیں رہتا کہ اسکی طبعیت خراب ہوئی تھی۔سالار فکر مند تھا مجھے لگتا ہے انھیں لائبہ اور اپنے نکاح کے بارے میں یاد نہیں

ہم ایسا ہی لگ رہا ہے۔

زیمل تکلیف سے پھر سے رونے لگی جبکہ سالار لب بھینچ گیا اس کی زندگی کا ہر دکھ اپنے دور کر دیا تھا لیکن اولاد کو ملنے والے دکھ سے وہ خود باہر نہیں نکلا تھا وہ اسے کیسے آزاد کرتا ہاتھ بڑھا کر اپنے اسے سینے ڈے لگا لیا۔۔۔

ٹھیک ہو جائے گا وہ شیر ہے میرا۔ مجھے یقین ہے وہ جلد ٹھیک ہو گا۔۔

وہ آہستگی سے اسے حوصلہ دینے لگا معملات سنجل نہیں رہے سالار بگڑتے جا رہے ہیں روشانے اور زریاب کے بیچ بھی ان بن میں بہت دنوں سے نوٹ کر رہی ہوں روشانے زریاب سے کئی رہتی ہے۔

زیر باب نے ہی بکواس کی ہو گی یہ دونوں ہی پاگل ہیں ؛ وہ بھڑکا۔

آپکی بہویں کچھ نہیں کر سکتی کیا جو میرے بیٹوں کے پیچھے لگے رہتے ہیں وہ پھر لڑنے لگ گئے تھے۔ سالار بننے لگا۔ اگر تم ان دونوں کی حمایت کرتی اور ایک

روایتی ساس نہ بنتی تو مجھے پہلے روز کی طرح تم پر پیار آتا; وہ بولا جبکہ زیمل کچھ کھسک کر دور ہو گئی۔

سالار البتہ بننے لگا.

نمبر 21

عارض

نے صارم

سے اپنی بات کہہ کے خاموشی اختیار کر لی جبکہ صارم سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگا۔ یعنی اس آدمی کا مقصد اسے یہاں بلانے کا اپنی بیٹی کو اس کے سر پر مسلط کرنا تھا۔ "انکل، میں آپ کی بہت عزت کرتا ہوں اور اسی وجہ سے آپ کے

گھر کے ہوں، لیکن یہ فیصلہ میں خود نہیں کر سکتا۔ موم کو یہ فیصلہ کرنا ہو گا کہ جو بہتر لگے وہی کریں۔" ادھوری بات کہہ کر وہ چپ ہو گیا، گویا اپنی طرف سے اسے ٹال رہا ہو۔

"اچھی بات ہے، میں بھابھی سے بات کرتا ہوں۔ پھر میں نے تمہارے والد سے بھی بات کی تھی وہ کافی خوش ہوئے، مجھے یقین ہے تمہاری والدہ بھی خوش ہوں گی،" وہ مسکرایا۔ j. صارم مسکرا بھی نہ سکا۔ ایسا نہیں تھا کہ نور اس کے قابل نہیں تھی۔ الٹا وہ دونوں ایک دوسرے کے کلاس فیلوز بھی تھے، لیکن اسے نور میں بالکل دلچسپی نہیں تھی۔ وہ ایک نارمل سی لڑکی تھی جس کی کوئی خاص ایکٹیویٹیز نہیں تھیں۔ جو نہ کچھ کرتی تھی۔ ایک نارمل سی لڑکی سے شادی وہ کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اور سب سے اہم بات، وہ ان باتوں کو ایک طرف اٹھا کر رکھ بھی دے، وہ لائبہ کو پسند کرتا تھا اور اب ہر گزرتے

دن کے ساتھ اس کی پسند محبت میں بدلنے لگی تھی۔وہ جانتا تھا کہ وہ کسی اور کے نکاح میں ہے، لیکن یہ جان کر بھی وہ اپنی پسند بدل نہیں پا رہا تھا۔

وہ. عارض کو خاموشی سے دیکھتا رہا، جبکہ. عارض کافی خوش تھا۔"تمہیں کوئی اور تو نہیں پسند؟"عارض کو کچھ یاد آیا تو بولا۔"اس عمر کے لڑکے ویسے بھی کسی اور میں دلچسپی رکھتے ہیں۔"اس کے پوچھنے پر وہ ایک دم سیدھا ہوا۔ کہنا چاہتا تھا"ہاں، پسند ہے، آپ کی بیٹی نہیں، لائبہ"لیکن وہ چپ رہا۔آرس اس کی خاموشی سے کچھ اخذ نہیں کر سکا اور اس کے شانے پر ہاتھ رکھ کر کہنے لگا"مجھے تم بہت پسند ہو۔"وہ مسکرا کر کہہ کر اٹھ گیا،

اس نے سر تھام لیا۔وہ انہیں باضابطہ منع نہیں کر سکتا تھا۔وہ سوچتا تھا کہ ڈیڈ کو کہہ کر وہ ایک قصہ ختم کرا دے گا۔جب اسے نور پسند ہی نہیں تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ وہ شادی کر لے۔وہ عارض کو کچھ کہے بغیر وہاں سے چلا گیا۔

جبکہ دوسری طرف ناشتہ کر رہی تھی۔اریان اس کے پاس ہی آیا تھا۔اس

نے اچانک چونک کر اس کی جانب دیکھا۔ اریان مسکرا رہا تھا۔ وہ اپنے مخصوص موڈ میں تھا۔ بلیک شرٹ اور جینز پہنے ہوئی تھی۔ وہ بلاشبہ بہت ہینڈسم تھا صارم سے بھی زیادہ۔ لیکن کس قدر شرمندگی کی بات تھی کہ خاندان کی سب سے بڑی لڑکی عمر میں سب سے چھوٹے لڑکے سے شادی کر لے۔ وہ ایک دم ذہن جھٹک گئی۔ "کیا مسئلہ ہے تمہارے ساتھ؟" وہ بلاوجہ اس پر غصہ کرنے لگی۔

"کوئی مسئلہ نہیں ہے، میں تو کچھ دینے آیا تھا تمہیں،" اریان نے اپنی پینٹ کی جیب سے چاکلیٹس نکال کر اس کی جانب بڑھا دیں۔ ن نے ان چاکلیٹس کو دیکھا اور کل عارض سے فرمائش کر رہی تھی۔ پھر ذریاب کے پیچھے لگ گئی، مگر ذریاب کے پاس وقت نہیں تھا کیونکہ حیدر کے پاس وہی جاتا تھا۔ تو وہ منہ بنا گئی۔ "مجھے نہیں چاہیے،" نور نے کہا اور دوبارہ ناشتے پر دھیان دیا۔

"کیوں؟ چاکلیٹ کھانا تو نہیں چھوڑ دیا ایک ہی دن میں؟" وہ ہنسا۔ "تم زیادہ سمجھدار ہونے کی کوشش نہ کرو۔ بابا نے دیکھ لیا تو شدید خفا ہوں گے،" وہ ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ "ایک بات بتاؤ، تم ماموں جان سے اتنا ڈرتی کیوں ہو؟" اریان اس کی متفکر آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔ نور نے اس کی جانب دیکھا۔ "میں ڈرتی نہیں، ان کی عزت کرتی ہوں۔ ان سے محبت کرتی ہوں اور ان کے ہر "فیصلے کا احترام کرتی ہوں۔ پلیز آیندہ تم مجھ سے فری نہ ہوا کرو اور یہ 'تم تم' کہنا شروع کر دیا۔ تمہیں عزت کرنی چاہیے میری،" وہ بھڑک کر اٹھ گئی۔ "باقی سب تو ٹھیک ہے لیکن ماموں جان مجھے پسند کیوں نہیں کرتے؟ کیا کمی ہے مجھ میں؟" ایان اپنی ہی بات پر اٹک گیا۔ "چھوٹے ہو تم مجھ سے، سمجھ نہیں آرہا تمہیں؟" وہ بھڑکی۔ ایان کرسی سے اٹھا اور ایک دم اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ نور ایک دم دور ہوئی۔ ایان نے بھی ہاتھ پکڑ کر اس کی کلائی پکڑی اور اسے اپنی جانب کھینچا۔ نور اسی خوشبو میں بسی سینے سے

لگی تو جھوم سی گئی۔ یہ وہ کیا کر رہا تھا؟ مرد چھوٹا ہو یا بڑا، عورت نازک ہی رہتی ہے۔ ایان نے اس کی فٹی فٹی آنکھوں پر مسکرا کر دیکھا۔

نور نے. عارض کی گرج دار آواز پر چہرہ موڑا۔ ایان نے گھبرا کر دیکھا۔ عارض کھڑے تھے جبکہ آیت کا چہرہ شرمندگی سے سرخ ہو رہا تھا۔ نور کے لیے یہ ڈوب مرنے کا مقام تھا۔ ایان نے اس کی کلائی چھوڑی اور دور ہو گیا۔ آرس نے نہایت غصے سے ایان کی جانب دیکھا۔ "سوری ماموں، وہ میں..." ایان کچھ کہتا کہ آرس نے اس کا گریبان ایک جھٹکے سے پکڑ لیا۔

"میری بیٹی کے آئندہ قریب مت آنا، ایان، ورنہ تمہارے لیے اچھا نہیں ہو گا۔"

آیت نے جلدی سے اس کا گریبان چھڑایا۔ "عارض کیا کر رہے ہیں آپ؟ بچہ ہے، چھوڑ دیں۔" ایان اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالے کھڑا تھا۔

"پسند کرتا ہوں میں نور کو،" وہ بغیر لحاظ کے بولا۔ عارض کو اتنا غصہ آیا کہ

کھینچ کر تھپڑ اس کے منہ پر مارا۔ سالار جمیل بھی تب تک گھر کے اندر داخل ہو گئے تھے۔ وہ حیدر کی طبیعت پوچھ کر واپس لوٹے تھے۔ آرس سلار کی آواز پر بھی نہیں پلٹا۔ "اپنے آپ کو دیکھا ہے تم نے؟ میری بیٹی کا اسٹینڈرڈ تم سے کبھی میچ نہیں کر سکتا۔ ایک ادھورا نوجوان کی طرح کبھی ادھر کبھی ادھر پھرنے والے ہو۔ غیر سنجیدہ انسان ہو تم۔ میں اپنی بیٹی کا فیصلہ بہت سوچ سمجھ کر کرنا چاہتا ہوں اور نہ میرے فیصلے میں تمہارا وجود بھی نہیں ہے۔" وہ ایک ایک لفظ پر زور دیتا بولا۔

ایان نے سلار کی جانب دیکھا۔ سلار بھی حیران نظروں سے ان سب کو دیکھ کر معاملہ سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔ "کیا ہوا ہے؟ کیوں بھڑک رہے ہو؟ پاگل ہو گئے ہو؟" وہ ایان اور. عارض کے بیچ آ گیا۔ "یہ ہمارے گھر پر نقب لگا رہا ہے۔ بے ہودہ لڑکا، آوارہ، باہر سے آیا ہے تو جو مرضی کرتا پھرے گا؟ اس کی مرضی چلے گی؟" اب آرس چیخا۔ سلار نے اس کو قابو میں کیا جو دوبارہ

ایان پر چڑھ رہا تھا۔ایان کے گال سرخ ہو گئے تھے۔"دماغ خراب ہو گیا تمہارا؟"سلار بھڑکا۔"نہیں ہوا، لیکن اسے کہہ دیں آپ، اگر یہاں رہنا ہے تو شرافت سے رہے، ورنہ یہاں سے نکالنے میں زیادہ دیر نہیں لگے گی مجھے۔"نور کا ہاتھ جکڑ کر اور ایان کو وارننگ دیتا وہ وہاں سے نکل گیا جبکہ ایان کا چہرہ غصے کی شدت سے مزید سرخ ہو گیا تھا۔وہ بغیر کچھ دیکھے وہاں سے چلا گیا۔جبکہ عمل بھی وہیں کھڑی تھی۔سلار جمیل اور آیت ایک دوسرے کی شکل دیکھتے رہ گئے۔

نور، آرس، نور کو کمرے میں لے آیا اور اس کی جانب خفگی سے دیکھنے لگا۔"تم پسند کرتی ہو اس کو؟"وہ شدت سے استفسار کر رہا تھا۔"نہیں بابا، جو جو آپ نے میرے لیے پسند کر لیا، مجھے وہی پسند ہے،"نور سہیم کر بولی۔وہ ہمیشہ ہی آرس کے غصے سے خوفزدہ ہوتی تھی۔آرس نے گہرا سانس بھرا۔

آیت کمرے میں تب تک آچکی تھی۔ "تیاری کرو نور کی شادی کی۔ مہنا کے ساتھ ہی نور کی بھی رخصتی ہو گی،" وہ بولا اور وہاں سے چلا گیا۔

سب کی نور جو کانپ رہی تھی ایک دم ماں کے سینے سے لگ گئی۔ آیت خود پریشان تھی، یہ آرس کو ہو کیا گیا ہے؟ سچ کہا جاتا ہے کہ اسے بھی ایان پسند تھا۔ اگر تو اس کی بیٹی کو پسند کرتا تھا، کیا برائی تھی ایک ایسے شخص سے شادی کرنے میں جو آپ کو دل سے چاہتا ہو، بنسبت اس شخص سے شادی کرنے میں جو آپ کو جانتا نہ ہو اور نہ پسند کرتا ہو؟ "تم پریشان نہ ہو، غصے میں ہے اس وقت،" نور کو چپ کرانے لگی۔ "مما، میں سچ میں ایان میں انٹرسٹڈ نہیں ہوں اور اس وقت بھی میں اسے روک ہی رہی تھی۔ بابا غلط سمجھ رہے ہیں۔ وہ جانتے ہیں میں ایسی نہیں ہوں۔ میں نے ان کی عزت، ان کی خواہش اور پسند کے بغیر کبھی کچھ نہیں کیا۔ وہ مجھ سے اس طرح بدگمان نہیں ہو سکتے،" وہ روتے ہوئے بولتی جا رہی تھی جبکہ آیت نے اسے پیار سے چپ کرایا۔

"آرس کا غصہ تیز ہے، ابھی سلار بھیا، کبیر بھیا سیدھا کر دیں گے انہیں۔" وہ ہلکا سا مسکرائی جبکہ نور بہت ڈر گئی تھی۔ اسے اپنی بے عزتی محسوس ہو رہی تھی ایان کے قریب کھڑا ہونے سے اور اس کے باپ کی آنکھوں میں کیا کچھ نہیں تھا اس وقت۔ سر تھام گئی جبکہ آیت اسے تسلی دے رہی تھی کہ وہ پریشان نہ ہو، لیکن بچپن سے ہی وہ آرس کے قریب تھی، اس کی کسی بھی بات سے بہت جلد گھبرا جاتی اور اس کی رائے کی پرواہ بہت کرتی تھی۔

لائبہ بہت دنوں بعد گھر گئی تھی۔ وہ بہت تھک گئی تھی۔ وہ نیند ٹھیک سے نہیں لے پا رہی تھی۔ ہر وقت کی جھنجھٹ نے اسے بھی بیمار کر دیا تھا جس کی وجہ سے اسے ہلکا سا بخار ہو چکا تھا۔ سرخ سرخ ناک کو رگڑ رگڑ کر اس نے اور خوبصورت کر لیا تھا جبکہ سرخ نظریں حسین ترین تھیں۔ وہ گھر میں آرام کرنے کے ارادے سے ابھی لیٹنے کا سوچ رہی تھی کہ اس کا سیل فون بجنے لگا۔

اس نے کال پک کی۔"جی، عریشہ ؟"وہ فوراًچونک کر بستر پر بیٹھ گئی۔

"کہاں ہو تم ؟"عریشہ کی جھنجھلائی ہوئی آواز پر وہ چونک گئی۔"گھر پر،

خیریت ؟حیدر ٹھیک ہے ؟"وہ جلدی سے پوچھ بیٹھی۔"یار، حیدر کیا چیز

ہے ؟اس نے ایک ادھم مچایا ہوا ہے اسپتال میں۔اور تمہیں پتہ ہے، ڈاکٹر

کامران کا بی پی شوٹ ہو چکا ہے حیدر کی وجہ سے۔ جس ڈاکٹر کو اس نے ضد

کر کے چینج کرایا، اب اس کی ایک نہیں مان رہا۔اس نے صبح سے میڈیسن

نہیں لی۔ تمہیں پتہ ہے، اس کا بلڈ پریشر ہائی ہو چکا ہے،"لائبہ نے گہرا سانس

بھرا۔"ٹھیک ہے، ہم آتے ہیں۔"

اس نے کہا۔بہت

مہربانی۔ جھٹ سے فون بند کر دیا، جس سے لائبہ

کو اندازہ ہوا کہ حیدر نے واقعی ان سب کا خون

پی لیا ہے۔وہ کچھ دیر آرام کرنا چاہتی تھی،

اس کا جسم ٹوٹ رہا تھا، تھک چکا تھا، لیکن
آرام نہیں کر سکی۔اور اسی لئے اٹھی،اس نے
بلیک پلین کرتا اور بلیک ہی کیپ پہنا
ہوا تھا، جو اس کی نکلتی ملائی کی مانند رنگت
پر ایسے اٹھ رہا تھا جیسے وہ چمکتا نور ہو، جو
سیاہ رنگ میں کہے،اس پر زکام کی
شکایت، بخار سے بدل نظریں، کوئی بھی اسے
دیکھ کر اس کے حسن میں پاگل ہو سکتا تھا، بہک
سکتا تھا۔اس نے بالوں کو کانوں کے پیچھے کیا،
سیاہ دوپٹہ ہلکا سا سر پر لیا، جو دوبارہ نیچے آ چکا تھا،اور اپنا کوٹ اٹھا کر
وہ پھر سے ہسپتال کے لئے نکل
گئی۔ تقریباً 20 منٹ لگے تو وہ دوبارہ

ہسپتال میں تھی۔ عریشہ نے اس کی جانب دیکھا

اور مسکرادی۔ یار، نظر لگ جائے گی تمہیں۔

نظر اتار لو اپنی۔ عریشہ مسکرا کر بولی،

جبکہ لائبہ ہلکا سا شرما گئی۔ چشم سے ناک

صاف کی اور ابھی اندر بڑھتی کہ ہیلس کی ٹک

ٹک پر پلٹی۔ مہنگی خوشبوؤں میں بسی وہ

لڑکی علیمہ ہی تھی، جس نے پینٹ پر بلیو

سلیو لیس شرٹ پہنی ہوئی تھی، اور گگل سر پر

سجائے سکون سے چلتی ہوئی لائبہ کے پاس سے

گزرتی اس پر ایک نخوت بھری نگاہ ڈال کر

سامنے چلی گئی۔ زہر لگتی ہے مجھے یہ اور اور

تم حیدر کی زندگی میں سے برداشت کیسے

کر رہی ہو؟ عریشہ تو بھڑک کر بولی۔ لائبہ

معمولی سا مسکرادی۔ ہم حیدر کو اپنی

زندگی کا حصہ نہیں سمجھتے، اب انہیں ہماری

ضرورت نہیں رہے گی۔ وہ کہہ کر پلٹ گئی۔ لیکن

یوں اپنے حق میں سے پیچھے ہٹنا تو غلط ہوتا

ہے۔ لائبہ، عریشہ کو کچھ سمجھ نہیں آیا کون سا

حق؟ وہ لاپرواہی سے کہتی فائل چیک کرنے لگی۔

اس کی ڈیوٹی جو کہ چھ گھنٹے بعد کی تھی، اس نے

پہلے ہی چارٹ سنبھال لیا۔ پھر اپنی بکس

بھی اٹھالی۔ پریکٹس تو بہت

اچھی چل رہی تھی۔ اب اس نے آخری پیپر زدینے

تھے، اور اس کے بعد کچھ پیپر زدے کر وہ

مکمل ڈاکٹر بن جاتی۔ وہ اپنی بکس

اٹھا کر چل دی۔

لائبہ عائشہ کو اس پر غصہ آیا، مگر لائبہ

نے نوٹس نہیں لیا۔ لائبہ اپنے وارڈ میں

جاتی کہ سارم کو سامنے سے آتا دیکھ کر گہرا

سانس بھر گئی۔ سارم اسے سانس روکے دیکھنے لگا۔

تم نے اپنے رنگ کا حسن جمال بڑھا دیا۔ وہ

مسکرایا۔ لائبہ نے حیرانی سے اس کی طرف

دیکھا۔ آپ کے پاس ان باتوں کے علاوہ کوئی بات

نہیں؟ وہ وارڈ کی جانب چلتی گئی۔ باتیں تو بہت

ہیں، لیکن تم سننا نہیں چاہتی۔

سارم اس کے ساتھ ساتھ

تھا۔ سننے کا حوصلہ نہیں۔ عائشہ سے کہہ کر وہ
پیشنٹ سے اس کا حال پوچھنے لگی۔ نظر لگ
جائے گی تمہیں، سارم نے مسکرا کر کہا۔
لائبہ نفی میں سر ہلانے
لگی۔ ٹھیک ہے، تم مجھ سے دوستی تو کر سکتی
ہو، پسند نہ صحیح۔ سارم نے اپنے طور پر کوشش
کی تھی، اجنبی کی اس دیوار کو گرانے کے لئے۔
لڑکا لڑکی دوست بھی ہو سکتے ہیں، لائبہ نے سہل
سے جواب دیا۔ ایک اچھا دوست کوئی بھی ہو سکتا ہے،
لڑکا ہو، لڑکی ہو، ماں ہو، بوڑھا ہو، جوان
ہو۔ اس کے بعد پلٹ کر لائبہ نے دیکھا، اور
سارم دل تھام گیا جب

اس نے اپنی سرخ ہوتی ناک کو ٹشو سے

ہلکا سا صاف کیا اور مسکرا دی۔ آپ ہمیں

امپریس کرنا چاہ رہے ہیں؟

اس کی بات پر سارم خوش ہو گیا۔ چلو کچھ تو

فائدہ ہوا اس گفتگو کا، وہ نرمی سے بولا۔

ہم کام کر رہے ہیں، وہ سارم سے کہہ کر باہر

نکل گئی۔ آپ کے ساتھ ہم بھی کر لیں گے، وہ اس

کے انداز میں بولا، کافی خوش لگ رہا تھا۔ ایک تو

اسے دیکھنے سے دل بھی تھک نہیں رہا تھا، اوپر

سے وہ اس سے باتوں میں لگی ہوئی تھی۔ دیوانی

تھی یا کچھ اور، بس اچھا لگ رہا تھا۔ عائشہ نے

علیمہ کو گھور گھور کر دیکھ رہی تھی، جو اپنے

بستر پر چڑھی بیٹھی تھی، بس نہیں چل رہا تھا۔

اس کے دل سے ہی، اس کے سینے سے ہی لگ جائے۔

جبکہ زریا بھی خاموشی سے منظر دیکھ رہی تھی۔

وہ دونوں ہی آئے ہوئے تھے۔

حیدر، حیدر، بہت دکھ ہو رہا ہے تمہیں ایسے

دیکھ کر۔ بس تم نہ ٹھیک ہو جاؤ جلدی سے۔

علیمہ نے اپنے نہ دکھتے آنسو صاف کئے، جبکہ

حیدر بار بار دروازے کی جانب دیکھ رہا

تھا۔ عدی پر بھی ملنے آنے کا کہہ رہے تھے۔

میں نے خود ہی روک دیا کہ تمہاری طبیعت

ٹھیک ہو جائے۔ اچھا وہ میں، عائشہ ایک سانس میں

بولے جا رہی تھی، جبکہ حیدر کی توجہ صرف

دروازے کی جانب

تھی۔ تم مجھے سن بھی رہے ہو؟ وہ اس کا ہاتھ

ہلاتی بولی۔ ہاں، حیدر بالوں میں ہاتھ

پھیرتا

بولا۔ میں کہہ رہی تھی، میرا ایک کزن لندن سے

آیا ہے، کیا میں اسے تمہارے گھر ٹھہرالوں؟

تم تو آج کل ہسپتال میں ہوتے ہو۔ وہ بولی

اور نہایت نرمی سے اس کا ہاتھ سہلانے

لگی ٹھیک ہے تم ابھی جاؤ، میں بعد میں بات کروں گا۔ اس کا سر درد کرنے لگا

تھا، تھینک یو تھینک یو حیدر۔ الیشبا تو اس کے گلے ہی لگ گئی، حیدر کو غصہ

چڑھنے لگا، لیکن اس کے ری ایکشن سے پہلے ہی وہ دور ہو گئی۔ "کوئی

ضرورت نہیں ہے اب اپنے کسی بھی عاشق کو میرے بھائی کے گھر میں

داخل کرنے کی "زریاب نے ترچھی نظروں سے اسے دیکھا۔ "یہ میرا مسئلہ ہے" وہ دوٹوک بولا۔ "بھیا، زریاب کو دیکھنے لگی، جبکہ حیدر کا سر درد اب بڑھتا جارہا تھا۔ "جاؤ تم سب یہاں سے" وہ ایکدم چلایا۔ "اپنی جگہ اچھل پڑی، زرعیاب فکر مندی سے اٹھے، وہ صبح سے دوائی جو نہیں لے رہا تھا۔ جبکہ اس نے اپنی ضد پر ڈاکٹر تبدیل کرائی تھی۔

زرعیاب کمرے سے نکل گیا، ڈاکٹر کو بلانے نکلی تھی۔ ڈاکٹر علینہ کمرے میں آئی اور حیدر کو سر تھامتے دیکھ کر ایکدم سے اس کی جانب انجیکشن لے کر بڑھی۔ حیدر نے ہاتھ اٹھا کر انہیں سرخ نظر سے دور رہنے کا کہا، "ہاتھ بھی نہ لگانا مجھے" وہ اس کا ہاتھ جھٹک کر بولا۔ "حیدر، آپ کی طبیعت زیادہ بگڑ جائے گی کیوں؟" وہ چیخا۔ بھائی زریاب نے اسے سنبھالنا چاہا، "ہٹو دور ہو جاؤ مجھ سے، کیوں کیوں بگڑ" وہ اپنے بال جکڑ لیا۔ علینہ یہ سب دیکھ رہی تھی، "یہ سب کیا تھا؟ حیدر کو کیا ہوا تھا؟" عریشہ نے یہ حال دیکھا فوراً وارڈ کی

جانب بڑھتی لائبہ طرف آرہی تھی۔"حیدر کی طبیعت بگڑ گئی ہے"لائبہ نے اسے اطلاع دی اور لائبہ پریشانی سے اس کمرے کی جانب چلنے لگی۔ سارے اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

ڈاکٹر علینہ نے حیدر کو زبردستی انجیکشن لگا دیا تھا۔ زرعیاب نے آوا کی جانب بڑھ کر دیکھا۔" میرے بھائی کی طبیعت خراب کا ناجائز فائدہ مت اٹھاؤ "وہ ایکدم اس پر چڑھ دوڑا۔ اسے بہت برا لگا تھا کہ علینہ اپنے کسی عاشق کو اس کے بھائی کے گھر میں یوں رکھے گی۔" مائنڈ یور لینگویج،میں تمہاری طبیعت تمہاری اسی بھائی سے صاف کرا سکتی ہوں، سمجھے تم؟ اور حیدر نے مجھے پوری اتھارٹیز دی ہوئی ہے،میں جو مرضی کر سکتی ہوں،گھر کی چابی میرے پاس ہے "وہ بولتی جا رہی تھی،

جبکہ زرعیاب کا پارہ ہائی ہونے لگا،بس میں یہ چلا کہ کھینچ کے تھپڑ اس کے مار دے۔

انجیکشن کے بعد،لائبہ کے آنے سے پہلے ہی حیدر نیند میں چلا گیا تھا۔

زرعیاب کچھ نہیں کر سکا،جب علینہ بھی تیور دکھاتی چلی گئی تھی۔وہ باہر نکلنے لگی،دماغ میں سوال یہ تھا کہ حیدر کے ساتھ کوئی بڑا مسئلہ ہے،ایسے کسی انسان پر بیٹھے بٹھائے دورے نہیں پڑ سکتے۔اس نے ایک وڈ بائی کو پکڑ لیا،"یہ اس پیشنٹ کو کیا ایشو ہے؟"اس نے اس کے جیب میں کچھ رکھتے پوچھا،جبکہ وڈ بائی خوش ہو گیا،"میڈم جی،پیشنٹ کی تو یادداشت ہی ٹھیک نہیں ہے، جبکہ سنا ہے کہ اس کے دماغ پر ایسی چوٹ لگی ہے کہ اس پر کسی بھی وقت ایسی حالت پڑ سکتی ہے"وہ بولا۔

علینہ خوش گوار حیرت سے اس کمرے کی جانب دیکھنے لگی،جو حیدر کے پاس رہ کر نہیں کر سکی،اب اس کے پیچھے کرنے کا موقع مل گیا تھا اسے۔اس نے

ایک نمبر پر کال ملائی، دوسری طرف ڈاکٹر علینہ نے ایک دن کی رپورٹ ڈاکٹر کامران کے سامنے رکھی۔لائبہ وہیں کھڑی تھی، اسے شدت سے بخار چڑھا ہوا تھا، لیکن اس نے اپنے بخار کو خاطر میں نہیں لایا تھا۔"سر، میں اس پیشنٹ کو نہیں سنبھال سکتی، سوری"علینہ تھکی ہوئی بولی۔"یہ پیشنٹ اپنی تباہی کا خود ذمہ دار ہو گا، میرے خیال سے ڈاکٹر لائبہ ہی انہیں ہینڈل کریں تو بہتر ہے"لائبہ کو دیکھ کر وہ بولی۔ڈاکٹر کامران نے سر ہلایا اور وہاں سے جانے کا کہا۔علینہ تو وہاں سے نکل گئی، جبکہ ڈاکٹر کامران لائبہ کی جانب دیکھنے لگے، "آپ چاہتے ہیں کہ ہسپتال آپ کے شوہر کی وجہ سے بند کر دوں؟"وہ سنجیدگی سے بولے۔"سوری سر، آئندہ ایسا نہیں ہو گا، اب ہم خود خیال رکھیں گے، پلیز ڈاکٹر لائبہ حیدر کو جلد از جلد ٹھیک کر کے ہمارے ہسپتال کی جان بخشی کروا دیجیے"بہت شکریہ، بس یہی کسر رہ گئی تھی کہ وہ ہاتھ جوڑ دیتے۔

لائبہ سر ہلا کر باہر نکل گئی، "بھائی، چاہتے کیا ہیں آپ؟" زریاب بھی غصے سے بولا۔ "میری ڈاکٹر کہاں ہے، صبح سے وہ میرے کمرے میں نہیں آئی" حیدر اصل مسئلے پر آیا۔ زریاب سر تھام گیا، اس وقت وہ اکیلا تھا، عریشہ کچھ دیر پہلے ہی گئی تھی، بس وہ حیدر کو دیکھنے لگا۔ "ہاں" حیدر نے سر جھٹکا۔

تبھی لائبہ اور ساری آگے پیچھے کمرے میں داخل ہوئے، حیدر لائبہ کی جانب دیکھنے لگا۔ وہ اس وقت دنیا کی سب سے حسین لڑکی لگ رہی تھی، اسے دیکھ کر دل اور دماغ ٹھنڈا ہو جاتا، اسے دیکھ کر ایسا نہیں لگتا تھا کہ اس کا سر پھٹ رہا ہے، اس کو کچھ ہو رہا ہے، بس وہ پر سکون ہو جاتا۔ سرخ ناک، بجلی، سرخ آنکھیں، وہ کمرے میں آئی اور اسے دیکھنے میں اتنی محو تھی کہ وہ اس کے پیچھے سارم کو نہیں دیکھ سکا، وہ آہستہ آہستہ چلتی اس کے نزدیک آتی گئی۔

سارم اور لائبہ کو ایک ساتھ دیکھ کر زریاب کو بھی بہت غصہ چڑھا، وہ سارم کے نزدیک آیا، "ہمیں باہر چلنا چاہیے" زریاب نے سختی سے اسے کہا اور باہر

نکلنے پر مجبور کر دیا، جبکہ سارم نے سنجیدگی سے اس کی جانب دیکھا، "ایک پاگل کے پاس اس معصوم لڑکی کو چھوڑ کر تم اچھا نہیں کر رہے سارم، میں تمہارا منہ بھی توڑ سکتا ہوں، وہ میرے بھائی کی بیوی ہے، جسے یاد تک نہیں کہ وہ اس کی بیوی ہے" سارم نے اس کی آنکھوں میں دیکھا، "مان لو تم سب، حیدر پاگل ہو چکا ہے، جلد اسے صرف پاگل خانے کی ضرورت ہے، اور لائبہ کو ایک پاگل کے ساتھ باندھ کر تم لوگ لائبہ پر ظلم کر رہے ہو، جو کہ میں ہونے نہیں دوں گا، یاد رکھنا"

سارم بھڑک کر کہتا وہاں سے چلا گیا، جبکہ زریاب اس کی پشت دیکھتا رہا۔ لائبہ نے اس کی جانب دیکھا اور دوبارہ نظریں جھکا کر رپورٹ دیکھنے لگی۔ حیدر نے اس کی اگنورینس دیکھی تو بیڈ سے نیچے اتر گیا، لائبہ نے اس کی طرف دیکھا، وہ اس کی جانب چلتا آ رہا تھا۔ "اب آپ کیوں اترے ہیں بیڈ سے؟" لائبہ ایک قدم دور ہوتی بولی۔ اور وہیں حیدر نے اس کی سیاہ شرٹ

میں چھپے بازو کو اپنے مضبوط بازو میں سخت گرفت میں جکڑا اور اسے کھینچ کر دیوار پر مارا کہ لائبہ کو لگا اس کی کمر دو ٹکڑوں میں تقسیم ہو گئی۔

"ہوں" وہ سسکی، ہنک نظریں سے

حیدر کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ ڈرنے لگی تھی۔ "کہاں تھی تم صبح سے؟" اس نے دیوار پر اپنے دونوں ہاتھ جماتے ہوئے اسے اپنے دونوں بازوؤں کے حصار میں قید کر لیا۔ کیا اس کے پاس وہاں سے نکلنے کی کوئی راہ نہ بچی؟" پورا دن، پورا دن میں نے تمہارا انتظار کیا اور تم، تم نے ایک بار بھی میرے کمرے میں آنے کی زحمت نہیں کی، کیوں؟" وہ دیوار پر غصے سے ہاتھ مارتا تقریباً چیخا۔

لائبہ نے اپنا رکا ہوا سانس بحال کیا۔ "آپ نے خود ہی ڈاکٹر بدلنے کے لیے کہا تھا۔ ہم نے آپ کی خواہش پوری کی ہے، پھر بھی آپ غصہ کر رہے ہیں،" وہ نرمی سے بولی تھی، جبکہ حیدر نفی میں سر ہلانے لگا۔ "میری

نظروں سے دور مت جایا کرو اور میں تمہیں آخری وارننگ دے رہا ہوں۔ یا تو میری نظروں کے سامنے نہ آیا کرو اور اگر آ گئی ہو تو اب جانے کی بات نہ کرنا۔" وہ پھنکارہ

آپ" وہ کچھ بولنا چاہ رہی تھی

حیدر نے اسکے سرخ ہوتے لبوں پر اپنی بھاری انگلی رکھ کر مزید کچھ بولنے سے ٹوک دیا۔

لائبہ کو لگا اسکے پورے جسم کی جان بس ان لیوں پر اکر ٹھر گئی ہو

episofe22

وہ سر پٹا گئی جبکہ حیدر نے محسوس ہو کر

منظر دیکھا

تھالائبا کوایک لمہالگاہوش میں آنے

میں اس نے حیدر کے سینے پراپنے کام تے

ہاتھوں سے دبائوڈالااور بہ مشکل اسکی

چٹانی وجود کوخود سے دور

کیاہم آپ آپکی فرمائش پوری کرنے کے لیے

ہیں کیاآپ کو ہم بتاچکے ہاں ہاں پتاہے

کہ نکاح میں ہو کسی کے لیکن اب میری

نظروں میں ہو تو بھول جاؤ سبکو وہ سر جھٹک

کر بولتاسوفے پر بیٹھ

گیاایسے کیسے بھل جائے ہمنے نکاح کیاہے

لائبہ کی آواز زکام کی شکایت کے بائیس

بیٹھی بیٹھی سیدھی حیدر اسے بھرپور نظروں سے

دیکھا نہایت حسین لگ رہی

تھی تمہارے اس نام نہاد شوہر پر ایسا کیس

بناؤں گا شادی تو دور کی بات

کبھی سانس بھی نہیں لے

پائے گا اور زیادہ اسلامی بہن بننے کی

ضرورت نہیں ہے

ڈاکٹر فیل کرو اس بات کو بیسٹ حیدر

تم سے محبت کرنے لگا

ہے گہری نظروں سے دیکھتے

گمبیر لہجے میں کہتے ولائبہ کو ڈرا گیا

تھا ایسے جیسے چھوئی مسی ہو رہی ہو

پھر بخار بھی تھا تو اسکی آنکھیں بھاری سی ہو

رہی

تھی وہ باہر نکلنے لگی کیونکہ اسکے پاس

سے بھاگ جانے کے علاوہ کوئی

چارہ نہیں تھا لیکن حیدر کو یہ منظور نہیں

تھا کہ وو اسکی نظروں سے بھی غائب ہو

جائے مجھے ڈاکٹر چینج نہ کرنی اب زد

نہیں کرو نگا دوا بھی لونگا اور کھانا بھی

کھاونگا بس ایک شرط مان

لو اسکے کلائی کو گرفت میں لیتے وبہت

نہ محسوس طریقے سے اسکے

بہد نزدیک آگیا یہاں تک لائبہ اسکی

سانسوں کی آہٹ کو اپنی گردن پر محسوس

کرنے

"لگی اسکا دل بڑی طرح دھڑک رہا تھا جیسے

ابھی نکل کر آ

جائے گا کیسے شرط وہ سوال کر گئی آخر کو

اسنے ٹھیک ہونا تھا زد پر اڑے جاتا تو جان

بوجھ کر بیمار

رہتا دن میں کم سے کم 10 بار میرے سامنے

آئو گی اور رات میں پانچ بار وو بولا لائبہ

ماتھے پر بل ڈالکر اسکی جانب دیکھا

نزدیکی بہت تھی حیدر مسرور ساتھا نا

سر میں درد نا کسی بات کا غصہ نا

چڑ چڑا پن و جیسی سی ہی تھی اسے دیکھتے

ہی وہ پر سکون ہو جاتا

تھا اچھا محسوس کرتا تھا اس پر پیار آتا

تھا اسکا گھبرانا اچھا لگتا تھا بس یہ نکاح

والی بات نا ہوتی وہ کھڑے کھڑے نکاح کر

لیتا لیکن اب اسے اپنے ٹھیک ہونے کا

انتظار کرنا

تھا کھڑے- کھڑے سوال سا پیدا ہوا

تھا وہ جیسے گہری سوچ بھری نظروں سے اسے

دیکھنے لگا لا یہ بھی اسکی آنکھوں میں دیکھتے

جانا چاہ رہی تھی کہ آخر وہ کیا سوچ رہا

ہے زیادہ لگ رہا ہے حیدر نے خود ہی اس سے

پوچھا ٹھیک ہے پانچ بار آجانا لیکن

آنا پڑے گا پر تپش لہجہ سلگتی شکایتی

نظریں لیکن دکھ بس ایک ہی وہ یہ اعتراف لائبہ

سے نہیں کر رہا تھا جو اسکے لئے جان بھی دے

دے وہ یہ اعتراف ایک انجانے ڈاکٹر سے کر

رہا تھا جسے دیکھکر وہ اسکی

خوبصورتی

اسکے لہجے کی مدھم اسکے حسین چہرے کا عاشق ہوا

تھا ہم ڈاکٹر ہیں آپکی ملازم نہیں دوائی

"آپکو لینی ہو گی کسی کے بھی ہاتھ سے ہمارے

پاس اتنا وقت نہیں کی کمرہ نمبر 805 کے

پاس ہی بیٹھے رہے ہزاروں پیشینز آتے ہیں

جنہیں ہماری ضرورت

ہوتی ہے وہ غصہ کرنے لگی

حیدر نے سنجیدگی سے اسکی جانب

دیکھا تو کیا پورے دن میں وہ ہزاروں

پیشینٹ تم سے اپنی محبت کا اظہار بھی

کرتے

ہیں جو تم مجھے نو لفٹ پر رکھ رہی

ہو اگر میں نکل کر کسی اور کو یہ اوفر کر

دوں ناجو تمہیں کر رہا ہوں تو ہزاروں

لڑکیوں کے دل کی دھڑکن بن سکتا

ہوں اس نے جیسے اپنی اہمیت بھی ظاہر کی تھی

اگر وہ اس پر مر مٹا تھا تو یہ مقصد نہیں

تھا کی وو کوئی ہلکی چیز

ہے ہو گیا لائبہ لاپرواہی سے بولی حیدر

اسے دیکھنے

لگا اب لیٹ جائے اور پہلے کچھ کھائے پھر دوائی

لے وہ بولی اور پھر سے اسکا ہاتھ تھام

گئی حیدر اسکی جانب دیکھتا

رہا میں سچ کہ رہا ہوں

یار زندگی میں پہلی بار کسی سے محبت

کا اعلان کر رہا ہوں اور وہ منہ لگانے کے

لئے تیار نہیں

ہے اس سے زیادہ ٹینشن کی بات کیا ہو گی

میرے لئے وہ فکر مندی سے بیٹ پر بیٹھتا

بولا جب کہ لائیبہ ٹٹلے سو سے اپنی سرخ ہوتی

ناک کو

رگڑا اور بالوں کو کان کے پیچھے اڑا کر

وہ حیدر کے کھانے کی ٹرے اسکے آگے رکھنے

لگی آپ یہ جلدی سے ختم کریں تب تک ہم

ڈاکٹر کامران سے مل لے آئے وہ کہہ کر

جانے لگی حیدر کو غصہ چڑھ

گیا میں یہ ٹرے پھینک دوں گا سنجیدگی اسے کہتا وہ اسکی آنکھوں میں گھور کر

"دیکھنے لگا لائیبہ تھک گئی تھی، غصے سے پلٹی اور

اسکے سامنے جا کر بیٹھ گئی۔

دونوں ایک ہی بیڈ پر بیٹھے تھے، جب کہ بیڈ

پہلے ہی تنگ تھا، تب بھی ایک دوسرے کی قربت

تھے۔

کھائے وہ بھڑک کر بولی، جبکہ حیدر پر سکون

ہوتا مسکرا

دیا وہ سر ہلا کر اُسے دیکھتے ہوئے کھانے لگا۔

لا یبہ اسکو ٹیڑھی نظروں سے دیکھتے خفی ہوتی

سر جھکا گئی۔

اچھا، ٹھیک ہے نہیں تنگ کرتا کچھ بتاؤ اپنے

بارے میں وخود کو قابو میں کرتا اُس سے

سوال کرنے

لگا بتا چکے ہیں ہم اپکو اسنے سر جھکائے

ہی

کہا اس بکواس کے علاوہ کچھ نہیں ہے

تمہارے پاس بتانے کے

لیے

حیدر چڑ گیا سب سچ بتایا اپکو بقیہ کچھ خاص

نہیں

ہے میرے کوئی ساس

سسر سالی کوئی تو ہو گا وہ پوچھنے لگا

نظریں بہک رہی تھیں لیکن خود پر بڑے پہرے

بیٹھے وہ اپنی نظروں کی ہر گستاخی کو

قابو میں کرنا چاہ رہا

تھا جبکہ یہ تو وہی جانتا تھا کہ واُس سایا

لباس میں بیمار بیمار سی بھوجل بھوجل نظروں

سے اُسے کبھی کبھی دیکھتی بہت ہی خوبصورت دکھ رہی

تھی لائبہ نے سر اٹھا کر اُسکی جانیب

دیکھا کوئی

نہیں

حیدر نے سر ہلا دیا پریشانی والی بات

نہیں ہے میں ہوں نہ وہ تسلی دینے وا

والے انداز میں

بولا اپنی مرضی ہے کوئی اپکی کوئی

گنڈا گردی ہے ہم بتا چکے ہیں ہمارے پاس

ہماری مرضی کا انسان

ہے وہ گھور کر بولی حیدر نے سر

جھٹکا جب میں مانتا ہی نہیں تو کیسا انسان

کون سا

انسان اس نے سکون سے کہا جبکہ لائبہ گہرا

سانس بھر گئی نظروں کا

تبادلہ ہوا جن میں ایک شخص نظریں چراتا رہا

جبکہ دوسرا شخص چٹائی سے اسکو آنکھیں ٹکائے

مسکراتا دیکھتا

رہا جیسے سارا حق اسکو دیکھنے کا خود لکھوا کر

لایا

ہو اپ اپ بتائیں کچھ اپنے بارے میں وہ اس

سے بولی جبکہ حیدر اسکے بولنے اور گھبرانے پر

کھل کر

ہنسا۔

میں اوکے، میں بتاتا ہوں۔اس نے کھانے کو بس

کیا۔لائبانے دیکھا، بہت تھوڑا کھایا تھا

اس نے۔یہ کیا بات

ہوئی؟ کھانا پورا کھالو ورنہ ہم جارہے ہیں۔

کسی اور کو سنایئے یہ

سب۔وہ اٹھ

گئی۔ٹھیک ہے، بیٹھ جاؤ۔زیادہ اماں نہ بنو۔ایک

توجب سے اس بستر پر لیٹا ہوں، ہر کوئی

آنکھیں دکھا رہا ہے۔وہ غصے سے گھور کر

اسے دوبارہ اپنے نزدیک بٹھا

لیا، یہاں تک کہ لائبا کا ہاتھ بھی اپنے ایک

ہاتھ میں تھام

لیا۔لائبا ان ہاتھوں کی جانب دیکھنے لگی

جو ایک دوسرے میں تھے۔اس نے اپنا ہاتھ چھڑانا

چاہا، مگر حیدر اپنے انگوٹھے کی مدد سے اسکی

کلائی کو نرمی سے سہلا رہا

تھا۔

اور ہاتھ چھوڑنے کا ارادہ تو اسکا دکھتا ہی

نہیں

تھا۔ہاں تو، میں اپنے بارے میں بتا رہا تھا،

اور وہ یہ کہ میں سالار مرتضیٰ کا بیٹا ہوں،

حیدر

مرتضیٰ۔ایک بھائی ہے، دیکھا ہی ہو گا، وہ جو

پیارسی لڑکی ہے۔لڑکی آتی ہے وہ اس

گوجو کی بیگم ہے، ماما ہے۔ان کا نام

شیز ٹولونگ ڈیڈ سے بھی زیادہ ہے، اور وہ

جیسے پر سوچ ہوا۔ لائبہ کا دل دھڑکا، کاش اسے

یاد

ہو۔ کاش، کاش وہ یاد رکھتا ہو کہ اسکا بھی

نکاح ہوا تھا۔

ابھی۔

اور جبکہ حیدر کے دل پر اس پورے عرصے میں

پہلی بار جیسے دھکا سا

پڑا۔ م کچھ یاد نہیں آ رہا

تھا۔ اسکا چہرہ بتا رہا تھا، وہ سوچنا چاہتا

ہے مگر کوئی سوچ نہیں آ رہی۔

لائبا نے جلدی سے اسکی مدد

کی۔آپ اپنے والد سے لڑتے ہیں؟ہم نے دیکھا

ہے اکثر۔

کیوں؟وہ اسے پریشان نہیں دیکھ سکتی تھی، تبھی

اسکی مدد کی۔

حیدر کو لگا،ہاں جیسے اب کچھ یاد آیا

ہو۔ہاں،وہ میری اور ڈیڈ کی بنتی نہیں

ہے۔کیوں؟لائبہ نے جاننا

چاہا۔

انہوں نے،وہ رک گیا۔لا بامتوجہ تھی،

اسکا روار واحیدر کو سج رہا

تھا۔انہوں نے اپنی دوست کی بیٹی کے لیے

مجھے اپنے آپ سے،دادا سے،دادی سے دور کر

دیا۔ میں اپنی فیملی میں رہنے کا عادی

نہیں

رہا۔ ہوسٹلز، پھر ملک سے باہر۔ بس

رشتوں کی بھوک بھی ہوتی تو واپس پلٹنے

نہیں

دیتے۔ اس لیے کہ وہ مجھے بیریسٹر

بنانا چاہتے

تھے۔ اس لیے کہ وہ چاہتے تھے، میں ان کے دوست

کی موت کا بدلہ

لوں۔ مجھے دادا سے آخری وقت میں ملنے

نہیں

دیا، کیونکہ میرے پیپر تھے۔ مجھے دادی سے

آخری وقت میں ملنے نہیں دیا۔مجھے نفرت

ہے اس لڑکی سے، بے حد بے شمار۔

وہ ایک ساتھ بہت کچھ بتاتا

گیا۔لائبہ کو لگا جیسے وہ یہ سب سننے کی

ہمت نہیں رکھتی تھی لیکن ان ساری باتوں

میں ایک بات قابلِ توجہ تھی، وہ یہ کہ

ان کے دوست کی موت کا

بدلہ۔اس بات کا کیا مطلب

تھا؟ کیسا

بدلہ؟لائبہ آہستہ لہجے میں سرخ ہوتی، بھیگی

آنکھوں سے اس کی جانب دیکھ رہی

تھی، انگ انگ میں بے چینی

تھی۔ حیدر نے اس کی سرخ نظروں میں

دیکھا۔ یاد

نہیں۔ نرمی سے اس کے چمکتے چہرے کو دیکھتا

بس اتنا ہی بول پایا۔

جبکہ بخشش خود پر اتنی تھی کہ ہاتھ

بڑھا کر اس کے چہرے کی نمائش کو اپنے ہتھیلیوں

میں چن

لیا۔ اس سے زیادہ حسین منظر کوئی ہو ہی نہیں

سکتا تھا۔ لائبا کو لگا وہ یہاں چھپ گیا ہو،

اسے یاد ہو، وہ کہنا نہیں چاہتا، وہ بات بھی

نہیں کرنا چاہتا۔ وہ ایکدم اٹھ

گئی۔ اس وقت وہ جیسے ہوا میں معلق تھی۔

ہم، ہم رات میں آئیں گے، بس اتنا کہہ کر وہ

فوراً چلی گئی، جبکہ حیدر اسے روکنے کی کوشش کرتا رہا، وہ جا چکی تھی۔ حیدر

سوچنے لگا، اسے یاد

دلائے بغیر کچھ یاد کیوں نہیں

آرہا تھا؟ پہلی بار اس نے اس بارے میں سوچا۔

اس نے ان دوائیوں کی طرف دیکھا جو ٹرے

میں تھیں اور کھول کر دوا ہی لے

لی۔ وہ جا چکی تھی،

لیکن بستر پر شکنیں دیکھ کر وہ مسکرا

دیا۔ آپ نے یہ سب پہلی بار کیا تھا اور

اسے اب بہت کچھ زیادہ بھی لگ رہا تھا۔ وہ کیا

سوچے گی اس کے بارے میں، پوری دنیا میں

پھیلا دے گی۔ وہ کئی سوچوں میں گم ہو گیا تو پھر
خیال آیا کہ اگر دنیا کے بارے میں
سوچتا رہا تو واقعی اپنا رشتہ خراب کر
لے گا۔ تبھی گہرا سانس لیتے ہوئے وہ کمرے کے
باہر آ گیا، لیکن جیسے ہی
باہر نکلا تو وہ اپنی مستی میں مگن اوپر
اپنے کمرے میں ہی آ رہی تھی۔ ابھی جین کے
کمرے سے نکلی تھی، وہ اوپر آئی اور بغیر کچھ
دیکھے کمرے میں گھس
گئی۔ ذریاب ایکدم چھپ گیا۔ روش کمرے میں آئی
اور ایکدم چیخ
نکلی، کہیں کسی غلط کمرے میں تو نہیں گھس

گئی تھی؟

نہیں،اس کی تصویر لگی تھی

دیوار پر، کمرہ تو اسی کا

تھا۔ پھر یہ اتنا پیارا ہوا؟ پھر یہ اتنا

پیارا کیسے ہوا اور بالکل صاف؟ جبکہ صبح

اس نے رمشا سے جان کھائی تھی، اچھی خاصی کا، وہ

بالکل بھی کسی کام پر توجہ

نہیں دیتی۔اس کا پورا بستر آف وائٹ اور پنک لائٹ سے

جگمگا رہا تھا، جبکہ بستر پر ایک بکے رکھا تھا

اور ساتھ ہی پھولوں سے سوری لکھا

تھا۔اس کی پسند کے کھانے پینے کی بہت ساری

چیزوں کا ڈھیر جو صوفے پر رکھا

تھا۔روش خوشی سے جھوم گئی۔چپکے ذریاب اسے

چھپ کر دیکھ رہا

تھا۔کس نے رکھا

ہو گا یہ؟ بابا نے؟ وہ بھی کہہ رہے تھے،انہوں نے

ایک سرپرائز ارینج کیا ہے۔اومائی گاڈ!

لیکن سوری کیوں؟ وہ سوری پر توجہ دینے

لگی۔ذریاب نے دانت پیس لیے۔اس بدتمیز

لڑکی کے لیے اتنا خرچہ کیا،اتنا دماغ

لگایا،جو یہ سب بھی اپنے باپ سے منسلک کر

چکی تھی۔ جین اسے اس وقت زہر

لگ

رہا تھا،اور جیسے باپ کو تھینکس کرنے کے لیے

دوڑی، وہ باہر آیا اور اسے بیچ میں پکڑ لیا۔

روش نے پھر سے چیخ ماری، جبکہ ذریاب نے اس کے

لبوں پر ہتھیلی رکھ کر اسے خاموش کر

دیا۔ وہ اسے محبت سے دیکھنے لگا، نظروں

کے ہزاروں پیغام تھے۔ وہ اس کے

چہرے کے قریب جھکتا، اس کے کان کی لو

کے قریب آ

گیا۔ "آئی ایم سوری، میں تمہیں بالکل

بے وقوف نہیں سمجھوں گا۔" وہ بولا، نرمی سے،

محبت سے، چاہت سے۔ روش نے کانپتے ہوئے، اس کی

آنکھوں میں دیکھا، جب کہ اس کے

شرمانے پر ذریاب مسکرا

دیا۔ "کچھ کہو گی؟ تمہارے فریب تو

بجھی ہوئی روح ہوں میں، بالکل رومانٹک نہیں

ہوں۔ آج جو پکڑا تو، اس وقت تالوں سے جا کر

لگی۔" وہ آہستہ سے اس کے گال کو اپنے انگوٹھے

سے سہلا رہا تھا۔

روش اب تک بھی دنگ تھی کہ ہو کیا رہا ہے؟

جبکہ ذریاب مسکرا دیا۔

اس کے چہرے پر کھلتا گلاب کافی دلکش

اور حسین تھا۔ وہ سو فیصد خوبصورت تھی۔ روش

نے آہستگی سے اس کے چنگل سے نکلی۔ ذریاب

دیوار سے ٹیک لگا

گیا۔ "آپ نے کیا یہ سب؟" وہ حیران نہ ہوتی تو

اور کیا؟

"کیا بوڑھوں پر بھی جوانی چڑھ گئی؟" وہ دانت

نکال کر بولی۔

"اسے کل سنانے کا کوئی موقع تو چھوڑنا نہیں

تھا۔" ذریاب کی مسکراہٹ کو بریک لگ گئی۔ "شٹ

اپ! بس بس، اب مجھ پر سر نہ بن جاؤ۔ اور تھینک

یو!" وہ تن کر بولی۔ ذریاب نے جلدی سے

بول دیا، "نہیں، بس، سر ہلانے

لگا۔ اب شرافت سے کل یونیورسٹی چلی جانا،

میں سنوں نہ تم اِدھر اُدھر پھر رہی ہو۔" "اُف!"

روش نے سر تھام

لیا۔ "ذریاب، اپنی رخصتی کی رات پر بھی مجھے

پڑھانے بٹھادینا!" وہ خفگی سے بولی، اور نا

صوفے کی طرف بڑھ

گئی۔ "استغفراللہ، کچھ تو شرم کرو، روش! میں

یہ باتیں کروں تو بھی اچھا لگتا ہے؟"

"بہت بے شرم ہو!" ذریاب بولا، جبکہ وہ شانے

اچکا گئی۔

"آپ کے بغیر نہیں جانا، میں نے یونیورسٹی۔ بس

یہ ایکٹنگ بند کرو،

مڈٹرمز آنے والے ہیں!"

"یار، تمہارے!" وہ بولا، جبکہ وہ چاکلیٹ کھول

کر لاپرواہی سے کھانے

لگی۔

کہانہ آپکے "ہاں بولو بولو اب تمھیں کہا ہے میں نے بلکہ حکم دیا ہے اور تم نے نہ مانا تو سزا بھی مل سکتی ہے تمھیں پھر وہ سزا تمھارے لیے خوشگوار نہیں ہوتی رکھنا۔

چاکلیٹ کا ہلکا سا ٹکڑا اسنے اسکے چہرے پر لگایا۔ بے باک سی گستاخی تھی جس سے

روشانے تو پوری کی پوری ہی کانپ گئی اور اس گستاخی کے بعد زریاب بہک ہی اٹھا۔۔ چہر۔ چہرے سے گردن تک کا سفر کا سہولت سے طے پا گیا اسے یاد نہیں رہا اور اگر وہ خود کو روک کر پیچھے نہ ہٹتا تو بہک بہک اٹھتا وہ پیچھے ہوا روشا نے "

جواسکی شرٹ جکڑے کھڑی بھی مدہوشی سے اسے دیکھنے لگی۔جاؤ گی نہ "وہ آہستگی سے توپوچھنے لگاوہ ٹرانس کی کیفیت میں سر ہلانے لگی زریاب کھل کر ہنسا۔۔

بنتی ہے میرے سامنے بہت کچھ ہو تم چوہیا" وہ اسکا گال تھپتھپاتا گردن پر بنا سرخ نشان تھیری نظر سے دیکھتا وہاں سے چلا گیا جبکہ روشانے پیچھے بیڈ پر جا کر گیری اب تک اسے اسکی محبت سے چور لمس کا احساس ہو رہا تھا اپنی بات منوا گیا تھا وہ وہ منہ بسور گئی اب تو بلکل بھی نہیں ہلتا اپنی بات سے یعنی سے دوبارہ یونیورسٹی جانا ہی تھا وہ روٹھے۔دوبارہ یونیورسٹی جانا ہی تھا وہ روٹھے پن سے دوبارہ چاکلیٹ کھانے لگی جبکہ دوبارہ سے منظر یاد آنے پر وہ شرما گئی لیکن انھوں نے یہ نہیں کہا وہ آئندہ مجھ سے بد تمیزی نہیں کریں گے "وہ احتجاجاً سوچنے لگی۔۔

اور

جھٹک گئی وہ اس سے بہت پیار کرتا تھا وہ جانتی تھی بس سختی بھی کر جاتا تھا

لیکن ہمیشہ روشا نے نے اسکی محبت کو اہمیت دی اور قدر کی تھی۔

یہ اسکا وہم تھا زریاب اس سے بہت محبت کرتا ہے جبکہ وقت تو کچھ اور ثابت

کرنے پر طلا ہوا تھا۔۔۔

episode 23

خاموشی سے بیٹھا اپنے پاؤں کو گھور رہا تھا

چہرے سے معلوم ہوتا تھا کسی گہری سوچ میں

ہے جبکہ سر پر بندھی پٹی بکھرے بال

فکر چہرہ اور کچھ الجھا سلجھا بکھرا ہوا

ساحالیہ یہ بیان کر رہا تھا کہ وہ معمول سے

مختلف ہے۔لائبہ نوک کر کے اندر داخل ہوئی، آج ہوا

کافی خوشگوار تھی۔اسے یہ ہوا مزید خوشگوار

ضرور لگتی اگر تو اس کی طبیعت اچھی ہوتی۔

بے آرامی نے بخار کو مزید بڑھا دیا تھا اور

وہ جا بھی نہیں سکتی تھی یہاں سے۔وہ جاتی تو

وہ میڈیسن روک دیتا جو بات فکر کی بن

جاتی۔ تبھی اس نے اپنے آپ کو اپنی طبیعت کو

پس پشت ڈالکر حیدر کو اہمیت

دی اور وہ اس کے کمرے میں آئی تو ہاتھ میں کچھ

کھانے پینے کی چیزیں بھی تھیں جو کہ اس کی پسند

کی تھیں۔وہ سنجیدگی سے کمرے میں داخل ہوئی تو وہ

پہلے سے ہی اسے بھی زیادہ سنجیدہ لگ رہا

تھا۔ وہ فکر مندی سے اسے دیکھنے

لگی۔ طبیعت ٹھیک ہے آپ کی؟ اس نے پوچھا۔ حیدر نے

اس کی جانب دیکھا، وہ پنک کلر کے کرتے اور

وائٹ کیپری میں، وائٹ دوپٹہ گلے میں لیے

اور وائٹ کورٹ پہنے، بال ہمیشہ کی طرح

ہلکے سے جڑے میں قید کیے ہوئے

تھے۔ جبکہ ملائی کی مانند دمکتا چہرہ

چیری سے گھلا ہوا تھا اور چہرے کی چمک

قابلِ دید تھی۔ کوئی بھی اس کی جانب متوجہ ہو سکتا

تھا۔ لائبہ اسی کی طرف دیکھ رہی

تھی۔ اگر کچھ فیل کر رہے ہیں تو بتائیں ہمیں۔

ہم ابھی ڈاکٹر کامران سے بات کر لیتے۔ کہ

حیدر کے ہاتھ میں اس کی کلائی آ گئی۔

اس کی آواز وہیں تھم گئی اور وہ مڑ کر حیدر کو

دیکھنے

لگی۔ "میں ٹھیک ہوں نا؟" اس کا سوال لائبہ کو

ہلا گیا تھا۔ وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھتا رہا

جیسے جاننا چاہ رہا ہو۔

کیا واقعی ٹھیک ہوں؟"

"کیا مطلب؟ ایسا کیوں پوچھ رہے ہیں آپ؟

جانتے ہیں آپ کا ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔"

"جب ایکسیڈنٹ ہوا تھا تو طبیعت کا خراب

ہونا عام بات ہے۔" لائبہ سنبھل کر

بولی، "ٹھیک ہے، میرا ایکسیڈنٹ ہوا تھا، لیکن

مجھے یاد نہیں میرا ایکسیڈنٹ کیوں ہوا۔

میں کیا کر رہا تھا جب میرا ایکسیڈنٹ ہوا؟

میں کہاں تھا؟ کس کے ساتھ تھا؟

اور سوالات کا بازار تھا جو اس کے پاس تھا۔

لائبہ اس کی جانب دیکھتی رہی، وہ نہیں چاہتی

تھی کہ وہ یہ سب سوچے۔

ہلکا سا مسکرا دی، ماحول کی سختی کو

کم کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ حیدر ماتھے پر ٹیپ

لگائے دیکھنے لگا۔ وہ اتنی اہم بات کر رہا تھا

اور اسے ہنسی آ رہی تھی۔

"آپ بالکل ٹھیک ہیں۔

بیمار لوگ ایسے سوال نہیں پوچھتے، اور جہاں تک

ایکسیڈنٹ کی بات ہے تو آپ کو اس لیے نہیں

یاد کیونکہ آپ بے ہوش ہو گئے تھے۔ پھر آپ کو

کیسے یاد رہتا کہ کیا ہوا۔" وہ جیسے اس

کا مذاق بنانے لگی تاکہ وہ ان سوچوں سے

نکلے، اور ہوا بھی کچھ ایسا ہی۔ حیدر نے گہرا

سانس لیتے ہوئے اس کے مسکراتے چہرے کو

دیکھا، "شرم آنی چاہیے تمہیں۔ کوئی یہاں

پریشان ہے اور خود مسکرا رہی ہو۔" اس نے

تیر چھی نظروں سے کھسیا کر

دیکھا، "آپ کا اور ہمارا کوئی ہنسی مذاق کا

تعلق نہیں۔ آپ کو دوا دینے آئے تھے پھر

بچوں کی طرح برتاؤ کرتے ہیں۔"

"ویسے آج آپ کی فیملی سے کوئی نہیں آیا؟" وہ

اس کے لیے انجیکشن تیار کرتے ہوئے پوچھنے

لگی۔"ضرورت بھی نہیں ان لوگوں کی مجھے۔ویسے

بھی میں ان سب کی اتنی شدید توجہ کا عادی

نہیں۔" وہ سر جھٹک کر بولا اور لائبہ کو

دوبارہ توجہ

دیتے ہوئے۔اوپر سے ڈرپ میں انجیکشن ڈالتی ہوئی وہ

جھکی تو بالوں کی لٹ آوارہ گردی کرتی

اس کے چہرے پر جھکنے لگی۔وہ یہ

منظر تک رہا تھا،اسے اب وہ خواب نہیں آتا

تھا،وہ خواب سے نکل کر اس کے سامنے جو آ

گئی تھی۔ حیدر محو تھا اسے دیکھنے میں۔ کیا؟

اچانک ہی دروازہ کھول کر عریشہ نے اندر

جھانکا، "لائبہ، ڈاکٹر کامران کا بیٹا

ہسپتال میں ہے۔

اور تم جانتی ہو، انہوں نے پہلے دن سے سب کو ایک

ٹانگ پر کھڑا کر دیا ہے۔ پلیز ہوش

میں رہنا۔" ویسے سر نے تمہیں کہا تھا کہ

تم ساری ڈیٹیلز دو گی تو بھاگو، اب نیچے

اسے تھپکی دے کر وہ وہاں سے چلی گئی، جبکہ

لائبہ کے ہاتھوں میں اوزار آ

گئے۔ حیدر نے ناگواری سے یہ سب دیکھا، وہ

گھبرا گئی۔

"کبھی اپنے شوہر سے ملواؤ۔"اس نے بات کا آغاز کیا۔

"کیا مطلب؟"لائبہ کو سمجھ نہیں آئی۔

"مطلب وہی جس کے نکاح میں ہو تمہارا۔" وہ سڑتا ہوا بولا، جبکہ لائبہ ہلکا سا مسکرا دی۔"

چڑ چڑاہٹ سے ملتے نہیں۔ ٹھیک ہو جائیں گے تو ضرور ملوادوں گی۔"لائبہ کی جان تو سلگ گئی تھی اور اوپر سے عجلت میں بھی تھی کہ وہاں سے وہ جانا چاہتی تھی۔ کل ہی ڈاکٹر کامران نے اسے

بتایا تھا کہ ان کا بیٹا ہسپتال جوائن کر رہا ہے۔

حیدر سنجیدہ سا ہو

گیا۔لائبہ نے اسے بڑی احتیاط سے

انجیکشن لگایا اور وہ یونہی مسکراتی ہوئی پلٹ

گئی۔دروازے تک وہ پہنچی ہی تھی کہ اس کی

بلاوجہ کی مسکراہٹ اور اس کے شوہر کے

نام پر حیدر آگ بگولا ہو گیا تھا۔اس کا ردعمل

اس نے اپنے ہاتھ سے بڑی بے رحمی سے ڈرپ

کھینچ کر دور پھینکتے ہوئے ظاہر کیا۔وہ ایک

لمحے کے لیے رک

گئی۔

"گیٹ آؤٹ!" وہ رک کر اسے دیکھ رہی تھی مگر

حیدر کا دماغ خراب ہو چکا تھا، کچھ پہلے

سے ہی تھا اور اب تو ایکسیڈنٹ کے بعد مزید

ہو چکا تھا۔

"آئی سیڈ گیٹ آؤٹ!" وہ دھاڑا اور اس سے پہلے کچھ

اور چیز پھینکتا، لائبہ اس کا حکم مانتی باہر

نکل گئی۔ اس کے پیچھے پیچھے حیدر نے توڑ پھوڑ بھی شروع کر

دی تھی۔ لائبہ وہاں سے جا نہیں سکتی تھی، وہ

فکر مند تھی کہیں وہ خود کو نقصان نہ

پہنچا لے۔ وہ ہمت کر کے دوبارہ کمرے میں

آ گئی۔

"کیوں آئی ہو تم یہاں؟ مرنا چاہتی ہو میرے ہاتھوں سے؟" وہ

چلایا۔

"کس بات پر غصہ آیا ہے آپ کو؟" وہ اس کے نزدیک جانے

لگی۔

"ڈاکٹر، میری نظر سے دور ہو جاؤ!" وہ

سرخ نظروں سے اسے دیکھتا

بولا۔

"اچھا، ٹھیک ہے، ہو جاتے ہیں۔" وہ آہستگی سے اس کا ہاتھ تھام

گئی۔

حیدر نے اسے انہی الجھن بھری آنکھوں سے دیکھا

جن نظروں سے اسے چھونے کے

بعد ایک انجانا سا احساس ہوتا تھا۔ لائبہ نے

ہاتھ کھینچ لیا جبکہ حیدر سر تھام

گیا اور وہی ہاتھ جو لائبہ نے کھینچا تھا اس

ہاتھ کو زور سے جکڑ

لیا۔

"تم اپنے شوہر سے طلاق کب

لو گی؟ کب تک میں تمہاری وجہ سے یوں

سلگتا رہوں گا؟ جواب دو!" آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر اس نے اسے اپنے

نزدیک کھینچ کر کہا۔ لائبہ بے بسی سے

اس کی جانب دیکھنے

لگی، لبوں پر خوف سا

چھا گیا۔

"ڈاکٹر، مجھے جواب چاہیے!" وہ اسے جھنجھوڑ

گیا۔

"جب آپ کہیں گے،" آہستگی سے وہ کہہ گئی اور حیدر جیسے تھم گیا۔ حیرانی
تھی آنکھوں میں
جیسے شعلے اگلتی آگ پر کسی نے ہلکی
پھلکی پانی کی پھوار کر دی
تھی۔اس کے بازو جس سختی سے تھامے ہوئے
تھے اچانک اس کی گرفت ڈھیلی
ہو گئی۔لائبہ یہ جانتی تھی کہ اس نے کس
شدت اور جنون سے اس کے بازوؤں کو جکڑا
ہوا تھا اور لائبہ کو کتنی تکلیف ہو رہی تھی۔حیدر
کا تناؤ کم ہوا تو مزاج بھی ڈھیلے ہو
گئے۔
"سچ کہہ رہی ہو؟" اس کی جھکی جھکی بھیگی

پلکوں کو دیکھتے ہوئے وہ سوال کرنے لگا جبکہ

لائبہ نے سر ہلا

دیا۔

"او!" وہ جیسے مسرور سا ہو

گیا۔ "میں سچ کہہ رہا ہوں، میں نے آج تک کسی

کے لیے یہ سب محسوس نہیں کیا۔ تم، تم

میری دوا ہو، تم میرے ساتھ رہو گی تو مجھے کسی

چیز کی ضرورت نہیں۔ لیکن جب بھی میں یہ

سوچتا ہوں کہ تم کسی اور کی ہو تو میرا خون کھولتا ہے۔

تم مجھ پر رحم کھاؤ، اس شخص سے آزاد

ہو کر بس میری ہو

جاؤ۔" وہ آہستگی سے اس کی کمر میں ہاتھ ڈال

گیا۔لائبہ بے ساختہ کانپ اٹھی جبکہ اس کے وجود

کی مدھم مدھم کپکپاہٹ حیدر کو محسوس ہو رہی

تھی۔لائبہ میں اتنی بھی ہمت نہیں تھی کہ وہ

نظر اٹھا کر اس کو سن سکے۔وہ الفاظ جنہیں

سننے کے لیے کان ترس رہے تھے،وہ الفاظ وہ

سن لے،آج اس کی آنکھوں میں دیکھ لے کہ لائبہ

ہی کے لیے کتنا بے چین تھا۔

"اب ہم جائیں؟"وہ مدھم آواز میں سر جھکائے

بول رہی تھی۔

"ہے،دم!"حیدر یکدم ذرا

چونکا۔"تم بیمار

ہو؟"پہلو میں ایک گرمی سی محسوس ہوئی

تواس نے سوال

کیا۔

لائبہ نفی میں سر ہلانے

لگی۔

"ہم بہت دنوں سے بیمار ہیں۔اس

نے

توجہ

دینا چھوڑ دیا ہے۔" بیماری کی وجہ سے وہ آنکھیں سکڑ کر

شکی نظروں سے اسے دیکھنے

لگا۔لائبہ بھی اس کی آنکھوں میں دیکھنے لگی تھی

اور اچانک وہ اس کے شک کو بھانپ

گئی۔اس نے ابھی کچھ دیر پہلے بتایا تھا کہ اس

کا شوہر بیمار ہے جبکہ وہ اس پر شک کر رہا

تھا۔

"آپ کی خدمت،" وہ کہہ کر اس کے حصار سے نکل

گئی۔

"جاؤ یار، مجھے عجیب محبت کر بیٹھا

ہوں میں بھی،" وہ چڑ

گیا۔ "ویسے کچھ نہیں ہے جیسا آپ سوچ رہے ہیں۔

ہم اپنے گھر نہیں گئے جب سے آپ نواب اس

ہسپتال میں آئے ہیں۔ ایک دن آرام کے گھر سے

گئے تھے تو معلوم ہوا اب

دوائی نہیں لے رہے تو پھر آنا پڑا۔ بس شاید

بے آرامی کی وجہ سے بیمار ہو

گئے۔"اس نے تفصیل سے جواب دیا کیونکہ حیدر کو

کچھ مطمئن کرنا

چاہتی تھی۔

"یعنی تم اپنے شوہر سے محبت نہیں

کرتی اور تمہاری شادی اس سے زبردستی ہوئی

ہے؟"حیدر اس کی رضامندی سے یہ ہی اخذ کرنے

لگا۔لائبہ نے لمبا سانس

لیا۔

"کچھ ایسا ہی سمجھ لیں آپ۔

ہم چلتے ہیں اور پلیز نرسوں کو تنگ مت

کیا کریں۔حیدر، ہم پڑھتے بھی ہیں، پھر آپ کا

بھی خیال رکھتے ہیں۔ تھوڑا سا رحم ہم پر بھی

کھالیا کریں،" وہ آہستہ آہستہ بولی تھی اور حیدر

کو

محبت ایسی تھی کہ اگر وہ اس کی مکمل ہوتی تو شاید وہ اسے کبھی بھی اس کمرے سے باہر نہ جانے دیتا۔ "مجھے لگتا ہے کہ مجھے تم سے جلد از جلد نکاح کر لینا چاہئے کیونکہ میں تمہیں جس طرح کا سلوک کرنا چاہتا ہوں وہ نکاح کے بعد ممکن ہے، بغیر نکاح کے ممکن نہیں۔" اس نے گہری نظروں سے اسے دیکھتے ہوئے کہا جبکہ لائبہ فوراً بھاگ کھڑی ہوئی۔ حیدر مسکراتے ہوئے دھپ سے بستر پر گر گیا۔ وہ چاہتا تھا کہ وہ بیمار ہو جائے تاکہ کبھی بھی اس ہسپتال سے نہ جا سکے۔ پاؤں جھنجھلاتے ہوئے آہستہ سے انگریزی دھن گنگناتے ہوئے وہ جتنا خوش تھا شاید دنیا میں کوئی اتنا خوش نہ ہو سکتا۔

"سر، یہ رپورٹس ہیں،" ایک ملازم نے کہا۔ "حیدر مرتضیٰ شارٹ ٹرم میموری لاس کا کیس ہے، جس کی وجہ سے وہ آپ کو پہچان نہیں سکے۔ جہاں

تک مجھے لگتا ہے، وہ دو تین ماہ کی حالیہ واقعات کو بالکل یاد نہیں کر پا رہے اور پرانی باتیں یاد بھی ہیں تو کسی کی مدد کے بغیر وہ سب یاد نہیں کر پا رہے۔اس کے علاوہ، وہ اعلی جذبات کا شکار ہیں۔"

وہ کمال کے ملازم نے حیدر کی رپورٹس، جو کہ ہسپتال سے ہی اسے ملی تھیں، لا کر کمال کے سامنے رکھیں تو کمال ایک دم رپورٹس اٹھا کر پڑھنے لگا۔

"واقعی، اس کا بیٹا ایک دوسرے کی شکل اختیار کرنے لگے ہیں،" کمال نے کہا۔

"جی سر، ایسا ہی ہے۔اور سالار مرتضیٰ اس بات کو ظاہر نہیں کرنا چاہتے۔ میڈیا میں یہ بات کھلی تو اس کے بیٹے کی پوزیشن برباد ہو جائے گی،" ملازم نے ہنستے ہوئے کہا۔کمال کے چہرے پر بھی خطرناک مسکراہٹ اٹھنے لگی۔

"تو کرو نہ برباد۔اس کی شہرت اتنی برباد کر دو کہ وہ پاگل ہو جائے۔یہ ہیڈ لائن ہر چینل پر ہونی چاہیے۔ملک کا جانا مانا وکیل، قابل عقل مند، جہاں

سے بھرپور سب سے مہنگا وکیل حیدر مرتضیٰ ایکسیڈنٹ کے بعد پاگل ہو گیا ہے۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہم نے ایک قیمتی شخص کو کھو دیا۔ درخواست ہے پاگل خانے والوں سے کہ وہ انہیں جلد از جلد صحت یاب کرنے کی کوشش کریں۔" اس نے ہیڈ لائن سی بنائی تو اس کا بیٹا ہنسنے لگا۔

"لیکن ڈیڈ، وہ پاگل نہیں ہوا ہے۔ اسے پاگل کرنا ہے کیونکہ شیر زخمی ہونے کے بعد زیادہ گہرا وار کرتا ہے۔ اسے اسی کے اعلیٰ جذبات میں ایسا الجھاؤ کہ وہ خود کو پاگل سمجھے۔ وہ جوش میں آئے اور ایسی حرکت کرے کہ سیدھا جیل جائے تاکہ اس کے پیچھے سے یہ تمام کیسز جو تمہارے خلاف کھڑے ہیں میں بند کرا دوں اور سالار مرتضیٰ اپنی اولاد کی زندگی کی بھیک مانگنے مجھ تک آئے۔" وہ انتقام بھرے لہجے میں بولا اور اس کا بیٹا

سب سمجھتے ہوئے گردن ہلہ گیا اور آپ کا کیس بھی تو بند ہونا چاہیے آخر کب تک یہ تلواریوں ہی لٹکا کر فرینگے۔ اس نے کہا تو اسکا باپ سر ہلانے لگا وہ

سوچ چکا تھا اسے کیا کرنا ہے تو یونیورسٹی آنے کا میڈم نے سوچ ہی لیا نے کی

جانیب دیکھتے آیشا نے سوال کیا ہاں سوچ لیا وہ خوشی سے بولی ایک منٹ ی

میں کیا دیکھ رہی ہوں روش نے میڈم اتنا خوش یونیورسٹی آنے پر آیشا حیران

ہوئی ہزار نے بائی فورس بھیجا ہے بٹ اِٹس اوکے میم استارٹ ہونے والے

ہیں ویسے بھی وو کتابیں نکالتی بولی کہیں اس بار ٹاپ کرنے کا تو ارادہ نہیں

اسکے منہ سے جریاب کا نام سن کر الگ ہی جلن محسوس ہوئی تھی اس نے

ترچھی نظروں سے اُسے دیکھتے طنزیہ لہجے میں کہا روش نے ہنس تھی بس کچھ

ایسا ہی سمجھ لو اچھا مجھے پریوس ٹیسٹ دینا اس نے مانگی کینٹین نہیں جانا کیا آیشا

نے اسکا جہاں ہٹانا چاہا نہیں ابھی موڑ نہیں تم نے جانا ہے تو چلی جاؤ وہ ہلکا سا

مسکرا کر بولی جبکہ آیشا نے سر جھٹکا اور اُسکے پاس ہی اُٹھ گئی روش نے تمہاری

یہ اطمینان بخش مسکراہٹ اب میرے چہرے کا حصہ بنے گی وہ ہلکا سا

مسکرائی تھی جبکہ روسانی جوش میں جریا آپ کو سرپرائز کر دینا چاہتی تھی اس

بار وا کی ٹاپ کرنے کا ارادہ رکھتی تھی وکل سے پیپر شروع ہو جاتے اور اُسکا سارا فوکس اب بڑھائی پڑتا

ماما اے ماموجان سے بات کریں مجھ میں کیا کمی ہے جو وہ الاف کر رہے ہیں مجھے نور پسند ہے پاگل ہو گئی ایان کتنی بڑی ہے وو تم سے وو سخت برم ہوئی ماما محبت کے آگے عمر بھی دیکھی جاتی ہے کیا وورانگی سے ماں کو دیکھنے لگا ہاں پاکستان میں دیکھی جاتی ہے یہ تمہارے ملک کی طرح ملک نہیں ہے جہاں لڑکا اور لڑکی اپنی مرضی سے شادی کر لے

"لے یہاں وہی سب ہوتا ہے جو ماں- باپ چاہتے ہیں اور لڑکیاں یہاں ماں- باپ کی اجازت کے بغیر سر بھی اٹھا نہیں سکتیں اور تم یہ چاہتے ہو کہ نور تمہارے لئے تمہارے حق میں فیصلہ کریں، اُسے اپنا بھپ بہت عزیز ہے، جبکہ تم کل کے آئے لڑکے ہو، عمل نے اُسے حقیقت کا آئینہ دکھایا، فضول باتیں ہیں، یہ محبت محبت ہوتی ہے، محمد کے درمیان، یا پاکستان اور

آسٹریلیا کا کوئی کھیل نہیں ہے، اب بھی مجھے بے وقوف سمجھ رہی ہے، لیکن میں ہونے نہیں دوں گا، یہ سب میں ماموں جان سے خود بات کروں گا، نور سے کروں گا، وہ مان جائے گی، اپنی بات کہتے ہوئے بھی اُسے یہ بیت باری تھی کہ یہ نہیں ہو سکتا، وہ نہیں مانے گی، لیکن عارف کا دل دیکھ کر وہ زندگی میں پہلی بار مت کیتا، اُسے لگا تھا شادی کر لینا محبت کر لینا اتنا کوئی مشکل کام نہیں، لیکن محبت کرنا واقع مشکل نہیں، لیکن محبت کو حاصل کر لینا بہت مشکل تھا، وہ ماں کے پاس سے اُٹھ کر باہر نکل آیا، ایان رک جاؤ مت کرو یہ سب، عمل نے پیچھے سے اُسے آواز لگائی مگر اُس نے ایک نہ سنی، اور اُوپر نور کے کمرے کی جانب آگیا، بغیر دروازہ بجائے بغیر اجازت طلب کریں، اور نور کے کمرے میں داخل ہو گیا، نور اپنی الماری کو لے کھڑی تھی، ایان نے اندر قدم رکھتے ہی دروازہ بند کر دیا، اور نور ایکدم پلٹی، بال کھلے تھے، اسکی، وہ سکون سے شاور لینے جانے کا سوچتی، کبڑ کے پاس کھڑی کپڑے دیکھ رہی

تھی، کہ آندھی طوفان کی طرح کمرے میں آیااور دروازہ لاک کر دیا، ایان وہ حیران رہ گئی، یہاں کیا کر رہے ہو تم اور دروازہ کیوں بند کیا ہے، تم نر پریشانی سے دروازے کی جانی بڑھتی کہ کہ ایان نے اسکے دونوں بازو تھام لئے، نور میرے ساتھ مت کرو، ا

"ن ایک بار ماموں سے بات کرو یار، مجھ میں کیا مسئلہ ہے؟ میں واقعی تم سے محبت کرتا ہوں۔ "محبت کے ایک دم میں، نور نے اُسکا ہاتھ اُٹھایا اور اُسکے منہ پر گھسا دیا۔ "کیا محبت ہے وہ؟"، نے میرے کمرے میں آکر دروازہ بند کر دیا۔ "تم یہ باتیں مجھے بتا رہے ہو، اگر کوئی نے دیکھ لیا تو میرے ماں باپ کی عزت کی دھجیاں اُڑ جائیں گی، تمہیں یہ بات سمجھ کیوں نہیں آتی؟ مجھ میں تم میں دلچسپی نہیں، وہ غصے سے چیخی، جبکہ ایان اُسکے سامنے ساک کھڑا رہا۔

"ارے بھائی، مجھ میں نہیں ہے، میں تم میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتا۔ میں ایک ماچھور آدمی سے شادی کرنا چاہتا ہوں، اور تم میرے معیار پر پورا نہیں

اُترتے۔"ایان، تمہیں اس بات کو خود سمجھنا ہو گا،اُسکی جانب غصے سے، میں دیکھ رہا تھا۔"میری محبت بھار میں گئی، تمہاری محبت اچھاڈالو،اس محبت کا جو مجھے کرنی ہی نہیں، تم سے شادی وہ اُسے چھوڑ کر بولو، دفا ہو جاؤ ایان،اور خدا کے واسطے دوبارہ اپنی شکل مت دکھانا، مجھے نفرت ہو گئی ہے تم سے، وہ اُسے اپنے کمرے سے باہر دکھے گئی۔"اُس نے نیچے کھڑی اپنے بیٹے کی حالت سے پریشان، یہ منظر دیکھنے لگی، جبکہ نور نے اُسکے منہ پر دروازہ دیکھ کر مارا، وہ اپنے باپ کے خلاف کبھی نہیں جانا چاہتی تھی،ایان، جبکہ وہی کھڑا رہ گیا، جب وہ زندگی میں سیریئس ہوا، تواُسکی سنجیدگی کو ایمچور کا نام دے دیا گیا،اس وقت اسکی حالت بہت بری تھی، بامشکل سانس لیتے، وہ پلٹا تو سیدھا ماں کی نظروں سے نظر جا ملی،اور وہ نظریں چرا کر باہر نکل گیا۔"

episodw 24

"بیٹے کی خاطر عمل نے ایک بار آرس سے بات کرنا چاہی۔ لیکن آرس کا ری ایکشن اتنا شدید اور برا تھا کہا عمل میں اگلا لفظ کہنے کی ہمت نہیں ہو سکی تھی۔ ایان ما کی بیزتی پر تمیلہ اٹھا اور فیصلہ کر لیا کہ وہ لوگ یہاں سے دوبارہ واپس چلے جائیں گے۔ جبکہ ایان اور امل کی سنجیدگی اور انکے ہرکت دیکھ کر آرس نے ساری کے والد سے بات کر لی اور اس بات پر کافی خوش ہوئے تھے۔ اور پاکستان لوٹنے کی بات بھی کی۔ جبکہ سارم کو آرس کی اس عذرا پر نہایت نفرت ہوئی تھی۔ کیونکہ نا ہی اسے نور میں انٹریسٹ تھا نا ہی وہ شادی کرنا چاہتا تھا ۔

جواسے پسند کرتا تھااس سے کر دیتے شادی ضروری تھا عمر سے عمر کا جوڑنا۔۔

اور مرد چھوٹا ہو یہ بڑا مرد ہی رہتا۔۔۔اور ہمیشہ عورت سے بڑا ہی کہلاتا ہے

وہ ان بے وجہ کے فرق کو نہیں مانتا تھا وہ لائبہ کے ساتھ وقت گزارنا چاہتا تھا

بمشکل ہی سہی وہ اس سے بولنے لگی تھی اور اب یہ سب وہ عارض پر سخت

برہم تھا۔ یہاں تک کے جبکہ اسکے نے اس سے اس رشتے پر بات کی تو باپ وہ

صاف مکر گیا اور وہاں سے وہ ہی رد عمل آیا جس کا اسے یقین تھا کہ وہ اپنے

دوست کی خاطر بیٹے کی کسی بات کو اہمیت نہیں

تھے۔۔ رہے دے

۔۔ گیا ہی آپ صارم

زبر کیوں وہ ہے۔۔ لڑکی اس چاہتا کرنا نہیں ہی شادی وہ جب

ہی اس وہ تھے رہے چپکا ساتھ اسکے اسے کر مل سب دستی

بن ادھیڑ

تھا۔۔ میں

ہائی پارہ تھا اٹھا کے کر بات سے ڈیڈ بھی پہلے دیر کچھ ابھی اور

کے بتانے یہ اسے شاید سوچا کا کرنے بات سے نور اپنے اور تھا

کوئی سے خود نور چاہتا کرنا نہیں شادی سے اس وہ کے بعد

اٹھا سٹیپ

سے سب لگا چڑھنے سیڑھیاں اوپر اور نکلا سے کمرے وہ لے

اوپر

تھا۔۔۔ کا سالار پورشن

منھا میں درمیان تھا مختلف ہی سے گھر پورے پورشن وہ اور

عارض شیری زریاب نیچے جبکہ تھے کمرے کے نور اور روشانے

نہیں کمرہ وہ اور تھا بھی کا حیدر ساتھ ساتھ کے ہونے کے زین

بھی سے پورشن کے سالار ۔۔ اور تھا ہی پورشن الگ ایک بلکل

کمرے ایک بس جان کی گھر پورے جسے تھا خوبصورت گناہ کہیں
دروازہ اپنے ۔ تھا نہیں رہتا اکر یہاں ص لیکن تھی دی بھر میں
کوئی اگر نہیں تو تھا کوئی یہاں دیکھا ادھر ادھر اور کیا ناک
احتیاط اپنے تبھی تھا سکتا سمجھ مطلب بھی کوئی تو لیتا دیکھ اسے
تھی کبھی ضروری
ایکدم تھی رہی جا انسیٹیوٹ اپنے شاید تھی ہی میں کمرے نور
کچھ اور گئی چونک وہ دیکھ میں کمرے اپنے کو صارم بار پہلی
۔ تھی فطری جھجک یہ گئی جھک
جانا۔ جھک پھر چونکتا یوں اسکا تھا دیکھا سے ضبط البتہ نے صارم
لیا۔ پوچھ اخلاقاً اپنے ; ہو کیسی
۔ دی مسکرا سا ہلکا وہ ;ہوں ٹھیک

عارض گی ہو جانتی تم تھی کرتی بات ضروری سے تم نے میں
میں تو ہیں چاہتے کرانا شادی تمھاری اور میری زبردستی انکل
نہیں پسند تھیں میں کہ ہوں چاہتا دینا آگاہی ہی صرف تمھیں
اور ہو نہیں خوبصورت ہو نہیں اچھی تم کہہ نہیں ایسا کرتا۔۔
اچھی ایک تم ہوں۔۔ کرتا پسند کو اور کسی میں لیکن تم یقینا
دوں مشورہ ہی یہ تمھیں میں ہو نہیں لیے میرے لیکن ہو لڑکی
ایان تم۔۔ بجائے کے بندھنے میں رشتے کے زبردستی اس کہ گا
پسند آپکو جو اور ہے کرتا پسند تمھیں وہ لو کر شادی ہی سے
چاہیے۔ کرنا انتخاب اسکا ہمیشہ آپکو کرے
کسی ہمیں آگے تاکہ یہ گی۔ سمجھو بات میری تم ہے امید مجھے
نہ خوشی کوئی تمھیں شاید میں پڑے کرنا نہ سامنا کا مسائل بھی
انڈرسٹینڈ تو ٹرائے پلیز تو سکوں دے

شاکڈ ہی یوں نور البتہ گیا چلا باہر وہ کر کہہ میں لفظوں دبے
گئی۔ رہ کھڑی

.ا لیکن تھا ہوا احساس اچھا ایک تو آیا میں کمرے جب صارم
تھا دیا کر معلق میں ہوا گویا اسے نے لفظوں اسکے
ئ پا طے شادی اسکی سے جس وہ
تھی

بتانا کو باپ اپنے بات یہ وہ لے کر شادی سے ایمان وہ کہ
جھیل آنسو میں آنکھوں اسکی ساختہ بے ۔۔۔۔۔ تھی چاہتی
۔ آگئی میں کمرے کے عارض نیچے وہ . اور تھے
کمرے نیچے وہ ۔ تھا چھپایا نہیں کچھ سے عارض تک آج اپنے
شادی سے جب تھا رہا کر بات سے کسی ۔ بیٹا عارض تو آئی میں
پر شادی اس ہی سب ۔ تھا جاتا کم آفس وہ تھا چھیڑا ذکر یہ کا

کے صارم وہ کہ ہوا محسوس کو نور جبکہ تھے راضی باخوبی
جہاں تھے والے آنے کل لوگ وہ تھا رہا کر بات سے والدین
کی چہرے کے عارض ۔۔۔ سکی کر تجزیہ وہ سے باتوں تک
جم وہیں وہ تھی آئی کہنے جو الفاظ وہ کر دیکھ اطمینان اور خوشی
گئے۔۔

نور موبائل نے عارض ; کرو بات سے نور آگئی بھی نور ارے
کے صارم تھی سکی نہیں بھی سنجل وہ دیا دے میں ہاتھ کے
۔ تھے بیٹھے ہی سامنے بہن اور ماں
خاموشی وہ سے۔۔ اس تھے مخاطب سے انطلاقی خوش کافی وہ
لگی دیکھنے کو سب سے
تو تھپتپایا شانا کا بیٹی نے آیت ; ہیں رہی بول آنٹی نور ہوا کیا
۔ آئی میں ہوش وہ

دی مسکرا سہی ہی زبردستی سا ہلکا وہ

وہ کر لے دل بوجھل اور کی بات سے لوگوں ان دیر تھوڑی

مان وہ کیا تو ہے بھی بتاتی بات یہ کو بابا وہ اگر وہ کی سے ا اوپر

کر سے وجہ کی ایان کام یہ وہ کہ گئے نہ یہ انھیں ۔ گے لیں

حالانکہ ایان اور عمل تھا چکا چا ہی صبح آج تو ایان ہے رہی

نے رویے کے عارض مگر چاہا روکنا اسے نے دونوں کبیر سالار

سالار تھی گئ چلی واپس کرتی معذرت وہ تھا دکھایا دل بہت اسکا

بھی ذرا سے بات اپنی وہ لیکن کیا بھی پر عارض نے کبیر اور

سے بات اپنی بھی میں مستقبل وہ تھا یقین اسے اور تھا ہلا نہیں

کے چاہنے اور گئیں ہو نم آنکھیں اسکی ساختہ بے گا ہلے نہیں

حالات کے کیر اختیار خاموشی بنا بتائے بھی کچھ کو کسی وہ باوجود

صارم تھی جانتی نہیں وہ تھی گئی چھوڑ کو خود پر دھارے کے دے۔۔۔ کر انکار ہی خود وہ شاید ۔۔۔ آگے گا کرے کیا ہو آسانی بھی لیے اسکے تو گا دے کر انکار وہ جب ۔۔۔ ہاں نہ اور تھی سکتی کہہ سب یہ وہ سے منہ اپنے الیکن منی جائے ۔ تھی سکتی اٹھوا سوال پر کردار اپنے ہی

تھا نام کا افسردگی اور تقبل کی دل کیا صاف اپنے کو آنکھوں ی رضا کی باپ اپنے بس تھی کرتی پسند کو صارم وہ تھا نہیں ایسا میکسر میں کیفیت کی دماغ و دل اب لیکن تھی۔۔ خوش میں ۔ جاتیں بھیگ بار بار آنکھیں ۔۔ تو تھی آگئی تبدیلی بھی میں گھر ہوں چاہتا جانا کیے ہیں یہاں کو بیٹے اپنے میں ڈاکٹر دیکھا جانب اسکی نے زریاب ۔; ہے۔ سکتا چل علاج اچھا کا اس

انتی کامرانی ڈاکٹر ہے بات کی سالار پریشانی پر چہرے کے جس
میں تھی میری کی اس اور
۔ تھا نہیں معلوم وہ کسی سے میں ان یہ کی بات
بھی کسی وہ ہوتی ہی میں ہاسپٹل ٹریٹمنٹ تمام کی حیدر تھا بہتر
فورا اسے ہے سکتا ہو کنڑول آف آؤٹ سے طبعیت اپنی وقت
آپ گے رہیں بچے تو سے نقصان کسی کم از کم پر ملنے ٹریٹمنٹ
چینی بے زیادہ سے سب سے باتوں کی کامران ڈاکٹر ۔۔۔ لوگ
لائبہ
ساری دکھ سارے اسکے وہ تھا چلتا نہیں بس اور تھی ہوئی کو
چینی بے وہ بھی وقت اس نے چین پر پلکوں اپنی کو تکلیفوں
۔ تھی گئی بدل پہلو سے

کسی وہ کہ ہو اطلاع کی بات اس کو حیدر چاہتا نہیں میں ڈاکٹر
بھی کوئی کا بات اس وہ اسے ہوں جانتا میں ہے شکار کا مسئلے
لے اثر
ہے۔ ہا
کو ایکسیڈینٹ اپنے وہ اور رہے۔۔ ہی نارمل سب ہوں چاہتا میں
۔۔ سمجھے ہی ایکسیڈینٹ نارمل
کیا۔۔ بیان مدعا ملنے سالار
۔; چاہیے دینا کر آگاہ سے کنڈیشن اسکی کو لوگوں آپ کو حیدر
۔ دیا مشورہ نے کامران ڈاکٹر
دیکھنے اسے اب سب وہ تو بولی ساختہ بے لائبہ نہیں ن۔۔۔
ہیں جزباتی وہ مطلب ہمارا لگے

تو سب یہ تو بولی وہ گے۔۔ لیں پہنچا نقصان ہی واقعی کو خود
تھی۔ ہی حقیقت
گئے۔ بھر سانس کامران ڈاکٹر
گا۔۔ ہو رہنا ساتھ کے حیدر وقت ہر تمھیں لائبہ پھر ہے ٹھیک
ہر مجھے۔۔ سب یہ میڈیسنز اسکی ڈائیٹ اسکی رپورٹ ویکلی اسکی
گی۔ ہوں پہنچانی تمھیں ہفتے

مدھم سالار گئی ہلا سر لائبہ جبکہ کہا سے لائبہ نے کامران ڈاکٹر
غلط بالکل لیے کے بیٹے اپنے انتخاب کا لڑکی اس دیا مسکرا سا
تھا پاگل پیدائشی وہ تو بات کی حیدر رہی تک جہاں اور تھا نہیں
اس وہ پر جس تھا تا سننا بھی کو زیمل ابھی وہ تو بات یہ اور
بیٹوں باپ ان تو مانا غلطی اپنی کیونکہ تھی چکی ہو خفا سخت سے

میں عمر اس کو غلطی اپنی باپ نا تھی نہیں ہی سیکھی کبھی نے
ہی نہ اور تھا مانتا بھی
۔ تھے ہٹتے پیچھے سے بات اپنی بیٹے
ہوئے وہ ; ہے ضرورت کی احتیاط اور خیال بہت کو لوگوں آپ
سب سنگینی کی کنڈیشن کی حیدر اور تھی فکرمندی میں لیجے تو
ڈاکٹر لائیہ جبکہ آئے نکل باہر زریاب اور سالار ۔ تھے گئے سمجھ
۔ تھی لگی کرنے ڈسکشن ضروری سے کامران
چڑھائے ٹانگ پر ٹانگ سے سکون حیدر۔۔ تو آئے میں روم وہ
سیدھی نانگ اپنے ایکدم پر کھلنے دروازہ تھا رہا کر استعمال موبائل
لگتا۔ اچھا زیادہ تو ہوتی لائبہ اگر جگہ کی باپ اور دیکھا کے کر
بھرا۔ سانس گھیرہ

کیا مجھے مارا۔۔ ہاتھ پر شانے مظبوط اسکے نے سالار ; ہو ٹھیک

۔ گیا آچکا شانے وہ ;ہے ہوا

ہاسپیٹل ہے لیا پی خون کا سب نے تم البتہ تمھیں ہوا نہیں

اب چلو گھر ہے دیا دے ڈسچارج تمھیں نے کامران ڈاکٹر تبھی

بھائی بابا ہے لگتا مجھے لگا۔ دیکھنے کو باپ ہے۔۔ حیرانگی حیدر ;کیا

سے یہاں جو ہے مجال ہے گیا لگ اچھا ہی زیادہ کچھ ہاسپیٹل کو

بولا سے خیزی معنی زریاب ; ہوں ہوتے خوش پر بات کی جانے

کر اٹھا بوتل کی پانی نے حیدر تھا رہا روک الگ مسکراہٹ جبکہ

اپنا۔ کرو رکھا بند منہ دی۔ پھینک اسپر

تلملا وہ ; ہوا نہیں ٹھیک میں تو ابھی ہے کیا ڈسچارج کیوں مجھے

کر

-بولا

گھورا اسے نے سالار ; تم ہو ٹھیک بالکل
ایسے اسے نے حیدر گئی ہو داخل میں کمرے بھی لائبہ تبھی
ہی چیز میٹھی کوئی اور زیادہ سے اس میں دنیا اس ہے دیکھا
نہیں۔۔۔

داخل ساتھ اسکے اور آئی پاس اسکے ہے۔۔ خاموشی البتہ لائبہ
سے ہاتھ کے حیدر اپنے کر کہہ سے نرس دوسری والی ہونے
۔ کہا لیے کے نکالنے برنول
میں لیا کھینچ ہاتھ نے حیدر ہی ویسے تھا ہاتھ اسکا نے نرس
۔۔۔ کا بھڑ وہ ; رہا جا نہیں کہنیں
ٹوکا نے سالار حیدر
ہے مقصد کیا کا رہنے یہاں ۔۔ تو ہو گئے ہو ٹھیک تم جب
جو تم ہو بچے اور ہے رہی کر ویٹ تمھارا زیمل بھی ویسے

سے غصے اسے سالار ;گے رہو نہیں اب تو گیا پسندا ہاسپٹل
۔۔ جبکہ لگی چڑھنے تیوری پر ماتھے کے حیدر لگا۔ دیکھنے
بکواس کیا یہ لیا۔ تھام ہاتھ اسکا کر بڑھ آگے ہی ایکدم نے لائبہ
اسے میں آواز مدھم وہ ; ہو رہی بھیج آج اور کیا اقرار کل ہے
۔ تھا بولا گھورتا

۔ ;ہے ہی پاس میرے تک اب ڈیوٹی کی آپ ہوں مت غصہ
بات کسی زریاب اور سالار جبکہ تھی رہی بتا اسے سے آہستگی وہ
ان نے حیدر تبھی ہوتے بھی نہیں اور تھے چکے ہو مشغول میں
۔ تھی دینی نہیں توجہ پر لوگوں
نہیں جی بولا سے خوشگواریت وہ گی آؤ گھر میرے تم اب کیا تو
پر بل پھر پر پیشانی کی حیدر دیکھا سے نظروں ترچھی نے لائبہ
گئے

اور بولی۔ مانتی ہار وہ گی جاؤ ! تب گے دیں اجازت ڈاکٹر جب
شوہر تمھارا وہ
۔ تھا کہاں ہی چین کو حیدر
گئی ہو کی لاجواب جیسے لائبہ
ڈاکٹر آپ بھائی ہیں رکھتے ارادہ کا لینے کر باتیں ساری ہی آج
ہمارے ڈنر کا رات آپ ڈاکٹر بلکہ گی رہیں جاتی آتی ہاں ہمارے
کی لائبہ زریاب ; ہوں کرتا انوائیٹ پرسنلی آپکو میں گا کیجیے ساتھ
کی حیدر کہ ہلاتی سر میں نفی لائبہ جبکہ بولا کر دیکھ جانب
گئی۔ ہلا میں اثبات سر پر گھوڑی
ڈاکٹر یہ ۔ گیا اٹھ سے جگہ اپنی حیدر اور لگا۔۔ ہسنے زریاب
کام کیا تمھیں کیوں لگا۔ پوچھنے سے باپ حیدر کہاں ہیں کامران
بعد کے ہونے ٹھیک ہے ڈاکٹر اہل نہ نہایت اٹھا بھی سالار ;ہے

پیشنٹ ایک پہلے سے سب نے میں ہے کرتا کیس ہی پر اس
دفع گھر اسے بھی پھر مگر ہے بیمار ہے رہا کہہ سے منہ اپنے
سینس نان ا واٹ
باپ وہ تو کہا نے سالار اب چلو گھر سمجھ ہمیں آگئی ہے ٹھیک
وہ کا جا۔،جانے سے ہی یہاں تھا نہیں بلکل دل لگا گھورنے کو
رہی دیکھ اسے کھڑی ہی پیچھے
۔ ڈالی اسپر نگاہ ایک کر پلٹ نے حیدر
گا۔ کروں انتظار میں کہ گیا جنتا ہی میں آنکھوں جیسے اور
۔ گیا چلا سے وہاں وہ اور بولی نہیں کچھ لائبہ ۔؛
گا جاؤں گھر اپنے میں

۔ دیکھا جانب اسکی نے سالار جبکہ بولا وہ ہی بیٹھتے میں گاڑی
ساتھ میرے تم کر کہہ بات یہ دوبارہ کرنا مت تنگ مجھے حیدر
ہی
۔;گے رہو
کیا۔ ہے گیا ہو انوکھا کچھ کیوں کہا سے نرمی نے سالار
۔ کہا استہزائیہ نے حیدر
جائیں ہو ٹھیک آپ جب ہیں نہیں ٹھیک مکمل ابھی آپ بھائی
ضروری رہنا ساتھ ہمارے اپنا فلحال لیکن لینا کر مرضی اپنی بھلے
زریاب اور حیدر جبکہ بولا ہوئے سمجھاتے اسے زریاب یار ہے
زریاب کر پلٹ نے حیدر تھا رہا کر ڈرائیو خود سالار بجائے کے
کو
۔ دیکھا

آپ پر زندگی جس ہے نہیں عادت بلکل کی زندگی اس مجھے میں ہیں رہے چاہ ڈالنا بعد کے ایکسیڈنٹ لیس یوز اس مجھے لوگ یہ ہوں۔ خوش میں لوگوں اپنے جگہ اپنی گھر اپنے طہ یہ لیکن ہوں رہا جا ساتھ کے لوگوں تم میں سے وجہ کی مام سنایا۔۔ فیصلہ اپنا اپنے ۔۔; گا جاؤ ہی گھر اپنے میں ۔۔ کہ ہے صرف تو اجازت کو زیشاہ ڈاکٹر آپکی ہے مرضی ہے ٹھیک تک ہاسپٹل شاید گی آئیں کیوں گھر آپکے وہ ہے کی گھر ہمارے نے کس لیا۔ ہاتھوں اڑے اسے نے زریاب ;فلرٹ آپکا تھا ہی بھی باپ ماں اسکے کہا کر چڑ نے حیدر ;پابندی اسپر ہے لگائی لفظ ایک ایک جیسے سالار ;صاحب حیدر زادے نواب شاید ہیں ۔ بولا دیتا زور پر

کی پینے خون میرا ۔۔۔ میں گا لوں دیکھ کی سب تیسی کی ایسی

نہیں ضرورت ہے۔؛

بھی پر لبوں کے سالار جبکہ لگا روکنے ہنسی زریاب تو بولا وہ

تھی مسکراہٹ کن محفوظ ۔

کو ڈاکٹر ہو کرتے پسند تم ۔۔؛

کیا۔۔ سوال نے سالار

آخر دیا مسکرا لگا۔۔ دیکھنے کو حیدر کر چونک ایکدم وہ شاید ہاں آ

تھا۔ بیٹا ہی اسکا کو

تھا۔۔۔ دیا جواب جیسا اسکے بہو ہو تھا انجان بھی سے پسند اپنی

لگا چھیڑنے اسے کر بوجھ جان وہ جوڑ کیا اسکا اور تمھارا لیکن

اسکے جہاں تھا چکا اٹھا موبائل ہوئے مسکراتے زیریاب جبکہ

پہلے دن دو کے روشانے تھا ہوا لگا ڈھیر کا میجیز پر واٹسیپ
تھا۔ ریزلٹ کا ٹیسٹ ہوئے
دیا۔ مسکرا وہ تھی۔۔ لائی مارکس اچھے وہ پر طور کن حیران اور
گرم والے ہونے میں گاڑی ۔۔ اور کیا میسیج اسنے; ہے بنتا انعام
دیا۔ دھیان پر ماحول سرد
۔ ; ہے ملتا ثواب سا کون آپکو کر پی خون میرا ڈیڈ
بھڑکا۔ حیدر
بھی اتنا بہلانا سے وکیل کو ڈاکٹر ہیں سوچتے . کو بھڑ ہے ٹھیک
سکون اسنے گریٹ وئیس ۔ دیا مسکرا حیدر جبکہ تمہیں مشکل
۔ کہا سے
گئے پہنچ گھر بیٹے باپ تینوں وہ میں جھونک نوک کچھ
تے۔

ا کون نہیں معلوم تیاریاں، جیسے ایسے پر آمد کی حیدر میں گھر ہو۔۔ گیا

مجھ ہیں رہے مل گلے سب ایسے میں ہوں نہیں حاجی ماما یار آنکھوں نم نے زیمل جبکہ بولا پھیرتا ہاتھ میں بالوں وہ ;سے لگایا۔ پھر پر شانے اسکے سے

نہیں کچھ اور کر بڑھ سے اس آیا لوٹ گھر سلامت کی بیٹا میرا سے سینے کو ماں کر مسکرا تبھی حیدر دی مسکرا وہ ; لیے میرے ۔۔۔ گیا لگا

حیرانگی وہ تو گئی نگاہ پر صارم اسکی بعد کے ملنے سے سب اچانک لگا۔ دیکھنے اسکو سے

ایکدم تھا رہا کر کیا یہاں تو بقول اسکے تھا شوہر کا ڈاکٹر یہ ہے دوست میرا ۔ آیا میں ہوش پہلے سے سب جیسے زریاب

آگے صارم ۔ بولا کر سنبھل وہ تھا آیا کو عیادت آپکی بھائی
کیوں لوٹ کر ہو سہی وہ آخر کہ تھی ہوئی شدید تو جلن بڑھا
تھا۔ آیا
۔ ہوا شکار کا تذبذب حیدر دوست تمھارا
تھا گیا رک کو ملنے سے آپ بس ہے۔۔ والا ہی جانے بلکہ
وہاں صارم کہا نے زریاب گی۔ ہو ملاقات پھر صارم ہے ٹھیک
۔ تھی ہوئی نئ جیسے رگ کی پیشانی اسکی سے غصے گیا بہت سے
نیا یہ اب اور تھا ہوا کیا خراب دماغ نے عارض طرف ایک
دیکھ موقع اچھا وہ تھی تنہا میں ہاسپیٹل لائبہ تو وقت اس ڈرامہ
۔ گیا نکل لیے کے ہاسپیٹل کر۔۔
سوال کئ پر چہرے اسکے رہا دیکھتا پشت اسکی کر مڑ البتہ حیدر
مجبور پر بہنے سے دماغ اسکے نے گفتگو کی والوں گھر جنھیں تھے

ہے ہوا کیا بتائیں گے کریں نہیں یقین آپ بھیو حیدر ۔۔ دیا کر
نظروں تپش پر کی زریاب اور آئی ہوئی اچھلتی روشانے ایکدم
سانس گھیرہ وہ لیا کر قید میں حصار کو چہرے روشن اسکے نے
لگی لگنے اچھی مزید اسے وہ بدن دن کیوں نہیں معلوم گیا بھر
لیے کے ڈھلنے میں پسند اور مرضی اسکی لیے اسکے وہ کیا تھی
. تھی رہی لگ اچھی اسے وہ سے وجہ اس تھی رہی کر محنت
حیدر تھی فری ہی بہت تو سے حیدر لگا دیکھنے اسے کر مسکرا وہ
کچھ

۔ رہا سوچتا دیر

آنکھ نے حیدر گی۔ ہو بات کر بڑھ سے اس ہوں آیا میں
بھی نہیں ہو اد لگے جنے جبکہ گئی بنا منہ روشانے جبکہ دبائے
بار پہلی کا علمی تھی۔۔۔ میں جوش بہت وہ ہے۔ کچھ بھی اور

زریاب بنا کے ہیلپ کی کسی بھی وہ تھا ہوا اچھا ٹیسٹ کوئی ہی
لگا۔ دیکھنے اسے سے نظروں کن مخلوط
کافی تھا سنا کسی کہو سکتی ہو میں سے پھر تم ۔ رہا سوچتا حیدر
بے ایکدم جبکہ دیا رکھ پاؤں پر رگ دیکھتی نے ہو،حیدر لکھی
بلند قہقہے کے سب ساختہ
ہوئے۔۔
کودا میں بیچ ہی سالار; والا۔ سننے نہیں کچھ میں مزید بس ہیلو
. میں بارے کے بہو آپکی کیا نہیں بھی غلط کچھ نے بھائی ویسے
لیا حصہ میں بیچ بھی نے زریاب
اس ہاں گئی۔۔ ہی بھڑک تو روشانے ; سے مجھے یہ ہیں جلتے
ہوا کیا بتاؤ مجھے تم علاوہ کے جلنے کیا ہی ہے پاس کے

خوش روشا۔نے لیے کے جس تھے منتظر کے بات اس سب وہ
۔ تھی

؟ پاپا بڑے

: کود اچھل پر نمبروں اتنے اب تھی بات کی اچھلنے

او عارض جبکہ کا تھے دیے باندھ پل میں

لیے مارکس اچھے بہت نے میں

اتنے کوئی بھی یہ بھلا گئے تمام

وہ ہو بار پہلی میں زندگی

تعریفوں اسکی نے سالار

باپ تھا دیا ساتھ پور بھر

۔ تھی لی اٹھا داد واد

آنکھوں نے جس لگی نے زریاب سے نظروں فخریہ روشانے

ہی سے سب ان داد ساری اسے ہی میں

دیں موقع بھی ہمیں یہ

کیا۔ میسیج اسنے محترمہ عظیمی

کے دن اس اٹھا دھڑک ساختہ بے دل تو کیا ریڈ نے روشانے

تھا۔ گیا بدل بہت وہ بعد

کسی اتنی وہ اگر بس ہے میں ہواؤں وہ تھا لگتا کو روشانے

تیار کو کرنے بھی کچھ لیے اسکے وہ تو تھا ہوتا خوش سے چیزوں

۔ تھی بات سی عام تو لکھنا پڑھنا یہ تھی

گلاب والے کھلنے پر چہرے کے روشانے ساختہ بے پر بات اسکی

۔

گئی۔۔ ہو گھیری مزید مسکراہٹ کی زریاب تھے حسین حد بے
کا روشانے کہا۔ کا اٹھنے سے وہاں اسے سے اشارے اپنے جبکہ
کی کمرے اپنے کر اٹھ خود وہ جبکہ گیا ہی تپ چہرہ
دی چل جانب
روشانے ۔۔۔ ان تھا اہتمام کا ڈنر شاندار تھا رہا بن کھانا جبکہ
پیچھے اسکے پر اشارے اسکے کر اٹھ وہ تھی نہیں ہمت اتنی میں
بات سے حیدر رہی بیٹھی کے کر اگنور دست زبر وہ دے چل
تھا۔۔۔ رہا بج مسلسل موبائل اسکا جبکہ لگی۔ کرنے
۔۔۔ گیا چلا میں کمرے کر گھور سے غصے زریاب
دیکھائے اسے تاریکی کی رات کی نگاہ پر کھڑکی تو اٹھا کر ہو وہ
تھا آیا بار دوسری ہی شاید وہ میں پورشن اس تھی۔۔۔ رہی دے
سے الگ ایک اور حال نما لاونج اور کمرہ دست زبر یہ جبکہ

نہ کبھی رہنے اسے لیکن تھا بنوایا نے ڈیڈ لیے کے اسی پورشن

۔۔ گیا بیٹھ کر اٹھ اور مسکرایا سے سمتی وہ دیا۔۔

آیا یاد اور دیکھا۔ کر اٹھا موبائل اپنے تھا شکار کا پن بھاری سر

گیا۔۔۔ جھٹک سر وہ۔۔ تھا نہیں لیا تو نمبر کا ڈاکٹر اپنے کہ

دیر کچھ وہ ہے۔۔۔ گیا ہو ایکسیڈنٹ بھی کا سکیلز اسکی تھا رہا لگ

فریش اور کرنے چینج کپڑے کر اٹھ پھر اور رہا دیکھتا ادھر ادھر

۔ گیا چلا ہونے

. اف ای موڈ

پھر

بار ایک کر دیکھ کو لائبہ ہی سامنے تو آیا باہر کر ہو فریش وہ

اٹھی نہیں جانب اسکی تک اب نگاہ کی لائبہ وہ تھا ہوا حیران

نہیں۔۔۔ بھی کی کسی شاید یہ تھی

دیکھا انولو ساتھ کے سب اسے طرح جس پھر اور تھا حیران وہ
جسے گئی چھیڑ کی جنگ کی اختلافات کیوں جانے نہ میں دماغ تو
تھا۔۔۔ نہیں ابھی شاید وہ میں پوزیشن کی سہنے
اور منہا نور جو رہا دیکھتا کو ڈاکٹر سامنے وہ ڈالے بل پر ماتھے
میں کمرے دوبارہ وہ تھی رہی کر باتیں کر مسکرا سے روشانے
کی سوالوں کر دیکھ یہاں اسے مگر وہ تھا منتظر اسکا حالانکہ گیا چلا
۔ تھا دیا کر شروع درد میں سر اسکے نے بھنچاڑ
تھا۔ آچکا عاجز سے درد کے و کے سر اپنے وہ
کر تھام سر اور مارا کر پھینک کر اٹھا کشن اپنے ہوئے بھڑکتے
۔ گیا بیٹھ ہی پر صوفے

نکلی آہ ساختہ بے لے لے نہ جان اسکی درد یہ تھا رہا لگ ایسا گیا۔ لگا ٹیک سے پشت کی صوفے وہ اور سے لبوں اسکے تھی ٹونے سے کے چھنا اور مارا پر ٹیبل کی کانچ مکہ کر کھینچ کر جھنجھلا زمین تلے قدموں کے لوگوں موجود باہر نے آواز کی ٹیل والی تھی۔ دی سرکا

دیکھ کیفیت اسکی اور ہوئے داخل میں پورشن کے حیدر وہ ایکدم آپ حیدر ۔ تھی پہنچی تک اس پہلے سے سب لائبہ کر۔۔۔ آئی کر لے انجیکشنز وہ پہلے سے آنے یہاں آیا یاد اسے اچانک جاتا پہنچ یہاں سلمان مکمل اسکا کل تھی

لاؤ۔۔ پانی تم ہو ٹھیک حیدر حیدر حیدر

اسکے مگر تھا سکتا سن وہ جو تھیں آوازیں کی ; بیٹے میرے حیدر کسی کر کھول آنکھیں وہ دی نہیں اجازت جیسے نے درد کے ۔

لائبہ تھا لگا چلانے اب وہ سے درد بڑھتے کے سر ۔ دیکھے کو
کچھ بنا نے لائبہ اور گئے بھی خطا اوسان کے سب وہاں سمیت
. دیا۔ اتار پورا امین میں گوشت اسکے سمجھے سوچے
پلکیں ہوتی شکار کا نمی آنکھیں ہوتی سرخ اسکی ہی لگتے انجیکشن
۔۔ بعد اسکے اور رہا دیکھتا دیر کچھ کو فانوس وہ ہوئیں۔۔ وا
لیں۔ کر بند آنکھیں
جس اور وہ تھا بیٹا۔۔۔ جوان اسکا روپڑی ہے۔۔ چینی بے زیمل
کی زریاب نے سالار تھا نہیں کم وہ تھا رہا گزر ہ وہ سے اذیت
وجود کم بھر بھاری کے حیدر سمجھتے اشارہ کا باپ جو دیکھا جانب
سانسیں اسکی کے تک یہاں تھا چکا ڈال پر بیڈ کر اٹھا بمشکل کو
کچھ ابھی تھا ٹھیک وہ طبعیت ایسی اسکی ہوئی کیوں گئیں۔۔ اکھڑ
لگی۔۔ کرنے استفسار سے لائبہ پہلے،زیمل دیر

تھا نہیں علم خود کو لائبہ

مزید میں نفرت لیے کے کمال میں وجود کے سالار جبکہ

گیا۔ ہو اضافہ

جبکہ تھا نارمل بلکل وہ نسبت کی رات تو کھلی آنکھ اسکی صبح اگلی

چیز وہ تھا رہا سو پر صوفے وہیں زریاب دیکھا گرد ارد اپنے ۔۔

اسکے رات کل جبکہ جاتی کی پروٹیکشن اسکی جو تھا نہیں بچہ وہ کیا

تھا۔ نہیں یاد کچھ اسکو ہوا کیا ساتھ

نے ڈاکٹر کہ تھا یاد یہ اسے لگا سوچنے میں بارے کے رات وہ

تھا۔۔۔ آنا رات

حیران ہی پر خود وہ ; رہا سوتا تک اب سے بعد کے اس وہ کیا

ہوا۔

میں نفی سر ہوتا مخاطب سے خود جیسے وہ ; حیدر ہے گیا ہو کیا
گیا۔ کھس میں واشروم سے لاپرواہی اچھالتا تکیہ پر زریاب ہلاتا
اب زریاب تھا نکلا باہر وہ میں منٹ دس تقریبا کر ہو فریش
۔ تھا رہا سو بیچے گدھے گھوڑے بھی
ڈی کی ایل ہوئے ہوتے تیار مطابق کے عادت اپنی نے حیدر
لی۔ کر اون
اور ۔۔۔ گیا پہنچ تک چینل نیوز کرتا چینگ سر سے پرواہی لا وہ
لگا۔۔۔ سننے نیوز والی چلنے پر چینل نیوز
رہا چلا کھڑا میں بیچ کے رپورٹرز نیوز جو تھا دیکھا کہیں آدمی یہ
دینا کر ختم لائسنس کا مرتضی حیدر ہاں جی تھا۔
ہے۔۔۔ چکا بن مریض بیمار مستقل ایک وہ
مستقبل روشن کا پاکستان وکیل مانا جانا مرتضی حیدر

ے افسوس مجھے بڑے

آپ اگر یہ رپورٹ۔ کی مرتضی حیدر رہی یہ اور نہیں ٹھیک
آئے نہ یقین کو لوگ
کا مرتضی حیدر ہے لگتا مجھے ہیں سکتے دیکھ کو رپورٹ اس تو
چاہیے۔ دینا کر ختم چیمبر

اگر وہ میں حالت اس ہے چکا بن مریض دماغی مرتضی حیدر
. عدالتی میری گا جائے کر انصافی نہ وہ۔۔ تو ہے لڑتا کیس کوئی
سب سمیر جائے کی کروائی قانونی میں بارے اس ہے درخواست
ایسا لیکن تھے رہے چھپا مرتضی سالار والد کے مرتضی حیدر
ہو نہیں ممکن
میں کیمرے ہوئے مسکراتے طریہ نے کمال مرتضی سالار سکتا

۔ دیکھا

جل محمد رہا لڑ کیس سا کون وہ کہ چاہتا نہیں یہ رتضی ممکن ایسا

ایک وہ ہے گیا بن پیشنٹ دماغی وہ ہے گیا

; ہے پاگل ایک وہ ہے پاگل

پلٹ نے حیدر گئے بکھر کر ٹوٹ اور میرے سے کے چھنا برتن

ابھری آواز کی گیرنے تن بر سے جہاں دیکھا میں تعقب اس کر

ناشتہ تھی گئی رک وہ تھی۔۔ کھڑی ہی میں دروازے لائبہ تھی

ایکدم زریاب تھی رہی آ پاس کے اسی وہ کر۔۔ لے

کو لائبہ کر مڑ حیدر جبکہ تھا رہا چاہ سمجھنا سب یہ وہ بیٹھا اٹھ

دیکھنے

کی طوفان آندھی ایسے مناظر کئی جیسے میں سکرین کی ذہن ور
ہو۔۔ گیا گھوم سب میں لیموں جیسے۔ لگے کرنے گردش طرح
گئے۔ جم آکر پر چہرے ایک پھر اور
;لائبہ
ہوا کلک میں دماغ کے حیدر کر۔۔ دیکھ اسے جو تھا نام واحد یہ
تھا
ہے جاری

Episode 25

آنکھوں گئے گزرتے لمحے ۔۔۔ رہا دیکھتا کو لائبہ کے تاثر بنا وہ
پھٹی کر گھما نگاہ بعد کے توقف کچھ پھر اور تھی یقینی بے میں
ہوا چلتا وہ پھر اور دیکھا نگاہ ایک کو زریاب دیکھتے آنکھوں پھٹی
نہیں بات کوئی سے کسی سے میں دونوں ان اپنے گیا نکل باہر
دونوں ان ہی نے نظروں یقین بے تاثر بے سرد اسکی تھی کی
۔ تھی لی کھینچ زمین تلے قدموں کے
کسی وقت اس کو حیدر تھا نہیں ہی جاگا کوئی ابھی شاید میں گھر
تھا۔ کانپا پر قدموں ہی اپنے وہ تھی نی کر نہیں بات بھی سے
تھی طرح کی موت مانگی بن لیے اسکے شاید تو نفی کی ذات اپنی

۔ بھیا

چکا جا سے وہاں کر نکال گاڑی حیدر مگر لپکا پیچھے اسکے زریاب
۔ تھا جانتا نہیں کوئی یہ وہ تھا گیا کہاں تھا
سے افسوس کو لائبہ بنی مورت کی شیشے ہی یوں نے زریاب
تھا بھاگا اندر بتانے کو باپ وہ جبکہ تھی رہی کانپ وہ دیکھا
گئے۔ ا قطرے کے پسینے بھی پر چہرے اسکے سے پریشانی
اپنے سالار تھا۔ احساس کا انھونی تھا خدشہ انجانا میں آواز اسکی بابا
سے تیزی وہ کر دیکھ چہرہ متشکر کا زریاب اور نکلا سے پورشن
.ہے ہوا کیا تھی پیچھے انکے بھی زیمل تھا آیا نیچے اترتا یاں سیٹر
سا متفکر لیے کے حیدر وہ تبھی تھی ہی کو سب تو فکر کی حیدر
۔ گئی ہو نہیں خراب تو طبعیت سے پھر اسکی کہیں کہ بولا ہوتا
ہاتھ اسکے کمال حرامی وہ وہ بابا ہے گیا
کو بھائی

نیوز رپورٹس کی بھائی اپنے ہیں گئ لگ رپورٹس کی بھائی حیدر

پر چینل

.گیا رک زریاب اور ہے دی چلوا

تھا چاہتا جاننا بھی کہانی کی سامنے رکھتا میں قابو کو عصابوں اپنے

ہاتھ پیچھے اسکے کمال تھا لگا دھچکا اسے کہ تھی حقیقت یہ لیکن

تھا بیٹھا میں بھول کسی وہ اور تھا چکا پڑ کر دھو

لا انکا جائے دیا کر ختم چیمبر کا بھائی ہے کی اپیل میں عدالت

اسکی سے الفاظ کے ۔زریاب جائے دیا کر کینسل ئیسینس

۔ گئیں پڑ لکیریں تشکر چند پر پیشانی

جس تھیں۔۔ گئیں تھام دل اپنا تو رمشہ اور آیت نیناں زیمل

چھن سے اس ہی وہ رکھا دور سے خود کو حیدر لیے کے چیز

. گا جائے ہو پاگل واقعی وہ تی جائے

میں گھڑی۔۔ ہر وقت ہر جو لگی۔۔ دیکھنے جانب کی سالار زیمل
ہو نہ حل کوئی گویا تھا کھڑا چپ ایسے آج اور تھا لیتا کر فیصلے
سالار دیکھا میں آنکھوں اسکی نے زیمل اپ اب گے کریں کیا
نگاہ نے
چرالی۔
تضی مر سالار
بار پہلی شاید کی بھڑ سےوہ کی آپ ہے میں تکلیف بیٹا میرا
دھرائی پھر بار ایک تاریخ بھی بولی ایسے سامنے کے سب وہ اسپر
دیکھ میں ریلکس دیکھا۔ جانب سے ضبط نے سالار تھی رہی جا
تھما اسکو لفظ چند کے تسلی یہ اسنے کیطرح ہمیشہ اور ; گا لوں
۔ گئ تھام ہاتھ اسکے زیمل دیے

نکل سے ہاتھوں آپکے بات بار اس رہا لگ ایسا کیوں مجھے لیکن
;ہے کھڑا عکس اپنا آپکا سامنے آپکے بار اس کیونکہ سالار ہے گئ
فکر کی بیٹے تھی بولی دیکھتی اسے سے آنکھوں تر سے آنسوں وہ
کانپ بھی ہاتھ اسکے سے
اسکے یہ زیمل کبھی کہ تھا چاہا نہیں ایسا نے سالار تھے اٹھے
۔۔ جائے رہ بس بے یوں وہ اور آئیں میں تکلیف بیٹے دونوں
والا ہونے کیا آگے تھا جانتا نہیں خود بار پہلی ہاں مرتضی سالار
ہے .
نکالو گاڑی زریاب
کی سالار دوڑا جانب کی باہر کر پلٹ وہ دیا حکم کو بیٹے اپنے
۔ اور دیکھا چہرہ زرد بلکل کا لائبہ اپنے تھیں بگیریں کی پر پیشانی
گیا نکل وہاں چراتا نگاہ ۔

اسکی میں راستے تھے نکلے طرف کی گھر کے چیدر سب وہ
ہی ساتھ کے ان بھی کبیر اور زین عارض تھی سکتی بگڑ طبعیت
تھے۔

اسی بلکل تھیں جاتی ہو تر آنسوں آنکھیں اسکی کر ہو ہرٹ جیسے
تھیں۔ چکیں بھیگ آنکھیں اسکی طرح

تے رہا پا دے نہیں تسلی اسے کوئی دی رو سے بسی بے وہ
تھی رہی مل نہیں بھی خود کو کسی تسلی کیونکہ گا جائے سنبھل
کیا بات یہ پر طبعیت اسکی تھا والا کرنے کیا حیدرا نہیں معلوم
انجان سب کرتی اثر
تھے

کے احساس اسی ہے۔۔ گیا ہاسپٹل وہ تھا رہا کہہ دل کا لائبہ
۔ گئ نکل لیے کے ہاسپٹل چھڑاتی آپ اپنا سے نور وہ تحت

اندر چاہا۔ روکنا اسے نے نور اور منہا ; تم ہو رہی جا کہاں

کے زیمل

تھی خراب حالت الگ باعث کی رونے

شدت لیکن تھی حقیقت یہ تو تھا رہا پھٹ وقت اس سر اسکا مگر

تکلیف یہ تھا۔۔ میں حواس ہوش مکمل وہ باعث کے جنوں

۔ تھا لگا بہنے خون ہلکا ہلکا سے ناک جبکہ تھی برداشت ناقابل

ہلکا جیسے میں یاداشت اسکی نہیں معلوم گیا بڑھا رفتار کی گاڑی ہ

ایکسیڈنٹ اسکا چلاتے گاڑی طرح اسی جیسے تھا رہا ہو کا جھپا ہلکا

ہو ہوا

تکلیف کن حیران یہ اور تھا رہا یا کر نہیں یاد کچھ وہ مکمل لیکن

اسکے تھی

لیے

تھا اہم اگر تھا رہا کر کیوں تھا کیوں پیچھے اسکے وہ تھا کون کمال
کسی سننا پاگل لیے کے ذات اپنی لیے کے رتضی حیدر . تو
اور سمجھا فیکٹ پر ہمیشہ کو خود اسنے تھا نہیں کر بڑھ سے تکلیف
کا تمے تھکے دو کوئی آج تھا کیا بھی ثابت پر باپ اپنے تھا رکھا
دنیا بھری شخص
کے
کیونکہ
رونی
بیٹا کا مانگا نہیں ایک سے سالار تک آج تھا رہا اڑا دھجیاں اسکی
بیٹے کے سالار آپکو اپنے وہ تھا تضی
مر ،زیادہ

ہاں ہاں تھی دی محبت اسے تھا پالا اسے نے مرتضی تھا سمجھتا

بڑھ سے سب

وجہ کی مرتضی بھی تو تھا کرتا محبت سے اس بھی سالار یا کر

کو محبت اپنی کرے۔۔ ظاہر وہ کہ آئی نہیں ہی نوبت ایسی سے

سے گاڑنی وہاں روکتے گاڑی سامنے کے ہاسپٹل لیے۔۔۔۔ اسکے

داخل اندر اور نکلا

ہوا۔۔۔

کامران ڈاکٹر پر ریسپیشن سیدھا اپنے تھی تیزی میں قدموں تو

۔۔ گیا بڑھ طرف اس اور کیا پتہ میں بارے کے

ڈاکٹر وہ تھا یہیں وہ تھا ہوا ثابت سچ یقین کا لائبہ طرف دوسری

تھا۔ آیا ہی پاس کے کامران

جبکہ تھے ہوئے بکھرے بال اسکے بڑھی اوپر ہوئی دوڑتی لائبہ
تھی رہی کانپ تقریبا وہ سے پریشانی

وہ

معلوم بیٹا انکا اور کامران ڈاکٹر سے،کھولا دھاڑ دروازہ نے حیدر
کون نہیں

کامران ڈاکٹر کر دیکھ کو حیدر تھے مصروف میں ڈسکشن سی
ہو کھڑے

۔ گئے

حیدر جبکہ دیکھا سے فکرمندی کو خون بہتے سے ناک اسکی حیدر
کا ڈاکٹر اپنے ایکدم تھا باہر بھی خود شاید سے اختیارات اپنے
لیتا ایکشن کا بات اس بیٹا انکا پہلے سے اس اور جکڑا گریبان
گیا۔ رک وہیں وہ پر کرنے کھڑا ہاتھ کے کامران ڈاکٹر

تھے رہے کر ڈسکس ہی میں بارے کے حیدر سے اس وہ ابھی
ہوتی انگارہ دیتا زور پر لفظ ایک ایک وہ; مجھے ہے ہوا کیا ۔
۔ لگا دیکھنے کو کامران ڈاکٹر ل سے انکھوں
اوبسیسڈ سیلف گا جائے جان وہ جب تھا یقین کو کامران ڈاکٹر
اسکی یہ اور گا کرے برداشت ہی سے مشکل کو بات اس پر سن
تھا سکتا ہو بھی بیمار مزید وہ تھا نہیں ٹھیک لیے کے کیفیت ذہنی
ڈاکٹر لیکن لیے کے روکنے اسے شاید بھی بڑھی ایکدم لائبہ پیچھے
گئی رک لائبہ دیا روک وہیں سے آنکھوں بھی اسکو نے کامران
ہاتھ دونوں کے حیدر پھر اور ۔ لیا تھام سے سختی کو دروازے
ہوا کیا مجھے ہے پوچھا نے میں ڈاکٹر ہٹائے۔ سے پر گریبان اپنے
پر ٹیبل اسنے ہوئے دھاڑتے ہے

موسیٰ بیٹا کا کامران ڈاکٹر ڈیڈ ۔ گئی نکل چیخ کی لائبہ ماری لات
دیا روک اسے سے پھر نے انھوں موسی جاؤ رک بڑھا آگے
کی پیشانی اسکی تھا کو پھٹنے جیسے سے۔۔ شدت کی غصے حیدر
وہ تھا لگا بہنے خون سے ناک اسکی تھیں۔۔ گئیں تن رگیں
تھا رہا دیکھ کو کامران ڈاکٹر سے آنکھوں ہوتی انگارہ سرخ
تمھارے صرف یہ ہوا نہیں کچھ تمھیں حیدر۔ ایزی اٹ ٹیک
ایکسیڈنٹ
فیکٹ پر تم علاوہ اسکے ہے ہوا اثر پر دماغ تمھارے سے وجہ کی
ٹھیک بلکل وہ کہ چاہا کرنا ثابت اسپر اور بولے وہ می بلیو ہو۔۔
ہے
کر نہیں کیوں برداشت بات طرح سیدھی وہ تھا جانتا نہیں
رہا۔۔

درد سر اسکا چیخے۔۔ سے زور زور وہ تھا رہا چل نہیں بس اسکا
کہ تھا رہا پھٹ لاوا اندر اسکے سے شدت اس لوگ۔۔ اسکا
پاگل اسے ہی واقعی سب یہ تو چلایا اگر وہ تھا رہا لگ اسے
گے سمجھیں

تم گے جاؤ ہو ٹھیک تم لگی۔۔ سکنے کر دیکھ حالت اسکی لائبہ
۔ جھٹکا ہاتھ انکا اپنے بٹائیں ہاتھ ۔ جاؤ ہو ایزی
کرنا نہیں علاج اپنا سے آپ مجھے مجھے دیں۔۔ رپیورٹس میری
اسکی اور کیا صاف کر رگڑ سے ہاتھ زبردستی کو خون سے ناک
. گئی ہو تر سے خون شرٹ ساری

۔۔۔ چپ بس .کی ہونے ریلکس تمھیں وقت اس حیدر
لیں بھینچ مٹھیاں ۔ اور چیخا وہ پر کامران ڈاکٹر
تھام سر

تھا گیا

رہا برس لفظ ایک ایک کا کمال طرح کی ہتھوڑے جیسے پر دماغ

. تھی کھڑی ہی پیچھے لائبہ پلٹا وہ تھا

دوڑ طرف پانی اسکو بس پہلے سے ہونے ہوش بے نے حیدر اور

آتے کر

تھا۔ دیکھا

سنی آوازیں کی لوگوں کئی گرد ارد اپنے اپنے آتے میں ہوش

کھولیں۔۔۔ نہیں آنکھیں اپنے جبکہ تھیں

تھا۔ نارمل وہ

تھی لگی ہونے کشی منظر میں دماغ اسکے ہی پہلے سے اس کھولتا

اسے ریپورٹس اپنی اور کامران۔ ڈاکٹر ۔ لائبہ کے ریپورٹ نیوز

تھا۔ آرہا یاد سب

فکر اسکی والے گھر اسکے تو کھولا کو آنکھوں سرخ اپنی اپنے ایکدم

تھے موجود وہاں میں پریشانی اسکی

پہنچی۔ تک اس کر تڑپ زیمل

بھر میں ہاتھوں چہرہ اسکا...حیدر

یاد وہ شاید اور ہے گیا گزر کچھ جو مطابق کے کامران ڈاکٹر جبکہ

ہو ہوئے رکھے

نہ ہو ٹھیک ۔ لگا دیکھنے کو ماں سے سنجیدگی حیدر ۔

حیدر

کسنوارے بال اسکے سے چاہت سے پیار نے زیمل

اسطرح کو بیٹے جوان

۔ گا ہو ہوتا کام ترین مشکل کا دنیا لیے کے باپ ماں شاید دیکھنا
صاف آنسو اپنے تھی۔۔ رہی کر محسوس کو تکلیف اس زیمل اور
کو سانسوں انکی کی سب ان الفاظ کے حیدر مجھے تھا ہوا کیا کیے
کر بھال
گئے۔
بڑھا آگے کر مسکرا زریاب
تو آئے چکر بس۔۔ ہیں دیتے ہی ڈرا تو آپ یار ہوا نہیں کچھ
یہ نیوز اچھی اور ہے ویکنیس سے وجہ کی ایکسیڈنٹ گئے گر آپ
; برو ہے جھاڑا کو صاحب والد ہمارے نے کامران ڈاکٹر کہ ہے
دی۔ بڑھا جانب اسکی سے مزے مٹھی کی ہاتھ اپنے
لگا۔۔ دیکھنے کو زریاب حیدر

والی دیکھنے تو شکل کی ڈیڈ گیا۔ ا مزاہ قسم کی خدا ہے جھاڑا ایسا
سب اب کرتے انجوائے خوب تو ہوتے میں ہوش آپ تھی
وہ چاہیے۔۔۔ رہنا ہی میں ہاسپٹل کو آپ کہ ہیں چکے مان
۔ گیا بیٹھ کر اٹھ حیدر مسکرایا
کے زریاب اور کہا کر مسکرا سے سکون نے اس ;ہے نیوز اچھی
مارا۔ پیچ کا ہاتھ اپنے پر ہاتھ
۔ دیا مسکرا سے پھر حیدر ۔ لیے چوم ہاتھ کے حیدر نے زیمل
حقدار کا محبتوں ہی زیادہ کچھ تو سے وجہ کی ایکسیڈنٹ اس یار
تھا بولا بھرتا سانس گھیرہ ملی نار وہ ;مجھے دیا بنا
خوفزدہ کرے پیار پناہ بے اسے تھا رہا چل نہیں بس تو کا زیمل
کو آپ اپنے جاتا جان دچ وہ گیا جان سچ حیدر تھی گئی ہو
پہنچاتا۔۔۔ نقصان

یاد اسکی تھا اچھا کرتا نہ برداشت کبھی عیب یہ اندر کے خود وہ
لگی۔۔ مسکرانے زیمل ۔ تھی نہیں یاد کوئی کی صبح میں
اور واہ.. جائے کی محبت صرف سے اس کہ ایسا ہی ہے بیٹا میرا
ایکدم زیمل دیکھا۔ کو ماں سے نظروں ترچھی اپنے ...سے ڈیڈ
ہوگئی۔۔ سرخ
لگا۔ ہسنے حیدر گئی اٹھ سے جگہ اپنی زیمل حیدر ہو تمیز بد بہت
کے سب اور زین اور عارض کبیر ہوتے داخل میں کمرے اور ۔
۔ اسنے تھا دیکھا کو باپ اپنے پیچھے
تھپتھپایا شانا اسکا نے کبیر ۔؛جوان ہو ٹھیک
۔ دیا مسکرا وہ ؛ ۔ پایا پڑے ون اے
گئے رہ کر ہو کے ہاسپٹل بھی تم جائو ہو ٹھیک میں چٹکیوں اب
سے کہیں تھا رکھا لہجہ نارمل بھی نے عارض ہو

کیا نا ظاہر نے کسی

ہے۔ چکا گزر کر ہو کیا صبح

میں ڈاکٹر کسی میں ہاسپیٹل ہے گیا لگ دل اسکا بھائی ہے لگتا مجھے

زین

دیا مسکرا وہ تو چھیڑا نے

چھوٹی آنکھیں نے حیدر ۔۔ ہیں لگاتے کیسے دل ہے پتہ بڑا آپکو

کرتے

اسے

میں سر تو اب کرو۔۔۔ بس بھائی اور دیکھا سے نظروں مشکوک

زین ;ہیں دیکھتے سے شک ہی مجھے لوگ بھی اب اگئے بال سفید

دیے جوڑ ہاتھ نے

کھڑے خاموش وہ ;ہے پورا بھی پر باپ اپنے مجھے تو شک نہیں

کو سالار

تھا۔ بولا دیکھتا

دوسرے ایک ہی یوں سب وہ دیر کچھ تھا خاموش بھی اب جو

۔ گئے نکل سے وہاں ہی تینوں وہ پھر اور چھیڑتے کو

زریاب سالار زیمل

تھے۔ گئے رہ پیچھے حیدر اور

لگا دیکھنے سے غور کو بیٹے گیا بیٹھ پاس کے حیدر سالار

نہیں بیٹھنے سے چین کبھی کو باپ اپنے نے میں ہے پتہ تمھیں

کو باپ وہ ; ڈیڈ ۔۔ اور تھا جاتا ا کر بھڑ لڑ میں میں بچپن دیا

مسکرا کے کر یاد

ہمیشہ

زیمل زریاب دیا ہنس وہ ;تھے مارتے سے فکری ی تھے سخت
اسے سے خاموشی حیدر جبکہ تھی مسکراہٹ بھی پر چہرے کے
رہا دیکھ
تھا

میرے کو ڈیڈی گیا بھاگ ہی سے گھر تو ہوا جوان جب اور
پھر تھا پسند کام اپنا تو مجھے لیکن تھی چیڑ سخت سے پروفیشن
;آگئی میں زندگی میری ماں بوڑھی تمھاری
اسپر جبکہ تھی چاہت میں نظروں دیکھا جانب کی زیمل اسنے
طنز خوامخوہ
تھا پھینکا

کیا قریب کو ماں کر پھیلا ہاتھ پر شانے کے زیمل نے زریاب
میری ہیں بوڑھے آپ صرف میں سٹوری آپکی ڈیڈ کریں بس
۔; ہے۔ ہوتی شمار میں عورتوں حسین بھی۔۔ آج تو ماں
۔ بولا دیتا جنبش دلکش کو کو آنکھوں وہ
" دیکھ سے توجہ کھوتے
خوض غورو بہت وہ ۔ دی کھلکھلا زیمل گئ ہی چبھ تو کو سالار
میں سچ نے حیدر ;بات یہ آپکو ہے رہا بتا بعد کے
۔ دیا لقمہ
ٹانگیں اپنی میں بات میری جو میری ہے اولاد بخت بد نہایت
اسے کو پر ہنسی کی زیمل گیا چڑ سالار سکے رہ نہیں بنا اڑائے
گھورا سے سختی

کو کہانی ہے نہیں ضرورت کی مارنے گھوریاں زیادہ کریں بس .

مجھے مقصد جانتا ہے کریں نٹینیو

بے نے حیدر ;ہیں سکتے لگا بھی میں کمرے آپ گھوریاں یہ

بھی میں الغرض بھرا سانس گھیرہ نے سالار جبکہ کہا سے زرای

سے شدت بہت آج تھا غیرت بے طرح ہی تمھاری بہو ہو

جبکہ کہا ہوئے گھورتے اسنے ;ہے رہا ہو احساس کا باپ اپنے

۔ رہا دیکھتا اسے سے مزے حیدر

کے ڈونٹ ڈیڈ ہوں رکھتا علم کا کارناموں تمام آپکے میں

مجھے ہے کیا ہی نے آپ پیدا دری۔۔۔

۔

۔ تھا برجاستہ قہقہہ کا سالار

میرا کبھی نے باپ میرے کہ تھی یہ بات کی مزے ایک لیکن کرتا محبت ہمیشہ سے مجھ وہ تھا بھی جیسا میں چھوڑا۔۔ نہیں ساتھ نے۔۔۔ انھوں ہے کی محبت سے مجھ کر بڑھ سے اولاد اپنی رہا بھی تم تو عکس کا محبت انکی تک آج بھی میں دل میرے اور نہیں کچھ میں بارے کے ماضی میں سمجھانا نہ تنہا بھی کو خود ہر ہے کھڑا ساتھ تمھارے باپ تمھارا رکھنا یاد یہ بس گا کہوں

حیدر جبکہ بولا جکڑتا میں ہاتھ اپنے ہاتھ اسکا وہ میں حالات اسکی سے سنجیدگی لگا دیکھنے صورت

-

رات اس گزری میں ہاسٹل کو حیدر سالہ بیس میں اگر بات یہ آپکے وہ تو کہتے آپ تھا رہا پھونک لڑکا وہ سے بخار رات جس

میں سینے آپکے مجھے اب لیکن کرتا کوشش کی چھپنے میں سینے
کو باپ سے نظروں سرد وہ ڈیڈ ہے نہیں ضرورت کی چھپنے
لگا دیکھنے

---- رکا وہ ۔

تھا کیا نہیں دور سے خود آپکو نے باپ آپکے ہے معلوم آپکو
میں آپ اور میں . میں اور ہوئے دور سے مرضی اپنی آپ
لیکن رہا کر نہیں شکوے سے آپ میں ڈیڈ ہے فرق بہت
۔ مرضی اپنی کو زندگی اپنی میں کہ ہوں رہا سمجھا اتنا صرف
وہ ; ہوں نہ فکرمند لیے میرے سو ہوں قائل کا جینے سے
پیچھے کر کہہ سے آرام
گے مارو طنز تک کب رہا۔ دیکھتا اسے لمحے چند سالار گیا لگا ٹیک
جانب اسکی ڈالے بل پر ماتھے نے سالار ; پر مجھ

دیکھا۔

اسے طرح اسی بھی نے حیدر گا۔ کرے دل میرا تک جب

دیکھا۔

تھاما شانا کا سالار سے جلدی نے زیمل ; سالار

کام ہر ہے غلطی ہی آپکی بس آپ لڑیں۔۔ نہ سے بیٹے میرے

حیدر جبکہ لگی دیکھنے اسے کر بسور منہ ل اور کہا جلدی ہر میں

لیا۔ تھام ہاتھ کا ماں دیا ہنس

پاس میرے کر چل بل کے سر خود دن ایک اولاد تمھاری یہ

۔ کچھ نہیں ہی تھا مرتضی سالار کہنا تو آئی نہ کر توڑ نکھرا ہی یہ

آپکی ۔ ڈیڈی لیں لگا شرط پھر چلیں اٹھا۔ جھٹکتا سر سالار ۔

کچھ نہیں ہی تھا مرتضی حیدر کہنا تو جاؤں نکل نہ باہر سے سوچ

دیکھا جانب اسکی کر چونک نے سالار تھا کہا اسنے میں انداز جس

بوڑھے ڈیڈ آپکے ۔۔۔ آپکو ہے ضرورت کیا چاند میرے حیدر
وہ میں کہانی اس ہے۔ کی بیٹے میرے کہانی یہ اور ہیں گئے ہو
تو ب آپ اور ہے ہیرو ہی
۔ ہیں جان میری
دیا۔ مسکرا ذرا وہ میں پیار کے زیمل
کچھ کو سالار اور زریاب طرف دوسری گیا تھام ہاتھ اسکا اور
گئے رہ دیکھتے جانب کی دوسرے ایک دونوں تھا لگا نہیں ٹھیک
۔ تھا رہا کر باتیں سے ماں حیدر جبکہ
چکر کے باہر مسلسل لائبہ آئے نہیں باہر لوگ وہ تک جب
تھی رہی لگاتی
تھی ایسی حالت کی دل جبکہ تھی نہیں ہمت
جائے۔ پہنچ تک اس

اسے ۔ دیکھا باہر اسے تو آئے باہر سے روم زریاب اور سالار
ایک کو لائبہ تو بتایا اسے نے سالار ;ہے نارمل نہیں یاد کچھ
جبکہ تھا اثر گھیرہ اتنا پر یاداشت اسکی کہ ہوا بھی دکھ طرح
خوشی طرف دوسری
۔ ہلایا سر نے لائبہ تھا۔۔ کھلا نہیں راز اسکا کم از کم ہوئی بھی
اسے گیا ہو روانہ لیے کے گھر کے کر بات سے باپ زریاب
ان ۔ تھی کرنی اٹینڈ میٹنگ ایک بعد کے ریسٹ تھوڑے
۔۔۔ تھا گیا ہٹ بلکل دھیان سے کام آکر میں معملات

ہے جاری

Episode 26

ہی بلکل تو ارادہ کا میٹنگ تھی چکی ہو دیر کافی تو لوٹا۔ گھر وہ
داخل میں گھر سے تیزی تھی رہی ستا الگ نیند اور دیا کر ملتوی
ایک میں لاونج کہ تھا سوچا کا جانے میں کمرے اپنے ہوتے
ٹھنک وہ دیکھ لگا تماشہ
. رکا کر

جبکہ تھے رہے کر انجوائے مودی سے سکون روشانے اور شیری
لگ دان کوڑا نہیں لاونج گویا گرد ارد کے دونوں ان تھا اتنا گند
ہلاتا سر میں کنفی ڈالے تیریاں پر ماتھے وہ ۔۔۔ گھر انکا تھا رہا
میں دیکھنے مووی ہارر ایک دونوں ۔ گیا آ پاس کے دونوں ان
۔ ہے کھڑا کوئی بھی پیچھے تھا نہیں ہوش کوئی کہ تھے مہو اتنے

گئی۔ ہو منتقل توجہ بھی کی زریاب پر مودی اس اچانک اور
تھا۔ رہا جا کھولا سے آہستگی دروازہ کا کمرے اندھیرے
یہ تو بیچ اور تھی نہیں پسند خاص کچھ مویز یہ تو اول کو زریاب
کسی ذکر کا چیز اس تک آج لیکن تھا فوبیا کا مودی بارر اسے تھا
گیا۔ پھنس ہی خود کر رک پاس انکے وہ تھا کیا نہیں سے
گئی ہو سیدھی بلکل روشانے ہوا برآمد ہاتھ ایک اور کھولا دروازہ
. شیری۔ طرف دوسری جبکہ گی اٹھے بھاگ سے وہاں ابھی جیسے
کی کوشش ناکام کی چھپانے کو خود سے کشن نے
شیری اور روشانے آیا سامنے چہرہ جو کر کھول دروازہ ایکدم اور
پیچھے ایکدم دونوں وہ تھیں کی زریاب چھینیں بلند سے چیخوں کی
تو زریاب جبکہ مڑے
۔ گیا موڑ ہی منہ

وہ جبکہ ۔ دھاڑا تو زریاب دونوں تم ہو رہے دیکھ بکواس کیا یہ لگے ہونے سرخ اب میں کوشش کی روکنے جنسی اپنی دونوں۔۔ سی ایل سے ریموٹ کر میچ سانس بھیرہ نے زریاب ہی جیسے اور گونجے۔۔۔ میں لاونج قہقہے کے دونوں ان ہی ویسے کی بند ڈی زار لگا گھورنے انھیں ہوتا زدہ مفت نے زریاب آپ شیٹ اٹھا۔ پھینکتا کشن شیری ہیں۔۔ ڈرتے سے مویز بارہ آپ بھائی تم جو ہے کہاں والے گھر سے یہاں آؤ نظر پھیرتے چلتے نہ تم ۔ بولا چراتا نگاہ سے روشانے وہ ; ہو رہے کر عیاشی اتنی دونوں تھا پڑا ایکطرف دوپینہ تھی انجان ہی بالکل سے دوپٹے اپنے جو ہے دیکھتی صورت اسکی رکھے ہاتھ پر پیٹ زادی نواب وہ جبکہ ہارر صاحب زریاب تو نہیں ضرورت کی پلنے بات بس رہی جا ; ڈرتے سے مویز

ہیں۔۔

کل تھا گیا ا یاد کسی اگنور اسے نے زریاب ;ہیں کہاں والے گھر کی روشانے تھی گئی کر انور طرح کسی وہ اور تھا بلایا اسے اپنے دو ہم سب ہیں رہے ا آپ سے جہاں ۔ لگی بریک کو جنسی حیدر خود تو میں ہیں گئے وہیں کر چھوڑ یہاں کو بچوں معصوم گے ہوں ٹھیک کب بھیو ویسے بھائی زار تھا چاہتا ملنا سے بھیو کیا سوال نے شیری گے۔ رہیں ہی ایسے زندگی ساری اب وہ کیا ہو ٹھیک جلد بھائی رکھا۔ ہاتھ پر شانے اسکے نے زریاب تو جلد اسکی تھے متفکر خود لیے اسکے سب وہ ; ۔۔ گئے جائیں تھے۔۔ گو دعا کے یابی صحت

روشانے ۔ گیا بڑھ جانب کی کمرے اپنے کر تھپتھپا شانا اسکا وہ لگی۔۔ دیکھنے جاتا سے خاموشی اسے

گیم سے مزے اب وہ اور تھی لی لگا گیم اپنی وہیں نے شیری
نہیں ہضم کچھ انداز کا زریاب کو روشانے جبکہ گیا لگ میں کھیلنے
چل پیچھے اسکے تیار کو مارنے کلہاڑی پر پاؤں ہی اپنے وہ اور ہوا
۔ تھی کرتی کر مجھ سوچ کچھ کہاں بھی پہلے دی
سے پیچھے تو ہوا داخل میں کمرے اپنے زریاب ;ہے ہوا کیا اپکو
۔ دیکھا جانب کی روشانے اپنے کر مر پر آواز والی آنے
۔ دیا جواب کرتے اگنور شدید اسے اپنے نہیں کچھ
ہوئی دی کی اسی سے سکون روشانے جبکہ لگا اتارنے واچ اپنی
پر دل ہی زیادہ آپ مودی ہارر ہے لگتا تھی رہی کھا چاکلیٹ
اسکا اپنے ;گئے لے
۔ بنایا مذاق

بٹن کا شرٹ اپنی بعد کے اتارنے گھڑی نے زریاب جبکہ ویسے اور تھی مہر شدید میں کھانے چاکلیٹ روشانے کھولا۔۔۔ سکی کر نہیں نوٹ وہ تبھی تھی پشت جانب اسکی کی زریاب بھی بھی بلکل البتہ میں آنکھوں کی زریاب ہے رہا کر کیا زریاب کہ پھوک ڈر کوئی کتنے آپ دیسے ۔ تھی نہیں رعایت لیے اسکے ساختہ بے ایکدم سے منہ اسکے اور اٹھایا چہرہ اپنے ہوئے ہنستے زریاب سے نظروں چونک وہ ۔ گیری پر زمین کر چھوڑ چاکلیٹ اپنی اور تھا لیا موڑ چیرہ جانب اسکی اب نے جس لگی دیکھنے کو ہی ساکت روشانے ۔ دیا پھینک پر صوفے کر اتار کو شرٹ گئی۔۔ رہ کھڑی

اب کھڑا سے سکون وہ دیا نہیں ایکشن ری کوئی نے زریاب ڈال ہاتھ دونوں میں پوکٹس کی پینٹ اپنی النا تھا رہا دیکھ اسے

بھی سانس روشانے وجاہت پور بھر اور قد لمبا سینا چوڑا لیے
چیخ ایسی آیا ہوش اسے ہی جیسے اور تھی۔۔۔ رہی پا نے بمشکل
ہی شیری ایک تو میں گھر پھر جائیں اٹھ بھی مردے کہ ماری
تھا

اور کھینچا میں کمرے اپنے اسے کر بڑھ آگے نے زریاب ایکدم
سے ہتھیلی مظبوط اپنی کو منہ چلاتے اسکے نے کر بند دروازے
میں خاندان پورے بھائی فٹیا چار تمھارا رہی چاہ کیا دیا۔ کر بند
چھینیں کی روشانے ۔۔ کر دیکھ کو خان زریاب کہ دے کر نشر
:گئیں نکل

جبکہ لگا دیکھنے کو پلکوں کرتی اٹھتی اسکی وہ سے نظروں کن محفوظ
اپنی وہ تھی بیٹھی بھولی روانگی کی سانسوں پر قربت اسکی روشانے
سے آج تھا کھڑا جڑا ایسے میں پہلو اسکے سمیت وجاہت مکمل

عدم کی والوں گھر گھر تنگ گ ۔ اپنے تھا کیا نہیں کچھ ایسا پہلے
اوچھی ایسی ایسی میں کمرے اپنے آپ آپ میں موجودگی عدم
اپنے ہیں پھیرتے ; کے کپڑوں بنا آپ ہیں کرتیں حرکتیں
رومینس سارے کے زریاب اور بولی باختہ حواس وہ میں کمرے
میں ۔ م گیا۔۔ رہ دنگ خود وہ تھا پڑا پانی ٹھار ٹھنڈا جیسے پر
کو پاپا بڑے میں ہیں۔۔ گندے آپ آپ بھی گی بتاؤ کو سب
و حیران وہ ; ہیں سیکھی سے کہاں حرکتیں یہ نے آپ گی بتاؤں
مارتے پر سر کر اٹھا چیز کوئی چلا نہیں بس کا زریاب تھی پریشان
۔

ہیں دانت پہنتا نہیں کپڑے میں کہ ہے کی نے کس بکواس یہ
حد از جو لگا دیکھنے سے نزدیکی بہت صورت کی موہنی اسکی وہ کہ
اپنی پر سینے ۔۔ اسکے چراتی نگاہ روشانے ہے۔ کیا تھی پریشان

اپنی پر سینے ۔۔ اسکے چرائی نگاہ روشانے ہے۔
وہی اسکی ۔ دیا مسکرا ۔۔ زریاب جبکہ گئی۔ ڈال دباؤ سے انگلی
. گئی اٹک وہیں الفاظ اسکے ;زیارب لی۔ تھام انگلی
سکتا پھر چاہوں جیسے سامنے تمھارے میں ہو بیوی میری تم
۔ ہوا نزدیک مزید اسکے ہوتا سے آہستگی وہ . ہوں۔
ڈھلتی میں رنگ اپنے جان۔۔ کی چھوٹی اسکی سے ب جب
میں کیفیت کی دل سے تب تھی ہوئی شروع ہونا محسوس
۔ تھی ہوئی رونما تبدیلی کی خوبصورت
اور اور ہے ہوتا پردہ کوئی بھی سے ہ سے بیوی کریں۔۔ شرم ش
۔۔۔ نہیں رمتی ر ہماری ابھی
تھا رہا بج دروازہ سے شور و زور کیونکہ گئے تھم وہیں لفظ اسکے
ہیں۔ اندر آپ آپی تھا شیری باہر

گئ ہو آلود عرق پیشانی گئ چکرا روشانے اور ہوئی بلند آواز اسکی

احسان تو یہ

تھا لاک دروازہ کہ تھا

نے زریاب ہوتے محظوظ سے پریشانی اسکی ; ہوں اندر ہاں کہو

اور پیچی سطر سے شہادت انگشت اپنی پر چہرے چمکتے حسین اسکے

اکر پر لبوں اسکے

دی ٹھرا

عجب میں حصار اسکے ہمیشہ وہ تھا چکا ہو ماؤف دماغ کا روشانے

میں حصار اسکے کہ تھی جاتی جکڑی طرح

۔ لگا دینے حکم وہ ; بولو

اپنے ایکدم پھر اور گئی تو بول وہ ۔;شیری ش۔۔ ہوں اندر اندر
کہنے اسکے گئی بول کیا یہ وہ لیا چھپا سے ہاتھوں دونوں کو لبوں
;اندر آپ ہیں رہی کر کیا کیوں پر۔۔۔
ہوئی۔۔ بلند آواز کیلی بھر کی شیری
اسے ہوں بتاتا میں ہے رہا بن سالا زیادہ یہ
روشانے کہ بڑھتا کھولنے دروازہ اور ہوا دور ہوتا مزہ بد زریاب
سے جلدی
آگئی آگے اسکے
دونوں ہم ہم وہ۔۔ وہ گا۔۔ سوچے کیا ک۔۔۔ ہیں رہے کر کیا
۔ ;آف دیا بتا کو سب اپنے اگر اگر میں بارے کے
تھا دیکھا پریشان یوں اسے بار پہلی بولی۔۔۔ سے پریشانی روشانے
دیا۔ مشکرا دلفریبی وہ

کیا اسے ہوں لیتا پوچھ سے اس کر کھول دروازہ میں ہے ٹھیک
دروازے دوبارہ وہ اور چاہا کرنا حل مسلہ جیسے اپنے ۔ ہے مسلہ
جکڑ بازو مظبوط اسکا نے روشانے کہ تھا رہا بنج جو بڑھا طرف کی
لیا۔۔
پر کیفیت دماغی اسکی جائے نہ ;گئے ہو نہیں تو پاگل آپ آپ
کرنے شبہ
لگی
آپی۔۔تم روک جاؤ میں بابا کو بتاؤ گا تم زار بھائی کے ساتھ ایک کمرے میں بند
بھی وہ بھی اکیلئے
جلدی وہ گئے چھوٹ چھکے کے روشانے سے ۔ دھمکی کی شیری
بالوں لہراتے اسکے نے زریاب کہ دوڑی کو بھاگنے سے وہاں سے
لیا۔۔ کھینچ جانب اپنی اور لپیٹا پر ہاتھ اپنے سے پیچھے ہی کو

کی زار اور کو وجود نازک کے روشانے تھا لگا جھٹکا زبردست
لگی۔ کر۔ جا سے پشت

زار

وہ دل کی دھڑکنوں کا شمار نہیں کر سکی تھی جب اپنے مدھم لہجے میں; کہتے
اسکی گردن کو چھوا اہستہ آہستہ لمس اسکی جان پر بنا رہا تھا روشانے کو لگا وہ
نہیں اسکی بانہوں میں موم کی مانند پچھل جائے گی۔ وہ آنکھیں سختی سے میچ
گئی۔

رخ اسکا سے آہستگی نے زریاب ;گا دے بتا میں بیچ کو بابا وہ
جانب اپنی
لیا موڑ

اسکا فقت جو تھا سامنے اسکے چہرہ دلفریب خوبصورت حسین ایک
سے آوازوں خاص کچھ ہے تھیوری ایک کی فزکس ۔۔۔۔ تھا

ہمیشہ آواز وہ لیے میرے ہے۔۔ جاتی ہو تیز دھڑکن کی دل کر نزدیک مزید سے خود اسکو سے آہستگی وہ ہے کی ہنسی تمھاری پروشانے جبکہ لگا کرنے بیاں دل حال اپنا میں سانسوں گھیری کہ یقینی بے پر کانوں اپنے اسے تھی قیمتی حد بے الفاظ یہ لیے کے تھی دی پہنچا تک طلاق نوبت نے جس تھا شخص ہی وہ یہ تھی محسوس گھلتا میں سانسوں اپنی لمس سلگتا اسکا پھر کو روشانے اور کا دنیا ۔ گئی رہ بخود دم ایکدم وہ وہ سے مسروریت سے نرمی ہوا چاہت نہیں۔ کچھ کر بڑھ سے قربت کی محبوب احساس انوکھا کبھی سے تیزی کو روشانے ۔۔۔ لمس پور بھر سے جزبات محبت کی سانسوں بھری شدت اسکی پھر ہوتا محسوس ادھر کبھی تو ادھر تھی۔ چکی گنوا حواس وہ تابی بے

جانے نہ خود زریاب جبکہ تھی چکی کھو وزن اپنا کے تک یہاں
۔ گیا کرتا طویل کو لمحات کن مدہوش اٹھا ببک کیسے اتنا
۔ گیرا پر بیڈ ایکدم موڑتا اسکو وہ تھا سا سکون عجیب
دیکھا چہرہ اسکا سے سانوں بہکی نظروں مدہوش نے روشانے
دینے کا بر میں کمرے کہ تھی تر تیز رفتار کی سانسوں کی دونوں
نہ روشانے جسے تھا رہا ہو قابو بے وہ ;زار ز لگی اٹھنے گونج والی
اسنے جاتا کر تر طویل کو لمحات ان کے قربت وہ شاید تو روکتی
;جاؤ۔ رہا۔ لیٹا ہی یوں اور کیا۔۔ دور سے روشانے چہرہ اپنا
بولا سے اہستگی
جو چاہا کھینچنا دوپٹہ ہوئی آزاد سے پہلو اسکے ایکدم روشانے
کے زریاب
۔ تھا گیا دبک نیچے کے وجود تناور

چھوٹے اپنے باہر وہ کہ تھی پائی ہمت اتنی میں خود بمشکل اپنے
کے جزبات اپنے نے زریاب پاتی۔۔ کر سامنا کا بھائی سے
سراپے دلکش اسکے کیا میں قابو کو طوفان
کو
اوپر سے نیچے تک دی۔
۔ ; پر رخصتی کروں فورس کو بابا ہوں رہا سوچ
گئی۔ موڑ رخ لیے چہرہ سرخ سے شرم روشانے جبکہ بولا وہ
ایک وہ ۔;ہے حائل بیچ تمھارے ہمارے اے ایم تمھارا یہ لیکن
گیا بھر سانس
تو کلامیز چند یہ سے اس لگا کرنٹ کو روشانے ;آئے ایم کیا
۔ تھا رکھتا اردہ کا آئے ایم وہ تھی جاتی نہیں پڑھیں
۔ بولا زریاب ۔۔۔ انکھوری

لگ رونے اور جائے بیٹھ یہیں احتجاجا اب بس کیا دل کا روشانے
۔ لگی نکالنے ہونٹ وہ جائے
۔ تھی کو دینے رو ابھی بلکل پینٹاتی آنکھیں
کا پڑے تو پڑھنا جان میری گے چلیں نہیں ڈرامے آ آ آ
گیا۔ چھپتھپا چہرہ حسین اسکا وہ ;تھیں۔۔
بولی سے نصے وہ ;آپ ہیں برے بہت
دوبارہ کرتے ملتوی ارادہ کا شاور نے زریاب نہیں بات کی یہ
نے روشا روشانے تھی گئی چھپ اب باڈی اسکی لی پہن شرٹ
۔ گئی کھول دروازہ کر ہو منہ
باندھے پر سینے ہاتھ شیری جاتی گیر کر کھا چکر دوبارہ ایکدم
ہوا نمودار سے پہلو کے روشانے بلکل زریاب تھا کھڑا ہی سامنے
لگا۔ دیکھنے کو فیسے چار اس اور ۔

۔ بولا کر گھور وہ ;تھا رہا ہو کیا یہ

نوٹ۔۔ سے ز۔۔زار نہ۔۔ میں وہ وہ شیری شیری۔ ش۔۔

سالہ اور ہو نہیں اگے پورے سے زمین بھی ہے مسلہ کیا تمھیں

۔; ہو رہے کر کشش کی بننے

اپنا کو زریاب بلکل تھا سا گیا گول وہ بولا سے سکون زریاب

لگتا بچپن

کو پاپا بڑے نہ ۔۔۔۔ جی جیجا ہے۔ پتہ سب مجھے ہیں۔۔۔۔۔ کی

دھمکاتا کو زریاب وہ ;نہیں شیری بھی نام میرا تو سب یہ بتایا

چیخا۔ سے پیچھے زریاب ;اوئے گیا بھاگ نیچے

لگی مسکرانے پر انداز کے دھمکانے اسکے روشانے

۔۔ ہو رہی ہنس تم

بھائی جیسے اسے ; آپکو تھا رہا دھمکا سا کیوٹ کیسے وہ زار ہے بچہ

پیار پر

آیا۔

مجھے کہتے۔ نہیں بچہ کو مخلوق ایسی ہیں کہتے بچہ اسے ہے بچہ یہ

توڑ ٹانگیں کچھ کو بابا یہ سہی تو بتائے ہے۔۔ رہا دے دھمکیاں

اسکی میں گا دوں

۔ بولا بھڑکتا کر جھٹک سر وہ

۔ لگی گھورنے وہ ۔; میرا ہے بھائی دوں توڑ نہ آپکی

میں پڑھائی دماغ اتنا زبان تر تر ہے تی ۔ چلتی کیطرح کھینچی بڑی

اور بولا ۔۔ جکڑتا سے پیار میں ہاتھ اپنے چہرہ اسکا وہ ; کرو چلایا

اثر کا جس گیا کر بھی جسارت سے باک بے کی زبردست ایک

بن نزدیک کے ہونٹوں کے روشانے صورت کی خون ایک ۔۔
لگی۔ کھسکنے پیچھے وہ دیتا کر پاگل اسے وہ گیا۔
دیا۔ ہنس پر بات اسکی زریاب ;ہے گیا ہو کیا آج کو آپ آپ
اب پس او ہوں رہی لگ اچھی میں رنگ اس تمہیں خاص کچھ
اٹھا چاکلیٹ پڑی پر زمین اپنے ;گی کھاؤ ساتھ میرے چاکلیٹ تم
پر ہونٹوں اپنے کر
لگائی۔

بے اس گا جائے پھٹ سر اسکا تو گئی گیر وہ اگر لگا کو روشانے
مج تھا چاہتا ہی یہ وہ یقیناً اور گا جائے نہیں کچھ کا آدمی ہودہ
پیچھے وہ گے۔۔ نکلیں شرم بے اتنے آپ تھا نہیں یقین مجھے
بھاگی۔

میں کمرے اپنے وہ کر چڑھ سیڑھیاں سے تیزی کے تک یہاں
دیا۔ مسکرا زریاب جبکہ تھی چکی ہو گم
دوبارہ وہ کر کھینچ سانس سرد تھا غالب حق احساس محبت احساس
بریسلیٹ اسکا یہ دی دیکھائی میں کمرے
پر زمین

تھا۔

اپنے اس بریسلیٹ کو لیوں سے چھو لیا۔

لائبہ تھا رہا سمجھ ڈرامہ صرف کو حرکات تمام ان کی حیدر صارم
ہی اچھا تھا رہا کر ڈرامہ کا پن پاگل وہ لیے کے لینے اٹینشن کی
دوسری جبکہ تھا رہا سوچ کر بھڑک وہ جاتا ہو برباد تباہ وہ تھا
تھا رہا ٹال کو بلا کی رشتے اس ہونا بیمار کا حیدر بار بار طرف
اور یہاں جاتے پہنچ میں چوتھائی کی پل تو باپ ماں اسکے ورنہ

پہنچ پاکستان صبح اگلی یہ میں رات وہ کہ تھا آیا فون ہی میں شام
انکار تک اب نے نور کہ تھا شکار کا کوفت صارم گے جائیں
کیا۔ نہیں کیوں
بھر گھونٹ کا خون وہ پر خاموشی گئی بنی سے کیطرف نور لیکن
سالار ہے کرتا پسند کو لائبہ وہ تھا سکتا بتا نہیں یہ کو سب وہ گیا
شاید اور زریاب پھر
- خود حیدر

۔۔۔ تھا سکتا کر نہیں ہینڈل بیقوقت کو سب ان وہ
روشانے اور کھلا دروازہ اچانک کہ تھا مشغول میں سوچوں انھیں
نکلی۔۔۔ باہر سے کمرے ہوئی گنگناتی

کی بھیو حیدر; سے صبح تھے غائب تو آپ بھائی صارم اوئے
۔;ہیں گئے چلے چینل با دوبارہ وہ ھی تھی گئی ہو خراب طبعیت
۔ بولا سے کی وہ ;ہے معلوم
کے اپیا نور کہیں ہیں رہے کر کیا یہاں آپ وقت اس ویسے
کر چیز شدید جبکہ ھلکھلائی وہ ;رہے ڈھونڈ نہیں تو کو دروازے
جانب اسکی نے صارم
۔ دیکھا
;گے کریں صبح وذاق مذاق ہم ہوں میں موڈ آف ذرا میں چندہ
گیا کھل میں شیپ اوہ منہ کا روشانے جبکہ کہا سے نرمی اپنے
بولی۔ وہ ۔۔۔ ہوں سکتی کر حل میں بتائیں مجھے ہے مسلہ کیا
اور بولا کر تپ صارم ; سکتا کر نہیں حل کوئی مسلہ میرا نہیں
لیتا کوئی سیرویس کی فری گئی بنا منہ نے روشا جبکہ گیا بڑھ آگے

روشانے ہے لوگ کے ٹائپ فراموش احسان تھا نہیں ہی
ہی کو خود رکھتی ہاتھ ر شانے کے خود وہ ;گرد ارد تمھارے
سنجیدگی تھا دیکھا منظر سارا یہ نے زریاب جبکہ گئی چلی کر ٹھیک
تھی۔ ہوئی چھاہی پر چیرے
نے دل اسکے ;ابھی بجھتی نہیں بھی خود کو خود سے لاپرواہی وہ
کر دیکھ جسے منظر یہ وہ تو اٹھائی آواز میں حق کے روشانے گویا
لیے کے روشانے دل بستا میں پہلے اب کیونکہ تھی اٹھی جلن
نہ کو کسی علاوہ کے زریاب وہ تھا حق اسکا تو تھا رہا دھڑک
گیا۔ مڑ بھرتا سانس بھیرہ وہ ۔۔۔ دیکھے نہ سوچے
سوچا نے دماغ تھا مناسب زیادہ تو جاتی آ عقل کو لڑکی اس اگر
۔ تھا گیا چلا میں کمرے دوبارہ وہ اور

بات سے باپ تھی رہی گزار کر من بن لمہ ایک ایک نور
۔ تھی رہی ہو نہیں ہمت کی کرنے
عارض تھی رہی کر صاف کمرہ اپنا آیت آگئی پاس کے ماں وہ تو
تھا۔ بنا چلتا کر پھیلا طرح کی ہمیشہ کہ جو
جی ہاں ۔ دی سنائی سے دور بہت آواز ہی اپنی تو پکارہ نے نور
۔ مڑی کی مصروف جیسے وہ
۔ ; ہے کرنی بات سے آپ آپ وہ
دیکھا جانب اسکی پر لڑکھڑاہٹ کی لہجے اسکے نے آیت تو بولی وہ
ماں نور جبکہ ۔ بڑھی جانب اسکی سے پریشانی وہ نور ہے ہوا کیا
ایت مجھے تم ہو رہی کر پریشان کیا ہوا گئی لگ سے سینے کے
ہوئی۔ پھیرتی ہاتھ میں بالوں اسکے

مجھ وہ کرتے نہیں پسند مجھے صارم مطلب میرا صارم میں مما
ہیں گئے کر کہہ مجھے خود وہ چاہتے کرنا نہیں بھی شادی سے
بند آنکھیں میں سانس ایک وہ دیں رکوا شادی یہ آپ آپ
سکنے صورت اسکی سے حیرانگی آیت ۔۔ جبکہ گئی کہہ سب کرتی
لگی۔

تھی پریشان و حیران نوروہ
یقین میرا آپ ہوں رہی کہہ سچ میں
ہو کرتی پسند کو ایان تم
لگی۔ دیکھنے کو ماں سے یقینی بے نور
ایسا تو گی کرو بات کن حیران اتنی تم گی کہوں ہی یہ میں بیٹا ں
اگر سے بابا تمھارے کہی نہیں بات یہ اگر نے صارم کی کہو ہی
تم کہ نہ تھا سکتا کر انکار وہ تھا مرد وہ تو ہوتا اختلاف کوئی اسے

کرتی پسند کو ایان تم اگر بناتی کہانیاں جھوٹی مجھے اگر اسطرح

اٹھی۔ تڑپ وہ مما

گئی پلٹ سے وہاں کرتی صاف آنسو بہتے سے نظروں سرخ اور

ہوئی بھاگتی جو تھی رہی دیکھ اسے سے مندی فکر آیت جبکہ

۔ تھی گئی میں کمرے اپنے سیدھا

Episode 27

کرتی نہیں کیوں انکار

مچل پر گرفت سخت اسکی وہ جبکہ جکڑی۔۔ کلائی اسکی نے صارم

کر سو وہ تھا لیا کر احاطہ نے نیند سے رونے سارا بہت اٹھی

صارم وہیں اور آگئی۔ میں لون ساتھ کے دل بوجھل اور اٹھی
تک اس ہوا دندناتا کر دیکھ وہاں اسے تھا رہا جا کہیں شاید بھی
لیا جکڑ میں گرفت فولادی بازو اسکا اور۔۔ پہنچا
چھوڑے ہاتھ میرا ۔۔صا۔۔رم
سے تکلیف نور ;
اپنے تکلیف زیادہ کہں نے اس مچل
رشتے اس کرو انکار بی بی نُور کرو نہ نصیب
بھی برابر رتی میں تم مجھے کیونکہ سے
وہ ہے نہیں دلچسپی
دیتے کر نہیں کیوں آپ بڑبڑایا
مان نہیں کوئی بات میری ہے کہا نے میں انکار
سے بسی بے وہ کروں کیا میں رہا

مت شادی سے مجھ لیکن نہاؤ کو سب تم بولی

بہتر لیے تمہارے یہ کرنا

منع کو سب سے آسانی آپ ہیں مرد آپ ہوگا

ہیں سکتے کر

رک وہ کوئی گا مانے نہیں بات میری

کیا گا مانے نہیں کیوں تمہاری کیوں گئ

ہے کھوٹ بھی میں دل تمہارے واقعی

سے ایان بھی تم کیا

سے مجھ ایان ہے نہیں کچھ ایسا ہو کرتی محبت

محبت محبت بڑا یا ہو چھوٹا ہے چھوٹا

نُور ہے ہوتی

ہے سکتی ہو وقت بھی کسی بھی سے کسی بی بی

اگر نہیں سے تم ہے سے خود غرض مجھے اگر

پتا مجھے

کہ ہے یہ مقصد کا باپ تمہارے کہ ہوتا

نہ قدم یہاں کبھی تو کا بلانے یہاں مجھے

اس سکتا کر نہیں بدنامی اپنی میں رکھتا

میں جب جب کیونکہ دو کر انکار سے شادی

گھٹ دم میرا ہوں سوچتا میں بارے تمہارے

ہوں کرتا محبت سے اور کسی میں ہے رہا

واضح یہ اور نُور

زور پر لفظ ایک ایک کر چھوڑ ہاتھ کا اس وہ ہے

رو ساختہ بے نُور کہ جب گیا پلٹ کہتا کر دے

تھی بھی تنہائی ساتھ کے خاموشی میں کمرے پڑی

موسم بھلے اچھے اور اندھیرا کا خاموشی مکمل جبکہ

اندر کہ تھا گواہ کا بات اس سی اے چلتا میں

حیدر واقعی

مرتضیٰ

سر نے حیدر اور کیں آن لائٹس نے لائبہ ہے

سامنے کے اس وہ دیکھا کر اٹھا

پھر آپ لیے دبا تلے دندان لب نے حیدر تھی

سے آہستگی وہ کر دیکھ کو آپ لگا اچھا آگئیں

مسکرا

دیکھتا اسے سے سنجیدگی حیدر دی

بار اس ہے گیا ہو وقت کا دوائی کی آپ رہا

اچھی گئے آ خود ہم تو نہیں بلایا نے آپ

ہو مند صحت جلد اب آپ ہے لگتا ہے بات

اور چاہیے لینی ہی پر وقت دوائی گے جائیں

کھانا بھی کھانا

بہت آپ ہے کہا نے کامران ڈاکٹر چاہیے

گے جائیں ہو اچھے جلد

کہ سے امید اسی تھی رہی جا بولتی وہ اور

آیا جب میں ہسپتال اس جو ہے حیدر وہی وہ

گیا ہو سا دیوانہ کا لائبہ تو تھا

اپنی وہ زن غوطہ میں سمندر کے فہمی خوش تھا

نے حیدر اچانک کہ تھی رہی بول میں جنون ہی

دوائیاں جو نے لائبہ اور کیا بلند ہاتھ

دوائیاں تمام کر مار ہاتھ نے حیدر تھیں نکالی

دیں بکھیر پر زمین

گئیں پھیل دوائیاں پر جگہوں مختلف میں کمرے

دور قدم ایک سے پریشانی لائبہ

تھا رہا کر انتظار ہی تمہارا میں ہوئی

رہا لے سے نفرت جس نام کا اس وہ اور لائبہ

رہ دنگ لائبہ تھا

ہو روبرو ہوا اچھا چلو گئی

پرواہ کی حالت کی اس بولا سے سکون وہ گئیں

کیے

ہو خشک ساختہ بے حلق اٹھی کپکپاتی بغیر

پھیل سے خوف آنکھیں گیا

مجھے تم ہو تو پہچانتی ہوا کیا کیوں گئیں

بھی نے یادداشت تمہاری ساتھ ساتھ میرے یا

دے جواب

گیا بیٹھ پر بیڈ کر لٹکا پاؤں گیا اٹھ وہ دیا

لائبہ ہوئے پکڑتے کو بیڈ سے بازوؤں مضبوط اپنے

تھا رہا دیکھ ہی کو

رہ دنگ تھا،لائبہ رہا لے سے نفرت جس نام کا اس وہ اور لائبہ کی اس بولا۔ سے سکون ،وہ"گئیں ہو ہوا،روبرو چلو،اچھا" گئی۔ ہو خشک ساختہ بے حلق اٹھی۔ کپکپاتی بغیر کیے پرواہ کی حالت ہو تو پہچانتی ہوا؟ کیا کیوں؟" گئیں۔ پھیل سے خوف گیا،آنکھیں جواب بھی نے یاداشت تمہاری ساتھ ساتھ میرے مجھے،یا تم مضبوط گیا،اپنے بیٹھ پر بستر کر لٹکا گیا،پاؤں اٹھ وہ "دیا؟ دے تھا۔ رہا دیکھ ہی کو لائبہ ہوئے جکڑتے کو بستر سے بازوؤں

دو اور اٹھا سے جھٹکے ایک حیدر تھا۔ شکار کا لرزش وجود کا اس کھڑا جا قریب کے لائبہ کے کر طے فاصلہ میں قدموں ایک تھا۔ رہا کرا باور اسے اٹھاتا انگلی ،وہ"ہوں نہیں پاگل میں" ہوا۔ اپنے تھا۔ مرتضیٰ حیدر وہ تھی۔ ناپسندیدگی اور شعلے میں آنکھوں وقوف بے اسے کر بن ڈاکٹر کا لائبہ پھر اور سننا الفاظ یہ لیے ،"ہیں جانتے ہم" تھی۔ بات سی برداشت قابل نا لیے بنانا،اس بولی۔ سے آہستہ وہ

پر وجود پڑتے کمزور کے ،اس"رہی آ نہیں آواز نہیں،مجھے" چاہتی اٹھانا آنکھیں تھی،وہ ہوئی سہمی اسے لائبہ تھا۔ رہا ہو حاوی کے اس لیے وجود چٹانی اپنا وہ تھی۔ رہی پا اٹھا نہیں مگر تھی مارتے ہاتھ پر دیوار "!دو جواب" تھا۔ رہا جا ہوتا تر نزدیک ہم" گرجا۔ کر دیکھ کو گالوں نم اور پلکوں بھیگی کی اس ہوئے

کہیں بس،وہ بولی۔ اونچا سا تھوڑا ،وہ"ہیں جانتے ہیں،ہم جانتے
نہ سامنے کے آنکھوں کی اس کر بن لائبہ سے اس جائے چھپ
اس گواہ کی بات اس اور تھا کرتا نفرت سخت وہ سے آئے،جس
زندگی میری ہوئی کیسے بھی جرات تمہاری" تھیں۔ آنکھیں کی
کر اٹھا فائدہ کا کمزوری میری کر اٹھا منہ کی؟ ہونے شامل میں
سنو، تو تھی؟ رہی کر کوشش کی ہونے شامل میں زندگی میری
نہیں بات کی میری،آج ہے پرانی بڑی تو نفرت سے لائبہ،تم
سامنے کے آنکھوں میری تم کہ ہوتا نہیں پیدا ہی سوال ہے۔
دھاڑا۔ چڑاتا منہ کا اس دم ایک ،اور" گزرو بھی سے
تھر تھر تھے،وہ چکے توڑ دم تھے،الفاظ نہیں الفاظ پاس کے لائبہ
اس گا،یہ جائے پہچان اسے حیدر تھی۔ تھی،خاموش رہی کانپ
تو تھا چکا کر یاد سب وہ یا تھا۔ نہیں بھی میں گمان و وہم کے

لگ اسے تھا؟ رہا ہو کیا سب یہ لگا؟ نہیں کیوں ایسا کو سب باقی نفرت کی اس کھڑے کھڑے یا گی جائے ہو پاگل وہ کہ تھا رہا "!جاؤ رک" لگی۔ لینے پیچھے قدم وہ گی۔ جائے مر سہتے سہتے وہ کر گئے، تھم رک قدم کے اس پر حکم ایک کے وہیں،اس کچھ اگر وہ۔ تھا جاتا بن ظالم کبھی تو مہربان کبھی لگی۔ دیکھنے اسے دل تھا۔ سمجھتا نہیں کیفیت کی دل کے اس تو تھا نہیں سمجھتا ہو۔ دیا بھیج سے زور اور میں مٹھی ہو لیا جکڑ نے کسی جیسے ایسے بے ،وہ"کیا نہیں بھی کچھ میں سچ نے کیا،ہم نہیں کچھ نے ہم" رہا۔ دیکھتا جانب کی اس سے نفرت حیدر دی۔ رو ساختہ حیدر "ہے؟ کون کمال" بولا۔ سے لاپروائی ،وہ"کرو بند ڈرامے" نے لائبہ تھا۔ چاہتا جاننا میں بارے کے کمال پہلے سے سب رہا آ نہیں یاد کمال کوئی اسے سوچا،لیکن کر کھول ذرا کو آنکھوں

سکوڑ آنکھیں حیدر بولی۔ سے آہستگی ،وہ"جانتے نہیں ہم" تھا۔ یاد مجھے کہ بتائے یہ کو کسی بغیر ہے؟ کون کرو،کمال پتہ تو" گیا، لائبہ تھا۔ دیتا ہمیشہ جیسے دیا حکم ہی ویسے بولا،بالکل ،وہ"نہیں کو بھاگنے اسے لیتی قدم پیچھے وہ لیں۔ جھکا پلکیں اور ہلایا سر نے نگاہوں بھری الجھن اسے کر رک وہیں حیدر تھی۔ چین بے تھا۔ رہا دیکھ سے

گال آنسو تھی،اپنے چاہتی چھڑانا جان سے سوالوں کے اس لائبہ کی حیدر کہ تھی چاہتی بھاگنا سے وہاں ہوئے کرتے صاف پر گئی۔ لی جکڑ کلائی نازک کی اس میں گرفت فولادی مضبوط متوقع غیر بھی لیے کے حیدر سوال یہ "ہے؟ کون شوہر تمہارا" یہ" اٹھا۔ کر ہوتا چین بے سوال وہی ہی ساختہ بے آہستہ تھا۔

بے مزید مجھے !دو جواب" گیا۔ پڑ سفید چہرہ کا لائبہ پر سوال اس دیا۔ جھٹکا نے ،اس"ہے،لائبہ نہیں ضرورت کی بنانے وقوف اٹھی۔ تڑپ ساختہ بے وہ کو،جبکہ کلائی کی اس دیا جھٹکا نے اس اور "!آپ" گا۔ دے توڑ ہڈی جیسے تھی سخت اتنی گرفت اسے سے دی،حیرانی چھوڑ کلائی کی اس نے حیدر پر جواب کے کے اسی اور گا کرے سوال مزید وہ تھی جانتی لائبہ لگا۔ دیکھنے حیدر جبکہ گئی بولتی وہ تھے۔ جواب کے سوالوں کے اس پاس رہی بتا نہیں کچھ میں بارے اپنے اسے رہا۔ سنتا سے خاموشی ہوا،جبکہ سے مرضی کی سالار نکاح کا ان کہ بتایا اتنا تھی،بس تھی۔ انکاری سے نکاح اس بھی وقت اس طرح کی روز پہلے لائبہ گیا۔ ہو دور کر تھام سر وہ اور ہوا احساس کا درد میں سر اسے کر اٹھا ہاتھ نے حیدر جبکہ بڑھی طرف کی اس دم ایک

سے ہو،اس یاداشت میری صرف تم" کہا۔ کا جانے رک وہیں
قدم قریب کے اس دوبارہ کر اٹھا انگلی ،وہ"نہیں کچھ زیادہ
وقوف بے کیا،مجھے استعمال مجھے نے تم" بولا۔ سے بڑھاتا،غصے
تمہارے بھی والے گھر میرے بنایا۔ مذاق کا جذبات بنایا،میرے
تھا، رہا لگ بچہ حیدر کو سب تم ہوئے۔ شامل میں کھیل اس
"ختم۔ بس،کہانی کھیلا،اور کھیل نے لوگوں تم ساتھ کے جس
باری میری اب تھی۔ جانتی سے اچھے بہت مجھے تو لائبہ،تم"
ہے،میں سمجھتی پاگل مجھے دنیا گا۔ کروں استعمال تمہیں میں ہے۔
تھا۔ رہا دے زور پر بات اس بار بار ،وہ"ہوں نہیں پاگل
سامنے کے آپ ہم بنایا۔ نہیں وقوف بے کو آپ نے ہم،ہم"
لب لائبہ بھڑکا۔ دم ایک وہ "!کرنا نہ بکواس" ،"آتے نہیں
اس اپنی کو لوگوں ہو۔ ایسی ہی سے ہمیشہ تم" گئی۔ آ دبائے

،"گیا ہی بن وقوف بے بھی میں ہو۔ کرتی متاثر سے معصومیت
دیکھتی اسے سے پلکوں بھیگی بھیگی لائبہ پیسے۔ دانت نے اس
کو۔ بات ہر تھا رہا سمجھ عزتی بے اپنی رہی،جو
لیے کے اس ہے،اور جاننا سب میں بارے کے کمال مجھے"
دیر زیادہ تمہیں میں ہے،کیونکہ نہیں وقت بہت پاس تمہارے
ٹکنے سر کا ،اس"سامنے کے آنکھوں اپنی سکتا کر نہیں برداشت
کر نہیں قبول بھی باوجود کے جانے کو درد سر اپنے جیسے تھا لگا
ہو۔ رہا پا
سیلف عزت،اپنی اپنی نے لائبہ ہوئے سوچتے کو طبیعت کی حیدر]
کچھ تھی،سب کی کی اس نے اس عزتی بے جتنی ریسپیکٹ،اور
اگر" لگی۔ نکالنے دوبارہ کر،دوائی رکھ طرف ایک کر،سب بھول
سے صورت ہماری جلدی تو گے رہیں لیتے دوائی پر وقت آپ

پھیلا سامنے کے اس ہتھیلی اپنی اور بولی ،وہ"گا جائے مل چھٹکارا جھکی نظریں تھی۔ لی نکال میڈیسن دوبارہ نے اس پر دی، جس تھیں۔ ہوئی

اس کہ ہوگا مختصر اتنا عرصہ انداز،وہ کا دیکھنے پیار،وہ محبت،وہ وہ کی اس نے اس سب۔ گیا بدل میں تھا،لمحوں نہیں سوچا نے حلق سے پانی جبراً اور لی ڈال میں منہ کر اٹھا دوائی سے ہتھیلی

نے لائبہ بولا۔ ،وہ"ہے ملنا سے ڈاکٹر مجھے" تھی لی اتار میں کسی میں" ،"گے لیں راؤنڈ بعد دیر کچھ وہ" تھا،۔ کھینچا سانس یہاں مجھے کیونکہ بلاؤ ابھی کو گا،ڈاکٹر کروں نہیں انتظار کا راؤنڈ سے پریشانی ،وہ"ہے نہیں یہاں وہ مگر" بھڑکا۔ ،وہ"ہے جانا سے ،لائبہ"ہیں بلاتے ہم،ہم" اٹھایا۔ سر کر بھڑک نے حیدر بولی۔

دوائی دیا۔ نہیں جواب نے حیدر لیے۔ قدم پیچھے کر ہلا سر نے تھا۔ رکا نہیں پریشر پر رگوں لیکن تھا گیا ہو کم درد کا سر سے میں کچھ بہت ان تھا،اور نہیں یاد کچھ تھا،بہت رہا آ یاد کچھ بہت لڑتے، خاطر کی درد کی لائبہ جو آزمائے پر یاداشت شمار بے کر بند آنکھیں سے نفرت نے حیدر تھے۔ گزرے جکڑتے، سلگتے دینا نہیں گزرنے سے نزدیک بھی احساس کا لڑکی اس وہ لی۔ تھا۔ چاہتا

ان نے لائبہ ہوئے۔ داخل میں ہسپتال وقت اسی کامران ڈاکٹر چاہتا کرنا بات سے ان وہ کہ کی بات متعلق کے حیدر سے داخل میں کمرے کے حیدر اور ہلایا سر نے کامران ڈاکٹر ہے۔ کو لائبہ تھا۔ بیٹھا ہی ویسے حیدر تھی۔ بھی لائبہ پیچھے ہوئے۔ میں اکیلے سے آپ مجھے" کہا، سے کامران ڈاکٹر نے اس کر دیکھ

کا لائبہ تھا۔ گیا کر نظرانداز سے سہولت کو ،لائبہ "ہے کرنی بات
سوری وہ سے احساس کے شرم تھا۔ گیا ہو سرخ ساختہ بے چہرہ
ہوا۔ افسوس کو کامران ڈاکٹر جبکہ گئی چلی سے وہاں ہوئی کرتی
اور ہے علم مجھے" بولے۔ سے افسوس ،وہ"تمہاری وہ ہے بیوی"
"ہے۔ چکی بھی مٹ اب سے یاد میری بات یہ شاید
"میں؟ چکر کے یاد نہ اور یاد اس گا لگے عرصہ کتنا مجھے ویسے"

وہ

وہ "میں؟ چکر کے یاد نہ اور یاد اس گا لگے عرصہ کتنا مجھے ویسے
تھا۔ رہا کر سوال سے سنجیدگی
کر یاد سب تم ہے سکتا ہو" گئے۔ بیٹھ پر صوفے کامران ڈاکٹر
ساری بہت تم جائیں۔ لگ بھی سالوں ہے سکتا ہو ہو،یا چکے
تمہارا رکھو۔ یاد باتیں ساری بہت اور جاؤ بھول ہی یوں باتیں

نقصان تمہیں غصہ گا،تمہارا رکھے سکون بے تمہیں ہی ٹیمپرامنٹ ضرورت کی سب ان یا گا پڑے رہنا پر اپ فالو تمہیں گا۔ دے "گے۔ جاؤ کر ریکور ہو،جلدی جوان تم پڑے۔ نہ "کرواؤں؟ علاج سے اور کہیں میں اگر" گا۔ ملے جواب یہی تمہیں بھی وہاں ہو،لیکن سکتے کر ایسا تم" میں جو اور ہے پڑھا سے غور بہت کو رپورٹ تمہاری نے میں اور دوائیاں درست تمہاری ہے۔ حقیقت وہی ہوں رہا بتا تمہیں کو خود تم ہی لوگے،اتنا پریشر تم جتنا ہیں۔ علاج تمہارا ہی آرام سرجری ایک کی ان کہا۔ ہوئے اٹھتے نے ڈاکٹر "گے، پاؤ بیمار سکونی بے اور چینی بے کی حیدر تھی۔ میں دیر کچھ ابھی جو تھی تھی۔ رہی آ نظر صاف

نے حیدر "ہوں؟ رہا ہو ٹھیک میں کہ گا چلے پتہ کیسے مجھے"
پوچھا۔
رکھنا یاد یہ تم کہ جیسے مرتضیٰ۔ گی،حیدر رہیں یاد چیزیں تمہیں"
کو حیدر چڑچڑاپن کا ڈاکٹر "ہے، بیوی تمہاری لائبہ کہ ہو چاہتے
گزرا۔ ناگوار
دیں۔ پہنچا تک مجھ آپ رپورٹ میری کہ ہوں چاہتا میں"
میں بارے میرے ایکس،وائی،زیڈ بھی کوئی یا والے گھر میرے
مجھے کا دواؤں میری کریں۔ نہ حاصل معلومات کوئی سے یہاں
ہے، ہوئی لیک رپورٹ میری اور نہیں۔ کو لائبہ ہو،کسی پتہ
"ہوں، سکتا بنا کیس پر آپ تو چاہوں میں سے یہاں ڈاکٹر۔
کہا۔ ہوئے دیتے دھمکی نے حیدر

ہی بار ہو،ایک رہے چاہ بنانا کیس پر مجھ ہو آئے سے جب تم"
بیوی تمہاری ساتھ ساتھ کے ہسپتال رکھنا،میرے یاد لیکن لو۔ بنا
چاہو نہیں ایسا تم یقیناً اور گی۔ جائے ہو شامل میں اس بھی
کہا۔ سے غصے نے ڈاکٹر "کرو، نہ تنگ مجھے وجہ بلا گے۔
"ہے، نہیں ٹھیک غصہ لیے تمہارے جاؤ۔ ہو اوکے،ریلیکس"
کی۔ نصیحت نے ڈاکٹر
کمزور مجھے باپ میرا ہے۔ نہیں کچھ لیے کے ہونے ریلیکس"
ہیں بھی جانتے آپ ہے۔ رہا کر حفاظت ہے،میری رہا سمجھ
کی حفاظت کی کسی مجھے سہنا؟ یہ ہے مشکل کتنا لیے میرے
کے سب ہے کافی ہی اکیلا مرتضیٰ حیدر ہے۔ نہیں ضرورت
کہا۔ ہوئے جھٹکتے سر نے حیدر "لیے،

مسکرائے سے ہلکے ڈاکٹر "گے، جاؤ ہو ٹھیک جلد تم اب یقیناً"
ہوئے دیکھتے سے غصے کو سب رکھا۔ ہاتھ پر شانے کے اس اور
سوائے ہے لیا کر یاد کچھ سب نے اس کہ تھا رہا لگ کو حیدر
ایسا ساتھ کے اس نے اس اور ہے کون کمال کہ کے بات اس
کیا۔ کیوں
تھا۔ بیٹھا تھامے سر حیدر بعد کے ملاقات لمبی سے کامران ڈاکٹر
آئے۔ اندر ذریاب اور سالار میں کمرے
دیکھا تھامے سر اسے نے ذریاب "ہیں؟ ٹھیک بھائی،آپ حیدر"
بڑھا۔ طرف کی اس فوراً اور
کے شخص ایک صرف وہ درحقیقت ہوا۔ سیدھا حیدر "ہاں،"
لائبہ صرف وہ بھی،اور ہوئے چاہتے تھا،نہ رہا سوچ میں بارے
گیا۔ بیٹھ ہی ساتھ کے اس سالار تھی۔

ہاتھ پر شانے کے اس نے سالار "ہو؟ پریشان پر بات کس"
رکھا۔
بات بیکار اس سے تم آئندہ میں ہوا۔ نہیں شروع کہیں میں"
کہی۔ بات حتمی نے سالار "رکھوں، نہ امید کی
حیدر "ہیں، گئے ہو ختم بھی آپشن پاس میرے نہیں؟ کیوں"
مسکرایا۔
رہا جا گھر میں کہ ہے لی کر بات سے ڈاکٹر نے بھی،میں ویسے"
کہا۔ نے حیدر "ہوں،
بولا۔ سے پریشانی ذریاب "ہیں، نہیں ٹھیک ابھی آپ کیوں؟"
دیکھا۔ اسے کر مسکرا نے حیدر

واپس میں زندگی اپنی جب کرو۔ چِل گا۔ جاؤں ہو ٹھیک ۔میں آئیں نہیں یاد زیادہ مجھے لمحے میٹھے بھرے شاید گا،یہ جاؤں لوٹ تھا۔ پر انتہا کی لاپرواہی وہ "گے۔

اٹھ سے جگہ اپنی ہوا اٹھاتا موبائل اور کہا "ڈیڈ بائے" نے حیدر وہ کہ تک جب لگے دیکھنے پشت کی اس ذریاب اور سالار گیا۔ جینز اور شرٹ سفید نکلا،تو باہر وہ جب گیا۔ نکل باہر سے وہاں ہر تھا۔ انجان سے سب ہوا،شاید پھیرتا ہاتھ میں میں،بالوں انداز نظر کو سب نے حیدر دیکھا،لیکن کر پلٹ اسے نے شخص گیا۔ چلا سے وہاں کے کر

وہ دیکھا۔ جاتے کو حیدر نے اس کہ تھی ہی نکلی سے بستر لائبہ سے سرجری اب ڈاکٹر بھاگی۔ میں کمرے کے کامران ڈاکٹر فوراً تھے۔ موجود بھی ذریاب اور سالار وہاں تھے،اور ہوئے فارغ

"کی، جانے سے یہاں دی نہیں اجازت اسے نے نہیں،میں"
تھے چکے آ عاجز سے حیدر تینوں وہ بولے۔ سے غصے کچھ ڈاکٹر
تھا۔ گیا ہو فرار کر بول جھوٹ سے ہسپتال وہ کیونکہ

Episode 28

ہی جیسے تھا،اور چاہتا کرنا ٹھیک کو خود وہ تھا۔ گیا آ گھر اپنے وہ
آیا۔ قریب کے اس پہنچا،آمین گھر
دیا، مسکرا حیدر بولا۔ سے جوش بہت وہ "گئے۔ آ صاحب،آپ"
میرا ایک میں،اور تم،ایک تھا،ایک کہا،جانا نے میں ہاں،کیوں؟"
"تھا۔ سکتا کہاں بھی جہاں علاوہ کے گھر،اس
گیا۔ رک وہ کر دیکھ کو لڑکے ایک اور حیدر،علشبہ

علشبہ

کو حیرانگی سے دیکھنے لگا، جب کہ علشبہ آنکھیں کھولے اسے دیکھ رہی تھی۔
شاید اسے یقین نہیں تھا کہ حیدر یہاں آئے گا، کیونکہ نیوز تو وہ بھی سن چکی
تھی کہ حیدر دماغی مسائل کا شکار ہے۔
گئی۔ بکھر پر چہرے کے اس مسکراہٹ ااور مسکرائی وہ.... حیدر
کہا نے آپ کہ تھا کہا نے میڈم صاحب، غلبہ " کر، دیکھ کو آمین
خود نے حیدر پر بات کی آمین "ہیں۔ سکتی رہ یہاں وہ کہ ہے
نے اس سب یہ کہ تھا نہیں یاد واقعی اسے کیونکہ سنبھالا۔ کو
تھا۔ نہیں میں والوں بنانے تماشا اپنا اسے وہ تھا، لیکن کہا کب
تو" بولا، وہ "چاہئے، جانا چلے کو آپ اب سے خیال میرے"
کر دیکھ کو اس تھا بھی جو یا فرینڈ بوائے اسکا ہنسی، جب سا پھیکا وہ
اس وہ گیا، اور بیٹھ پر سوفے حیدر "گیا۔ نکل ہی خود سے وہاں

بڑی ،وہ"؟ ہو گئے ہو ٹھیک یدر،تم ہحیدر" گئی۔ بیٹھ پاس کے

" دیکھی، سورت اسکی نے حیدر رہیتھی کر سوال سے چاہت

کیا کیا ہے

تم نے اس کے ساتھ اتنے دن"،وہ بولا،"لہجہ سپاٹ تھا،"جبکہ اشوجواس

بات پر خوش تھی کہ حیدر کی یاداشت سے فائدہ اُٹھا چکی تھی،ایک دم پریشان

سی دکھائی دینے لگی۔"میں،میں نہیں تھی،میں نے تم سے کہا تھا کہ اسے

فلیٹ چاہئے تو تمہارا گھر یوز کر لو، تمہارے علاوہ کسی کو نہیں سوچتی،وہ کھسیانی

سی ہنستی۔"حیدر بھی مسکرایا،اور پھر ہنسنے لگا،"یہ ہنسی عام نہیں."""

تھی ٹھیک

ہے جاؤ۔۔بعد میں بات ہو گی؛وہ اسکا برہنہ شانا

تھپتھپا کر بولا

جبکہ علیشبہ نے اسکے ہاتھ تھام لیے

وہ اب گی دوں بھیج واپس اسے میں دیکھو سے مجھ ہو ناراض تم وہ پلیز ہونا مت خفا سے مجھ گا آئے نہیں کبھی سامنے تمھارے مطلب اسکا تو گیا آ میں ہوش حیدر لگی بولنے میں لہجے خوشامدی دھو ہاتھ سے عمارارت ساری بہت وہ اور جاتا کٹ پتہ کا علیشبہ بیٹھتی۔۔

تھیں۔ رہیں ہو سرخ نظریں بولا وہ ; جاؤ۔۔ خفا ہوں نہیں اٹھ کر ہلا سر وہ بھی پھر مگر تھا لگا نہیں تو ٹھیک وہ کو علیشبہ گئی۔

چکا دیکھ تماشے سارے تو وہ تھا کھڑا دم ایک جو آمین اور تھا۔علشبہ

علشبہ جبکہ "گئی۔ چلی سے وہاں کر دیکھ سے نظروں بھرلی ،اسے پر زمین پاس کے ہے،حیدر لگاتا ہاتھ کو کانوں آمین ہی نکلتے کے

ہو ٹھیک تھا،آپ رہا کر دعائیں تو جی،میں صاحب" گیا، بیٹھ ہی بعد کے ایکسیڈنٹ کے آپ تو تھی،یہ رہی بول جھوٹ یہ جائیں اس اپنے نے اس کی ایای تھی،اتنی یہی تک اب کر لے سے خیزی معینی سب اور پینا کھانا جی،یہی اور اور ساتھ۔ کے آدمی "گیا۔ دبا بات سے

حیدت

نے سر سوفے کی پُشت پر ڈال دیا، "کولڈ گرل آمین کے شانہ پر ہاتھ رکھتے وہ بولا، آمین ووایک کولڈ گرل ہے، اُسکے لیے سب عیب نہیں، اینیویزالش پر کوئی بات جاہر نہیں کرنا، مجھے اچھا نہیں لگے گا کہ میرے کسی بھی مہمان سے کوئی بد تہجیب کرو۔" وہ اُٹھتے ہوئے بولا اُسکا سر درد کرنے لگا، اور سر درد کرنے کی وجہ سے اس نے آمین سے دوائیاں گاڑی سے نکالوانے کے لیے کہا اور سلار کی گاڑی لے کر ہی اپنے گھر پہنچ گیا تھا۔

کارل گرل

---اینی

ویز

آمین کے شانے پر ہاتھ رکھتے وہ بولا.

نہیں معیوب سب یہ لیے اسکے ہے گرل کارل ایک وہ آمین
میں نہیں اچھا مجھے کرتا نہیں ظاہر بات کوئی پر علیشہ ویز اپنی
وہ ; کرو تہذہبی بد کوئی سے مہمان بھی کسی میرے تم اپنی
تھا۔ لگا کرنے درد سر اسکا بولا ہوئے اٹھتے
نکالنے سے گاڑی دوائیاں سے امین اسنے سے وجہ کی درد سر اور
کہا۔ لیے کے

بنا سوچے یہ تھا گیا پہنچ گھر اپنے ہی کر لے گاڑی کی سالار اور

۔ گا جائے طرح کس باپ اسکا کہ

۔ تھا رہا کر کام اسکے کر بھاگ بھاگ سے جلدی آمین

کہا لئے کے رہنے ریلیکس اُسے نے کامران ڈاکٹر

ریلیکس بھی باوجود کے کوشش اسے لیکن تھا

رہا جا ہوا نہیں

چیز کوئی نامہ خط ایک اور دوائیاں یہ ساحب تھا

ایک آمین ہی صبح آج کی نام کے آپ جی تھی آئی

بڑھاتے طرف اسکی ڈاک

ڈاک وو چڑھائی تیواری پر ماتھے کے حیدر بولا

کمتی لگا پڑھنے کر کھول اُسے اور گئی چاک

اُسی اُسے میں ادالت اور تھا نوٹس

یٹیم اوکی راپکسیڈٹس نٹس ڈ سلر

گیا کیا طلب سمیت چیزوں

نوٹس وہ اُسنے ہوئے ہنستے دیا ہنس حیدر تھا

گر پر بیڈ ایکدم اور دیا اچھل دور

تھا معلوم مطلب کا نوٹس اس گیا

چکنا راہ کی خوابوں نظریں ہوتی سرخ اسے

بٹن کے شرٹ اپنی وہ تھی سکتی دیکھ چوٹ

اسنے کرکے چاک بٹن تمام کے شرٹ لگا کھولنے

دی پھینک دور سے وجود کھینچکر تقریباً شرٹ

باہر ہوا چلتا ہی یوں وہ اور

روشینیوں عکس کا جسم مضبوط اسکے نکلا

کے گھر ہوتا سا چین بے وہ اور لگا بننے میں

سویمنگ ایک جہاں آیا میں حصے پچھلے

کو مرتضیٰ حیدر اور تھا بڑا کافی پول سویمنگ یہ ۔ تھا بنا پول

اور آیا ہوا دوڑتا تقریباً وہ کا۔ کرنے سویمنگ تھا شوق خاص کوئی

اور ہوا برپا سا شور زوردار میں پانی دی لگا چھلانگ میں پانی

دیا۔ چھوڑ پر پانی اس کو وجود اپنے کرکے بند آنکھیں نے حیدر

میں جہن تھا رہا طہ میں پانی حرکت حس بے وہ پر پول سویمنگ

تھا جنون ایک میں تھا،خود تھا،غم تھا،دکھ تھے،غصہ سوال کئی

سکون کچھ ہی جاتے میں پانی تھی کی درد سر جو کیفیت وہ لیکن

یوں دیر کافی اور دیکھا آسمان کے کھول آنکھیں نے اس ملا۔ سے

سویمنگ نے اس بعد لمحے کچھ اور تھا رہا پڑا کر روک سانس ہی

سیکھی پر فورس کے سلار بھی سویمنگ نے اس دی۔ کر شروع

کی شوق کے سلار کہ تھی گئی ہو چھیڑ اسے میں شروع تھی۔

سارا ہے۔ رہتا دور سے دادی دادا اور ماں اپنی گھر وہ سے وجہ
۔ تھا رکھتا کر پھنسا میں چیزوں ان وہ دن
کی گئی ہو عادت اسے اب اور تھا چڑھتا غصہ اسے میں شروع
طبعیت اسکی ۔ سے رہنے میں پانی رہا کرتا سوئمنگ وہ تادیر ۔۔۔
تھی۔۔ گئی ہو بہتر بہت
ہاتھ اسے اور ۔ آیا ہوا دوڑتا آمین تو نکلا۔۔ باہر سے پانی وہ
۔ دیا تھما گاؤن
میں لہجے سرد ;سے یہاں جاؤ ہے دینا وقت کو خود مجھے دو رہنے
سے وجود بھیگے ہی۔۔ ویسے اور پھینکا ایکطرف اپنے گاؤن کہتے
۔ گیا بیٹھ پر چیر
وہ

جسم بنے کے کر کسرت اسکے قطرے کے پانی تھی چیز ایزی کافی
۔ تھے رہے ٹپک سے

فون موبائل اپنا وہ اور تھا دیا پیس ہی نام یہ میں لبوں ; لائبہ
لگا۔ ٹٹولنے

۔ اٹھایا موبائل سے پر ٹیبل پر۔۔ ٹیبل تھا چکا رکھ امین کہ جو
وہ تھا یاد اسے تو بھی تھا اگر اور تھا نہیں نمبر اسکا پاس اسکے اور
۔ دیا ہنس ہی پر خود سے تلخی
۔ دیا رکھ ایکطرف موبائل

بھی جو تھا۔۔ کیا نہیں سے مرضی اپنی کام کوئی اپنے میں زندگی
سے شروع باپ۔۔ اسکا کیا پر زبردستی زور اور حکم کے سالار کیا
کہ تھا نہیں ایسا تھا قائل کا کرنے مرضی اور مانیاں من اپنی ہی
۔ نہیں تھی نفرت سے سالار اسے

حیدر بھی سالار تھا جانتا وہ اور تھا کرتا محبت بہت سے اس وہ
۔ ہے کرتا محبت بہت سے
اور تھی اٹھتی چمک آنکھیں اسکی تھا دیکھتا اسے وہ جب جب
اس سے بات اپنی وہ با اپنی وہ لیکن باقی نہیں ہی سالار صرف
دور کے لائبہ صرف اسے اپنے بنا نہیں پیچھے بھی بھی میں محبت
دور سے کسی وہ دور سے سب ے : جبکہ دیا کر دور سے جانے
جبکہ ۔۔ دیا بھیج ۔ لئے کے پڑھائی اسے اپنے تھا چاہتا نہیں ہونا
دن تین کے وفات کی صاحب مرتضی تھا چاہتا پڑھنا نہیں وہ
کرے پوری پڑھائی اپنی سکے نہ لوٹ وہ کہ دی خبر کو حیدر بعد
آگ کی نام کے باپ اندر اسکے دن اس تھا اٹھا تڑپ حیدر جبکہ
تھا لگا لینے ٹکر سے سالار وہ ہے۔۔ دن اس اور تھی بھڑکی کسی

تھا چاہتا جانا اکر اثر وہ تھا۔۔ نہیں گزارا اسکا تو بنا کے دادا ۔
نہیں راہ کی واپسی نے سالار بھی لیکن
۔ دی
پھر ۔۔ نہیں گا لوٹے گا بنے نہیں بیرسٹر ۔ وہ تک جب کہ
آیا لوٹ پاکستان زبردستی وہ پر وفات کی دادی
غصہ بار پہلی پر حیدر دن اس الٹا دیا بھیج واپس اسے نے سالار
تھا اٹھایا ہاتھ اپنے کرتے
وہ ہے۔۔۔ کیا چاہتا سے اس باپ اسکا آئی سمجھ دن اس کو حیدر
اسکے کہ ہے چاہتا یہ صرف اور ہے چاہتا تھوپنا اسپر مرضی اپنی
اسطرح ہے۔۔ طریقے لیگل حیدر نے بدلہ کا موت کی دوست
سے گھر حیدر بعد اسکے اور سکے نکل نہ باہر وہ کبھی کہ پھنسائے
۔۔۔ گیا ہو خود فرار

کی لوٹنے اپنے جب اور کی نہیں کوشش کی لوٹنے پھر اپنے
کے حیدر یک ای ۔ گیا ہو احساس کو سالار تب کی نہیں کوشش
چکا ہو ختم مادہ سارا کا نام احساس سے اندر
۔ تھا
سے سب کا پاکستان وہ گا بنے وکیل کامیاب وہ لی ٹھان اسنے پھر
ہی کچھ دی کر ثابت اپنے بات یہ اور گا کہلائے وکیل مہنگا
رشوت۔۔ لیے اسکے لیا سیکھ بنانا پیسہ سے پیسے اپنے میں عرصے
پھر اور گیا چلا بڑھاتا میں لوگوں قیمت اپنی وہ گی۔۔ ہو بات عام
بھی اسے سے پروفیشنل اس گئے تھونپے پر سر اسکے زبردستی اس
میں پروفیشنل اسی اپنے کہ گئی ہو اتنی پھر اور لگی ہونے محبت
مغرور جھکنا کا لوگوں آگے اسکے داد کی لوگوں دیا کر شروع جینا
بار ایک صرف کو کیس وہ تھا رکھتا میمری پیسٹ وہ گیا چلا ہوتا

کا مرتضی حیدر صرف میں عدالت بعد اسکے اور تھا کرتا سنڈی

. اور جاتا رہ نام

میں جس میں عدالت اسی تھا ہونا پیش میں عدالت اسے کل

میں بارے اسکے تھا سکتا اٹھا نہیں آواز کوئی آگے کے آواز اسکی

اور تھا آتا لے کر بیچا کو مجرم سے پھانسی مرتضی حیدر تھا مشہور

یہ تھا سکتا کر نہیں کچھ بھی لیے کے بچانے کو آپ اپنے وہ آج

یاد اسکو اگر جاتا کر کچھ بہت تو چاہتا وہ تھا چاہتا نہیں کرنا پھر

کون کمال ہوتا

جانتا نہیں اور ۔ تھا جانتا نہیں بلکل کو دشمن کے باپ اپنے وہ

لیے کے پانے سینگ اسے باپ اسکا سے جس تھا کون وہ تھا

دی۔ کر ترک کوشش کی سوچنے اپنے

بیٹھے۔۔ ہی یوں تھی گئ ہو شام اسے

سوچ ہر وہ کرتے بند ڈوریاں اور پہنتے پر وجود کر اٹھا گاؤن ہاتھ رہی ہو نہیں ختم چینی بے کی اندر فانتین تھا چاہتا دینا کر دور کو تھی۔

حیدر ہے پاگل وہ کہ تھا میں گونج کی لفظوں ان بار بار وہ ہے۔۔۔ پاگل مین پرفیکٹ ایک مرتضی

و لائبہ طرف دوسری اور ۔۔ گی رہی چبھ میں سینے بات یہ ۔ گیا پیس دانت

اسکے لڑکی وہ تھی نفرت الجھن سخت اسے سے جس لڑکی وہ سب یہ تھا جانتا نہیں بھی یہ وہ اور گئی بندھ میں رشتے ساتھ بیٹھا ٹھانے وہ کا نفرت سے جس تھا یہ تو سچ اور کیسے ہوا کچھ بیاں قابل نہ کیفیت کی دل وہ تھا گیا ہو دیوانہ پیچھے کے اسی تھا بھیرہ وہ . تھی رہی دے نہیں کر سمجھ تھی الجھن کی ذہن تھی

لیے اسکے نے امین جہاں گیا بیٹھ پر نیل کر کھینچ چیر لیتا سانس
۔ تھا بنایا کھانا
۔ تھا اٹھایا فائدہ سے کمزوری اسکی نے لوگوں
۔ تھا سکتا نہیں نکال سے اندر اپنے باوجود کے چاہنے وہ بات یہ
تھے اپنے اسکے سب کہ تھا یہ ستم اور
تو نکلی سے روم اپنے کر ہو ریڈی لیے کے یونیورسٹی روشانے
مصروف میں کرنے ناشتہ بیٹھا پر ٹیبل ڈائینگ زریاب ہی سامنے
تھا
تھں لکیریں سی متفکر پر اسکے چہرے
کچھ سے اس روشانے
لگی۔۔ آنے جانب اسکی ہوئ جھجکتی

وہ اگئے۔۔ بھی سب باقی کہ دیکھتا طرف اسکی زریاب ابھی اور سپ کا کافی نے زریاب گئی بیٹھ پر جگہ اپنی تھرتی سانس گھیرہ اور بھرا میں حصار کے نظروں شوخ پر اسے اور لگایا سے لیوں میٹھی میٹھی یہ انکی لیا بدل زاویہ کا نگاہوں لگی گھبرانے روشانے تھی نظر پوری کی شیری البتہ نہیں یہ تھا رہا دیکھ کوئی گستاخیاں پر ٹیبل

وہ پاپا بڑے دی۔۔۔ پٹخ پر ٹیبل چمچ اسنے اور تھی خاموشی بولا سے سالار ایکدم

نے ۔سالار

کپ کا کافی ۔۔ گیا لگ اچھو کو زریاب ۔ اور دیکھا جانب اسکی تھی۔۔ ہی پر زریاب نظریں انتظامی اسکی کیونکہ دیا رکھ پر ٹیبل

بولا جھجک بلا تو شیری ;ہے بتانا کارنامہ کا بیٹے آپکے آپکو مجھے
منہ کے اسکے کر آچک ایکدم نے زریاب ; کھاو یہ تم شیری
دیا۔ ٹھونس سیب میں
لگا نکالنے سیب سے منہ کر تڑپ شیری جبکہ
ہوا بھڑکا سے۔۔ وجہ کی حیدر پہلے سالار ;زریاب ہے مسلہ کیا
۔۔۔ کارنامے تھے دیے کر شروع بھی نے اس اب تھا
گا بولے ہی فالتو بابا
۔ لگا گھورنے کو شیری کر پیس دانت وہ
تھا رہا دیکھ کر سکیڑ آنکھیں اسے بھی شیری

بھیاکمرے زار تو نہ تھے ہوئے گئے سب جب پاپا بڑے

.; کمینے ات۔۔۔۔ شرٹ میں۔۔۔۔

اٹھا۔ کر تلملا دے۔۔۔ کر ٹکڑے اسکے چلا نہیں بس کا زریاب

کا زریاب ۔ ;ہے۔۔ گیا ہو ٹائم کا جانے تمھارے اب شیری چلو

کو زریاب سالار دے کر چلتا ہی سے دنیا اسے چلا نہیں بس

سرخ منہ کا روشانے ساختہ بے تھا گیا وہ تو سمجھ لگا گھورنے

گیا۔۔۔۔ ہو اناری

کو شیری زبردستی زریاب جبکہ گئی کھسک سے آرام تو روشانے

گیا۔ لے سے وہاں کر کھینچ

ایک پر گردن اسکی اور

۔ لگایا تھپڑ کر کھینچ

بھڑکا تو شیری جبکہ دی سنائی سے عقب کھلکھلاہٹ کی روشانے
آپی اور گا بتاؤ سب کو پاپا بڑے نہیں گا چھوڑو کو آپ میں ۔
۔۔۔ شرم بے ہو رہی ہنس نہ رکو ! تو تم
۔۔۔ بہن تیری ہے درد کیا میں پیٹ تیرے بات ایک تو نھیں
دے نہیں جینے جو ہے تکلیف کی کون تجھے ہے بیوی میری
اسکی آخر سے شیری کر گھور نظر ایک کو روشانے زریاب ;ری
تکلیف
۔ بولا لیے کے جاننے
جاتی لگائی رشوت تو ہے جاتی پکڑی چوری جب بھیو۔۔۔ زار
ہے۔
ہی نظر تو میری مجھے سمجھنا نہ چھوٹا ہوں۔۔ سالا آپکا میں اور
ہے۔۔۔ پر آپ

گئی رہ ہی حیران پر چالاکی کی بھائی سے چھوٹے اپنے تو روشانے
اسکے اور نکالا سو پانچ سے جیب ہوئے پیستے دانت نے زریاب ۔
دیا تھما میں ہاتھ
دیے تھما واپس اسے کر بھڑک نے شیری
صبر کا زریاب ; گا دوں دبا گلا اسکا میں ہوں رہا کہہ سچ میں
۔۔ گیا دے جواب
لگائی۔ بریک کو ہنسی اپنی نے روشانے شیری ۔۔
سامنے کے آنکھوں میری تمھارا میں ہوں بھائی بولنا نہ تم آپی
۔ یہ تھے بند کر لے میں کمرے تمہیں
ذلیل۔۔ کر مجھے۔۔۔ کر ذلیل تو

اگلی ہاں ۔ گیا ہو خوش وہ تو پھینکا نوٹ کا ہزار پانچ نے زریاب جبکہ ! بولا نکالتا دانت وہ ; رہنا کر بچ سے نظروں میری باری گیا۔ بھاگ باہر تو آگئی وین اسکی

جو لگی دیکھنے اسے روکے ہنسی دبائے میں دانتوں لب نے روشا کی شیری سے چہرے سرخ کر بھر ہزار پانچ کا ملاقات پچھلی کہ ۔ تھا رہا گھور پشت

سکے نہیں بھی کھا پورے ہزار پانچ کو بھائی میرے گھوریں نہ اتنا ۔ ;چارہ بے وہ گا

بھائی۔ تمھارا یہ گا سکے نہیں کھا ۔ کہا سے دل نے زریاب آمین دی مسکرا روشانے ۔ کا بھڑ وہ ۔۔

سے پرواہی لا وہ تو ہو گیا ہو بند بھننا جلنا آپکا اگر چلیں اب سانس گھیرا زریاب جبکہ بولی

گیا۔ بھر

سے آپ گا لگے پیسہ کتنا اور نہیں معلوم محترمہ چلیں ۔۔

۔ بولا طنزیہ وہ کا ملاقات

میں جان میری بولی۔۔ ہوتی زتیج وہ تھے۔ ہزار پانچ صرف زار

ہزار پانچ پانچ لیے کے ملنے سے بیوی اپنی ہوں بندہ سا غریب

۔ سکتا بھر نہیں

۔ لگی ہلانے سر میں نفی پر کنجوسیت اسکی شانے رو ; اللہ استغفر

اور لی۔۔ روک گاڑی ہی باہر نے زریاب تو پہنچے یونیورسٹی اور

۔ لگا دیکھنے اسے مڑکر

تھی ہوئی بنائی پونی کی بالوں تھی۔۔ میں ڈریس گرین ڈارک وہ

عد ہے چھین کی ہونے کی بریک میں گردن شفاف جبکہ

۔ تھی رہی لگ خوبصورت

روشانے ۔ لگا دیکھنے اسے جھکتا کر رکھ بازو پر سیٹ اسکی زریاب
۔ گئی سی شرما

میں جینز اور شرٹ ٹی بھی خود وہ ہوئی کرتی بری آنکھیں ہ
کیونکہ تھا لگتا لیے اس مزید تو اب اچھا اور تھا رہا لگ اچھا بہت
بس کا روشانے وہ تو پہلے ورنہ تھا لگا کرنے محبت جو سے اس
۔۔۔ تھا رہتا بنا استاد

۔: تمھیں ہے یاد ٹیسٹ
کو انگلی بھاری اپنی پر ہونٹوں نجے سے لیپٹک پنک اسکی زریاب
۔ لگا پھیرنے
۔ بنایا ایکدم ہاتھ اسکا گئی۔۔ سٹپٹا روشانے
نہ کو پریشان تو ۔ میں تھے پیار بھی بھیو حیدر تھی پیری تو میں
لگی پیپٹانے آنکھیں سے معصومیت وہ

تھی کیا نہیں بھی یاد تو نے میں میں بھلا ہوئی بات کوئی یہ
یاد سزا سخت پر ٹیسیٹ غلط لگا۔ ہلانے سر زریاب ۔۔۔ اور اور
لگا کرنے وارن اسے تھپتھپاتا گال اسکا وہ ; رکھنا
۔۔ کہوں بات ایک زار
بولو۔۔ ہاں کہا۔۔ سے سکون اپنے
۔ گیا بیٹھ کر پھیل وہ
زریاب تو کہا اسنے ‘‘گی ہو مہربانی بہت دیں چھوڑ یونیورسٹی آپ
دیکھا۔ اسے سے نظروں ترچھی نے
سے اچھے گا دوں سدھار تمھیں میں ورنہ روشی جاؤ سدھر تم
۔ گیا کر لاک ان کو گاڑی ہلاتا سر میں نفی وہ ۔;

ڈھیر اسپر کو زریاب اور لگی بننے پر سڑنے اسکے روشانے جبکہ پکڑ ہاتھ اسکا تھی لگی اترنے سے گاڑی جو وہ ۔۔۔ آیا پیار سارا روشانے لیا۔۔ کاٹ ہی اچانک پر گال اسکے اور روکا کر تھی کی زریاب باری کی مسکرانے اب ایکدم تھیں ہوئی سرخ تو آنکھیں سے درد ;گی چھپاؤ کیسے یہ میں گئے ہو کھیرے بڑے نشان کے دانتوں طرف۔۔اسکے دوسری ;ہے کیا مسلہ تمھارا

سے میں گاڑی اسے نکالتی ہونٹ روشانے نکلا باہر دباتا آنکھ وہ جو نشاں اپنے جے پر چہرے اسکے سے دلکشی وہ جبکہ رہی گھورتی ٹیسٹ رکھنا یاد ۔ لگا دیکھنے اسے جھکا سے کھڑکی کی گاڑی دیکھتا سے وہاں ڈراتا اسے ہوا مسکراتا وہ ;اٹ مائنڈ سخت سزا تو غلط۔۔ اور آئی باہر کر بنا منہ روشانے جبکہ گیا چلا

نہیں والی پھیرنے میں نیورسٹی یو بھی تو ایسے کیونکہ لیا لگا ماسک
طرف دوسری تھا چکا جا میں آفس اپنے سے وہاں زریاب
اتنے گئی۔ بیٹھ کر جا پاس کے عائشہ تو آئی میں کلاس روشانے
۔ ہو آئی کیوں بعد دنوں
ہو آئی کیوں بعد دنوں اتنے
طبعیت کی حیدر اور بھرا سانس حیرہ نے روشانے جبکہ بولی۔۔ وہ
ہے۔۔ ہوا لگایا کیوں ملک نے تم اچھا لگی بتانے ماحول کا گھر اور
سا ہلکا روشانے جبکہ ۔ بولی دیکھتی سے نظروں تشویشی اسے وہ
. نہیں بھی کچھ لگی ہلانے سر میں نفی اور مسکرائی
سے چہرے اسکے زبردستی اور ہوئی پٹ کھٹ کو عائشہ ;مجھے یاد
تو۔۔۔ کھینچا ماسک

کی عائشہ ۔ تھی رہی چمک سے تاب و آب قربت داستان
چڑھا کو ماسک دوبارہ کر گھور نے رویشا جبکہ گئیں پھیل آنکھیں
تھی چکی
تھا لگاتا نہیں بھی منہ کو لڑکی اس جو شخص وہ تھا رہا دیکھ مسلسل
رہا ہو کیا میں کلاس کہ تھا مصروف میں دیکھنے اسے صرف اب
۔ گئ ہی جھلس عائشہ تھی نہیں پرواہ اسے ہے
سرخیاں پر چہرے تھی رہی لکھ نہیں بھی لفظ ایک روشانے جبکہ
تھیں۔ ہوئیں بکھری
: کے روشانے گئ چلی کر اٹھ سے وہاں کچکاتی دانت عائشہ
لگی زہر سخت محبت کی نظروں کی زریاب اور خوشی کی چہرے
تھی

Episode 29

29

ہو بہتر تھوڑا چاہیے۔۔ دینی رکھ تاریخیں کی شادی ہے لگتا مجھے
ہلایا سر نے جس ۔ دیکھا جانب کی سالار نے کبیر ماحول گا جائے
سوا کے مانی من اپنی جو تھا متفکر بہت سے طرف کی حیدر وہ
تھا۔ کرتا نہیں کچھ

وہ ۔؛گے آئیں کب والے سسرال کے منہا ہے ٹھیک ہاں
۔ لگا دیکھنے کو کبیر سے نظروں سوالیہ
۔ تھا بلایا نہیں گھر سے وجہ کی طبعیت کی حیدر بس ہیں اگئے
دیں اجازت آپ اگر بھیا ہیں آگئے کبھی کے نور تو والے سرال

سے سالار وہ .;جائیں نبھائے سے اسلوبی خوش فرض دونوں یہ تو
۔۔۔ دیا ہلا سر نے سالار تو بولا
در کے کبیر اور سالار ; ہے لڑکا اچھا ایمان لو سوچ بار ایک تم
دونوں اور تھی ہوئی چیت بات بھی پہلے کر لے کو عمل میان
کے عارض ہو۔ نہ بچے انکے عمل کہ تھا لگا نہیں اچھا ہی کو
۔ گئ پھیل ناگواری پر چہرے
اپنے عمل چاہتا۔۔ کرنا نہیں بات پر موضوع اس میں بھیا پلیز
کا بیٹی میری ہے گیا ہو ختم قصہ وہ ہے چکی جا کر لے کو بیٹے
نہیں میں ہے رہی ہو سے اسی بھی شادی ہے ملتا جوڑ سے جس
اور جائے ہو دقت کوئی سے عمر کی نور کو ایان اچانک کہ چاہتا
لڑکا جزباتی دے بیٹھا لڑکی کوئی کی عمر اپنی لاکر پر سر اسکے وہ
عارض چاہتا کرنا نہیں نقصان کا بیٹی اپنی تو میں تو۔۔ وہ ہے۔۔

ہو چپ تھے چاہتے کرنا جراہ جو دونوں وہ تھا کڑک لہجہ تو بولا
کی شادی ۔ چھیڑا نہیں موضوع یہ پھر نے کبیر سالار اور گئے
نے کبیر ; کو مہمانوں لو۔۔ بلا ہی رات لو رکھ پھر تاریخیں
۔ ہلایا سر نے جس کہا سے عارض
کر رخصتی بھی کی روشانے اور زریاب کہ ہے یہ میرا تو دل
گا کرے نہیں زریاب پہلے سے چیدیر لیکن۔۔ ہی ساتھ دوں
۔ بھرا سانس کھیرہ نے سالار
ڑھ بھی روشانے ہے جلدی ہمیں سا کون ابھی بھیو۔۔ دو رہنے
گے جائیں ہو سیٹ انشاللہ بھی لائبہ اور حیدر تک تب ہے رہی
۔۔ تو کیا نے عارض ; گے کریں ہی ساتھ کی بچوں دونوں پھر
کی منہا اور نور فلحال ۔ گیا مان سالار تو لي حمایت بھی نے کبیر

تیاریوں کی شادی بعد اسکے تینوں وہ اور بولا کبیر ; جائے ہو ہی
نے تم ہے بلانا کو حیدر ۔ لگے کرنے باتیں پر
۔ لیا سپ کا کافی سے زیمل لگاتے ایک پیچھے نے سالار فیصد سو
۔ تھی لائی کر بنا لیے اسکے جو
کے اس تو تبھی گی ہو چیت بات اسکی اور لائبہ گا آئے وہ
جائے کر اڈجیسٹ جلد وہ ہے یقین مجھے گے ہوں ختم اختلافات
وہاں نے سب تو کہا نے کبیر بچی پیاری اتنی ہی ہے لائبہ گا
تھا ہلایا سر میں اثبات پر بات اس

۔ تھا رہا سن فیصلہ کا جج وہ کھڑا میں عدالت
کے جج ہوا کیسے کہاں کب ۔ ایکسیڈنٹ اسکا رپورٹس ساری اسکی
یہاں تھا لاعلم سے فائلوں ان حیدر جبکہ تھا رکھا کچھ سب آگے

ایک بھی وہ تھی نہیں بھی ریپورٹس اسکی پاس اسکے کے تک
پر کر پیش کے کر اکٹھا سب ہی پیچھے اسکے نے وکیل حکومتی
ہی پیچھے .
تھا دیا ۔

شان اور رعب اسی کے شخصیت اپنی میں کوٹ چینٹ سیاہ وہ
دھیرے وہ ۔ تھا چکا سن فیصلہ کا جج لاعلم سے چیز ہر ساتھ کے
مسکرایا سے

سپینڈ لیے کے تک تب ہوتی نہیں نارمل حالت ذہنی اسکی تک
ڈالنے تالے پر چیمبر کے نام کے مرتضی حیدر ۔۔ اور گیا دیا کر
تھے اچکے آرڈرز کے ۔
سائین سے سہولت اور سکون وہ اور لیے سائین سے اس نے بیچ
لوگوں کئی کھڑے وہاں اندر اسکے کہ تھی بات الگ یہ گیا کر

وہ اگر تھے رہے اٹھ شعلے جو کر دیکھ مسکراہٹ کی چہرے کے
کھاتا۔۔ ہی خوف تو لیتا دیکھ کوئی
سنجیدگی حیدر
کے چہر اسکے تو نکلا سے وہاں کر سن آرڈرز کے بیچ ہے۔۔
۔ تھے ساتھ اسکے بھی وکیل
۔ کیا بلند ہاتھ نے حیدر
سے تیزی سے وہاں کر دیکھ نگاہ ایک کو سب ان وہ مناؤ چھٹی
۔۔ گیا نکل
اور
۔ پڑے روکنے قدم اسے اچانک
عدالتی اس بھی کو کسی سے میں فیملی اپنی یہ زریاب سالار اپنے
سامنے اسکے لوگ کئی کے میڈیا تھا کیا نہیں انفارم کا کارروائی

ذہنی ہی پہلے ۔۔۔۔ گیا لے پیچھے قدم ایک وہ اور آگئے اچانک
گئے پہنچ کرنے شکار کا مزید وہ جو تھی کم اذیت
! خانے پاگل کسی لیے کے عرصے کچھ آپکو لگتا نہیں کو آپ سر
;چاہیے جانا ہو ہو شفٹ میں
بھول
تو آپ ابھرے قیقے کے سب باقی جبکہ کہا نے جارنلسٹ ایک
آئی تو بھی فلم ایک وہ ہیں گئے بن کیس لاس میمری شارٹ
بہت گئے۔۔ سب منٹ دس اگلے رہا یاد کچھ منٹ دس تھی۔۔
بلاوجہ ۔۔ ہر چاہیے دینا چھوڑ ہی شعبہ یہ آپکو ساتھ کے افسوس
کہا نے دوسرے ہیں رہے کر ضائع وقت اپنا اور کا عدالت آپ
۔
۔ لیا پھیر سے جانب چاروں اسے اور

اسکی تھا میں دو و تگ کی کرنے میں قابو کو عصابوں اپنے حیدر
دور سے اس کو سب ان اور پہنچی تک ان کر دوڑ سکیورٹی
کیا۔
ہو پاگل تو آپ رہے۔۔ نہیں قابل کے شعبے اس آپ سر۔۔
جبکہ چلایا جرنلسٹ ایک ہے گیا ہو پاگل مرتضی حیدر ۔ ہیں گئے
لیے کے اکسانے اسے صرف ہو بولا کر بوجھ جان وہ لگا ایسا
کا جرنلسٹ اسی اپنے اور چلتا ایکدم حیدر
خونم میں لمحوں کہ پیٹا ایسے طرح بری اس اور جکڑا گریبان
تھا گیا ہو کھڑا ہنگامہ ایک وہاں گیا ہو خون
اسکے یہ بڑھے جانب اسکی وکیل ساتھی اسکے ; جائیں رک سر
میں منٹوں چند کا نلسٹ جر اس اپنے کہ تھا ثبوت کا پن پاگل
حیدر پر چینلز لائیو تھی رہی کر کورتج اسے میڈیا دیا کر حشر

مارا کو جرنلسٹ نے تم ۔ تھا رہا جا دیکھایا پن پاگل کا مرتضی
وہ بولے بھی سب باقی ;ہم گے کریں کیس خلاف تمھارے ہے
کیطرح کتے لیے کے کتنے لفظ چند اسکے پیچھے آگے اسکے جو صحافی
کو حیدر تھے رہے بھونک طرح کی کتے پر اس آج تھے پھرتے
اپنے۔۔ تھا رہا ہو قابو بے اس وہ گا جائے پھٹ دماغ اسکا لگا
کر ہو کھڑے وہاں
حیدر کر ہو انولد میں بیچ کو پولیس کے تک یہاں دیں۔۔ گالیاں
پڑا۔۔ پکڑنا کو
اپنے تھی پڑی پھوٹ لکیر ایک کی خون سے ناک کی حیدر
کے پولیس اور کی صاف ناک سے زاریت بے اور غصے نفرت
جبکہ گیا چلا ہمرا

کی کمال ۔ تھا بنا وہ دینم کا جس تھا پلین ایک ۔ تو سب یہ
لیے کے اکسانے اسے صرف صحافی یہ گئے بھیجے سے جانب
اسکی کر اکسا اسے ہی ویسے بلکل بھی ہوا اور تھے پہنچے یہاں
لوگ۔۔ وہ تھے چکے کر برباد اور ریپوٹیشن
اور سالار ہی سنتے نیوز والی چلنے اور ہنگامے والے ہونے پر نیوز
بڑھا کو پن پاگل اسکے کر چلا چلا صحافی ہر تھے بھاگے زریاب
۔ تھا رہا بتا کر چڑھا
مہمان میں گھر جبکہ تھے نکلے پیچھے انکے بھی عارض اور زین
گھر ابھی تھا مشکل الینا سے وہاں کا کبیر تبھی تھے ہوئے آئے
نکل سے وہاں وہ اور تھی پتہ بات یہ ہی کو چاروں ان سے میں
۔۔ تھے چکے بھی

یک پیر . تھا۔ چکا ہو قید پیچھے کے سلاخوں حیدر طرف دوسری
حیدر بھی تھا وکیل بڑا ایک وہ کیونکہ تھا مختلف سے قیدیوں عام
وہاں اچانک کہ ۔ تھا ہوا لیٹا چڑھائے ٹانگ پر ٹانگ پر بیڈ
نے حیدر ہے آیا سالار کے دی اطلاع اسے نے سپاہی کھڑے
۔ دیا جھٹک سر
تھا آیا باپ اسکا جو سے یہاں تھا سکتا نہیں چھڑا کو خود وہ کیا
۔۔ اور مسکرایا سے مٹی وہ ۔ نکلوانے اسے
و نے سیاہی لگی دینے سنائی اسے آہٹ کی قدموں کے باپ
پیچھے تھی چکی ہو بیل اسکی یعنی دیے کھول لیے اسکے دروازے
جبکہ ہے چکی ہو پہلے بیل تھا گیا مجھ وہ اور تھے وکیل ہی اسکے
کے سالار . دیکھا کر اٹھا سر اپنے ہیں آئے میں بعد لوگ وہ
سے چیز چیرے کے حیدر تو تھی تختی سی کی چٹانوں پر چہرے

نام بد جب ہیں کوئی سے اس اسے ہوا بھی جو جیسے زاریت بے
ہوا سوچتا وہ آتا مزاہ تاکہ ہوتا کر کھل ذرا تو تھا رہا ہی ہو زمانہ
بنا کیسے بات بھی کوئی سے چاروں ان کھڑے خاموش اور اٹھا
۔ گیا نکل باہر

ابھری آواز کی سالار سے پیچھے جبکہ بڑھا۔۔ طرف کی گاڑی وہ
دی بڑھا چابی کی گاڑی جانب کی زریاب اپنے کرو ڈرائیو زریاب
ے گیا ہو سوار میں گاڑی اور کھینچا سانس لمبا ایک نے حیدر ۔
یہاں ہوئی نہیں بات کوئی میں آپس بیچ کے چاروں ان راستے
وائٹ کی تھے آئے لوٹ گھر بعد گھنٹے آدھے تقریبا وہ کہ تک
میں گھر وہ ۔ تھی ہوئی بھری سے۔ دھبوں کے خون شرٹ
کی روشانے تھا۔ چکا ہو فارغ کبیر سے مہمانوں ۔۔ تو ہوا داخل
۔ اٹھی چلا وہ تو گئی پر حیدر پہلے ے سے سب نظر

زیمل جبکہ بولی ایکدم وہ ہے۔۔ ہوا کیا یہ ہیں ٹھیک آپ بھیو
سکون کہ جو ہوئے۔ متوجہ اسطرف سب نور منھا نیناں آیت
۔ تھا گیا بیٹھ پر صوفے سے
ہوا کیا یہ یہ ۔ پہنچی تک اس ہوئی بھاگتی تقریب تو زیمل حیدر
۔ آپکو ہے
تھام میں ہاتھوں دونوں اپنے سے پریشانی حد بے چہرہ اسکا زیمل
۔ گئی
نہیں کچھ تھا نہیں کا کرنے بات سے کسی وقت اس دل کا حیدر
۔ مجھے ہوا
سے آرام وہ جبکہ تھے کھڑے پریشان سب بولا سے پرواہی لا وہ
حض سے پریشانی کی سب جیسے تھی مسکراہٹ پر چہرے تھا بیٹا
۔ ہو رہا اٹھا

جس کیا سوال سے زریاب نے حیدر ہے۔ کہاں موبائل میرا اسکا نے سالار کہ تھا ہی چاہا تھمانا میں ہاتھ اسکے کر نکال موبائل ۔ لیا آچک موبائل

میرے کی۔۔ دینے موبائل کو اس ہے۔۔ نہیں ضرورت کوئی ارد تمھارے وہ تمھیں ہے ضرورت کی لوگوں جن سے خیال بڑے سالار ہے نہیں کام کوئی کا موبائل اس ہیں موجود گرد

وہ تھا شدید بر حیدر اسے تھا بولا سے ضبط

نہ تھی پرواہ اپنی اسے نہ تھا رہا جا باہر ہی سے باتوں ہاتھوں باپ سے نظروں سرخ نے حیدر جبکہ کی لوگوں گرد ارد اپنے دیکھا کو

پاس کے ماں وہ کہتا میں انداز سپاٹ ;ہے جانا گھر اپنے مجھے ڈیڈ ۔ گیا ہو کھڑا سے

- دھاڑا سالار ہو۔۔۔ رہے لے امتحان کا ضبط میرے تم حیدر
یہ ہے رہا دے جواب صبر کا آپ کہ ہے نہیں مسلہ میرا یہ
گی ہو مہربانی تو ہے۔۔ سکتا کر سب لیے اپنے مرتضی حیدر نہیں
پیں تھو مت فیصلے اپنے پر مجھ کیطرح بچے کے کلاس میٹرک
بھڑکا ایکدم سالار اور لیا چھین موبائل سے ہاتھ کے سالار اسنے
گئے رہ شاکر سب وہاں ۔ مارا دے پر منہ اسکے تھپڑ کر کھینچ اور
کے سب کو بیٹے جوان لیا تھام ہاتھ کا سالار نے زین جبکہ
تھی۔ نہیں بات عام یہ کو لڑکے حیدر کبھی اور ماریا تھپڑ سامنے
جو ہو رہے کر مرضی اپنی مانی من اپنی ہے ٹھیک دماغ تمھارا
گئے ہو نہیں تو پاگل واقعی ہو رہے کر وہ بس ہے آرہا میں دل
میرا یہ ہوئی چڑھی ضد سی کون تو ٹھیک نہیں طبعیت تمھاری
بھاڑ اور گے۔ جاؤ کہیں سے گھر اس تم بھی فیصلہ اور ہے حکم

چاروں پکار کی مرتضی عدالت یہ وکالت یہ سب ۔ گیا میں

جانب

اور بھائی تمھارا میں جو تم ہو نہیں کچھ حیدر سے آج سٹیٹس

حیدر گے کرو ہی وہ صرف بھی تم ہیں رہے کر بڑے تمھارے

کبھی آگے کے فیصلے میرے اور تم گے سمجھو فیصلہ میرا اسے اور

جبکہ ۔ تھا رہا کر وارن اسے وہ کر اٹھا انگلی ہے سکا نہیں جا کوئی

پھیرا پر پیشانی اپنی کو انگلیوں دو کی ہاتھ مظبوط اپنے نے حیدر

فیصلہ آپکا۔۔ ۔ میں سے کیفیت کی درد تھی رہی پھٹ کہ جو

مارا پر زمین کر کھینچ موبائل اپنا ہی ایکدم اور گرایا وہ; مانو کیوں

تھا ۔۔۔۔

آپ ہیں کون والے کرنے حکمرانی پر مجھ ہیں کون ہوتے آپ

جپٹھا۔۔ ایکدم جانب کی باپ

کیا

باپ اپنے ہی یوں سالار بار ایک طرح جس طرح اسی بالکل
.کیا یہ وہ ۔۔۔۔ لیا جکڑ سے پیچھے اسے نے زریاب تھا جھپٹا
کے زندگی میری ہیں کون ہوتے یہ مجھے چھوڑو تھا والا کرنے
باپ اب اور دی کر برباد میری زندگی ساری والے کرنے فیصلے
میں کہ بتاؤ انھیں بھی میں مجھے چھوڑو ہے چڑھا شوق کا بننے
ہوں کی انھیں اولاد .

کر دے فیصلہ کیا دل

نہیں کچھ رتضی مر حیدر; دیا پھینک کہیں کر اٹھا کیا دل جب
سمجھے ہے حیدر حیدر لیکن گا ہو رہا نہیں کچھ مرتضی سالار ہے
قابو بے تھیں سرخ آنکھیں تھا رہا للکار تھا رہا دھار وہ ڈیڈ آپ
تھا۔

تو ہے ہمت اگر ہوں رہا جا وقت اسی ابھی سے یہاں میں اور
زریاب آپ اپنا سے جھٹکے وہ مرتضی سالار مجھے دیکھیں کر روک
ہی یوں کو چہروں دق و حق کے سب ان اور بولا کر چھڑا سے
گیا چلا نکلتا سے وہاں چھوڑ

تھا پکارہ میں انداز والے کرنے وارن اسے جیسے نے سالار حیدر
ایک ایک کا ہاؤس مرتضی وقت اس جو میں آواز تھی گرج ایک
تھا رہا سن فرد

تھا رہا بھیر سے غصے جو چاہا سنبھالنا کو باپ نے زریاب ؛بابا
تھے گئے رہ بنے بت میں سچویشن اس سب
سے شدت گناہ کئ سے اس تھا چیجا سالار سے شدت جتنی اور
ڈیڈ بس تھا چلایا حیدر

گیا چلا کر لے بھی گاڑی دوسری کی سالار کر بوجھ جان اور
۔ گئی بیٹھ وہیں ہوئے روتے زیمل جبکہ
دیکھا سے نظروں کن شکواہ کو باپ نے زریاب طرف دوسری
کرتا نہیں ٹریٹ کبھی سے پیار اسے وہ تھا سکتا سنبھال معملہ وہ
تھا
وہ پر باپ جب گیا گھوم منظر وہ میں آنکھوں کی سالار جبکہ جبکہ
بھی
تھا جھپٹا
وہ تھا رہا کر وہ ہی ویسا تھا کیا اپنے جیسا تھا عمل مکافات مکا
سے وہاں تبھی تھا نہیں روادار کا سننے بات کی کسی کسی مزید
اور بڑھا جانب کی ماں زریاب جبکہ گیا چلا میں میں کمرے اپنے
| بازو اپنے اسے

لیا سمیٹ میں

مانتی میں یے گیا ہو ناراض وہ آؤ کر لے کو حیدر میرے زار
ہوں مانتی میں بیچ میں ہے کیا غلط ہمیشہ ساتھ اسکے نے ہم ہوں
اکیلا بلکل ہے گیا ہو تنہا بچہ میرا اسے آؤ لے ۔ زار لے اسے
۔ ہے گیا رہ

میں چلو لے مجھے پاس اسکے آؤ لے اسے یہاں گا آئے نہیں وہ
جبکہ لگی کرنے منتیں کی زریاب وہ گی لوں منا سے پیار اسے
۔ رہا بیٹھا بھینچے میں خود سے کشتی اسے زریاب
سے تیزی اندر کھولتا دروازہ وہ کر چھوڑ پر گیٹ ہی یوں گاڑی
شاور اور آیا میں واشروم سیدھا گھسا میں کمرے اپنے ہوا داخل
پیچھے اسکے امین گیا ہو کھڑا نیچے اسکے وہ کر کھول میں رفتار تیز
تھا آیا ہوا دوڑتا

جبکہ لگا بھگونے کو وجود اسکے کو سر اسکے کو کپڑوں اسکے پانی تیز کر تار کوٹ اپنے گئی جم کی برف پر احساس ہر ہی گیرتے پانی کر کھینچ شرٹ سے پر جسم کسرتی مظبوط اپنے پھر پھینکا اکیطرف چھینکی۔

منٹ میں تقریبا وہ کیے۔ پیچھے بال کر پھیر ہاتھ میں بالوں اور ہے۔ رہا ہو بہتر سب اب کہ لگا ایسا اور رہا کھڑا نیچے کے پانی ۔ رہا ہو ہوش بے نہیں کیوں اب وہ جاتا بھول نہیں کیوں اب اسے تھا رہا چاہ بھولنا وہ کچھ جو چڑھا غصہ سے پھر پر خود اسے پر لائین لینڈ اسکی ۔ تھا نہیں یاد وہ تھا کرنا یاد جو اور تھا یاد وہ ۔ تھی رہتی آ کال

اور لیں نکال دوائیاں کر کھول دراز اور دی نہیں توجہ بلکل اسنے گئی ہو بہتر بھی طبعیت ہی لیتے دوائی

میں گھر پورے تھا مزاج مستقل کافی تھا کبھی جو پر لائین لینڈ حیدر ہو کیسے ۔ کی پیک کال اپنے تھا برپا شور کا فون ٹیلی ۔۔ مرتضی

گیا کیا سوال میں آواز مسکراتی

سوری اوہ لگا۔ کرنے کوشش کی پہچاننے آواز گیا چونک حیدر گیا ہو مسلہ کا میمری شارٹ طرح ہی تمھاری ہے لگتا بھی مجھے

نے قہقہے اسکے ہنسا کمال; گا ہوں یاد میں کہاں تمھیں ہے آج کمال۔۔۔ میں ۔ رہا چپ وہ لیکن تھیں لگائیں تو چنگاریاں کرنے قبول وہ د ہے کرایا نے میں ہوا بھی کچھ جو میں عدالت ۔ پڑے بل پر پیشانی کی حیدر لگا

کرو لازمی ہو انسان پاگل آدھے اور جزباتی ایک تم تھا جانتا میں
چلو کرادی سیر تھی کی حوالات بار پہلی تمھیں دیکھو تبھی گے
کرتا معاف پر گستاخی تمھاری تمھیں میں خیر
ہوں ۔۔۔ جب تک تمھیں میں یاد آؤ گا تم میری خاک تک
بھی نہیں پہنچ سکو گے لیکن اپنی زندگی میں کمال کو یاد رکھنا
تمھیں تباہ
کرنے والا
تمھارے باپ کا دستمن ہے کمال،،
وہ بولا اور فون کھڑاک سے بند کر دیا حیدر ہاتھ میں کرڈائل تھامے کھڑا اس
کرڈائل کو گھورتا رہا.
اگر اسکے دماغ کی رگیں پھٹ جاتی اس وقت تو کچھ زیادہ بڑا نہ ہوتا لیکن نہ وہ
بے ہوش ہوا نہ دماغ کی رگیں پھٹیں اور نہ

ہی کچھ اور ہوا۔

نڈیوٹی سے فری ہو کر وہ جیسے ہی گھر کے لیے نکلی تو اچانک ہی ہاسپیٹل میں چلنے والی ایل سی ڈیز پر نگاہ گئی۔اور وہاں کا منظر دیکھ کر وہ ایکدم تھم گئی

یہ وہ ہی پیشنٹ ہے نہ جو یہاں سے گیا ہے۔۔دیکھتا کتنا ہینڈ سم اور پڑھا لکھا تھا اور بے چارہ پاگل ہو گیا معلوم نہیں اسکے ماں باپ نے اسے چھوڑ کیوں دیا ;لوگ باتیں بنا رہے تھے لائبہ کو لگا اسکے وجود کو ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا گیا ہو وہ ایکدم باہر کی جانب دوڑی تھی۔

اس وقت اسکا حیدر کے پاس ہونا ضروری تھا کہیں کچھ الٹا سیدھا کر کے وہ اپنے آپکو نقصان نہ پہنچا لے

اسنے زریاب کو کال ملائی کہ آیا کہ وہ۔۔مرتضی ہاؤس میں ہے

لیکن زریاب نے جو کچھ اسے بتایا حیدر کی تکلیف پر وہ کراہ اٹھی اور جیسے خود بھی پاگل ہوتی اس راہ چل پڑی جہاں اسے جانا شاید نہیں چاہیے تھا وہ حیدر کے گھر یہ۔تب آئی تھی جب اپنی ماں کے لیے انصاف کی بھیک مانگنی تھی اور اس وقت وہ

غرور سے اسکو کیسے بے عزت کر گیا تھا۔۔۔اپنے گاڑی پارک کی اور چلتی ہوئی دروازے کے نزدیک آئی چوکیدار نے باہر ہی روک لیا لائبہ کو پہلے بھی جو نہیں دیکھا

ہم ڈاکٹر ہیں؛اسنے اپنا تعارف

چوکیدار نے سر ہلایا صاحب سے پوچھ کر بتاتا ہوں وہ کہہ کر مڑ گیا اور امین کو کال کی اور بتایا تو امین کو لگا کہ اپنی طبعیت کی وجہ سے شاید کسی ڈاکٹر کو اسنے بلایا ہو اسے اندر بلانے کا کہا اور لائبہ اندر آگئی وہ نروس تحاشہ اس گھر سے

کوئی اچھی یاد نہیں تھی۔ وہ لاونج میں آئی جدید سٹائلش گھر تھا زیادہ بڑا نہیں لیکن بہت خوبصورت تھا امین لائبہ کو گھورنے لگا۔ وہ حیدر کہاں ہیں

لائبہ جھجھکتی

ہوئے بولی۔

صاحب سوئمنگ کر رہے ہیں ہیں اپ ڈاکٹر ہیں تو میڈیم جی صاحب کو ٹھیک کر دیں انھیں ڈیڈ گھنٹہ ہونے کو آیا ہے متواتر سوئمنگ کیے جا رہے ہیں جی

صاحب کو نظر لگ گئی دنیا کی ؛ امین کی آنکھیں بھیگ گئیں لائبہ کی گیلی سی ہوئیں اسے واقعی نظر لگ گئی۔

امین کے بتائے گئے راستے پر وہ چل دی دل دھڑک رہا تھا لیکن وہ خود کو قابو کیسے گھر کے پچھلے حصے میں آگئی پائی کا شور سا ہو رہا تھا اور اپنے سوئمنگ پول کی جانب دیکھا تو وہ

اوپر دیکھائی نہیں دے رہا تھا وہ پانی کے نیچے سوئمنگ کر رہا

تھا

امین اسے ہمدردی سے دیکھنے لگا

جی پچھلے ڈیڈ گھنٹے سے یہ ہی دیکھ رہا ہوں۔امین بولا تو لائبہ چپ رہ گئی امین اسکے پیچھے سے جا چکا تھا۔لائبہ وہاں تقریبا دس سے پندرہ منٹ کھڑی ہوئی

اور وہ

پانی کے نیچے ہی رہا۔۔

اور ایکدم وہ پانی سے باہر نکلا تو آنکھیں بند تھیں اپنے آسمان کی جانب دیکھا اور پھر پول کے سائیڈ پر دونوں ہاتھ رکھ کر وہ ھیرے تیرے سانس بھرنے لگا اسکے بازوں کی مظبوطی لائبہ دیکھ سکتی تھی۔

لائبہ حیدر کی جانب دم سادھے

دیکھتی رہی

برہنہ پشت پر پانی کی لکیریں چپک ٹپک کر نیچے سوئمنگ پول میں گیر رہیں تھیں جبکہ اسکے مسلز سے بنا کسرتی جسم لائبہ پہلی

بار اسے اپنے سامنے یوں دیکھ رہی تھی اور اچانک وہ پلٹا تو عین سامنے کھڑی لائبہ پر نگاہ جا کر تھم ہی گئی۔دل میں اضطرابی کیفیت نے۔۔جیسے لمحے بھر کے لیے سانس

بھرا تھا۔

ساکت سپاٹ اور نہایت سرد نظروں سے وہ اسے دیکھنے لگا۔وہ پانی میں تھا جبکہ لائبہ کے بے ساختہ ہاتھ پاؤں کانپ اٹھے۔وہ اس وقت کرے کلر کے لباس میں تھی جس پر اپنے وائیٹ

ڈاکٹر کوٹ پہنا ہوا تھا جبکہ ہاتھوں میں بیگ کی گرفت بھی ساتھیوں میں بیک کی گرفت نہایت

سخت تھی

لائبہ حلق میں سانس اتار گئی وہ کیوں بت بنی کھڑی ہے کس قدر اکورڈ

پیچویشن تھی۔

حیدر نے البتہ کمال مہارت سے سوئمنگ کی اور اس تک کا سفر طے کیا اور۔۔

جس طرف لائبہ تھی وہاں اکر ٹھر گیا پھر سے اپنا چہرہ صاف کیا بال پیچھے کیسے

اور دونوں ہاتھوں پر زور دیتا وہ ایک جمپ لگا کر اس پول سے باہر نکل آیا اور

لائبہ دو قدم دور ہو گی حیدر اسکے ڈرنے سے مسکرایا۔

کیسی ہو لائبہ حیدر۔۔ تم یہاں کچھ حیرانگی کی بات ہے بلڈی ڈاکٹر

وہ

سکون سے چلتا اسکے سامنے اگیا لائبہ کا وجود اسکے وجود کے آگے چھپ ہی گیا

۔

لائبہ۔۔نے خود کو سنبھالا۔

آپ آپ ٹھیک ہیں؛ وہ فکر مندی سے بولی

بتاؤ کیسا لگ رہا ہوں وہ گھوما اور اسے اپنا آپ دیکھانے لگا جبکہ اس وقت وہ صرف سوئیمنگ ڈریس میں تھا جبکہ۔۔لائبہ اسے دیکھ بھی نہیں پا رہی تھی

حیدر طنزیہ مسکرایا۔

یہاں آنے کی وجہ جان سکتا ہوں۔۔سپاٹ لہجے میں اسنے ایک قدم لائبہ کیطرف اٹھایا اور لائبہ گھبرا کر پیچھے ہوئی جبکہ حیدر اسے سنجیدگی سے دیکھتے اسکے پیچھے سے سفید ٹاول کھینچ گیا۔

لائبہ نے اٹکا ہوا سانس بھال کیا۔وہ..ہم....۔۔

ڈیڈ نے بھیجا ہے تمھیں

حیدر تقریبا پھاڑ کھانے والے انداز میں اسکی جانب مڑا ان۔۔نہیں نہیں تو ہم خود آئیں ہیں وہ ایکدم دونوں ہاتھ اٹھائی انکار کرنے لگی

حیدر کو معلوم نہیں کیوں اسپر یقین ہو گیا کہ اسے سالار نے نہیں بھیجا ورنہ وہ اسی سوئمنگ پول میں اسکا گلہ دبا کر اسے مار

دیتا

تو پھر آنے کی وجہ

اسنے سپاٹ کڑک لہجے میں پوچھا۔

جبکہ لائبہ کے پاس کوئی جواب نہیں تھا سر جھکا گئی شرمندگی ہوئی کوئی جواز نہیں تھا سوائے اسکے کے وہ اسکی محبت اور فکر میں یہاں پہنچی تھی

۔۔وہ جیسے جواب تلاشنے لگی۔

اور اچانک اسکے منہ پر کھینچ کر ٹاول لگا لائبہ نے سٹپٹا کر ٹاول چہرے سے کھینچا تو حیدر اسے سپاٹ نظروں سے دیکھ رہا تھا اور پھر یوں ہی چلتا ہاتھ گاؤن کے پاس گیا اور اسنے وہ گاؤن اٹھا کر پہن لیا

ڈوریاں باندھتے وہ لائبہ کو ہی دیکھے جا رہا تھا اور کچھ ہی دیر میں چیئر بھینچ کر بیٹھ گیا۔لائبہ ایسے کھڑی تھی جیسے مجرم ہو۔ادھر آؤ

گھورتی نظریں سرد لہجہ لائبہ کا پورا جسم جھنجھنا ! اسکی سانسیں حیدر کو دیکھ کر بے ساختہ تیز ہو رہی تھیں نے انگلی کے اشارے سے اسے قریب بلایا۔ نفی میں سر ہلانے لگی وہ اسکے پاس نہیں جانا چاہتی جبکہ حیدر کو لگا جیسے اسکا انکار اس بات کا ثبوت ہے کہ بھی حیدر کو پاگل سمجھتی ہے۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھا

وہ

تیز قدم بھرتا اس تک پہنچا اور۔۔لائبہ کی کلائی جکڑ کر

اپنی جانب کھینچا تو وہ حیدر کے گاؤن سے جھلکتے سینے سے جا ٹکرائی

حیدر آپکی طبعیت نہیں ٹھیک ہم ہم پھر آجائیں گے۔آپ دوائی میں ریسٹ کریں آپ تھک گئے ہیں۔

لائبہ ایکدم اس۔سے ڈرتی پیچھے ہوتی اپنی کلائی چھڑانے کی کوشش کرنے

لگی جبکہ اسکا یہ گریز حیدر پر تیزاب کیطرح پڑا

تھا۔

تمھیں کیا لگتا ہے میں پاگل ہوں اسنے زبردستی لائبہ کا منہ

جکڑ لیا۔

نہیں لائبہ بھیگی پلکوں سے اسے دیکھتی بولی۔لیکن یہ تمھارا انداز جتا رہا ہے کہ

تم مجھے پاگل سمجھ

رہی

تمھارا خوف بتا رہا ہے تم مجھے پاگل سمجھتی ہو کیوں تمھیں حیدر سے بلا کی

محبت ہے کہاں گئی وہ محبت کیا سب کو صرف بیرسٹر حیدر سے محبت تھی پاگل

حیدر سے، کوئی محبت نہیں کرتا ہاں وہ چیخا جبکہ اسنے لائبہ کے ناتواں وجود کو

اپنے قبضے میں

لے لیا تھا۔

لائبہ سہمی سہمی نظروں سے نفی میں سر ہلانے لگی

Episode30

وہ سہمی ہوئی نظروں سے نفی میں سر ہلاتی اسے یہ احساس دلا رہی تھی کہ وہ اسے پاگل سمجھتی،

پر نہیں ہیں پاگل آپ کیوں کہہ رہے ہیں اسطرح ہم آپکو پاگل نہیں سمجھتے کسی ڈاکٹر نے آپکو نہیں کہا آپ پاگل ہیں پھر آپ وہ ایک. سانس بولتی گئی جبکہ حیدر اسکے تیزی سے ہلتے ہونٹوں کو دیکھنے لگا پیشانی پر لکیریں سی بنی۔

اوراچانک وہ اسے جھوٹی لگی جبکہ اسکا دل کہہ رہا تھا کہ لائبہ اس سے بھی جھوٹ نہیں بول سکتی

تم جھوٹی ہو؛ وہ بھڑکا اور سکون سے اپنے لائبہ کو پول میں دھکا دے دیا۔

چھناکے کی آواز سے وہ پانی کے اندر جا گیری جبکہ اسے سوئمنگ اور سوئمنگ پول سے ساخت خوف محسوس ہوتا تھا ایک بار معیز نے بھی اسے سوئمنگ پول میں دھکیل دیا تھا اسکا چہرہ پانی میں دے دیا تھا صرف نفرت کے باعث لائبہ کو لگا وہ مر جائے گی وہ اسی پانی میں مر جائے

حیدر اسے باہر کھڑا دیکھتا رہا۔۔ لیکن ایک پل کے لیے وہ چونکا کیونکہ لائبہ کا وجود پانی کے اندر ساکت ہو رہا تھا۔

اور جب اپنے لائی کے وجود میں جنبش محسوس نہیں کی وہ ایکدم گاؤن اتار کر خود بھی پانی میں چھلانگ لگا چکا تھا ایک ہاتھ سے اس گڑیا سی نازک لڑکی کو

پکڑ کر اپنے کھینچا اور وہ کسی نازک شاخ کی طرح اسکے بازوں کی سخت گرفت کا حصہ بنی تھی۔

لائبہ جیسے ہوش میں آئی ماضی سے نکل کر حال میں آئی تو حیدر کا چہرہ نان سینس۔۔ مرنا ہے وہ بھڑکا۔لائبہ گھیرے سانس بھرنے لگی۔۔اسکی آنکھوں میں دیکھتے وہ لمبے سانس کھینچ رہی تھی۔

حیدر اسے ساکت دیکھنے لگا سانسوں کا کھینچنا یہ عجیب سا احساس کوئی عام بات نہیں تھی اگر وہ حیدر مرتضی تھا تو سو فیصد اسکے سامنے لائبہ تھی جو۔۔ کسی بھی عابد و زاہد کو امتحان میں ڈال دے پھر وہ اسکے شوہر کے مرنے پر فائز تھا۔ اسکے نازک ہاتھوں نے حیدر کو حتی سے تھاما ہوا تھا اسکے شانوں پر گرفت سخت تھی۔

ہم۔۔۔ ہمیں نہیں تیرنا نہیں ہیں نہیں آتا بھی۔ ہمیں ڈر لگ رہا ہے حیدر؛ وہ ہچکیاں بھرنے لگی۔

حیدر نے اسے ایک کر پانی سے باہر نکال دیا لائبہ جلدی سے سمٹ کر دور ہونا چاہتی تھی

لیکن حیدر نے اسکی دونوں ٹانگیں پکڑ لیں۔

لائبہ نفی میں سر ہلانے لگی کیا وہ اسے دوبارہ کھینچ لے گا۔ہ نہیں وہ تڑپ کر چینی۔

ن

اور حیدر نے اسے پھر پانی میں کھینچ لیا لائبہ کی چینیں بلند ہوئیں تھیں حیدر البتہ پر سکون تھا کیونکہ اب پانی میں وہ خود کھڑا تھا اسکی حفاظت کے لیے اور مزاہ بھی دے رہا تھا

جبکہ لائبہ اسکے اس کھیل سے کانپ رہی تھی جس کی اسے پرواہ نہیں تھی

آخر کو ہرن نے شیر کی کچھال میں ہاتھ دے کر خود پاؤں پر کلہاڑا مارا تھا۔

آپ آپ پاگل ہیں ; وہ چینی اور حیدر ہنس دیا۔ لائبہ جبکہ سہم کر لبوں پر دونوں ہاتھ رکھ گئی۔

آنکھیں جھکا لیں وہ اسکے بہت نزدیک کھڑا تھا وہ اسے ایسا کہنا نہیں چاہتی تھی۔۔

-

ہم ہمارا وہ مطلب نہیں تھا۔۔ ہم ہم واقعی پانی سے ڈرتے ہیں۔۔۔ ہم باہر نکل کر بھی تو با۔۔ بات کر سکتے ہیں لائبہ نے آہستگی سے کہا۔

میں پاگل نہیں ہوں لائبہ حیدر ;

اپنے اسکا آدھا وجود پھر سے اپنے بازؤں کے حلقے میں بھرا اور اسے آدھا پانی سے باہر نکال کر زمین پر تقریبا لیٹا ہی دیا۔ ایسے کے آدھا وجود پانی کے اندر تھا جبکہ آدھا پانی کے باہر اور اس آدھے وجود پر قبضہ حیدر کا تھا لائبہ کے وہم و گمان میں بھی یہ سب نہیں تھا۔

البتہ حیدر۔نہ جانے باقی سب کیوں بھول گیا تھا صبح سے لے کر اب نمک کا ایک لمہ بھی ایسا نہیں گزرا تھا کہ وہ تھیلا پایا ہو سب لیکن اس وقت وہ سب بھلائے اس کی سبھی نظروں اور کھیری سانسیں بھرتے ہونٹوں اور کیسے وجود کو دیکھنے لگا۔

وہ تھم گیا تھا دماغ میں اس وقت اپنے سامنے موجود لڑکی کے سوا کچھا نہیں تھا نہیں تھا۔

البتہ حیدر۔نہ جانے باقی سب کیوں بھول گیا تھا صبح سے لے کر اب تک کا ایک کمرہ بھی ایسا نہیں گزرا تھا کہ وہ بھلا پایا ہو الب لیکن اس وقت وہ سب بھلائے اس کی سہمی نظروں اور کھیری سانسیں بھرتے ہونٹوں اور بھیگے وجود کو دیکھنے لگا۔

وہ تھم گیا تھا دماغ میں اس وقت اپنے سامنے موجود لڑکی کے سوا کچھ نہیں تھا

لائبہ نے اسے خود پر چھایا دیکھا اور نفی میں سر ہلانے لگی اسکی آنکھیں بتا رہی تھی وہ اسے دیکھتا کچھ اچھا نہیں سوچ رہا تھا۔

نہ ہی اسکے سینے میں کوئی نیک خیال تھا یہ اسکی آنکھوں کی بے حیائی بتا رہی تھی۔

چھوڑیں ہمیں حیدر

وہ بمشکل بول سکی تھی۔۔حیدر اب بھی اسے دیکھ رہا تھا۔

البتہ حیدر۔نہ جانے باقی سب کیوں بھول گیا تھا صبح سے لے کر اب تک ایک لمہ بھی ایسا نہیں گزرا تھا کہ وہ بھلا پایا ہو سب لیکن اس وقت وہ سب بھلائے اس کی سبھی نظروں اور اکھیڑتی سانسیں بھرتے ہونٹوں اور بھیگے وجود کو دیکھنے لگا۔

وہ تھم گیا تھا دماغ میں اس وقت اپنے سامنے موجود لڑکی کے سوا کچھ نہیں تھا

لائبہ نے اسے خود پر جھکا دیکھا اور نفی میں سر ہلانے لگی اسکی آنکھیں

دروازے پر ہارن بجااور علیشبہ کو دیکھ کر چوکیدار نے اسکے لیے گھر کے دروازے کھول دیے کیونکہ یہ لڑکی تو یہاں اکثر آتی جاتی تھی۔امین بھی کھانا بنانے میں مصروف تھا کیونکہ گھر میں ڈاکٹر بھی مہمان آئی ہوئی تھیں اور دوسرا کوئی ملازم یہاں موجود نہیں ہوتا تھا ایک چوکیدار اور امین کے علاوہ

علیشبہ نے نخوت سے چوکیدار کو دیکھا اور گاڑی جو حیدر کی ہی تھی جو وہ زبردستی اپنے پاس رکھ چکی تھی

کی چابیاں اپنے چوکیدار کی طرف اچھال دی اور سکون سے اندر بڑھی امین نے محسوس کیا کہ گھر میں کوئی داخل ہوا ہے۔

وہ مڑا علیشبہ تھی

حیدر کہاں ہے وہ لاپرواہی سے بولی۔

کیونکہ امین سے سخت چیڑ تھی وہ حیدر کو کن سلائیاں دیتا جو رہتا تھا۔ وہ میڈیم جی صاحب مصروف ہیں؛ امین کو علیشبہ سے کوئی خاص بیر جو تھا کبھی وہ بولا تھا منہ بنا کر

تمھارا صاحب میرے علاوہ کہاں مصروف ہو سکتا ہے کہاں ہے حیدر وہ جھڑک کر بولی تو امین کو یاد آیا حیدر نے منع کیا تھا اسے کچھ بھی کہنے سے تبھی وہ کہہ گیا کہ صاحب پول کے پاس ہیں جبکہ وہ اسے ؛ بتانا چاہتا تھا مہمان آئے ہوئے ہیں ڈاکٹر آئی ہوئی ہے۔۔ لیکن وہ بنا ہی مسکراتی ہوئی پول کی جانب چل پڑتی۔:

اور جیسے ہی وہ پول کے پاس آئی تو سامنے کا منظر اسکی آنکھیں دیکھ کر بھیگے وجود سے لیٹی وہ ڈاکٹر اور اس ڈاکٹر پر مکمل کسی سائے دار بادل کی طرح چھایا حیدر وہ بے یقینی سے سامنے کا منظر دیکھ رہی تھی۔

ج حیدر: حیدر سمیت لائبہ نے بھی ڈر کر اوپر دیکھا اور علیشبہ کو دیکھ کر

سچویشن شرمندگی سے جیسے ڈوب مرنے کو ہوئی اپنے اٹھنا

مت میں نہیں چاہوں گا تم ہل بھی نہیں سکتی: وہ بولا بلکل اگنور کر گیا۔لائبہ کا

چہرہ سرخ ہو رہا تھا جبکہ حیدر نے بس ایک نظر ہی علیشبہ کے ششدر چہرے

اور پھٹی ہوئی آنکھوں کو دیکھا اور دیکھتے ہی دیکھتے لائبہ کی کلائی پر گرفت

سخت کرتے وہ آہستگی سے چیس کے سٹائل میں لائبہ کے چہرے پر جھکا اور

نرمی سے اسکی سانسوں کو بے سکون سا کر گیا۔

لائبہ کو لگا اسکا دل باہر نکل آئے گا۔

ترپ کر اسکی سانسوں میں وہ بولی۔۔جبکہ حیدر نے اسکی گردن جکڑلی گویا

اسے پسند نہیں آیا کہ وہ کچھ بھی ہوئے۔اور لائیو پر اپنے کس کا جادو جو وہ چلانا

چاہتا تھا لائبہ پر اثر ہوا تھا یہ نہیں البتہ ان ہونٹوں کی نرمی سے حیدر بے حد

متاثر ہو گیا تھا علیشبہ کے سامنے کرنے سے وہ نہیں

ہلا تھا۔

معلوم نہیں علیشبہ کے منہ پر کون سا طمانچہ مارا تھا لیکن در حقیقت اس وقت اسے کسی علیشبہ یہ کسی اور کی پرواہ نہیں تھی اسکے بھینگے پنکھڑی کی مانند۔ سرخ ہوتے لبوں کو حیدر نے اب سختی سے خود میں پیوست اور۔۔ جنون سیا اتارنے لگا اس میں۔ سک گئی نفی میں سر ہلاتی ادھر ادھر سر مارنے لگی جبکہ حیدر نے اب کہ اسکے بالوں کو جکڑ لیا تا کہ وہ بل بھی نہ سکے علیشبہ بے شرمی سے کھڑی حیدر کو گھورتی رہی ہے۔

حیدر نے آنکھیں کھولیں یہ جادو باکمال تھا کہ وہ اپنی ہر مٹی کو بھلا گیا لمس بڑا جادوئی تھے یہ قربت وہ لڑکی نے سے بھرپور تھی اپنے اپنی کاروائی جاری رکھتے آنکھوں کو اوپر علیشبہ کیطرف اٹھایا اور مسکراتے علیشہ کو دیکھا۔۔۔ علیشبہ جو بے حد بے شرم تھی اسکی اس حرکت پر اسکی آنکھوں میں ; مرچیں سی لگیں اور اسے علم ہو گیا کہ حیدر اسکے ہاتھوں سے نکل

گیا۔ وہ طوفان کی طرح وہاں سے پلٹ گیا۔

جبکہ لائبہ جو اس ستم گر کی ستم ظریفیوں کو مزید سہنے کی محتمل نہیں تھی

پورے وجود کی طاقت لگا کر اپنے حیدر کے وجود کو اپنے اوپر سے جھٹک کر بنایا

اور حیدر ہنستا ہوا ایک بار پھر سوئمنگ پول میں جا گیرا اپنے تو بڑی مہارت ہے

اپنا وجود پانی سے نکال لیا تھا۔ واد لائبہ حیدر تم تو کافی دل نشین نکلی وہ سکون

سے بولا لائبہ پر جبکہ گڑھوں پانی پڑا تھا جیسے اسے کافی مزاہ آیا ہو اوہ نا کبھی سے

جلتی انکھوں سے حیدر کو دیکھنے لگی اس سب کا. کیا تھا.

ایسے مجھے لگتا ہے خوش نبی میں گرفتار ہو رہی ہو گی۔ مسکرا رہا تھا لائیہ نے

سر ان راٹھا کر اسکو دیکھا جو پول سے باہر نکل آیا

تھا۔

تومائے ڈیئیر لائبہ۔۔ سوری ٹو سے میں اپنی گرل فرینڈ کو جیلس کرنے کے لیے تمھیں یوز کر رہا تھا تمھیں یاد تو ہو گا میں نے تمھیں کہا تھا اب میں تمھیں استعمال کروں گا ڈاکٹر۔۔۔

تو بی ریڈی ہاں البتہ یہ ہونٹ مجھے پھسن آئے ہیں اسنے اہستگی سے کہا سرخ خون چھلکاتے اسکے ہونٹوں کو اپنی بھاری انگلی سے چھوا جبکہ لائبہ کا دل بھر آیا معلوم نہیں اس میں اتنا غصہ کیسے آیا تھا حیدر کو لے کر پہلی بار اپنے حیدر کے ہاتھ جھٹک دیے

آپ مجھے استعمال نہیں کر سکتے میں آپکی فکر میں یہاں آئی ہوں اور اور آپ وہ ترپ کر بولی۔

میں نے کہا ہے فکر کرو میری تم ہوتی کون ہو میری فکر کرنے والی تو ایک یوز لیس لڑکی ہو لائبہ جسے میرے باپ نے میرے سر پر تھوپ دیا لیکن یو نو

واٹ ڈیڈ کی ایک بات کا میں قائل ہوں اور آج میں اس بات کو مانو گا کہ جب بھی انھوں نے مجھ پر کچھ تھوپا نہ وہ چیز مجھے بڑی پر لطف لگی جیسے اس وقت تم وہ اسکا گال تھپتھپا کر ناگواری سے سر جھکنا اٹھ گیا. لائبہ کی آنکھوں سے آنسو بہنے لگے.

ہم یہاں غلط آئے ہیں ہم بھی دوبارہ اپکے پاس نہیں آئیں گے۔۔وہ ہمت کرتی غصے سے بولی اور ہونٹ بھینچتی آنکھوں کو اپنے ہاتھوں سے صاف کرنے لگی اور جلدی سے اٹھ کر وہاں سے جانے لگی۔لائبہ پول والی سائیڈ سے نکل کر گھر کے اندر آگئی جبکہ دوسری طرف حیدر بھی اسکے پیچھے پیچھے اگیا تھا۔ وہ رو رہی تھی اسکے رونے کی ہلکی ہلکی آواز پورے لاونج میں گونج رہی حیدر البتہ وہاں پڑے فرسٹ ایڈ بکس سے ایک ٹیوب نکال کر اس روتی بسورتی لائبہ پر پھینک گیا انداز میں بے پناہ لاپرواہی تھی۔لگا لو اگر زخم رہا تو دوبارہ یہ قربت سہنے کی ہمت نہیں کر پائیں گی

ڈاکٹر صاحبہ

اپنے آنکھوں کو جنبش دی جبکہ لائبہ فرش پر پڑی اس ٹیوب کو دیکھنے لگی۔۔

اہ مٹھیاں بھینچی گئی در حقیقت اسے حیدر پر غصہ چڑھ رہا تھا پہلی بار ہی ہی۔۔

آپ نے تو ہزاروں کو ایسے زخم دیے ہوں گے حیدر لیکن مجھے آپکی اس دوا کی ضرورت نہیں ہے

اپنے غصے سے اپنے آنسو صاف کیے جو رکنے کا نام نہیں لے رہے

ادہ سوری میں تو بھول ہی گیا یو آر آڈاکٹر۔۔۔اپنے زخموں پر مسیحائی تو تم خود ہی کر سکتی ہو اپنی ویزوٹ ایور کتنی دیر مزید کھڑا ہونا ہے تم نے اب یہاں وہ جیسے تھکا تھکا بے زار کیا ہوتا بولا نگاہیں اب بھی اسکے زخم زدہ ہونٹوں پر تھیں

لائبہ نے بے ساختہ ہچکی لی۔

اور زمین پر سے وہ ٹیوب اٹھا کر اسکے ہاتھ گاؤن سے جھانکتے سینے پر مارتی وہ وہاں سے بھاگنے کو تھی کہ حیدر نے اسکی کلائی وہیں سے ایک

لی۔

حیدر چھوڑیں مجھے لائبہ بھڑکی۔ جبکہ حیدر نے سنجیدگی سے اسے

دیکھا۔

یہ ٹیوب اٹھاوہ آرڈرز دینے لگا۔

نہیں اٹھاؤ گی میں نے کہا ہے مجھے آپ سے کوئی مسیحائی نہیں چاہیے۔ زیادہ پھڑ پھڑانے کی ضرورت نہیں ہے تم میری مسیحائی کے قابل بھی نہیں ہو کبھی۔۔۔ دھوکے بعض اور فریبی لوگوں کا انجام اس سے الگ نہیں ہوتا۔۔ میرے باپ کی چہیتی تمھارا انجام حیدر کے ہاتھ میں ہی ہے؛ احیدر نے خود ہی جھک کر وہ ٹیوب اٹھائی اور کھول کر زبردستی لائبہ کے آگ کی طرح تپتے

ہوئے ہونٹوں پر لگادی اسکا انگوٹھا جیسے ہی پھیرہ ویسے ہی ایک خون کی بوند

چپک گئی وہ جلن کے احساس سے

حیدر نے وہ بوند اپنی انگلی پر چن لی۔

تناؤ گیٹ آؤٹ ; وہ سکون سے بولا.

لائی جبکہ وہاں سے تقریبا بھاگتی ہوئی نکلی تھی۔

حیدر نے اسے سکتی نظروں سے دیکھا اور۔۔اس خون کی بوند کو لہوں میں دبا

لیا۔

یہ

وہ مڑا تو علیشبہ وہیں موجود تھی حیدر فنس دیا تم یہاں ہو مجھے لگا جا چکی ہو۔

اسکا خون اتنا اہم ہو گیا کہ تم ضائع کرنے کے بجائے پینے لگے۔۔علیشبہ نجل

ہی گئی۔

ذائقہ اچھا تھا تو پی لیا تم کیوں آئی ہو; وہ لاپرواہی سے بولا۔ حیدر تمھیں مجھ سے کوئی شکایت ہے;

وہ اسکے قریب آئی حیدر کا دل نہیں کیا تبھی اس سے دور ہو گیا اور ویسے بھی لائبہ پہلی لڑکی تھی جس کا میں اسکے حواسوں کو جھنجھوڑ گیا تھا اور پہلی لڑکی تھی جسے حیدر مرتضی نے لمس بخشا تھا۔

علیشہ نے سلگ کر اسکا فاصلہ دیکھا

میرا فلحال موڈ اچھا ہے تم جاؤ۔

وہ کہہ کر گنگناتا ہوا وہاں سے کمرے میں چلا گیا جبکہ اسی دوران امین بھی آیا۔

صاحب مہمان چلے گئے میں نے کھانا بنایا تھا وہ افسوس سے بولا حیدر نے مڑ کر اسکی جانب دیکھا۔

اداس مت ہوامین ڈاکٹر جب بھی آئے گی یہ ہی کھانا کھالائے گی میرے لیے البتہ کھانالگادو; وہ بولااور۔کمرے میں چلا گیاعلیشبہ حیدر کابدلتارجمان محسوس کرگئی تھی۔

لائبہ سے جلتی سڑھتی وہ وہاں سے چلی گئی پہلی بار تھاکہ نہ حیدر کے پاس بیٹھنا نصیب ہوانہ ہی کھاناورنہ وہ بھی اسے جانے نہیں دیتا تھایوں ہی بے عزتی کا احساس چہرے پر چھلک رہاتھاوہ ضبط کرتی وہ وہاں سے اپنی گاڑی لے کر نکل گئی۔

سالارنے ساری رات آنکھوں میں گزاردی تھی۔زیمل کمرے میں نہیں آئی تھی اور جب صبح وہ بوجھل قدموں۔کمرے میں آئی تووہ غصے سے اسے دیکھنے لگا

پوری رات تمھاراانتظار کیاہے میں نے; وہ بھڑکازیمل نے جلتی نظروں سے اسے دیکھا۔

آکندہ میرا انتظار مت کیجیے گا سالار ; وہ غصے سے کہہ کر واشروم میں جانے لگی

شدید تیوری چڑھی تھی سالار کی پیشانی پر اور وہ بستر سے اٹھتا دھپ دھپ

کرتا اس تک پہنچا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر کھینچا۔ کیا۔۔۔ کہا ہے تم نے ; وہ کافی غصے

میں تھا

تم اپنے اس بد تمیز بینے کی وجہ سے مجھ سے ایسے بات کر رہی ہر وو نھایت خود

سر اور آوارہ ہے اسنے مجھ پر اپنے باپ پر ہاتھ اٹھانے کی کوشش کی ہے اور

اسے تمیز دینے کے بجائے تم مجھے ایٹیوڈ دیکھا رہی

ہو۔۔ وہ بھڑکا

آپ نے بھی تو اپنے باپ پر ہاتھ اٹھانا چاہا تھا پھر آج کیوں اپکو اتنا چھ رہی ہے

یہ بات سالار اور ایک بات بتاؤں آپکو آپ مانیں یہ نہ مانیں میرے بیٹے کو

ایسا بنانے والے صرف آپ ہیں آپ کی ہی وجہ ہے وہ ایسا ہو گیا ہے وہ مجھ

سے آپ سے ہم سب سے نفرت کرتا ہے۔اپکی وجہ سے اور جب آپکی محبت

جب آپکی محبت اور توجہ کی اسے ضرورت پڑی تو آپ

اس کے ساتھ جھگڑ رہے ہیں اسکی ذہنی حالت جاننے کے باوجود اسپیر بھڑک

رہے ہیں جوان بیٹے کو پورے گھر کے سامنے تھپڑ دے مارا آپ سمجھتے کیا ہیں

خود کو; وہ غصے سے چینی سالار اسے حیرانگی سے دیکھنے

لگا۔

سالار میں اپنے بیٹے کے آگے آپکو نہیں دیکھو گی میرا بیٹا۔۔میرے لیے بہت

اہم ہے۔۔اور سب سے اہم ہے وہ تکلیف میں ہے اور میں کیسی ماں ہوں

یہاں پڑی ہوں میں اپنے بیٹے کے پاس جا رہی ہوں۔۔۔جب تک آپ کے

دل و دماغ میں یہ احساس نہیں ہوتا کہ آپ غلط ہیں تب تک مجھے بلائے گا

مت اور میں یہاں آوں گی تو اپنے بیٹے کے ساتھ آؤں گی وہ نہیں آنا چاہے گا

تو میں بھی نہیں آپس کی اور یہ میرا فیصلہ ہے جو میں نے لیا ہے خود سے وہ غصے سے کہتی واشروم میں بند ہو گئی

سالار نے بھڑک کر دروازے پر ہاتھ مارا

ٹھیک ہے تو جاؤ یہاں سے پھر اپنے اسی چہیتے بیٹے کے پاس مجھے بھی پرواہ نہیں ہے تمھاری جب وہ خود سر آوارہ بد تمیز لڑکا تمھاری چوٹی پکڑ کر گھر سے باہر دھکیل دے تو میرے پاس مت آنا۔۔۔دینا ہے میرا وہ لحاظ. سے بات کریں; وہ واشروم میں سے ہی چیخی۔ نہیں کیوں اتنے غصے میں بھی سالار کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی آپ پشتنائیں گے ان شاءاللہ; وہ بھی پوری طرح ضد لگا چکی تھی۔

میرے بنا ایک پل نہیں رہ سکتی تم

۔رولوں گی کم از کم سکون سے

اپنے کپڑے نکالنے لگی۔

چین سے بیٹھنے ہی نہیں دے گا; سالار اسکے پیچھے بڑھا مجھے چین سے بیٹھنا بھی نہیں لیکن آپکے ساتھ نہیں رہنا۔اچھا بس زیادہ پھڑ پھڑانے کی ضرورت نہیں ہے بیٹا ہے وہ میرا اور اس باقی کو صرف میں ہی سدھاروں گا سالار مرتضی کو کہہ کر گیا ہے دور کا باپ ہوں میں اسکا۔۔۔گلہ دبا کر اسکا یہ دور کا باپ جان سے مار دے گا اے۔۔۔

سالار زیمل نے اسکے بازو پر تھپڑ مارا۔تم کہیں مت جاؤ میں دیکھ لوں گا اسے

میں سچ کہہ رہی ہوں میں حیدر کے پاس جا رہی ہوں آج آپ یہ کہہ رہے ہیں کل پھر اسی کے لیول پر اا تر کر اس سے لڑیں گے مجھے آپ پر کوئی بھروسہ نہیں اپنے کپڑے کھینچے سالار سنجیدگی اور غصے سے ؟اسے دیکھنے لگا

جبکہ زیمل واقعی ہی کمرے سے نکل گئی۔

تمھیں لینے کبھی نہیں آؤں گا یاد رکھنا یہ وہ آخری بالروارن کرنے

لگا۔

میرا بیٹا کافی ہے مجھے زیمل نے بھی کہا کیونکہ وہ بھی تھک گئی تھی اس جنگ میں جس میں نقصان اسکے بیٹے کا ہو رہا تھا۔نیچے اتر گئی جبکہ زریاب کو بھی نہیں کہا تھا ڈرائیور کے ساتھ وہ حیدر کے گھر کے لیے نکل گئی۔

سالار البتہ دانت پیتا پیچھے کھڑا رہ گیا۔

یہ لو جا کر زریاب کو ناشتہ دے دو اسکی طبعیت نہیں ٹھیک اور زیمل بھابھی بھی حیدر کے پاس چلی گئیں ہیں

رمشہ نے اسے یونیورسٹی جانے سے روکا اور کہا تو وہ ایکدم پریشان ہوئی زریاب کی طبعیت خراب تھی وہ ناشتے کی ٹرے لے کر سر ہلاتی وہاں سے زریاب کے کمرے میں آگئی جہاں سالار پہلے سے موجود تھا وہ کچھ جھک گئی۔

یار تم تو کوئی چھوٹے بچے کی طرح ماں کے جانے پر بیمار پڑ گئے ہو خفگی سے بولا تو اور کیا نہ ہوں مام کے بنا کیسے رہیں گے ہم؛ وہ باپ پر غصہ کرنے؟ لگا۔

سالار نے جیسے الجھ کر پیشانی پر اپنی دو انگلیاں چلائیں بلکل حیدر کی طرح اور غصے سے اسے دیکھا

گھامڑ آدمی تو مجھے سے پٹ جائے گا مجھے چین سے جینے کیون نہیں دے رہے تم دونوں.

سمجھ آگئی ہے مجھے وہ تمھارا آوارد و بھائی اور تم نہایت بد بخت اولاد ہو ہے میری۔۔۔۔

معلوم نہیں کون سے گناہوں کی سزا میں ملی ہے مجھے ایسی اولاد سالار تو شعلے اگنے لگا

آپکو پتہ ہے ڈیڈ میں حیدر بھائی ہوتے تو آپ کو کہتے معلوم نہیں آپ ہمیں کیوں باپ کی شکل میں مل گئے۔ وہ بولا جبکہ سالار نے اپنی چپل اتار لی۔

زریاب بھی غصے سے دیکھتا رہا۔۔ایکدم روشانے سالار کے آگے آگئی۔

بڑے پایا۔ وہ اہستگی سے بولی۔

اس سے کہوانسانوں کی طرح یہ احتجاج ختم کرے میں اسکی ماں کو نہیں لانے والا دودھ پیتا بچہ نہیں ہے جو یوں سر پر سوار ہو رہا ہے میرے۔ وہ بھڑک کر کہتا نکلنے لگا۔

میں کہہ رہا ہوں اگر مام نہیں آئیں تو میں بھی وہیں چلا جاؤں گا ہاں ہاں بہت خوب لاڈلے وہیں بس جاؤ؛ وہ گھور کر کہتا یار نکل گیا جبکہ روشانے نے زیریاب کو دیکھا۔

مجھے کوئی نصحیت مت کرنا بڑے پاپا کی چمچی؛ زریاب کو علم تھا وہ کتنا سالار کے حق میں ہے بھی چیڑ کر بولا۔

آپ لڑکیوں رہے ہیں حیدر بھائی کم ہیں جو آپ کو بھی انھیں دیکھ کر شوق چڑھ گیا وہ اسکے آگے ناشتے کی ٹرے رکھتی بولی۔ جناب ایسے کوئی شوق نہیں میرے لیکن مام کے بنا یہاں رہنے کا سوال نہیں پیدا ہوتا میرے باپ کا دماغ

آدھا کریک ہے میں نہیں رہوں گا اس آدمی کے ساتھ ؛ وہ چیڑ کر بولا

روشانے بننے لگی جبکہ زریاب نے گھورا

آپکو پتہ ہے آپ دونوں نہ بڑے پاپا پر ہی گئے ہیں آج بڑے پاپا پشتا رہے ہیں

ہائے میں نے آخر بچے کیسے ہی کیوں

ہنستی ہوئی بولی جبکہ۔۔زریاب نے ترچھی نظروں سے اسے دیکھا۔بس مجھے

یقین ہے اس آدمی کی زبردست خواہش کا ہی صلح ہیں ہ

اپنے سر جھٹکا

زار پلیز نہ غصہ تھوک دیں بڑے پاپا کو تنگ نہ کریں۔۔۔میں کہہ چکا ہوں۔

؛۔

پلیز ؛ روشانے نے آنکھیں جھپک جھپک کر اسے پیار سے دیکھا تو وہ ہنس

دیا۔۔اور ایکدم اسے اپنی طرف کھینچ لیا

چلا کو یہ ہنر کہاں سے سیکھے ہیں تم نے ؛۔

وہ بولا جبکہ وہ تھوڑا شرما کی گی یار کی تھی اسی قربت میں شرماتی ہوئی بے حد حسین لگی تھی۔

نور آپی اور منہا آپی کے ساتھ ہماری رخصتی کی بھی بات چھیڑ دوں۔۔؛وہ آہستگی سے اسکے کان کے نزدیک بولا یہاں تک کے اسکے پلتے اب روشانے کی کان کی لو سے ٹکرائے وہ سٹپٹا کر دور ہوئی چہرہ سرخ ہو گیا لیکن اچانک وہ چیخ اٹھی کیونکہ شیری بھڑکیلی نظروں سے اسے دیکھ رہا

روشانے تو زریاب کے بیڈ سے کھڑی ہو گئی زریاب کا بس نہیں چلا اٹھے اور شرعی کو اسی چپل سے چھیت دے روشانے اکورڈ سا میل)وہاں سے بھائی اور شیری دندناتا اندر آیا

آج ہزار۔۔میں اگنور کر رہا ہوں جلدی نکالیں۔اپنے ہاتھ آگے بڑھایا زار وانت پینے لگا۔

مر کیوں نہیں جاتے تم؛زریاب نے کلس کر ہزار کا نوٹ اسکی جھیلی: رکھ دیا

نیا کاروبار شروع کیا ہے آپ پر نظر رکھنے کا فلحال اچھے سے کمالوں باقی بعد کی بات ہے; وہ دانت نکال کر کہتا وہاں سے بھاگ گیا جبکہ زریاب کھیرہ سانس بھرتا نفی میں سر ہلاتا۔

ابھی ناشتہ کی جانب متوجہ ہوتا کہ روشانے کی

اپنے سر اٹھایا.

کھلاہٹ کے

وہ اسکے دیکھنے پر جنسی روکنے لگی جبکہ زریاب کو اسپر جی بھر کر پیار آیا تھا لیکن وہ ضبط کر گیا حیدر نے اسکی محبت کی داستان کے بیچ دیوار جو کھڑی کی ہوئی تھی روشانے وہاں سے چلی گئی جبکہ وہ سر جھٹک کر ناشتہ کرنے لگا تھا۔

جاری ہے

قسط

نمبر31

ابھی وہ سو کر بھی نہیں اٹھا تھا کہ انگلیوں کا نرم اور شفیق احساس اپنے بالوں میں ہوا اور اس نے نیم وا آنکھوں سے اس شخص کو دیکھا جو اسے سکون دینا چاہ رہا تھا۔ زیمل کو وہاں دیکھ کر اس کی نیند یکدم اڑ گئی۔ خوشگوار حیرت سے وہ چونک کر اٹھا اور بیٹھ گیا۔ زیمل اسے مسکرا کر دیکھنے لگی۔" کیسے ہیں آپ؟ "زیمل محبت سے بولی جبکہ وہ زیمل کو بے یقینی سے دیکھ رہا تھا اور اسے بے یقین نظروں سے دیکھتے ہوئے زیمل کو ایک چھوٹا بچہ ہی لگا کیونکہ زیمل پہلی بار اس کے پاس یوں آئی تھی۔ اچانک حیدر نے اچھل کر کچھ باہر جھانکنے کی کوشش

کی کہ آیا سالار بھی آیا ہے،کیونکہ وہ ہوتا تو صرف جنگ ہی ہوتی ان لوگوں کے درمیان۔ جب زیمل اس کے اس طرح دیکھنے پر مسکرا دی،"صرف میں ہی آئی ہوں،آپ کے ڈیڈ نہیں آئے "وہ بتانے لگی۔

"اوہ ماما،مجھے تو یقین ہی نہیں آرہا" وہ یقین کرتا کہ اس کا باپ نہیں آیا اور زیمل یہاں ہے۔وہ فوراً اس کی گود میں سر رکھ گیا۔زیمل مسکرادی۔"آپ میرے پاس پہلے آجاتیں" وہ مسکرا کر اس کا ہاتھ چومتے ہوئے بولا۔ جبکہ زیمل محبت سے اس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگی۔"بس اب آگئی ہوں نا،اب کوئی شکایت نہیں ہو گی،سب ٹھیک ہو گا" وہ بولی۔توحید رنے اس کی طرف دیکھا۔زیمل سر ہلانے لگی کہ بالکل ایسا ہی ہو گا کہ وہ کوئی شکایت نہیں کرے گا۔

"اوکے," وہ خوشی سے بچوں کی طرح ہنستے ہوئے بولا۔ زیمل بھی ہنسی اس کی اتنی شرافت پر۔ جبکہ وہ زیمل کا ہاتھ تھامے اپنے سینے سے لگائے سکون سے آنکھیں بند کر گیا۔

"آپ کے شوہر نے آپ کو نکلنے کیسے دیا، یہ اتنا حیران کن ہے," وہ ایک آنکھ کھول کر ماں کو دیکھنے لگا۔

"بس لڑ کر آئی ہوں، مجھے اپنے بیٹے کے ساتھ رہنا ہے۔ وہ کون ہوتے ہیں بیچ میں بولنے والے؟"

"واہ، کیا بات ہے، مسز سالار مرتضیٰ، اتنی ہمت," وہ بولا۔ جبکہ زیمل نے اسے گھورا۔

"اچھا سوری یار، آتے ہی آپ نے پابندیاں لگا دی ہیں کہ کوئی شکایت نہیں ہو گی۔ بہر حال دفا کریں ان سب کو، یہ بتائیں ناشتہ کیا کریں گی؟ آج ہم دونوں ساتھ ناشتہ کریں گے۔ نہ مجھے کہیں جانا ہے نہ آپ کو کہیں جانا ہے۔

اب ہم سارا وقت ساتھ گزاریں گے," وہ بستر سے جمپ کر کے اٹھا۔ زیمل بھی مسکرا دی۔

"انشاءاللہ، بہت جلد سب ٹھیک ہو جائے گا، حیدر۔ میں جانتی ہوں کہ تمہیں بہت ساری باتوں سے چڑ ہے، بہت ساری باتیں ایسی ہیں جو تمہاری برداشت سے باہر ہیں۔"

"ماما، پلیز," زیمل کو پریشان دیکھ کر اس نے اسے دونوں کندھوں سے تھام لیا۔ اس کے لبوں پر مسکراہٹ تھی۔ کہیں سے بھی بیمار نہیں لگ رہا تھا، اتنا حسین، اتنا خوبصورت، اتنا جوان اس کا بیٹا۔

"آپ نے خود ہی کہا تھا کہ کوئی ایسی ویسی بات نہیں ہو گی تو ان باتوں کو ایک طرف رکھ دیں۔ ٹرسٹ می، میں سب سنبھال لوں گا اور ویسے بھی میری پیاری ماما، اگر یہ سب نہ ہوتا تو مجھے کبھی زندگی میں اپنے کام سے چھٹی نہ ملتی اور آپ کبھی میرے پاس نہ ہوتیں۔ اور تو یہ اچھی بات ہے نا کہ میں ہر چیز

سے فارغ ہو گیا اور آپ میرے پاس آ گئیں۔ اب لوگوں کی ناک میں دم دینا ہے," اچانک لائبہ کا عکس اس کی آنکھوں میں آ گیا جبکہ وہ بولتا ہوا باہر نکل گیا۔ ٹی شرٹ میں تھا۔ زیمل مسکراتی ہوئی اس کے پیچھے چل رہی تھی۔

"بتائیں کیا ناشتہ کرنا چاہتی ہیں؟ میں بہت اچھی ککنگ کرتا ہوں بائی دا وے," وہ کچن کاینیٹ پر مڑا۔

زیمل ایکدم کھل کر مسکرائی۔ "ناشتہ میں بناؤں گی، آپ جا کر فریش ہو جائیں اور ایک بہت خوبصورت مہمان بھی آ رہی ہیں تو ان کا استقبال بھی کریں گے۔ ٹھیک ہے، اب بھاگو جلدی سے۔"

"کون خوبصورت مہمان آ رہی ہے؟" اس نے ابھی سے پوچھا۔ زیمل مسکرا رہی تھی، مسکراتی رہی۔

"پہلے آپ فریش ہو کر آئیں، اس کے بعد بتاؤں گی۔ جلدی جلدی بھاگو۔"

زیمل نے اسے مسکرا کر کمرے کی جانب دھکیل دیا۔ حیدر مسکرا دیا، جھک کر اس کی پیشانی چوم لی۔

"زیمل بھی مسکرائی۔ آئی لو یو ماما اور یہ بات آج کی نہیں ہے، میں نے آپ کو اپنی زندگی میں بہت مس کیا ہے۔ آپ وعدہ کریں کہ آپ ان کے پاس کبھی نہیں

جائیں گی، میرے پاس ہی رہیں گی۔" وہ بولا۔

زیمل مسکرائی۔ "آئی لو یو ٹو میری جان، میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گی، یہ میرا وعدہ ہے،" وہ بولی اور اس کا گال تھپتھپایا۔

"اچھا تو یہ سرپرائز ہے کہ کوئی مہمان آ رہی ہے؟ لڑکی ہے یا نہیں؟" وہ کچھ غور و فکر میں لگنے لگا۔

"جی بالکل،اب جاؤ، جلدی بھاگو،" وہ بولی، جبکہ حیدر نے مسکرا کر امین کو آواز لگائی۔

آخر کار اس کی ماں کام کرتی،امین جلدی سے حاضر ہوا۔

"موم کو کسی بھی چیز کی ضرورت ہو، تم ان کی مدد کرو،" وہ حکم دیتا ہوا مڑ کر چلا گیا۔ جبکہ زیمل نے لائبہ کو یہاں اپنے سے پہلے ہی زبردستی یہاں آنے کو کہا تھا۔

لائبہ انکار کرنا چاہتی تھی، کل رات اتنی بھی دور نہیں تھی کہ وہ بھول جاتی، جبکہ زخم بھی تازہ ہی تھا۔ زیمل کے پاس جا کر جواب دہی نہیں کر سکتی تھی، اسی لیے وہ اسپتال چلی گئی تھی اور پہلی بار ہی کسی کی بات کے خلاف گئی تھی۔

ناشتے کی میز ایک خوبصورت ناشتے سے تیار تھی۔ زیمل اور حیدر دونوں ہی موجود تھے، لیکن ان کا مہمان نہیں آیا تھا۔ زیمل افسردہ سی ہو گئی۔

"یہ آپ کا مہمان مس لائبہ صاحبہ ہے؟" وہ ماتھے پر ذرا بل ڈال کر بولا تھا۔

زیمل نے نہ چاہتے ہوئے بھی سر ہلا دیا۔ "ہاں، شاید وہ مصروف ہو، ورنہ ایسی نہیں ہے کہ بات نہ مانے،" وہ مسکرائی اور اس کے سامنے ناشتہ سرو کیا جس میں آج سارا دیسی مینو تھا۔

حیدر نے ایک سانس کھینچا۔ "خیر، جیسی بھی یہ نظر آ رہی ہے،" حیدر غصے سے بولا۔ "اس کی ماں نے بلایا اور وہ نہیں آئی، دماغ میں یہ بات پھنس گئی۔"

"بری بات حیدر، آپ کی بیوی ہے،" زیمل بولی تو حیدر نے طویل سانس کھینچا۔ "تبھی اسے یہ نہیں کرنا چاہیے تھا، موم۔"

وہ سکون سے کھاتا انہیں احساس دلا رہا تھا کہ وہ اس کے سامنے غلط ہی بول چکی ہیں۔ زیمل ناشتہ چھوڑ کر اسے گھورنے لگی، جبکہ اس کے گھورنے پر حیدر ہنس دیا۔

"کیا؟ مجھے کیوں گھور رہی ہیں؟" وہ بولا جبکہ زیمل نے اسے وارن کرنے والے انداز میں دیکھا۔

"وہ بہت اچھی ہے اور بہت نازک سی ہے۔ اسے ہرٹ مت کیا کرو، اسے قبول کرو اپنی زندگی میں۔ جگہ دو مجھے یقین ہے، آپ دونوں بہت خوش رہو گے۔" زیمل اسے سمجھا رہی تھی، جبکہ وہ سکون سے سن رہا تھا۔

"حیدر!" زیمل اس کے نخرے کرنے پر غصے سے بولی کیونکہ صاف دکھ رہا تھا کہ اس کے دماغ میں کیا چل رہا ہے۔

"جو بھی ہے، اچھا آپ ناشتہ کریں،" "نہیں،" "کچھ کہہ رہا آپ کی بہو کو تھوڑا سا بھی۔" وہ سر جھٹک کر بولا۔ زیمل سر ہلا کر ناشتہ کرنے لگی۔ حیدر کو اپنے ہاتھوں سے کھلا رہی تھی جبکہ وہ نان سٹاپ بولتے جا رہا تھا۔ اسے بچپن والا حیدر یاد آنے لگا جو اس سے یوں ہی باتیں کرتا رہتا تھا اور ساری باتوں میں باپ کی شکایت ہوتی تھی، لیکن اس وقت وہ باپ کے علاوہ سب کے بارے

میں بات کر رہا تھا۔ زیمل کو بہت دکھ ہوا کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے

معلوم نہیں اتنا دور کیوں ہو گئے تھے۔

ہسپتال میں سارا دن گزر گیا تھا لیکن سارا دن لائبہ کچھ الجھن کا شکار رہی

تھی۔ ایک تو سارا دن ماسک پہننا پڑا تھا صرف ہونٹوں کے زخم کی وجہ سے

اور دوسرا، زیمل کی بات نہ مان کر دل پر بہت زیادہ اثر ہوا تھا۔

لائبہ حیدر کے گھر تھی۔ اسے فون کر کے جب زیمل نے ناشتے پر آنے کی

دعوت دی تو یہ بتایا تھا کہ حیدر کے گھر دوبارہ وہ نہیں جانا چاہتی تھی کیونکہ

اسے حیدر پر غصہ تھا۔ یا اس کا سامنا نہیں کرنا چاہتی تھی، وہ خود نہیں سمجھ

پائی تھی۔ وہ انہی سوچوں میں مصروف تھی کہ اچانک اپنے عقب سے اٹھنے

والی آواز پر اس نے مڑ کر دیکھا۔

اب وہ مسکرائی۔ "سارم اس کے دیکھ کر مسکرانے پر مسکرا دیا۔"

"کیسی ہو؟" وہ بولا۔

"ٹھیک ہوں، آپ؟ خیریت؟" لائبہ پوچھنے لگی۔

"ہاں، بس طبیعت نہیں تھی تو سوچا تمہارے پاس آجاؤں، زیادہ طبیعت اچھی ہو جائے گی،" وہ بولا جبکہ لائبہ ہلکا سا مسکرائی۔

"آپ کو نور آپی کے پاس جانا چاہیے تھا،" وہ نور کے حوالے سے چھیڑنے لگی۔ سارم اپنی مسکراہٹ کو اس کے لیے سمٹ بھی نہیں سکا۔ لائبہ نے اسے بٹھایا اور اسے چیک کرنے لگی۔ "آپ کو بخار نہیں ہے زیادہ، میڈیسن سے ٹھیک ہو جائے گا، خیال رکھیں اپنا،" وہ پروفیشنل انداز میں بولتی جا رہی تھی جبکہ سارم اسے سننے کو یہی آیا تھا۔ اس نے سارم کو دوائی کی پرچی تھما دی۔ وہ سر لا کر پرچی لے گیا۔

"آئی تھنک تمہاری چھٹی ہو گئی ہے، تو چلو میں گھر چھوڑ دیتا ہوں،" سارم نے وقت دیکھا اور بولا۔ تقریباً مغرب کے بعد کا وقت تھا۔ لائبہ نے خود بھی ٹائم دیکھا اور گہرا سانس بھرا۔

"جی، چھٹی تو ہو گئی ہے لیکن گھر نہیں جانا، ورنہ ضرور چلتے،" وہ ہلکا سا مسکرا کر بولی جیسے جان چھڑانا چاہتی ہو۔

"پھر کہاں جانا ہے؟" سارم نے پوچھا۔

"جی، زیمل آنٹی نے بلایا، وہ حیدر کے گھر ہیں۔ شاید کوئی کام ہو،" وہ جیسے لاپرواہی سے بولنا چاہتی تھی، مگر ایسا ہوا نہیں۔ سارم کا منہ حیدر کے نام پر بن گیا۔

"اچھا، چلو میں چھوڑ دیتا ہوں، حال احوال لے لوں گا حیدر کا بھی،" وہ بولا جبکہ لائبہ نے اس کی طرف دیکھا۔

"نہیں، وہ میں خود چلی جاؤں گی۔"

"کیوں؟ تمہارا حیدر برا مان جائے گا؟ ویسے بھی وہ تم میں انٹرسٹ ہی کب ہے، جب وہ برا مانے گا؟" سارم بولا جبکہ لائبہ نے اس کی طرف دیکھا۔ دکھ ہوا تھا، یہ تو سچ ہی تھا۔ وہ بالکل اس میں انٹرسٹ نہیں رکھتا تھا۔

"ایسا نہیں ہے، ہم بس اپنی گاڑی کی وجہ سے کہہ رہے تھے۔ آپ چلیں، ہم آتے ہیں،" وہ بولی جبکہ سارم تو اسی بات پر خوش ہو گیا اور باہر چلا گیا۔ جبکہ لائبہ کچھ دیر میں باہر آ گئی تھی۔ وہ دونوں ہی حیدر کے گھر کی جانب بڑھ گئے۔

دونوں ہی حیدر کے گھر کی جانب بڑھ گئے۔ وہ لوگ حیدر کے گھر پہنچے تو چوکیدار اب شاید لائبہ کو پہچان چکا تھا۔ اس نے دروازہ کھولا اور گاڑی اندر داخل ہوئی۔ وہ دونوں ہی گاڑی سے اترے اس بات سے انجان کہ کوئی انہیں دیکھ رہا تھا۔ دونوں ایک ساتھ اندر داخل ہوئے تو ایک دوسرے سے ہی مخاطب تھے۔ زیمل سامنے صوفے پر بیٹھی تھی جبکہ اس کے پاس آمین بیٹھا تھا اور وہ باتیں کر رہی تھی آمین سے۔

"السلام علیکم!" لائبہ نے بلند آواز میں سلام کیا۔ "وعلیکم السلام!" زیمل نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ لائبہ کو دیکھ کر کافی خوش ہوئی اور مسکرا کر

اسے پیار کیا۔ لیکن تعجب بھی ہوا کہ وہ سارم کے ساتھ کیوں آئی تھی۔ لیکن سارم سے بھی وہ کچھ خاص میل ملائے نہیں تھا

سارم بیٹھ گیا جبکہ لائبہ بھی وہیں بیٹھ گئی۔ حیدر اب تک دکھائی نہیں دیا تھا۔

"حیدر کہاں ہے؟" سارم نے زیمل سے سوال کر لیا۔

"وہ اندر اپنے کمرے میں ہیں، آتے ہوں گے،" زیمل بولی۔ "کیا لوگے بیٹا؟ چائے، کافی، سوفٹ ڈرنک؟" زیمل نے پوچھا تو سارم نے گہرا سانس بھرا۔

"نہیں، میں زیادہ دیر نہیں بیٹھ سکتا۔ بس لائبہ کو چھوڑنے یہاں آگیا تھا۔ حیدر سے مل کر چلتا ہوں۔ مام ڈیڈ پاکستان آئے ہوئے ہیں تو مام خفا ہوتی ہیں،" وہ بولا۔ زیمل نے سر ہلایا۔ اتنے میں آمین نے کافی کا کپ مانگوالیا تھا۔

حیدر اپنے کمرے سے نکلا۔ ٹی شرٹ اور بلیک ٹراوزر میں تھا جبکہ ٹی شرٹ کے بٹن بھی کھلے ہوئے تھے۔ بکھرے بال اور چمکتا دمکتا رنگ اور کھڑی

ناک۔ بہت ہی شاندار شخصیت رکھتا تھا۔ کوئی بھی اسے دیکھ کر کہہ نہیں سکتا تھا کہ وہ پاگل ہو گیا ہے۔

سارم کے بکل وہ کچھ لمحے اسے دیکھتا رہا جبکہ حیدر کی بھی نظر اسی پر تھی۔ لائبہ نے بھی ایک نظر اس سے دیکھا اور نگاہ پھیر لی۔ لیکن وہ سارم کی جانب متوجہ تھا۔ "سارم، گہرا سانس بھرتا ہوا۔ "کیسے ہو حیدر؟" اس نے ہاتھ آگے بڑھایا۔

حیدر نے کافی کا کپ لبوں سے ہٹایا۔ "کیا میں تمہیں جانتا ہوں؟" اس نے اسمارٹ انداز میں پوچھا۔ سارم نے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا۔ "یقیناً نہیں۔" اس نے جواب دیا۔ "تمہاری میموری کمال ہے ویسے،" وہ نفی میں سر ہلاتا بولا۔ جبکہ جمل اور لائبہ بھی اسے دیکھ رہی تھیں۔

دوسری طرف حیدر مسکرا دیا اور اس کی جانب ہاتھ بڑھا کر زبردستی اس کا ہاتھ تھام لیا۔ "جن لوگوں کو میں نہیں جانتا، وہ میرے گھر میں داخل نہیں

ہو سکتے۔آفٹر آل، میں وکیل ہوں۔کون کس وقت مجھ پر حملہ کر دے، میں یہ رسک نہیں لے سکتا۔پہلے مجھ سے اپنی جان پہچان بناؤ،اس کے بعد میرے گھر میں داخل ہونا۔اب تم جا سکتے ہو۔"نرمی سے مسکراتے ہوئے اس نے یہ الفاظ سارم کے منہ پر مارے۔جبکہ سارم کا چہرہ پہلے اس کے ہاتھ کی گرفت اور دوسرے اس کی بات سے سرخ ہو گیا۔اس نے بمشکل اپنا ہاتھ کھینچ کر اس کی گرفت سے آزاد کیا اور اسے دیکھا۔

"جلد کافی اچھی جان پہچان ہو جائے گی ہماری،"وہ ہاتھ جھٹک کے بولا کیونکہ حیدر کی گرفت ہاتھ توڑ دینے کی حد تک تھی۔جبکہ چہرے پر کوئی تاثر نہیں تھا۔

"مجھے نہیں لگتا،"حیدر نے کافی کا گھونٹ بھرا۔جمل کے ساتھ ساتھ حیدر کا یہ رویہ لائبہ کو بھی اچھا نہیں لگا تھا۔"ریلیکس مام،وہ کہہ رہا ہے جان پہچان بنا لے گا،تب میرے گھر کو بھی آ سکتا ہے۔فی الحال ہمارا فیملی ٹائم ہے۔آئی

تھنک یو میے گوناؤ۔"اس نے کافی کا مگ ٹیبل پر رکھا اور مسکرا کر سینے پر ہاتھ باندھ لیے۔ جبکہ سارم مفت کے احساس سے سرخ ہو رہا تھا۔اسے حیدر کے اتنے منہ پھٹ ہونے کا یقین نہیں تھا۔ جبکہ وہ جانتا تو تھا کہ وہ اعلی درجے کا بدتمیز آدمی ہے۔

وہ ایک نظر لائبہ کو دیکھ کر وہاں سے لمبے لمبے ڈگ بھرتا ہوا چلا گیا۔ جبکہ حیدر نے ناگواری سے سر جھٹکا۔"آمین!"کڑک لہجے میں آواز لانچ میں گونجی۔

"جی صاحب؟"

"آئندہ کبھی بھی میری اجازت کے بغیر گھر میں داخل نہ ہو اور یہ محترمہ جس کے ساتھ آئے،انہیں بھی داخل مت کرنا۔ہاں،اکیلی ہو تو پوچھ لینا مجھ سے،"اس نے لائبہ کو بھی ساتھ ہی رگڑا دیا۔لائبہ بھی شرمندہ سی ہو گئی۔

"اب تم مجھ سے——"زیمل نے گھورا۔اس نے آمین کو جانے کا اشارہ کیا اور لائبہ کے پہلو میں جم کر بیٹھ گیا۔

"میں نے تو سنا تھا مام، یہ ڈاکٹر آپ کی بہو اور میری بیوی ہوتی ہے۔کافی جرات ہے ان کی، غیر مردوں کے ساتھ پھیر رہی ہیں۔"اس کے لہجے میں واضح جلن کا احساس تھا۔جبکہ لائبہ۔۔۔

"ایسا نہیں ہے آنٹی، ہم تو ہسپتال میں تھے۔سارم وہاں خود آئے تھے،"

لائبہ اپنے دفاع میں بولی۔اسے ہے در پر غصہ بہت چڑھنے لگ گیا تھا۔

"وہ خود آئے تھے،"وہ سلیقے دار نظروں سے منہ میں بڑبڑایا۔انداز مخاصمانہ تھا۔وہ سمجھ نہیں پایا کہ کیا احساس تھا، لیکن جو بھی تھا، بہت برا تھا۔زیمل البتہ ان دونوں کے ہی منہ دیکھ کر مسکرا دی۔

"کچھ نہیں ہوتا، سارم تو گھر کا بچہ ہے،" زیمل نے اس کی حمایت کی تو حیدر ایک دم بگڑ گیا۔ "کس کا بچہ ہے؟ وہ ماں کی حمایت پر ایک دم بگڑا اور یہاں تک کہ لائبہ کے مزید نزدیک ہو گیا۔

"وہ تمہارے چچو کے دوست کا بیٹا ہے، اچھا لڑکا ہے، نور کا منگیتر ہے۔ تم خواہ مخواہ غصہ کر رہے ہو،" زیمل بولی۔

"ویری گڈ موم، میری بیوی میری بہن کے منگیتر کے ساتھ بھی پھر رہی ہے اور آپ کہتی ہیں اس میں کیا ہے،" وہ ایک دم بھڑک گیا۔ جب کہ لائبہ نے مڑ کر 'میری بیوی' کے الفاظ پر اس کی جانب دیکھا۔ زیمل بھی مسکرا کر دیکھنے لگی۔

"میرا مطلب... اچھا، اچھا، تمہاری بیوی سمجھ آ گئی مجھے۔ اب غصہ کرنا بند کرو،" وہ بولی تو وہ چپ ہو گیا۔ جلد بازی میں کچھ زیادہ ہی بول گیا تھا، لیکن غصہ اب بھی آ رہا تھا۔

"لائبہ، کھانا کھایا ہے تم نے؟" زیمل نے پوچھا تو وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔

"آنٹی، سالار انکل کی طبیعت ٹھیک نہیں۔ ہمیں ان کے پاس جانا ہے اور ہم وہیں کھانا کھالیں گے۔ آپ فکر نہ کریں،" وہ اٹھ گئی۔ جب کہ ایک نرم بھنی بھنی خوشبو جو اس کے بالوں سے آرہی تھی، ایک دم اس کے اٹھ کر جانے پر وہ بے چینی سے پہلو بدل گیا۔ اسے غصہ بھی آرہا تھا خود پر کہ ایک فضول سی لڑکی پر وہ پھسل رہا تھا۔ لیکن یہ بھی حقیقت تھی کہ وہ بالکل فضول نہیں تھی۔ جتنا وہ خود میں اثر رکھتی تھی، شاید دنیا کی کوئی لڑکی ہے حیدر کو اس طرح متوجہ نہ کر پاتی۔

"کیا ہوا ہے سالار کو؟ طبیعت ٹھیک ہے ان کی؟" زیمل نے پوچھا۔

"دیکھا، دکھادی نا انہوں نے اپنی حرکتیں،" زیمل سر تھام گئی۔ حیدر البتہ اپنی سوچوں سے نکلتا مسکرایا۔

"موم، ڈونٹ وری۔ آپ کے شوہر کی طبیعت پوچھنے چلتے ہیں، آپ پریشان ہو رہی ہیں،" وہ بولا۔ جب کہ ابھی پھیل کر بیٹھا تھا۔ زیمل کو سالار کی فکر ہو رہی تھی۔

"میں اپنا سامان لاتی ہوں۔ لائبہ بچے، دو منٹ بس رک جاؤ،" وہ جلد بازی میں کہ کر اندر چلی گئی۔ جب کہ لائبہ نے بھی اس کے پیچھے جانا ہی مناسب سمجھا۔ وہ مجبور تھی، کیونکہ اگر وہ وہاں کھڑی ہوتی، تو یقیناً وہ فضول ہی بولتا۔

لیکن اس سے پہلے وہ اس کے پاس جاتی، ہے درنے اس کی کلائی پکڑ کے اپنی طرف کھینچا۔ وہ صوفے پر بالکل حیدر کے پہلو میں گر پڑی۔

"کیا ضرورت تھی اس سارم کے ساتھ آنے کی؟ یہاں کہہ کر تو بڑے شوق سے گئی تھی، دوبارہ کبھی نہیں آؤں گی،" وہ تیکھی نظروں سے اسے دیکھتا بولا۔

"ہمیں آنا بھی نہیں تھا۔زیمل آنٹی نے بلایا تھا،" وہ خود کو چھڑاتے ہوئے پریشان ہوتی بولی۔ کہیں زیمل باہر نہ آجائے،اس سے دور ہونے کے لئے اس نے اس کے سینے پر دباؤ ڈال رہی تھی۔ لیکن ہحیدر پر کہاں اس دباؤ کا اثر ہونا تھا۔

"مجھے یقین ہے، جتنی زبان تمہاری میرے سامنے کھل رہی ہے، کسی اور کے سامنے نہیں چلتی ہو گی۔الٹا لوگ تمہیں گونگی سمجھتے ہوں گے،" وہ اس کے نزدیک سے بولتا۔وہ اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔

"دیکھنے کی خواہش منع کرتا ہوں، لیکن تمہیں چھونے کی تمنا کیوں ہے؟ یہ سب تمہارا کام ہے"، حیدر نے اس کی کلائی کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے کہا۔لائبہ نے غصے سے اسے دیکھا اور اپنی کلائی چھڑانے کی کوشش کی، لیکن ناکام رہی۔اس کی کلائی سرخ ہو چکی تھی۔

"ایسا کچھ نہیں ہے۔آپ ہمیں معلوم نہیں کیا سمجھتے ہیں"،لائبہ نے اپنی کلائی چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا،ایسا کچھ نہیں ہے؟یقیناً تم مجھے میرے پاگل پن کا فائدہ اٹھا رہی ہو۔ ورنہ آج سے کچھ عرصہ پہلے تم حیدر کے سامنے کھڑی بھی نہیں ہو سکتی تھی"،حیدر نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"ساری دنیا مل کر بھی آپ کو پاگل کہے گی،ہمیں یقین ہے آپ بالکل پاگل نہیں ہیں۔ ہمیں چھوڑیں،آنٹی آجائیں گی"،لائبہ نے اس کے سینے پر مکا مارتے ہوئے کہا۔حیدر کے لبوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی۔

"میری ماں نے میرے باپ کو برداشت کیا ہے،وہ ذہین عورت ہے۔وہ باہر نہیں آئے گی۔تم جیسی کم عقل اور خود غرض لڑکی کی طرح نہیں"،حیدر نے لائبہ کے ماتھے پر انگلی مارتے ہوئے کہا۔"تم کسی اور کے ساتھ آئندہ نظر بھی نہ آنا"،وہ تیش میں آکر بولا۔

"کیوں؟"، لائبہ نے غصے سے پوچھا۔

"کیونکہ تمہارے شوہر کی مرضی ہے"، حیدر نے بے پروائی سے جواب دیا۔

"آپ مجھے کب اپنی بیوی مانتے ہیں؟ بیویوں کے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا جاتا جو..."، لائبہ نے کہنا شروع کیا، لیکن رک گئی۔ کل رات کا منظر یاد تھا۔

"لائبہ، دیکھو، ڈاکٹر زیشاہ میری پسند ہے، اور لائبہ میری نفرت۔ اب کھیل تم نے میرے ساتھ کھیلا ہے۔ یہ دو منہ بنا کر، تو میں بھی تمہیں وہی دو منہ دکھا رہا ہوں"، حیدر نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہم لائبہ ہیں، آپ کو منظور ہو یا نہ ہو"، لائبہ نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ حیدر نے اسے پھر سے اپنے پاس کھینچ لیا اور اس کے چہرے کو اپنی انگلیوں کی گرفت میں جکڑ لیا۔

"ان دو منہوں کے ساتھ ہی رہنا ہو گا تمہیں۔ میری نفرت بھی سہنی ہو گی اور میری محبت سے بھی لطف اٹھاؤ گی۔ کیوں، تمہیں مزا نہیں آ رہا؟"، حیدر

نے سنجیدگی سے کہا۔لائبہ اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بے بس محسوس کر رہی تھی۔

"جب مجھے تم پر پیار آئے گا، ڈاکٹر، تمہیں میرا پاگل پن سہنا پڑے گا"، حیدر نے اس کے زخمی ہونٹ پر اپنے انگوٹھے کو سختی سے رگڑتے ہوئے کہا۔لائبہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔

اسی وقت حیدر کو احساس ہوا کہ شاید زیمل باہر آجائے، تو اس نے ایک دم سے لائبہ کو چھوڑ دیا اور جیب میں ہاتھ ڈال کر دوسری طرف مڑ گیا۔لائبہ نے اپنے ہونٹ پر لگی خون کی بوند کو صاف کرتے ہوئے دوسری طرف دیکھا۔حیدر بمشکل خود کو اس کے خیالات سے نکال پایا تھا۔

زیمل باہر آگئی اور حیدر سے بولی، "چلو، تمہارے بابا کی طبیعت ٹھیک نہیں ہے۔"

"آپ کے شوہر نے اپنا ڈرامہ ختم نہیں کیا، لیکن یہ قسط لمبی چلنے والی ہے، موم۔ یاد رکھیے گا، اب میں جانے نہیں دوں گا"، حیدر بھڑک کر بولا اور باہر نکل گیا۔ لائبہ نے اپنے زخمی ہونٹ کو چھپاتے ہوئے خود بھی باہر آ گئی۔

حیدر کا غصہ اور لائبہ کی بے بسی، دونوں کی کیفیتیں کسی گہری داستان کی طرف اشارہ کرتی تھیں۔ لائبہ نے اپنے دل کو سنبھالنے کی کوشش کی، لیکن حیدر کے رویے نے اسے مزید الجھا دیا تھا۔

زیمل نے دونوں کی طرف دیکھا، کچھ کہنے کی کوشش کی، لیکن الفاظ اس کے لبوں پر آ کر رک گئے۔ حیدر کے الفاظ کی تلخی اور لائبہ کی خاموشی نے ماحول کو بوجھل کر دیا تھا۔

"چلو، اب گھر چلتے ہیں"، زیمل نے بالآخر خاموشی توڑتے ہوئے کہا۔

حیدر نے گاڑی کا دروازہ کھولا اور لائبہ کو بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ لائبہ نے ایک لمحے کے لیے حیدر کی طرف دیکھا، جیسے اس کے دل کی گہرائیوں کو سمجھنے کی

کوشش کر رہی ہو، پھر خاموشی سے گاڑی میں بیٹھ گئی۔ حیدر نے گاڑی

اسٹارٹ کی اور تیزی سے چلنے لگا۔ زیمل بھی پیچھے بیٹھ گئی، سوچوں میں گم۔

راستے بھر خاموشی چھائی رہی۔ حیدر کی نظریں سڑک پر تھیں، لیکن اس کا

ذہن کہیں اور بھٹک رہا تھا۔ لائبہ نے اپنے زخمی ہونٹ کو چھپانے کی کوشش

کی، لیکن دل کی چوٹ کو کیسے چھپاتی؟ اس نے ایک نظر حیدر کی طرف دیکھا،

جو بظاہر پر سکون تھا، لیکن اس کی آنکھوں میں چھپی طوفان کو لائبہ نے بھانپ

لیا۔

"حیدر، ہمیں بات کرنی ہو گی"، زیمل نے نرم لہجے میں کہا۔

"ابھی نہیں، موم۔ ابھی نہیں"، حیدر نے مختصر جواب دیا۔

لائبہ نے ایک گہری سانس لی، آنکھیں بند کیں اور دل میں دعا کی کہ یہ

طوفان جلد ختم ہو جائے۔ لیکن شاید یہ صرف آغاز تھا۔

epi 32

اچھے بھلے تو

ہے ہیں حیدر اچھے سے سالار کا معائنہ کرتا بو

جبکہ لائبہ نفی میں سر ہلانے لگی زیمل.

البتہ اس کے سر آنے بیٹھی تھی انداز فکر

مند تھا زریاب بھی وہی کھڑا تھا اور وہ شنہ بھی

ان کی فیملی کمپلیٹ تھی کمپ ڈراما ہی لگ

رہا تھا مجھے تو ماں کو یہاں بلانے کا

حیدر نے تیوری ڈال کر باپ کو دیکھا ہو گئی

بکواس سالار نے

گھوراجی ہو گئی وہ سکون سے صوفے پر بیٹھ

گیااب دفع ہو جاؤ سارے یہاں سے لائبہ نے

ان کا بی پی چیک کیا تھا تھوڑا بہت ہی اپ

ڈاؤن

تھا ویسے ٹھیک تھا وہ شاید زیمال کو یاد کر

رہے تھے تبھی ایسا بیمار فیل کر رہے تھے لو یہ

تو اچھا ہو گیا مریض نے خود ہی کہہ دیا

دفع ہو جاؤ چلیئے مام گھر چلتے ہیں وہ اٹھا

ٹراوزر کی جیب میں ہاتھ ڈالے اور کھڑا ہو

گیا ذریاب ہنسی دبا رہا تھا زیمل نے سالار کی جانب

دیکھا حیدر نہ تنگ کرو ڈیڈ کو وہ ٹوک

گئی مائی لیڈی آپ کا حکم سر آنکھوں پر ورنہ

ان کا خون تو میں نے ہی پینا ہے وہ سالار کا

سرخ چہرہ دیکھ کر محسوس ہوتا بولا تھا جبکہ

سالار نے پاس پڑا گلاس اٹھایا حیدر ایکدم

بھی سالار کے پاس کھڑی لائبہ کے پیچھے چھپ

گیا مارے مارے سر پھڑ دے کوئی مسئلہ نہیں وہ

لائبہ کو آگے کرتا اس کے پیچھے چھپتا بولا

جبکہ لائبہ گھبرا ہی گئی کہیں واقعی سالار اس کے

سر پر نہ پھوڑ دے جبکہ سالار کا ہاتھ رک

گیا حیدر اپنی شکل گم کرو یہاں سے ورنہ

واقعی تمہارا سر پھاڑ دوں گا سالار

تپا بوڑھے ہو گئے ہو آپ اب ہمت نہیں ہے آپ

میں وسر جھٹک کر سامنے آیا اور اس کے ہاتھ سے

گلاس لے کر سائیڈ پر پٹخا سالار نے اسے

گھورا ویسے تو ٹھیک لگ رہے ہیں لیکن پھر بھی

اپنا خیال رکھیں مام کو چھوڑنے ہی آیا تھا

بائے وہ ہلکا سا مسکرا کر اٹھ گیا زیمل

اسے حیرانی سے دیکھنے

لگی دوسری طرف

حیدر کمرے سے باہر نکل گیا

دروازہ بند ہوا اور وہ سب ہوش

میں آئے سالار نے گہرا سانس بھرا

تھا لائبہ بیٹا جاؤ ذرا آپ اس کے پاس زیمل

نے بیٹے کی فکر میں

کہالائبہ منع کرناچاہتی تھی مگرزیمل کی وجہ

سے کچھ کہہ نہیں سکی اور خود بھی کمرے سے

نکل گئی وہ نیچے اتر چکا تھا گھر سے باہر

جارہا تھا عارض سے ملا جو اسے رکنے کا کہہ

رہا تھا مگر اس نے نفی میں سر ہلایا اور پھر

باہر نکلنے لگا کہ لائبہ کے قدم اپنے آپ

اس ساکت انسان کی جانب اڑنے لگے جو

پل میں کسی کو اداس کر سکتا تھا اور پل میں

کسی کو اپنی محبت میں گرفتار کر

سکتا

تھا وہ نہیں رکتا اس کے کہنے سے تبھی لائبہ

نے بھی اپنے گھر جانے کا سوچا

تھاحالانکہ لوگوں نے اسے اس کے پیچھے جانے کا

کہا تھا مگر وہ داسی سے خود ہی قدم اٹھاتی

وہاں سے اپنے گھر جانے لگی۔ حیدر البتہ گاڑی

کاانتخاب کر رہا تھا کہ اب کون سی گاڑی

باپ کی لے کر فرار ہو

جائے۔ لائبہ لون میں آئی وپورچ میں کھڑا تھا

اوراس کے بعد اس نے ایک سفید گاڑی چن

لی۔ اس گاڑی کالاک آٹو میٹک تھا، لاک نہ

کھلتا، گاڑی نہ

چلتی۔ وہ ایک دو جھٹکے دروازے پر مار کر جیسے

ہی

مڑا، لائبہ اتنی اپنی گاڑی میں بیٹھ رہی

تھی۔"اوے ہیللو، کام چور بات سنو"،اس نے انگلی کے

اشارے سے اسے باہر نکلنے کا

کہا۔"ہم نہیں آرہے"،وہ تھکی تھکی سی

بولی۔"ایسی کی تیسی تمہاری"،اس نے ایکدم

گاڑی سے اسے باہر نکالنے لگا

حیدر، وہ اب آرام کرنا چاہتی تھی، مزید

اس کی کسی بات کو سننے کی طاقت نہیں

تھی۔حیدر کو اس کی آنکھوں میں سرخی اور تھکاوٹ

محسوس ہو گئی تھی۔اگر کہیں پرواہ ہوئی بھی تھی

تو بھی نظر انداز کرتے ہوئے اپنے مطلب پر

آیا،"ڈیڈ سے اس گاڑی کی چابی لا کر دو"،اس کی

آنکھوں سے نظر چراتا بولا کیونکہ اس کی

آنکھوں میں عجیب ہی نشہ تھا جو اپنی جانب کھینچ

لیتا

تھا۔ "ہم؟ ہم کیوں؟"

آپ کوئی بچپن والے حیدر ہیں جن کے لیے ہم کچھ

بھی کریں، وہ سر ٹک کر

بولی۔ "منہ میں چوسنی لے کر تمہیں یقین

نہیں دلا

سکتا جتنا کہا ہے اتنا کرو، زیادہ بڑ بڑ

نہ

کرو۔ "ہم کچھ نہیں کر رہے، کتنی شرمندگی

کی بات ہے، ہم ان سے مانگیں۔ "لائبہ اس کی نامکمل بات پر نفی کرنے

لگی۔ "تم کہنا، حیدر کے ساتھ میں نے جانا ہے،

قسم اٹھوالو، گاڑی تمہارے نام کر دیں گے،

تم چابی کی بات کر رہی ہو"، وہ طنزیہ

مسکراتے ہوئے گاڑی پر ہاتھ مار کر

بولا۔ لائبہ اس کی صورت دیکھنے

لگی۔ "ہم نہیں جائیں گے"، وہ دوبارہ گاڑی

میں بیٹھ

گئی۔ "ٹھیک ہے، پھر آج تمہارے اس کٹارا کے

مزا لیتے ہیں"، دوسری طرف سے ایک جست میں وہ

لائبہ کی گاڑی میں سوار ہو گیا۔

حیدر، وہ غصے سے

جھنجھلا کر

چلا رہا

تھا، "تو نہیں آتی بیرسٹر کی بیوی ہو کہنے کو
دنیا کا سب سے تھرڈ کلاس گاڑی کا ماڈل
لے کر گھومتی ہو"، وہ مذاق میں بولا۔ جب کہ ڈیش بورڈ کے سامنے جب کہ
ڈیش بورڈ
سارا چھن مارا۔
"یہ آپکا مسئلہ نہیں اور آپ کون سے بیوی
سمجھتے ہیں ہمیں جو بار بار جتاتے ہیں؟ ہمارے
بابا کی گاڑی ہے یہ"، وہ بولی اور اسے اپنی
چیزیں چھین کر دوبارہ اندر رکھ کر، اس نے ہاتھ
مار کر وہ باکس بند کر
دیا۔ "ہاں، یہ بھی ہے، گڈ یاد دلانے
کے لیے شکریہ"، وسکون سے ٹانگیں پھیلا کر

سیٹ پیچھے کرتا لیٹ ہی

گیا۔ "حیدر، پلیز ادھر جائیں، ہم تھک گئے ہیں"، وہ

آدھی سوئی ہوئی سی، اسٹیئرنگ پر سر رکھ

گئی۔ "چلو میرے ساتھ، میں اتارتا ہوں تمہاری

تھکاوٹ"، گہری مگر شرطی نظروں سے حیدر نے

اس کی جانب

دیکھا۔ لائبہ بھی اس کی طرف دیکھ رہی تھی، بے سکتہ

چہرہ سرخی مائل ہوا۔ حیدر کے دیکھنے کے

انداز میں یکایک تبدیلی آگئی۔ اسٹیئرنگ

پر سر رکھ کر رخ اس کی طرف موڑے، اسی کی

جانب دیکھ رہی تھی، جبکہ وہ سیٹ پر پھیلا، اسی

کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا، جہاں واضح تھکاوٹ

تھی۔وہ سہولت سے اس کے گال

کو نرمی سے چھونے لگا تھا۔لائبہ نے

اسٹیئرنگ کو سختی سے تھام

لیا۔حیدر سیٹ پر سیدھا ہوا،لائبہ کا دل بے

ساختہ بہت تیز دھڑکنے

لگا۔

حیدر ایک ہاتھ ڈیش بورڈ پر رکھ کر عین اس کے

چہرے پر جھک گیا۔لائبہ سٹ پٹاک سیدھا ہونا

چاہتی تھی مگر حیدر نے اس کا سر اٹھنے نہیں

دیا۔"مگر ایک بات طے ہے،لائبہ تمہاری تھکاوٹ

اتارنے کا سبب نہیں بن

سکتی۔جس لڑکی کی وجہ سے میرے سینے میں

اتنی تھکاوٹ

ہے،اس لڑکی سے میری

تھکاوٹ کبھی نہیں اترے گی"،اس کا گال تھپتھپا کر وہ ہنستے ہوئے بولا۔لائبہ

یکدم سیدھی

ہوئی،"ہمارا قصور کیا ہے؟"وہ حیدر کو کوئی

دکھ نہیں دینا چاہتی تھی،پھر بھی اس کے دکھ

کی وجہ

تھی۔"قصور؟"وہ ہنس کر اسے دیکھنے لگا،"میرا

بھی کوئی قصور نہیں ہے،پھر تم سب میں سب سے

زیادہ بوجھ میرے سینے پر کیوں ہو؟"وہ شکایت

اور غصے سے جھنجھلا کر

بولا۔حیدر اپنا غصہ کنٹرول نہیں کرنا چاہتا تھا،وہ

بڑی مشکل سے اپنی حالت کو قابو میں رکھے ہوئے تھا، اور مزید کوئی خرابی
نہیں چاہتا تھا۔ سر جھٹک کر، اس کی گاڑی سے اترنے لگا، لائبہ کا نرم ہاتھ
اپنے ہاتھ میں لئے ہوئے۔
اپنے شانے پر محسوس کر کے وہ
ٹھہر
گیا۔ سب بھول جا، آپ کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے،
لیکن حیدر ماضی کو ساتھ لے کر آگے نہیں چل
چل
سکتا، وہ آہستگی سے بولی۔ سمجھانے کا انداز
بہت نرم تھا۔ حیدر نے مڑ کر دیکھا، یہ
بات پہلی بار کسی نے اسے کہی
تھی۔ اچانک ہاتھ بڑھا کر و تقریباً اسے اس کی

سیٹ سے اٹھا کر اپنے سینے سے لگا چکا
تھا۔ یہ کیوں ہوا، وہ نہیں جانتا تھا۔ لائبہ
کا دل دیوانگی سے دھڑکنے
لگا۔ حیدر نے اسے سینے سے نہیں لگایا تھا، وہ
خود اس کے سینے میں چھپ گئی تھی۔ اس کی
خوشبو دل فریب
تھی۔ لائبہ نے اپنے بازو اس کے گرد حائل کر
لئے، بے ساختہ ہی بے ساختہ۔
پہلے اپنے دھوکے پر دھیان لائی، پھر
مجھے ماضی سے نکلنے کا درس دینا۔ دیواری
چڑھا کر وہ اپنی کیفیت پر غصے کے قریب آنے
سے دل میں احساس جاگ اٹھے تھے۔ انہیں

غصے کی آڑ میں چھپا کر وہاں سے ہٹا اور

باہر جاتے ہوئے اس نے گاڑی کی چابی چھین

لی اور وہاں سے نکل گیا۔ جبکہ لائبہ نے

بھیگی نظروں سے اس کی طرف دیکھا اور لبوں پر

کچھ گلہ گلہ محسوس ہوا تو احساس ہوا کہ

وہ زخم جسے لائبہ بھرنا چاہ رہی تھی، وہ اسے

کاٹ کر تازہ کر چکا تھا۔ اس نے ٹشو پیپر سے

خون کی بوند کو صاف کر لیا اور غصے سے

حیدر کو دیکھتے ہوئے اپنی بھی گاڑی

نکال کر گھر کی طرف روانہ ہو گئی۔

مرتضیٰ ہاؤس میں شادی کی تیاریوں کی گہما گہمی

شروع ہو چکی تھی اور تمام گھر والے خوش

تھے۔اس کے گھر کے ماحول میں چھائی ثقافت کم
ہو گئی تھی۔مینہااور شاہد کی شادی کے ساتھ
دونوں صارم کی بھی تاریخ فکس ہو گئی تھی۔عارض
کافی خوش اور مطمئن تھا، جبکہ آیت کو نور کی
فکر لاحق تھی۔دوسری طرف نینا بیٹی کی
تیاریوں میں مصروف تھی اور رمشا فل وقت
غصہ کر رہی
تھی۔"فنکشن ہفتے بعد شروع ہوں گے، تم نے
یونیورسٹی کو ہفتہ پہلے خیر باد کہہ
دیا؟"رمشا نے غصے سے اسے
دیکھا۔"مما، آپ صرف ڈانٹنے کے لئے مجھے دیکھتی
ہیں"، وہ منہ بسور کر

بولی۔ "جب تمہاری حرکتیں ایسی ہوں گی تو

تمہارے ساتھ ایسا ہی ہو گا۔ جاؤ، کپڑے بدل

کر یونیورسٹی جاؤ"، تم نے، مجھے نہیں جانا۔

وہ کرسی کھینچ کر بیٹھ

گئی۔

تبھی زریاب بھی آگیا اور کچن میں زیمل کو

دیکھ کر خوش ہو گیا۔ اس نے ماں کو پیچھے سے ہی

گلے لگا

لیا۔ "آپ ایک دن نہیں تھیں اور لگا بہت عرصہ

ہو گیا"، وہ پیار سے بولا۔ زیمل مسکرا

دی۔ "یار، حیدر کو بھی لے آتے ہیں یہاں"، وہ

زریاب سے بولی۔ "بالکل، موم، ڈونٹ وری لیکن

وہ نہیں آئیں گے"۔

زیمل اداس تھی۔ایک طرف سالاراوردوسری طرف

حیدر۔"آج جائیں گے میرے پاس،زبردست پلان ہے"،

وہ آنکھ مار کر بولا۔جبکہ رمشا بھی یہ سب سن

رہی

تھی۔"کوئی بدتمیزی مت کرنا"،زیمل نے گھورا۔"اوہو

بالکل نہیں، چلوناشتہ دو،یونیورسٹی

سے آکر پھر کچھ کرتاہوں"،وہ گہراسانس لیتا

بولااور شان کو تنہا

دیکھ کراس کے پھولے ہوئے چہرے کو جلدی سے

ہاتھوں میں بھر

لیا۔جبکہ رمشااور زیمل کی پیٹھ مڑی ہوئی

تھی۔زریاب نے محبت سے اس کے گال پر جھک کر

پیار

کیا۔نینا کا دم نکل گیا کیونکہ وہ دونوں

وہیں کھڑی

تھیں۔اس نے اپنا چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا

لیا، جبکہ زریاب مسکراتا ہوا اس کے سامنے

بیٹھ گیا۔

"اب یہ کیا ڈرامہ ہے؟" نیشا غصے سے بولی۔

روشانے جو کھوئی کھوئی تھی، یکدم سیدھی

ہوئی۔زریاب البتہ مسکراتے ہوئے ناشتہ

کر رہا

تھا۔"تمہیں سمجھاؤ اسے، جڑ جب پڑھے گی نہیں تو

ماسٹر کیسے کرے گی؟"رمشا بولی تو زریاب نے

اس کی طرف دیکھا، جس کے چہرے پر گلاب

بکھرے ہوئے

تھے۔"یونیورسٹی نہیں جانا تم نے؟"اس نے

سنجیدگی سے بولا۔روش نے ہونٹ نکالنے لگی۔

ڈرامے تو عروج پر ہوتے تھے۔

"اس کی نوٹنکی بند کرواور یونیورسٹی چلو"،

زریاب بغیر لحاظ کے

بولا۔"شادی میں بھی کون پڑھتا ہے؟"وہ دلیل

دیتی منتظر تھی۔"بس اس سین میں سالار کی

اینٹری ہو

جائے۔""مجھے کچھ نہیں سننا، جاؤ جلدی"،و

بھڑکا۔نینا نے سر ہلایا کہ اسے زریاب ہی
سیدھا کر سکتا
تھا۔"میں بڑے پاپا کو بتاؤں گی"،وہ منہ
بناتی بولی۔"بعد میں،پہلے تیار ہو کر آؤ"،
اس نے گھورا۔جبکہ روش نے دل محسوس کر تیار
ہونے چلی گئی۔زریاب کا ارادہ یونیورسٹی
کے بعد حیدر کے گھر جانے کا
تھا۔لاک کھولتے،اس کا خود پر سے کنڑول جیسے
غصے سے ختم ہونے لگا تھا،لیکن میڈیسن
لینے کی وجہ سے اور خود کو سمجھاتے کہ وہ
ٹھیک ہے،وہ سب سنبھال لے گا،اس نے اپنے آفس
کا دروازہ

کھولا۔اس دن کی پی ادھی سگریٹ ایش ٹرے میں

اب بھی ویسے ہی پڑی

تھی۔وہ تلخی سے مسکرایا۔خوابوں کو یوں

چھوڑ دینا آسان نہیں

ہوتا۔کچھ لمبے تل یادوں کو دیکھ کر اس نے اِدھر

اُدھر دیکھا۔اس کا تجزیہ تھا کہ اس آفس

میں اسے اس کی ذہنی جنگ کا جواب مل

جائے گا۔حیدر نے چاروں طرف چیک کیا،اسے ایک

نام کی تلاش تھی۔کمال کون تھا، کہاں تھا، کیا

کرتا تھا،اس کے پیچھے کیوں تھا؟ان باتوں کا

جواب اسے یہیں سے مل سکتا

تھا۔"تو تم آ گئے؟"اچانک اپنے عقب سے اٹھنے

والی آواز پر وہ

پلٹا جسے دیکھا تو کوئی خاص خوشگوار حیرت نہیں ہوئی تھی۔ حیدر نے گہرا

سانس بھرا، "مجھے لگا تمہیں میں یاد نہیں رہوں گا۔" وہ ہنستا ہوا اندر آ گیا۔

"میں نے کہا بھی نہیں کہ تم مجھے یاد ہو،" وہ سر جھٹک کر اپنے آفس میں اپنے

کام میں مصروف رہا۔ "کس کو ڈھونڈ رہے ہو؟" اجانے سینے پر ہاتھ باندھتے

پوچھا۔ "تم سے مطلب؟" حیرت کو وہ حیدر کو سخت زہر لگتا تھا اور اس وقت

بھی لگ رہا تھا۔

"شاید اس وقت تمہارے سارے مطلب مجھ سے ہیں کیونکہ میں تمہاری

مدد کرنا چاہتا ہوں،" اذان نے گہرا سانس بھرا اور صوفے پر بیٹھ گیا۔ حیدر

ماتھے پر تیوریاں ڈالے اسے دیکھنے لگا۔ "کیوں؟" اذان مسکرا دیا، "کیونکہ

عدالت میں مجھے مزہ نہیں آ رہا تمہارے بغیر۔" وہ ہنسا۔ حیدر طنزیہ مسکرایا

اور اپنی چیئر کھینچ کر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گیا۔ "ہارنے میں مزہ آتا ہے

تمہیں؟" حیدر نے طنزیہ نظروں سے سوال کیا۔ اجان مسکرادیا، "خیر، ایسا تو میں نے کچھ نہیں کہا، لیکن تمہیں معلوم ہے، میں نے قسم کھائی ہے تمہیں ہرانے کی۔ مجھے سکون نہیں آئے گا اگر تم یوں ہی رہے۔ تو تم عدالت میں کبھی دوبارہ نہیں آسکو گے اور میں نہیں چاہتا کہ تم مجھ سے ہارنے کے بجائے کسی اور سے ہارو۔ سمجھ تو رہے ہو گے نا؟" اذان مذاق سے بول رہا تھا۔

حیدر نے سر جھٹکا۔ "پوچھو، کیا سوال ہے تمہارا؟" اس کے چپ ہونے پر اذان سمجھ گیا تھا کہ وہ خود بھی اپنی ذہنی اُلجھَنوں کو سلجھانا چاہتا ہے۔ "کون ہے کمال؟" وہ سپاٹ انداز میں بولا۔ "یہ مجھے بھی نہیں پتا، لیکن اس بات کا پتا لگانا ضروری ہے کہ وہ کون ہے جو تمہارے پیچھے پڑا ہے۔ کیا تمہاری فیملی بھی نہیں جانتی؟" اذان سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگا۔ "مجھے علم ہے وہ لوگ جانتے ہیں، ڈَیڈ اسے جانتے ہیں، لیکن وہ مجھے نہیں بتائیں گے،" حیدر کچھ سوچتے ہوئے بولا۔

"تمہیں واقعی کمال کے بارے میں کچھ یاد نہیں؟" اذان نے شک کی نظروں سے اسے دیکھا۔ حیدر نے چِڑ کر اسے دیکھا۔ "تمہیں کیا لگتا ہے؟ مجھے پاگل پَن سن کر بہت لطف آرہا ہے؟" وہ بڑبڑایا جبکہ اذان نے دانت نکالے۔ حیدر سر جھٹک گیا۔ "تم یہاں ویسے کیوں آئے؟" اذان نے پوچھا۔ "معلوم نہیں، مجھے لگتا ہے وہ میری کسی فائل کا حصہ ہے۔ بیٹھے بٹھائے کوئی مجھ سے یوں کیوں اُلجھے اور میری اتنی معلومات کیوں ہے اسے؟" حیدر نے کہا جبکہ اذن کو اس کی جرات ماننی پڑی تھی۔ وہ بیمار رہنے کے باوجود اپنی ذہنی صلاحیتوں کا استعمال کر رہا تھا۔ "ٹھیک ہے، تو پھر دیکھتے ہیں۔" اذان بھی اُٹھا اور ساتھ حیدر بھی اور پورا آفس چھان مارنے کے بعد بھی انہیں کمال سے متعلق کچھ نہیں ملا۔ دونوں ایک دوسرے کی صورت تکنے لگے۔ "اپنے چیمبر کے وکیلوں کو اکٹھا کرو،" اجانے مشورہ دیا جبکہ حیدر نفی میں سر ہلانے لگا۔ "میں نہیں چاہتا بات پہلے اور وہ کمال کہیں بھی ہے چُوک نہ ہو،" اجانے

سر ہلایا۔ "ٹھیک ہے، تم اس فکر میں نہ جاؤ، میں ڈھونڈوں گا کمال کو۔

میرے سورسز پر بھروسہ تو ہوگا تمہیں؟" وہ مزے سے اس کے سامنے آیا۔

حیدر بغور سے اسے دیکھنے لگا۔

"ڈھونڈنا مت اسے، صرف معلوم کرو کہ وہ کیوں میرے پیچھے

ہے، "وہ بولا تو اجا نے سر ہلایا اور جس طرح آیا تھا ویسے ہی

وہاں سے نکلنے لگا۔" اور سنو، "حیدر نے روکا،" یہ مت سمجھنا

ہم دونوں کے بیچ صلح ہے، یہ صرف میری مجبوری ہے تمہارے

جیسے آدمی کو برداشت کرنا، "اجان کا بزدلانہ قہقہہ ابھرا تھا۔

"تمہیں کہا ہے نا، عدالت میں تمہیں صرف دوبارہ دیکھنا ہے

کیونکہ میرے معیار پر دوسرا کوئی نہیں اُترتا۔ یہ کھیل ہم

دونوں کو پسند ہے،حیدر مرتضیٰ۔ اور جب کھلاڑی دو ہوں تو

کمال جیسے کو ہرانے میں زیادہ دقت نہیں ہوگی، "وہ بولا۔" وہ

دونوں

ہی آسان حدف نہیں،"حیدر نے کہا تھا اور پھر سے مسکرایا۔

زبردستی سہی، حیدر کو ذریاب اسکو کھینچ کر لے آیا تھا۔ پھر زیمل کا ابھی زور

تھا جبکہ حیدر صرف زیمل کے لیے مرتضیٰ ہاؤس آیا تھا اور کہہ چکا تھا کہ ہفتہ

بعد وہ اپنے گھر واپس چلا جائے گا جس پر زیمل مان تو گئی تھی لیکن وہ ایسا چاہتی

نہیں تھی کہ وہ جائے۔ اذان کی کال پر وہ تیار ہو کر باہر نکلا تو گھر میں مہندی

کے فنکشن کی تیاریاں چل رہی تھیں۔ کئی عورتیں تھیں جو ایک دن پہلے

لگنے والے اُبٹن کے لیے گھر پر اکٹھی ہوئی تھیں۔ """ارے ارے، یہ وہی

ہے ناجو پاگل ہو گیا ہے؟ کتنا خوبصورت ہے، لیکن لگتا تو نہیں کہ پاگل ہو گیا

ہے،"ایک عورت حیدر کی جانب دیکھ کر بولی۔ حیدر گوگلز لگا کے اپنی تلخ

مسکراہٹ کو سمیٹ کر وہاں سے تیزی سے نکل گیا۔ باہر نکلا تو دماغ پہلے سے گرم تھا، جبکہ سامنے کا منظر دیکھ کر مزید گرم ہو گیا۔ مکمل پیلے لباس میں وہ تیار کھڑی کسی اپسرا سے کم نہیں لگ رہی تھی اور اس کا یہ حسن دیکھنے کے لئے سارم اس کے پاس کھڑا تھا اور وہ نور کے ہونے والے منگیتر سے بات کر رہی تھی۔ آخر سارم تھا وہ، جس سے وہ بات کر رہی تھی۔ اور اچانک وہ مسکرائی اور حیدر کو لگا جیسے اس وجہ سے بجلی گری ہو۔ اس کے سامنے تو مسکرانے تک کی زحمت نہیں کرتی۔ وہ تن فن کرتا اس تک پہنچا، گو گلز ہٹا کے سارم کو دیکھا۔

لایبا نے حیرت کے سخت تیور دیکھے تو پریشان سی ہوئی اور حیدر نے لائبہ کی کلائی اپنے بھاری ہاتھ کی گرفت میں جکڑ لی۔ "حیدر،" لائبہ نے کچھ کہنا چاہا جبکہ حیدر نے بھڑک کر اس کی جانب دیکھا، وہ لب دبا گئی۔ سارم خاموش کھڑا تھا۔ "آئندہ اس کے نزدیک نظر مت آنا۔" "وہ کیا نام ہے تمہارا؟ ہاں

سارم، تم نور کے ہونے والے شوہر نہ ہوتے تو اس دنیا میں نظر نہ آتے،"

سپاٹ تیور میں وہ بول رہا تھا۔ "کیوں؟ تم کون ہو لایئبہ پر کوئی بھی حق

جمانے والے؟ اب تم کہو گے اس کا شوہر؟ جس رشتے کو نہ تم مانتے ہو نہ ہی

لایبا، اس میں بننے کا کیا فائدہ؟ آزاد کرو اس لڑکی کو، کیونکہ پاگل تم ہو، وہ

نہیں۔" سارم کو بھی غصہ آیا۔

"وہ دوبدو ہوا سارم۔" لایبا حیرانی سے اسے دیکھنے لگی، وہ کیا بول رہا تھا۔

"لایبہ" سارم نے کچھ کہنا چاہا اور حیدر کی برداشت شاید اتنی ہی تھی۔ اس

نے ہر ممکن خود کو سنبھالنا تھا۔ جھپٹ کر اس کا گریبان جکڑ لیا۔ "حیدر، حیدر

چھوڑ دو انہیں، لوگ دیکھ رہے ہیں،" وہ جلدی سے بولی۔ لوگ ان کی جانب

متوجہ ہو گئے تھے۔

حیدر نے اسے گاڑی میں دھکیلا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ وہ بہت

تیز ڈرائیو کر رہا تھا۔ "آپ پاگل ہیں، آپ کیوں جھگڑ رہے تھے ان سے؟ وہ

بس ہم سے اپنی طبیعت کے بارے میں بات کر رہے تھے کیونکہ سر میں درد رہتا ہے، "لایئبہ بولی۔ "حیدر، ہم آپ سے بات کر رہے ہیں، "لایبا اس کی جانب دیکھنے لگی، جبکہ حیدر نے جواب نہیں دیا۔ وہ ڈرائیو کرتا رہا اور ڈرائیو کرتے ہوئے اسے بالکل احساس نہیں تھا کہ اس کے ساتھ کون بیٹھی ہے۔ وہ ایک لڑکی ہے جو اس کے پاگل پن کا یوں سامنا نہیں کر سکتی۔ رش ڈرائیو کرتے ہوئے آدھے گھنٹے کا فاصلہ 15 منٹ میں طے کر کر اپنے گھر پہنچا۔

اسی طرح لایئبہ کو گھسیٹ کر وہ گھر کے اندر لے آیا۔ امین نے کچھ بولنا چاہا، ہاتھ اٹھا کر اسے بھی منع کر دیا، جبکہ لایبہ کو اپنے کمرے میں لے آیا۔ غصے کی شدت سے اس کا دماغ پھٹنے کو تھا۔ لایبا کو بستر پر پھینک کر اس نے دروازہ لاک کر دیا۔ لایبہ سہم کر اسے دیکھنے لگی، جبکہ وہ رکا نہیں، سیدھا واش روم میں گھس گیا اور اپنے سر پر شاور کھول دیا۔ وہ جو اجان کے پاس جانے والا تھا، اس وقت شاور کے نیچے کھڑے ہ

کھڑے ہو کر اپنے غصے کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا، اور دیکھتے ہی دیکھتے اپنی شرٹ اُتار دی۔ لابھا اس کی حالت سہمی ہوئی نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

حیدر نے اپنے دونوں ہاتھ دیوار پر جما لیے اور پانی اُسکے پورے وجود پر چھڑک رہا تھا، جیسے ہم بارش کے پانی سے بھیگتے ہیں۔ لیکن اُسے اور بڑھا کر مجید کوئی ٹھنڈک نہیں مل رہی تھی، اُسکی روح مانگ رہی تھی۔ اُس نے مڑ کر دیکھا اور بیٹھ اپنے مائی کے پیلے لباس میں بیٹھی تھی۔ اُس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھ لیا اور ڈر گئی تھی حیدر سے۔ "ادھر آؤ،" اس نے اُسے واش روم میں ہی آنے کا کہا۔

episode 33

ادھر آؤ اس نے اُسے واش روم میں ہی آنے کو کہا۔

لائبہ ہمیشہ کی طرح نفی میں سر ہلانے لگی حیدر۔

غصے سے بھڑک اُٹھا اور بہر نکلا اور ایکدم

اُسکو دونوں بازوں سے جکڑ کر اُوپر اُٹھا

لیا یہاں تک کہ اُسکے اندر اتنی شدت تھی

کہ لائبہ کے قدم زمین سے بھی اچک گئے تھے۔

جان بوجھ کر کرتی ہو نا یہ حرکتیں تم جانبوج

کرتی ہو تم لاپرواہ بننے کی

کوشش کرتی ہو تا کہ لوگ تم سے متاثر ہوں۔

اپنی معصومیت کا چاروں طرف دھونگ رچا کر

سب کو اپنی جانب مائل کرنا چاہتی ہو تم وہ

چلایا

لائبہ مچلی اُسکے ہاتھوں کی سکتی سے اُسے لگا اُسکے دونوں بازو ٹوٹ جائیں گے۔

بکواس کر رہا ہوں میں جواب دو اس نے اُسے

جھٹک کر بیڈ پر پھینکا لائبہ بیڈ پر سیدھی جا

گری جبکہ حیدر سرخ نظروں سے اُسکی آنسوؤں سے بھیگتی آنکھوں کو دیکھنے

لگا

اپ اپیپیپ

غلط فہمی شششششش

حیدر

شاید اپنے آپ میں نہیں تھا تب

اُسکے بالوں کو سکتی سے جکڑا سنے لائبہ کو

اپنی طرف کھینچا

میرے یہاں لگتی جب تم کسی سے بات

کرتی ہو یہاں....اس نے لائبہ کی انگلی پکڑ کے

اپنے دل کے مقام پر رکھی لائبہ کو اُسکا

وجود تپتا ہوا محسوس ہوا..... تمہیں کیسا لگ

رہا ہے میرا جھکاو تمہاری طرف ہو رہا ہے

تو اس سے مراد یہ ہے کہ تم دنیا کی

آپسراترین لڑکی ہو جو مجھے نہ ملی تو

تو حیدر زندہ نہیں رہ

سکتا یو دم شٹ حیدر تمہارے بنا پہلے بھی

بہت اچھا رہا تھا میرے دماغ کی خرابی

کا فائدہ نہ اُٹھاؤ لائبہ وہ

چیخا.....لائبہ بے ساختہ رونے لگی وہ کتنا بد

گمان ہو رہا تھا۔آپ آپ ہم سے یوں بد گمان کیوں ہو رہے ہیں ایسا

ایسا کچھ نہیں ہے وا پنے آنسو صاف کرتی

بولی

وہ رکا گھور کر اسے دیکھ

رہا تھا تھم گیا

اپنے دماغ کو اپنے کنڑول میں

کیا اُسکے سامنے سے ہٹ گیا

بالوں میں ہاتھ پھرا اور بہ مشکل

تیز ہوتی سانسوں کو قابو

میں کر کر راس نے لائبہ کو کھڑے ہونے کا

اشارہ. کیا

وہ جلدی سے کھڑی ہو گئی جاؤ یہاں سے

وہ خود جانتا تھا یہ بات اُسنے کتنی

مشکل سے بولی تھی جبک لائبہ کو لگا اسکا

دل نکل جائے گا حیدر کی ہلکی پھلکی اور

زبردستی کی قید کی گئی توجہ اُسے

اچھی لگنے لگی تھی اس پر غصہ صرف

اپنی بیزتی کا ہلکا سا بدلہ لینے کے

لیے کرتی تھی لیکن ایسا تو نہیں تھا وہ اسے چیڑا رہی تھی کسی اور کی جانب

متوجہ ہو کر کیا اس میں اتنی جرت تھی کہ جانب اسے چھوڑ کر متوجہ ہو جاتی۔

وہ

لائبہ اسے تم بھیگی بھیگی پلکوں

سے آنکھیں جھپک جھپک کر دیکھ

رہی تھی۔

جاؤ; وہ سنجیدگی سے اور اہستگی سے بول رہا تھا وہ چیخنا نہیں

چاہتا تھا۔ ہم نہیں جائیں گے اچانک وہ ضدی لہجے میں بولتی بیڈ پر بیٹھ گئی حیدر

نے اسکی ضد پر دانت پیس لیے۔

میں بہت برداشت کر رہا ہوں لائبہ چلی جاؤ یہاں سے; وہ

سنجیدگی اور آہستگی سے بول رہا

تھا ہم نہیں جائیں گے اچانک وہ. ضدی لہجے میں

بولتی بیڈ پر بیٹھ

گئی حیدر نے اسکی ضد پر دانت پیس لیے میں

بہت برداشت کر رہا ہوں لائبہ چلی جاؤ

یہاں سے وہ جھڑک گیا جب کہ نفی میں گردن

ہلانے

لگی آپ ہمیں یہاں لائے تھے آپ ہی ہمیں لے کر

جائیں گے ہم کیوں جائیں ہم نے کہا تھا وہاں سے

اٹھا کر لے

آؤ و منہ بناتی بولی جبک حیدر تپتا ہوا

اسکی شکل دیکھنے

لگا میں واقع پاگل ہو رہا ہوں میں تمہارے

ساتھ کچھ غلط کر جاؤں گا اور میں ایسا چاہتا

نہیں میری برداشت سے سب باہر ہو رہا ہے

جسٹ گیٹ آوٹ وہ چیخا اور اس کا ہاتھ پکڑ کے

باہر دھکیلنے لگا حیدر لائبہ نرمی سے بولی اس

پاگل پن میں بھی وہ اس کا ساتھ نہ دے سکی تو

کیسی محبت تھی

اس کی وجس طرح بولی تھی حیدر دیوار سکتی

سے چکر گیا وہ دوائی لے سکتا تھا اس کا

دماغ بھٹ رہا تھا درد کی شدت

سے لیکن وہ خود بھی صدمیں آگیا

تھا لائبہ دو قدم چل کر اس کے نزدیک آگئی

معلوم نہیں کیسے اس نے اپنے کانپتے ہاتھوں کو

اس کے شرٹلیس شانوں پر رکھا اور بالکل

نرمی سے اس کے سینے سے لگ

گئی اور یہ وہ مقام تھا حیدر کو لگا ساری جان

بس اُسی جان میں سما گئی ہو لائبہ کا وہی ہاتھ

اس کے سینے کو سہلا یا رہا

تھا ہم آئندہ ایسا کچھ نہیں کریں گے جس آپ کو

اتنا غصہ آئے ہم کسی سے بات نہیں

کریں گے ہم قسم کھاتے ہیں وہ صرف اپنے سر

درد کے بارے میں بتا رہے تھے مزید کچھ نہیں

آپ غصہ نہ کریں اس نے سر اٹھا کر اس کی

جانب نہیں دیکھا

جبکہ۔ حیدر یوں ہی کھڑا تھا۔۔

پورے وجود میں چونٹیاں سی رنگنے لگیں تھی دماغ جولاوے کیطرح پھٹنے کو

بے تاب تھا۔۔ وہ محسوس کر سکتا تھا اسکے ذرا سے چھونے سے سکون کی پر

مسرت لہر جسم میں دوڑ کی گئی تھی۔

تم جانتی ہو تمھارا یہ قدم تمھیں نقصان پہنچا۔ وہ اپنے بھاری کسرتی بازو کو

اسکی کمر کے گرد حائل کرتا بولا با تھا کچھ اسطرح کہ لائبہ نے لب دانتوں تلے

دبا کر اسکی گرفت پر اٹھنے والی تکلیف کو برداشت کیا تھا حیدر یہ حسین منظر

دیکھنے لگا دل کی تمام دھڑکنیں تھم گئی تھی اپنے اپنے

خشک

ہوتے لبوں پر زبان

پھیری تکلیف ہو رہی ہے وہ آہستہ بولا لائبہ

نے آنکھیں بند کیے ہی نفی میں سر ہلایا حیدر

نے پیشانی پر بل ڈالے اور اسنے گرفت کو مزید تنگ کیا یہاں تک کہ اسکے

لبوں سے

آواز سے نکلی

تھی اب واسکے حسین چہرے کے نزدیک ترا

گیا لائبا بھی جیسے ضد باندھ گئی

تھی نفی میں سر لا کر اسے جان بوجھ کے دوبارہ

تپانے لگی

جبکہ حیدر نے گرفت کو جان لیوا حد تک تنگ کر لیا اور وہ

بے ساختہ مچل اٹھی۔ح۔۔۔جی۔۔حیدر وہ تلملائی۔۔وہ پر مسکراہٹ سے

اسے دیکھنے لگا۔

مجھ سے کبھی ضد مت باندھنا میں تمھیں یوں ہی تڑپا سکتا ہوں۔وہ اسکی کمر

چھوڑ کر۔۔۔اچانک ہی اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام چکا تھا اور تھامتے ہی

اپنے حواسوں کو کھونے لگا اسے کسی دوائی کی ضرورت نہیں تھی اگر یہ لڑکی

اسے دن رات میسر تھی لیکن آنا کی اس جنگ میں وہ بھی اپنے باپ کو کہہ

نہیں سکتا تھا کہ وہ لائبہ کو اپنے گھر لانا چاہتا تھا بے

پناہ چاہت بے پناہ محبت اور عجب دیوانگی سے اسکی سانسوں کو قید کرتا وہ اسپر

کسی گرجدار بادل کی طرح ٹوٹ کر برس رہا تھا لائبہ کے کیچر میں بندھے

بال کھل گئے اور انھیں کھولنے کا ذمہدار وہ خود ہی تھا اسکا۔ ہلکا پھلکا دوپٹہ حیدر کے قدموں تلے اگرایکدم اسکی گردن سے کھینچ کر۔۔ زمین پر گر گیا تھا۔۔ وہ کچھ نہیں دیکھار ہا تھا آنکھیں بند کیسے خود میں سکون اتر رہا تھا اور یہ سکون اسکو زندہ رکھنے کے لیے بہت

تھا

لائبہ نے اسکے بھاری سینے پر ہاتھ رکھتے اپنی سانسوں کو بھال کرنی کی کوشش کی اور اگلے ایک لمحے میں وہ پھر اسپر چھا گیا

صرف ایک پل کی گنجائش دی تھی۔۔ لائبہ بے دم کی ہو گئی اس پاگل سے لڑکے کے حال پر اپنا حال چھوڑ دیا تھا۔۔۔

اور جب اسکی چاہت پوری ہوئی وہ دور ہٹ گیا۔ لائبہ چکرا کر بے ساختہ کالین پر گیری۔ کمرے میں ان دونوں کی بدھواس سانسوں کی گونج عجیب سا ماحول بنا رہی تھیں۔

حیدر

مسکرادیا۔

ایک بات توطے ہے لائبہ حیدر۔وہ بے حد حد سکون سے

بولا۔

لائبہ نے اپنے زخمی ہونٹ کواپنے ہاتھ سے صاف کیا۔۔۔تو آنکھیں بھیگ

گئیں۔۔

نہ تمھیں میں چھوڑوگا نہ کبھی اپناؤگا۔;وہ سکون سے اسکے سامنے ٹانگ پر

ٹانگ جما کر بیٹھ گیا۔

اور لائبہ کو لگا اچانک وہ پھر سے اسی خول میں بند ہو گیا ہو جہاں وہ لائبہ سے

بے حد نفرت کرتا تھا۔

وہ نظریں جھکا گئی اسکے آگے دم مار ہی نہیں سکتی تھی لیکن اچھا نہیں لگا۔۔اب

بھی اسے اسکی جگہ پر کھڑا دیکھ رہا جبکہ وہ خود اسکی جانب بڑھی تھی۔

وہ اسکے قدموں میں الجھا اپنا دوپٹہ اٹھنے لگی تو بے ساختہ بہت

سارا رونا آ گیا۔

جیسے اپنے چاہا لائبہ نے اف تک نہیں کیا اور اب بھی اسے یہ بتانا چاہ رہا تھا کہ

وہ اس سے نفرت کرتا ہے۔۔وہ کچھ نہیں بولی۔۔۔

اور اسکے قدموں سے دوپٹہ اٹھا لیا۔۔دوپٹہ اٹھا کر اسنے اپنے بالوں کو سمیٹ

کر آگے کیا کیونکہ کیچر تو اسکے پاؤں کے نیچے اگر ٹوٹ چکا تھا اور دروازہ کھول

کر باہر نکل گئی۔۔۔

حیدر سنجیدہ نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ عجیب کیفیت تھی، اب اسے

سکون سے رہنے نہیں دینا چاہتا تھا۔ وہ دور جانا چاہتی تھی، تو دل میں گھٹن سی

ہو رہی تھی اور اُٹھا اور اسکے پیچھے آیا۔ مگر، لائبہ گاڑی تک پہنچ چکی تھی، حیدر

کی کنڈیشن ایسی نہیں تھی کہ وہ جاتا اُس نے، ڈرائیور کو اشارہ کیا اور لائبہ نے

اپنا چہرہ چھپا لیا، حالانکہ واسکا شوہر تھا، لیکن پھر بھی اس وقت وہ اُسکا دل کٹ

رہا تھا، اس احساس سے کہ یہاں موجود ملازم اسکے بارے میں کیا رائے رکھ رہے ہوں گے، اور جیسے اپنی نظروں میں شرمندہ سی ہوتی، جلدی سے گاڑی میں سوار ہو گی۔ معلوم نہیں اسکی کیفیت، وہ سمجھا تھا یا نہیں، لیکن دیکھ دیکھ اُسی کو ہی رہا تھا، اور ڈرائیور نے حیدر کے اشارے کرنے پر گاڑی ہاؤس. کی جانب بڑھا جبکہ لائبہ نے اسے ٹوک دیا اور ہسپتال جانا چاہتی تھی اور اتنے اڑاتے میں اسنے خود سے بہت سے وعدے کر لئے تھے،

ابٹن کا فنگش تمام ہو گیا، جبک سب حیدر کے بارے میں باتیں کر رہے تھے،، زریاب جانتا تھا وہ لائبہ کو لے کر گیا، کہنے کو تو وہ خود بھی اس وقت بہت بے چین تھا، لیکن بار-بار یہ خیال آ جاتا کہ وہ اسکا شوہر ہے۔ حیدر کو فون کرو زرا .سالار

کی آواز پر زریاب سوچ سے باہر نکلا اور سر ہلا دیا،اسنے حیدر کو فون کیا،اسنے کال پک نہیں کی تھی،یہ تو عام بات تھی،جبکہ دوسری طرف زریاب نے بائے چانس لائیبہ کو کال کی اور دوسری بل پر کال اٹینڈ ہوگی،اسنے سلام کیا،"کہاں ہو؟ "لائبہ اچھاتو نہیں لگایوں پوچھنا، مگر ویہ پوچھنے لگا،"ہم ہسپتال،آپ کو کوئی کام تھا؟"بتایئے،سب خیریت ہے،وہ اپنی آواز سنبھالتی بولی،زریانے نے سکون کا سانس بہال کیا،"کچھ نہیں، نہیں،بس ویسے ہی،"وو ہلکے فلکے انداز میں کہکر کال کٹ. کر چکا تھا،کال نہیں اٹھارہے بھائی،زریاب نے بتایا؟" سالار نے سر ہلایا،اب اسے کوئی نہیں بلائے گا،آنا ہوگا تو آجائے گا،ورنہ نہ آئے۔سالار نے سنجیدگی سے کہا،

"آپ، زیمل نے کچھ کہنا چاہا؟" بس جو میں نے کہ دیا، یقیناً اسکے آگے تم جاننے کی بات نہیں کرو گی، وہ سبکے سامنے پہلی بار سخت لہجے میں بولا تھا، زیمل چپ کی چپ رہیگی۔" جب سالار سبکے بیچ سے اُٹھکر جا چکا تھا۔

اگلے دن مرتضی ہاؤس میں مہندی کا تھا، زریاب پر کام کا برڈن تھا، لون میں ساری ارا جمنٹس ہونی تھیں اور سارا کام وہ خود کر آ رہا تھا۔ سارا لون ڈیکوریٹ کرا کے وہ اندر آیا، شدید پیاس کا احساس ہوا اور وہ کچن میں آ گیا، اور بھی خواتین تھیں، وہ وہیں پر رک گیا جبکہ اس نے دیکھ لیا تھا رونشانے شیلف پر بیٹھی اسٹرابیری کھا رہی تھی۔ وہاں سب لڑکیاں تھیں، اسکی دوست تھیں اور اندر عائشہ بھی تھی۔

سر آپکو کچھ چاہیے ؛ حالانکہ یہ حق روشانے کا تھا زریاب کو

ذرا اسپر غصہ چڑھا۔۔

جی اگر پانی کا گلاس مل جائے تو وہ سنجیدگی سے بولا۔ وہ اب بھی نہیں ملی تھی

معلوم نہیں کس سے باتوں میں لگی ہوئی تھی جبکہ دوسری طرف عائشہ نے

جلدی سے اسکے لیے ٹھنڈا پانی کا گلاس بھر کر اسکی طرف بڑھایا تو زریاب کی

انگلیاں بے ساختہ اس سے مس ہو گئیں وہ ایکدم ہاتھ کھینچ گیا جبکہ عائشہ بھی

جان بوجھ کر ہاتھ کھینچ کر گھبرانے کی ایکٹینگ کرنے لگی زریاب شرمندہ ہوتا

وہاں سے پلٹ گیا۔ روشانے کی ایک کزن نے یہ سارا منظر دیکھا تھا۔

روشنی زریاب بھائی آئے تھے وجو بھی مانگ رہے تھے تمہیں دینا چاہیئے تھا وہ

بولی جب کے اسکو ایک پرسنٹ بھی فرق نہیں پڑتا تھا اس بات سے تو کیا ہو گیا

عائشہ میری دوست ہے وہ سکون سے بولی اس سے پہلے کچھ اور مزید بولتی کہ

رمشا کی پکار پر روشانے ایکدم جھٹکے سے اٹھی اور باہر بھاگی یقیناً اسے منہا اور

نورآآپی کے ساتھ اسے بھی پالر جانا تھا وزندگی میں پہلی بار پالر سے تیار ہونے
والی تھی اور بہت ایکسائیٹیڈ تھی جلدی سے بھاگ کر وہ مینہا اور نور والی گاڑی
میں سوار ہو گئی اور اپنا جوڑا بھی رکھ لیا سب کو لایبہ کا خیال آیا تھا تبھی رمشا
نے انہیں تاکید کی کہ لازمی لایبہ کو ہاسپٹل سے لے جائیں وہ بچی اکیلی رہ جاتی
تو تیار کیسے ہوتی جبک اسکا ڈریس بھی ان لوگوں کے ڈریس میں رکھا تھا جو کہ
رمشا اور نیناں نے ہی بنوایا تھا منہا مسکرا رہی تھی جبکہ روشانے کی تو پوری
بتیسی باہر تھی البتہ نور کل سے اب تک بلکل چپ تھی
مہندی کے فنکشن کے ارا نجمنٹس بہت بہت خوبصورت تھی کلون جگ مگا
اٹھا تھا جبکہ سالار کبیر، آرض اور زین جہاں مہمانوں کو رسیو کر رہے تھے
زریاب جلدی سے تیار ہو کر تھکا تھکا سا فنکشن میں شامل ہوا تھا اس نے
وائٹ کرتا ڈالا ہوا تھا اور وہ بہت ہینڈسم لگ رہا تھا عائشہ جو سارا دن یہی تھی
آج اسے دیکھتی رہی روشانے کی قسمت سے حسد کر رہی تھی آج اس نے

ریاب کے ساتھ پورا دن گزارا تھا اسکے چھوٹے چھوٹے کام کر کے جیسے ابھی کچھ دیر پہلے وہ اپنا کرتا پریس کرانے کے لیے ادھر ادھر پھر رہا تھا عائشہ نے پریس کے

دیا اگر روشانے اس کے بیچ سے نکل جائے تو کتنا اچھا ہو، وہ اتنے بڑے گھر کی بہو بن جائے اور اتنے شاندار شخص کی بیوی وہ سوچ رہی تھی اور دبی محفل میں اس شاندار شخص سے بڑھ کر ایک اور شخص کی آمد نے وہاں سب

لڑکیوں کے دل تھما دیئے تھے بلیک کرتہ شلوار میں بازو کوئی تک فولڈ کیے محفل میں داخل ہوا اور سالار نے اسے اسپاٹ نظروں سے دیکھا وہ ہلکا سا مسکرا دیا آپ خوش تو ہونگے نہیں باپ کے سامنے کھڑا ہوا پوچھنے لگا مجھے زیادہ خوشی ہوتی اگر تم یہ ذمہ داری سمجھتے کہ تم اس گھر کے فرد ہو،

باہر سے آنے والے مہمان نہیں سالار نے کہا اور اسکے خبر و چہرے پر ہاتھ

رکھ کر اسکا گال تھپتھپا دیا جاؤ بھائی کے ساتھ مدد کرو وہ بولا حیدر چند لمحے اسے

دیکھتا رہا اور پھر وہاں سے ہٹکر زریاب کے پاس آگیا

شہزادہ حیدر خوشامدید بہت شکریہ آپ نے محفل میں آکر محفل میں جان

بھر دی اسکے بگل گیر ہوتے تنزیہ لہجے میں بولا جبکہ حیدر ہنس دیا کئی لوگ ان

دونو جوانوں کو دیکھ رہے تھے شرم نہیں آتی بھائی آپ کو میں اکیلا تھا یار

پورے دن اچھا بس زیادہ منمنانے کی ضرورت نہیں ہے حیدر کہاں بھرم

رکھنے والوں میں سے تھا اسکے سینے پر پنچ مار کر بولا جبکہ زریاب مسکرا دیا اسکی

اولین خواہش تھی حیدر ان کے ساتھ رہے مگر اس وقت کوئی زکر چھیڑ کر ر

اسکا موڈ آف نہیں کرنا چاہتا تھا اور اس کے بعد فنکشن میں وہ غل مل گیا کہیں

سے نہیں لگ رہا تھا وہ ان سے الگ تھا سسلار خوش تھا ان دونوں کو ساتھ

دیکھکر اور زیمل بھی...

صارم کی فیملی سب سے پہلے آئی تھی اور منہ سجائے صارم. بھی سب نے ان

کا استقبال کیا البتہ حیدر ان سے دور ہو گیا حیدر سالار نے گھورا جبکہ منہ بناتا

باپ کو دیکھنے لگا مجھے نہیں ملنا صاف صارم کی فیملی کے منہ پر کہ کر کبیر و

عارض کو آکوارڈ چھوڑتا وہاں سے ہٹ گیا جبک کبیر نے نفی میں سر ہلایا اور

خود آگے بڑھ کر ان کا استقبال

کیا یہ حیدر بھائی آپکو تکلیف کیا رہتی ہے

دو منٹ ٹھیک رہتے ہیں اور اگلے دو منٹ پر

آپکو پھر دورے پڑ جاتے ہیں زریاب سینے پر

ہاتھ باندھے اُسے دیکھنے

لگا مہمانوں کو رسیو کر چکے تھے صرف دلہنوں

کا انتظار کیا جا رہا تھا لوگ خوش گپیوں میں

مشغول تھے چاروں

جانب سکون اور امن

تھا جبکہ حیدر ٹانگ پر ٹانگ رکھے جھولا رہا

تھا زہر لگتا ہے صارم اور مجھ سے جھک جھک

کر یہ فارمل حرکتیں نہیں ہوتی وہ سر جھٹک

کر بولا

میری شادی پر ہو جائے گا تھوڑے سے

فارمل مہربانی ہو گی آپکی زریاب ہنسا تھا اُسکی نیچر سے آگاہ تھا اور میرے

بھائی کی شادی ہو گی حیدر ایک ہنگامہ نہ کھڑا

کر دے تو کہنا آنکھ مارتا ہوں بولا جبکہ زریاب

بنس دیا بس ڈیڈ سے جنگ کا ہنگامہ

نہ ہو باقی سب قبول ہے وہ عاجز سا

آیا یہ تو ڈپینڈ کرتا ہے ڈیڈ انسان ہی

رہے ڈیڈ کے اندر کا حیوان جاگتے ہی میرے

اندر کے حیوان کو ہوا ملتی ہے

ہوا ہنستے ہوئے شرارتی نظروں سے دیکھتا بول

رہا تھا زریاب بھی ہنس رہا تھا

اور اچانک کی

محفل میں دلہنوں کے آنے کی آمد

اُٹھی وہ دونوں مڑ کر دیکھنے لگے مینہا اور

نور بہت خوبصورت لگ رہی تھی مہندی کے

حساب سے مختلف رنگوں سے بھرے لہنگوں

میں

وہ حیا سے نظریں جھکائے ہوئے تھی جبکہ انکے ایک

طرف روشانے اور دوسری طرف لائیبہ تھی.... روشانے ڈارک

گرین فراک میں تھی بالوں کی ڈھیلی سے

چٹیا بنائی پاؤں تک آتا فراک اور گھیرے

گلے جھانکتے شفاف گردن اور وجود کو دیکھ کر

آنکھیں خیر نہیں کر رہا ہو گا

زریاب کے چہرے پر سنجیدگی چھا گئی

تھی اسے دیکھ کر جب کہ دوسری طرف لائیبہ تھی

اس نے لانگ شرٹ اور کھلا ٹراوزر پہنا ہوا

تھا پوری بلیک لانگ شرٹ پر کامدار

گولڈن جبک گولڈن دوپٹا بھی پھیلا ہوا

تھا چہرے پر حسین میک اپ اور سرخ لپسٹک

کے ساتھ وہ بالکل منفرد بالکل الگ اور

کسی اپسرا سے کم نہیں لگ رہی

تھی جبکہ اس پر ہاتھوں میں گجرے اور مسکراہٹ

نے اس محفل میں اسے سب سے الگ کر دیا

تھا حیدر نے اسے مکمل اپنی نظروں میں بھر

لیا وہ مسکراتی ہوئی اسکے آگے سے ہوا

کے جھونکے کی طرح گزر

گئی حیدر نے جیب سے

سگریٹ نکال کر بے خودی میں سگریٹ لبوں

میں بڑی شکتی سے دبائی تھی وہ سب بھول چکا

تھا انکی آخری جنگ اور اس وقت اس سرخ

لپسٹک کو برباد کرنے کا سوچ رہا

تھا اور ابھی سگریٹ لگائی ہی تھی کہ کسی کے

زہریلی نظروں کا احساس ہوتے ہی اسنے تعاقب میں

دیکھااور ایکدم سگریٹ چھوٹ گئی سالار سے دانت

پیس کر دیکھ رہا تھاو و سگریٹ نکال کر

پھینک چکا تھااپنی زندگی میں توسب کر

لیا

مجھے سگریٹ پینے پر بھی گھوراجارہاہے و

بڑبڑاکر روہاں سے ہٹ

گیا

اسکا سیلفون بجااور وہ جوزریاب کی

کسی بات پر ہنس رتھااچانک کال پک کر

گیا جہاں پر بھی ہو فورن اس ایڈریس پر

پہنچواذان کی پریشان کن آواز پر وسیدھا

ہوااور اسکے بعد کچھ بھی سنے بغیر وہاں

سے باہر نکلتا چلا

گیا بھائی زریاب پیچھے سے چلایا جبکہ حیدر

خاموشی سے وہاں سے نکل

گیا تھا

ایک بار پھر سالار اس پر بھڑک اٹھا کیونکہ وہ سب چھوڑ کر چلا گیا تھا

۱۱

وہ چیئر کی گھسیٹ کے اُسکے سامنے بیٹھ

گیا وہ آدمی شدت سے رو رہا تھا اُسے بڑا

عجیب لگتا تھا جب مرد روتے

تھے بتاؤ کیسے جانتے ہو تم کمال

کو میرا ہنستا بستا گھر برباد کر دیا

اُسنے وہ آدمی درد سے چلایا میرے بیٹے

کے سینے میں چھہ فائر مارے اُس کمال نے وہ

آدمی تڑپ تڑپ کر بتا رہا

تھا اُسکا کوئی قصور نہیں تھا صاحب وہ تو اپنا

کام امانتداری سے کر رہا تھا مگر اُس پر چوری

کا الزام لگا دیا وہ چور نہیں تھا اُسکو

مار اپیٹا اور مار

دیا ایک واحد سہارا میرے گھر کا

اُسنے مار دیا صرف الزام کی بنیاد

پر اُسکے ملازم بھی اُس کی طرح ظالم

صاحب

میری بیوی جوان بیٹے کی میت

دیکھ کر وہی دم دے توڑ گئی وہ بیٹے کے جنازے پر

ہی گر گئی میرا بیٹا اور بیوی مر گئے میں

اپنی بیٹی کو چھپاتا پھر رہا ہوں اُسنے

کھلے عام کہا تھا کہ وہ میرا خاندان تہس نہس

کر دے گا بے بنیاد بات پر میرا بچہ چور

تھا ہی نہیں وہ مجھے رو رو کر کہتا تھا

میں نے چوری

نہیں کی پھر بھی اسپر اتنا ظلم کیا کمال نے۔۔۔میں میں عدالت میں چیخ چیخ کر

بتاؤ گا صاحب وہ وحشی

وہ درندہ کھٹیا آدمی ہے

.وہ بری طرح روتے ہوئے

چیخ چیخ کر انھیں اپنے سچے ہونے کا یقین

دلانے لگا تھا

وہ دونوں ایک دوسرے کی شکل دیکھنے لگے۔

اذان جانتا تھا حیدر ایک لفظ نہیں بولے گا۔اپنے اپنے ملازم سے اس آدمی کو

وہاں سے لے جانے کا کہا

تھا۔

اذان جانتا تھا حیدر ایک لفظ ہیں بولے گا۔اسنے اپنے ملازم سے اس آدمی کو

وہاں سے لے جانے کا کہا

تھا۔۔

مطلب واضح ہے ایک تمھارا ہی حساب کتاب نہیں دینا اسنے بہت سے

لوگوں کا مجرم ہے اذان بولا جبکہ حیدر نے سر

ہلایا۔

اسکے گھر کا علم ہو گیا ہے مگر وہ اپنے محل نما گھر میں کہیں

نہیں ہے۔۔

حیدر نے اسے سوالیہ نظروں سے دیکھا اور اچانک اسے ایک بات یاد آئی

جب اپنے کال کی تھی۔

جب وہ ہوش میں آئے گا کمال کی خاک بھی اسے مل نہیں سکے گی۔۔

یہ آدمی اسکے ملازموں میں سے ہے؛ حیدر نے اذان کی جانب دیکھا جس نے

سر ہلایا۔

پھر اسے کمال کے بارے میں بہت کچھ پتہ ہو گا۔؛۔ حیدر بولا ہاں اسی سے

گھر کا علم ہوا تھا مگر وہ اپنے کسی بھی گھر میں نہیں ہے۔اذان بولا حیدر نے سر

ہلا دیا جبکہ اذان

سمجھ گیا

یکن یہ الیلیگل ہو گا۔

وہ چھ دیر بعد بولا

حیدر الیلیگل ہی ہے۔ حیدر سپاٹ لہجے میں بولا۔

Episode 34

وہ سکون سے سو رہا تھا جبکہ ایک خواب بہت حسین تھا جو وہ دیکھ رہا تھا۔

جس میں سرخ لبوں والی لڑکی-سیاہ لباس میں قاتلانہ حلیے کے ساتھ اسکی

دسترس میں تھی اور وہ اسکی ہر مزاحمت کو اپنی سانسوں میں دبوچ چکا تھا۔

اس خواب میں بھی دل ودماغ میں سرور سا تھا وہ نشہ آور تھی وہ بے پناہ نشیلی

تھی۔

حیدر نفرت کے باوجود اسکا ہوتا جارہا تھا۔

وہ تکیے کو خود اتنی سختی سے بھینچ چکا تھا کہ گویا لائبہ کی خواب میں بھی کمر توڑ

دے گا اور اچانک پانی کی بھچار نے اسکو ایکدم تلملا کر اٹھنے پر مجبور کر دیا۔

اس گستاخی کو کرنے والا کون منحوس تھا۔

اسنے گردن گھما کر دیکھا تو ایک طرف اذان تو دوسری طرف زریاب کھڑا تھا

:

کس لئے اپنی منحوس شکلوں کو میرے سامنے لے کر پہنچے ہو اور یہ کیا حرکت

تھی وہ بگڑا.

وہ جو حرکت تم تکیے کے ساتھ کر رہے تھے وہ کیا تھی شرم کرو حیدر تکیے کے ساتھ اذان صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر بیٹھ گیا جبکہ زریاب دیوار سے ٹیک لگائے کھڑا تھا۔

لانیہ صابر دویر حیدر خفیف سا ہوا بالوں میں ہاتھ پھیر کر اپنے شرٹ لیس بھیگے وجود پر سے ہاتھ مار کر پانی کو اتارا تھا اور گھوری ڈال کر اذان کو دیکھا۔

وہ

ہاں وہ کیا حیدر بھای جلدی بتادیں کیونکہ میں آپکی پوزیشن دیکھ کر سائیکو ہو جاؤگا۔۔۔لڑکی کے ساتھ رومینس سنا تھا تکیے کے ساتھ کون کرتا ہے زریاب نے بھی اسکی ٹانگ کھینچی تھی اور حیدر ایکدم جست لگا کر بیڈ چھوڑ کر اٹھا.

کار بکواس نہ کرو میں ایسا کچھ نہیں کر رہا تھا اسنے۔۔غصے سے دونوں کو دیکھا۔

اور نگاہ چرانا واشروم میں گھسنے لگا جبکہ وہ دونوں اسے جن نظروں سے دیکھ رہے تھے حیدر اپنی بے اختیاری پر ہی تپ گیا۔اب منہ بند کرو اپنے دونوں

اور یہاں آنے کی وجہ بتاؤ... دماغ میں رکھنا کیونکہ میں نہیں چاہتا کہ تم لوگوں سے اپنا گھر صاف کراؤ وہ وارن کرتا کچھ خجالت مناتا وہاں سے واشروم میں گھس گیا جبکہ باتھروم میں گھستے ہی گھیرا سانس بھرا۔

یہ کیا بے غیرتی تھی ویسے وہ خود کو ہی ڈپٹنے لگا۔ کوئی پرائیویسی نہیں رہی وہ نفی میں سر ہلاتا شاور کھول کر

شاور کے نیچے کھڑا ہوا اور جیسے ہی آنکھیں بند کی وہ منظر پھر اسی آب و تاب سے اسکی آنکھوں میں چمکنے لگا اور حیدر پھر سے کھونے لگا۔

بھای باہر بھی نکلتا ہے کبھی اندر بیٹھ کر شیمپو کی بوتل سے رومینس کرنے لگ جائیں زریاب کی بات پر حیدر نے مٹھیاں بھینچ کر بند دروازے کو دیکھا اور وہی شیمپو کی بوتل دروازہ کھول کر زریاب کی کمر میں دے کر ماری جس پر وہ تڑپ اٹھا اور اذان کا قہقہہ بلند ہوا۔

کمینے بہت زبان چل رہی ہے تیری باہر نکل کر بتاتا ہوں تجھے وہ بھڑکا جبکہ

زریاب نے بند دروازے کو گھورا تھا۔

میں

اذان اس سے ملنے آیا تھا۔ کیونکہ آج رات ان دونوں کو جو کہ ملک کے جانے

مانے بیریسٹر تھے۔ چوروں کی طرح کمال کے گھر گھسنا تھا دوسری طرف

زریاب رات اسے ہی اسکے ایکدم بھاگنے کی وجہ سے پریشان تھا تبھی وہ یہاں

پہنچا تھا اور جب وہ یہاں پہنچا تو اذان کو دیکھ کر۔ انکی تھوڑی سی ملاقات ہوئی

اور اسکے بعد جب حیدر کو زیادہ دیر ہوئی تو وہ دونوں ہی کمرے میں داخل

ہوئے تو سامنے کا منظر دیکھ کر حق ودق رہ گئے.. جبکہ زریاب کچھ شرمندہ

ہوتا کہ اذان نے اسکو شرمندہ ہونے سے روکا اور یہ مشورہ دیا کہ سائیڈ ٹیبل

پر پڑے پانی کے جگ سے ذرا اس رومنٹک شہزادے کے خوابوں کو گیلا کرو

اور زریاب کی بھی انکھیں چمکیں تو انھوں نے وہ جگ بھر کر پانی سے اسکے خوابوں کو بھگو دیا تھا۔

وہ دونوں آپس میں باتیں ہی کر رہے تھے تبھی حیدر ناول سے مر رگڑنا باہر نکلا اور ان دونوں کو دیکھنے لگا جو کہ اسے دونوں بی سخت زیر لگ رہے تھے۔

کس وجہ سے یہاں آتے ہو وہ دونوں کو دیکھنے لگا.

ء

-

یہ حسین زیردست تکیے کے ساتھ رومینس کرنے کا نظارہ جو دیکھنا تھا حیدر نے اذان کو مکہ دیکھایا جبکہ زریاب ہنسنے لگا تھا سہی درگت بوئ تھی آج اسکی.....

زبان نہ سیدھی رکھو تم دونوں اپنی بڑاہوں میں تم دونوں سے۔۔۔ بڑوں کے یہ کام ہیں تو ہم چھوٹوں کا کیا زریاب نفی میں سر ہلاتا اٹھا.

حیدر سر تھام گیا

مطلب موضوع جو مل گیا تھا ان دونوں کو

اسنے پھر ڈھٹائی سے سر جھنک دیا اور جیس انداز میں سر جھٹکا ثابت ہو گیا کہ وہ

دوبارہ حیدر مرتضی کے روپ میں آگیا ہے جسے بے شرمی کا سرٹیفکیٹ اسکے

باپ سے ہی ملا تھا۔رومینس کی حسیں ہونی چاہیے ایسے ہی نہیں لڑکیاں

مرتی مجھ میں۔

وہ ذرا اترا کر بولا جبکہ وہ دونوں اسے گھورنے لگے..آپکو کیا پتہ ہم دونوں میں

کتنی ہیں زریاب نے کہا جبکہ اذان نے تائید کی...

جس کی گرل فرینڈز مکھی بھی نہ ہو وہ تو سر نہ ہی ہلائے اسنے اذان پر لگے ہاتھ

چوٹ کی۔

شیت آپ ایسا کچھ نہیں ہے میں خود سے اینٹی گرل رہتا ہوں اذان ایکدم سٹپٹا

گیا واقعی آج تک اسکی کوئی گرل فرینڈز نہیں تھی اور گرل فرینڈ تو کیا کوئی

منگنی و لگنی نہیں ہوئی تھی نہ ہی کوئی لڑکی اسے پسند آئی تھی

اور مجھے پتہ ہے میرے لالا تو کتنا عمران ہاشمی کے خاندان سے ہے زیادہ۔

میرے سامنے پنجے پھیلانے کی ضرورت نہیں مدعا بتاؤ دونوں اور دفع ہو

جاؤ... وہ بولا اور اپنے بال سیٹ کرنے لگا جبکہ زریاب اور اذان اب لاجواب

سے ہوئے تھے. ناشتہ کرنے آئے ہیں ہم تمھارے ساتھ۔۔

اذان نے بات بدلی.

پہلے پانی صاف کرو اور اسکے بعد دوسری کسی چیز کو ہاتھ لگانا یہ بیڈ تم دونوں

کے باپ نے نہیں سکھانا اسنے برش زریاب کی طرف اچھال دیا جبکہ اسنے

فورا کیچ کیا۔ وہ دونوں اسے گھورتے رہے جبکہ وہ باہر نکل گیا۔

امین کو ناشتے کا کہا۔۔ جبکہ وہ دونوں بھی باہر آ گئے

اذان نے سنجیدگی سے حیدر کو دیکھا۔

ں تمھارے ساتھ یہ ڈیسک

کرنا چاہتا ہوں تاکہ ہمیں کوئی ایشو نہ ہو

اذان

کے اچانک کہنے پر زریاب نے چونک کر حیدر اور پھر اذان کو دیکھا۔۔ جبکہ

حیدر نے اپنی پیشانی پر دو انگلیوں سے دباؤ ڈالا زریاب یہ کسی اور پر وہ یہ بات

کھولنا نہیں چاہتا تھا اور یہ بھانڈ

اسی کے سامنے بول چکا تھا۔۔

حیدر بھائی۔زریاب نے اسکی صورت دیکھی.

بات تو صاف ہے زریاب تم بھی تو جانتے ہو گے کمال کون ہے تو مجھے بتاؤ دو

ورنہ میرے پاس اس تک پہنچنے کے ہزار طریقے ہیں سمجھ مجھے یہ نہیں آتا

مجھے سب یاد آنے کے باوجود صرف یہ یاد کیوں نہیں کہ کمال کہاں ہے کون

ہے اور۔۔وہ رک گیا۔زریاب بے چینی کا شکار لگا تھا۔

آپ یہ سب کیوں کر رہے ہیں جب ڈیڈ نے منع کیا ہے تو۔۔۔زریاب ایکدم

بلند آواز میں بولا جبکہ حیدر آنکھیں سکیڑ کر اسے دیکھنے لگا اور۔۔اذان کو

احساس ہوا وہ غلطی کر چکا ہے۔۔

تم سب صرف میرے دشمن ہو ایکدم وہ بھڑکا۔۔مجھے دنیا کے سامنے ذلیل

کر دیا اسنے۔۔وہ انسان جس کے بارے

میں میں کچھ نہیں جانتا وہ مجھے دنیا کے سامنے پاگل ثابت کر چکا ہے۔۔وہ مجھے

یہ دھمکی دیتا ہے کہ میں اسکی خاک تک نہیں پہنچ سکوں گا اور تم مجھے میرے

باپ کے درس دے رہے ہو وہ بھڑکا زریاب کو بھی غصہ چڑھا۔

آپ کو اپنا اتنا بڑا نقصان ہضم نہیں ہو رہا حیدر بھائی جو اسکی تلاش میں نکل کر

اپنے ساتھ ساتھ ہم سب کا مقدر ختم کرنا چاہتے ہیں وہ بھی غصے سے۔ بھڑکا۔

۔

پرو بلم ہی یہ ہے۔۔میں میں ہوں تم تم سب ہو۔۔۔مجھے تمھارے سے کوئی مدد نہیں چاہیے تم یہاں سے چلے جاؤ وہ سپاٹ انداز میں بولا۔

میں یہاں سے کہیں نہیں جا رہا اور نہ ہی میں آپ لوگوں کو کچھ کرنے دوں گا وہ آدمی خطرناک ہے اور۔

زریاب یہ ناانصافی کر رہے ہو تم اذان کی کاٹ دار آواز پر زریاب نے مڑ کر اسے دیکھا۔

ایک انسان اپنی زندگی میں مگن اور خوشحال اچانک اسکا ایکسیڈنٹ ہو جاتا ہے اور اچانک اسکے ایکسیڈنٹ سے اسکی میمری ایفیکٹ کرتی ہے۔۔اور پھر ایک انسان جو اسے یاد نہیں۔۔وہ اسکا سارا کریئر۔۔تباہ کر دیتا ہے تم اس آگ کو سمجھ رہے ہو کہ یہ انسان کو کس طرح جھلسا دیتی ہے۔

اپنالائف سٹائل اپنا کریئر سیٹ کرنے کے لیے جی جان لگانے پڑتی ہے اور وہ زندگی جو۔۔ایک شخص جیتا آیا ہے وہ چھوڑ کر۔۔ تمھاری جیسی زندگی نہیں گزار سکتا اور نہ ہی تم اسکے جیسی گزار سکتے ہو پھر تم کیوں اپنے بھائی کو یہ فیور نہیں دے رہے یہ بتا کر کہ کمال کون ہے۔۔

اذان بولا حیدر کو اسکی سپورٹ کی ضرورت نہیں تھی نہ ہی اسے اچھا لگا تھا کہ وہ زریاب پر بولے۔۔

لیکن وہ

مصلحتاً

چپ رہا آخر کو وکیل تھا ایموشینلی جال ڈال رہا تھا اذان زریاب کے گرد وہ سمجھ رہا تھا۔

زریاب نے سپاٹ نظروں سے اسے دیکھا۔

بھائی کمال کا کیس لڑ رہے تھے کمال کے بیٹے کا کیس۔۔

اسی وجہ سے اسنے دشمنی نکالی ہے اس سے زیادہ کمال کا بھائی سے یہ ہم لوگوں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔۔اب وہ سرد نظروں سے دونوں کو دیکھنے لگا۔۔۔ جبکہ اسکے اتنے معمولی سے انداز پر کہنے پر وہ دونوں سیدھے جو ہوئے تھے جھاگ کیطرح بیٹھ گئے کون سا کیس حیدر نے سوال اٹھایا

مجھے علم نہیں آپکا کیس تھا آپ بہتر جانتے ہیں زریاب نے صاف جھنڈی دیکھائی۔

حیدر لب دیا گیا اذان بھی پیچھے ہو گئے

گیا لیکن یہ آپ کیا کر رہے ہیں جو ہو گیا سو ہو گیا آپ ٹھیک ہو ہیں ڈاکٹر کامران پر آپکا سیشن ہے جس میں وہ آپکی حالات کے بارے میں بتائیں گے آپ خود جان جائیں گے آپ نے کتنا ریکور کیا ہے اب اس بات کو چھوڑ دیں حیدر بھائی وہ آدمی کچھ نہیں ہے

زریاب بولا جبکہ حیدر مسکرادیا۔۔

پھر بھی وہ بہت کچھ کر گیا۔۔حیدر تلخی سے بولا۔

جان تو میں گیا ہوں کہ اس بات میں کتنی حقیقت ہے لیکن میری نظروں میں

تمھارا بھی مقام انھیں سب لوگوں جتنا رہ جائے گا جو ہمیشہ سے مجھے اکیلا چھوڑ

کر۔۔خوش ہوتے تھے۔وہ باپ پر طنز کرتا سر جھٹک گیا۔

آپ

صرف بدگمان ہوتے ہیں میں سچ بتا چکا ہوں۔حیدر کا دل

کیا اسکے سر پر کوئی چیز دے کر مارے۔

اگر اتنا ہی بے کار سچ تھا تو اس سے پہلے اتنا سسپینس کیوں بنا رکھا تھا اسکے گرد

خیر آمین ناشتہ لگاؤ اسنے وہ فلیش اپنی پینٹ کی پاکٹ ڈالتے امین سے کہا۔۔

اذان نے اسکی جانب دیکھا اور دونوں چپ ہو گئے جبکہ زریاب تو بے چین ہو

گیا تھا نہ اسکے بعد اس سے کچھ کھایا نہیں گیا حیدر اپنا مزید نقصان کر لیتا۔۔وہ

بے چینی سے بیٹھا تھا جبکہ حیدر اسکی کیفیت کو محسوس کرتے اچانک ہی۔۔

کانٹا پلیٹ میں چھوڑ کر کھل کر ہنسا.

یقیناً تم ڈیڈ کو یہ سب بتانے کے لیے بے چین ہو؛ اسنے سنجیدگی

سے زریاب کو دیکھا

انکے علاوہ آپکو کوئی روک نہیں سکتا؛ زریاب نے سپاٹ لہجے کہا۔

مجھے نہ تم اور نہ ہی سالار مرتضی کوئی نہیں روک سکتا۔۔میرے معمولات

سے دور رہو زار میں تم سے لڑائی نہیں چاہتا تم نے تو بھائی ہونے کا ثبوت

نہیں دیا لیکن میں نہیں چاہتا میں اپنے بھائی کو اپنا نشانہ بناؤ سرد انداز میں وہ

بہت کچھ جتا گیا تھا جبکہ زریاب حیرانگی سے اسے دیکھنے لگا۔۔

پھر کچھ نہیں بولا۔۔اسنے ناشتہ وہیں چھوڑا اور اٹھ کر چلا گیا حیدر سر تھام گیا۔

جبکہ اذان کو زریاب ناجائز ہی لگا تھا وہ اپنے بھائی کی مدد کر

سکتا تھا یہ جانتے ہوئے بھی کہ حیدر کس پوزیشن میں ہے۔

غصے سے بھڑ کتا وہ گھر میں داخل ہوا اور سیدھا کمرے میں چلا گیا جبکہ باہر

عورتوں نے ایک شور مچایا ہوا تھا۔۔وہ گانا بجا رہی تھیں وہ خوشگپیوں میں

مصروف تھیں جبکہ لاونج میں سے گزرتے ہوئے اسے سب نے دیکھا تھا۔۔

دیکھا تو روشانے نے بھی تھا لیکن اپنی مستی میں وہ سب بھولی

بیٹھی تھی

عائشہ اہستگی سے ان سب کے بیچ سے اٹھ گئ۔

کل بارات کا فنکشن تھا اسے روشانے نے تمام فنکشنز میں بلایا تھا۔۔۔وہ خود

بھی یونیورسٹی نہیں جا رہی تھی اور جب سے زریاب پسند کے ساتھ ساتھ

اب طلب بنا تھا اور اسے کچھ سجھائی نہیں دے رہا تھا کیا ٹھیک کیا غلط وہ اٹھی

اور اسکے کمرے کے بند دروازے کو دیکھتی وہاں کام کرنے والے ایک بچے

کو پکڑا اور اسکے ہاتھ اسکے کمرے میں فریش جوس بھیجوا دیا وہ کچھ ہی فاصلے پر

کھڑی منتظر تھی کہ وہ کیا

ریسپونس دیتاہے

.جبکہ زریاب جو بے حد پریشان تھا شاید اسے اس چیز کی ضرورت تھی اسنے حیرانگی سے گلاس تھام لیا۔.

کس نے دیا ابھی بات مکمل ہوتی ہی کہ عائشہ کو دیکھ کر اسنے گھیرہ سانس بھرا۔

یہ سب کرنے کی آپکو ضرورت نہیں تھی وہ بولا جبکہ عائشہ بلکاسا مسکرادی۔

آپ کچ آپ کچھ پریشان تھے تبھی فریش جوس بھیجا کیونکہ اس سے ذہن اچھا ہو جاتاہے انسان سوچنے سمجھنے لگتاہے عائشہ بولی جبکہ زریاب اسکی تھیوری پر

مسکرادیا چلوٹرائے کر کے دیکھتے ہیں کتنا اثر کرتی ہے تمھاری بات; وہ بولا اور

عائشہ پھولے نہ سمائی اسنے ایک سانس میں پورا گلاس ختم کر

:

لیا۔.

اور واقعی اسکا غصہ کم ہونے لگا۔

تھینکیو وہ مسکرا کر گلاس ایکطرف رکھ گیا۔اور اچانک روشانے کے قہقہے کی

آواز آئی تو اسنے باہر جھانکا جسے یہ سب کرنا چاہیے اسے پرواہ ہی نہیں ہے وہ

بڑبڑایا جبکہ عائشہ تو گویا ساری سماعتیں رکھتی تھی

بچی ہے بچپنے میں تو بہت کچھ کر جاتی ہے وہ ہنسی کیا مطلب بچی ہے پورا دماغ

رکھتی ہے تم بھی اسی کی عمر کی ہو; وہ بولا عائشہ شرما ہی گئی لیکن وہاں سے

گزرتے یہ منظر رمشہ نے دیکھ لیا وہ چونک گئی وہ اس لڑکی کو دونوں سے

نوٹ کر رہی تھی کہنے کو تو وہ لڑکی روشانے کی دوست بن کر آتی تھی

بچی ہے بچپنے میں تو بہت کچھ کر جاتی ہے وہ ہنسی۔ کیا مطلب بچی ہے پورا دماغ رکھتی ہے تم بھی اسی کی عمر کی ہو؛ وہ بولا عائشہ شرما ہی گئ لیکن وہاں سے گزرتے یہ منظر رمشہ نے دیکھ لیا وہ چونک گئ وہ اس لڑکی کو دونوں سے نوٹ کر رہی تھی کہنے کو تو وہ لڑکی روشانے کی دوست بن کر آتی تھی لیکن ہر وقت وہ گھر کے معملات میں گھسی رہتی تھی اور زریاب کے ارد گرد بھی کئ بار دیکھا تھا۔

اسنے اپنی بیٹی کو دیکھا جو بلاوجہ لڑکیوں کزنوں اور سہیلیوں کے بیچ ہنس رہی تھی۔۔اور۔۔

گانے گا رہی تھی رمشہ کو روشانے کی لاپرواہی پر سخت غصہ چڑھا۔۔۔ تھا وہ لڑکی زریاب سے باتیں کر رہی تھی رمشہ بے چین ہو گئ اور کچھ دیر بعد وہ دوبارہ روشانے کے پہلو میں بیٹھ گئ۔

رمشہ غصے سے پلٹ گئ۔

تم کڑھ مغز ہو روشانے ؛رمشہ نے بیٹی کو کمرے میں بلایا اور اسپر برہم ہوئی۔

:

ماما بر بار یہ ہی کہتی ہیں ؛وہ منہ بسور گئی۔

بس روشانے بچپنا بہت ہو گیا ہے اگر تو تم نے اپنا گھر بسانا ہے اور اپنے شوہر پر تمھاری کوئی توجہ نہیں ہے کل بھی حمنہ نے مجھے بتایا کہ کچن میں زریاب آیا تو تم مزے سے شیلف پر بیٹھی رہی اور تمھاری وہ دوست کیا نام ہے اسکا ہاں عائشہ اسنے زریاب کو پانی دیا؛۔۔روشانے اپنی ہنسی روکتی ماں کی باتیں سن رہی

تھی۔

مماتو آپ مجھ سے کیا ایکسپیکٹ کر رہی ہیں جہاں زار ہوں میں وہاں کارپیٹ

بن جاؤ۔۔وہ لاپرواہی سے بولی۔

روشانے تم کیوں مجھے غصہ دلوار ہی ہو وہ غصے سے بولی جبکہ

روشانے نے سر جھٹکا

زار مجھ سے بہت پیار کرتے ہیں اور وہ میرے علاوہ کسی میں انٹرسٹ نہیں

لے سکتے تو آپ تمام باتوں کو بھول جائیں پیاری مما؛ اسنے بڑے مان سے کہا

رمشہ نے گیرہ سانس بھرا۔

زریاب مرد بھی ہے اور وہ جس طرح کا ہے تم جانتی ہو اسے ہاں پتہ ہے

دقیانوسی ہیں وہ ہنسی

روشانے سنجیدہ ہو جاؤ۔۔۔اسنے گھورا تو روشانے نے اپنے دانت

سمیٹے

اوکے اب سنجیدہ کہاں ہیں میرے سر تاج میں انھیں ڈھونڈ کر انھیں پانی

پلاتی ہوں وہ گھوم کر بولی جبکہ رمشہ نفی میں سر ہلانے لگی۔۔

اور وہ مزید اسکی کوئ سنے بنا ہی باہر کل گئ

رمشہ کو اسکی بہت فکر تھی وہ بہت لاپرواہ تھی ہر چیز سے یہاں تک کے اپنے

رشتے سے بھی

روشانے شرارتی نظروں سے ارد گرد زریاب کو ڈھونڈ رہی تھی اور وہ لون

میں کسی سے بات کرتا دیکھائی دے گیا اسنے سب لوگوں کو پہلے دیکھا کہ کون

کہاں ہے اور اسکے بعد پانی کا گلاس بھر کر

سر پر دوپٹہ لے کر گھونگھٹ نکال لیا گھونگھٹ اسکے ہاتھوں تک ارہا تھا اور وہ

پانی کا گلاس لے کر۔۔لون میں آگئ زریاب لائٹس اور ڈیکوریشن والوں سے

بات کر رہا تھا کل کی ارینجمنٹس بھی مرتضی ہاؤس کے لون میں تھی اور

اچانک ہی روشانے نے اپنے ہاتھ میں پکڑا پانی کا گلاس اسکی جانب بڑھایا۔ سر

تاج پانی نوش فرمائیں بول بول کر آپکا گلہ مبارک سوکھ گیا ہو وہ ایسے بولی کہ

زریاب جہاں حیران رہا وہیں وہ آدمی روشانے کو دیکھنے لگے تھے۔۔۔

گا

روشانے کی جانب دیکھا جو بے حد معصومیت سے آنکھیں پٹپٹا۔

رہی تھی جو کہ باریک دوپٹے سے دیکھ رہیں تھیں زریاب نے ان آدمیوں کو

روشانے کو اگنور کر کے فارغ کیا۔۔روشانے یوں ہی کھڑی رہی وہ آدمی

پاگل روشانے کو دیکھ کر وہاں سے چلے گئے جبکہ زریاب سینے پر ہاتھ باندھ کر

اسے دیکھنے لگا۔ کیا ہوا۔۔۔آپ ہمارے ہاتھ سے نہیں لیں گے وہ بولی۔۔

جبکہ زریاب نفی میں سر ہلا کر گلاس تھام گیا اور کچھ فاصلے پر پڑیں کرسیوں پر

بیٹھ گیا۔

بڑی دیر سے خیال آیا۔ بیوی محترم اسنے بھی اسی کی ٹون میں طنز کیا ۔

روشانے البتہ کھلکھلادی۔۔اور اپنا آنچل ہٹایا تو وہ حسن چہرہ اسکے سامنے آگیا

۔

دیکھا میں نے کہا نہیں تھا آپ مجھ سے خفا ہو ہی نہیں سکتے ہیں اماں بھی نہ انھیں لگتا ہے پ میرے ہاتھوں سے نکل جائیں گے اور کر لوں وہ مٹھیاں بھینچ بھینچ کر بولی۔

میں

آپکو قابو میں جبکہ زریاب۔اسکی شکل دیکھنے لگا۔۔

اتنا مان کیوں ہے تمھیں مجھ پر میں نے دھوکا دے دیا تو؛ اسنے کہا جبکہ روشانے ہنس دی۔

آپکو میرے علاوہ کوئی نہیں مل سکتی یہ یاد رکھیے گا اور ہاں کل کی تعریف باقی ہے کتنے بے مروت ہیں آپ تو مجال ہو تعریف کیہو کل کتنی محنت سے تیار ہوئی تھی میں ؛وہ بولتی جارہی تھی۔

زریاب اس سے پہلے اٹھ کر اسکی بولتی بند کرتا سالار سامنے اندر ہی ارہا تھا اسکے ساتھ کبیر اور عارض بھی تھے وہ۔۔سب آفس سے ہی لوٹے تھے یقیناً.

بڑے پاپا۔۔روشانے اچھل کر سالار اور کبیر کے سامنے پہنچی اور وہ رک گئے اس شرارتی لڑکی کو مسکرا کر دیکھا اور اس سے باتیں کرنے لگا۔

زریاب پر سوچ ہو گیا کہ آیا کہ وہ حیدر کی بات اسے بتائے یہ نہیں یہ وہ حیدر کی مدد کرے وہ سوچنے لگا۔

وہ ہاسپیٹل میں داخل ہوا اور۔۔ر سپیشن پر ڈاکٹر کامران کا پوچھ کر وہ سیڑھیاں چڑھنے لگا۔

سیڑھیاں چڑھ کر وہ ابھی دوسرے فلور پر پہنچا ہی تھا کہ ۔۔ سامنے سے ہی لائبہ آتی دیکھائی تھی۔

تھکی تھکی سی وائیٹ ڈاکٹر کوٹ اور گلے میں سکیٹو سکوپ پہنے وہ ایک پوکٹ میں ہاتھ دیئے سر جھکے بے پرواہ سی چل رہی تھی حیدر اسے روک کر دیکھنے لگا وہ تھی ہی ایسی

اور

اور ابھی لائبہ اس تک پہنچتی اور اسکے چوڑے سینے سے ٹکرا

||

جاتی کہ تبھی بیچ میں ایک اور ڈاکٹر حائل ہو گیا ۔ تھک گئیں ہیں میڈیم آپ وہ ڈاکٹر خوش اسلوبی سے بولا . .حیدر پیچھے ہی کھڑا تھا اور لائبہ اس ڈاکٹر کے اوٹ میں چھپ گئ تھی وہ ہلکا سا مسکرا دی ۔

نہیں ڈاکٹر ارہم ہم بلکل ٹھیک ہیں البتہ آج آپکی سرجریز تھیں آپ ضرور تھک گئے ہوں گے ;اسنے فارمل سے انداز میں کہا۔یار میرا کیا ہے مرد ہوں سب جھیل جاؤ گا آپ تو ایک نازک سی لڑکی ہیں ;وہ ہنسا لائبہ بھی ہنس دی نہیں ہم نازک نہیں نہیں ہیں لیکن شکریہ آپ نے ہمارے بارے میں سوچا ;وہ آہستگی سے بولی۔۔

جبکہ اس ڈاکٹر نے جھک کر لائبہ کے آگے یہ داد وصول کی تھی اور جیسے ہی ڈاکٹر جھکا۔۔ پیچھے سپاٹ نظروں سے لائبہ کو ہی گھورتا حیدر اسے دیکھائے دیا۔وہ ایکدم سٹپٹا گئ

اور پھر۔۔خود کو سنبھالا اسنے جو خود سے وعدہ کیا تھا اسپر عمل کرنے کا وقت تھا دل میں آیت الکرسی پڑھنے لگی آخر کو حیدر جلاد سامنے کھڑا تھا کوئی عام انسان تو نہیں تھا۔ارہم سیدھا ہوا۔

کافی؟؛اسنے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھااور۔۔۔لائبہ نے ہمت مجتمع

کرتے سر ہلادیا

اوہ تھینکس آلوٹ ارہم مسکرایااور لائبہ چوری چوری نظریں ماسپر ڈال کر۔

۔۔اسکے پاس سے ہی گزر گئ جیسے اسے جانتی تک نہ ہو۔۔جیسے بلکل انجان

ہو اسکے لیے اور وہ اجنبی بس بیچ رہ میں کھڑا ہو۔۔

حیدر نے شاکڈ ہوتے گاگلز اتارے تھے۔۔

وہ اس سے پہلے انکے پیچھے بڑھتا کہ ڈاکٹر کامران کے دروازے کے آگے ہی

جما کھڑا تھا وہ باہر نکلے.

او حیدر آؤ اندر؛ آؤ وہ پہچان کر بولے جبکہ وہ پیچھے ایک نگاہ دیکھ کر اندر داخل

ہو گیا۔

یہ بے کار سا انسان آپکا بیٹا ہے نہ وہ چیئر گھسیٹ کر بیٹھ گیا جبکہ ڈاکٹر کامران

نے اسکی جانب دیکھا۔۔

کون ارہم کی بات کر رہے ہو;۔۔وہ پوچھنے لگے جی بلکل اسکو کہیں میری

بیوی سے دور رہے۔۔;وہ ٹیبل پر ہاتھ مارتا بولا.

ڈاکٹر کامران مسکرادیے

تم تو بلکل ٹھیک ہو گئے ہو;وہ ہنسے اور۔۔ سکرین گھما کر اسکے سامنے کی ارہم

اور لائبہ کنٹین میں تھے۔

تمھیں نہیں لگتا تمھاری بیوی اپنی مرضی سے ہے یہاں;وہ اسکے فیس

ایکسپریشن دیکھتے بولے۔

اسکی تو ایسی کی تیسی وہ دانت پیس کر سوچنے لگا

اینی ویز۔۔کیسے ہو;وہ سکون سے پوچھنے لگے۔

گدھا ہوں پاگل ہوں۔۔۔۔وہ چیڑ کر بولا ڈاکٹر کامران سے جب بھی ملا تھا

اسی طرح بس دوسروں کو مرنے

مجھے

مارنے پر تلا رہتا تھا۔

لگتا ہے تمھیں محبت ہو گئی ہے ڈاکٹر کامران بولے تو وہ اچانک انھیں دیکھنے لگا۔

کیا مطلب ہے

:

تمھاری بیوی سے بھی ; وہ مسکرائے۔

معلوم نہیں محبت ہے فلحال تو میرا میٹر گھوم رہا ہے اور اسکی ذمیداریہ آپکی ڈاکٹرنی ہے۔۔ جسے اپنا وکیل پن دیکھانا ہی پڑے گا یہ لڑکی مجھے اگنور کرے گی وہ بھڑکتا ہوا باہر نکل گیا جبکہ ڈاکٹر کامران ہنس دیے اور نفی میں سر ہلانے لگے.

حیرانگی کی بات تھی وہ یہاں نہیں آیا تھا لائبہ کو لگا تھا کہ وہ

پہنچ جائے گا اسکا ہاتھ پکڑے گا کھینچ کر لے جائے گا وہ یوں ہی ڈر رہی تھی اور

وہ اتنا لاپرواہ ہو گیا تھا کہ کچھ نہیں بولا۔ لیکن اسنے بھی اب توجہ نہیں دینی

تھی بمشکل ہی سہی اسنے یہ بات سوچ لی تھی۔۔۔

ڈیوٹی سے آج جلدی آف لے کر وہ تقریباسات بجے ہاسپیٹل سے باہر نکلی تو

ارہم سامنے ہی تھا۔

اسنے گہیرہ سانس بھرا

میں ڈراپ کر دوں۔

جی نہیں۔۔ہم چلے جائیں گے وہ بولی اور اس سے پہلے وہ مزید کچھ کہتا وہ۔۔

اپنی گاڑی کا دروازہ کھول کر اندر بیٹھ گئ۔

اور خدا حافظ کہہ کر وہ گاڑی گھما کر باہر لے آئ۔۔اپنے گھر کی راہ لی تھی۔۔

اور جیسے ہی وہ تیزی سے روڈ پر گاڑی چلا رہی تھی اچانک اسکے آگے ایک

گاڑی آ کر رکی اسکے اندر سے دو بندے باہر نکلے لائبہ ابھی کچھ سمجھتی ہی کہ

ان دونوں بندوں کے لائبہ کی گاڑی کا دروازہ کھولا اسے باہر کھینچا اور اسے زبردستی نکال کر وہاں سے اپنی گاڑی میں ڈال لیا...

لائبہ چلانے کی کوشش کر رہی تھی اسکی آنکھوں پر پٹی باندھ دی تھی۔

کسی کا بھاری ہاتھ اسکے لبوں کی آواز دبا گیا جبکہ۔۔لبوں پر مسکراہٹ کھیلنے لگی۔

لائبہ نے اپنے ہاتھوں سے اس شخص کے ہاتھوں پر تھپڑ مارے اور اپنے ناخن اسکے ہاتھ کی پشت میں کھبو دیے اس شخص کے ماتھے پر ایکدم تیوری چڑھی اور اپنے پاس پڑی ہتھکڑی اٹھا کر لائبہ کے ہاتھوں میں ڈال دی وہ اب مطمئین تھا۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے

epispde 35

اچانک دیوار پر ایک احساس ہوا۔ جس نے اپنے قابل نظر سے

اِرد گرد دیکھا یہاں سکیورٹی سخت تھی لیکن وہ کدھے اندھیرے

میں تھا جبکہ کار سکی آری اُنگلی میں مصروف تھے۔ اتنی گھڑی

سونے کے باوجود بھی کوئی اُس کوٹھی کی دیوار پر لگا گیا انہیں

پتہ نہیں چلا شاید خالی گھر کے باہر ڈیوٹی دے دے کر وہ

تھک چکے تھے، تبھی لاپرواہ کھڑے تھے۔ وہ دیوار پلانک کے

گھر کے لون میں کود چکا تھا۔ مکمل سیاہ لباس سے چہرہ چھپائے
سر پہ سیاہ ٹوپی رکھے وہ اِرد گرد دیکھتا اندر جا رہا تھا۔ داخلی
دروازے پر بیٹھا گارڈ سو رہا تھا اور وہ اس کے سامنے کھڑا ہو
گیا۔ سکون سے اس نے اسے دیکھا،دو بار اس کے سامنے ہاتھ
ہلایا اور پھر نَفی میں سر ہلاتا ہوا اندر کہیں غائب ہو گیا۔ جب
کے گارڈ ایکدم اُٹھا اور پھر سر کھجا کر دوبارہ اپنی بندوق تھام کر
سو گیا۔

وہ اندر دیکھ رہا تھا،جو اُس نے فوٹو دیکھی تھی اُس کے مطابق
دوسرے فلور پر کمال کی لائبریری تھی۔ اُسے اُس خالی کمرے
کا کچھ نہیں کرنا تھا،صرف کمال کی لائبریری تک پہنچنا تھا۔ وہ

پرر سیڑھیاں چڑھ گیا۔ نہ ہی وہ پولیس میں تھا اور نہ ہی کسی فوج میں،اور یہ سب وہ کر بھی پہلی بار رہا تھا۔ کیونکہ اُس سے پہلے تو ہر کیس کو سلجھانے کے لیے صرف اُس کے آرڈرز ہی کافی تھے۔ وہ کمال کی لائبریری میں داخل ہونے کے لیے دروازے کے ہینڈل پر ہاتھ رکھ کر اندر جانے لگا کہ لائبریری لاک تھی۔ اُس نے مُٹھی بھنجی۔ دیکھا ڈم اِٹ،وہ بھڑکا۔ یہ دروازہ کیسے کھلے گا؟ وہ غور و فکر ہوا اور اُس کی نظر اچانک ہی پاس پڑے واز میں گئی۔ اُس کے برابر میں ایک نوکیلی لمبی سی چیز پڑی تھی اور چور بالکل نہیں تھا،لیکن اس وقت اُسے اپنے سارے ہنر آزمانے تھے۔ تقریباً 10 منٹ اُس لاک بکسپ ماری تھی اُس نے اور اُس کے بعد دروازہ کھولا تھا۔ وہ اپنے ٹیلنٹ پر خود حیران رہ گیا۔ جلدی سے لائبریری میں گھسا

اور دروازہ لاک کر لیا۔ یہاں اُسے اپنے ہر سوال کا جواب مل جاتا۔ 15 منٹ میں پوری لائبریری کا نقشہ بگاڑنے کے بعد اُس نے ایک چیز کو چھن مارا تھا۔ لائبریری اب کم سے کم لائبریری نہیں لگ رہی تھی اور اچانک ایک دراز کھولنے پر اُسے اپنے نام کی فائلز نظر آئیں۔ وہ وہیں اس کا ہاتھ تھم گیا۔ چونک کر فائل باہر نکالی اور فائل کو کھول کر اسٹڈی کرنے لگا۔

یہ اُس کی ہیڈ رائٹنگ تھی یعنی یہ اُس کی فائل تھی،اُس کی رپورٹ تھی جو اُس نے کمال کے متعلق جمع کی تھی۔ اور وہ ساری فائل اسٹڈی کرتا چلا گیا،دماغ کے درے کھلتے چلے گئے۔ ہر سوال کا جواب اُس کے سامنے تھا۔ افنان کا قاتل کون تھا؟

کمال۔ اور جیسے اُس کے ذہن کی سکرین پر کئی چھپے ہوئے اور کمال سے پہلی ملاقات یاد آنے لگی۔ اور پھر اپنا ایکسیڈنٹ یاد آیا کہ اُس کا ایکسیڈنٹ کیوں ہوا تھا اور لائبہ سے نکاح۔ اور جیسے بہت کچھ یاد آ گیا جو وہ شاید بھول چکا تھا۔ وہ چیئر کے سیٹ کے اپنے اندر اٹھنے والے اتلا کو قبول کرتا فائل کے آخر میں اپنی تصویر پر لگا سرخ کراس کا نشان دیکھ کر مدھم سا مسکرایا۔

کوئی ایسی کنفیوزن نہیں تھی جو اب اُس کے ذہن میں جنم لیتی۔ کوئی ایسی بات نہیں جو وہ یہ محسوس کرتا کہ وہ لائل میں ہے۔ کسی کی مدد کے بغیر ہی اُس نے یہ جان لیا تھا کہ اُس کا دشمن کون ہے؟ لائبہ کے باپ کا قاتل،وہ سکون سے سوچنے لگا۔ لائبہ اُس کی زندگی کی ہر موڑ پر کھڑی تھی۔ ہر مصیبت کے پیچھے اُسی لڑکی کا ہاتھ تھا۔ دیکھا جاتا تو وہ برباد اُسی کی وجہ

سے ہوا۔ نہ کمال اُس کے باپ کا قاتل ہوتا اور نہ ہی حیدر
اُس کیس میں انوالڈ ہوتا۔

اُس نے گہرا سانس بھرا،لیکن اب تو دشمنی بن گئی تھی اور دلی
حالت لائبہ کے ساتھ پہلے جیسی کب تھی؟ اب وہ اُس دشمنی
کو پورا پورا نبھانے والا تھا،وہ بھی حیدر کے اپنے اسٹائل میں۔
اُس نے جیب سے موبائل نکالا اور جان کو کال کرنے کے لیے
نمبر ڈائل کیا۔ وہ اُسے انفارم کرنا چاہتا تھا کہ اُسے ساری
انفارمیشن مل گئی ہے،لیکن جان نے کال اٹینڈ نہیں کی اور حیدر
نے سر جھٹک کر فائلز اٹھا لیں۔ ابھی دو قدم آگے بڑھے ہی
تھے کہ جیسے فائل پر پھر سے تجدید ہو گئی۔ یہ فائل اُس کے

آفس میں ہونی چاہیے تھی۔ ف کمال کے پاس کیسے تھی؟ کچھ لمحے میں ہی سر کو جھٹکا۔ اُس آدمی کے لیے اُس کی یاداشت کے چلے جانے کا فائدہ اٹھانا کہاں مشکل تھا؟ وہ باہر نکل گیا اور جس طرح آیا تھا اُسی طرح وہاں سے باہر نکلتا چلا گیا،لیکن فِلحال اُس کے پاس تمام ثبوت تھے۔

وہ کرسی پر بندھی ہوئی تھی۔ کسی نے رسی سے اُسے کرسی پر باندھ دیا تھا۔ اُس کا دل پتّے کی طرح کانپ رہا تھا۔ یہ کون تھا جس نے اُسے اُٹھا لیا تھا؟ آنکھوں سے آنسو متواتر بہنے لگے۔

آنسوؤں کی برسات اس کی آنکھوں سے بہنے لگی تھی۔ وہ اپنے آپ کو چٹک چٹک کر آزاد کرنے کی کوشش کر رہی تھی، جبکہ دوسری طرف کوئی اس کی اس حالت سے لطف اندوز ہو رہا تھا۔ سینے پر ہاتھ باندھے وہ سکون سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"حیدر "!بچوں کی طرح روتے ہوئے اس نے اسے پکارا۔ حیدر کو لگا کہ اس کے وجود میں سرشاری سی بھر گئی ہو۔ وہ اس کا حسین پریشان چہرہ دیکھنے لگا۔ حالانکہ وہ اس پر بہت غصہ تھا، اس نے سزا کے طور پر اسے سوئمنگ پول کے پاس باندھ دیا تھا۔ اپنے کام نمٹا کر وہ دوبارہ اس کے سامنے تھا۔ جب اس

نے مشکل میں اسے پکارا تو وہ بہت خوش ہوا۔ وہ اس کے
سامنے جا کر کھڑا ہو گیا۔ جھکا تو چہرہ بالکل سامنے تھا۔ حسین
آنکھوں کو رومال کی مدد سے باندھا گیا تھا،جبکہ ہاتھوں میں
ہتھکڑیاں تھیں۔ اگر یہ کسی رومانی فلم کا منظر ہوتا تو غلط نہیں
تھا،کیونکہ اس کے دل میں اس وقت لائبہ کو چھو لینے کی تڑپ
مچل رہی تھی۔

جس طرح اس نے اسے پکارا تھا،"حکم کرو"،آہستہ سے اس
کے کان کے نزدیک وہ بولا۔ لائبہ چونک گئی۔ ایکدم اس کے
آنسو تھم گئے۔ وہ آواز کے تعاقب میں دیکھنے لگی۔

"حیدر،آپ ...آپ نے ہمیں کیوں؟ "وہ گُسے سے اپنے ہاتھوں کو جھٹکنے لگی۔ کیا جھٹکنا؟ ہتھکڑیاں اتنی مضبوطی سے بندھی ہوئی تھیں۔

"اغوا کر لیا ہے"،وہ مزے سے بولا اور اس کی ادھوری بات مکمل کی۔" کیوں؟ "وہ غصے سے بولی اور سر جھٹک دیا،کیونکہ اندھیرے نے اس کی آنکھوں کو دھندلا دیا تھا۔

حیدر نے آرام سے اس کی آنکھوں پر بندھی پٹی کو کھول دیا۔ ریشمی پٹی اس کی گود میں جا گری۔ لائبہ نے سر اٹھا کر اس کی جانب دیکھا،جو اسی کی جانب دیکھ رہا تھا۔ اس کی چاہت دل میں بس اچھی لگ رہی تھی۔ وہ اس وقت بےبس،اس کے قابو میں بیٹھی تھی۔

"میری بیوی ہو،جب آوارہ ہوگی تو میرا حق ہے کہ میں تمہیں اٹھا کر سبق سکھاؤں"،اس نے دوسری کرسی کھینچی اور اس کے سامنے ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھ گیا۔ جیب سے سگریٹ نکال کر لبوں میں دبالی۔ وہ سکون سے دھواں اُڑاتا،اس کی حیران نظروں کو دیکھ رہا تھا۔

"کیسا سبق؟ ہم نے کیا کیا ہے؟ اور ہم آوارہ ہیں؟ "اس نے شکایتی لہجے میں کہا۔

"ہاں"،اس نے سگریٹ کی راکھ جھاڑ دی اور ذرا غصے سے دیکھا۔" جب تمہیں منع کیا ہے کہ تم کسی غیر مرد سے نہ بولا کرو،تو یہ بات تمہاری بےوقوف کھوپڑی میں کیوں نہیں بیٹھتی؟ "اس نے اس کے سر پر انگلی سے دباؤ دیا۔

"ہم نے جانا ہے یہاں سے۔ آپ کون ہوتے ہیں ہم سے یہ سوال کرنے والے؟ ہماری مرضی،ہم جس سے ملیں،آپ تو ویسے بھی نفرت کرتے ہیں۔ ہتھکڑیاں کھولیں"،وہ بھڑکتی ہوئی بولی۔

جس پر حیدر سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگا۔" ضروری ہے نکاح کر کے تمہیں اس گھر میں لاؤں،اور اس کے بعد اپنے کمرے میں اور اپنے بستر کی رونق بناؤں،تب جا کر تمہیں احساس ہوگا کہ تم حیدر مرتضیٰ کی ملکہ ہو۔ جب کہ شادی کا شوق بھی تمہیں مجھ سے تھا،مجھے تم سے نہیں"،وہ بولا۔ جس پر لائبہ کا چہرہ اس کی بے باکی پر ایکدم سرخ ہو گیا۔

"حیدر،ہم آپ سے لڑنا نہیں چاہتے"،مسز حیدر نے کہا۔

"اب ہم سے لڑ بھی نہیں سکتی۔ اپنے آپ کو دیکھو،کسی بیماری کا شکار لگتی ہو"،وہ طنزیہ مسکرایا۔ لائبہ کا منہ کھل گیا۔ وہ منہ بنا کر اسے دیکھنے لگی۔

"سب یاد ہے مجھے،آپ نے آخر بار کیا کہا تھا؟ کہ آپ مجھے کبھی نہیں اپنائیں گے،تو بہتر ہے "...وہ ایکدم رکی۔" ہاں یہی

کہا تھا۔ اس بات کا بہتر ہے کہ آپ مجھے طلاق دے دیں اور جس لڑکی سے چاہیں شادی کر لیں"،اس نے آپشن بھی دے ڈالا۔

یہ اس وقت حیدر جانتا تھا،شاید اس کا خدا کہ اس وقت اسے لائبہ کی نہایت فضول بات کتنی بری لگی تھی۔ ہاں،یہ اس کے اپنے الفاظ تھے،مگر اسے سخت زہر کی مانند لگے تھے۔

اس نے سگریٹ کا گہرا کش لیا اور سگریٹ کو پھینک دیا۔

"میرے طلاق دینے کے بعد کیا کرو گی تم؟ "اس نے بالوں میں ہاتھ پھیرا اور نہایت سرد لہجے میں پوچھا۔

"ہم ...ہم کسی اور سے شادی کریں گے"،حیدر اس کا چہرہ ایکدم جکڑتے ہوئے اسے گھورنے لگا۔

"تمہارا دماغ درست کرنا بہت ضروری ہو چکا ہے۔ آہا حیدر، تمہیں اس ویسٹ میں میری بات سمجھ نہیں آتی"،اس نے بھڑکتے ہوئے پینٹ کی جیب سے چابی نکالی اور اس کی

ہتھکڑیاں کھولیں اور اس کے وجود کو آزاد کیا۔ وہ اسے کھینچتے ہوئے وہاں سے باہر کی جانب لے جانے لگا۔

"حیدر "!لائبہ پریشانی سے بولی۔ اس کے ہاتھ کی گرفت کسی اچھے سگنل کی گواہ نہیں تھی۔ حیدر اسے گھسیٹ کر گاڑی تک لایا اور اسے زبردستی گاڑی میں دھکیل دیا۔

گاڑی کو 120 کی رفتار میں روڈ پر ڈرائیو کیا اور لائبہ کو لگا اس کی روح ہی نکل جائے گی۔ اتنی ٹریفک میں اتنی تیز رفتار پر۔ سات منٹ میں مرتضیٰ ہاؤس کے باہر موجود تھا۔

اسی طرح بھڑک کر وہ اسے کھینچتے ہوئے مرتضیٰ ہاؤس میں داخل ہوا۔

بعد بھی اسی طرح بھڑکتے ہوئے اس نے لایبہ کو کھینچتے ہوئے مرتضیٰ ہاؤس میں داخل کیا۔ مرتضیٰ ہاؤس میں شادی کی وجہ سے کافی لوگ تھے۔ سیمل اور آیت نے سب سے پہلے دونوں کو دیکھا۔ جیمل دوڑ کر ان تک پہنچی، لوگ باتیں بنانے لگے کیونکہ جس انداز میں اس نے لایبہ کو پکڑا ہوا تھا اور اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔

"خیر، کیا ہوا ہے آپ دونوں کو؟ "جیمل بولی۔

"ڈیڈ کہاں ہیں؟ "ہے در نے پوچھا۔

"کمرے میں مگر "...جیمل نے کہا،لیکن ہے در کمرے کی جانب بڑھ گیا۔ سب کے سامنے جیمل اور آیت ایک دوسرے کو دیکھتی رہ گئیں۔ ہے در سلار کے کمرے میں ایکدم داخل ہوا، وہاں آریس،کبیر،اور زین بھی موجود تھے۔ وہ تینوں ایکدم کھڑے ہو گئے جبکہ سلار صوفے پر بیٹھا تھا،سنجیدگی سے اسے دیکھنے لگا۔

"شادی کرنی ہے مجھے آپ کی لاڈلی سے، "ہےدر نے کہا اور صرف اس کا دماغ ٹھکانے لگانے کے لیے بھڑک کر اس کا ہاتھ چھوڑا۔ زین نے لایبہ کو ایکدم پکڑ لیا۔

"یہ کیا طریقہ ہے ہےدر؟ بیوی ہے وہ تمہاری، "کبیر کو غصہ آیا۔

"میں ڈیڈ سے بات کر رہا ہوں۔ مجھے شادی کرنی ہے،ڈیڈ، "

ہےدر نے پھر سے کہا۔ سلار اس کے مقابل کھڑا ہو گیا اور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ہلکا سا مسکرایا۔

"وائی ناٹ سن؟ اس میں اتنا بھڑکنے والی کیا بات ہے؟ لایبہ تمہاری ہے،پھر یہ پیشانی پر پسینہ کیسا؟ "سلار نے کہا۔

ہےدر اور لایبہ کے نکاح سے لے کر اب تک اسی بات کا تو منتظر تھا اور جب اپنے منہ سے ہےدر یہ بات کہ رہا تھا تو سلار اسے 100 فیصد ہاتھوں ہاتھ لینے والا تھا۔ کہیں وہ

یادداشت کا مارا بھول ہی نہ جاتا لیکن سب کی غلط فہمی تھی کہ اسے یادداشت کا کوئی مسئلہ تھا۔ ہےدر نے سر ہلایا اور ذرا غور سے لایبہ کو دیکھا۔

"لیکن تمہارا حق نہیں بنتا کہ تم میری لاڈلی کے ساتھ ایسا سلوک کرو۔ اور سب سے اہم بات ہے،ہےدر،اب لایبہ اگر چاہے گی تب بھی میں تمہیں گھوڑی چڑھاؤں گا، "سلار نے بات لایبہ پر ڈالی اور اپنے غصے اور انا کے مارے ہوئے بیٹے کو نظرانداز کرکے لایبہ کی جانب دیکھا۔

"ہاں،یہ ٹھیک کہا ہے بھائی نے،لایبہ ہی فیصلہ کرے گی، "

زین بھی بولا۔

"ہم نے نہیں کرنی کوئی شادی،خاصکر دن سے، "لایبہ پہلی بار سب کے سامنے غصے سے بولی تھی۔ ہےدر سمیت وہاں سب شاک رہ گئے تھے۔

"ہم جا رہے ہیں، "وہ روٹھے لہجے میں بول کر وہاں سے نکل گئی۔ ہےدر نے باپ کی جانب دیکھا۔

"میں ٹانگیں توڑ دوں گا اس کی، "وہ بھڑکا۔

"بس یہی وجہ ہے،بیٹے،تمہاری شادی نہ ہونے کی، "آریس نے افسوس سے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

"کیا مطلب ہے اس بات کا؟ آپ نے اس سے کیوں پوچھا ہے؟ میں شادی کرنا چاہتا ہوں،اتنا کافی نہیں ہے؟ "ہےدر نے آریس کو دیکھا۔

"نہیں،پہلے اپنا رویہ درست کرو اور اسے مناؤ،پھر شادی۔

شادی کھیل نہیں ہے، "سلار بولا۔ وہ لایبہ کے جواب سے

کافی مطمئن ہوا تھا۔

"اگر وہ مان گئی تو شادی کر لینا، "زین بھی ہنسا۔

"چِڑھا رہے ہیں نا آپ سب مجھے؟ دیکھ لوں گا میں سب کو، "

وہ دانت پیس کر بولا۔" پہلے جا کر اسے دیکھیں جو گریڈ بیرسٹر

ہےدر مرتضٰی کو ریجیکٹ کر چکی ہے، "کبیر نے بھی اس کی

دکھتی رگ دبائی۔ ہےدر آنکھیں سکیڑ کر دیکھنے لگا اور اپنے منہ پر ہاتھ پھیرا۔

"میں نے بھی ایک رات میں اس کے منہ سے نکلوانا لیا نا اور بس ہےدر تو نام ہےدر سلار مرتضٰی نہیں، "جتاتی نظروں سے باپ کے سامنے چاروں کو شرمندہ کرتا وہاں سے نکلا۔

"شرمندہ نہ ہو میرے بھائی،یہ تیرا ہی بیٹا ہے۔ تیری زبان بھی بریک کے بغیر تھی، "کبیر نے سلار کا شانہ تھپتھپایا تو آریس اور زین کا قہقہہ ابھرا۔

ہے در بھاگتا ہوا نیچے اترا تو جِیمل کی جانب بڑھا۔" آپ نے اپنی بہو کو دیکھا ہے کہیں؟ "اس نے سوال کیا جبکہ نکاح اسے تلاش رہی تھی۔ دوسری طرف جِیمل کو تو وہ گھر میں چلتا پھرتا ہی بہت اچھا لگتا تھا۔ اس کے ہونے سے ایک الگ ہی رونق تھی۔

"کیا بات ہے؟ آج کچھ زیادہ ہی تیز ہے میرے بیٹے کی میری بہو پر، "جِیمل مسکرائی۔

"ماما،اب آپ بھی مذاق کریں گی؟ "ہےدر عاجز آیا جبکہ جیمل ہنسنے لگی۔ کیونکہ سلار کا مسکراتا چہرہ دیکھ کر تسلی ہوئی تھی کہ کوئی پریشانی والی بات نہیں ہے۔

"ہوگی یہی کہیں،کیا ٹینشن ہے،آپ بیٹھو،کچھ کھاؤ، "سیمل نے اس کے ہاتھ میں کھیر کی پیالی دی۔ وہ بچپن سے ہی کھیر کا شوقین تھا۔ ہےدر ابھی کھیر کا چمچ منہ میں بھرتا کہ سلار کی آواز پر اوپر دیکھنے لگا۔

"ہےدر صاحب،ایک رات کی بات ہے،لگتا ہے نام ڈبونا ہے ت تم نے میرا، "وہ شیک کرتا آنکھوں کو جمشدتا بولا تھا۔ ہےدر نے چمچ پیالی میں ہی پٹک دیا۔

"کیسا شوہر ہے ماما آپ کا؟ بس پوری دنیا میں ہی بس یہی آدمی ملا تھا شادی کے لیے؟ "ہےدر نے جِیمل کے ہاتھ میں پیالا تھما دیا جبکہ سر جھکا گیا۔ ہےدر ادھر ادھر دیکھنے لگا،"اب وہ کہاں گئی ہوگی؟ نخرہ تو دیکھو کیسے انکار کر گئی۔"

اچانک اس کی نگاہ لانج کے درمیان بڑے مائک پر گئی،وہاں ڈھولکی اور دیگر سامان پڑا تھا۔ شاید خواتین کا۔ شاید وہ گانا گا رہی تھی اور اب تھک کر ادھر ادھر ہو گئی تھی۔ اس نے مائک اٹھا لیا۔ سلار کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اس کا کارنامہ ملاحظ کر رہا تھا۔ ہےدر نے مائک چیک کیا اور ایکدم چلایا،

"لایبہ "!اس کی لایبہ کی پکار نے مرتضٰی ہاؤس کی درو دیوار کو ہلا دیا تھا۔

جِیمل تو کان ہی ڈھک گئی۔ لایبہ جو منہا کے کمرے میں آ گئی تھی،اپنے نام کی پکار پر ایکدم اچھلی۔ اس نے شتی نظریں اس پر اٹھائی اور ایکدم اس کی ساری سہیلیاں اور لڑکیاں باہر دوڑیں۔

منہا بھی کمرے سے باہر آ گئی۔ چہرے پر مسکراہٹ بکھری
تھی۔ ہےدر کو دیکھ کر اس نے ڈھولکی گلے میں ڈال لی اور
ڈھولکی کو پیٹ ڈالا۔ سب اوپر سے اسے دیکھ رہی تھیں،رشک
بھری آنکھیں لڑکیوں کی تھیں۔ یہاں تک کہ عائشہ بھی ہےدر
کو دیکھ رہی تھی۔ وہ تھا ہی ایسا۔ اور اس وقت بلیک ڈریس
شرٹ،بلیک پینٹ اور فولڈ بازو کے ساتھ،بکھرے بالوں میں
چاند کی طرح چمکتا ان ہزاروں میں سے اس ایک کو دیکھ رہا تھا
جو سنجیدہ تھی۔

"کیا ہوا ہے در بھائی،آپ ڈھول والے کیوں بن گئے؟ "یہ رُشنے تھی۔ ذراب تو باہر گیا ہوا تھا فی الحال۔ سب لڑکیاں ہنسنے لگیں۔

"تم سب اپنے کان بند کرو،مجھے اپنی بیگم سے کچھ کہنا ہے، " وہ ایک آنکھ دباتے ہوئے بولا۔ لایبہ کا چہرہ انار کی مانند سرخ ہو گیا تھا۔ وہ اب بھی مائک میں بول رہا تھا۔ سب کی ٹنگ شروع کر دی تھی۔ سمانے کل نے مرتضٰی ہاؤس میں ایک سَما بنا دیا تھا۔

"تمہیں اپنی بیگم سے بات کرنی ہے تو کمرے میں جا کر کرو۔ یہ ڈھول باجے کیوں بجا رہے ہو؟"

نور بولی تو حیدر کا کنفیوز ہونے والی چیز تھی۔ آپ لوگ میرا وقت ضائع کر رہے ہو، وہ منہ بنا کر بولا۔ پھر سے سب ہنسنے لگے، آریس، کبیر، جین، رمشا، نینا، حیدر سب دیکھ رہے تھے۔ اچھا بھائی سب کان بند کر لو، منہا نے کانوں میں انگلی ڈال لی۔

"آپی لائبہ کے تو پسینے چھوٹ گئے، معلوم نہیں وہ منہ پھٹ کیا کہ دے۔ نہیں، ایسی بھی ولگر بات نہیں کرنے والا، آپ لوگوں کے سامنے کیوں کروں گا میں؟ "

"فیلحال کے لیے بس اتنا ہی، مجھ سے شادی کروگی؟ "وہ گنگنایا جبکہ ڈھول کی بھی پی ڈالی،نینا نے تالیاں بجا دی جبکہ سب ہنسے اور تالیاں بجا رہے تھے۔ اور لا کو لگا وہ کھڑی نہیں ہو پائے گی،وہ اتنا شرمندہ ہو گئی تھی کہ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ حیدر اسی کی جانب دیکھ رہا تھا جبکہ بولا،"لائبہ،سب اسے جھنجھوڑنے لگے،جبکہ وہ سمجھ نہیں پا رہی تھی کچھ،شرم سے کچھ بولا نہیں گیا تو وہ پلٹ کے کمرے میں بھاگ گئی۔ حیدر گھور گھورنے لگا تھا،اتنی محنت اور اتنی بات کرنے کا کچھ فائدہ نہیں ہوا،پتہ نہیں لڑکیاں شرماتی کیوں ہیں۔ سر جھٹک کر اس نے ساری چیزیں پھینک دی۔"

سب کے چپ ہونے کے بعد،سالار کا قہقہ ابھرا تھا۔" حیدر تو تب ف گیا،باپ میں دشمن ہے آپ میرے۔ "اس نے کھیر کی پیالی کھینچ لی اور صوفے پر بیٹھ گیا۔ جیمل کا بس نہیں چلا، اس نے اس پر سے ہزار ہزار کے نوٹ وار کر ملازمہ کو تھما دیے۔" کر دیے میرے پیسے ضائع"،سالار بولا تو جیمل نے گھورا۔" بزرگوں آج پہلی بار حلال ہوئے ہیں"،حیدر بولا تو جیمل نے اس کی پیشانی چوم لی اور کھیر کھاتے ہوئے مسکرا دیا۔" تو تم ہار گئے"،سالار نے پھر سے پنگا لیا۔" یہ کس نے کہا؟ حیدر ہار نہیں سکتا،یہ بات سمجھ جاؤ۔ "اس نے جیسے بہت کچھ جتایا تھا،سالار نے نشانے اٹھا دیے۔

"ایک لڑکی بٹ نہیں رہی،بول کیسے رہا ہے سرار، کبھی تو باپ بن جایا کریں۔ "بالکل اس کے ہم عمر لڑکے بن کر اسے تنگ کرتے ہیں، سیمل نفی میں سر ہلانے لگی۔" تمہارا بیٹا ایک لڑکی سے ایرا نہیں نکلوا پا رہا،اور باتیں تم مجھے سنا رہی ہو؟ بالکل اپنی ماں پر گیا ہے، مجھ پر جاتا تو وہ رک گیا۔ "سیمل کی جانب دیکھا، سیمل نے تو اس کی طرف دیکھا بھی نہیں۔" تو زیادہ معنی کی اس لائن مارنے کی ضرورت نہیں،اس عمر کی ٹھڑک پر لوگ شرم کرتے ہیں،اور یہاں ہمارے والد صاحب نفی میں سر ہلاتا کھڑا ہو گیا۔"

"حیدر،آپ جا رہے ہو؟ "ممل سمیت سالار بھی اس کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا۔ حالانکہ وہ جانے کے لیے کھڑا تھا، لیکن پہلی بار ماں سمیت باپ کی آنکھوں میں بھی اداسی دیکھ کر اس نے لہو میں فیصلہ بدل دیا۔" شادی کرنے نکلا تھا مام، گھر سے اور ایک بار جو کام شروع کر لوں،پورا کرکے رہتا ہوں۔ ان کی چہیتی کا شکار جب تک نہیں کروں گا،واپس نہیں لوٹوں گا۔ "اب تو یہی ہوں۔ وہ سکون سے دھپ کر گرا، "بے شرم،جیلم،شرم سے ہوتی۔ "اس کے شانے پر ہنستے ہوئے تھپڑ لگا۔" کچھ اور ہے کھانے کو؟ "حیدر کی بھوک کھل گئ تھی، جیم جلدی سے اٹھی تھی۔

سالار نے اس کی جانب دیکھا،پھر گھڑی کی طرف دیکھا۔ وہ معنی میں اسے جتا رہا تھا کہ وقت جا رہا ہے اور لائبہ کے منہ سے اقرار نہیں ہوا۔ حیدر ہنسنے لگا تھا،سالار بھی ہنس دیا۔

وہ گھر لوٹا تو کافی حد تک تھک چکا تھا۔ بات لے کر کمرے میں آیا اور ابھی بستر پر لیٹنے ہی والا تھا کہ اچانک اس کے موبائل پر مسلسل کافی میسجز بجنے لگے۔ اس نے موبائل اٹھا کر دیکھا تو نمبر اس کی ڈائل میں محفوظ نہیں تھا۔ تھوڑا توقف کے بعد اس نے میسجز کھولے تو وہ کافی ساری ویڈیوز تھیں،جن کے لوڈ ہونے میں وقت لگا۔ اور پھر جب ویڈیوز کھلیں تو ریاب کی نگاہیں دنگ رہ گئیں۔

episode 36

وہ گھر لوٹا تو کافی حد تک تھک چکا تھا۔ بات لے کر کمرے
میں آیا اور ابھی بستر پر لیٹنے ہی والا تھا کہ اچانک اس کے
موبائل پر مسلسل کافی میسجز بجنے لگے۔ اس نے موبائل اٹھا کر

دیکھا تو نمبر اس کی ڈائل میں محفوظ نہیں تھا۔ تھوڑا توقف کے
بعد اس نے میسجز کھولے تو وہ کافی ساری ویڈیوز تھیں،جن
کے لوڈ ہونے میں وقت لگا۔ اور پھر جب ویڈیوز کھلیں تو
ریاب کی نگاہیں دنگ رہ گئیں۔

ریاب حیران آنکھوں سے ویڈیوز دیکھ رہا تھا،جن میں صرف
شانے کے علاوہ کوئی نہیں تھا۔ شانے کے ساتھ تھی تو کہیں
کسی اور مرد کے ساتھ۔ کوئی اس کا دوپٹہ ٹھیک کر رہا تھا اور
کہیں کسی کے ساتھ کھڑی ہنس رہی تھی۔ گرنے لگی تو کہیں
شانے نے اسے تھام لیا۔ کہیں شانے نے اس کی تعریف کی۔
کئی ویڈیوز یونیورسٹی کی بھی تھیں،یونیورسٹی میں وہ کسی لڑکے

کے ساتھ کلاس میں اکیلی بات کر رہی تھی۔ کسی نے اس کا
ہاتھ تھاما ہوا تھا اور سب سے خاص،پروفیسر کے کمرے میں وہ
سکون سے بیٹھی چاٹ کھا رہی تھی جبکہ وہ اسے دیکھ رہا تھا۔
ریاب نے اپنا موبائل ایک طرف پھینک دیا۔اس کی آنکھوں میں خون سا اتر
آیا۔اس نے دانت پیس لیے اور موبائل پاور آف کر کے وہ لیٹ گیا۔آنے تو
نہیں آنی تھی مگر جو بھی تھا وہ انگاروں پر سلگنے لگا تھا۔اور یہی نہیں کہ یہ
ویڈیوز ریاب کے پاس گئی تھیں،اس کے گھر کے ایک ایک فرد کے موبائل
پر شانے کی ویڈیوز تھیں۔یہاں تک کہ اگلے دن رمشا شانے کے کمرے میں
داخل ہوئی اور اسے کھینچ کھینچ کر اٹھایا اور کئی تھپڑ اس کے چہرے پر مار دیے۔
وہ خود بھی بری طرح رو رہی تھی۔
شانے سمجھ نہ سکی کہ وہ اسے کیوں مار رہی ہے۔"ماما،نام لیتی ہوئی اس نے
ماں کی جانب دیکھا۔"

"یہ سب کیا ہے؟ "رمشا نے بھڑک کر غصے کی شدت سے اس کے منہ پر موبائل پھینک کر مارا۔ اسی جار پر موبائل لگا تھا،وہ ایک دم اپنا چہرہ پکڑ گئی۔

"دیکھو اسے،روشنی،کیا ہے یہ سب؟ "وہ اس کی پرواہ کیے بغیر چیخی۔ شانے نے موبائل اٹھا کر ان تصویروں کو،ان ویڈیوز کو دیکھا اور اس کی آنکھیں پھٹ گئیں۔ وہ نفی میں سر ہلاتی، پھولتی سانسوں میں ماں کو بے یقینی سے دیکھنے لگی۔

"یہ سب کیا تھا؟" وہ تو نہیں جانتی تھی، وہ واقعی کچھ نہیں جانتی تھی۔ "ماما، میں یہ سب... اور شانے کے پاس الفاظ نہیں تھے۔"

اچانک رمشا کے سیل پر اسی نمبر سے دوبارہ کال آئی اور جو تصویریں سامنے آئیں، رمشا کی چیخیں نکل گئیں۔ شانے وہ دھاڑی۔ شانے نے شاک نظروں سے موبائل کی سکرین کو دیکھ رہی تھی۔

کسی مرد کے ساتھ ناوابہ حالت میں" ...وہ ایسی تو نہیں ہے، اس نے ایسا تو کبھی نہیں کیا "...وہ سب سمجھنا ہی چاہ رہی تھی کہ رمشا کے تھپڑوں نے اس کا چہرہ سجا دیا۔

"ماما، یہ میں نہیں ہوں، میں خدا کی قسم کھاتی ہوں، میں کیسے ہو سکتی ہوں یہ؟ اللہ کی قسم، یہ میں نہیں ہوں۔" جب کہ رمشا خود روتے ہوئے اسے تھپڑ مار رہی تھی۔

اور تبھی زین کمرے میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ پہلی بار کانپ اٹھے۔ شانے کو بے یقینی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ شانے چکرا گئی۔" یہ سب کیا ہے؟ "اس نے بیٹی سے نہیں، رمشا سے پوچھا تھا۔

اسم گڑھو پانی پڑا اور شانے کو اپنے شوہر کی طرح لرزا دیا۔

زین بھی اپنا موبائل کام کرتے ہاتھوں سے لے کر آیا تو زین نے موبائل کھینچ کر اپنی بیٹی پر پردہ ڈالا۔

"وہ ایسی بیٹھی تھی جیسے لمحے میں لٹ گئی ہو۔ رمشا نے اس کی سنے بغیر اسے پھر سے مارنا شروع کر دیا۔

"میں سچ کہہ رہی ہوں، یہ میں نہیں ہوں۔ "اس کو اپنی حمایت بھی بیکار لگی جیسے بالکل بے وزن ہو۔

"جیسے ان تمام تصویروں میں وہ خود کو بغیر لباس کے... کسی مرد کے ساتھ؟"

"کیسے ؟اس کی پوری زندگی میں کبھی ایسا موقع نہیں آیا تھا۔ پھر یہ سب کیا تھا؟"

دوسری طرف، سالار، کبیر، آریس اور ساتھ ساتھ آیت، نینا، منہا، نور، یہاں تک کہ جیمل بھی شانے کے کمرے میں موجود ہو چکے تھے۔

زین بے یقینی سے بیٹے کو دیکھ رہا تھا۔ شانے کے پاس گنجائش نہیں تھی کہ وہ سانس لے پاتی۔ سب حیران و ششدر کھڑے تھے۔ کوئی موبائل کی سکرین کی جانب نہیں دیکھ پا رہا تھا۔ اور اچانک وہ اٹھ کر بھاگی اور سب کے موبائل کھینچ لیے۔

"یہ میں نہیں ہوں، میں نہیں ہوں۔ آپ سب میرا یقین کریں، میں گلیز نہیں ہوں، میں نے کچھ نہیں کیا، میں نے کبھی ایسا کوئی کام نہیں کیا جس سے بابا شرمندہ ہو یا... یا... میں نہیں جانتی، میں سچ کہہ رہی ہوں، بابا، ماما،

بڑے پاپا..." وہ بے دم رہ گئی۔ سالار وہاں سے نکل کر جا چکا تھا، سیمل بھی چلی گئی۔ جبکہ کبیر اور آریس کو بھی وہاں کھڑا ہونا بے کار، بے فائدہ لگا۔

اس وقت سب ایسے تھے جیسے کے منہ میں زبان نہ ہو اور زین بھی اس اعتبار سے اٹھنے پر مردہ قدموں سے باہر نکلنے لگا۔

"بابا..." وہ لپکی، کانپ رہی تھی، زرد ہو گئی تھی۔ جب کہ زین نے اسے جھٹک دیا۔

"یہ، یہ سچ نہیں ہے..." اس نے مدھم لہجے میں کہا۔

زین نے پہلی بار بیٹی کے منہ پر زور سے تھپڑ مارا۔ "تو اور کون ہے ان واہیات فحش تصویروں میں؟ میری بیٹی؟ زین مرتضی کی بیٹی؟ ایک عزت دار گھرانے کی لاڈلی بیٹی؟ میرے لاڈ پیار نے تمہیں اتنا نیچے گرا دیا؟ اگر اتنی ہی گری ہوئی تھی تو شادی کا کہہ دیتی مجھے..."

شانے لبوں پر ہاتھ رکھتی دور ہوتی گئی۔ یہ وہ کیا بول رہا تھا؟ اس کا باپ اسے کیا کہہ رہا تھا؟

جب کہ رمشا نے زین کے شانے پر ہاتھ رکھا، "تمہاری تربیت ہی گلیز..."

نفرت میں فغاں کاٹتے ہوئے زین کو بھی دھکیل کر وہاں سے نکل گیا اور رمشا سر پکڑ کر بیٹھ گئی۔

"بابا، یہ میں نہیں ہوں، میں قسم کھاتی ہوں، میں ایسی نہیں ہوں۔ بابا، میری بات سنیں، بابا..."

باپ کے پیچھے دوڑی جبکہ زین کا ذہن سلگ رہا تھا، چل رہا تھا۔ اس کی آنکھیں بھیگ گئی تھیں، پہلی بار بھیگ گئی تھیں۔

وہ باغ، وہ بھاگ رہی تھی باپ کے پیچھے اپنی سچائی کا یقین دلانے کے لیے،

جبکہ سالا، جیمل اپنے بیٹے کے بارے میں سوچ رہے تھے۔

شانے تڑپ اٹھتی۔ گھر کی دہلیز پر وہ تڑپ تڑپ اٹھتی تھی اور اس کی چیخ و پکار،

اس کی تڑپ اسے حوصلہ دینے کو کوئی نہیں تھا۔

جبکہ عائشہ مدھم سا مسکرا رہی تھی، اس کا مقصد آج پورا ہو گیا تھا۔ اب یقیناً

ریاب اسے طلاق دے دیتا اور اس کا دوسرا آپشن، عائشہ کے علاوہ اور کوئی ہو

ہی نہیں سکتا تھا۔

وہ آرام سے سینے پر ہاتھ باندھ کر تماشہ دیکھنے لگی۔ شانے سے تو اسے کوئی

خاص قسم کی حسد تھی اور آج جو اس نے کیا تھا وہ اس کے دل میں سکون بھر

گیا تھا۔

جبکہ وہ بھول گئی تھی اس نے کسی پر بہتان لگایا ہے، اسے دنیا کے سامنے بے

نقاب کر دیا تھا۔

چیخ و پکار کی آواز پر وہ زرا زرا سا بُھنا کرا ٹھی اور جب احساس ہوا کہ شانے کی آواز ہے، وہ ایک دم اُچھل کر اپنی جگہ چھوڑ کر اٹھی اور باہر نکل آئی۔

شانے زمین پر پڑی تھی، سارا گھر ایک طرف کھڑا تماشہ دیکھ رہا تھا۔

بچپن سے ہی حیدر سمیت گھر کا ایک ایک فرد لاڈ پیار اٹھاتا تھا۔

وہ جلدی سے اس کی جانب بڑھا، "روشی..."

اس نے شانے کو اٹھایا جو اس کے سینے سے لگ کر بری طرح سسکی، "کیا ہوا ہے، چندا؟"

وہ کبھی باپ کو دیکھتا تو کبھی شانے کو۔ سب جیسے دانتوں تلے انگلیاں دبائے کھڑے تھے کہ ی... شانے نے کیا کیا ہے؟

"بھیا، میں ایسی نہیں ہوں، میں... میں

جانتی، یہ سب کیا ہے، بچوں کی طرح

بتا رہی تھی۔ حیدر نے اسکی گِدی مضبوط حجاب باندھ دیا،

اس نے باپ کو سوالیہ نظروں سے دیکھا، بات
ایسی نہیں تھی۔ سلار بھی زکر بھی
کرتا اور زریعہ آپ کے کمرے میں جانی بڑھ گیا
تھا۔ شان نے اسکا معنٰی توڑ دیا تھا، اسکا
پیار اسکا لاڈ کسی بات کی پرواہ نہیں کی
تھی۔ اس نے یہ بھی پرواہ نہیں کی تھی کہ وہ نکا
شدہ ہے، ایک مرد کے نام کے ساتھ،
ہے دور تھوڑے سے نکمی، اور حیدر سے
روسانا کو دور کر کے اس نے کئی تھپڑ مارے
تھے۔ روشنی کے حیدر حیرانگی سے دیکھنے
لگا۔ یہ کیا کر رہی ہو آپ؟ اور غصے سے رِمشا
اور انہوں نے کے بیچ آ

گیا۔ایک ناپاک وضع کو میرے گھر سے نکالو،

مجھے نہیں رکھنا،اس کو اس گھر میں نکالو،اسے

یہاں سے مش چلائی تھی۔روہوک اسکا اپنا بورا

حال تھا،حیدر کو اب شاید حیدر کو شادی

غصہ چڑھا تھا کیا ہوا ہے وہ بھڑکا چمکے

رِمشا نے اسکی ہتھیلی پر موبائل رکھ دیا،

حیدر کی آنکھیں پھیل گئیں وہ تصاویر دیکھکر

جبکہ ران نے اپنا چہرہ چھپالیا اور

کانپتے ہاتھ سے اس نے وہ وجود چھپادیا جو

اسکا نہیں تھا اگر چہرہ اسی کا

تھا۔حیدر نے موبائل

"بھینچ لی رُش نے دونوں ہاتھوں سے چہرہ چھپایا، وہی بیٹھی چلی گئی، حیدر خود خاموش کھڑا رہ گیا۔

جب سلار کمرے میں داخل ہوا، تو جریاب سر تھا، میں بیڈ پر ہی بیٹھا تھا اور صاف جاہر تھا کہ اس کے پاس بھی تصویریں پہنچ چکی ہیں۔

اس نے باپ کی جانب سر اُٹھا کر دیکھا، سلالہ جواب سا کھڑا تھا، اُس کے پاس جواب نہیں تھا، لے میں سب نے یقین کر لیا تھا، اور کرتے کیسے، نہ وہ سب چیزیں بھیجی ہی اس طرح گئی تھی، سب یقین کر لیتے۔

پہلے مختلف مردوں کے ساتھ اُس کی ویڈیوز اور تصاویریں اور اُس کے بعد معلوم نہیں کون شخص تھا جس کے ساتھ اُس کی وناجبہ تصاویریں تھیں،

سلار نے اُس کے موبائل کی چلتی اسکرین کو آف کر دیا، جریب کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا، سلالہ اس کے شانے پر ہاتھ رکھ گیا، میرے پاس کہنے کے لیے کچھ نہیں ہے تم، جو فیصلہ کرو گے اپنے بابا کو اپنے ساتھ پاؤ گے، سلار نے کہا جبکہ

جرتم اب بھی سر تھام میں بیٹھا تھا، رخصتی کر دے بابا جری، اُپ کے الفاظ سلار کے لیے دوسرا شوق تھا، تم سلار ہرانگی سے بولا ہاں مجھے رخصت ہی کرنی ہے، اُس نے تمل سے کہا چہرہ لال سرخ ہو رہا تھا، کیا تم سوچ سمجھ کر یہ فیصلہ سلار فر سے بات ادھوری چھوڑ گیا، جی میں نے سوچ سمجھ کر ہی فیصلہ کیا ہے، اُس نے کہا اور سنجیدگی سے بابا کو دیکھنے لگا، آج ہی آپی اور کی بارات کے ساتھ ہو جائے تو اچھا ہو گا کہکر وو اروم کی جانب بڑھ گیا پیچھے، سلار حیران اور پریشان کھڑا مرتجی ہاوس میں موت کی سی خاموشی پھیل گئی تھی، شادی کی خوشیاں جو پورے گھر میں رونق کی طرح لگی ہوئی تھی، اب سب مانت پڑا

ہر کوئی اپنا چہرہ چھپاتا فر رہا تھا کسی کی ہمت نہیں تھی کسی بھی چیز کے متعلق کسی سے بات کرے۔ یہاں کے رشتے دار وودم ساڑ چکے تھے، جبکہ جین واپس گھر نہیں لوٹا لوٹا تھا۔ جبکہ رمشا نے اپنے آپ کو کمرے میں بند کر لیا

تھا۔روشنے اپنے کمرے میں بند تھی اور سلار کی اس خبر نے کشانے کی آج
ہی جریہ آپ کے ساتھ رخسانی ہے اس بات پر سب حیران رہیں گے جبکہ
جیمل نے شکایتی نظروں سے سلار کو دیکھا مگر بولی کچھ نہیں۔جب پتہ چلا کہ
فیصلہ جریہ آپ کا اپنا ہے،لایبا ہسپتال سے واپس لوٹی تو گھر کا ماحول کچھ ٹھیک
نہیں لگا۔کوئی بھی نظر نہیں آرہا تھا۔سب کے کمروں کے دروازے بند تھے
وپریشانی سے ادھر ادھر فرر ہی تھی۔اور بلاک آیت دکھائی دی تو واسکے پاس
آگئی اور آئت کے منہ سے جو کچھ سننے کو ملا وہ لبوں پر ہاتھ رکھے فٹی فٹی
آنکھوں سے اسکو دیکھنے لگی روشنے ایسی نہیں تھی یہ پہلا شخص تھا جسکے منہ
سے یہ بات نکلی تھی جبکہ آئت نے نفی میں سر لاتے اسکے ہاتھ میں موبائل
تھمادیا۔لایبا سے وو تصویریں دیکھی نہیں گئی یہ بہت کچھ غلط ہے وایسی نہیں
ہے کس نے یہ سب کیا ہے ہم یقین نہیں کرتے۔روشنے وپلی اور آئت اسکی
بیوقوفی پر مجیڈ رودی۔سب کو کتنا یقین تھا اس پر اور وہ کیا سے کیا کر گئی تھی۔

رابن اس کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹایا دیا لیکن اندر سے جواب نادر تھا روشنے

ہمیں یقین ہے تم ایسا نہیں کر سکتی دروازہ کھولو لاب کی آواز پر اس نے

گھٹنوں سے سر اٹھایا جاؤ یہاں سے لایبا میں کسی کو اپنا چہرہ دکھانے کا حیثیت

نہیں ہوں وہ میں میں بے پردہ ہو گئی ہوں اور سسک اٹھی تھی

"لائبا اُس کے ساتھ رونے لائبا اُس کے ساتھ رونے لگی تھی تب ریمشا بھی

آگئی کوئی ضرورت نہیں ہے رایبا اس کی حمایت یا ہمدردی کرنے کی اسے ایسی

لڑکیوں سے ہم دردی نہیں ہوتیں جو جسم فروش ہوں آنٹی آپ کی بیٹی ہے

رایبا تیز اج انداز میں بولی مر گئی یہی میرے لیے اس سے گے بہر آئے اور

رکتی آج اسکی اور دفا ہو جائے اور اگر جر یہ آپ اسے جان سے بھی مار دے تو

اُف نہ کریں احسان مند رہی ساری زندگی کی اس نے یہ سب دیکھنے کے

باوجود اسے رخصت کی ہے ریمشا کی کڑک آواز پر اُس نے حیران ہوئی

رخصت کی بات پر ایک ماں کے الفاظ سینے کے آر پار ہو رہے تھے ایسا لگا جیسے

زندگی ریت کی مانت ہاتھوں سے نکلتی چلی گئی ہو نوراور مینہا کی باراتی تب
سبکو جبر دستی وہ سب کرنا پڑ رہا تھا جس کا دل نہیں تھا بہر کے لوگ تھے پہلے
ہی چار چار پہلے چار لوگوں میں رسوائی ہو چکی تھی اب مسجد وہ لوگ نہیں
چاہتے تھے نوراور مینہا پالر سے تیار ہوئی دونوں ہی خاموش خاموش تھیں
اور ساری شوخیاں شرارت شادی کی خوشیاں یہ سب تونے کے دم سے
محسوس ہوتی تھیں ایسے تو بس یہ ایک فریضہ لگ رہا تھا جو پورا کیا جارہا تھا جو
فنکشن گھر کے لون میں ہونا تھا
" فنکشن ہال میں منعقد کیا گیا اور ہال سے
مینا اور نور کو رخصت کر دیا گیا تھا جبکہ
پرم جین تینوں ہی شامل نہیں ہوئے تھے
اور کبیر نے انکی تبیعت کی خرابی کا بہانہ
لگا دیا تھا۔

اور جب وہ سب گھر لوٹے تو رمشا باہر ہی

بیٹھی تھی جریا بھی گھر لوٹا تھا تقریباً

مہمان گھر کا ماحول دیکھ کر جا چکے تھے

صرف گھر والے تھے اس وقت رمشا ٹ کا

جریا کے سامنے آ

گئی اور اسکے آگے ہاتھ جوڑ دیا جریا بھی یہ

ہی کھڑا

رہا جب رمشا کے پاس کہنے کے لئے کچھ نہیں

تھا اور جریا بھی کچھ نہیں بولا جین بھی گھر

نہیں لٹ رہا تھا شیری کی اپنی آنکھیں بھیگ

رہی

تھی اسکی بہن نے ظلم کیا تھا روشن سے

اسے نفرت محسوس ہوئی تھی اور یاد آیا جو

لڑکی شادی سے پہلے جریاب سے نزدیک ہو

سکتی ہے وکچھ بھی کر سکتی ہے سخت نفرت کا

احساس تھا اور وہ ماں سے کمرے میں اور وہ وہاں سے

کمرے میں بند ہو

گیا۔دوسری طرف رمشا نے رنے کو زبردستی

کمرے سے باہر کھیچا کوئی کچھ نہیں بولا تھا

اور جر آپ کے قدموں میں فینک

دیا حیدر مٹھیاں بچ گیا یہ شاکنگ تھا سب

لیکن وہ دانت پیس کے آگے بڑھا اور نے کو

جریا کے قدموں سے اٹھا

لیا۔

جیجی حیدر ہمامایت مت کرنا اسکی بلکل

بھی و سختی سے بولی نے مسلسل رہی

تھی آپ لوگ یقین کریں ایسا روشی نہیں کر

سکتی رای ب دھڑکتے دل سے ہلکی آواز میں

سبکو یقین دلانا چاہ رہی تھی لیکن یقین

کون کرتا سب کچھ اپنی آنکھوں سے جو کچھ

دیکھ چکے

تھے کوئی کچھ نہیں بولا جبک جریاب نے سبکے

سامنے اسکا ہاتھ دھاما اور اسے لے کر کمرے میں

بند ہو

گیا اور

"گیا اور یہ منظر سب سے زیادہ حیران کن اور حیرت توں کے
پہاڑ توڑنے توڑ دینے والا آئشہ کے لئے تھا،اسکا بس نہیں چل
رہا تھا۔ بھاگ کر جریاب کے پاس جائے اور اسے جھنجھر کر
پوچھے کہ کیا وہ سب کچھ نہیں جانتا جو باقی سب جانتے ہیں؟
اور اُسے رُخصتی کرنے اور اُسے کمرے میں لے جانے پر راضی
ہو گیا۔ وہ بے چینی سے پہلو بدلنے لگی،ایسا معلوم ہو رہا تھا
جیسے اُسکے پاوں جل گئے ہوں۔ ان دونوں کو کمرے میں جاتا
دیکھ کر چھپک ریشا مسکرا گئی تھی اور باقی سب چپ تھے،سب
اپنے اپنے کمروں کی جانب بڑھ گئے اور اپنے گھر جانے کے
لئے گاڑی کی جانب بڑھی۔ اس وقت وہ مکمل گرے ڈریس
میں تھی،ہلکا ہلکا میک اپ ڈریس پر ہو رہا تھا جبکہ چہرہ صادق

کی اپنی مثال آپ تھا نہ کوئی شوق میک اپ نہ کوئی لالیا اُسکا

اپنا حسن ہی نمایاں کر دیتا تھا،پھر باقی کیا رہ جاتا تھا و گاڑی کا

دروازہ کھول کے اندر بیٹھی اور اس سے پہلے گاڑی سٹارٹ کرتی

کہ ساتھ والی سیٹ پر ایکدم حیدر آ کر بیٹھ گیا،وہ ماتھے پر

چھوٹے چھوٹے بل ڈالے اُسے دیکھنے لگی،حیدر البتہ مطمئن تھا

کہ ہم اپنے گھر جا رہے ہیں،اسنے جیسے علی سمجھا ہاں سنا تھا

شوہر کا گھر بیوی کا گھر ہوتا ہے تو بیوی کا گھر شوہر کا گھر ہو

سکتا ہے،ویسے بھی تمہارا شوہر تو کافی بے روزگار ہے اور تم

ڈاکٹر نہیں کچھ سا رحم کھاؤ و گاڑی میں ادھر ادھر جھانکتا گاڑی

کی تسلی بخت تلاش کرتا بولا تھا کہ آپ ہمیں تنگ کر رہے

ہیں حیدر جچھوئی ہوئی تھی ہم اداس ہیں کوئی بھی رسنے کا یقین

نہیں کر رہا و نم لہجے سے بولی حیدر نے سنجیدگی سے اُسکی

جانب دیکھا

"جو کچھ سامنے آیا ہے اسے دیکھ کر کوئی

بھی ایک نہیں کر سکتا سبکا

ریکشن سبکا ریکشن نیچرل ہے وہ بولا

مگر ایسا کیسے ہو سکتا ہے رش نے وایسا

نہیں کر سکتی مجھے یقین ہے کچھ غلط ہے ایسا

نہیں ہوا ہو گا وہ جلدی جلدی بول رہی تھی

آنکھوں سے آنسو نکلنے کو تیار

تھے ایسا ہی ہے حیدر نے سکون سے کہا جب

رایا چوک کر اسے دیکھنے

لگی کیا مطلب آپ بھی اس بات پر یقین کرتے

ہیں وہ ہے رانگی سے

بولی آفکورس

یقیناً کچھ غلط ہے

ایڈیٹ بھی ہو سکتی ہیں وہ

تصویریں وہ لاپروائی سے

بولا لابا کی آنکھیں پھیل

گئی تو آپ بولے کیوں نہیں واسے گھر کر

دیکھنے

لگی میں انویسٹیگیٹ کرنے کا پیسہ لیتا

ہوں مائی ڈیر جب تک کچھ دو گے نہیں مجھ سے

کچھ نہیں مجھ سے کچھ نہیں لے سکتے اس نے شان

بے نیازی سے کہا جب کہ لائبا بے تیاری

میں اسکی بازو پر کھینچ کے ٹھپڑ مار

گئی حیدر کے جاندار وجود پر کہاں اثر ہونا

تھا مگر ایکٹنگ کمال کی تھی کیسی لڑکی ہو

شکل سے اتنی معصوم اور اندر سے 102 مردوں

کی طاقت رکتی ہو وہ بازو سے لاتا بولا جب

کہ لائبا آنکھیں سکڑ کر

بولی کتنے افسوس کی بات ہے آپ سبکے سامنے

کہ سکتے تھے آپ تو وکیل ہیں آپ تو سب کچھ کر

سکتے ہیں شنی کتنی مشکل میں ہے حیدر

جار بھائی معلوم نہیں اس پر یقین کریں گے یا

نہیں آپ اسکی ہیلپ کر سکتے تھے اور ہمیں

علم ہے جب آپ بولتے تو کسی کو نہ بولنے

دیتے اور سب سے یہ بات منوا کرتے مگر آپ نے

کسی چیز میں خدا کو راضی نہیں کرنا نہ

ہی سواب کمانا ہے بس پیسے چاہیے آپکو

وہ بھڑکتی ہوئی بولتی اسے بہت پیاری لگی

تھی بے روزگار شخص سے پیسے کا سوچتا ہے تم

مجھ پر اموشنل حملے کرنا بند کرو اور ڈیل

کرو اس نے اسکا نازک ہاتھ اپنے بھاری ہاتھ

میں بھر لیا کیا

مطلب ہم ہم کیسے ڈیل کریں وہ بھڑکتی سے

بولی کیوں تمہیں سواب نہیں کمانا رو

شنے کی مدد کر کے تمہارے پاس کوئی دین مان

نہیں اللہ کو راضی نہیں کرنا

تمنے اسکا ناجوں کے آڑے ہاتھوں لیا اور

لائبا کا ایکدم اترتا منہ دیکھ کر وہ اپنی

ہنسی دبا

گیا مطلب حیدر اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی

نہیں ہے وتورود ینے کو تھی حیدر کا دل

گیا کہ کے

لگائے کہاں کوئی ایسا کام کوئی ایسا کام ہے تو

مارا شکل دیکھو اپنی اور سوچو کبھی کوئی نیکی

کی ہے تمنے شوہر کو تو تم خوش نہیں کر

سکتی وہ کہتے ساتھ گاڑی سے نکلا لائبا

رہ گئی اسنے تو کبھی سوچا نہیں تھا

اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی نہیں ہیں" وہ تورود ینے کو حیدر کا دل کیا قہقہے

لگائے۔

کہاں۔۔ کوئی ا! تمھارا۔۔ شکل دیکھواپنی اور سوچو کبھی کوئی نیکی ہے تم نے

شوہر کو تو تم خوش نہیں کر سکتی" وہ کہتے ساتھ گاڑی سے نکالا لائبہ فقرہ گئی

اسنے تو کبھی سوچا نہیں تھا اللہ اس سے راضی نہیں اسکی آنکھیں بھیگ گئیں

ہونٹ نکل آئے جنھیں وہ دبا کر رونے سے روک رہی حیدر نے اپنی ہنسی

روکی اور اسے گاڑی سے باہر کھینچ کر اپنی گاڑی کی

جانب بڑھ گیا

تم مانو یہ نہ مانو دماغ کی کمی تو تم میں ہے

وہ بڑبڑایا

episofe 37

گاڑی میں بیٹھا کر اور گاڑی شروع کر چکا تھا جبکہ

اب تک یہ سوچ رہی تھی کہ اللہ تعالیٰ اُسے راضی نہیں کہاں ہے۔ تمہارے
باپ کا گھر اُس نے پوچھا، 'آپکو تمیز نہیں ہے۔' بائباست میں سے نکل کے
جراغصے سے بولی، 'ٹھیک ہے، کہاں ہے میرے سسر کا گھر؟' اُس نے پھر
سے بات بدلی، 'البتہ شرارت آنکھوں میں پوری تھی۔' لائبانے گہرا سانس
بھرا اور کہا، 'آپ یہ بھی پوچھ سکتے ہیں کہ ہمارا گھر کہاں ہے۔' بولی، 'وہ تمہارا
گھر نہیں ہے، میں تمہیں گھسیٹ گھسیٹ کر تمہارے گھر لے جا کر چلا جاتا
ہوں۔' تم بھاگ بھاگ اپنے باپ کے گھر میں گھستی ہو، کتنی بڈھ ہو۔ تم و نفی
میں سر ہلانے لگا، اور اپنی باتوں کے زور میں لگا، 'اور آپ ہمیں وہاں لے جا
کر صرف جلیل ہی تو کرتے ہیں، یہ جتاتے ہیں کہ آپ کتنا کیار کھتے ہیں۔'
اُسے پچھلی بات یاد آئی، تو مدھم لہجے میں بولی، 'حیدر کو بھی اپنی بات یاد آگئی
تھی مگر وہ کل خود نہیں جانتا تھا۔' اُس چہرے پر وکیوں مر مٹا تھا اور اب اُسکو
چھوڑ کر ادھر اُدھر ہونا اُسکے بس کی بات نہیں تھی۔ اُسے یہ بتانا کہ وہ تو

عرصے سے اُسکا تھا شاید اِس سودائی کا غصہ نکالتا رہا تھا جو اُس نے اُن دونوں
کے درمیان ڈالی تھی، جبکہ جدائی لائبا سے زیادہ اُنکی قسمت نے ڈالی تھی۔

انکے درمیان اور اب بھی انا کے ہاتھوں مجبور ہوتے
وہ اور انکی قسمت نہیں ڈالتی بولا جب کیلا منہ سے نکالتی تھی راستہ
بتانے لگی تو اس پر تو کسی بات کا اثر نہیں
ہوتا تھا جبکہ وہ سوچ رہی تھی شاید وہ کچھ
کہے مگر وہ بہت ڈر تھا بالکل ویسا ہی
جیسا بچپن میں تھا وہ منہ بنا رہی تھی
جس کا مطلب تھا اور اسکے متعلق کوئی اچھی
بات تو نہیں سوچ رہی تھی اسکے لبوں کی تراش

میں مسکرا مسکار کہ

پہرے وہ ریڈی ہو ڈیل کے

لئے اس نے دوبارہ وہی موجودہ چھیدا کیسی ڈیل وسوالیہ نظروں سے اسے

دیکھنے

لگی کیوں اب تمہیں ریجیکٹ نہیں

کرنی وہ ڈرائیو کرتے اسے دیکھنے لگا جبک

اچانک ایک احساس سا ہوا جسکے تحت سگریٹ

کی خواہش نے اُسے بے چین سا کر

دیا ہم نے آپ کے ساتھ کوئی ڈیل نہیں کرنی

رائبا نے سر جھٹکا

اور ہوا سے اُڑتی اپنی ہی لٹ سے تنگ آکر

اُس نے کان کے پیچھے لٹ کو اُڑے دیا جبک

غصہ ابھی ناک پر

تھا جو وہ نکال تو پا نہیں رہی تھی البتہ

دکھا رہی دکھا ضرور رہی

تھی ی تو تم کچھ زیادہ نہیں ہراتی میرے

سامنے حیدر نے ایک ہاتھ سے اسٹیر نگ تھاما اور

دوسرے سے ڈیش ٹرے سے سگریٹ اُٹھا کر لبوں

میں دبالی

رائبا نے یہ کرتے اُسے دیکھا تھا جبک اب وو

رائٹر کی تلاش میں نکاح ڈھار ہا اور لائٹر

نیچے لائبا کے پاو میں پڑا تھا شاید وو

گر گیا تھا وہاں لائبا نے جلدی سے اُس

لائٹر پر اپنا جوتا رکھ دیا نہیں نظر

آئیگانہ وسموک کریگاوسکون سے بیٹھ

گئی اب یہ کہاں دفاہو گیا یہ لائٹر بھی تم

پر گیا ہے مجھے غصہ دلاءرہا ہے وہ

جھٹکے سے گاڑی روکتا بھڑک اُٹھا تھا اسکے

بھڑکنے سے لائبا

کچھ کنفیوز ہوئی اگر اُسے پتہ لگ گیا تو وہ

معلوم نہیں کیا کریں وہ ڈر بھی رہی

تھی ڈیل تو تمہیں کرنی پڑیگی ڈاکٹر وہ

"تو نے بس ہمیں تنگ کرنا ہے وہ، لگی

بھڑکی نہیں، بلکہ بلکہ نہیں، میں نے تو تمہیں

بہت ساری لڑکیوں کو تنگ کیا ہوا ہے، اور تمہاری سوچ ہے کیسے کیا

ہوا ہے، وہ دان نکالتا اُسے جلا رہا تھا

لائبا کی آنکھیں فیک گئیں شاید غصّے اور

بے بسی سے کہ وہ جتنا بچار اُسے تنگ کر لے

"وہ اس پر چیخ کر غصہ نکال ہی نہیں سکتی تھی۔ وہ دونوں

ٹانگیں سیٹ پر چڑھا کر خود بھی اعتراض میں بیٹھ گئی۔ حیدر کا

جاندار کہ کا نکلا۔ آو رونو کہا تو ہے ڈیل کر لو فائدے میں

رہو گی؟ بتائیں کیسی ڈیل و ہار مانتی؟ بولی ہاں، اب آئی ہو نا

لائن پر۔ وہ ایک ونک دیتا بولا ایکسیپٹ کرو میرا پراپوزل و

سنجیدگی سے بولا ہم نہیں کریں گے و جدی ہوئی حیدر نے

دانت پیسے اور اُسے گھوڑنے لگا جبکہ وکہ کر باہر دیکھنے لگی

ٹھیک ہے بغیر شادی کے میرے ساتھ نہ چاہتی ہو تو یہ

تمھاری مرضی ہے،میرے اندر اتنا اسٹامینا نہیں ہے،تمہارے

نخرے برداشت کروں۔ وہ بھڑک کر سیدھا ہوا اور گاڑی

اسٹارٹ کی رائیبا نے اسکی جانب دیکھا اور خاموش ہو گئی۔ اس

سے معافی ریڈرز آج میرا میٹو بہت زیادہ بول رہا ہے کیونکہ

کچھ دنوں سے میں نے اسے ٹائم نہیں دیا،نہیں اسلئے تھوڑا

راٹ ہو رہا ہے،تنگ کر رہا ہے بہت زیادہ۔ آپ اسکے وائس

کو پلیز انگور کر دیں

روشانے کے لیے یہ لمے کسی قیامت سے کم نہیں تھے کہ وہ سامنے کھڑا گھور

رہا تھااور وہ حق پر ہو کر اپنے لیے گواہی نہیں دے پا رہی تھی سیلاب کی طرح

آنسوں کا ریلا انسکی آنکھوں سے بہہ رہا تھا۔

جبکہ زریاب خاموشی سے اور قدرے سکون سے اسکے سامنے کھڑا اسے ہی

سامنے کھڑا اسے

دیکھ رہا تھا۔

اور روشانے کو اسکی خاموشی سے لگ رہا تھا اسکا دل پھٹ جائے گا۔اسکی ہچکی

کمرے میں گونجی اور زریاب کے قدم اسکی جانب بڑھے وہ گئی وہ اسے مارے

گا وہ یقینا اسے مارے گا۔۔۔وہ اسکا اعتبار نہیں کرے گا۔۔

وہ ڈر کر ایک قدم دور ہوئی۔۔

"جائے گا اسکی ہچکی کمرے میں گونجی اور جریاب کے قدم اسکی جانے بڑے

وہ سہم گئی وہ اسے مارے گا وہ یقیناً اسے مارے گا اسکا تبار نہیں کرے گا وہ ڈر کر

ایک قدم دور ہوئی جب وہ پہلے اتنی شکتی کرتا تو اب اب تو وہ مجرم بن گئی تھی

سب کے سامنے مگر وہ جرم جو اس نے کبھی کیا ہی نہیں اسکی سزا اسے سنائی گئی

جا رہی میں کچھ بولا نہیں جا رہا تھا آواز کہیں دب رہی تھی و مر رہی تھی اور وہ مر

جاتی اگر شاید اس بتان کا بوجھ اسکے نازک شانوں پر رہتا جار میں کچھ اس نے
ہمت کر کے بولنا چاہا تمہیں ہر لمحہ ایک بات سمجھائی تھی روشن خود سے اتنی
لاپروائی نہ برتو آتی کہ ہزار کے الفاظ جبک وہ ایک جاندار تھپڑ کی منتظر تھی
آنکھیں بند کیے اسے حیران کر کے وہ پٹ سے آنکھیں کھولی بھیگی پلکوں اور
حیران اور پریشان نظروں سے اسے دیکھنے لگی اتنی لاپروائی برت لی خود سے
وک جرا گصے سے بولا تھا میں نے کچھ نہیں کیا میں میں آپکی قسم کھاتی ہوں
میں میں ایسا کب میں تو آپ لوگوں کے سامنے جری آپ نے اسکے لبوں پر
اپنی بھاری انگلی رکھ کر اسے چپ ہونے کو کہا تھا معلوم ہے مجھے سب وہ اسکا
چہرہ تھام کر بولا اور نے کو لگا تپتی دھوپ میں اسے گھنے سائے در کی چھاو میں
ی سر آگئی ہو اور اسکے سینے میں اسکے سینے سے لگ گئی اور پھر اتنا روئی کہ جری
آپ سے سنبھالنا مشکل ہو گیا روشن وا سے سنبھالنا چاہ رہا تھا مگر وہ بکھر رہی
تھی اپنی گواہی دیتے دیتے وہ تھک گئی تھی اور اپنے ہی ماں باپ نے اسکو

قبول نہیں کیاس جری آپ سے بھی امید نہیں تھی لیکن اسکے یقین نے

رونے کو بھی کھیر دیاوہ فوٹ فوٹ کر تڑپ اٹھی وہ فوٹ فوٹ کر روتی تڑپ

اٹھی میں بے پردہ ہو گی جری میں سبکے سامنے بے پردہ ہو گی وجیسے خود عیاط

میں اتر گئی جری آپ کی نظریں سرخ تھ وہ بیٹھے چلی گئی اور وہ اسکے ساتھ-

ساتھ ہی بیڈ کے پاس نیچے کارپیٹ پر

ہ بیٹھتی چلی گئی اور وہ اسکے ساتھ ساتھ ہی بیڈ کے پاس۔۔نیچے کارپٹ

پر بیٹھ گیا۔

پہلے پہل اسے ویڈیوز دیکھ کر شدید غصہ چڑھا تھا اس لڑکی کی لاپرواہی پر۔۔

اور جب سویا نہ گیا تو بھڑک کر وہ کمرے سے باہر نکل آیا لون یں آیا قدموں

کی بے چینی ہی ایسی تھی کہ کوئی بھی

اور مقابل پھر حیدر تھا

لیتا

سنے زریاب کو غور سے دیکھا وہ لون میں ڈیڈ سے چھپ کر سگریٹ پی رہا تھا

زریاب مگر اندرونی انتشار میں اتنا مبتلہ تھا اسے کچھ کہہ نہیں سکا لٹا دل کیا اس

سے کھینچ کر خود بھی پی نے۔۔\

ہو۔ تم کیوں جلے پاؤ کی بلی کی طرح

اِدھر اُدھر منڈ لے رہے ہو؟"

"ہیدر نے سوال کر ہی لیا، 'مجھے سمجھ نہیں آتی، بھائی، میں اِس

لڑکی کا کیا کروں؟ وہ بھڑک کر

کرایا ہے نے سنجت سے اُسکی جانب دیکھا۔ وو

بینچ پر جہاں پھیل کے لیٹا تھا سیدھا ہو

گیا، اور سوالیہ نظروں سے دیکھنے لگا تو

جریاب نے اُسکے آگے موبائل تک کر دی موبائل

کر دیا جہاں ویڈیو زسی

گئیں کس نے بھیجی ہے یہ ماتھے پر تیوری ڈالے و

پہلا سوال کر چکا

تھا۔ مجھے کیا پتا لیکن جس نے بھی بھیجی ہے

آپ لاپ آپ لاپرواحی دیکھ رہے ہیں وہ بھڑک

رہا

تھا۔ ہیدر نے البتہ بھڑک کر اُسکی جانب دیگا

ثبوت کے بغیر بات مت کرو اور کسی کی کدار

کشی بھی نہ

کرنا سنجیدگی سے

بولا۔ "اسے زیادہ کس ثبوت کا اسے زیادہ

کس ثبوت کو دیکھنا چاہ رہے ہیں؟

آپ یہ بیکار ثبوت ہیں سب سے پہلے تو

یہ کیا یہ ہوا ہی تمہاری وجہ سے ہی ہے

اول تو روشنی تمہارے سامنے بڑھی ہوئی

تمہارے ساتھ رہتی ہے کیا تم اندھے ہو

تمہیں نظر نہیں آتا کہ وہ کہاں جاتی ہے

کس کے ساتھ ہوتی

ہے اور دوسرا تمہاری وجہ سے اُسکی

تصاویر اور ویڈیوز کو اِس طرح کھینچا گیا

اول کصور ور تو تم ہو

وغصے سے بول رہا تھا وہ نامور وکیل تھا

یہ سب باتیں عام تھیں اسکے لیے

پکڑنا زریعہ کو کسی میں انٹرسٹ اسکے

لیے پکڑنا زریعہ ایکدم خاموش رہ

گیا کیا تم نے کبھی رنے کو کسی میں

انٹرسٹڈ

پایا یہاں تک کہ میں نے تمہیں اسے

انٹرسٹ لیتے نہیں دیکھا اور تم ایک نمبر

کے کھوتے ہو ایک بات یاد رکھنا سر یا آپ

محبت کی اور تبار نہ کیا تو محبت

صرف جسمانی رہ جاتی ہے اور جسم

تمہیں کہیں بھی مل

جائے گا اسکے لیے خاندانی لڑکی کی ضرورت

نہیں بھائی جری آپ کو اسکے یہ الفاظ چھبے

دے بیت باری سے پہلے

سوچتے یہ تمہارے لیے یہ تمہارے پیچھے

کوئی ہے جو اسے تمہاری نظروں میں گندا کر

چاہ رہا

دیکھ کر وہ جیسے سکت رہ

گیا وہ خود کو اسکا مجرم تصویر کرنے لگا

تھا حیدر اسکے بعد کچھ نہیں بولا تھا شاید

وہ چاہتا تھا کہ جریان آپ خود

ست اور ہوا بھی ایسا ہی تھا کہ اس نے بابا کو

روپ ستی کا کہ

دیان کو سینے سے لگائے وہ یہ سب سوچ رہا

تھا جبکہ دوسری طرف شانیں اکدم لڑک کر اسکے

بازوں میں گر

گئی شاید وہ یہ سب سہ نہیں پا رہی

تھی میں اس شخص کو نہیں چھوڑونگا جس نے

روشی تمہیں تمہارا حجاب ہٹانا چاہا

ہے اسکے جردھ ہوتے چہر کو دیکھتا ایک جنون

کی میں

بولا چبک شانی اسکے پہلو میں ہوا کوئی بیٹھی

تھی اس سے بازو میں بھر کے اس نے لائب کو کال

ملائی

وہ اپنے گھر آئی تو اس کریب کھانے میں اسکا

دم گھٹنے

لگا اتنا سب کچھ کیا اسنے اسکے لیے کہ

جریان رخصتی کر لیتا نینے اسکی ساری بازی

پلٹ گئی

تھی وہ بھڑ ہی تھی بس نہیں جل رہا تھا نے کے

ٹکڑے کر کے چیل کو کھلا دے

اور اس غریبی سے نکل کے جریان آپکے پہلو

میں خود چلی

جائے اسنے بہت مشکل سے رسانی کی

تصاویر ایڈیٹ کروائی تھی اپنے سونے کی چین

بیچ دی جو واحد قیمتی چیز تھی اسکے

پاس اور اتنا پیسہ لگا کر بھی اسکے ہاتھ خالی

رہ گئے اسے لگ رہا تھا وہ کولو پر دہک اٹھی

ہو میں تمہیں زندہ نہیں چھوڑ ونگی نے

جریان آپ کی ہو ہی نہیں سکتی جریان آپ کی

مجھے ہی ہونا ہے اسنے جیسے بڑے جب سے

سوچااور گھر میں اٹھک پٹک اٹھا

دی جبکہ اسکی بوڑھی ماں خاموشی سے بیٹی کو

سوچااور گھر میں اٹھک پٹک اٹھادی جبکہ اسکی بوڑھی ماں خاموشی سے بیٹی کو

رات گئی گھر لوٹتے دیکھ رہی تھی جار بھائی کا فون ہے یااللہ خیر وہ جلدی سے

گھر میں داخل ہوئی تھی کال پک کر گئی تھی جر یہ پوشنے کو ہوش ملانے کا

طریقہ پوچھ رہا تھا جبکہ اس گھر کو تجاسے چپکے حیدر اس گر کو توجہ اسکی

آنکھوں میں کسی فلم کی طرح چلنے لگا اسکی نگاہ پوچھ میں کھڑی گاڑی کے پاس

کھڑی بائیک پر گئی اسکی ڈریم بائیک جینڈ گی کی پہلی بائیک جسکو چلانے کے

شوق میں معلوم نہیں کتنی بار جھوٹ بولے اسنے اور کتنی بار اپنی ڈانگی ٹوٹ

وائی اسکے پاس کئی بائیکس تھیں مگر آج تک اس بائیک جیسا مزا نہیں آیا وہ اس

بائیک پر ہاتھ پھیرنے لگا اور پھر اندر کی جانب چلا گیا ایک ایک منزل لوٹ آیا

تھا وہ سب یاد کر چکا تھا کچھ نہیں تھا جو ایسا نہ ہو کوئی گرا جو کھول نہ رہی ہو

یاداشت کے ریجوں پر ایک ایک منظر واج دیا تھا فون بند کر کے وہ فکر مندی
سے حیدر کو دیکھنے لگی روشنی بیہوش ہو گئی تھی اور بولی تو لہجہ بھیگ گیا سب
کے غم میں نہیں روتے اس نے سنجیدگی سے کہتے اسے پاس بلا یا لائے رانگی
سے اسکی انگلی کے اشارے کو دیکھ دیکھنے لگی آپ تو نکلے یہاں سے اور زرا توجہ
سے بولی میں سیریئس ہوں جتنا کھایا اتنا کرو و سنجیدگی سے سد لہجہ میں بولا مگر
وہ کچھ کہنے لگی تھی ف چپ ہو گئی اور اسکے سین چلتے وجھک بھی رہی تھی
پورے گھر میں ان دونوں کے علاوہ کوئی تیسرا نہیں تھا وو اسکے نزدیک آئی
نگاہیں خود بخود نے اسے حیدر نے اسکی جھونج کو نوٹ کیا اور اسے پاس بٹھالیا
وہ سر پٹاسی گئی اسکی قربت کی عادی نہیں تھی کہ اسکے پہلو میں سکون سے
بیٹھتی جب مسے نکاح کرتے ہوئے کوئی تکلیف نہیں تھی تور خصتی کرتے
ہوئے کیوں ہو رہی ہے وجیگی سے سوال کر رہا تھا اسکے جھکے ہوئے چہرے کو

دوانگلیوں کی مدد سے اوپر کیا ہمیں ڈر لگتا ہے لائبا بھیگی پلکوں سے اپنی سنہری آنکھوں کو اسکے چمکتے روشن چہرے کی طرف اٹھاتی بولی کس سے

حیدر نے اسکی چوڑائی کو نوٹ کیا اور اسے پاس بٹھالیا۔ وہ سر پٹاسی گئی، اسکی قربت کی عادی نہیں تھی کہ اسکے پہلو میں سکون سے بیٹھتی۔ جب مجسے نکاح کرتے ہوئے کوئی تکلیف نہیں تھی، تو رخصتی کرتے ہوئے کیوں ہو رہی ہے؟ وہ جیگی سے سوال کر رہا تھا۔ اسکے جھکے ہوئے چہرے کو دوانگلیوں کی مدد سے اوپر کیا، ہمیں ڈر لگتا ہے۔ لائبہ بھیگی پلکوں سے اپنی سنہری آنکھوں کو اسکے چمکتے روشن چہرے کی طرف اٹھاتی۔ بولی، "کس سے وہ سرد مہری سے بولا؟" اس نے اسے سچ بیان کر دیا، لیکن وہ خاموش رہا۔ اسکو اپنے گریفت سے آزاد کر دیا، حیدر نے۔ سے لائبا کو دور ہو گیا۔ ایک بار پھر اسکی جانب دیکھا، تھوڑا بے چین لگا، جس سے اپنا غصہ کنڑول کر رہا تھا۔ "ہو لائبا، اپنی پوری بات بتانا چاہتی تھی، لیکن وہ ادھوری میں ہی خاموش ہو گیا۔ تو خود بے

چینی سے نم پل کے لیے اسے دیکھ رہی تھی اور وہ ایکدم اٹھ گیا۔ "فیر تو میرا یہاں ہونا بیکار ہے۔ کہیں تم ڈر نہ جاؤ مجھ سے، تنہائی میں" وہ کہتے ہوئے ساتھ اٹھا اور باہر جانے لگا۔ "آپ ہمیں چھوڑ دیں گے، حیدر، کسی کے لئے بھی کیونکہ آپ ہم سے نفرت کرتے ہیں، آپ صرف ہمارے چہرے، یہ معلوم نہیں کس چیز سے اٹریکٹ ووبل کھا کر مڑا، اسکے منہ کے بل بتا رہے تھے کہ اس غصے کی شدت کتنی تھی، اس میں وہ سہم کر رہ اسے دیکھنے لگی۔ اگر میں نے تمہارے ساتھ یہی کرنا ہوتا، تو لیوا کو اپنی زندگی سے کبھی نہ نکالتا۔ تم مجھے ویسا ہی سمجھتی ہو، تم مجھے ویسا ہی سمجھتی ہو جیسے ڈیڈ سمجھتے ہیں۔ چلو، اچھا کیا وقت رہتے جیتا دیا کہ میں کیا ہوں۔" سپارٹ انداز میں کہتے ہوئے، وہ لمبے ڈنگ بڑھتا، وہاں سے نکل گیا۔ حیدر جب لائبا کو شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا اور وہ اسکے پیچھے لپکی اور رکتا کبھی نہیں وحیدر صحیح امید نہیں تھی کہ لائبا کبھی سنجیدگی سے اور اسکی عادت کو مد نظر رکھتے ہوئے کوئی فیصلہ لے

کیااسے دکھائی نہیں دیتا تھا کہ وہ کبھی سنجیدگی سے اوراپنی عادتوں کو مدِ

نظر رکھتے ہوئے کوئی فیصلہ کرے۔ کیااسے دکھائی نہیں دیتا تھا کہ اس نے

اسکے آنے کے بعد رشوت کواپنی زندگی سے کیسے نکال دیا،اسکے باوجود بھی؟

لائبااپنے باب کی طرح اوراُس سے ڈراُس ڈر کا شکار تھی۔جب سلار مرتضیٰ

نے کبھی حیدر پر بھروسہ نہیں کیاتووہ اُسکی محبوبہ سنبھالی کیوں کرتی؟وہ سر

جھٹکا کر وہاں سے نکل گئی۔جب اُس نے بھاگ کر اپنی جانی باتیں دیکھی،

لیکن بے تباہی سے اور جیت گئی۔اب کیوں وہ اسکے پاس آرہی تھی؟

لائبہ کو شدت سے اپنی غلطی محسوس ہوئی تھی۔یہ وہ اسکے روکتا کبھی نہیں وہ

حیدر تھا جسے یہ امید نہیں تھی ک

سنجیدگی سے اوراسکی اس عادت کو مد نظر رکھ کر کوئی فیصلہ کیااسے دیکھائی

نہیں دیتا تھا کہ اسنے اسکے آنے کے بعد کو کس طرح اپنی زندگی سے نکال دیا

اوراسکے باوجود بھی وہی کیطرح وہ اس ڈر کا شکار تھی جب سالار مرتضی نے

حیدر پر بھروسہ نہیں کیا تو اسکی چہیتی من پسند بہو کیوں کرتی وہ۔ تلخی

سے سر جھٹک کر وہاں سے نکال تھا جبکہ اسے بھاگ کر اپنی جانب آتے

دیکھا تھا۔۔

لیکن بے اعتباری سے وہ جتا گئی تھی اب کیوں اسکے پاس آ رہی تھی۔

سرخ آنچل سیزن نو۔ تانیہ طاہر ناول

قسط38

رات گزر گئی تھی وہ تھک ہار کر شاید ہو گئی تھی اور اچانک کمرے میں ہونے والے کھنکے کی آواز کھلی تو ر اسکی آنکھ قبیح نکلنے والے سورج کی پہلی کرن نے اسکی انکھوں کو ٹھیک طرح کھلنے نہیں دیا اس بے رحم سورج اور کمرے میں کسی کی موجودگی پر وہ ہوش میں آئی یہاں جب وہ آئی تو اسنے وصبح نکلنے والے سورج کی پہلی کرن نے اسکی انکھوں کو ٹھیک طرح کھلنے نہیں دیا اس بے رحم سورج اور کمرے میں

"کسی کی

موجودگی پر وہ ہوش میں آئی یہاں جب وہ آئی تو اپنے کچھ نہیں تھا وہ جانتی

تھی جب شادی ہی زبردستی کی تھی تو نبھا بھی نہیں ہو سکتا تھا

خاص

سوچا

وہ اٹھ کر بیٹھی تو کمرے کے سارے پردے ہٹے ہوئے تھے بیڈ پر سورج کی

روشنی آرہی تھی جو یقینا کسی کو بھی جھنجھلا

سکتی تھی اور سامنے وہ ڈریسنگ میں گھسا کچھ کر رہا تھا کسی دراز کو کھولتا اور چیخ

کر بند کرتا ہے۔۔۔

وہ سیدھی ہو گئی بے ساختہ خود ہی اٹھ کر اس کمرے میں آتی تیز دھوپ کو

دبیز پردے آگے کر کے۔۔ کمرے میں سورج کی دھوپ کو ختم کیا تھا اور

صارم کی جانب دیکھا جو پوری رات کمرے میں نہیں آیا تھا۔

وہ خاموشی سے خود پر سے زیورات اتارنے لگی تھی۔ جبکہ صارم نے غصے سے

اب چیزیں پھینکنا شروع کر دیں نور۔۔اسکی جانب دیکھنے لگی جواب بیڈ پر بیٹھ

چکا تھا۔

وہ کچھ کہہ نہیں سکتی تھی کیا کہتی۔۔کچھ کہنے کے لیے الفاظ کا ہونا ضروری

ہے اور اسکے پاس کوئی لفظ ایسا نہیں تھا۔وہ تو یہ بھی نہیں جانتی تھی کہ وہ کس

کو پسند کرتا جس کے لیے وہ بنا کسی لحاظ اور مروت کے اسکو کہہ گیا

تھا۔۔

کہ وہ اس سے شادی نہیں کرے گا اور پھر اچانک اپنے سر اٹھا کر نور کی جانب

دیکھا۔نور کچھ ڈر گئی اسکی آنکھوں میں بے حد سرخی تھی۔وہ اٹھا اور اسکے

نزدیک آ گیا نور کو لگا وہ دب گئی ہے

اسکے سامنے

اور صارم نے اسکا منہ جکڑ لیا یہ عمل بہت ترنت تھا وہ حق

ودق رہ گئی۔۔

کہا تھا نہ میں نے تمھیں کہ مجھ سے شادی نہ کرنا" دانت پیس کر وہ اسکے

جبڑے پر اپنی انگلیوں کی گرفت کو سخت تر کرتا پھنکارہ جبکہ نور تلملا اٹھی۔

ص۔۔صارم چ۔۔ چھوڑیں مجھے "اسنے درد کی کیفیت میں اسکا

ہاتھ ہٹانا چاہا۔بہت شوق ہے تمھارے باپ کو دوسروں پر اپنے فیصلے مسلط

کرنے کا۔۔۔بہت شوق تھا تمھیں میری زندگی میں آنے کا

چلو اپنی زندگی میں آنے کا انجام میں تمھیں دیکھاو جس کی گونج تمھیں اس

وقت سے سنوار ہا تھا جب یہ بات چھیڑی مجھے تم میں کوئی انٹرسٹ ہے اور نہ

ہی کمھاری اس شکل میں ایک بے کار لڑکی جس میں نہ ہی کوئی گلیمر اور نہ ہی

وہ خوبصورت ہے "ایکدم ہی اسنے اسے بیڈ پر

دھکیل دیا۔

ہے

اپنے لیے ایسے الفاظ سننا نور کے لیے حیرانگی کا باعث تھا وہ اسے شاکڈ

نظروں سے دیکھنے لگی

اور نہ ہی تم میں ایسی کوئی بات ہے کہ کوئی مرد تمھاری

جانب متوجہ ہو تم نے اپنے آپ کو دیکھا

ہے۔۔اور پھر

اپنے خاندان پر توجہ دو۔۔ کتنی لڑکیاں ہیں تمھارے خاندان میں اور تم۔۔ تم

تو اپنی ماں پر نہیں گئی اور تمھارے تھی باپ نے میرے گلے میں یہ ڈھول

ڈال دیا جسے بیٹنے کی ذمہ داری میرے ماں باپ نے دے دی۔۔

ھارا پاپ باخوبی جانتا تھا کہ تمھارے اندر کچھ بھی نہیں کوئی تمھاری طرف

متوجہ نہیں ہو گا۔۔ تبھی اسنے مجھے بلی کا بکرا بنا دیا۔۔ لیکن میں اسے بہت جلد

اسکی اس کوتاہی کا احساس دلا دوں گا مجھی تم اسکی مرضی سے میری زندگی کا

ف

فیصلہ نہیں ہونا تھا"

غصے سے دھاڑتے ہوئے وہ اسکی عزت نفس کی دھجیاں بکھیر گیا جبکہ نور

پلکیں بھی نہ جھپکا سکی لمحوں میں ایک رات کی دولہن کو۔۔اسنے یہ جیتا دیا تھا

کہ وہ دنیا کی بدصورت لڑکی ہے جو زبردستی اسکے ساتھ باندھی گئی ہے وہ

حیرانگی کے مارے اگلا سانس بھال نہیں کر سکی تھی زندگی میں آنے والا پہلا

مرد اور پہلے ہی موقعے پر اسے ریجیکٹ کر گیا اسکی نفی کر گیا۔۔۔

تو ایان کو اس میں کیا نظر آیا تھا جو وہ اس سے محبت کرنے

لگا تھا وہ مجھ نہیں سکی کچھ کہہ نہیں سکی جبکہ صارم کا بس نہیں چل رہا تھا۔۔

کچھ ایسا کر دے کہ نور ختم ہو جائے اور وہ دوبارہ آزاد ہو جائے اپنے اپنے گھر

والوں کے سامنے بھی سٹینڈ کیا تھا مگر کسی پر اسکی بات کا کوئی اثر نہیں ہو رہا تھا

کیونکہ ان سب نے مل کر اسکی زندگی میں اسکے آنے کا حتمی فیصلہ کر دیا تھا اور

نور سے شادی سے زیادہ اس بات پر اسے غصہ تھا کہ اسکی زندگی کا اتنا قیمتی

فیصلہ اسکی مرضی سے نہیں عارض کی مرضی سے ہوا تھا اور یہ عارض ہوتا

کون تھا اسکی زندگی کا فیصلہ کرنے والا

وہ

اسنے نور کو بیڈ پر دھکیلا اور اسکے دونوں ہاتھوں کو جکڑ

ہ سنبھل نہیں سکی تھی اسکے ایک حملے سے اگلا حیران کن حملہ تیار تھا۔۔۔

اچانک صارم کا جلتا ہوا لمس اسے اپنی گردن پر جا بجا بڑی نفرت سے پھیلتا

محسوس ہوا

۔۔

وہ تلملا سی گئی۔۔ایکدم اسے خود پر سے جھٹکا۔آنسو کا ایک ریلا آنکھوں سے

بہہ نکلا

جب میں اتنی ہی قابل نفرت ہوں تو مجھے چھونے کی کوشش

کریں صارم"۔۔وہ ہمت کرتی بولی اور بیڈ پر سے

اٹھنے

لگی

جبکہ صارم نے۔۔وہیں اسکی کلائی جکڑ کر اسے دوبارہ کھینچ کر ویسے ہی سیکیسے

پر سیخ دیا۔

کیوں

نھیں نہیں پتہ۔۔ تمھارے باپ نے تمھاری ماں کے شادی سے پہلے وہ بھی

ناپسندیدگی میں۔۔یہ سب کیا تھااور تم وہ ہی پیدائش ہو۔۔۔۔

تمھارے لیے

سب نیا نہیں ہے۔۔۔پھر کیوں اتنا پھڑ پھڑا رہی ہو طنزیہ نظروں سے اسے

دیکھتا اسکی گردن کو

وہکریں صارم"۔۔وہ ہمت کرتی بولی اور بیڈ پر سے

اٹھنی

اپنے مظبوط ہاتھ کی گرفت میں قید کرتا بولا۔۔صارم "نور کو لگا اسکی سانسیں رک جائیں گی پھسنی پھنسی آواز میں وہ اسکے جنگلی بین سے اسے بعض رکھنے کا بولنے

تم ہو تمھیں ویسے ہی ٹریٹ کیا جارہا ہے تمھاری شکل تو کسی دن مجھے پیار ہو ہی نہیں سکتا اب میری مرضی یہ گیم میں کیسے کھیلو تم میرے سامنے زبان چلانے کے بجائے پوری دنیا کے سامنے اپنی زبان کو یہ تو بند رکھو نہیں تو طلاق نامہ پکڑو اور نکلو یہاں ہے۔۔۔۔وہ پھنکارہ۔نور۔دم سادھ گئی وہ ڈر نہیں رہی تھی حیران سب کیا ہو رہا تھا اتنا شدید عمل اسنے نہیں سوچا تھا۔۔۔ صارم نے ہاتھ مار کر کمرے کی تمام لائٹس بجادیں اب دبیز پردوں سے چھن کر بالکل ہلکی سی روشنی کمرے میں !رہی تھی جبکہ لائٹس آف کرتے ہی وہ بنا اسکی پرواہ کیے کافی غصیلے اور جنونی انداز میں اسکی جانب بڑھا اور۔۔ اسکی عزت نفس کی دھجیاں اب حقیقی معنوں میں ادھیڑ رہا تھا یہ پھر وہ اپنے

ساتھ ہوئے عمل کا اس سے کچھ اس انداز میں بدلا لیے رہا تھا نور نے بے حد

مزاحمت کی تھی وہ اسکا کھیلونا نہیں تھی وہ غصے میں توڑ پھوڑ دیتا اپنے خود کو اسکی

گرفت سے نکالنا چاہا مزاحمت شدید تھی مگر صارم مرد تھا اور اسکے آگے وہ

زیادہ دیر دم نہیں مار سکتی تھی وہ چند ہی لمحوں میں بلکل اسکے رحم و کرم پر تھی

کمرے کی خاموشی میں صارم کا بھڑکتا جنون اور نور کی بے بس آواز کے سوا

کچھ نہیں تھا۔۔اور ٹی نویلی دولہن تھی نہ ہی کوئی شوق جملہ سننے کو ملا تھا نہ ہی

شرارت سے بھرپور اسکے دل کے تاروں کو چھیڑ دینے والا لمس نہ ہی

ھبراہٹ سے اسکے ہاتھ کانپے نہ ہی صارم کی نظروں نے اسے خود میں سمیٹنے

پر مجبور کیا الٹا اسے کڑوے جملوں میں یہ جتا دیا گیا کہ وہ ایک بد صورت لڑکی

ہے جس کی قربت میں چند لمسے لے کر وہ یہ جاننا چاہتا تھا کہ آیا اس میں کچھ

بھی دلچسپ ہے توہین کے احساس سے وہ جان ہو چکی تھی اور۔۔جب تک

اسکا دل کیا اسنے اپنی عضی جاری رکھی اور جب دل بھر گیا تو وہ معلوم نہیں

کب اس سے دور ہو گیا۔۔

نور ساکت نظروں سے چھت میں لگے فانوس کو دیکھ رہی

جس میں کوئی روشنی نہیں تھی وہ جانتی تھی وہ بھی جاگ رہا ہے کیونکہ کمرے

میں سیگریٹ کا دھواں پھیلا ہوا تھا۔ رسیگریٹ کے دھویں نے کمرے میں

ناگوار

اور

رہی کہتی میں ناگوار کی خوشبو پھیل

دوسری طرف وہ اسی جلسے میں ساکت پڑی تھی۔ کمرے میں کوئی آواز نہیں

تھی جب کہ کچھ دیر پہلے کسی نازک دل کی کرچیوں کی آواز بڑی واضح تھی

مگر اب چاروں سمت خاموشی چھا گئی۔۔ جیسے طوفان اکر تھم گیا ہو اور کچھ ہی

دیر میں اسے محسوس ہوا وہ اٹھ کھڑا ہوا ہے او کھینچ کر مارا تھا.

اسکے وجود کے

نور میں اتنی ہمت نہیں تھی۔۔وہ ہل بھی سکتی جبکہ واشروم اور پھر ڈریسنگ

روم میں جاچکا تھا۔ تھوڑی دیر بعد دوبارہ دروازہ کھلا

اور۔

وہ باہر نکلا اور قدم اسکی جانب اٹھائے اب کہ نور کی ہ آنکھوں کی پتلیوں میں

ہلکی سی جنبش ہوئی۔۔ تمھیں کہا تھا میں نے ایان سے ہی شادی کرلو کم از کم

وہ تمھیں جتاتا نہ کہ تم کیا ہو۔۔مجھے مجھے یہ نہیں آئی کہ تمھارے اندر اسے

دیکھا کیا یہاں تک کے تمھاری قربت میں تمھاری خوشبو میں تم میں کچھ بھی

خاص نہیں;اسکا گال

تھپتھپیا کر۔۔وہ بولا

چلو میں تمھاری یہ پریشانی حل کر دیتا ہوں۔۔;وہ بولا اور سکون سے بیٹھ گیا۔

۔وہ فریش ہو گیا تھا شاید۔۔۔رے خاندان کی لڑکیوں کو انگلیوں پر گنوا دیتا

ہوں کہ وہ کیا ہیں انھیں دیکھ کر کوئی بھی۔۔اپنے حواس کھودے تم نے بھی

لائبہ کو دیکھا ہے:۔اور ایکدم نور نے اسکی جانب چہرہ موڑ لیا وہ اسکی سمت

نہیں دیکھ رہا تھا وہ کس قدر حسین ہے چھونے سے کہیں میلی نہ ہو جائے

اسکی نظریں اسکی آنکھوں کا اٹھنا اسکا ڈر جانا اسکا اپنے آپ کو ہم کہہ کر مخاطب

کرنا اسے کبھی تم نے ڈاکٹر کوٹ میں

دیکھا ہے۔۔

دنیا کی حسین ترین لڑکیوں میں سے ایک ہے۔۔پھر گھوم کر تم خود کو دیکھو۔

:اپنے برا سا منہ بنایا۔کچھ نہیں ہے تم میں پیارا۔۔بہتر ہو گا تم میری زندگی

سے اب بھی خود ہی نکل جاؤ۔۔۔وہ جھٹکے سے اٹھا اور

کہہ کر وہ وہاں سے چلا گیا جبکہ کمرا لاک کر گیا تھا شاید وہ مہربانی کر گیا تھا۔۔

۔گھر کا کوئی شخص کمرے میں نہ آئے۔۔کیونکہ وہ اس حلیے میں نہیں تھی کہ

کوئی اسے یوں دیکھتا۔۔۔دوسری طرف نور۔۔کو لگا اسکا دل رو رہا ہے مگر

انکھوں ے آنسو کیوں نہیں آرہے۔۔۔

ایک لمے کے لیے بھی اسکی آنکھوں میں آنسو نہیں آئے جبکہ اسپر سے ایک

سانحہ ہو کر گزرا ہے اسے تو چلا چلا کر رونا چاہیے تھا۔

اپنے خود کو کبھی کم تر نہیں سمجھا تھا کبھی نہیں سوچا تھا کہ وہ ایک بد صورت

لڑکی ہے۔۔وہ بلکل آیت پر گئی تھی۔۔۔جبکہ عارض کا کہنا تھا وہ آیت سے

بھی زیادہ خوبصورت

ہے۔۔

اسکا شفاف چمکتا رنگ ہی دور سے دیکھنے والوں کو۔۔اپنی جانب متوجہ کر سکتا

تھا۔۔۔

جبکہ۔۔اسکے خوبصورت سنہری لمبے کمر

بال اور اسکا خوبصورت چور ہو کر پر پڑی تھی بھی ہیں۔ بھرپور

کسی سے کم نہیں لگی تھی

لائبہ

کو صارم پسند کرتا تھا لیکن لائبہ حیدر کے نکاح میں کون نہیں جانتا تھا یہ تو

۔۔۔پھر بھی وہ اسے پسند کرنے لگا تھا۔۔

، نظروں سے اب بھی چھت کو گھور رہی تھی اور معلوم نہیں خالی ذہن سے

اس فانوس کو کب تک اپنے گھورا اور تھوڑی دیر بعد وہ اٹھ کھڑی ہوئی۔۔

کمبل اسپر سے سرک کر نیچے گیر گیا اسنے اپنا دوپٹہ خود

لپیٹا اور اٹھ کر وہ۔واشروم کی جانب چلتی کہ اچانک آئینے پر نگاہ گئی۔۔اپنے

کمرے کی لائٹس کھول لیں اسکی گردن بازوں پر سیر خ نشان تھے۔۔

ناپسندیدگی کے اسکا رنگ بے حد گورا تھا تبھی نشانات کافی سے زیادہ ہی نظر آ

رہے تھے۔

وہ گھیرہ سانس اپنے اندر اترتی چہرہ دونوں ہاتھوں میں چھپا

کر بری طرح روتی چلی گئی۔۔شاید برداشت نہیں ہوا خود کو یوں دیکھ کر۔۔۔

اپنا آپ شاید دیکھا نہیں جا رہا تھا وہ روتی ہی چلی گئی یہاں تک کے اسکی آواز

بے حد ہو گئی اور کمرے کے دروازے پر دستک ہوئی۔

اپنے ایکدم اپنی آواز کو روکا اور دروازے کی سمت دیکھنے لگی اس میں ہمت

نہیں تھی اسکا حلیہ ایسا نہیں تھا کہ وہ کسی کے سامنے جاتی منہ پر ہاتھ رکھتی وہ

واشروم میں بند ہو گئی

زریاب ساری رات اسے اپنے بازؤں میں سمیٹ کر لیٹا

تھا۔

اور جب اسکی پلکوں میں ہلکی سی جنبش ہوئی تو وہ اسکی جانب متوجہ ہوا تمام

رات وہ سوچتا رہا کہ آخر کون تھا جو اسپر روشانے کو غلط ثابت کرنے پر تلا تھا

ایسا کون تھا۔

روشانے نے بھاری آنکھوں کے پپوٹے کھولے اور سیدھی نگاہ زریاب پر گئی۔۔

طبعیت ٹھیک ہے تمھاری؛ بڑی ہی چاہت سے اپنے اسکے چہرے پر ہاتھ رکھا تھا۔

اور نکلو یہاں سے۔۔۔وہ پھر

یہ گیم میں کیسے کھیلو تم میرے سامنے زبان چلانے کے بجائے پوری دنیا کے سامنے اپنی زبان کو یہ تو بند رکھو نہیں تو طلاق نامہ پکڑو

ناک مس کی اور اسکو اپنے سینے میں چھپالیا میں کسی کو اپنا منہ دیکھنے قابل نہیں رہی میرے بارے میں لوگ کیا سوچیں گے یہ سب وہ تپی زریاب لب دیا گیا وہ اسے تسلی دیتا رہا میں دیکھ لوں گا سب کو اسنے کہا۔ جبکہ روشانے نے تفی میں سر ہلایا۔

مگر کسی نے مجھ پر اعتبار نہیں کیا ممانے نہیں با۔۔ باش۔ شیری

شیری بڑے پاپا";وہ سسک اٹھی۔زریاب اسکا گال سہلاتا رہا۔۔

چلو اٹھو بہت ہو گی۔۔۔;۔

جانا زار میں نے میں ان سب کا سامنا نہیں کر سکتی میں جاؤں گی;اسنے اسے

اٹھانا چاہا مگر پھر بھی۔۔زریاب نہیں مانا اور زبردستی اسے واشروم میں

دھکیل دیا جبکہ روشانے خود کو بے حد تھکا ہوا محسوس کر رہی تھی۔روشنی بی

فاسٹ یار۔۔تم بہت سلو ہو;وہ بے زاریت سے یار۔بولا جبکہ وہ فریش ہو کر

باہر آئی تو وہ اسی کا ویٹ کر رہا تھا

روشانے

میں جیسے وہ طاقت رہی ہی نہیں تھی اسکے مسکرانے کا بھی کوئی اثر نہیں لیا اور

وہ دوبارہ جیسے تھک کر صوفے پر بیٹھ کل کا دن اسکی زندگی کا جتنا خوفناک دن

تھا وہ ٹوٹ کر بکھر گئی تھی اسنے چہرے پر ہاتھ رکھ لیا اور پھر سے رونے ہی

اور جب جب وہ رو رہی تھی زریاب خود بھی سلگ رہا تھا وہ اسکی در حقیقت حفاظت نہیں کر سکا۔

روشانے ;وہ اسکے نزدیک بیٹھ گیا

نہیں زار مجھ میں ہمت نہیں ہے نہیں ہے مجھ میں یہ ہمت۔۔۔مجھے لگ رہا ہے مجھے کچھ ہو جائے گا میں خود ک تصور نہیں کر پا رہی میں وہ تصاویر ک۔۔۔کوئی آپکے پاس س۔۔۔سکتا ہے سب۔۔کے پاس سب۔۔کے پاس بھیج سکتا ہے کسی نے نیٹ پر;وہ بلکل درست سوچ رہی تھی زریاب بھی کل سے اسی فکر میں تھا اسنے اسکے دونوں ہاتھ تھام لیے۔مجھے پر یقین ہے; اسنے نرمی سے اسکی رو رو کر سوچی ہوئی آنکھوں کی جانب دیکھا وہ سر اثبات میں ہلا گئی۔

-اب مزید کچھ نہیں ہو گا اور جس کے بھی یہ کیا ہے وہ بھاری ہر جانہ بھرے گا روشی۔۔۔ٹرسٹ کی میں تمھیں بے آبرو نہیں ہونے دو گا تم میری ہو۔۔ اور ہمیشہ میری عزت ہی رہو گی نہ ہی میری محبت میں کوئی کمی ہے تمھارے لیے اور نہ ہی اعتبار میں۔۔اور باقی سب نے جو دیکھا اسپر یقین کیا۔

میں خود دیکھ لوں گا۔۔اٹلیسٹ حیدر بھائی ہی اکیلے ہیں ان سب کے لیے تو وہ تو تمھارے سب سے بڑے حمایتی ہیں؛

وہ ہلکا سا ہنسا روشانے نے اسے غور سے دیکھا بھائی نے ہی آپکو اس بات پر یقین دلایا ہو گا کہ میں نہیں ہوں؛ وہ جیسے بے حد سنجیدگی سے پوچھنے لگی۔

زریاب نفی میں سر ہلانے لگا۔

مجھے تمھاری لاپرواہی پر غصہ آیا تھا کہ تم اتنی لاپرواہ کیوں ہو اپنے ارد گرد سے۔۔انھوں نے صرف مجھے یہ احساس دلایا

یہ سب میری وجہ سے ہوا ہے؛۔بولا اور جیسے قبول کرنے لگا کہ در حقیقت وہ مجرم ہے اسکا روشانے کبھی نہیں۔

کوئی مجھ پر ثابت کرنا چاہتا ہے کہ تم میرے قابل نہیں تم غلط لڑکی ہو انھوں نے بس یہ احساس دلایا ہے۔۔اور شاید یہ بلکل ٹھیک بھی ہے۔۔۔۔وہ بولا۔ روشانے بے ساختہ اسکے سینے پر سر رکھ گئی۔۔

زاراب کیا ہو گا سب ٹھیک کیسے ہو گا اگر کچھ اور؛۔ ھبرائی ہوئی تھی.

نہیں ہو گا کچھ بھی نہیں؛۔۔اہستگی سے وہ بولا اور اسکا گال سہلایا۔

حیدر صوفے پر بیٹھا۔۔کافی کا مگ ہاتھ میں لیے ٹیب میں معلوم نہیں کیا کر رہا تھا۔

اپنے گھر جانا چاہتا تھا لیکن زیمل کی نظریں اسے یہاں ھینچ لائیں اور اپنے سوچ لیا کہ کچھ عرصے صرف زیمل کے لیے وہ یہاں رہ لے گا۔

وہ سکون سے آدھا دن سو کر اب ٹیب میں کوئی کام کر رہا تھا اور تھوڑی حیرانگی یہ تھی کہ مرتضی ہاؤس والے آج اپنے کمروں سے نہیں نکلے تھے۔

زیمل نے حیدر کو صوفے پر بیٹھا دیکھا وہ اب موبائل اٹھا کر کال ڈائل کر رہا تھا کسی کو۔۔۔وہ بچپن میں بھی اپنا سارا سامان یوں ہی پھیلا کر سب سے انجان اپنی کسی نا کسی شیطانی کام میں مصروف رہتا تھا بے ساختہ ڈھیر سارا پیار آیا تھا زیمل کر اسپر اور وہ اسکے نزدیک آگئی اور جھک کر اسکی پیشانی چوم لی حیدر کے چہرے پر مسکراہٹ پھیل گئی۔وہ جانتا تھا اسکی ماں سب سے زیادہ خوش ہو گی۔۔۔حیدر نے کال بند کی..

جاری ہے

.....

Episode 39

حیدر نے کال بند کی اور زیمل کی جانب دیکھا۔ وہ کچھ اداس لگ رہی تھی ۔

خیریت مجھے دیکھنے کے باوجود بھی اداس۔۔ڈونٹ سے مام آپکو اپنا شوہر یاد آ رہا ہے جبکہ انھیں کے کمرے سے آپ نکلی ہیں وہ اپنے انداز میں

بلاتا بولا

شرم کرو حیدر بابا ہیں تمھارے ایسے بات کرتے ہو جیسے تمھارے ہم عمر ہوں۔۔زیمل نے ٹوکا جبکہ وہ شیانے آچکا گیا۔ لیکن زیمل اب بھی پریشان تھی۔۔

باپریشانی ہے وہ سنجیدگی سے پوچھنے لگا۔

یہ سب کچھ سمجھ

نہیں آرہا حیدر روشانے۔۔اتنی بڑی حرکت کیسے کر گئی

اور پھر زریاب نے رخصتی لے لی۔۔ مطلب۔۔۔وہ خود بھی جیسے کنفیوز تھی

اسکی جانب دیکھنے لگی حیدر نے لیپ ٹاپ اپنی ٹانگوں پر سے اتار کر ایکطرف

رکھا اور سیدھا ہو کر بیٹھ گیا۔۔ماں پلیز کومن سینس کا استعمال کریں

روشانے ہمارے سامنے پالی بڑھی ہے ہماری آنکھوں کے سامنے بڑی ہوئی

وہ اتنی لاپرواہ ہے کہ بھی زریاب کے ارد گرد نہیں پھٹکی۔۔اور آپ لوگ یہ

سوچے بیٹھیں ہیں یہ سب اپنے اتنے سکون سے کر دیا۔دنیا میں بہت کچھ ہوتا

ہے ایڈیس سے ساری سچویشن بدلی جاسکتی ہے آپ

لوگ بھی کمال ہیں بس اسی پر یقین کر لیتے ہیں جو نظر آتا ہے۔۔;۔حیدر

آپ نے وہ تصاویر دیکھی بھی ہیں;زیمل ذرا غصے سے بولی کہ اتنی بڑی بات

کو وہ کتنا نارملی سلجھا رہا ہے۔

مجھے دیکھنی ہی نہیں بات ٹرسٹ کی ہے جو مجھے ہے روشانے پر اور کیا آپ نے یہ نہیں سوچا کہ یہ آپکے بیٹے کی وجہ سے ہوا ہے وہ معصوم لڑکی سامنے بے آبرو ہو گئی آپکے بیٹے کی وجہ سے۔۔اور لکھوا کر رکھ لیں یہ آپکے بیٹے کا ہی کوئی نا کوئی گند ہے جو روشانے کو سہنا پڑ رہا ہے اور یہ اس لڑکی کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے الٹا اسکے ساتھ کھڑے ہونے بجائے سب ہی اسکے خلاف ہو گئے۔۔ کتنی فضول بات ہے; وہ بولا اور پھر سے لاپرواہ دیکھائی دینے لگا جبکہ زیمل پر سوچ ہو گئی وہ سچ کہہ رہا تھا کبھی بھی زریاب کے ارد گرد نہیں دیکھا تھا روشانے کو جو کہ اسکا جائز شوہر تھا پھر وہ کیسے نہ محرم کے ساتھ یہ سب کچھ کر سکتی تھی۔وہ سوچنے لگیں اور پہلے سے زیادہ متفکر سی ہو گئی حیدر البتہ ہنسنے لگا تھا۔زیمل نے خفگی سے اسکی جانب دیکھا۔۔

جب آپ کو ایسا لگتا تھا تو پہلے وقت میں کیوں نہیں بولے حیدر....

ہم سب نے روشانے پر بے یقینی دیکھائی کیسے۔۔وہ ہم سب سے بد گمان ہو گئی ہو گی

وہ بولیں جبکہ حیدر نے گھیرہ سانس بھرا۔۔ماں یہ تو آپ لوگوں کو سوچنا چاہیے۔۔میں کیا کر سکتا ہوں اب۔۔۔اور ویسے سے بھی یقین مانیے مجھے کسی کی

بھی مدد کا کوئی شوق نہیں۔۔۔۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھا زیمل نے نفی میں سر ہلایا۔۔بات چیت ہوتی ہے آپکی لائبہ

سے

زیمل نے موضوع بدلا

بدماغ لڑکی ہے وہ تو وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا

وہ سب سے اچھی ہیں اور آپکے ساتھ بھی بہت اچھی لگتی ہے

اور وہ ۔۔ ویسے بھی بہت معصوم اور بہت اچھی ہے حیدر بس

بہت ہو گیا ہے اب تمھاری بھی رخصتی ہو جانی چاہیے تو بہتر

ہے لائبہ کو منا لو: ۔ زیمل ذرا ڈپٹ کر بولی۔۔

شرط تو تمھارا پٹاہار ہی چکا ہے اب کیا کرے گا ایک لڑکی سے اپنا آپ منوا

نہیں سکا اور لڑکی بھی وہ جو نواب زادے کی اپنی بیوی ہے۔ سالار کی طنز

بھری آواز

پر وہ پلٹا۔۔

آپ تو نہ ہی بولیں مہربانی دل جلانے کے سوا آتا کیا ہے ڈیڈ آپکو: حیدر نے

غصے سے ہاتھ اٹھا کر کہا سالار ہنس

دیا۔

وہ باپ ہی کیا جو دل نہ جلائے ؛۔وہ مزے سے بولا تھا البتہ اسکے مزے حیدر

کو سخت زہر لگے۔۔

در حقیقت نہ آپ ہم سے بدلے لے رہے ہیں دادا نے آپکے

ساتھ یہ سب کیا اور آپ میرے ساتھ دوگنا زیادہ کر رہے ہیں لیکن یہ یاد

رکھیے گا میں شرطیں ہارتا نہیں اور جس کے پیچھے پڑ جاؤں بس پڑ جاتا ہوں۔وہ

چٹکی بجا کر انگلی دیکھاتا بولا تھا

ہاں ہاں بس بہت کوئی چیز ہو انوکھی تم پتہ ہے ؛مجھے

سالار نے لاپرواہی سے گردن ہلائی البتہ حیدر تو اڑ چکا تھا کیونکہ وہ اسے یہ

طعنہ دے چکا تھا کہ وہ لائبہ سے بات منوا نہیں سکا

وہ سنجیدگی سے سالار کو گھورنے لگا جبکہ زیمل نے بھی سالار کو گھورا۔۔

میں

ناشتہ بناتی ہوں آپ دونوں بنالڑے ناشتے کی ٹیبل پر آئیں ۔۔وہ کہہ کر ناشتہ

بنانے چلی گئ جبکہ حیدر

نے ٹائم دیکھا

دونج رہے تھے یقینالائبہ اس وقت ہاسپیٹل میں ہی

تھی

اسنے باپ کی جانب دیکھا جو اسے ہی دیکھ رہا تھا باقی

بدلے بعد کے تھے فلحال اسنے یہ شرط پوری کرنے کی ٹھان لی تھی اسکا باپ

اسے ہلکے میں لے رہا تھا انداز بلکل جلادینے والا تھا حیدر کی سنجیدہ شکل دیکھ

کر سالار کا قہقہہ ابھرا اور حیدر نے دانت پیس لیے۔۔۔قسم سے آپکو تو دیکھ

لوں گا میں۔۔وہ گردن ہلاتا

بولا۔

کہاں ؛ وہ اس سے پہلے باہر نکلتا سالار نے اسے روکا۔۔ آتا ہوں بس مام کو سنبھال لینا ؛ وہ آنکھ دباتا باہر بھاگا تھا۔

حالانکہ گھر کا سب سے بڑا بیٹا تھا اور انداز میں بھرپور شرارت تھی معلوم نہیں اب کیا کرنے جا رہا تھا حیدر کے نکلتے ہی زریاب بھی کمرے سے باہر نکل آیا

-زریاب کی جانب دیکھ کر۔۔ سالار مسکرا دیا ۔

کیسے ہو برخوردار باپ کو اتنا نارمل دیکھ کر زریاب تھوڑا چونکا روشانے تو ان سب کا سامنا نہیں کرنا چاہ رہی تھی۔

اور پھر اسے احساس خود ہی ہو گیا کہ یقیناً ان سب معملات کے پیچھے حیدر ہی ہے جس طرح اسنے۔زریاب کو نہ محسوس طریقے سے اپنے مخصوص لاپرواہ انداز میں احساس دلایا تھا کہ روشانے ایسا نہیں کر سکتی وہ باقی سب کو بھی دلا چکا ہو گا۔۔بابا میں بہت پریشان ہوں؛یار زریاب سر تھام کر بیٹھ گیا جبکہ سالار نے اسکا شانہ تھپتھپایا

یہ حالات زندگی کا

روشانے کی حفاظت،ہ ہیں۔۔تمھیں اپنے ساتھ ساتھ ہو گی اور اس کے ساتھ ساتھ

جس نے یہ سب کیا ہے۔۔اسے ایکسپوز کر کے ٹکڑے کر دینا۔۔۔یار سالار مرتضی کی بہو اور زریاب مرتضی کی

بیوی ہے وہ یہ احساس تمھیں خود ہونا چاہیے؛وہ بول رہا تھا اور زریاب سر ہلانے لگا۔

وہ بہت ہرٹ ہے؛۔۔اسنے باپ کی جانب دیکھا ہم سب نے شک کیا ہے

اس کھوتے زین کو بھی واپس بلایا ہے میں نے۔۔؛۔سالار بولا زریاب کو اچھا

لگا کہ جس ایشو کو سولو کرنے کے لیے اسے محنت کرنی پڑتی اسکا بھائی نہ

محسوس طریقے سے سب کے دلوں میں یہ بات ڈال گیا تھا وہ مسکرا دیا۔

۔آج ایونیگ کی کلاس تھی تبھی وہ لیکچر لینے کے لیے

کلاس میں داخل ہوئی اور عرشیہ نے ہاتھ ہلایا وہ دوسری رو میں بیٹھی تھی

لائبہ اسکے پاس جا کر بیٹھ گئی۔۔انکا لیکچر سٹارٹ ہوا ویسے تو دماغ حیدر کی

طرف لگا ہوا تھا۔

لیکن وہ پڑھنے پر دھیان دینے لگی تھی زبردستی ہی

سر جھکائے بیٹھی وہ لیکچر نوٹ کرنے لگی کہ اچانک ہی لیکچر کے دوران

دروازہ کھلا اور معلوم نہیں کون لڑکے تھے وہ جن کے ہاتھوں میں سرخ

گلاب تھے اور وہ گلاب کچھ اسطرح حسین تھا کہ ایسا رنگ گلاب کا اسنے کبھی

نہیں دیکھا تھا اتنا کھلا ہوا گلاب اسنے کبھی نہیں دیکھا تھا لمبی کلی جس پر چھوٹے چھوٹے ہرے پتے اور پورا کھلا ہوا گلاب بے حد حسین لگ رہا وہ نہیں جانتی تھی

یہ کس کے لیے ہے وہ مسکراتی نظروں سے ان حسین گلابوں کو دیکھنے لگی جو ایک کے بعد ایک لڑکا کلاس داخل ہوا انکے ہاتھوں میں انھیں گلاب کی کلیوں کے بکے تھے۔

کون ہیں آپ لوگ اور یہ کیا حرکت ہے ؛پرفیسر کے جھڑکنے پر ایک دم کلاس سمیت سب دم سادھ گئے البتہ ان لڑکوں کے چہروں پر جو مسکراہٹ تھی ان میں نہیں آئی اور ایکدم دروازہ کھلا اور لائبہ بے ساختہ کھڑی ہو گئی۔

بلیک پینٹ کوٹ میں بازو کہنیوں تک فولڈ کیے وہ بلیک گاگلز لگائے اندر آیا اور اس کے ہاتھ میں ایک گلاب تھا لائبہ کو دیکھ کر وہ مسکرایا.

اور وہ لڑکے رفتہ رفتہ اسکے بیچ کے پاس آئے اور وہ بہت اسکے بنچ پر رکھ

دیے۔۔دوسری طرف عرشیہ اپنی ہنسی روک رہی تھی کلاس کی ہر لڑکی اور

لڑکا مسکرا کر حیدر کو دیکھ رہے تھے جبکہ سر نے ایک نظر غصے

سے لائبہ کو اور پھر حیدر کو دیکھ ایکسکیوز میں۔۔۔۔آپ کو پتہ ہے یہ

کلاس۔۔;

اور حیدر نے اسکے منہ میں چاکلیٹ کا ٹکڑا دے دیا پر فیسر کا منہ بند ہو گیا۔

بزرگو تھوڑا حوصلہ رکھو نظر نہیں آرہا میں اپنی بیگم کو منانے آیا ہوں اور یہ

کٹ پٹ بعد میں بھی پڑھائی جا سکتی ہے

پلیز ڈونٹ ڈسرب م

سکون سے کہتے وہ

بنچ پر چڑھ کر بیٹھ گیا لائبہ ساکت کھڑی اسے دیکھ رہی تھی اور حیدر کے

کانفیڈنس سے جیسے سٹوڈنٹس

میں بھی حوصلہ آیا سب نے اسکے لیے تالیاں بجادی۔

حیدر ہنس دیا۔

وہ اسے مسکرا کر دیکھ رہا تھا لائبہ کا دل تیزی سے دھڑکنے کے ساتھ ساتھ

چہرے پر سرخی پھیل گئ۔ تمھاری شکایت کر دوں گا یہاں پڑھائی ہو رہی ہے

:۔پرفیسر سختی سے بولے حیدر نے سنجیدگی سے دیکھا۔۔

میں

بزرگوایک بات بتاؤ لائبہ نفی میں سر ہلانے لگی۔۔ جبکہ

حیدر کو کوئی فرق نہیں پڑتا تھا۔

تمھاری بیوی تمھارے گھر میں ہے مگر میری بیوی میرے گھر جانے کے لیے

تیار نہیں ہے اب میں اسے منا رہا ہوں تو پلیز تھوڑے دیر صبر کر کے

کھڑے رہو ورنہ بیرسٹر حیدر صرف ایک فائلز تیار کرے گا اور تم سلاخوں

کے پیچھے

ساری بقیہ زندگی قیدیوں کو بائیو پڑھا کر گزارو گے ویسے بھی

گنتی کے دن رہ گئے پیار سے کہہ رہا ہوں چپ ہو جاؤ ;

بیرسٹر حیدر مرتضی کے بارے میں کون نہیں جانتا تھا پرفیسر

ایکدم خاموش ہو گیا اور بحیدر کو علم گیا دھمکی کام آئی ہے وہ

لائبہ کی جانب متوجہ ہوا ۔ قصر جمپ لگا کر ڈیسک سے اترا اور

اسکے حیران و

ہو

پریشان چہرے کے عین سامنے آگیا

ول یو میری میں پلیز; اسنے وہ کلی اسکی جانب بڑھائے

اور-و

اپنی گھیری آواز میں وہ اس سے مخاطب تھا ساری کلاس نے تالیاں بجانا شروع

کر دی لائبہ کا چہرہ لال سرخ ہو رہا تھا اسنے کانپتے ہاتھوں سے وہ کلی پکڑ لی دل

خوشی سے پاگل سا ہو رہا تھا چہرہ کھل اٹھا تھا مگر اب بھی وہ کچھ نہیں بولی تھی

سر جھکائے کھڑی

رہی۔۔

جبکہ حیدر منتظر تھا

کیا کمی ہے یار مجھ میں ؛ ایکدم اسنے ساری کلاس کو

مخاطب کیا۔

ح۔۔۔ حیدر ؛۔ لائبہ کو اندازا تھا اگر وہ کچھ نہیں بولی تو وہ یہاں ایک ہنگامہ

کھڑا کر دے گا اور لوگ تو پہلے ہی بہت انجوائے کر رہے تھے

س۔۔ سوری سر ہم ہم معذرت چاہتے ہیں ؛ حیدر کا بازو اپنے کانپتے ہاتھوں

میں جکڑ کر وہ باہر کی جانب نکلنے لگی جبکہ پروفیسر بھی مسکرا دیے

بیٹا کمی تو کوئی بھی نہیں ہے; وہ بولے لائبہ تو شرمندہ ہی رہ گئی۔۔

دیکھا تم نے بزرگ بھی مجھ سے امپریس ہیں ایک ماہ سوائے تمھارے;

حیدر تو خوش ہو گیا اور لائبہ اسے لے کر کوریڈور میں آ گئی کوریڈور تقریبا خالی

تھا سب اپنی اپنی کلاس لے رہے تھے۔۔

حیدر کے اشارہ کرنے پر وہ لڑکے چلے گئے جو وہ کرائے کے لے کر آیا تھا اور

انھیں زبردست۔۔ڈریس پہنا کر پورا

ماحول بنایا تھا اور پھر وہ سیدھا چلتا گیا یہاں تک کے وہ گاڑی تک پہنچ گئے تھے

حیدر کی فار چنز کے پاس۔۔آپ آپ آپ پاگل ہیں۔وہ اب تک کانپ رہی

تھی۔

ہی

ابھی تو میں نے تمھیں چھوا نہیں تمھارے الفاظ لڑکھڑا گئے۔;۔گھیری

نظروں سے اسے دیکھتا وہ مسرور

سابولا۔

لائبہ سے پلکیں بھی اٹھ نہیں رہیں

تھیں۔

اچھا گاڑی میں بیٹھو یہ جگہ سازگار نہیں ذرا کھل کر بات چیت کریں گے ابھی

تو تم نے مجھ سے معافی بھی مانگی ہے؛ اسنے کہا۔۔

تو لائبہ اسکا چہرہ دیکھنے لگی جبکہ نفی میں بھی گردن ہلا رہی تھی وہ اسکے ساتھ

رہنے لگی تو وہ اسے بے چین کر دے گا شاید وہ سانس بھی لے سکے

بیٹھو بیٹھو؛۔۔ حیدر جبکہ گاڑی میں جمپ لگا کر سوار ہوا۔ اور وہ بے حد

خوبصورت لگ رہا تھا لائبہ کو لگا

پوری دنیا اسے اسکے ساتھ دیکھ رہی ہو وہ اسکی گاڑی میں سوار ہو گئی۔۔

چہرے پر مسکراہٹ بار بار آ رہی

تھی۔.

اسے لگا تھا کہ اسے منانا بہت مشکل ہو گا اور اسے یقین نہیں تھا وہ خود آ جائے

گا لیکن وہ خود سے اسکے پاس آ گیا تھا۔۔

اور لائبہ کا دل کیا اسے کہہ دے کہ وہ تو اسکی ہی تھی۔

اور ساری زندگی اسی کی رہے گی۔۔ وہ اپنے گھر کی جانب گاڑی گھما چکا تھا۔

جبکہ۔۔لائبہ بے حد نروس ہو رہی تھی.

اچانک اسنے گاڑی میں گانا چلا لیا شاید وہ خود بھی نہیں جانتا تھا کہ کون سا گانا

چل رہا تھا

کیا جانے تو میرے ارادے

لے جاؤں گا سانسیں۔۔۔۔چرا کے۔۔

کب سے

ادھوری۔۔۔

اور ایکدم لائبہ ہاتھ بڑھا کر گانا ہی بند کر دیا جبکہ گاڑی

میں حیدر کا بھرپور قہقہہ ابھرا تھا آپکے ساتھ نہیں جانا؛ وہ جلدی سے بولی اور

کہاں جاؤ گی؛ حیدر نے گھما کر ہوٹرن لیا تھا۔

لائبہ تو ہل ہی گئ۔ح... حید حیدر پلیز ابھی نہیں ابھی ابھی ہمیں گھر جانا ہے

اپنے وہ شاید بے حد گھبراہٹ کا شکار تھی۔۔ حیدر نے گاڑی روک لی۔۔

چند لمحے سٹیرنگ پر۔۔ بازو رکھے وہ اسے دیکھتا رہا۔۔ ٹھیک ہے۔۔۔۔ جیسے

تمھاری مرضی وہ کہہ کر گاڑی کو دوبارہ موڑ گیا تھا لائبہ اسکی فرمانبرداری پر

حیران ہی

تھی۔

کچھ ہی دیر میں اسنے افنان کے گھر کے آگئے فار چنز کو بریک لگائی اور لائبہ

جلدی سے گاڑی سے اتری جبکہ گاڑی کی پچھلی سیٹ پر۔۔ وہ پھول رکھے تھے

لائبہ رکی حیدر اسے ہی دیکھ رہا تھا اسنے رک کر وہ گلاب جو حیدر نے اسے دیا

تھاوہ اٹھالیا۔لیٹل گرل ول یو میری می وہ پھر سے پوچھنے لگا کچھ اسطرح کے

وہ گاڑی میں تھا جبکہ لائبہ باہر گھر بھاگ جانے کے لیے بے تاب تھی۔

وہ مڑی۔۔

حیدر کی چمکیلی نظروں نے اسی کا احاطہ کیا ہوا تھا اور لائبہ نے سر اثبات میں ہلا

دیا جبکہ وہ اسطرح سرد ہوئ تھی کہ بھاگ کر گھر کا دروازہ بند کر لیا۔حیدر

مسکرا دیا اور اس سے پہلے وہ گاڑی سٹارٹ کرتا اچانک اسکی نظر گاڑی کے

شیشے پر پڑی۔۔کوئ تھا جو فورا ہی ہٹا تھا۔

وہ باہر دیکھنے لگا۔۔

لیکن اب وہاں کوئ نہیں تھا.

پر سوچ لکیریں اسکی پیشانی پر پڑیں اور اسنے گاڑی گھمائ ۔

۔اذان سے کوئی رابطہ نہیں ہو رہا تھا اس دن کے بعد۔۔اور اسنے دوبارہ کرنا

بھی ضروری نہیں سمجھا نہ ہی وہ کمال کا اتا پتہ نکلوا رہا تھا تو وہ پاکستان میں

ہے مگر کس شہر میں ابھی وہ یہ پتہ کروا رہا تھا وہ گاڑی سٹارٹ کر کے آگے لے

گیا۔۔۔۔

نہ ہی نور اگلے دن گھر لوٹی اور نہ ہی اسنے کسی سے بات کی اور نہ ہی عارض کی

کال اٹینڈ کی جبکہ دوسری طرف اسکی ساس یعنی صارم کی ماں بے حد شرمندہ

تھی یہاں تک کے ان کے منہ سے ایک لفظ بھی نہیں نکلا تھا نور نے کسی سے

کچھ نہیں چھپایا اور البتہ سسر ہے حد غصے میں تھے صارم گھر ہی نہیں لوٹا تھا

اگر وہ

گھر لوٹتا تو کوئی اس سے بات کرتا وہ گھر نہیں آیا

تھا

دوسری طرف عارض اور آیت بہت پریشان تھے تبھی وہ نیچے اترا اور نور کی طرف جانے کا سوچا ناشتے کی رسم بھی ہونی تھی مگر نور فون نہیں اٹھا رہی تھی کبیر نے اسے بارہا سمجھایا کہ وہ مصروف ہو گی مگر عارض کا دل تسلی میں نہیں تھا تبھی اسنے ناشتہ خود لے جانے کا فیصلہ کیا گھر میں الگ ہی ماحول تھا۔۔ سالار زین کو کچھ سمجھا رہا تھا اور زین سر تھامے بیٹھا تھا۔

کہاں جا رہے ہو؛ سالار نے عارض کیطرف دیکھا۔ مجھے بس نور کی پریشانی ہو رہی ہے بھائی عارض بولا

کیسی پریشانی وہ اپنے سسرال میں ہے اور یہ کیا تم صبح صبح پہنچ جاؤ اسے اپنے سسرال میں اڈجیسٹ ہونے دو؛ سالار نے ڈپٹ دیا جبکہ کبیر بھی ہنس دیا ہی بات کب سے سمجھا رہا ہو مگر اسکے بھیجے میں بیٹھ نہیں رہی۔۔

۔

وہ فون بھی نہیں اٹھا رہی۔

ہو سکتا ہے مصروف ہو تمھیں الگ سے دورے پڑ رہے ہیں چپ چاپ:

سالار کی بات پر وہ بیٹھ تو گیا مگر بے چینی نے

اسے گھیرے میں لیا ہوا تھا زین اپنی جگہ سے اٹھا اور زریاب کے روم کی

جانب بڑھ

گیا زریاب بھی وہیں موجود تھا مگر اسنے روکا نہیں اچھا تھا سب کو اپنی غلطی کا

احساس ہو گیا تھا دروازہ لاک تھا زین نے کئی بار دروازہ بجایا مگر روشانے کچھ

نہیں بولی رمشہ تو رونے لگی تھی اسنے پہلی بار اسے اتنا مارا تھا

روشانے نے لاکھ ان سب کے دروازہ بجانے کے باوجود بھی دروازہ نہیں

کھولا تھا

اور شاید وہ جائز تھی حق پر تھی تھا

وہ رات گئے آفس سے اٹھا تھا کمال کوئٹہ میں جبکہ آج ایک عجیب واقع ہوا وہ نا

سمجھ نہیں تھا خاص کر تب جب اسکے ساتھ اتنے بڑے بڑے حادثے ہو

گئے ہوا چانک ہی اذان اسکے آفس میں داخل ہوا تھا اور

اسپر وہ بے حد برہم تھا کہ وہ کامل کے گھر اکیلا کسلیے اور کیا کرنے گیا تھا.

حیدر نے اسکی کسی بات کا جواب نہیں دیا البتہ خاموشی سے وہ

اسے دیکھنے لگا تھا ۔۔۔ اذان خود بھی سنبھالا شاید وہ اوور ری

ایکٹ کر رہا تھا حیدر نے البتہ اسے کچھ نہیں کہا اور کچھ دیر وہ

اس سے سرسری ذکر کر کے وہاں سے اٹھ گیا جبکہ اذان نے

بارہا اس سے

پوچھا کہ وہ کیا کرنے والا ہے جس کا حیدر نے فلحال

کوئی جواب نہیں دیا

وہ مرتضی ہاؤس نہیں جارہا تھا

وہ اپنے گھر کے لیے نکلا تو خیال لائبہ کا آیا اور جب لائبہ کا خیال آیا تو صبح والی

ہوئی حرکت یاد آگئی۔۔ کوئی تھا یہ اسکا وہم نہیں تھا کوئی تھا جو ایکدم اسکے

دیکھنے پر پیچھے ہٹا اسی سوچ میں وہ گھر تک گاڑی لے تو آیا لیکن اب گھر کے باہر

کھڑا وہ کسی گھیری سوچ تھا اور اچانک اسنے بڑی عجلت میں گاڑی کا رخ

موڑا اور گاڑی کی سپیڈ بڑھادی

گھڑی میں وقت دیکھا رات کے ڈیڈ بج رہے تھے۔اور تیزی سے گاڑی وہ

افنان کے گھر کی جانب۔۔ بڑھا گیا

گاڑی روکتے ہی اسکا شک حقیقت کی شکل اختیار کیے ہوئے تھا رات کے اس

اندھیرے میں کوئی دیوار پر چڑھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

حیدر نے گاڑی دور ہی پارک کی وہ کون تھا لائبہ کے گھر کیوں گھس رہا تھا صبح ہی وہ لائبہ کے گھر کے باہر تھا۔۔وہ ایکدم بھاگ کر اس شخص تک پہنچا اسکو پیچھے سے ہی جکڑا لیکن شاید وہ شخص چوکنا تھا اور۔۔اسنے حیدر کے سینے پر کھینچ کر لات ماری۔ حیدر دور جا گیرہ اور اٹھ کر ابھی وہ اسے دوبارہ پکڑتا کہ وہ آدمی بھاگ گیا۔۔ جبکہ حیدر نے ایک فائر بھی کیا تھا جو کہ اس آدمی کو لگا۔۔۔

مگر وہ آدمی رکے بنا گاڑی میں سوار ہو کر فرار ہو چکا تھا حیدر اسکا پیچھا کر سکتا تھا لیکن اس وقت اسے

لائبہ کی فکر تھی معلوم نہیں وہ اندر سے باہر آ رہا تھا یہ پھر اندر جانے کی کوشش کر رہا تھا۔۔۔

وہ عجلت میں دروازہ نہ کھولنے کا انتظار کیے وہی دیوار پھلانگ کر وہ اندر داخل

ہوا اور دوڑتا ہوا وہ اندر آیا اور لائبہ کا روم اوپری منزل میں تھا وہ تقریبا بھاگتا

ہوا اوپر پہنچا تھا دروازہ دھڑ سے کھولا۔

Episode 40

گولی اسکے بازو میں لگی تھی وہ تکلیف سے اپنا ہاتھ پکڑے

سامنے سے آتے دو آدمیوں کو دیکھنے لگا وہ تیزی سے دوڑ کر

اس تک پہنچے تھے ۔ اسکی ڈریسنگ وہیں کھڑے کھڑے ان لوگوں نے کی تھی اور پٹی اسکے بازو پر باندھ دی۔۔۔

اور پھر ایک آدمی نے اسکے ہاتھ میں موبائل تھمادیا۔کام ہوا؛دوسری طرف سے سوال کیا گیا۔ نہیں کام نہیں ہوا۔وہ بولا۔

کیوں نہیں ہوا تم چاہ کیا رہے ہو وہ میری گردن تک کھیرہ تنگ کردے ب تم حرکت میں آؤ گے اسکی محبوبہ کے سینے میں چھ گولیاں اتاروں اور قصہ ختم کر اس مجنوں کا۔میں نے تمھیں پیسہ اس لیے نہیں دیا کہ حیدر کو دن بادن میرے اور قریب لے آؤ؛ کمال چلایا جبکہ اذان نے کان پر سے موبائل ہٹا کر دیکھا۔

جب میں نے کام کا وعدہ کیا ہے تو تمھارا کام ہو بھی جائے گا فلمال اسے پر شک نہیں ہوا ہے مجھے تھوڑا سا وقت دو کام ہو جائے گا۔؛مجھے حیدر کی

یاداشت دوبارہ بلکل ختم چاہیے۔۔وہ میرے گھر میں اتر کر ساری ڈیٹیلز

جان چکا ہے میرے بارے میں اور میں جانتا ہوں وہ مجھے اپنی بدنامی کے

بدلے میں پھانسی تک پہنچادے گا میں اتنے دن چھپ کر نہیں بیٹھ سکتا جلد از

جلد کچھ کرو کوئی کیس میرے نام کا عدالت میں کھلنا نہیں چاہیے مجھے الیکشن

میں کھڑا ہوتا ہے۔; کمال بولا جبکہ اذان نے سر ہلایا۔اور کمال نے نکال کٹ

کر دی۔۔

وہ حیدر سے شدید نفرت کرتا تھا۔

اتنا کامیاب وکیل ہونے کے باوجود بھی وہ حیدر کی جگہ نہیں لے سکا

تھا۔۔۔

وہ جانے مانے وکیلوں میں شامل ہوتا تھا لیکن جب حیدر کے مقابل کھڑا ہوتا

تھا صرف ہارا اسکا مقدر بنتی تھی یہ بچی تھا اسکا سینس آف ہومر کافی اچھا تھا وہ

کھڑے کھڑے انسان کا ایکسرے کر لیتا تھا اور۔۔اسکی جیت اسکے سینئش

آف ہوم پر ہی تھی۔

رفتہ رفتہ اسکے اندر یہ آگ بھڑکتی چلی گئی اور حسد نے

بدلے پر اکسادیا جب اسے یہ اطلاع ملی ہے حیدر کی یاداشت پر فرق پڑا تو وہ

خوش ہوا تھا کسی نہ کسی طرح حیدر کو مات مل گئی تھی لیکن دوسرا ہاتھ کمال کا

تھا جس نے اسے ایک بھاری رقم دے کر اس بات پر اکسایا کہ وہ حیدر کو بلکل

ختم کر دے۔

نہ ہی وہ کبھی عدالت میں چھڑے اور نہ ہی اسے کبھی دوبارہ کیس لڑنے کا

لائیسنس ملے اذان نے معملات اپنے طریقے سے حل کرنا چاہے اور حیدر

کے لیے ہمدرد بن

گیا

حیدر صرف یہ جاننا چاہتا تھا کہ کمال کون ہے۔۔اور اذان صرف اسے ختم کرنا چاہتا تھا تاکہ اسکے مقابلے پر زندگی میں کبھی کوئ کھڑا نہ ہو سکے۔۔ لیکن حیدر کے سینس آف ہومر نے یہاں بھی اسے مات دے دی اور وہ کمال کے بارے میں خود ہی سب جان گیا۔۔۔

اور جاننے کے بعد ساری گیم کا کاسہ پلٹ چکا تھا۔اور اسکے بعد اذان کو حیدر کے نکاح کا علم ہوا۔اگلا قدم اسکے لیے لائبہ تھی بلاشبہ وہ ایک حسین لڑکی تھی جسے دوسری بار دیکھنے کے لیے وہ اس گھر میں چھلانگ لگانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن یہاں بھی بار کا سامنا ہوا اور حیدر پہنچ گیا اگر حیدر نہ آتا تو یقینا

وہ گھر کے اندر ہوتا اور اس ماہ جبیں کا چہرہ ایک نظر پھر سے دیکھ لیتا مگر وہ آ گیا اور اسپر گولی بھی چلائ وہ جانتا تھا حیدر ایک کمینا انسان ہے

...

نفرت سے سوچ کر اسنے سیٹ کی بیک پر ٹیک لگا لی .خون اب بھی بازو سے رس رہا ۔ اور اچانک آنکھیں بند کرتے ایک خیال اسکے ذہن میں تو وہ مسکرا دیا

آیا

وہ باخوبی جانتا تھا حیدر نے یہ ساری کہانی اپنی فیملی چھپائے ہوئی ہے اگر سالار کو پتہ چل جاتا ہے۔۔تو؟؟؟؟

مسکرا کر اسنے اپنے بازو میں اٹھتی ٹیس کو دیکھا اور ڈرائیور کو ہاسپیٹل کی جانب چلنے کا کہا۔

وہ گھیری نیند میں تھی اور اچانک ہی جیسے اسے کسی نے کھینچ کر سینے سے لگا لیا

تھا بازو کی گرفت اسکی نازک کمر پر کافی سخت تھی وہ ہوش میں آنے کی

کوشش کرنے لگی اور ایک خوشبو جو ہر وقت اسکے چار سو تھی وہ خوشبو

محسوس ہوئی۔ بے ساختگی

اسکے لبوں سے اسکا نام آزاد ہوا تھا

میں

حیدر; وہ پہچان کر اس سے اپنا آپ چھڑانے لگی مگر حیدر نے اسے نہیں چھوڑا

وہ اسکے بالوں میں انگلیاں پھنسائے اس تکیے کو گھور رہا تھا جس پر سے ابھی

اسے

کھینچا تھا

کون تھا وہ۔۔۔ کیا کمال کا کوئی آدمی

جب وہ پیچھے ہی پیچھے کمال کی ساری انفارمیشن نکلوا سکتا تھا تو کمال بھی بہت کچھ کر سکتا تھا لائبہ ہوش میں آ گئی اور پھر سے اس سے اپنا آپ چھڑانا چاہا۔ اور حیدر نے گرفت مزید تنگ کر لی.

بہت مشکلوں تمھیں میں

اب نہیں اب نہیں کھو سکتا، سے ملی ہو تم مجھے اگر میں نے پھر سے تمھیں کھو دیا

...

تو میں پہلے جیسا ہو جاؤں گا میں نہیں ہونا چاہتا . ویسا آبستگی سے بولتے اسنے اسے آزاد کیا لائبہ حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی.

وہ کچھ بولتی کہ حیدر نے اسکے لبوں پر اپنی بھاری انگلی رکھ کر کچھ بھی کہنے سے بعض رکھا تھا وہ اسکے چہرے کو بے تابی سے دیکھتا اسکا گال سہلا رہا تھا۔

لائبہ کچھ سمجھ نہیں سکی۔.

تمھیں نہیں لگنا ہماری رخصتی ضروری ہو گئی ہے ;وہ کچھ دیر اسکا گال سہلاتا رہا

اور پھر توقف سے بولا۔لائبہ نے جلدی سے نفی میں سر ہلا دیا. کیوں ;یوہ آی

بروآچکا کر پوچھنے لگا

آپ ہمیں پڑھنے نہیں دیں گے وہ مدھم لہجے میں بولی اور حیدر کا بے ساختہ

قہقہہ ابھرا.

باؤ سمارٹ بنی تم تو بہت ذہین ہو تبھی مجھ سے بچتی پھر رہی ہو چلو شکر ہے یہ

معمہ بھی حل کیا تم نے ;۔۔وہ اسکی ناک کھینچتا اسکے بستر پر چوڑا ہو کر پھیل

کر لیٹتا بولا

جبکہ لائبہ جلدی سے کھڑی ہو گی۔ باہر چوکیدار انکل ہیں وہ ہمارے بارے

میں کیا سوچیں

گے ;۔۔

دیوار پھلانگ کر آیا ہوں اس بوڑھے کو کچھ نہیں پتہ اونگھ رہا ہے بیٹھا ویسے
چوکیدار بھی کوئی تگڑا رکھتی یہ کیا کوئی گھر میں گھس آگیا اسکی نیند پوری نہیں
ہو وہ افسوس سے گردن ہلاتا اسکا نرم بلنکیٹ خود پر ڈال چکا تھا لائبہ کا دل
ایکدم دھڑکا.

آپ بیٹھ جائیں; وہ خود کو قابو میں کرتی بیڈ سے دور
کھڑی اسے ہی دیکھتی تھوڑا شرارت سے بولی. جو حکم; وہ ارد گرد چیزیں
دیکھنے میں مصروف تھا ایکدم سیدھا ہوا
لیکن ذرا میری جو فیس ہے وہ زیادہ ہے افورڈ کر لو گی; وہ ای بروآ چکا کر معنی
خیزی سے بولا تھا جسے وہ بیوقوف لڑکی سمجھ نہیں سکی اور نفی میں گردن ہلاتی
گھیرہ سانس بھر گی.

آپ کتنے بھوکے ہیں پیسوں پر بس پیسے چاہیے آپکو آپ نے روشانے کی مدد
نہیں کی پیسوں کے لیے اور ٹھیک ہے کتنے پیسے چاہیے آپکو

وہ سینے پر ہاتھ باندھتی سوال کرا ٹھی حیدر ہلکا سا مسکرایا.

کمبل بنایا کھڑا ہوا اور اسکی سمت آیا۔لانیہ ایک قدم دور ہوئی معلوم نہیں اسے

اتنی گھبراہٹ محسوس کیوں ہوتی تھی۔

وہ دور ہوئی حیدر اسکے نزدیک آگیا یہاں تک کے وہ صوفے سے ٹکرا کر

صوفے پر دھپ سے بیٹھی اور حیدر عین اسکے چہرے پر جھکا

اور۔۔ابستگی بلکل نرمی سے اسکے لبوں کر چھوا۔بس یہ ؛ خماری میں بہکا بہکا وہ

بولا تمھیں خود نہیں معلوم تمھاری قیمت پیسوں میں تولی

نہیں

جاسکتی ؛ نرمی سے اسکا گال سہلاتا وہ اسکے خشک ہوئے ہونٹوں کو ہی دیکھ رہی

تھا اور اسکی پتی ہوئی نظریں لائبہ کے دل میں طوفان برپا کر چکیں تھیں وہ

سینے پر ہاتھ رکھ کر اپنی سانسوں کی ناہمواری پر قابو پانے لگی اور حیدر بہک سا

گیااچانک اسکی اس ناہمواری کومزید دشواری میں ڈالنے کو وہ اسکی جانب جھکا

کہ لائبہ نے چہرہ موڑ لیا

اب..ابھی نہیں ؛۔وہ اہستگی سے بولی

وہ خود سے وعدہ کر چکی تھی وہ رخصتی سے پہلے حیدر کو خود کو چھونے نہیں

دے گی تبھی جلدی سے چھرہ موز گئی تھی.

حیدر نے چند لمحے اسکو غور سے دیکھا اور دور ہو گیا

ت کی پاکٹس میں ہاتھ ڈالے وہ اسے کنفیوز ہوتے

بچت کی!

چہرے کو دیکھ رہا تھا۔

اس وقت ایک نشے کیطرح اسکے ہونٹوں کی خواہش نے حیدر کے وجود میں

انگڑائی لی تھی جسے وہ سر نہیں کر

سکا۔

یہ لڑکی اتنی مشکل نہیں تھی جتنا مشکل بن رہی تھی۔

چند لمحے دیکھنے کے بعد وہ باہر نکل گیا

حیدر:۔لائبہ جلدی سے اسکے پیچھے لپکی۔وہ البتہ سیڑھیاں اترنے لگا تھا کہ

لائبہ نے اسکا بازو پکڑ

لیا

:

میں کنڑول نہیں کر سکوں گا مجھے چھیو مت ; سنجیدگی سے اسنے

یہ الفاظ کہے تھے لائبہ کے ہاتھ تھوڑے کانپ سے گئے ۔

.رخصتی کے بعد

ٹھیک ہے;۔۔وہ ایکدم بھڑکا اور لائبہ کو ذرا غصے سے دیکھا

لیکن یہ یاد رکھنا وہ رات تم پر بہت بھاری ہو گی تمھیں میرے ایک ایک لمحے کا

حساب جو دینا ہے تیار رہنا; اسنے کہا اور لائبہ کی تیز ہوتی سانسوں سے اپنی

نظروں کو چرا کر.

وہ جانے لگا۔۔

پھر ایک خیال آیا۔

یہاں لاونج میں تو آپکی نازک جان کو مجھ سے خطرہ نہیں تو میں یہاں سو سکتا

ہوں اتنی اندھیری اور کالی رات میں مجھے ڈر لگتا ہے; وہ آنکھوں میں شرارت

لیے ذرا معصومیت سے بولا

لائبہ ہنس دی لبوں پر ہاتھ رکھ لیا

آپ روم میں رک جائیں ایسے لاونج میں کیوں روکیں

میں تو کہہ رہا ہوں میں تمھارے کمرے میں رکتا ہوں تم بی اترا رہی ہو; وہ

جلدی سے دو سیڑھیاں پھر سے چڑھان نہیں; وہ ترنت بولی.

ی۔۔یہاں اور بھی کمرے ہیں نہ۔؛وہ بولی توحیدر نے طویل سانس لیا.....

معلوم نہیں جب ہم تم ایک کمرے میں بند ہوں اور چابی کھو جائے گی۔وہ

ایک ونک دیتا بولا جبکہ لائبہ اپنی مسکراہت روکتی

نیچے اتری اور نیچے رومز کو کھولنے لگی۔حیدر اسکے ساتھ ہی تھا...

ڈاکٹر میں تمھارے کمرے میں نہیں آسکتا تم تو میرے کمرے میں رک سکتی

ہو یہاں رک جاؤنی نی جگہ پر ڈر جاتا ہوں پھر ہینڈسم ہوں تو۔۔۔چڑیلیں

پیچھے پڑ گئیں

ہم چڑیلوں کو منہ توڑ دیں گے آپ اتنے معصوم نہ بنیں؛وہ ذرا گھور کر بولی

سہی بیویوں والے نکھرے ہیں بھی مگر بیویوں والے کام نہیں کرنے؛وہ بیڈ

پر دھپ سے گرتا بولا..لائبہ کچھ نہیں بولی۔

آپکو کچھ چاہیے ہو تو بتا دیجیے؛وہ جاتے ہوئے یلتی..آپ چاہیے ہو۔

وہ تکیوں کو بانہوں میں بھرتا بے باکی سے بولا جبکہ لائبہ جلدی سے بے شرم

کہہ کر وہاں سے بھاگ گئی تھی جبکہ حیدر مسکرا دیا۔

آج رات تو وہ کہیں نہیں جانے والا تھا کل وہ یہاں سکیورٹی کا انتظام خود کروا

دیتا.. وہ ساری رات جاگتا رہا تھا اول تو سونے کا دل نہیں تھا دوسرا.

وہ شاید اسکے بارے میں حد سے زیادہ وہمی ہو رہا تھا۔

اگلی صبح وہ جلدی سے اٹھ کر نیچے آئی اور ناشتہ بنانے لگی مدھم سی گنگنا بت

میں وہ اسکے لیے ناشتہ تیار کر

وہ شاید اسکے بارے میں حد سے زیادہ وہمی ہو رہا تھا۔

اگلی صبح وہ جلدی سے اٹھ کر نیچے آئی اور ناشتہ بنانے لگی مدھم سی گنگنا ہٹ

میں وہ اسکے لیے ناشتہ تیار کر رہی تھی اور جب ناشتہ تیار ہو گیا تو اسنے کمرے

کا دروازہ کھولا مگر حیدر کہیں نہیں تھا حیدر؛ اسنے پکارہ اور واشروم کا دروازہ

ناک کیا مگر وہ یہاں بھی نہیں تھا بے ساختہ اسکی آنکھیں بھیگ گی وہ اسے

کھونا نہیں چاہتا تھا اور ہر جگہ سے خود بھاگ جاتا تھا...

اسنے خود بھی پھر ناشتے کو نہیں چھوا اور ذرا غصے سے ہاسپٹل کے لیے نکل گیٔ.

البتہ ایک میسیج اسے ضرور کیا اور ساتھ ناشتے کی تصویر بھیج کر اب ہم سے

بات مت کرے گا لکھ کر وہ موبائل بی پاور آف کر گی.

جب اسے کوئی دل سے چاہنے لگتا تھا وہ وہاں سے یوں ہی فرار ہو جاتا تھا جبکہ

دوسروں پر اتنا اختیار چاہیے تھا کہ اسکی اجازت کے بنا لائیہ ہلے بھی نہ۔

وہ بھڑکتی ہوئی باسپینل چلی گیٔ.

دوسری طرف حیدر آفس میں بیٹھا تھا سکیورٹی کے لیے اسنے ایک ٹرسٹ

والے آفیسر کو کہا تھا.

اور لائبہ کے گھر کے گرد کیمروں کو حیدر کے موبائل سے اٹیچ کر دیا تھا.

وہ کیمرے حیدر کے موبائل سے بھی اٹیچ تھے اور وہاں سیول یونیفارم میں سکیورٹی بھی تھی نہ ہی اسے گھبراہٹ ہوتی کہ وہ اتنی سکیورٹی میں کیوں ہے نہ ہی وہ کچھ اور فیل کرتی تبھی اسنے ایسا کیا تھا البتہ وہ بلکل صبح صبح اسکے اٹھنے سے پہلے وہاں سے نکل آیا

تھا.

وہ آفس میں بیٹھا کوئٹہ میں کمال کے اڈریس کو ٹریس کرانے ہی تگ ودو میں تھا کہ دو میسیجز دیکھ کر لبوں کی تراش میں مسکراہٹ پھیل گئی اُسنے فوراً کال کرنا چاہی مگر موبائل پاوراف تھا.

آف اتنا غصہ... بنی ایک اہم کام تھا ورنہ ناشتہ کیے بنا وہ بھی اپنی پسند کا کبھی وہاں سے نہیں آتا؛ اسنے میسیج ٹائیپ کیا مگر جواب نادر تھا۔

ایک تو یہ روٹھتی بہت تھی بچپن میں تو ایسی نہیں تھی وہ ایک لمحے کے لیے سوچ میں پڑ گیا اور پھر وہاں بیٹھے شخص نے اسے یہ خوشخبری دی کہ کمال کا اڈریس ٹریس ہو چکا ہے وہ موبائل چھوڑا سکی جانب بڑھ گیا۔

عائشہ روشانے سے ملنے کے لیے..

گھر آئی تھی۔اور رمشہ کو اسکی آمد اچھی نہیں لگی جب شادی ختم ہو گئی تھی تو وہ لڑکی اب یہاں کیا کرنے آتی تھی..

عائشہ نے سب سے پہلے زریاب سے ہی حال احوال لیا اور روشانے کا پوچھا تو زریاب نے اس سوچ کے تحت کے دوست سے مل کر وہ نارمل ہو جائے گی اسے اپنے روم میں جانے کا کہا مگر رمشہ نے لوک دیا۔ کینے دو زارو وہ آرام کر رہی ہو گی

دوست سے مل کر وہ نارمل ہو جائے گی اسے اپنے روم میں جانے کا کہا مگر رمشہ نے ٹوک دیا۔

رہنے دو زارو وہ آرام کر رہی ہو گی۔

رمشہ بولی جبکہ عائشہ کا چہرہ حتق کے احساس سے سرخ ہوا

چچی زریاب کچھ کہتا کہ رمشہ نے نفی کی رہنے دو اور ویسے بھی تم دونوں تو جا رہے ہو ٹکٹس ہو گئیں وہ جان بوجھ کر بولیں عائشہ چونک کر ان دونوں کو دیکھنے لگی

جی بس ہو گئیں ہیں رات تک نکل جائیں گے ؛زریاب نے روشانے کا ذہن بنانے کے لیے اسے شمالی علاقے جات لے جانے کا پلین کیا تھا تاکہ وہ اس فیز سے نکلے۔ کیونکہ وہ بہت برٹ تھی گھر والوں کے رویے کی وجہ سے..

رمشہ نے مسکرا کر سر ہلایا۔

کہاں جا رہے ہیں آپ لوگ عائشہ بے دھیانی میں ذرا غصے سے بولی...

آپ سے مطلب بیٹا شادی تو ختم ہو گئی ہے آپ بھی اپنے گھر پر توجہ دو؛ رمشہ نے بڑے ہی روکھے لہجے میں کہا زریاب کچھ بولتا کہ رمشہ نے اسے چپ کرا دیا جاؤ۔ تم شاباش اپنی پیکینگ کرو؛ رمشہ نے کہا تو زریاب کچھ سوچ کر خاموش ہوتا وہاں سے چلا گیا اور رمشہ نے عائشہ کو بھی گھر سے چلے جانے کا کہا عائشہ مڑ مڑ کر اس کمرے کو دیکھتی جہاں زریاب گیا تھا

—

کب تک سوگ بنانا ہے تم نے زریاب اسکے پہلو میں گیر ایا رخصتی ہوئی ہے ہماری مجھے بلکل نہیں لگ رہا کہ اب تم ہمیشہ کے لیے میری ہو گئی ہو وہ شوخی وہ شرارتیں کتنا تمھیں پتہ ہے میں بور بوی اور تم؛۔۔ وہ بولا جبکہ روشانے نے اپنی نم آنکھوں کو صاف کیا۔۔

ہم یہاں سے کب جائیں گے؛ وہ سوال کرنے لگی بس آج رات وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔

گھٹتا

بس جلدی لے چلیں زار مجھے یہاں سے۔۔۔۔میرا دم ہے یہاں ;۔وہ بھیگے

لہجے میں بولتی پھر سے رونے لگی تھی زریاب دانت پیس گیا۔

اور. سر بلاتا وہ اٹھا جو پلین رات کے جانے کا تھا ارلی تکتس اسنے بک کرا لیں۔

اور جتنا جلدی ہو سکتا تھا وہ اسے وہاں سے لے کر اب خود بھی جانا چاہتا تھا۔

روشانے کی وجہ سے انکی زندگی میں رونق تھی اگر وہ بی غمزدہ رہتی تو کیا فائدہ

تھا۔

پورے دو دن بعد وہ گھر لوٹا۔۔اور سیدھا کمرے میں گھس گیا جبکہ۔۔

نورا اسکی والدہ کے ساتھ بیٹھی تھی

صارم ; وہ غصے سے بولیں

لیکن صارم جو شاید کسی کی پرواہ نہیں تھی آج سارا دن اسنے ہاسپیٹل میں لائبہ

کا انتظار کرتے گزار دی مگر لائبہ نے ایک لمحے کے لیے بھی اسکی جانب نہیں

دیکھا صرف اس لیے کہ اب وہ اسکی بہن کا شوہر تھا اور یہ بات اسے تیزاب

کی مانند لگ رہی تھی اسنے اپنے کپڑے

نورا سکی والدہ کے ساتھ بیٹھی تھی.

صارم; وہ غصے سے بولیں

لیکن صارم جو شاید کسی کی پرواہ نہیں تھی آج سارا دن اسنے ہاسپیٹل میں لائبہ

کا انتظار کرتے گزار دی مگر لائبہ نے ایک لمے کے لیے بھی اسکی جانب نہیں

دیکھا صرف اس لیے کہ اب وہ اسکی بہن کا شوہر تھا اور یہ بات اسے تیزاب

کی مانند لگ رہی تھی اسنے اپنے کپڑے

بیگ میں ٹھونسے اور۔۔

بیگ لے کر نیچے اترا۔

لمھوں کا بس یہ سفر تھا کہ وہ عین اسکے سامنے آ کھڑا ہوا۔

نورا اسی کی جانب دیکھ رہی تھی

صارم اپنے ہوش و حواس میں تمھیں طلاق دیتا ہوں نور عارض طلاق دیتا ہوں طلاق دیتا ہوں۔ تین لفظ جتنی آسانی سے وہ بول گیا تھا۔۔اتنے آسان تو یہ تین لفظ نہیں تھے۔

رکے وجود کو جہاں ایک جھٹکا لگا وہیں صارم کی والدہ کی چیخ نکلی تھی

صارم نہیں یہ کیا کہہ رہے ہو نہیں ایسا مت کہو رک جاؤ صارم ؛۔وہ چلائیں مگر وہ طلاق دے چکا تھا میں نے تمھیں آزاد کیا تم میری غلام بن کر زندگی گزارتی اس سے کہیں گناہ تھا بہتر میں تمھیں آزاد کر دوں میں تم پر تمھارے باپ کی نفرت مزید نہیں انڈیلنا چاہتا اپنے باپ کو یہ بتا دینا زبردستی کے رشتے کا انجام اس سے زیادہ کچھ نہیں اور شادی اس سے کرو جو تم سے محبت کرے..

وہ اسے باور کراتا سب کچھ ویسے ہی چھوڑ کر وہاں ملتا چلا گیا اور نور زمین پر ڈھے گئ۔

episode42

وہ پاؤں جھلاتا سیگریٹ نوشی میں مصروف تھا۔ حیدر ایک کمال کا کرپٹ بندہ ہے ; اپنے خود کی تعریف کمرے کی خاموشی فضا میں کی۔۔

کرپشن اور اور حیدر کچھ بہن بھائی سے لگتے ہیں۔ وہ اٹھ کر بیٹھ گیا۔ بھی دروازہ کھلا اور کھلتے ہی اس کی چیزیں زمین بوس ہوئیں سوری سالار انکل دیر ہو گئ در حقیقیت آج ایک ڈیمو ٹیچر تھا اور تھا بھی ڈاکٹر کامران کا کبھی دیر ہو گئ۔

حیدر اسکے جھکتے اور بولنے کے اتنے سے عرصے میں جھپ لگا کر اترا اور

جلدی سے کبرڈ کے پیچھے چھپ گیا لائبہ نے سر اٹھایا تو وہاں کوئی نہیں تھا

بہت بری بات ہے بیٹا آپ نے بہت انتظار کرایا ہے ; وہ سالار کی آواز نکال کر

بولا جبکہ لائبہ حیرانگی سے اسکی آواز سن رہی تھی مگر وہ دیکھائی نہیں

دے رہا تھا

انکل آپ کہاں ; میں ; وہ حیرانی سے ادھر ادھر جھانکنے لگی کیا مطلب ہے

کہاں میں چپ چاپ کھڑی رہو وہیں ; وہ بولا جبکہ لائبہ رک گئی سالار اسے

بھی ڈانٹ نہیں سکتا تھا

انکل ہم تو۔۔

چپ بس بہت بولتی ہو تم میرے بیٹے کا بھی یوں ہی جینا حرام کیا ہوا ہے کیسی

لڑکی ہو تم ایک لڑکے نے حسیں ہزار بار پرپوز کیا اور تم تم کیسا جواب دے کر

گئی بہت ناامید کیا ہے تم نے مجھے ؛ وہ گھڑی دیکھتا۔۔اپنی مرضی کی بانکتا جارہا تھا۔

مگر انھوں نے تو تمین بار کیا تھا ہزار بار نہیں۔وہ تم لہجے میں بولی۔۔ نہیں تو تم کون سا چور پری ہو جسے میرا بیٹا ہزار بار پرپوز کرے لڑکیوں کی کوئی کمی بھی نہیں تھی اسے بس دل آئے گدھی پر پری کیا چیز ہے ؛۔۔وہ افسوس سے بولا۔

انکل ؛ لائب بہ کورونا آنے لگا

کیا انگل۔۔۔وہ بھیڑ کا

آپ ہمیں ڈانٹ رہیں ہیں وہ اب کہ رونے لگی۔۔

بس چپ ہر وقت رونے لگ جاتی ہو ایکدم بے کار لڑکی ہو بیوقوف ید دماغ ۔۔دماغ کی جگہ شاپر رکھا ہے وہ بھی خالی مجھے تو دکھ ہے اپنے بیٹے پر آخر میں نے اسے کس لڑکی کے ساتھ باندھ دیا ؛ وہ مزے سے بولتا

جارہا تھا

جبکہ لائبہ رونے لگ گئی سالار یہ سب اسے کیسے کہہ سکتا تھا وہ اسکے بارے

میں ایسا سوچتا تھا۔

پھر اب ہم کیا کریں؛ وہ جانا چاہتی تھی کہ آیا کہ وہ بس اسے ڈانٹنے ایا

تھا

جبکہ حیدر کا دل باغ باغ ہو گیا تھا۔

میں چاہتا ہوں کیا کرو۔۔بھاگ کر آؤ اور سینے سے لگ جاؤ؛ وہ سکون سے۔

کبرڈ کے پیچھے سے نکلا اور لائبہ اسے دیکھ کر حیران رہ گئی۔

جبکہ حیدر کا دل باغ باغ ہو گیا تھا۔

میں چاہتا ہوں کیا کرو۔۔بھاگ کر آؤ اور سینے سے لگ جاؤ؛ وہ سکون سے

کبرڈ کے پیچھے سے نکلا اور لائبہ اسے دیکھ کر حیران رہ گئی۔وہ اتنی دیر سے

اسے بیوقوف بنارہا تھااور اتناسب کچھ اپنے اسے سنا بھی دیالائیہ نے آنسو

صاف کیے اور اسکی جانب دیکھا

اوہ چھوٹا ہے بی تو رونے لگا; وہ اسکے نزدیک آیااور۔۔اسکا گال کھینچا۔۔۔ جبکہ

وہ جو پہلے سے ہی ناراض تھی اور اسکی گوہر فیشانیاں سن کر مزید ناراض ہو

چکی تھی وہ اسکو کچھ کہے بنا جانے لگی

جبکہ حیدر نے اسکی کلائی تمام نی۔

کیوں ناراض ہوتی ہو تم مجھ سے اتنا۔۔۔میں مصروف سا بندہ ہوں میرے

وقت نہیں ہے تمھیں بار بار اگر مناؤ; اچانک کہتے ہوئے اپنے اسے آہستگی

سے اپنی جانب کھینچا اور اسکی پشت اپنے سینے سے لگا کر اسکے شانے پر

تھوڑی نکالی

ہم آپ سے بات نہیں کر رہے۔۔آپ بہت بڑے ڈرامے باز ہیں; وہ ھے

سے بولتی اس سے دور ہوئی۔۔

دیکھو یہ بات تو تمھیں بچپن سے پتہ ہے پھر کیوں اب تمھیں تکلیف ہو رہی ہے۔;۔وہ دانت دیکھاتا بولا۔

آپکو شرم نہیں آئی۔۔یہاں پر کتنے لوگ ہیں جو آپکو بھی جانتے ہیں اور ہمیں بھی سب ہمارے بارے میں میں کیا سوچے گے;۔۔وہ اس سے دور بہت کر کھڑی ہو گئی جبکہ کھیرہ سانس بھرتا پیشنٹ بیڈ پر پھر سے ڈھے گیا۔

میں نے تو تمام سے محبت کی کہانی اس ہسپتال کی دیواروں پر لکھی ہوئی ہے یہاں سب جانتے ہیں میں تمھارا عاشق ہوں آوارہ لڑکی;۔۔وہ آنکھ دبا کر بولا جبکہ۔۔لائبہ کا چہرہ بے ساختہ سرخ ہو گیا۔

عاشق اور شوہر ہونے میں بہت فرق ہوتا ہے کوئی نہیں جانتا آپ ہمارے ہیں۔وہ کچھ بے ترتیب کی ہوتی دھڑکنوں کو سنبھالتی پھر سے آنکھیں دیکھائی بولی کیونکہ وہ اسے ٹریپ کرنے کے اور اپنے جال میں پھنسانے کے ہر حربے سے واقف تھا۔

تو کہہ تو رہا ہوں شادی کر لو۔۔ تم خود نہیں مان رہی; وہ سکون سے

مان ہی وہ سکون. ہوتا۔۔ سیگریٹ کا کش بھر گیا۔

لائبہ نے سینے پر ہاتھ باندھ لیا۔

اور کس طرح ہاں کہیں اب ہم کہہ تو دیا ہے ہم نے۔۔۔

وہ عابر سی آئی۔ماواقعی۔ویسے کب تین بار تمھیں پرپوز کیا ایک بار بھی

تمھارے منہ نہیں پھوٹا۔۔آئی لو یو حیدر ہم تو آپ سے شادی کرنے کے

لیے بچپن سے بے چین ہیں۔۔۔وہ لائبہ کی نقل اتارنے لگا جبکہ لائبہ جنس

دی۔

یہ کافی چیپ ہے ہم ایسی باتیں نہیں کرتے شرم وحیا سے واقف ہیں اور آپ

اپنے کام سے کام رکھیں ناراض ہیں ہم آپ سے۔۔۔بلاوجہ ہمارا وقت ضائع

کر رہے ہیں

وہ بولی اور پھر سے جانے لگی.

اوکے اوکے بات سنو یار سیریلی مجھے کام تھا ورنہ تمھارے سے زیادہ کچھ

ضائع کر رہے ہیں ." وہ بولی اور پھر سے جانے لگی ۔ او کے

اوکے بات سنو یار سیریلی مجھے کام تھا ورنہ تمھارے سے زیادہ

کچھ اہم نہیں" ۔۔ وہ اسکے ہاتھ تھامتا بولا جھوٹ " وہ بے

یقینی سے بولی تھی حیدر کو لائبہ کبھی اہم نہیں تھی ہاں البتہ

لائبہ کو حیدر ہمیشہ سے اہم تھا ۔۔۔

حیدر شانے آچکا گیا۔ہم اظہار کریں تو وہ جھوٹ کہتے ہیں۔۔"۔وہ نفی میں

سر ہلانے لگا۔

آپ جائیں یہاں ہے۔۔لوگ باتیں بنائے گئے "۔۔لائبہ بولی اسے احساس تھا وہ بہت دیر سے اندر تھی۔

رشوت دی ہے تمھارے ہاسپٹل والوں کو۔۔ اسے ہنر کہتے ہیں ہاتھ کی

صفائی کا ۔

اپنی ویز۔بکواس بند کرو بہت بولتی ہو روشانے اور زریاب گھومنے پھیرنے چل رہے ہیں کیا خیال ہے چلو گی میرے ساتھ "دھر آئی بروآچکا کر بولا۔

لائبہ نے ٹکا سا جواب دیا جبکہ وہ گھیرہ سانس بھر گیا۔ کبھی نہیں"۔ لگتا نہیں تھا تم اتنی بڑی پھلجڑی ہو یعنی رخصتی کے بعد ہی ہاتھ لگو گی

جی ہاں" وہ مسکراہٹ دیا گی۔۔ جبکہ حیدر نے مڑ کر اسے دیکھا تھا۔اور مسکرا دیا۔ چلتا ہوں"۔

کہہ کر اپنے ایک سفید گلاب اسکی جانب بڑھایا تھا اور لائبہ وہ سفید گلاب دیکھ کر ایکدم پریشان اسی ہو گی۔۔ و۔۔ ہم یہ نہیں لیں گے" ۔۔ وہ جلدی سے بولتی اسکے ہاتھ سے کھینچ کر زمین پر پھینک چکی تھی۔

زمین پر پھینک چکی تھی۔۔لائبہ "پہلی بار اور برسوں بعد اپنے اسے اسکے نام سے پکارہ وہ حیران تھا اسکے ری ایکشن پر۔۔

یہ سفید گلاب ہجر کی علامت ہے حیدر بابا نے ہمیشہ ماما کو سفید گلاب دیا اور اور وہ الگ ہو گئے انکا ساتھ کتنا مختصر ہو گیا ہم ۔ ہمیں سرخ گلاب دیا کریں۔ ہم۔۔ آپ سے " وہ بے دھیانی میں بولتی جا رہی تھی جبکہ آنکھیں بھیگ چلیں تھیں

حیدر نے ہاتھ بڑھا کر اسکا چہرہ تھاما اور اسے سینے سے لگا لیا ریلکس ۔۔۔ "وہ نرمی سے بولا اور ۔ یہ اسکے ریشمی بالوں میں ہاتھ چلانے لگا۔ لائبہ کو جبکہ کچھ ہی دیر میں اپنی غلطی کا احساس ہوا تو جلدی سے دور ہوئی۔۔

حیدر نے مسکراہٹ سمیٹ لی۔ تمھیں پتہ ہے کتنا بڑا جرم کر رہی ہو اللہ تعالیٰ بھی ایسے لوگوں سے راضی نہیں ہوتا جی نہیں ہم جانتے "۔۔وہ وہ پھر پھر

سے اسے چلانے لگا۔ہیں اللہ تعالی ہم سے راضی پڑھتے ہیں وہ وہ فخر سے۔وہ ہیں کیونکہ ہم بتانے گئی۔یہ ساری نمازیں واہ اور شوہر کے حقوق کا کوئی خیال ایسی نمازیں بھی قبول نہیں ہوتی محترمہ۔۔لائبہ اسے حیرانگی سے دیکھنے لگی جھوٹ بول رہے ہیں۔"وہ گھبراتی ہوئی بولی۔۔لو بھلا میں نے بھی جھوٹ بولا ہے۔"۔

استغفر اللہ"

لائیہ نے کانوں کو ہاتھ لگایا جبکہ حیدر اپنی مسکراہٹ روک گیا۔اب اگر تم مجھے ایسی حرکتیں کر کے روکو گی تو میں۔۔کچھ کر گزروں گا۔۔وہ دلکشی سے

اسے اوپر.

جبکہ لائبہ نے دو قدم اور دور کیے وہ تک تکتا بولا۔ مسکرا دیا اور اسکا گال تھپتھپا کر باہر نکل گیا۔۔۔

جبکہ وہ ہوا دیکھ رہی ؟ ہوئی وہ گزیر رہا تھا تو ۔۔ کئی لوگوں کی نظریں امپر و پیچھے ہی کھڑی اسکو جا جاتا لڑکیاں زیادہ تھی جو اس کی جانب دیکھ رہی تھی اسے تھوڑی الجھن بھی تھی اور ان میں سے جبکہ حیدر کی شاید کال آگئ تھی اور اسنے وہ کال اٹینڈ کی اور وہ تیزی سے باہر کی جانب بڑھ رہا تھا کہ ' ۔

اچانک ایک زوردار تصادم ہوا۔۔۔یہ ہوا تو مقابل کھڑی لڑکی سے تھا لیکن پورے زور شور سے لائبہ کے وجود کو جھٹکا لگا تھا۔وہ آنکھیں پھیلائے دم

سادے ایک عجیب کیفیت میں گھیری اس لڑکی کو دیکھ۔رہی تھی جس سے

حیدر کرایا تھا۔۔

وہ عالیا تھی لائبہ کو ایسا محسوس ہوا جیسے پورے جسم کی رگوں میں خون کی

گردش نے مدت سی پکڑی ہو۔۔۔ہاتھوں کی لرزش کو ایک نظر دیکھ کر.

اپنے دوبارہ اس منظر کو دیکھا

سوری " وہ زرا لاپرواہی سے بولا اور وہاں روکے بنا ہی وہاں

سے نکلتا چلا گیا جبکہ عالیا خاموش کھڑی اسے دیکھ رہی تھی ۔

لائبہ کے اندر ر اتنی ہمت نہیں تھی وہ باہر نکل سکے اسکا سامنا کر سکے۔۔

چھپ گئی یہ کیفیت نہ سمجھ آنے والی تھی خوف کانپنے اور وحشت سے وہ۔ انی الجھی میں

اور اسکے بعد جب تک عالیا وہاں سے چلی نہیں گئی تب تک لائبہ اس کمرے،سے باہر نہیں نکلی ۔

ہاں کیامسلہ ہے تمھارے ساتھ کہاں مر گئے ہو"۔۔ایسے کافی دنوں بعد غصے میں دیکھا تھا روشانے ابھی سو کر اٹھی تھی۔ تمھیں میں پاگل نظر آرہا ہوں میں انتظار کرتا رہوں تمھارا تمھیں ایک کام کہا تھا وہ تم نے ٹھیک

طریقے سے نہیں کیا پیسے کس چیز کے لے رہے ہو دیکھو اصفر مجھے جلد از جلد۔۔اس نمبر کا ڈیٹا چاہیے"۔کیا مطلب اس نمبر پر کوئی ڈیٹا نہیں" وہ دھاڑا روشا نے بیڈ پر اچھل کی گئی اپنے تھوک حلق میں نکلا۔۔وہ جو اتنے دنوں سے

سے بچوں کی طرح ہو رہی تھی ایکدم اسکی عصیلی آواز سے جلدی سے بستر چھوڑ کر اٹھی۔

میں تمھارے باپ کا ملازم نہیں ہوں۔۔مجھے ڈیٹلز ہر صورت چاہیے۔۔ور نہ آگے کے ذمیدار تم خود ہو گئے" کہہ کر اپنے فون بند کیا ہی تھا کہ اچانک اپنے پیچھے سے اپنے ہی کمرے کے دروازے کے بند ہونے کی آواز پر

وہ پلٹا وہ بستر چھوڑ کر بھاگ گئی تھی۔وہ حیرانگی سے سلوٹوں زدہ بستر کو دیکھتا دروازے تک آیا دروازہ کھولا اور باہر

جھانکا تو وہ اپنے کمرے میں بھاگ رہی تھی زریاب کو کچھ غصہ بھی چڑھا۔۔۔

رمشہ اسی کے پاس آ رہی تھی زریاب نے بنا سوچے سمجھے رمشہ پر غصہ کرنا

شروع کر دیا۔۔۔

اب کیا مسلہ ہے آپکی بیٹی کے ساتھ " وہ چیر کر ایسے بولا کہ

زیمل بھی حیران رہ گئی وہ مزاج سے سخت تھا لیکن بد تمیز

نہیں پھر ایسے رمشہ کو شرمندہ

کیوں کر رہا تھا

زار "زیمل نے برہمی سے اسے ٹوک دیا جبکہ زریاب سنبھالا وہ باہر نکل گیا۔

اور بنا کچھ کہے

ابھی ہورچ تک ہی پہنچا تھا کہ سامنے سے نور آتی دیکھائی دی پورے پانچ دن

بعد وہ اس گھر میں میں داخل ہوئی تھی۔۔

منھا تو پانچ دن میں پانچ سو بار اچکی تھی کبیر اور نیناں بیٹی کو خوش دیکھ کر بے

حد خوش تھے شاہزیب ایک اچھا لڑکا تھا اور جلد ہی وہ منہا کو لے کر پاکستان

سے آسٹریلیا چلا جاتا۔

جبکہ نور ٹیکسی سے اترتی اور اپنا سامان گاڑی سے نکال کر۔زریاب صارم کا

منتظر تھا کہ دوسری طرف سے صارم بھی نکلے گا مگر کوئی نہیں: اور نگاہ

زریاب سے جا تھا وہ خود ہی باہر آئی اور وہ پھیکا سا مسکرائی اور زریاب جا باملی۔

گڑ بڑ کا احساس سا ہوا وہ اوہ تقریبا چند ہی

قدم بھر کر اسکے مقابل جا پہنچا آپ ٹھیک ہیں" یہ پہلا سوال تھا جو پانچ دن میں اس سے بھی کسی نے کیا،

نور نے سر ہلا دیا۔ پلیز زار میری ہیلپ کروگے یہ سامان اندر لے جانے میں" وہ نرمی سے بولی۔۔

. زریاب کو کچھ ٹھیک نہیں لگ رہا تھا اسکو عجیب گھبراہٹ محسوس ہوئی اپنے و اچمین کو اشارہ کیا سامان اٹھانے کا اور نور کے پیچھے بڑھا۔ آپ ٹھیک ہیں صارم کہاں ہے آپ ٹیکسی میں کیوں آئی۔ پریشان تھے آپکے لیے آپ نے کال انھیں میری کیوں فکر ہے عارض بھی پک نہیں کی "ہو گی"۔۔ نور نے اس سے سوال کیا۔ چاچو انھیں تو خوش ہونا چاہیے تھا کہ اچھا ہے میں یہاں سے چلی گئی"۔ وہ سکون سے بولتی اندر داخل ہوئی۔

صارم کہاں ہے" زریاب نے ذرا غصے سے اسکا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا۔ وہ اتنا سیپینس برداشت نہیں کر سکتا تھا اور نہ ہی فلوقت اس میں اتنا ٹیمپر

تھا۔

طلاق دے کر یورپ چلا گیا ہے۔۔"

اسکے یہ الفاظ تھے یہ کوئی ہم زریاب کے ہاتھ سے بے ساختہ اسکی کلائی

پھٹ گئی۔

مجھے ایان کی آلگ گئی"۔وہ ہلکا سا مسکرائی۔۔اور صوفے پر بیٹھ گئی۔۔۔اب

تم لوگ بتادو طلاق: یافتہ بہن کے لیے تمھارے گھر میں جگہ ہے"۔رہانور کو

محسوس ہو رہا تھا اس کا دل کچلا جا رہا ہے اپنے ہی الفاظوں سے لیکن وہ سرد

مہری سے بولا رہی گی۔

جیسے ان لفتلوں کی تکلیف کو برداشت کر کے اپنے آپ کو ہی آزمار ہی ہو۔

جیسے ان لفظوں کی تکلیف کو برداشت کر کے جیسے واقعی وہ خود کو تکلیف دینا

چاہتی ہو باپ اپنے آپ کو کے ہر فیصلے پر ہی آزمار ہی ہو پر سر جھکانا آج میں

اسے زندہ گاڑھ دوں گا"مرتضی آبادی میں زریاب کی دھاڑ پہلی بار

اسکو داغدار کر گیا

درودیوار کو بلاگ ہلا گئی تھی۔

نور اسکا سرخ پڑتا چہرہ دیکھنے لگی جبکہ تقریبا السب نے یہ الفاظ سنے تھے۔اور

شاید اندر گھر میں داخل ہوتے۔۔حیدر نے بھی۔

اور شاید اندر گھر میں داخل ہوتے۔۔حیدر نے بھی۔وہ آگے بڑھا اور اپنے

نور کی جانب دیکھا۔یہ دیکھو" وہ کانپتے لہجے میں اپنی کلائیاں اسکی جانب بڑھا

گئی جہاں جابجا

سرخ نشان تھے حیدر ان دونوں کے نزدیک اگیا تھا۔وہ مجھے اذیت دے کر

گیا ہے۔۔"۔وہ ایسے بولی کہ ان دونوں کے کیسے منہ کو آجاتے رفتہ رفتہ سارا

ماہونے لگا تھا مگر سالار زین کبیر گھرا اکٹھا اور عارض آفس تھے۔

زریاب نے اسکی کلائیاں پکڑ کر چھپا دیں۔ نہیں زار دیکھو ۔۔۔

میرے بابا کے ایک غلط فیصلے نے تمھاری بہن کا حال کیا کیا

ہے وہ وہ مجھے کہتا ہے میں اسکے قابل نہیں میں ایسی ہوں ہی

نہیں

کہ کوئی مجھے چاہے مجھ سے شادی کرنے "وہ بچوں کی طرح ان دونوں کو

شکایتیں لگا رہی تھی جبکہ زریاب کا خون کھول رہا تھا اپنے نور پر اپنے بازوں

کی چھاؤں کر لی پہلی باری تھی اسکی آنکھوں. میں سرخی کے ساتھ آنسو کی نمی

تیر جبکہ حیدر معملہ سمجھنا چاہ رہا تھا۔ کیا ہوا ہے "اپنے سنجیدگی سے استفسار کیا

زیمل رمشہ بھی وہیں آگئی جبکہ روشانے کمرے کا دروازہ کھول کر کھڑی تھی

،زریاب اسپر غصہ نہیں تھا وہ نور آپی کو دیکھنے لگی جو ایسا معلوم ہوتا تھا ٹوٹ گئی

ہوں۔۔۔

دوسری طرف آیت نے بھی کمرے کا دروازہ کھولا اسے نور کی آواز آرہی
تھی مگر نماز ادا کرنا پہلے ضروری تھی عصر کی نماز ادا کر کے وہ باہر نکلی نور
کو دیکھ رک نور تک پہنچتی کہ زریاب کے الفاظ مرتضی ہاؤس کے لیونگ
روم میں گونجے۔

طلاق دے دی ہے صارم نے۔" ۔ زریاب نے ایک ایک لفظ
چبا چبا کر بولا کہ اگر صارم سامنے ہوتا تو ۔ کتے کی طرح اسے
سڑکوں پر مروا دیتا ۔ حیدر سمیت سب پر آسمان ٹوٹا تھا نور
نے حیدر کے ہاتھ تھام لیے۔

تم وجہ جانتے ہو وجہ لائبہ ہے وہ لائبہ سے محبت کرتا ہے۔۔اور اس کے۔وجہ سے مجھے طلاق دے ہے اپنے مجھے کہا۔ے کر گیا ہے۔۔ہے۔۔اپنے مجھے لائبہ کی وجہ سے چھوڑ دیا ہے میں اس گھر کی بد صورت ترین لڑکی ہوں۔۔ کہ یہ یہ بھینچ لیے پیشانی کی۔دوسرا بڑا دھچکا تھا لائبہ کا ذکر سن کر حیدر انے لب بھینچ۔

رگیں

.پھول گئیں۔۔۔

اسے بچالو اسے اس آدمی سے چھپا کر رکھنا وہ وہ لائبہ کے پیچھے ہے

بولتی گئی۔

کہاں گیا ہے وہ "حیدر نے بس اتنا ہی سوال کیا تھا۔--یورپ "۔۔نور بولی زریاب اسے پکڑے بیٹھا تھا حیدر اسکی کلائیاں دیکھ رہا تھا،اس تک پہنچی آیت سینے پر ہاتھ رکھے وہیں میر گئی جبکہ روشانے بھاگتی ہوئی

یورپ "-نور بولی زریاب اسے پکڑے بیٹھا تھا حیدر اسکی کلائیاں دیکھ رہا تھا آیت سینے پر ہاتھ رکھے وہیں میر کی جبکہ روشانے بھاگتی ہوئی اس تک پہنچی تھی۔

زریاب نے حیدر کی جانب دیکھا۔بھائی میں اسے چھوڑوگا نہیں "وہ مٹھیاں بھینچتا! یورپ کی ہی سڑکوں پر بکھاری نہ بنادیا تو کہنا اسکی. بولا تھا۔ جرت کیسے ہوئی وہ لائبہ

کانام بھی اپنے منہ سے نکالے "وہ تمیش سے غرایا۔جبکہ نور سر جھکائے بیٹھی رہی۔. رنکلی تھی:

ماما"روشانے کے منہ سے بے ساختہ ماں کی پکار زیمل اور رااور رمشہ نور کے پاس ہی تھیں مگر ہمت نہ تھی کہ کچھ کہہ سکیں اور روشانے کے

پکارنے پر وہ پلٹی تو سامنے آیت زمین پر پڑی تھی۔حیدر آیت کی جانب لپکا زریاب بھی مگر نوریوں ہی بیٹھی رہی۔

پانچ دن کی بیاہی دولہن کو طلاق ہو جائے اور وہ بھی اسکی وجہ سے ڈوب لیے

دوسری طرف عالیا کا وہ اپنے سامنے ایک پٹ نہیں کرا رہی تھی اور اب سپ

ست مرتضی ہاؤس والوں کے سامنے آنے قابل مقام تھا اسکے اتھ بھی نہیں

رہی تھی وہ تھک کر گھر آ گئی۔

اور جتنا ہو سکتا تھا۔ اتنا رو بھی لی تھی ماں باپ کے بنا وہ جیسے تپتی دھوپ میں

کھڑی رہ گئی تھی۔ اس دھوپ میں چھاؤں ہو ہی نہیں رہی تھی اور اگر حیدر

کو دیکھتی تو وہ کبھی۔۔ سرد تھا تو کبھی گرم کبھی بے حد چاہنے کے

لیے تیار۔۔ تو کبھی اتنا لاپرواہ۔ جیسے کوئی فرق نہ پڑتا ہو"

اا پنے رکھتے سر کو تکیے ہے۔ اٹھایا اور کمرے سے باہر نکلی۔۔

۔ اس وقت وہ نائیٹ سوٹ میں مقید تھی وہ جس کا امیر حصہ تو مکمل پاؤں کی

سرخ ایڑیوں کو چھوتا تھا جبکہ بازو بازو سلیو لیس تھے اور گلا کافی نہیں تھا وہ ہم

پینے کی عادی تھی بس دیا۔

یہاں اگر یہ لباس کچھ کمفر کیبل لگتا تھا پھر وہ یہاں بلکل اکیلی ہوتی تھی تبھی ایسا لباس وہ سہولت سے پہن لیا کرتی تھی ہاسپیٹل کی پوری دن کی تھکان کے بعد یہ لباس بہت سکون وہ محسوس ہوتا تھا جب میں وہ اپنے شعلہ بار حسن کی تباہ کاریوں سے بلکل انجان کسی نے اسے یوں دیکھ جب کے اس لباس تھی کہ کبھی اگر لیا تو شاید وہ اپنے جزبات کو سنبھال پائے۔

وہ کچن میں آئی کافی کا مگ اٹھایا اور کافی بنانے لگی۔۔۔اچانک احساس ہوا جیسے کوئی گھر میں کود اہو سہم کر اپنے مڑ کر دیکھا مگر اسکے پیچھے صرف خالی لاونج دیکھائی دے رہا

تھا۔

اپنے گھیرا سانس بھر اوہ نور کی وجہ سے اتنی غمزدہ تھی کہ کان بجنے لگے۔تھے تبھی وہ اگنور کرتی اپنے کام میں مگن ہو گئی۔۔پرسوں سے اسکے فائنل پیپرز کا آغاز ہو جاتا اور اسے بے حد توجہ کی ضرورت تھی ڈاکٹر کامران انٹ ڈپٹ

کھانے کے بعد اسے کچھ چھٹیاں مل گئیں تھیں وہ گھر سے سے باہر اب نہیں جانا چاہتی تھی سبھی اپنے کافی بنائی اور کیبنٹ سے ٹیک لگا کر ایک گھونٹ بھرا کروئی کافی اسکے اندر تک اتر گئی اپنے برا سا منہ بنایا اور اس میں دودھ کی مقدار بڑھا کر اس میں کریم بھی اوپر سے ڈال دی اب یہ مزے دار بن گئی تھی۔

وہ کافی پینے میں اتنی مشغول ہوئی کہ دیکھ ہی نہ سکی کچن کے دروازے میں وہ کھڑا کیسے احمق سا اسے دیکھ رہا تھا۔ جیسے دیکھنے کے لیے آنکھوں کو بس وہ ہی میسر ہو۔اور وہ جتنا دیکھنا چاہے اتنا کم ہے۔اپنے بازو پر کسی جلتی نظروں کا احساس اسکی توجہ دوسری سمت کروا گیا اور وہ ے چلا کر۔۔کا کافی کا مگ فرش فرش پر پھینک ۔۔۔آپ "حیرانگی سے بولی۔

تو یہاں میرے علاوہ کسی نے آنا تھا۔۔۔ تمھارے چار سو صرف حیدر وہ

گھمبیر لہجے میں اسے سر سے پاؤں تک کون ہو سکتا تھا" ہے۔۔اور دیکھتا بولا

جبکہ لیوں میں پر مسرت مسکان تھی حسن کی بجلیاں حیدر گھبرا کر خود کو

چھپانے کی کوشش کڑک رہیں تھیں اور وہ ب ایک لڑکی کے آپ آپ ایا بل

بجا باقمر کر گھر میں داخل، گھر میں ہو تو کود کر دیوار ہمیں اندازا ہو سے قدم

دور کرتی پھلانگ کر آتے کے دل پر کرنے لگی ہیں اگر آپ ہو جائے آپ

آئیں ہیں" وہ اس۔ بولی۔۔

جبکہ۔۔اسکی سفید ایڑیوں میں ہلکی ہلکی سرخی۔ حیدر نے اپنے قدم نہیں رو

کے الٹا اپنے جوتے بھی اتار دیے۔۔۔لائبہ گھبرائی گھبرائی ہی اسے دیکھتی۔۔

وہاں سے فرار ہونا چاہ رہی تھی مگر اسکی نظروں میں الگ ہی پیغام تھا

حیدر ہماری بات"۔

مجھے علم نہیں تھا تمھیں یہ لباس پسند ہے۔خدا کی قسم میرے ہوتے ہوئے

۔تمھارے وجود پر اس

کے علاوہ کوئی لباس نہیں ہو گا"

خمار میں بہکا بہکا لہجہ

اس گرم ہتھیلی کی کی سرسراہٹ لائبہ تھوک حلق میں نگلتی اپنی دھڑکنوں

ہو رہی تھی

کے عجیب و غریب رقص پر خود ہی پریشان ا۔۔ایسا نہیں ہے ہم۔۔ہم اکیلے

تھے تو"۔آئی لائیک ایٹ گھبرانے والی کیا والی کیا بات ہے بلکہ مجھے اچھا لگا

"۔

اٹس اوکے ہنی

اپنے جھک کر اسکے گال کو۔۔ جزبات کی شدت سے چھولیا۔لائبہ لہرا کر گیر جاتی اپنے شیلف پکڑلی۔ حیدر نے اسکے بازوں پر ہاتھ رکھا اور ہاتھ کی حرکت لائبہ کو پریشان کر۔ گئ۔۔۔۔۔

EPISODE 42

اسکے ہاتھ کی بے باک حرکت لائبہ کو پریشان کر گئ۔ جی۔۔ حیدر " بمشکل ہی سہی اسکے جزبات کے طوفان کو لائبہ روکنے کی تگ و دو میں تھی اپنا نازک ہاتھ اسکے سینے پر رکھے وہ اسے کسی بھی بڑے قدم سے روکنا چاہتی تھی جبکہ حیدر اپنے حواسوں

میں ہی کب تھا۔وہ اسے اس جلسے میں دیکھ کر اتنا بہک چکا تھا کہ اب اگر لائبہ روتی چیختی چلاتی کچھ بھی کرتی وہ اپنے مقصد سے ایک پرسنٹ بھی پیچھے نہیں ہٹتا۔۔اپنے سینے پر اسکے ہاتھ کی نرم حرارت حیدر کے دل کو دھڑکا گئی۔

اپنے اسے نظریں اٹھا کر دیکھا لائبہ جیسے چھپنا چاہتی تھی اس سے بھاگ کر چھپ جانا چاہتی تھی اور حیدر ابھی اسے اپنی اپنی گرفت

کے حصار میں قید کرتا کہ وہ جلدی سے بھاگ کر اس سے دور آپ آپ پاگل ہو گئے ہیں۔۔آپ یہ سب کیا سوچ رہے ہیں ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے "وہ شاید حیدر کی نظروں کے مفہوم سے واقف تھی کبھی بولی۔

ہوئی۔۔۔۔

مجھے تمھارے اس کولڈ انکار سے ذرا بھی فرق نہیں پڑتا۔"حیدر نے ذرا

ناگواریت سے اسے دیکھا۔

آپ چاہتے چاہتے کیا ہیں کیوں آئے ہیں یہاں"۔۔وہ کانپتے لہجے میں

استفسار کرنے لگی۔بن آئی تھی حیدر نے بھیرہ سانس بھرا سانسوں پر توع

تحمیل اور ایسے ماحول میں سوالات کی بوچھار کچھ لگتا مگر اس بات کی لائنیہ کو

کون سی پرواہ تھی۔۔

شاید لوگوں کو یہ ثابت کرنا چاہتا ہوں کہ تم صرف میری ہو آج سے نہیں۔

۔تب سے جب سے تم نے اس دنیا میں پہلا سانس بھرا تھا تم حیدر کے لیے

اتاری گئی تھی پھر کوئی تمھارا نام بھی لبوں سے آزاد کرے۔ چھن میرے

سینے میں کیوں ہوتی ہے ایسی دیوانگی سوچیں نہیں تھی"۔۔اپنے ایک ایک

حرف پر زور دیتا وہ

بولتا اسکے نزدیک بڑھنے لگا۔...

جبکہ لائبہ اسکی بات پر تھم سی گئی۔۔میں نے کاٹا ہے تمھارا ہجر اور کوئی تمھارا

نام بھی لے تو۔۔مجھے چھتا ہے میں ہر اس شخص کو جان سے مار دوں گا کو۔"۔

جو میرے چیز۔اپنا کہے

گا

وہ شاک تھی اسے حیدر بے حد لاپرواہ لگتا تھا مگر وہ جذبات رکھنے والا شخص تھا

اور جزبات بھی ایسے کہ اگر وہ اسکے دام میں پھنس گئی تو وہ شاید اپنے جزبات

اسپر انڈیلنے اور اسے یہ بیان کرنے کے چکر میں کہ وہ کسی شدت سے اسکو

چاہتا ہے تب سے جب سے وہ مختصر لگی ان مار ہی دے اپنی محبت بہت ایک

ساتھ تھے شاید اسے مار ہی دے

لفظوں کے آگے۔

وہ اسکے نزدیک اگیا تھا۔

لائبہ نے حلق تر کیا اور حیدر نے اتنے میں ہی اسے اپنے حصار میں قید کر لیا

وہ شیلف سے پشت لگائے کھڑی تھی نائیٹی کے گھیرے گلے اور سلیولیس

بازوں پر نرم جیٹ کا کپڑہ۔۔وہ شیلف کو سختی سے جکڑ گئی حیدر نے اسکے اپنی

بھاری ہتھیلی رکھتی گال پر تھی جو لائبہ کے وجود میں اسکے چھونے ایک عجیب

سے ابھری اور حیدر تپش سی تو

پہلے ہی اسکا اسیر ہو چکا تھا۔۔

ہر آنا ہر گیا تھا ایک بے مثال ناہر جنگ کو بے بھلائے وہ اسکی جانب بڑھ محبت

کی کہانی لکھنے کو اگر وہ اسے قبول کرتی۔

لائبہ جیسے اسکے۔شدت جزبات کے آگے ہارنے لگی۔

گھیری ی مگر گھبراہٹ: سے بھرپور سانسوں کی ناہمواری اتنی تھی کہ اپنے

حواسوں کو اسکے قدموں کا غلام سمجھنے لگی۔۔

ای اکر

وہ اس طور چھایا کہ وہ ایک لفظ پھر کچھ نہ کہہ سکی جبکہ حیدر

نے اسکی بڑھتی سانسوں کے شور پر مبہم سی مسکراہٹ اسکی

جانب اچھالی

اور ایکدم ہی اسکے لبوں پر کچھ کا نشہ یہ ذائقہ یہاں دنیا آخر تھی اسکی۔۔اور وہ

اتنا بہکا اس حد تک بہکا کہ مقابل کی نازک مزاجی کا احساس

تک فراموش کرتا چلا گیا

شدت لٹانے کو وہ بے قرار اور شدت میں وقت باوقت اضافہ کرتا جیسے

برسوں کی پیاس بجھا رہا تھا۔لائبہ سہم ہی گئی اسکی شدت پر۔۔اسنے حیدر کے

شانے پر کانپتا ہاتھ مارا مگر اسکے مسکلر وجود پر اسکے نازک ہاتھ نے کون سا اثر

کرنا تھا۔۔

-دس منٹ کی طویل اور بے بس کر دینے والا یہ بھیگا بھیگا لمس۔۔لائبہ کو ڈھیر

کر چکا تھا۔

یہاں تک کے سانس روکنے کے باعث اسکی آنکھوں سے ایک آنسو

بہہ نکلا کیونکہ پہلے دے گیا تھا اور بھی وہ اسکے ہونٹوں کر بڑے پر شوقی کو

زخمی کر اب بھی اسکے ہونٹوں کو زخمی کر

دیا۔۔۔

لائبہ نے شکواہ کن نظروں سے اسے دیکھا میرے پاس ٹیوب ہے

لگا لینا" لاپرواہی سے بولا۔

کتنوں کو لگائی ہے آپ نے اسطرح"۔۔

یہ سوال معلوم نہیں اسکے منہ سے کیسے نکلا۔حیدر نے چونک کر اسکی جانب

دیکھا اور سیدھا ہو گیا۔میری قربت ہر کسی کے بس کی بات نہیں تبھی کسی کو

دی نہیں بس تمھارے لیے اپنے لمس کو بچالیا ورنہ موقعے ایسے بھی تھے کہ

اچھے اچھے بہک جائیں میں تو پھر بڑا آوارہ انسان ہوں۔۔۔وہ اہستگی سے

مسکرایا اور لائبہ کو یہ چیز کاٹ کھاتی تھی کہ وہ بہتوں سے یہ عاشقی لڑا چکا ہے

تو اس سے بھی شاید بس جسم کی چاہ رکھتا ہے جبکہ یہاں وہ سراسر غلط اور حیدر

کے حق میں اسکے سچے جذبوں کو غلط سمجھتی تھی۔

تو انھیں سب کے پاس جانہیں

وہ کہہ کر آگے بڑھنے لگی جبکہ حیدر نے نفی میں سر ہلاتے اسکے لپیٹ لیا۔لگی

جبکہ حیدر نے ریشمی بالوں کو اپنے ہاتھ پر خفا ہوتی ہو مجھ سے کیا تم مجھے اس

لیے ملی تھی کہ تم بس خفا ہوتی رہو رہو""وہ نرمی سے،اسکی کمر میں ہاتھ ڈالتا

پوچھنے لگا۔لائبہ پھر اسکے لمس کے زیر اثر مجبور کی رہ گئی ہلکی ہلکی جسارتوں

نے اسکی گردن کو موتر کر دیا۔۔یہاں تک کے حیدر نے اپنے ہاتھ میں

پکڑے اسکے بالوں کو۔۔ایک طرف کر کے۔۔اسکی گردن پر اپنی محبت کے

حسین نشانات سجادیے۔۔لائبہ پھسل گئی اسکے ہاتھوں میں بے دم سی ہونے لگی جبکہ حیدر،ہنس دیا ایکدم اپنے جھک کر لائبہ کو اپنے شانے پر اٹھالیا۔۔۔

حیدر"

وہ بے بسی سے چلائی وہ اسے روکنا چاہتی تھی کی بات نہیں تھی کرنا اسکے بس کی مگر حیدر کو قابو میں

وہ اسے شانے پر یوں ہی اٹھا اسکے نازک بے جان سے کے اپنی کمر پر محسوس کرتا مسکراتا ہوا اسے اوپر لے آیا اور ابھی وہ اوپر لایا ہی تھا کہ پورے گھر کی لائیٹس ایکدم بجھ گئی ۔ حیدر نے ارد گرد دیکھا اور لائبہ کو نیچے اتار دیے۔۔۔ بام ہوا تیز چل رہی تھی بارشوں کا موسم تھا اتنے ناواقف ہوئے کہ شاید

وہ دونوں باہر اند آنے والے طوفان کو دیکھ نہیں سکے محسوس نہیں کر سکے ۔۔

لائبہ اندھیرے میں بجلی کی کڑک اور گڑھ سے کچھ سہم گی۔اور اچانک اپنے شکر ادا کیا وہ اسکے پاس تھا ورنہ وہ شاید آج راتر ور و کر افنان ہاؤس میں بارش کر دیتی۔۔دیکھو آج ہر چیز تمھیں اور مجھے ملانے پر تل گئی ہے" وہ لائبہ نے نفی کی۔۔۔نہیں دیا۔

ہم د۔۔دیکھ لیتے ہیں شاید بریکر گیر گیا ہو ورنہ جا۔۔۔جاتی نہیں یہاں لائیٹ

"۔۔وہ پریشانی سے بول رہی تھی جبکہ اسکی شرٹ مٹھیوں میں الگ جکڑی ہوئی تھی

اچھا ہے آج کی پوری رات لائیٹس نہ آئے اور تم مجھ سے یوں ہی چپکی رہ جاؤ

"وہ شرارت سے گویا ہوا جبکہ لائبہ نے اسکے سینے پر مکہ بنا کر مارا۔۔۔

یہ نازک نازک وار۔۔آپکو یوں نہیں لگتا جب میری طرف سے وار ہوئے تو

تم تڑپ اٹھیں گی جائے فرار نہیں اور خیر سے

تمھارے تو ماں باپ بھی نہیں" وہ نہیں دیا جبکہ لائبہ نے چاند کی روشنی میں

اسے بیڈ پر پھیلتے افسوس سے دیکھا۔آپکو ذرا بھی رحم نہیں آتا دوسروں پر"۔

۔وہ بولی اور اسکی ٹانگ پکڑ کر خود بھی بیٹھ گئی کیونکہ بادل اسطرح گرج رہے

تھے جیسے ٹوٹ کر گیر جائیں گے۔ نہیں سب پر آتا ہے لیکن دل کرتا ہے

تمھارے ساتھ بے رحمانہ سلوک کروں اور اتنا بے رحم ہو جاؤں کے تم

ساری زندگی مجھے چھوڑ کر جانے کی تمھاری. سزا کبھی ختم نہ ہو۔۔ مگر حیدر

ہم آپ کو چھوڑ کر نہیں گئے تھے" وہ اپنے ٹھنڈے ہاتھ اسکے ہاتھوں میں

چھپاتی آہستگی سے بولی حالانکہ سردی نہیں تھی مگر پھر بھی وہ سردی کی

کیفیت کا شکار تھی۔

اچھا۔"۔اپنے ہلکی ہلکی پھیلی چاند کی بمشکل گھیرے بادلوں سے بلکل

اندھیری ہو ہوتی روشنی میں اسکے بالوں کو جکڑ لیا سکا چہرہ اوپر کیا اور ایک بار

پھر اسکی سانسوں کو اپنی سانسوں کا غلام کر لیا لائبہ میں اب ہمت نہیں تھی

مزاحمت کی یہ شاید محبت کی بیڑیوں نے اسکے پاؤں کو بھی پکڑ لیا تھا وہ اسکے

آگے ہارتی ہوئی اسکو یہ احساس دلاتی کہ وہ مجبور تھی ورنہ کبھی اسے چھوڑ کر نہ

جاتی اسکی گردن

میں بازو حائل کر گئی۔۔۔۔

حیدر کا جوش اور بڑھ گیا اور یہ جوش لائبہ کے لیے امتحان سے کم

نہیں تھا وہ سسک ہی گئی اسکے زخمی ہونٹ حیدر معلوم نہیں کیا چاہتا تھا آج

اس سے۔۔

مان لیا۔۔سب کو تم نے کہا وہ سب مان لیا مگر اب چھوڑنے کی بات مت کرنا

"وہ اسکی نرم بازو کو ڈھانپتی جالی کو ہٹاتا گویا ہوا لائبہ نے اس اندھیرے میں

بھی اپنا چہرہ چھپالیا۔۔۔وہ جالی اتار کر پھینکی وہ اندھیرے میں کہاں جا حیدر

نے احتیاط سے وہ گیری معلوم نہیں تھا دوسری طرف اسنے۔۔موبائل کی

ٹارچ

جلائی۔۔

حیدر"لائبہ چیخ اٹھی حیدر ہنسنے لگا۔

اگر اب سے وہ ہیں پچھیں تمہیں منٹ پہلے جا کر سوچتا تو وہ بلکل نہ ہی ایسے

ارادے نہیں رکھتا تھا۔۔۔وہ ایسی کوئی نیت لیے اسکے گھر میں کودا تھا۔

اسے علم تھا وہ دھواں دھار رو رہی ہو گئی وہ اسکے پاس اسکے آنسو سمیٹنے اور یہ

احساس دلانے آیا تھا کہ حیدر ہر اس شخص کی سوچ کو کے گا جو تمھارے

بارے میں ایک کمے کے لیے بھی کچھ بھی نوچ غلط سوچے گا لیکن یہاں اگر

لائبہ کا حلیہ اسکے اوسان خطا کر گیا اور۔۔وہ بہک گیا کچھ ایسے جیسے پوری

شراب کی بوتل پی کر ایک اناڑی اپنے قدموں پر ٹک نہ پائے۔۔ایسے نیشے کی طرح اسکی قربت

حیدر کو حواس باختہ کر دیتی تھی۔لائبہ نے چہرہ چھپالیا کھیرے سانسوں میں ۔۔وہ پریشانی اور گھبراہٹ کی انتہا پر تھی اپنے زخمی لب وہ بے دھیانی میں دانتوں تلے دبا گئی۔۔

درد اور ایکدم تکلیف سے چھوڑ دیے۔۔کے ساتھ تمھارے زہن میں پہلا رہے نہیں تھا مگر یوں سمجھ لو احساس میرا ہو گا میں چاہتا مجبور ہو گیا ہوں اور میں چاہتا ہوں تمھارا پور پور درد کھتارہے اور تمھیں کم از کم ایک ہفتہ اس احساس میں مبتلہ رکھے کہ تم حیدر مرتضی کے ساتھ تیس ایک شام ہی تو ٹھری تھی

اسکی بے باک گفتگو لائبہ کا دم نکال رہی تھی حیدر کی بڑھتی

جسارتیں جا بجا پھیلتا لمس ۔۔ اسکو پاگل سا کرنے لگا تھا بارش کے

شور میں اسکی مزاحمت سے بھر پور کی آوازیں دم توڑنے لگیں

جبکہ وہ دیوانہ وار اس موسلا دھار بارش کے ہو بہو اسپر ایک

موجھ کی مانند برس رہا تھا کڑک رہا تھا گرج رہا تھا اور شاید

اپنی بات پوری کر دینے کا روادار تھا۔۔۔ وہ چاہتا تھا وہ ایک

ایک پل میں اسکی یہ قربت یاد رکھے۔۔ وہ بھولے نہ۔۔ کہ وہ

کس کو اپنا دیوانہ بنا چکی تھی۔۔ جہاں لوگ

اسے پاگل کہتے تھے اور اسکا پاگل پن صرف لائبہ نے دیکھا تھا۔

یوں بنابتائے برس پڑنالائبہ کی بے بسی کی انتہا تھی۔۔۔

حیدر "وہ اسکو روکنے کو مچلی۔۔ جبکہ حیدر کی بھاری ہتھیلی نے
اسکی آواز کو حلق میں دبا دیا وہ اپنی مرضی سے اسکو رہائی دیتا
اسکی تم پلکوں کو۔۔ موبائل کی ہلکی پھلکی کی روشنی میں دیکھتا
مسکرا دیا ۔ یہ محبت جو ہے۔۔ جب قربت کی کی راہ پر ا ا
جائے تو رولا دیتی ہے۔۔ " یہی ضبط کرتے وہ اسے بمشکل سے
سانسیں بھرتے دیکھ رہا تھا یہ منظر ہر منظر پر بھاری تھا ۔
آپ ہے۔۔بہت بہت برے ہیں حیدر "وہ واقعی ہی رو پڑی۔۔اوہ "حیدر کا
قہقہہ بارش کے جوش کی طرح تھا۔اور اس نے اسکی پیشانی چوم لی۔ماں نے
بن موسم برسات کی طرح وہ اسکی سانسوں کو لڑ گیا تھا تو

وہ نازک سی لڑکی یوں ہی گھبراتی۔ حیدر سکون سے تکیے پر نیم دراز ہوتا

سیگریٹ کے کیس سے سیگریٹ نکال کر۔۔ لبوں میں دیا گیا سوری عزیز

من۔۔۔ میں مجبور ہوں" لائبہ کی ناگواری سے وہ واقف تھا مگر اپنی عادت

کو ترک نہیں کر سکتا تھا۔ کمرے میں مدھم سی روشنی کا اضافہ ہو گیا اور وہ

حیدر کی سیگریٹ کا شعلہ تھا۔ وہ آہستگی سے اسکی گردن پر اپنی ا انگلی سے سطر

بار بار کھینچتا جا رہا تھا جبکہ آنکھیں بند تھیں اور سیگریٹ کا شغل جاری و ساری

تھا۔ لائبہ نے اپنے ہی ہاتھ سے اپنے آنسو صاف کیے اور اس نیم

اندھیرے میں اسکی جانب دیکھا وہ ناراض نہیں تھی اس سے۔۔ مگر ڈر گئی

اسکا حق تھی۔ تھا وہ جب چاہے لیتا

ایک بار معیز کی بات سنی تھی اپنے۔۔ اور اس بات سے وہ اکثر ڈر جاتی تھی

مرد عورت کے پیچھے تب تک پڑا رہتا ہے جب تک اسے حاصل نہ کر لے

خاص کر ایک عیاش مرد اور جب وہ عورت کو اسکی پسند حاصل کر لے تو وہ

عورت اپنے خمار اپنا نشہ اور رضامندی سے بس ایک رات میں کھو دیتی ہے۔

وہ اسکی جانب دیکھتی۔ یہ ہی سوچ رہی تھی کہ حیدر بائے نیچر

عیاش پسند ہی تھا لائبہ کے زندگی میں آتے ہی علیشبہ کو چھوڑ چکا

تھا اور۔۔ شاید

حاصل کرنے کے بعد

لائبہ کو حاصل

اب لائبہ

چاہتے ہوئے بھی نیگیٹیو نیگیٹیو سوچتی جا رہی تھی اسنے اپنی سوچوں سے

خوف زدہ ہوتے اسکے سینے میں چہرہ چھپا

لیا۔۔۔

حیدر نے تھکی تھکی آنکھوں کو کھول کر اسکو دیکھا وہ اب بھی رو رہی تھی۔ آر

لو او کے "وہ فکر مندی سے بولا۔

ایم سوری یار میں شاید واقعی ہی پاگل ہو گیا تھا یہ نہیں سوچا تم

ایک نازک سی "ن نہیں"۔۔ وہ آہستگی سے اسکو پریشان ہوتا دیکھ نفی کرنے

لگی پھر کیا ہوا ہے"۔۔ حیدر جاننا چاہتا تھا آپ آپ ہمیں چھوڑیں گئے نہیں نہ

۔۔ہ اسکی بریڈز کو چھوتی

"وہ سوال کرنے لگی تھیں لگتا ہے ایسا" ہنستے ہوئے جزبات سے بھرپور ایک

اور شرارت کر ڈالی لائیبہ نے اپنی سوچوں کو ایک طرف رکھا اور سر نفی میں

ہلایا

گڈ ہنی۔"۔ وہ پیار سے اسکا گال تھپتھپا گیا۔ ایک فرمائش ہے پوری کرو گی"۔

۔ وہ مسرور سا بولا لائبہ نے پھر سے آنکھیں صاف کی اور اسکی فرمائش پر غور

کیا اب تو اسکے تن من کا مالک بن گیا تھا وہ۔۔ میں تمھیں ملن کی اس تیز

بارش میں بھیگا ہوا دیکھنا چاہتا ہوں ن۔۔ نہیں "۔۔وہ: تھی نہیں۔۔

سرسراتے لہجے میں وہ لائبہ کو ہڑ بڑانے پر مجبور کر گیا۔ چلائی اس میں مزید

اسکا جنون سہنے کی ہمت وہ سونا چاہتی تھی دوسری طرف وہ تو سیگریٹ پی کر

جیسے تازہ دم ہو گیا تھا اسے بازو میں بھرا اور۔۔ تیز بارش میں لے آیا۔۔۔۔

آسمان گرج رہا تھا اور۔۔ وہ اپنے پیچھے آنے والے ہر طوفان سے ناواقف۔۔

اسے اپنے حصار میں قید کیے گھما رہا تھا۔ محسوس کرنے لگی لائبہ نہ چاہتے

ہوئے بھی اس احساس. اسے دینا چاہ رہا۔ تھا وہ کھل کھلا اٹھی۔

رات کے آخری پھر اسکی ہنسی کی جھنکار گونجنے لگی جبکہ حیدر نے اسے اپنے

سامنے کھڑا کیا اور ایک بار پھر اسپر بارش سے زیادہ حیدر کی گرج تھی جو لائبہ

کے چار سو تھی۔ وہ بے دم کی ہوتی پانی کے چھوٹے سے جھٹ میں گیر گئی

آواز بریس اٹھا۔۔

بے ہمت کی وہ اسے دیکھنے لگی جو شرٹ لیس تھا وہ خود بھی اس جوہڑ میں ایک

ہاتھ رکھتا اسپر جھکا اور اپنی شدتوں

کا اظہار۔

بے حد عقیدت اور کبھی جنونیت اور ر کبھی نرمی اور ر کبھی سختی سے

کرنے لگا۔۔ وہ رات بارش کے ساتھ ساتھ حیدر بھی بھرپور برسا تھا۔ یہاں

تک کے صبح کی پہلی اذان پر اسکا قہقہہ ٹیرس میں عجیب سا

شور برپا کر گیا شاید اسے بھی تھم

جانا چاہیے تھا۔۔۔ نیند میں خود بھی جھولتے وہ مسرور سا اسے بازوں میں

اٹھائے جو بے جان ہی ہو گئی تھی تقریبا کمرے میں لے آیا۔

اور اسے بیڈ پر پھینکا اور خود بھی ڈھے گیا

اپنے اپنی بازو میں اسکے بے بس وجود کو جکڑے وہ۔۔ لموں میں نیند کی آغوش میں اتر گیا۔۔۔ اگر کوئی کہتا اسکی خوشیوں کی مدت بہت کم تھی تو یہ غلط نہیں

تھا۔۔۔۔

صبح نکل آئی اور صبح سے دوپہر اور دوپہر سے جب سورج ان دونوں کو یوں ہی پڑا دیکھ شریر سا مسکرا کر چھینے لگا تو حیدر کے

فون نے چھنگاڑنا شروع کر دیا. جسے اپنے لات مار کر زمین پر پھینکا اور کروٹ لے کر پھر سے سو گیا مگر کمرے میں کالین ہونے کے باعث فون کی بچت ہونے کے ساتھ ساتھ لائبہ کی آنکھ بھی کھل گئی۔۔۔ اپنے بمشکل آنکھیں کھولیں اور ایسا لگا جیسے اسے کسی نے بہت بری طرح پیٹ ڈالا ہو ملنے کی ہمت بھی نہ رہی تھی لیکن پھر بھی جسم کو حرکت دیتی وہ مڑی اور لیس تکیوں کو۔

بانہوں کے گھیرے میں اپنے پیچھے اسے لیے دیکھے۔۔۔شرٹ اور پھر اپنے حلیے کو دیکھ افنان ہاؤس میں لائبہ کی چیخوں کا ایک ادھم اٹھ گیا۔۔۔۔۔۔۔۔

جاری ہے

Episode 43

چیخوں کی آواز پر بھی جو شخص نہ اٹھے اسے حیدر ہی کہا جا سکتا تھا

وہ تو ایسے سو رہا تھا جیسے مردوں سے شرط باندھ لی ہو جبکہ وہ چلا چلا کر آدھی ہو گئی تھی اسکے بیڈ پر بکھر کر پڑے وجود پر مجال ہے کوئی اثر ہوا ہو لائبہ نے اسے غصے سے سکے مارے مگر اثر نادر تھا۔اپنے پھر سے اسے جھنجھوڑا اور بے سود۔۔

وہ اٹھ کر واشروم میں بھاگ گئی۔حیدر جبکہ سکون سے سو رہا تھا اور دوسری طرف۔

اسکا موبائل ش1 چیخ رہا تھا لیکن اسے کسی بھی قیمت پر اس وقت اٹھنا نہیں تھا

وہ فریش ہو کر آئی تو سینے میں ہول اٹھ گئی یہ کیا کر دیا تھا اسنے کیا بے دھیانی تھی یہ رخصتی سے پہلے

ہو سکتی ہے

اسکی ہو گئی وہ اتنی پاگل کیسے

ہو سکتی ہے رات کا ایک ایک

ایک منظر دماغ میں گھومنے لگا وہ شرمندگی کی

گہرائیوں میں کھو گئی اپنے ہی ماں باپ کے گھر میں اسکا چہرہ سرخ پڑ

گیا۔۔۔

اور آنکھیں بھیگ گئیں حیدر پر غصہ بھی چڑھا یہ ہی ہے وہ انسان جس نے

اسے یوں شرمندہ کیا تھا۔

وہ نیچے آگئی اور صوفے پر منہ پھلا کر بیٹھ گئی یہ تو لاکھ لاکھ شکر تھا

کہ کوئی نہیں ہوتا تھا اسکے گھر میں ورنہ اس وقت شاید وہ کسی

کوٹھڑی میں چھپ جاتی۔۔

اپنے ہاتھوں یہاں تک کے پاؤں اور مختلف درگاہوں پر نشانات
دیکھ کر وہ۔۔ اوسان خطا کر چکی تھی ۔

اپنے لونگ شرٹ اور لمبا پاجامہ پہنا ہوا تھا اور سر پر دوپٹہ
لے کر

استغفار کا ورد کر رہی تھی یہ سب کیا ہو گیا تھا ایس سے۔۔ بار بار اللہ تعالی سے
معافی مانگتی۔۔ جا رہی تھی جبکہ

وہ کمرے میں سکون کی نیند لے رہا تھا رات بارش ہونے کے باعث تھی ہلکے
پھلکے موسم میں خوشگواریت تھی نکلا ہی نہیں تھا یہ پھر وہ مدہوش بادل پھیلے
ہوئے تھے شاید سورج رہی تھی اسی وجہ رش پڑی را سے سورج اب چھپ

گیا تھا اس میں ہمت نہیں تھی کہ وہ۔ موبائل چیک کرے اگر کسی نے سوال کیا تو کیا جواب دے گی۔

اپنے مغرب سے دس پندرہ منٹ پہلے عصر کی نماز پڑھی اور توبہ کے ساتھ ساتھ وہ روتی ہی چلی گئی

جبکہ مغرب کی نماز بھی پڑھ لی اسکا رونا ختم نہیں ہوا اور حیدر کی نند لائبہ بنا کچھ کھائے ہے جیسے بے نماز ہے چینی سے بیٹھی تھی اور اور جب عشاء کی سوجھ گئیں اپنی کلائیاں سے بھی وہ فارغ ہو گئی رو رو کر آنکھیں خود دیکھی نہیں جا رہیں تھیں تب وہ نوشا میاں شرٹ کے بٹن بند کرتا بلکل تھکا تھکا سا بھیگے بالوں کو معمولی سا سنوارے نیچے اترا۔ سر درد سے پھٹ رہا ہے کافی دے دو" وہ صوفے پر ڈھے گیا جبکہ آنکھیں پھر سے بند کر لیں۔

اور تھوڑی دیر بعد سوں سوں کی آواز پر جب اسنے اپنے بوجھل پردے اٹھا کر سامنے دیکھا سے وہ۔ کئی کپڑوں تھی جو ایک ہی بات کہہ لدھی پوری پوٹلی ہی لگ رہی تھی رہی

اللہ جی ائندہ ایسے کپڑے نہیں پینے پلیز معاف کر دیں ہم سے آپ ہمیں معاف کرگے ہم سے غلطی ہوگئی آئندہ کسی کی بات نہیں مانیں گے "۔۔وہ روتی جارہی تھی حیدر کی کافی کی خواہش بھی اگنور کردی تھی وہ ہوش میں آیا اور نیند کو بھگا کر اب غور سے اسے دیکھنے وہ دھواں دھار رونا شروع ہوئی تھی حیدر کو ساری کہانی سمجھ آنے لگی۔

تم پاگل ہو "۔۔اسے تو کسی نرم گرم شوق جملے کی خواہش تھی یہاں توکایا پلیٹ گیا تھا وہ اسکے پاس اکر بیٹھ گیا رو رو کر آنکھیں سوجھ چکیں تھیں حیدر نے لمبا سانس کھینچا اور۔۔بال پیشانی پر سے ہٹا کر اسکی جانب دیکھا اسکا بازو ہلایا۔ایکدم وہ "سی "کرتی۔۔اپنا بازو ہٹا گئی

حیدر "اووووو" کرتا مسکرادیا۔ جبکہ لائبہ نے پھر سے چہرہ چھپالیا میری

جان میری زندگی یہ کیا ڈرامہ

ہے "وہ ہنسنے لگا

ہمیں آپ سے بات نہیں کرنی جائیں آپ "۔۔۔وہ بولی سوں سوں

الگ جاری تھی۔

اچھارات تو حیدر حیدر کے نعرے لگا۔۔حیدر "وہ غصے سے چیچنی چہرہ انار کی

مانند سرخ ہو گیا

ہاں ہاں ایسے بھی تھا" وہ

سکون سے بولا انداز میں شرارت ہی شرارت تھی۔۔

جبکہ لائبہ نے سانس بھال کیا۔

حیدر یہ گناہ ہوتا ہے "۔۔وہ ہونٹ نکالتی اسے سمجھانے لگی میرے بھولے

محبوب تمھیں کس نے بتایا یہ گناہ ہوتا ہے "وہ مسکرایا اور اسکا گال کھینچا جبکہ

لائبہ نے اسکے اس ہاتھ پر تھپڑ مارا۔تو تو یہ گناہ تھا اور اور ہم نے نے کیا ہے ہم دونوں کو معافی"۔اوفلا سفر بس میرا موڈ نہیں ہے رات محنت کرو اور دن میں بھی تمھاری یک یک سنو چپ چاپ۔۔اٹھو اور کافی بناؤ اور فکر نہ کرو۔ فرشتے خوش ہی ہوئے ہوں گے"۔

استغفار"

وہ منہ بنا کر بولی۔۔

دماغ تو تمھارے پاس ہے نہیں۔۔چلی ہو پیار کرنے" وہ سر جھٹک کر اٹھا اور خود ہی کافی بنانے چلا گیا کچن میں لائبہ خراماں خراماں چلتی آئی جیسے مجرم ہوں حیدر اسے دیکھ کر

قہقہہ روک گیا

رات تو تمھارے پاس کپڑے نہیں تھے آج اتنے کپڑے کہاں سے آئے"

وہ اسے زچ کر رہا تھا اور جب جب وہ رات کا نام لے رہا تھا لائبہ کانپ اٹھتی

تھی اس خوف سے کہ وہ گناہ کر چکی ہے۔۔اور

حیدر محظوظ ہو رہا تھا حیدر آپ کچھ سوچیں نہ"۔۔وہ بے بسی سے بولی۔ ہنی۔

نن پریشانی کیا ہے تمھیں ہے تمھیں۔۔ چل کرو" وہ آنکھ دباتا۔۔بولا

دل کرتا اپکو پکڑ پکڑ کر ماروں"۔ہے ہے آپکو وہ کبھی غصے سے بولی۔ جبکہ

حیدر نے۔۔ سنجیدگی سے اسے دیکھا اور شرٹ کے بٹن کھولنے لگا

حیدر" لائبہ حیران رہ گئی کہ کیا وہ پھر سے پاگل ہونے لگا ہے اپنے شرٹ اتار

کر ایک طرف پھینکی لائبہ پیچھے بھاگ گئی جبکہ حیدر نے اپنی پشت اسکے

سامنے کی وہاں جا بجا ناخنوں کے نشان تھے یہ کم ہے جو تمھیں مزید کا شوق

چڑھ رہا ہے" وہ شرمندگی سے گلابی

ہو گئی اور چہرہ موڑ لیا حیدر نے کافی کا کپ لبوں سے لگایا اور کھل کر مسکرایا ہم

بہت خراب ہو گئے ہیں"۔۔وہ خود کو کوستی بولی تھی۔

ہاں وہ تو میں رات دیکھ چکا ہوں۔"حیدر"وہ اب دھواں دار رو دی جبکہ حیدر

کا پھر سے قہقہہ ابھرا اور وہ۔۔اسکے نزدیک آیا اور اسکا سر سینے سے لگا لیا۔

ٹیک ایٹ ایزی ہنی میں بات کرتا ہوں ڈیڈ سے کہو تو کل ہی رخصتی کروا لیتا

ہوں۔۔کیوں پریشان ہو رہی ہو نکاح میں ہو تم میرے میں تم پر حلال ہوں

اور تم مجھ پر"۔۔اپنے اسے سمجھایا جبکہ لائبہ نے سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھا

جو بے حد پر سکون تھا۔۔

یہ واقعی گناہ نہیں ہوتا"۔

وہ معصومیت سے اسکی جانب دیکھ رہی تھی نہیں بھئی۔"وہ کافی کا مگ اسکے

لبوں سے لگاتا بولا۔لائبہ اسکی بات مانتے ہوئے سر ہلا گئی اور کافی کا گھونٹ

بھرا آویں رو رو کر برا حال کیا ہے پہلے ہلا کر پوچھ لیتی"وہ سکون سے چیئر پر

بیٹھ کر پر شوق نظروں سے اسے گھورتا بولا آپ آپ تو ایسے سوتے ہیں جیسے
اب آندھی یہ طوفان بھی اجائے آپ اپنی. مرضی کے کو اسکے حیدر بنا نہیں
انھیں گال پر ایک مدھم۔گے "وہ آنکھیں پھیلا کر سا نشان نظر آیا اور وہ بولی
جبکہ تمسکراتی نظروں سے اسے دیکھتا سر ہلانے لگا لائبہ البتہ اسکی شرارتی
نظروں کو خود پر
اٹھتا دیکھ حیدر نہیں دیا سے اسے دیکھتا سر ہلانے لگا لائبہ البتہ اسکی شراری
نظروں کو خود پر دوپٹے کو مزید چہرے پر کھینچ چکی تھی ابھی تو تم میرے ساتھ
نہیں رہتی پھر یہ حال ہے چنیں مارتی بچتی پھر رہی ہو جب میرے ساتھ
میری راتوں کی ہم راز ہو جاؤ گی پھر کیا بنے گا لائبہ تمھارا میں تو پریشان ہو گیا
ہوں "وہ ہنستا ہوا اسکے

چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا جو دوپٹے سے پورا حجاب بنائے خود کو چھپائے انگلیاں چٹھا رہی تھی۔اچانک اسکے سیل فون کی آواز پھر سے ابھری۔کوئی کمینہ ہی ہے" وہ بے دھڑک گالی دیتا موبائل دیکھنے لگا اور ڈیڈ کہ کال دیکھ کر۔

ایکدم زبان دانتوں تلے دیا گیا جبکہ لائبہ نے گھورا اور نفی میں سر ہلایا --

جی ڈیڈ " ہشاش بشاش لہجے میں سوال ہوا جبکہ وہاں سے گالیوں کی

بھونجار تھی۔

تم گھر مرد حیدر تمھیں پھر اچھے سے بتاتا ہوں میں کہاں دفع ہو گئے تھے صبح

سے کال کر رہا ہوں میں تمھیں۔۔

سالار چنگھاڑا۔

وہ میں اپنے لائبہ کی جانب دیکھا جو اس بے شرم ہے یہ امید رکھتی باپ کو

سب بتادے گا اپنے جلدی سے نفی میں سر ہلایا۔ تھی کہ وہ میں اپنے گھر آیا

ہوا تھا میں ابھی آجاتا ہوں کوئی ضروری بات

ہے"۔۔وہ بولا۔

گھامڑ آدمی گھر میں کیا چل رہا ہے تمھیں خود نہیں پتہ"۔۔ بھی اب میں کیا

کر سکتا ہوں نور آپی کے لیے" وہ بے زاریت سے

بولا

حیدر" سالار نے دانت کچکائے

یار آپ چاہتے کیا ہیں مجھ سے "حیدر نے تنگ اکر پوچھا۔

اچھا بھلا موڈ خراب کر رہے ہیں "میرے سامنے ہوتے نہ خدا کی قسم مار مار کر

حشر بگاڑ دیتا۔"۔سالار

بھڑکا

بزرگو دم خم نہیں ہے اب آپ میں خیر بتائیں کیا کام پڑ گیا آپکو"۔وہ اسے

چڑاتا بولا تھا لائبہ جبکہ سن رہی تھی یہ کہیں سے تھا یہ باپ بیٹے کی کانورسیشن

ہے۔۔

کیس کرنا چاہ رہا ہے عارض. صارم کی فیملی پر"۔۔پاگل بد دماغ بھائی ہے آپکا

"وہ ایکدم کپ منہ سے لگاتا بے دھڑک بولا واضح تھا سالار ضبط کر رہا تھا جبکہ

چٹکی کاٹی جو منہ میں آتا تھا کہہ لائبہ نے اسکے بھاری ہاتھ پر نہیں تھا۔دیتا تھا

کسی کا لحاظ مشورہ مانگا ہے تم سے میں نے؟؟"وہ سوالیہ انداز میں بولا نہیں"وہ

فرمابرداری سے گویا ہوا

تو جتنا کہا ہے اتنا کرو کیس کرنا چاہتا ہے وہ اور میں چاہتا ہوں کہ یہ

کیس تم ۔"

یعنی ایک بار پھر اپنی ضرورت کے لیے سالار مرتضی مجھے استعمال کرنے جا رہے ہیں پہلے اپنے دوست کے لیے اور اب

اپنے بھائی کے ڈیٹر شاید آپ بھول رہے ہیں یہ لیے ویسے ڈیڈ

شایدا آپ نے مجھے خود یہ بات تو آپ

کہی بھی اب اس پیشے کو چھوڑ دو۔ حیدر" لائبہ نے آہستگی سے اسے ٹوکا۔

سالار نے کوئی جواب نہیں دیا الٹا فون بند کر دیا حیدر طنزیہ مسکرایا۔ میرے

باپ سے زیادہ مطلبی میں نے کسی کو نہیں پایا" وہ سر جھٹکتا

بولا

آپ بد گمان نہ ہوں ان لوگوں کو آپکی ضرورت ہے آپ جب مدد کر سکتے

ہیں تو کیوں اسطرح کر رہے ہیں"

لائبہ نے غصے سے اسکی پیشانی کی رگوں کو تنتے دیکھا تو نرمی سے اسکا

ہاتھ سہلایا

حیدر نے ایک نظر اسے دیکھا اور سر ہلا دیا جبکہ لائبہ فخر سے مسکرا دی بات

مان گیا ہو

ا۔کتنے آرام سے-گھر جائیں گے آپ"۔۔وہ سوالیہ پوچھنے لگی۔

ہاں مگر فلحال نہیں جب موڈ ہو گا تب جاؤں گا"اپنے لاپرواہی

کہا۔

آپ کیوں انتظار کرا رہے ہیں۔"۔

تم زیادہ اختلاف نہیں کر رہی":-

وہ گھور کر بولا

نکالنا چاہ رہی ہو نہ مجھے کہ جلدی سے نکل جاؤں مگر ایم سوری ہنی میں یہاں

سے کہیں نہیں جانا چاہتا آئی وانٹ یو مور"۔۔وہ کافی کا کپ ایک طرف رکھ

کر اسکے تقریباً زرد ہو جانے والے چہرے کو بڑی

چاہت سے دیکھتا بولا۔۔۔۔

حیدر نہیں۔۔۔"وہ باہر کی جانب بھاگتی کے اپنے ہی پاجامے میں اڑ

گری اور حیدر کا قہقہہ بلند ہوا اسنے اسے یوں ہی آچک لیا ہم تھک گئے حیدر

آپ بہت برے ہیں ہمیں بھوک لگ رہی ہے ہیں چھوڑیں نہیں ہم شکایت

لگائیں گے آپکی۔۔۔انکل سے لگائیں گے۔۔وہ چلاتی جا رہی تھی مگر اس

نواب پر ذرا بھی اثر نہیں پڑا خود تو وہ کافی پی کر بلکل فریش ہو گیا تھا اور لائبہ

نے پورے دن سے کچھ

نہیں کھایا تھا

جس کی پرواہ کیے بنا وہ اسے لیے کمرے میں گھس گیا لائبہ نے احتجاجاً اسکے

سینے پر مکے برسا دیے جبکہ حیدر نے اسکے دوپٹے سے ہی۔۔ سکون سے اسکے

دونوں ہاتھ باندھے اور۔۔اپنا موبائل اٹھا لیا

پیزا کھاؤ گی

۔زہر کھاؤ گی وہ منہ پھلا کر بولی

حیدر نے اسے ونک دی۔۔

وہ تو میں کھلاؤ گا اپنے ہاتھوں سے میں پیزا آرڈر کر رہا ہوں جب تک نہیں آتا

اپنی چونچ بند رکھنا" اپنے پیزا آرڈر کیا لائبہ بھاگنے کی ایس سے چھپنے کی

جائے فرار تلاش کر رہی تھی مگر وہ ہمیشہ سے لیٹ تھی اور حیدر اسکے سر پر

کھڑا تھا اسنے اپنی شرٹ کے بٹن آہستگی سے

کھولے لائبہ زور زور سے سر ہلانے لگی اور حیدر کی معنی خیز مسکراہٹ گواہ

تھی کہ اب لائبہ کو بخشنے کا ارادہ وہ نہیں رکھتا تبھی اسے اسکے آگے ہارنا ہی تھا

محبت اور جنوں خیزی کی داستان ایک بار پھر وہ اسپر لکھنے کو تیار ہو چکا

تھا۔۔۔۔ یہاں تک کہ پیزا مین پیزا ڈیلور کر کے۔۔ کب کا جا چکا تھا۔ حیدر

کی جوش سے مچلتے چشمے کی مانند محبت کے آگے لائبہ بلکل بے دم کی رہ گئ تھی

حیدر اور اور جب اسے اس بات کا احساس ہوا تو۔۔ وہ اسکی پیشانی چوم

گیا۔۔۔

چلو اٹھو کھانا کھاؤ اور سو جاؤ" وہ اسکے کان میں آہستگی سے۔ بولا۔۔۔

"۔لائبہ نے بمشکل تمام آنکھیں کھول کر اسکی جانب دیکھا۔اور رونے لگ گئ"۔

ایک تو ملازم بنالیا اسنے مجھے اپنا رونے کے علاوہ کچھ نہیں آتا"۔۔وہ سر جھٹکتا غصے سے اٹھا خود جواب نیند میں ڈوب رہا تھا سبھی چیڑ رہا

پھر بھی وہ اٹھا اور اپنی شرٹ پہن کر وہ نیچے آیا۔واچمین دوسری رات کے گزر جانے کے باوجود بھی یہ جان نہیں سکا کہ اندر حیدر بھی ہے اسکا دل کیا دل کھول کر قہقہے لگائے البتہ پیزا کچن میں ہی موجود تھا۔

اسنے پیزا اٹھایا۔ا۔کو جلا کر لبوں لیوں میں میں لگا لگا اور سیگریٹ کو کالیا اگر جاگنا تھا تو سیگریٹ پینا ضروری تھی تبھی وہ سکون سے کمرے میں آیا وہ

چہرے پر کلائی رکھے بٹی ہوئی اپنے اسے اٹھنے کے لیے کھالا لائبہ شدید بھوک کا شکار تھی اٹھ کر بیٹھی اور کمبل خود پر کھینچ لیا حیدر کی مسکراہٹ دیکھنے لائق

تھی اپنے گھڑی کی جانب دیکھارات کے دو بج رہے تھے۔۔۔اوہ شیٹ "وہ

جلدی سے موبائل کی جانب بڑھااور سلائس لائبہ کو

دے دیا۔ڈیڈ کی تھیں کالر تھی۔۔۔

بس تمھاری وجہ سے ہوا ہے یہ سب "۔وہ سارا الزام اسکے سر پر

ڈالتا بھڑکا۔

جبکہ لائبہ نے طویل سانس کھینچا کیا کر سکتے تھے وہ ایسا ہی تھا وہ اسے کبھی بدل

نہیں سکتی تھی وہ چپ چاپ کھا رہی تھی جبکہ وہ سالار کے خوف سے ادھر

ادھر چکر لگا رہا تھا البتہ لائبہ کو تسلی ہوئی کم از کم کسی سے تو ہلکا پھلکا ہی سہی

ڈرتا تو ہے۔۔

ورنہ اس سے زیادہ بے باک کوئی نہیں تھا۔سر تک تان کر سو گئی حیدر نے

روک کر اسے بھرا اور کمبل سر تک سے پیٹ وہ بن پانی کی کی مچھلی کی طرح

چکرا اٹھا تھا جبکہ لائبہ نے سکون دیکھا اور

دانت پیس لیے۔

دل تو کر رہا ہے تمھیں اٹھا کر اپنے گھر پھینک آؤں """ وہ کھڑکا مگر لائبہ واقعی سو سو گئی تھی ! لموں میں ہی اسکا احساس کرتے اپنے اسے پھر جاگنا مناسب نہ سمجھا اور خود بھی کچھ ۔۔ڈرتا ہوا لیٹ گیا جبکہ صبح کیا بہانا بنانا تھا وہ سوچ رہا تھا جبکہ وہ سکون سے اسکے پہلو میں لیٹی ہلکی ہلکی سانسیں۔ل بھرتی گھیری نیند کی آغوش میں تھی حیدر نے چہرہ موڑ کر اسکی جانب دیکھا اور مسکرا دیا۔۔۔

اسے کھینچ کر اپنے سینے میں بھر لیا وہ جتنا اسکے قریب آ رہا تھا اتنا شدت چاہتا تھا وہ واحد لڑکی تھی جس سے دل بھر نہیں رہا تھا ورنہ لمھوں میں بے زار

ہو جانے والا انسان حیدر رہی تھا۔۔۔۔۔۔

انکا باہر جانے کا پلین کونسل ہو ہو چکا تھا۔۔۔ تھیں اور جو جا پہنچیں سے

روشانے میڈیم اپنے پرانے کمرے میں وہاں. نہ نکلنے کی قسم کھائی تھی اسنے

بھیرہ سانس بھرتے اپنے موبائل کی جانب دیکھا وہاں کی میسیجز تھے وہ

یونیورسٹی کے لیے ہی نکل رہا تھا عائشہ اس سے پوچھ رہی تھی کہ وہ۔۔

یونیورسٹی آرہا ہے۔۔۔اپنے ایک سیکینڈ کے لیے اسکے میسیجز دیکھے اور

پھر ریپلائے کر دیا

ابھی وہ گاڑی باہر نکالتا کہ روشانے سامنے سے آتی دیکھائی دی وہ گاڑی کے

شیشے سے باہر جھانکنے خوشگوار حیرت سے وہ لگا۔آپ کہیں جارہیں ہیں

محترمہ "چمکتی آنکھوں سے اپنے پوچھا تھا۔جی مگر آپکے ساتھ نہیں۔"وہ

سکون سے بولی۔وجہ جب منزل ایک ہے تو راستے بدلنے کی کیا تک بنتی ہے

اور ایک بات دماغ میں پہنچ چکی ہو تو

بیٹھالو اکمرے میں واپنے اب تم میرے کا مجھ سے بھاگنے کی ضرورت نہیں"

باہر لے کر جارہے تھے آپ تو مجھے "وہ زرا غصیلے لہجے میں بولی

کیونکہ یہاں رہتے ہوئے وہ کسی سے مخاطب نہیں ہونا چاہتی تھی کل منہا جب آئی تھی تو نور تو اس سے چھپ گئی تھی جبکہ اپنے روشانے سے معافی مانگی تھی اور روشانے کچھ کہہ نہیں سکی مگر فلحال وہ اس گھر سے دور چلی جانا چاہتی تھی تبھی صبح صبح نکل رہی تھی کہاں

معلوم نہیں تھا۔روشی گاڑی میں بیٹھو"زریاب کو اسکی پوزیشن سمجھ اگی تبھی سیریں

ہوتے بولا۔

نہیں بیٹھنا مجھے آپ اپنی فیملی اور اپنی فیملی کے ایشوز کو سولو کریں۔۔۔۔زار میں کیا ہوں میرے ساتھ کیا ہو لوگ۔۔آنے والے نئے حادثے سے پچھلا حادثہ بھلا چکے ہیں"۔

غصے سے کہہ کر وہ وہاں سے چلی گئی جبکہ زریاب نے سٹیر نگ پر ہاتھ مارتے

گاڑی کا دروازہ کھولا اور اس سے پہلے وہ اس تک پہنچتا سامنے سے زین بھی

اندر داخل وہ رہا تھا روشانے کو دیکھ کر وہ ایکدم

اسکیطرف بڑھا جبکہ روشا نے پلٹ کر جلدی سے گاڑی میں بیٹھ

گئی چلیں " اپنے کہا اور ۔۔ گاڑی کے شیشے چڑھا لیے زریاب

شرمندہ سا رہ گیا زین کا اترتا چہرہ ۔ اسے اچھا نہیں لگا زین

وہیں رک گیا اور زریاب گاڑی میں بیٹھ کر گاڑی کو۔۔ گھر سے

باہر نکال چکا تھا۔۔۔

انن باپ ہیں وہ تمھارے "۔۔ غلطی ہو گئی تم دل بڑا کر سکتی ہو " وہ اسے

سمجھانے لگا۔

میرے پاس اتنا بڑا دل نہیں ہے "اپنے دوٹوک جواب دیلی۔اگر میں بھی یقین نہ کرتا تو میرے ساتھ بھی تم نہ تم نہ ہھتی ابھی تو صرف گھر پر توجہ دینے پر بھڑک رہی ہو جبکہ وہی تبھی ہیں "وہ ہلکا سا ہنسا مجھے شاپینگ کرتی ہے "۔۔گھر والے تمھارے لیکن میں تو یونیورسٹی جارہا ہوں "اپنے چہرہ اسکی جانب موڑا۔

ہے یہیں اتار دیں مجھے پھر "روشانے یونیورسٹی نہیں جانا چاہتی

روشی کب تک سب سے منہ موڑو گی۔۔میرے ساتھ یونیورسٹی چلو اپنی پڑھائی پر فوکس کرو۔۔"۔زار میں۔۔میں نہیں ابھی کسی چیز پر فوکس کر سکتی پلیز "وہ بے بسی سے بولی۔

ٹیک ایٹ ایزی۔۔ تمھارا دھیان بٹ جائے گا" اپنے اسکا گال سہلایا اور

روشانے کے ہر احتجاج کی نفی کرتا رہا یہاں تک کے وہ یونیورسٹی پہنچ گئے

اسنے اسے کلاس میں جانے کا کہا روشانے وہیں جم گئی ہی نہیں چاہتی تھی۔۔

وہ جانا

پھر وہ اسے لے آیا تھا وہ نہیں کرنا چاہتی تھی دنیا سے سامنا جبکہ زریاب نے

اسکی ہمت باندھی اور اسے۔۔ کلاس میں جانے کے لیے فورس کیا وہ کلاس

میں داخل ہوئی تو کلاس کا شور ایکدم تھم

گیا۔

روشانے نے سب کو نگاہ اٹھا کر دیکھا۔ تم کیوں آئی ہو ہماری کلاس میں "

ایک لڑکی بولی ایک پچھلی سارے تالاب کو گندا کرتی ہے اور تم ایک گندی

مچھلی ہو تمھیں کتا بھی ڈھانپ لیں کیا ہمیں پتہ نہیں ہے کیا ہم نے زار دیکھا

نہیں تمھارے تصویروں کو یم اول یو روشانے شیم اون ہو "پوری کلاس یہ

کہنے لگی زور زور سے مریم اون ہو۔۔۔ ٹیم اون ہو۔۔۔اور ان سب کے بیچ بیٹھی عائشہ مضمئین کی اسکے پورے وجود کی کیپکپاہٹ کو نوٹ کر رہی تھی سب نے روشانے کی تصویریں کھول کر اسکے سامنے کر دی۔

اور روشانے۔۔ چکرا کر زمین بوس ہو گئی۔ کیا عزت رہ گئی تھی اسکی۔۔ کیا تھا اب اسکے پاس۔۔۔۔ صرف گھر والے نہیں باہر کی دنیا میں بھی وہ بے ابرو تھی وہ گیری تو سر ڈائیس پر لگ کر فرش پر لگا۔اور روشانے بے دم کی ہو گئی۔ جبکہ کسی کے بھاگتے قدموں کی آہٹ کانوں میں محسوس ہو رہی تھی روشی" وہ زریاب تھا اسے جھنجھوڑ اور روشانے جیسے کھیرے رے اندھیرے میں رہا تھا۔ چلی گی۔۔۔ جہاں سے روشنی دیکھائی نہیں دے رہی تھی

Episode 44

ایمر جنسی میں وہ اسے لے کر ہاسپٹل بھاگا تھا۔۔۔

اور لائبہ کو وہاں موجود دیکھ کر کچھ گھبرا گیا تھا۔ تسلی ہوئی جبکہ زریاب بہت

لائبہ بھی پریشانی سے اسکو۔۔ایمر جنسی میں لے گئی جہاں اسکی ٹریٹمنٹ ہوئی

اور کھیرے صدمے کے باعث بے ہوش ہونے کی وجہ ہے۔۔اسکی دماغی

حالت سٹیبل نہیں تھی زریاب مٹھیاں بھینچے کھڑا

لائبہ نے اسکی جانب دیکھا اکم از کم روشانے کو کل تک انڈر اوبزرویشن رکھا

جائے گا۔۔اسنے کہا تو وہ سر ہلا گیا۔

سب میری غلطی سب میں میں اتنا لاپرواہ ہو گیا ہوں"۔۔وہ خود پر

غصہ کرتا دیوار پر مکہ مار گیا لائبہ نے جبکہ اسکا ہاتھ پکڑا۔

کیا کر رہے ہیں آپ۔وہ اپنا ہاتھ بھی زخمی کر لیتا نہیں تمھیں نہیں پتہ میں

بہت لاپرواہی کر رہا ہوں میں نے زبردستی اسے یونیورسٹی جانے پر فورس کیا

لیکن لیکن یہ عام بات نہیں اس شخص نے ساری دنیا میں یہ سب پھیلا دیا ہے

"وہ سر تھامے بیٹھا تھا

کیا ہم حیدر کو کو فون کریں" وہ زریاب کو بے چین دیکھ کر کر اس سے سوال

کے کرنے لگی دونوں نے ہی ابھی گھر پر اطلاع نہیں کی تھی

نور والے معملے نے پہلے ہی سب کو بے حد افسردہ کر دیا تھا عارض تو شاید اپنی

بیٹی سے نگاہ ملانے قابل بھی نہیں رہا تھا زریاب نے جبکہ نفی میں سر ہلایا۔

میں اپنے معملات خود حل کر سکتا ہوں میرا بس ایک کام کر دو۔۔

وہ بولا تو لہجے میں روشانے کے لیے بے حد

اسکا خیال رکھنا"۔

مجھے ابھی یہاں سے جانا ہو گا"۔۔

نہیں ہم نہیں رکھیں گے اس وقت روشانے کو۔۔ سکون کی ضرورت ہے

اور آپ سے زیادہ کوئی نہیں دے سکتا مجھے ایسا لگتا ہے آپکو۔۔ روشانے کو

لے کر یہاں سے چلا جانا چاہیے۔ وہ ذہنی

طور پر اچھا محسوس کرے گی"۔۔ اسنے مشورہ دیا اور زریاب تو پہلے سے ہی یہ

سوچے بیٹھا تھا اپنے سر ہلایا

اور اپنی جگہ سے اٹھا۔ لائبہ البتہ اسکی پشت دیکھ رہی تھی۔۔ زریاب کا کتنا بڑا

دل تھا۔۔ لیکن حقیقت تو یہ بھی تھی کہ۔۔ روشانے کو سب پہلے سے جانتے

تھے روشانے پر بے اعتباری نہیں بنتی تھی۔ اگر لائبہ پر ایسا وقت آجاتا تو کیا

حیدر اسکا اعتبار کرتا؟

اچانک اسکے ذہن میں یہ سوال آیا تھا۔آج صبح اٹھتے ساتھ ہی وہ۔۔نکل گیا تھا کہہ کر گیا تھاڈیڈ کے پاس جائے گا رخصتی کی بات بھی کرے گااور جوانکی بات ہو گی وہ بنے گا بھی اتنی فرماپرداری حیدر سے بنالڑے بنے گا سکتی تھی تبھی انسکیورٹی کا وہ مسکرادی تھی لیکن شکار ہورہی تھی کیونکہ ایک پیکٹ نہیں کی اسکے بعداب۔۔وہ حیدر نے اس سے جابے حد کوئی رابطہ نہیں کیا تھا معلوم نہیں کیوں اسکادل ڈرتا تھا کہ حیدر اس سے بس وہ ہی چاہتا تھا جو وہ حاصل کر چکا ہے اب مزید اسے اس میں دلچسپی نہیں رہی ہو گی۔۔۔

اسکا بار بار موبائل اٹھا کر چیک کرنا اسکی بے چینی کی علامت تھی زریاب البتہ موبائل پر کسی سے بات کر رہا تھا وہ روشانے کے پاس آ گئے۔

جس کو ہوش آگیا تھا لائبہ ایکدم اسکی سمت بھڑی۔ تم ٹھیک ہو۔ وہ بولی جبکہ
روشانے نے اسکی جانب دیکھا اور نفی میں گردن ہلاتی بری طرح رونے لگی

۔

تبی زریاب اندر ایا

اور ایکدم وہ بے ساختگی می ں اسکی جانب بڑھا ہی تھا لائبہ کی وجہ

سے رک گیا

لائبہ کی محسوس کر لیا تھا تبھی وہ بعد

میں آتے ہیں کہہ کر چلی گئی۔ اور اسکے جاتے ہی زریاب نے روشانے کی

جانب دیکھا جو شکوہ کن سے نگاہوں سے دیکھ رہی تھی۔

ایم سوری۔۔ ایم رئیلی سوری۔۔ میں اب ب بھی تمھیں فورس نہیں کروں

گا۔۔ کسی بات کے لیے "" وہ اسے بے چینی سے بازوں کے

حلقے میں بھر گیا۔

یہ سب کیا ہو رہا ہے زاریہ زاریہ میں۔۔۔میں کیا کروں میرا قصور کیا

ہے ہے، کون ہے: چلی گئی اسکی جو یہ سب کر رہا ہے "وہ اسکے سینے سے لگی

روتی ہی ہچکیاں زریاب کے کے دل پر گیر رہی تھیں۔۔زریاب نے اسکے

ریشمی بالوں کو کو سہلایا۔

جو کوئی بھی ہے آئی سیور میرے ہاتھوں اپنی جان گنوائے گا۔۔۔وہ مدھم

لہجے میں غرایا جبکہ وہ سسک رہی تھی۔۔

سب جانتے ہیں۔۔سب نے وہ تصاویر دا ویر دیکھی ہیں میں قسم کھاتی ہوں

میں نے یہ ایسا کچھ "۔

شششش "اپنے اسکے مخشک ہوتے لبوں پر انگلی رکھ کر۔۔اسکے کانپتے

ہونٹوں کو نرمی سے سہلایا۔مجھے علم ہے۔۔میں سب جانتا ہوں میں

تمھارے سامنے اس شخص

کو ضرور لاؤ گا ٹرسٹ کی میں اس دن تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک

اس شخص کو ایکسپوز کر کے دنیا کے سامنے یوں ہی بدنام

نہ کر دوں"۔

وہ اسکا گال سہلا رہا تھا جس کی آنکھ کا پانی بس بہہ رہا تھا جیسے تھمنے کی کوئی جواز

نہ ہو۔۔

ٹیک ایٹ ایزی پلیز"

میں نہیں ہوں گی آپ مجھے زبردستی لے کر گئے تھے زبردستی کرتے ہیں

میرے ساتھ

آپکے پاس دماغ نہیں ہے۔وہ اب بھڑکی جبکہ زریاب اسکے بھڑکنے پر لب دیا

گیا

جب

دیکھو اپنی مرضی اپنی مرضی

میں آپ سے

چھوٹی ہوں تو

مطلب نہیں دادا ابو بن جائیں گے مجھ پر اپنی مرضی کر کے ڈراتے ہیں پھر

پیار کرتے ہیں۔۔۔۔وہ گھورنے لگی

اب صرف پیار کرو گا" وہ آہستگی سے اسکی کلائی پر پر لب رکھ گیا روشانے نے

کلائی کھینچ لی۔۔چیپ حرکتیں نہ کریں میرے ساتھ "اپنے آنسو صاف

کر کے ذرا

میاں بیوی میں کچھ چیپ نہیں ہوتا اور تمھاری اس چھوٹی سی کھوپڑی میں یہ تو

یاد سکون یاد ہو گا۔ہی کہ تم میری بیوی ہو آفیشلی ناؤ۔۔وہ سے بولا تھوڑی

تسلی ہوئی کہ اسکا ذہن کسی اور سمت گیا تھا۔تو "اسے جیسے بلکل فرق نہیں پڑا

اس تو کا جواب میں تمھیں کشمیر میں دوں گا"۔وہ نفی میں سر ہلاتا

بولا کیا مطلب ہم کشمیر جارہے ہیں "ایکدم وہ اسکی سمت حیرانگی سے دیکھنے لگی

لیں تمھیں پسند ہے نہ۔وہ مسکرایا۔بہت روشانے بھی مسکرائی اور بھیگی پلکوں سے وہ مسکراتی بہت حسین لگی زریاب نے جھک کر اسکی پیشانی چوم لی ۔اسکا گال تھپتھپایا۔ہم رات تک نکل جائیں گے تم سفر کے لئے تیار ہو۔۔۔

وہ سوال کرنے لگا۔مجھے یہاں سے بہت دور جانا ہے زار وہ سفر کتنا بھی بڑا کیوں نہ

۔۔وہ۔بولی تو زریاب اسکی فیلنگز سمجھتا ہوا سر ہلا گیا جبکہ روشانے سر جھکا گئی ۔ہے "اسے اچھی نہیں لگی اسکی اداسی۔۔۔وہ وہ اسکے پاس بیٹھ گیا۔جبکہ روشا نے اب بھی ویسے ہی بیٹھی تھی۔کیا پھیل کر بیٹھ گئی ہو ادھر ہو۔۔۔اپنے

اسے سائیڈ پر ہونے کے لیے کہا آپ یہاں لیٹیں گے "روشانے کی آنکھیں باہر نکل آئیں حیرانگی ہے۔۔۔ بلکل "وہ مسکراہٹ روکتا بولا

ن۔۔ نہیں آپ جائیں یہاں سے ۔۔۔ لائبہ ہے یہاں" ۔۔ واہ

میں تم پر مر رہا ہوں اور تم مجھے دفع کرنے کی باتیں کر رہی ہو۔۔ ویسے مائے ڈیئر وائف یہ بھی کچھ برا نہیں ہے ہاسپیٹل

میں ایک ڈھلتی شام کے دوارن۔۔ میں اور تم اس تنگ سے

کافی اڈونچر سا ہے۔ " اسنے پر دے آگے کیے اور ۔۔ ڈور روشا

نے گھبرا کر کھڑی ہو گئ ۔ بیڈ پر۔۔ لاک کر دیا

آپ کو کیا ہو گیا ہے۔۔ یہ ہاسپیٹل ہے"۔۔ڈونٹ وری یہاں پہلے بھی یہ ہو

چکا ہو گا" وہ ہنسا جبکہ روشانے سمجھ نہیں سکی

تمھیں لگتا ہے حیدر بھائی نے اس ہاسپیٹل کو بھی چھوڑا ہو گا مجھے

یقین ہے کسی نہ کسی کمرے میں وہ بھی اس تنگ بیڈ پر۔۔ضرور 2 لیٹیں ہوں

گے "وہ ہنستے ہوئے بولا جبکہ روشانے تواڑتے رنگوں سے اسکے قابل دید

سکون کو دیکھ رہی تھی۔

آپ آپ جائیں۔"۔میں کہیں نہیں جا رہا پھر میں غصہ کرو گا تو تمھیں ہی

شکواہ ہوتا ہے وہ سنجیدگی سے اسے اپنے پاس لیٹنے کا کہتا لیٹنے کا کہتا بولا۔زار"

روشانے نے کئی کی۔۔

شہیٹ آپ"۔۔جبکہ وہ بے رخی سے بولتا اسکی کلائی پکڑ کر اسے اپنے حصار

میں قید کر گیا۔جبکہ روشانے کی پشت اسکے سینے سے لگی تھی اور وہ اسپر بلکل

اپنے

وجود کا مکمل ہوجھ دیے اسے خود میں سموئے لیٹا تھا۔۔زریاب کی سانسیں روشانے کے کانوں کی لو کو چھو چھو کر گزر رہیں تھیں وہ کانپ ہی اٹھی تھی جبکہ وہ اسکے جزبات کو سمجھتے ہوئے بھی اپنی پر اترا ہوا تھا۔۔

زریاب میں میں مر جاؤ گی پلیز مجھے چھوڑ دیں" وہ زور سے اپنی آنکھیں بند کرتی بولی۔

زریاب مسکرا دیا۔ہلکے ہلکے اندھیرے میں اسکا چہرہ دیکھا ایک بار یہ سو بار لکھیں مجھ پر مرنا ہی ہو گا۔اب آواز مت نکالنا ورنہ پڑوس والے کمرے کا پیشنٹ اٹھ کر اجائے

گا" وہ بولا اور اسکے ریشمی بالوں کو گردن سے ہٹاتا وہ اسکی گردن جھکا۔۔

زـــــــــار" وہ کانپ اٹھی مگر دھڑکنوں کی لیے ترتیبی پر۔۔ عجیب سے

احساس میں مبتلہ کی ہو گئی تھی

یہ لمحے عجیب تھے جیسے ہر احساس پر بھاری جیسے ہر چیز کو اسکے ذہن سے

فراموش کر دینے والے۔۔ جیسے اسکی تکلیف اسکے چھونے سے

بہت کم پڑ گئی ہو۔۔

وہ سوچیں وہ منظر جو دماغ میں اگر بار بار اسے رونے پر مجبور کر رہے تھے کہ

اس وقت آنکھوں بند کرتے اسکے رحم و کرم پر اسی کے بازؤں میں پڑے وہ

سب بھلا چکی تھی۔۔

جبکہ زریاب نے اس کا چہرہ - اپنی سمت موڑا

اوراسکی سانسوں کو خوبصورتی سے اور بھی مدھم کر دیا روشانے نے ڈریپ لگا ہاتھ اسکے گال پر رکھا جسے زریاب نے احتیاط سے اپنے ہاتھ میں قید کیا مگر ہوئی کی چھن سے وہ نچلی۔۔ لیکن زریاب نے دوری کو مناسب نہیں سمجھا اسکا ہاتھ اور کرتے وہ جابجا اس پر اپنی درانگیوں کی برسات کرنے لگا۔۔۔ روشانے۔ کچھ محلی اوران لمحات کا سلسہ طول پکڑتا کہ زریاب کے موبائل پر کال آنے لگی۔ اسنے بڑی ہی ناگوری سے سر اٹھا کر اوپر دیکھا۔ روشانے بھی بہکی بہکی نظروں سے اسے ہی دیکھ رہی تھی۔ جبکہ زریاب نے اسکی انھیں سوچی سوجی آنکھوں پر پیار کیا اور۔

موبائل اٹھایا عائشہ کی کال تھی رات کے آٹھ بج رہے تھے اسوقت کال کیوں کر رہی تھی وہ" ۔۔ روشانے نے نمبر نہیں

دیکھا تھا وہ اپنی سانسوں کو ہموار کر رہی تھی ۔ اتنے۔۔ کال ڈسکنیکٹ کر دی۔۔۔ اور تکیے پر کہونی رکھ کر۔۔ اس دیکھنے لگا ۔ جبکہ روشانے نے اپنا چہرہ چھپا لیا ۔

اور زریاب نہیں دیا۔ بڑے ہی بے شرم ہیں آپ "وہ آہستگی سے بولی اور تم ایک اوبیڈنٹ سٹوڈنٹ ہو۔۔۔ میں نے کہا آواز نہیں نکالنی

اور تم نے۔"۔زار"

وہ اسکے منہ پر شرم سے سرخ پڑتی ہاتھ رکھ گئی جسے زریاب نے i

نرمی سے چھوا

آئی تھینک ہمیں ہوش میں آنا ہو گا میم "وہ افسوس سے بولا شکر ہے خدا کا"۔

۔وہ اسکے ہٹنے سے خود پر سے ایک بھاری بوجھ ہٹتے بے ساختہ بولی جبکہ

زریاب نے مڑ کر اسکی جانب دیکھا۔۔۔ شروعات ہے میری جان آگے آگے دیکھتی جاؤ "آنکھ دباتا وہ اسے

ڈرا گیا تھا۔ پھر تو میں اپکے ساتھ کہیں نہیں۔ جاؤ گا پورا رائیٹ رکھتا نہیں جاؤں گی" وہ منہ بنا کر بولی اٹھا کر لے ہو۔۔۔اب بڑ بڑ بند کرو اور اٹھو ڈریپ بھی ختم ہو گئی. ہے"۔۔وہ ڈریپ دیکھتا بولا۔"جبکہ روشانے اب بھی منہ پھلائے ہوئے تھی

زریاب اور روشانے کے جانے کی اطلاع سالار نے سب کو دے دی تھی کیونکہ زریاب نے صرف سالار کو انفارم کیا تھا اور سالار نے

زین اور رمشہ کو بتایا تو دونوں ہی ہی اولاد پر دریاب اور روسے سے جانے کا اعلان سالار کے سب ودے دی تھی کیونکہ زریاب نے صرف سالار کو انفارم اکیا تھا اور سالار نے خاموش ش رہ گئے اپنی ے اعتباری کر کے دونوں ہی بے چین تھے راتوں کی نیندیں اڑ سکی تھی جبکہ کئی بار وہ اس سے بات کرنے کی کوشش کر چکے تھے مگر وہ۔۔ہر اس جگہ سے بھاگ جاتی جہاں وہ دونوں ہوں آخر کو مان تھا اسے اپنے باپ پر اپنی ماں پھر جو ٹوٹا تھا اور

عائشہ اسکا ایک ایسا دشمن تھا جو اسکی سانسوں کو بھی کھینچ لینا چاہتی لگتی

تھی۔۔۔ تھی اور اور رمشہ کو

وہ لڑکی بے حد. بری جبکہ شیری کو تو شاید اب بھی بہن پر اعتبار نہیں تھا

کیونکہ اس دن کے بعد اپنے کسی سے کوئی بات نہیں کی تھی روشانے کے تو

پاس

جبکہ دوسری طرف عارض اور آیت۔۔ بیٹی کا سامنا کرتے تو

کس منہ سے کرتے ۔۔۔ ان دونوں کی وجہ سے اسکو جو داغ

دار لگا کیسے دھولتا عارض نے حیدر سے کیس کی بات کرنی تھی

مگر تھا وہ وہ دستیاب ہوتا تو بات ہوتی معلوم نہیں کہاں تھا اور

سالار کو البتہ اسپر بے حد غصہ تھا وہ اسکی کالز کے بعد بھی گھر نہیں آیا تھا

وہ سب لوگ لاونج میں ہی بیٹھے تھے نور کمرے میں تھی۔ جبکہ آیت اسکے لیے ابھی کھانا لے کر گئی تھی وہ کسی سے کچھ نہیں بولی تھی اپنے صرف حیدر اور زریاب سے بات کی تھی اور وہ شکایت دی تھی اور اسکے بعد لبوں پر تالے ہی ڈال لیے کہ آیتاس سے ہزار سوال کرتی مگر اسکے پاس کوئی جواب نہ ہوتا۔ ۔شاید ان دونوں سے بات کے بعد منہ پر قفل لگا لیا تھا کہ کسی سے نہیں بولے گی سالار کبیر نیناں زیمل زین رمشہ سیب نے اس سے بات کرنی چاہی تھی مگر وہ کچھ نہیں بتاتی تھی

سالار کو اتنی تپ چڑھی کے حیدر کو اندر آتے آتے دیکھ اپنے پاؤں سے چپل اتار کر اپنے کھینچ کر ماری جو اگر وہ وہ فورا نیچے نہ جھکتا اسکے منہ

پر ضرور سالار کے پاؤں کے سائز کا نمبر چھپ جاتا۔۔گھر آتے ساتھ ہی گولا

باری شروع کر دی آپ نے یار۔۔۔۔

مصروف تھا تبھی نہیں اسکا۔"۔ تیری مصروفیت کی ماں کی آنکھ۔۔تجھے میں

نے کہا تھا گھر پہنچ اور

میرے کہنے کے دو دن بعد گھرا رہا ہے تو" وہ دھاڑا۔۔۔دید۔ قسم اٹھوالیں

بیزی تھا ورنہ آپ کو کون کافر اگنور کرے گا

وہ تم ہی ہو۔۔" وہ دوسری چپل بھی اتارنے لگا جبکہ حیدر نے زیمل کی تلاش

میں نظر دوڑائی

مام" وہ مڑ کر بھاگتا کہ اسکی کمر ہو رہا. ہے یار

تھی جسے منہ بنا کر بنا کر دوسے گیا۔۔اور کمر سلانے سکون سے بولا تھا دو۔۔

لگا سائیکو"

یہ باپ کی عزت ہے اسکی نظر میں میں اسکے ٹکڑے کر دوں گا سالار آگے

بڑھا جبکہ گیر نے اسے روکا اور حیدر کو بھی گھورا جو دانت نکال رہا تھا

پلیز بڑے پاپا اب ان کی حمایت لینے مت بیٹھ جائے گا" وہ ان سب کے بیچ

بیٹھتا بولا۔ جینا حرام کر رکھا ہے ایسی کوئی۔۔ کھٹیا اولاد پلے پڑی ہے میرے

بزرگو یہ اپنے ہی کرموں کا پھل ہوتا ہے۔۔ دادا مجھے سب بتا کر گئے ہیں

آپکے بارے میں کیا چیز تھے آپ اگر آپکے اوپر دو ہاتھ آ گئے ہیں تو اس میں

بھی آپکا قصور ہے کیونکہ دنیا میں لانے کی وجہ

بھی آپ ہی ہیں اور"۔ سالار کا ہاتھ اٹھتا وہ زبان دیا گیا ماں کہاں ہیں "اپنے

باپ سے ہی پوچھا۔

جبکہ وہ گھورنے لگا تھا اسے۔۔ نہایت ڈھیٹ لڑکا تھا محال ہو کسی بات کا اثر

ہو۔۔ مجھے لگتا ہے نام کی کمی ہو رہی ہے۔ آپکو نام" وہ چیچنا اور زیمل جو عشاء

کی نماز ادا کر رہی تھی جلدی سے باہر آئی اپنا چاند سا چہرہ اپنے شوہر کو دیکھا

دیں۔۔پاگل ہو رہے ہی

ہنستے ہوئے اپنے مام کو کہا جبکہ وہ ان سب کے سامنے حیدر کی۔۔بات پر

سرخ رہ گئی گئی اور اتنے سنجیدہ ماحول میں مسکرا دیے۔۔ا۔ بھی وہ سارے ہی

کیونکہ واقعی اسے دیکھ کر وہ جھاگ کی طرح بیٹھ گیا تھا۔۔زیمل تو پیچھے ہٹ

گئی نہیں اب بھی کریں غصہ اب کہاں جا کر سو گیا" وہ اب اسے چڑانے لگا۔

منہ بند کرو اپنا کام کی بات کرو۔"۔۔سالار نے جھڑک دیا جبکہ حیدر نے

مسکرا کر سر جھٹکتے ان سب کی جانب دیکھا۔

ایسا کون سا معمہ ہے جو بیٹھ گئے ہیں آپ لوگ اور میری بھی

ضرورت پڑ گئی"۔

وہ بولا جبکہ زین نے اسے ٹوکا۔ ہر بات اتنی آسان نہیں ہوتی

جتنا تم سمجھتے ہو حیدر معملات کو سنجیدگی سے لو یہ تمھارا بھی

گھر ہے اس گھر کے معملات میں

انٹر فقیر تمھارا بھی حق ہے میں کسی چیز چیز کو آسان نہیں عادی نہیں ہو زور

زبردستی مرضی پر چلنے کا سے وہی سب ہوتا ہے جو آپ لوگ آنکھوں سے

دیکھ چکے ہو اور مجھے پتہ ہے یہ میرا گھر ہے لیکن اپنی

میرے دل و دماغ میں آپ سب کا زیادہ احساس تب ہوتا اگر میں

آپ لوگ کے ساتھ اپنی زندگی کا قیمتی وقت گزارتا۔۔ خیر۔۔۔ وہ سر جھٹک

کر سنجیدگی سے کہتا اب عارض کو دیکھ رہا تھا۔ سب ہی

خاموش ہو گئے تھے اسکی بات پر

مجھ اپنی بیٹی

کے لیے وہ انسان ٹھیک لگا تھا تبھی میں نے

انتخاب کیا

"عارض بولا جیسے خود کو بھی ان سب کو ساتھ مطمئین کر رہا ہو

کہ ایک باپ ہونے کے ناطے

وہ فیصلہ ٹھیک تھا۔۔

آپکو تو آیت بچی کے ساتھ شادی سے پہلے۔۔ہی سب کر لینا بھی ٹھیک لگا تھا

تب آپکے عیب کو ڈھانپ لیا آپکے باپ بھائیوں نے یہ پھر اس عورت نے

جو آپ سے پیار کرتی تھی تو اسکا مطلب یہ

نہیں تھا۔۔چاچو کہ آپکے غیب ہر وقت ڈھانپ دیے جائیں گے۔" نے یہ

بات ماری تھی جہاں اسکے کھڑاک سے عارض کے منہ پر اپنے یہ رنگ اڑے

وہیں سالار نے اسکی جانب دیکھا۔

ٹھیک ہے اگر آپ لوگ یہ چاہتے ہیں میں آپ لوگوں کی زبان بولو تو۔۔ میں

زریاب نہیں ہو جو سر جھکا کر جی ڈیڈ جی چاچو اور جی بڑے پاپا کہہ دے گا

میری سوچ ہے الگ اور میں اسی کے حساب سے بات کروں گا" صاف ٹکا سا

جواب دے کر وہ سکون سے بیٹھ

گیا۔

لیکن بیٹے یہ غلطیاں نکالنے کا وقت نہیں ہے جو ہو چکا ہے۔ یہ اسے بدلا نہیں

جا سکتا۔۔ اس لڑکے نے ہماری بیٹی کے ساتھ زیادتی کی

قصور اسکا کوئی نہیں تھا پھر بھی اسکے دامن میں داغ لگا ہم سب نے ہی یہ

فیصلہ کیا ہے کہ تم اسکے خلاف کیس لڑو کبیر بولا تو حیدر سیدھا ہوا

بڑے پاپا آپکو یہ بکواس نہیں لگتی ایک بھاگے ہوئے شخص کو کھوج کر میں

یہاں لاؤں اور اسکے خلاف کیس لڑوں اس بات پر کے بیٹھے بٹھائے طلاق کیوں

دی اپنے جبکہ ایک انسان کہہ چکا ہے اسے نور

آپی نہیں پسند"۔

حیدر اتنا منہ پھٹ ہونا اچھا نہیں ہے" عارض نے تپ کر اسکی جانب دیکھا

کیونکہ اسے سخت زہر لگ رہا تھا اسکا بنا لحاظ کیسے بولنا۔اتنا خود غرض ہونا بھی

اچھا نہیں تھا چاچو" وہ ترکی باتر کی بولا

حیدر" سالار نے اسے ٹوکا کہ اپنی زبان کو بریک لگاؤ آخر کو اسکے بھائی تھے

جنھیں وہ مسلسل وہ مسلسل سنا رہا تھا حیدر لب دیا گیا وعدہ کر کے آیا تھا کہ وہ

ڈیڈ سے لڑے گا نہیں

عارض نے ناگواری سے کہا جبکہ اسکی بات پر وہ مسکرا دیا سالار اسکی ڈیکنگ

دیکھ رہا تھا اب تک وہ ایک لفظ بھی نہیں بولا تھا سوائے اسکو ٹوکنے کے وہ اپنے

کام میں مستعد تھا۔۔۔۔

شاید وہ لاپرواہ تھا لیکن نہیں۔ وہ لاپرواہ نہیں تھا روشانے والی بات پر اپنے سالار کو دو لفظوں میں ہی سمجھا دیا تھا کہ وہ لوگ اکٹھے رہ کر بھی اعتبار نہیں کر سکتے ایک دوسرے پر اور پہلی بار سالار شرمندہ ہوا تھا کیونکہ وہ خود بھی پریشان تھا آخر روشانے نے کیا کیا ہے۔۔انام نہیں تھا ہنر سے واقف تھا کہ جب بات وہ کرے گا تو کسی ایک کو نہیں سو کو بھی قائل کر سکتا ہے وہ ایسے ہی اتنا بڑا وہ اپنے جبکہ بظاہر وہ بے حد لاپرواہ تھا کہ کوئی اسپر یقین نہ کرے۔۔۔اگر میں اس کہیں میں انولو ہو گیا تو آپکے دوست کے بیٹے کو زندہ نہیں چھوڑوگا کیونکہ اسنے میرے حق پر آنکھ رکھی تھی۔۔۔وہ بولا تو لہجے میں صارم کے لیے غراہٹ تھی۔ کیونکہ وجہ تو لائبہ ہی تھی جبکہ سب ایکدم چپ ہوئے۔

میرے کہنے کا مطلب صرف اتنا ہے کہ اب بھی وقت ضائع کرنے

کے بجائے اس شخص سے آپی کی شادی کرادیں جسے ذلیل کر کے یہاں سے نکالا تھا" اسکی بات پر سب کے دماغوں میں ایان کا خیال آیا تھا۔

پاگل ہو گئے ہو "عارض غصے اور حیرانگی سے بولا ۔

آپ ضرور ہو گئے ہیں یہ کیس دیے۔ لڑنا نور نور آپی کو تکلیف کو مزید تکا دے گا کہ طلاق دینے کے باوجود وہ انکی

جان اب بھی نہیں چھوڑ رہا اور ۔۔ شاید آپ بھائیوں کو شوق
ہے اپنے بچوں کو تکلیف دینے کا اپنی ویز میں اس میں انولو
نہیں ہوں گا کیونکہ " وہ ہنسا
آپ لوگ میری فیس افورڈ نہیں کر سکتے "
باپ کو انکھ دیا کر کہتا وہ اٹھ گیا جبکہ ان سب کو ایان کا نام دے
کر سمجھا گیا تھا کہ وہ بے کار صارم کی پشت پناہی کریں گے۔۔۔وہ ٹھیک کہہ
رہا ہے "۔۔
ہم سب نے زیادتی کی ہے اپنی اولاد کے ساتھ۔۔انکو انکی مرضی کے فیصلے
نہیں لینے دیے۔۔اور اب بھی انکی زندگی میں مسلط ہونا چاہتے ہیں "زین پر
سوچ نظروں سے غیر مری نقطے کو گھورتے نفی میں سر ہلاتا بولا روشانے کے
ساتھ بھی تو بے اعتباری کر کے زیادتی کی تھی اسنے۔۔

جبکہ سالار نے بھی حیدر کو خود سے اور سب سے جدا کیا تھا اور عارض نے نور کو زبردستی صارم سے شادی پر مجبور۔۔ کیا وہ سب وہاں سے رفتہ رفتہ اٹھ گئے۔۔۔۔

اذان اسکے سامنے بیٹھا تھا جبکہ حیدر اسے سمجھا رہا تھا کہ وہ اب اگلا قدم کیا لینے والا ہے اذان بھی سنجیدگی سے سن رہا تھا یعنی اب تم کوئٹہ جا رہے ہو۔۔۔

اذان نے پوچھا ہاں۔۔ میں اسے گھسیٹ کر یہاں لاؤں گا" جبکہ اذان مسکرایا گر تلیین پین ٹھیک ہے تم کوئٹہ تمھاری واپسی ہو مجھے حیدر دانت پیس کر بولا جاؤ اور جس دن بھی بتانا تمھارے لیے شاندار پریس کانفرینس کا انتظام میری طرف سے ہو گا" وہ بولا لہجہ عجیب تھا حیدر نے اسکی.

سمت دیکھا اور سر ہلایا اذان مسکرادیا حیدر عجلت میں اٹھا۔ پھر ملاقات ہو گی" کہہ رک وہ باہر نکلا۔ اور اذان نے حیدر یہ تو تم اوور سمارٹنس. میں مرنے والے ہو یا تمہارے پاس وہ دماغ نہیں رہا

یہ نہ وہ نظر جو عقابی تھیوہ نہیں رہااور خود بھی اٹھا بازو میں ایکدم میں سی اٹھی

ضبط کرتا وہاں سے چلا مگر۔۔ووہ

حیدر۔۔اپنے گھر کے لیے نکلا تھا اسکا ارادہ کچھ فریش ہونے کے بعد اپنی

فلائیٹ بک کرانے کا تھا وہ مستعدی کی گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا اور سبھی خیال آیا

کہ اس نے لائبہ کو نہ کال نہ ہی میسیج کچھ

بھی نہیں کیا۔وہ۔۔موبائل اٹھا کر ابھی اسے سکرین پر اسکی کئی کالز کال کرتا

کہ کال شو ہوئیں وہ مسکرا دیا

ابھی ڈائل ہی کرنے لگا تھا کہ گاڑی کے سامنے کوئی آیا اور اپنے بڑی مشکل

سے فورا گاڑی کو بریک لگائی چلتے روڈ پر اسکی فار چونر کے ٹائر چرائے اور وہ

عجلت میں باہر نکلا پہلے ہی بدنام زمانہ تھا وہ اور اسکی پیشانی پر تم جاتا کہ حیدر نے

قتل بھی کر رکھے ہیں پر تمغہ لگ ہیلو ایکسکیوزمی "اپنے اس لڑکی کو سیدھا کیا

معلوم نہیں کون تھی البتہ گاڑی اسکی اسکے گھر کے سامنے رکی تھی اپنے لڑکی

کو بازو میں اٹھایا اور۔۔اپنے گھر کی جانب چل پڑا۔۔۔۔دروازے پر حیدر کو

دیکھ کر واچمین نے دروازہ کھولا اور نفی میں سر

ہلاتا مسکرایا . کبھی رات کو تو کبھی دن میں ہر کچھ عرصے میں

کی لڑکی اپنے سوچا اور دروازہ بند کر دیا ۔

اور دروازہ بند کر دیا۔آمین حیدر نے اندر داخل ہوتے آواز لگائی اور امین

معلوم نہیں کہاں تھا اسکی آواز پر دوڑ کر نکلا اور حیدر کے سامنے اگیا۔فرسٹ

ایڈ بکس اور جوس کے ساتھ پانی کا گلاس بھی دو مجھے آئی تھینک۔۔یہ ہوش

میں ہی ہیں بس مدہوشی ہے شاید وہ اس لڑکی

کا گال تھپتھپاتا بولا۔

حیدر صاحب یہ کون ہے"۔آمین کے سوال پر اپنے تپ کر دیکھا

میری ماں ہے آوو یار تمھیں جو کہا ہے وہ کرو " وہ کلس کر بولا تو آمین نے بھی بلکل وہ ہی سوچا جو ماہر واچمین نے سوچا تھا

۔۔۔۔۔وہ چیزیں لینے چلا گیا تب تک حیدر اس لڑکی کے گال تھپتھپا رہا تھا جو رفتہ رفتہ ہوش میں آ رہی تھی اور جب اپنے پانی کا چھینٹا مارا تو

وہ لڑکی ایکدم آنکھیں کھول گئی۔۔۔۔

جبکہ حیدر اسکے سامنے تھا

آر یو اوکے میں ڈاکٹر کو بلاؤ " اپنے سوال کیا اور جوس کا گلاس دیا۔

ن نو تھینکس " وہ لا " وہ لڑکی ہلکا سام سا مسکرائی اور بولی۔۔ جبکہ آمین ایک طرف کھڑا تھا۔

اپنے جوس کا گلاس پیا اور امین نے جلدی سے پکڑ لیا وہ اٹھنے لگی تو۔۔ حیدر نے اسے بیٹھنے کا کہا تھوڑی دیر بیٹھ جائیں آپکا سر چکرا رہا ہو گا یاداشت چلی جاتی

ہے پھر بڑی وقت سے واپس لوٹتی ہے" وہ اپنا ایکسٹینٹ یاد کرتا ہنسا جبکہ وہ لڑکی بھی تمسکرادی۔آمین انکے لئے کھانے پینے کا انتظام کرو" ظام کرو" وہ بولا نہیں نہیں آپ تکلف میں نہ پڑیں میں چلتی ہوں بس"۔۔وہ بولی۔۔ ارے نہیں ریلکس بیٹھ جائیں۔۔۔۔اسنے پھر سے کہا۔اور امین کھانے کا اہتمام کرنے چلا گیا۔نام کیا ہے آپکا" حیدر نے امین کو کافی کا کپ کا کہا اور اسکے سامنے بیٹھ گیا

عالیا معیز"

"اسنے مسکرا کر بتایا۔

گڈ ڈ

حیدر مرتضی "حیدر نے اپنا تعارف کرایا۔ادہ نامی گرامی وکیل "وہ لڑکی
پہچان گئی۔ہاں جسے لوگ پاگل اور سائیکو بھی کہتے ہیں "وہ شانے آپکا کر بولا
۔جس کا چمبر ٹوٹ چکا ہے اور جس سے لائینس بھی لے لیا گیا ہے "وہ لڑکی
آگے بولی حیدر نہیں دیا۔۔ہاں۔۔جس کا دشمن اپنی موت کے قریب ہے "
وہ بولا تو وہ لڑکی نہیں دی
ہنس دی۔
گڈ لک لگتا نہیں ہے آپ پاگل ہیں "۔۔پاگل پن تو انسان کے اندر ہوتا ہے۔
۔جو وقتاً فوقتاً نظر ضرور آتا
یعنی آپ آپ مانتے ہیں آپ پاگل ہیں"۔۔ بلکل۔ " اپنے کافی
کا تک پکڑتے کہا ۔ سٹرینج " وہ پھر سے مسکرائی۔۔۔ آر یو
سنگل اور میرٹ۔۔۔۔۔۔۔

Episode 45

وہ کافی متاثر ہو گئی تھی اٹھ کر وہ بک شیلف پر کئی کتابیں دیکھنے لگی اور اسے ایک بلکل سیاہ کتاب نے اٹریکٹ کیا تو وہ کتاب نکال لی ۔ اس کتاب کو کھولتے ہی اسکے سامنے ایک تصویر دیکھائی دی۔۔ وہ تصویر الٹی تھی اور اسکے پیچھے تاریخ درج تھی ۔

7 Dec 2013

ساتھ لکھا تھا

آئی میں یو کاش میں تمھیں کہیں سے چرا کر لے آؤ ۔ اور اپنی تنہائی کا ساتھی بنا لوں " وہ ماتھے پر دو بل ڈالے اس تصویر پر لکھی تحریر ۔ دیکھ کر۔۔ اس تصویر کو سیدھا کر گئ اور جیسے کتاب اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئ۔

وہ لائبہ تھی ہاں وہ جانتی تھی اس لڑکی کو یہ لائبہ ہی تھی اپنے مڑ کر تعلق تھا اور ابھی اپنے بتایا وہ میرڈ ہے کمرے کے دروازے کی جانب دیکھا دروازہ بند تھا اسکے ہاتھ میں تصویر تھی اس لڑکے کا لائبہ سے کیا وہ ایکدم حیران رہ گئ جبکہ لائبہ کی تصویر کو غصے سے متھی میں بھینچ لیا۔ اسکے سامنے آئی۔ نفرت حقارت۔۔۔ وہ دو ٹکے کی لڑکی یوں اچانک اسطرح تھی۔۔ اپنے کتاب دوبارہ اٹھالی اور پوری کتاب دیکھی اس کتاب میں اور کچھ نہیں تھا اپنے ایک اور کتاب اٹھائی اس میں بھی کچھ نہیں تھا اکی

طرح دو چار کتابیں چیک کرنے کے بعد ایک بیٹے کلیم کی بیک دیکھی وہ۔
شاید نوٹس کی بک تھی اسنے وہ کھولیں تو پہلے پیج پر ہی
درج تھا
حیدر کی لائبہ "وہ ایکدم سانس کھینچ گیا۔ہے باعث نفرت تھی۔۔وہ اسکی۔
سے نفرت یہ لڑکی اسکے لیے اتنے پرپل اس لڑکی ہے۔ نفرت کی تھی کہ
اسکی سے لا کہنے کو بہن تھی لیکن نفرت کی اور اس کی وجہ سے اپنی ہی ماں
موت کا بھی کوئی دکھ نہیں تھا۔۔۔ تھا کون یہ کیسے جانتا تھا اسے ؟؟ وہ
سوالات میں پڑ گئی تھی۔۔ابہت مزید کھولیں تو رائٹنگ کافی خوبصورت
تھی۔وہ ایمپریس تو پہلے تھی اب یہ جان کر کہ لائبہ سے یہ تعلق رکھتا ہے
اسکے اندر ایک حسد کی جنم لے گئی اچانک دروازہ کھلا تو اسنے وہ کتابیں ویسے
ہی رکھ دی اور وہ تصویر جلدی سے بیگ میں ڈال لی۔۔اور حیدر بلیو شرٹ اور
وائیٹ ٹراؤزر میں فریش سا باہر نکلا۔

امین کھانا لگا چکا تھا۔

اد ہو یار میرا فون گاڑی میں ہے گاڑی بھی اندر لے کر او اور میرا فون بھی ٹیبل پر بیٹھتے ہوئے اسنے کہا بیٹھ جائیں " وہ پہلی بار کسی لڑکی کو اس طرح عزت سے ٹریٹ کر رہا تھا امین تو حیران تھا کہ یہ کون سی پری آگئی جو اسکا صاحب اتنی عزت دے رہا تھا۔

عالیا اسکے ساتھ ہی بیٹھ گئی۔۔ حیدر نے چہرہ گھوما کر دیکھا تو وہ مسکرا دی۔

حیدر نے سر جھٹکا اور کھانا کھانے لگا ۔ تو آپ نے اپنی وائف کا انہیں بتایا کہاں ہیں وہ" ۔۔

عالیا نے جاننا چاہا کہ آخر بیوی کون ہے اسکی "اسکے بارے میں سوال سن کر وہ بڑی دھجی سے مسکرایا تھا۔ وہ ڈاکٹر ہے ہاسپیٹل میں ہوتی ہے فلحال مجھ سے سخت خفا ہے۔ م اور میں یہ ہی سوچ رہا ہوں ہے کہ ہوں کہ آخر لڑکیاں اتنا ناراض ہوتی کیوں ہیں"۔ وہ نفی میں سر ہلاتا۔ مسکرایا۔ نہیں سب لڑکیاں نہیں ہوتیں وہ مسکرائی ناراض

شاید جنھیں سامنے والے میں انٹرسٹ ہو وہ بھی دوسرے سے
ناراض وہ نہی۔۔ نہیں ہو سکتیں " وہ ! حیدر نے نفی کی ۔۔۔۔

شی لوز می اور محبت میں نارضگی ۔۔ تو عام بات ہے شاید
عورت مرد کے منانے سے اور نکھر جاتی ہے اور مجھے وہ ہمیشہ
نکھری نکھری چاہیے بھلے اب میری زندگی اسے مناتے مناتے
ہی ختم کیوں نہ ہو جائے " وہ پھر سے اپنی دلفریب مسکراہٹ
سے اسے دیکھنے لگا عالیا لب دیا گی۔

نام کیا ہے اس خوش نصیب لڑکی کا" ۔۔

لائبہ

وہ حیرانگی اور عالیا سے لقمہ منہ میں نہیں لیا گیا۔۔۔سے اسے دیکھنے لگی جو کہہ

کر سلاد کھانے لگا تھا۔

نام لیا ہے اس نوں سیب کہ ۔۔

لائبہ " ۔

وہ ترنت بولا ۔

اور عالیہ سے لقمہ منہ میں نہیں لیا گیا وہ حیرانگی سے اسے

دیکھنے لگی جو جو کہہ کر سلاد کھانے لگا تھا ۔ لائبہ " دانتوں میں

ہی اسکا نام ہیں لیا۔ اسے یہ شخص پسند آنے لگا تھا اور وہ لائبہ

کا شوہر نکلا ۔ الاسکا لیں نہیں چلا بلکل اسی طرح جس طرح

لائبہ کی ماں کو مارا تھا جو کہ اس کی ماں بھی تھی لائبہ کو بھی

مار دیتے بلکہ اسی دن مار دیتے تو آج اس شخص سے ملاقات نہ

ہوتا کہ اس ڈیشنگ آدمی کی بیوی وہ تھی

وہ ڈاکٹر تھی ۔

کب کیے۔۔

عالیا کے لیے ہر دھچکا بہت زیادہ تھا ۔ عالیا کچھ نہیں بولی

تھوڑی دیر خاموش رہی کھانا کھانے کے بعد۔ حیدر

کولگاوہ چلی جائے گی لیکن وہ بیٹھی رہی۔۔حیدر اب اس سے بے زار ہو رہا تھا

اور وہ بار بار گھڑی میں وقت دیکھتا شاید آپ بور ہو گئے ہیں۔"-عالیا بولی۔۔

حیدر نے جواب نہیں دیا اوکے چلتی ہوں ہوں کیا دوبارہ مل

سکتی ہو ہوں " اتنے کہا حیدر اب بھی چپ چاپ اسے دیکھنے

لگا جس سے واضح ہو گیا تھا عالیا کو کہ وہ کتنا موڈی ۔ بعد کوئی

مروت ہے جب تک موڈ تھا نہیں تھی بلکل منم پر وہ بولا تھا

اور اسکے ٹیپ لگا لی تھی وہ سر ہلا کر چلی گئی اور حیدر نے

گھیرہ سانس کھینچا ۔ آج سکون سے سونے کا دل تھا ۔۔

اور ابھی وہ بیڈ پر گیرا ہی تھا کہ اسکا فون بجنے لگا۔کیا مصیبت ہے "وہ چنگھاڑا۔

ہم مصیبت ہو گئے ہیں آپ کے لیے "۔۔لائبہ تھی پیسے دبی دبی آواز جان

میں بولی۔ من مصیبت تمھیں نہیں کہہ رہا۔ کر بولا مجھے کیا پتہ تھا تم ہو" وہ مسکرا آپ کہاں ہیں"۔لائبہ سیدھا سیدھا سوال کرنے لگی۔ گھر وہ آنکھیں: بند کیے جواب دے رہا تھا کیا کر رہے ہیں۔۔ تمھیں یاد"۔۔

اور بس وہ چپ کی چپ رہ گئی وہ نیندوں میں بھی نہیں دیا۔ دو دن سے کوئی رابطہ اسطرح یاد کیا جاتا ہے دود نہیں"۔۔وہ شکوہ کرنے لگی۔

اس وقت بہت زیادہ نیند آرہی ہے بعد میں فون کرنا اور میرے بنا دل نہیں لگ رہا تو میرے پاس آجاؤ" اسنے کہا ہم کیوں آئیں۔"۔لائبہ تڑخ کر بولی وہ ہلکا سا ہنسا اور پھر لائبہ کو اسکے گھیرے سانس بھرنے کی آوازیں آنے لگی۔۔ اسے علم ہو گیا وہ سو گیا ہے اچھی لگ رہی تھی اسکی آواز وہ مسکرا

دی ۔۔۔۔

ڈاکٹر لائبہ آپکی شفٹ ختم ہو گئی ہے۔" ۔ ایک نرس بولی ۔۔

پیشنٹ کی کی ڈیٹیل ہیں ا رکھے اسکی موبائل کو یوں ہی کھلا

سنتی۔۔ فائلز تھما کر باہر نکلی سائیں

لیکن ڈرائیو کرتے ہوئے اسے یہ چاہتے ہوئے بھی کال بند

کرنی پڑی اسکا ارادہ بلکل نہیں تھا مرتضی رتضی ہاؤس جائے

حیدر تو سو رہا تھا تبھی وہ کہیں جا سکتی تھی کچھ ور نہ وہ

زبردستی اسے کر سکتی ۔۔ بھی نہ کر اپنے گھر بلا لیتا اور وہ

اپنے ہمت کر کے نور اور باقی سب کا سامنا کرنے کا سوچا اور ۔

۔ گاڑی روڈ پر ڈال دی ۔ وہ سکون سے ڈرائیو کر رہی تھی

بھوک بھی لگ رہی تھی اچانک موڑ کاٹا تو وہ پائے مسٹیک

رونگ وے پر نکل آئی۔۔

آئی۔۔ نہیں کس بے دھیانی میں تھی وہ جہاں کی ایک ایمانی تھی معلوم کی

گھبرا کر کبھی گاڑی طرف لے بول بول کر جا اسے گھور گھور کر لے جاتی تو

کبھی دوسری طرف۔۔لوگ رہے تھے جب چلانی نہیں آتی تو روڈ

پر کیوں نکلتی ہو " ایک لڑکا بھڑک کر اسے کہہ کر چلا گیا
جبکہ وہ گھبراہٹ سے رونے والی ہو گئی وہ ۔ پیچھے کیطرف لے
کر جاتی تو ایک طرف سے گاڑیاں آ رہیں تھیں ایکطرف سے
جا رہی تھی اور بیچ میں اسکی گاڑی اڑ گئی تو ٹریفک
پیچھے سے رک گیا ۔

وہ گاڑی روکے چہرہ چھپا کر رو دی۔۔ کیونکہ لوگ اسے سنا
رہے تھے کہ گاڑی بنائے یہاں سے۔ اپنے گاڑی

ہٹانی چاہی تو اچانک معلوم نہیں گاڑی کو کیا ہوا گاڑی چل کر

ہی نہیں دے رہی تھی کیوں رک گئی تھی یہ علم نہیں تھا۔۔۔

اپنے جلدی سے حیدر کو کال ملائی ۔۔

وہ سو رہا تھا

اپنے پھر چاہی مگر دونوں طرف سے ٹریفک بلاک ۔. تھی گاڑیوں کے ہارن

اسکو دوسری طرف اسکی آنکھ مزید کنفیوز کر رہے تھی۔ایکدم پھلی تھے۔۔

اپنے ایکدم فون اٹھایا دو منٹ پہلے کی کال تھی۔۔۔اب کیا ہو گیا جو

خواب میں آکر رو رہی ہو" وہ بڑبڑاتا اٹھا اور کال گھمائی تو کال پک نہیں ہو

رہی تھی وہ شرٹ ڈالتا عجلت میں بس نکلتا چلا گیا۔

ہاسپیٹل کے ابھی راستے میں ہی تھا کہ ۔۔ٹریفک بلاک دیکھ کر وہ تپ گیا۔

کون جاہل ہے یہ " باہر نکل کر اپنے سوال کیا تھا معلوم نہیں کون لڑکی ہے

گاڑی چلانی آتی نہیں روڈ پر نکل آئی ہے وارڈن روکے کھڑا ہے اس لڑکی کو

اور نہ جانے دے رہا ہے اور وہ محترمہ روئے جا رہی ہے "ایک آدمی کلس کر

اسے ساری کہانی بتا گیا حیدر نے سر جھٹکا اور ہارن پر انگلی رکھ کر کھڑا ہو گیا

جس سے اور شور پیدا ہو گیا تھا اور اچانک اس آدمی کی بات کو اپنے ریوائنڈ کیا

وہ لڑکی روئے جا رہی"-- .

وہ لڑکی روئے جا رہی ہے" ---

اور بے ساختہ اپنے پیشانی پر ہاتھ مارا اور بھاگتا ہوا را تقریبا وہ
آگے بڑھا تھا۔۔ یہاں تک کے لوگوں کو چیرتا ہوا وہ اس جگہ
تک پہنچا وہ رخ موڑے چہرہ چھپائے رو رہی تھی جبکہ وارڈن۔
۔ اس سے سوالات کر رہا

تھا لوگوں کی گاڑیوں کا شور تھا اور عجیب ہی ماحول تھا فولیش
نان سینس " وہ بڑبڑایا اور ایکدم نکل کر باہر آیا ۔ ہائے
ایکسکیوز می کر۔۔ شی از مائے فولیش والف ۔ ایم سوری آئی تو
اکس رونگ وے آئی دل ہے یو"

حیدر کی آواز ہے۔۔ اسے جلدی سے چہرے پر سے ہاتھ بنائے۔

۔ جو وارڈن سے بول رہا تھا ۔

آپ اپنی والک کو ڈرائیونگ سیکھائیں سر آپ تو کافی سمجھدار

دیکھتے

آپ اپنی وائف کوڈرائیونگ سیکھائیں سر آپ توکافی سمجھدار دیکھتے ہیں" وہ

وارڈن حیدر کے پانچ پانچ ہزار کے کی نوٹ ونودیکھ کر شیری میں بولا جبکہ

اس سے پہلے وہ لائبہ پر دھاڑ رہا تھا شیری لہجے جی بالکل اب تو ایسی گاڑی چلانا

سیکھادوں گا یہ روڈ پر رئیس بھی لگا سکتی ہیں۔" وہ سکون سے بولا۔

جبکہ لانہ اسے ہی دیکھ رہی تھی شکر کا سانس بھال کیا ورنہ لگ رہا تھا آج اس شور میں وہ مر جائے گی۔ اب یہاں سے یہ گاڑی ہٹائیں شہر کا مین روڈ بند کر چکی ہے آپکی والف "وہ بولا تو حیدر سر ہلا کر پلٹا ۔

چلو اپنے لائبہ کو ٹھیٹا؟

حیدر ہم ہم غلطی سے نکل آئے یہاں ہم نے جان بوجھ کر نہیں کیا سب ہم پر بول رہے تھے۔۔۔۔

آوو میرا بچہ ۔۔ ستر ہزار میرا ٹھکوا کر۔۔ تب زبان منہ میں آئی ہے۔۔ چلو اب ۔۔۔ ناسینس " وہ بھڑکا اور ہاتھ پکڑ پکڑ کر کر گھسیٹا جبکہ لائبہ کی گاڑی۔۔

کو پہلے ہی اپنے سائیڈ پر ایکطرف پر کر دیا لائبہ حیرانگی سے گاڑی دیکھنے لگی کہ اب کیسے چلنے لگ گئی تھی وہ ۔۔۔۔

یہ گاڑی ہٹوا لیں مسٹر " وہ وارڈن پھر سے بولا جس پر اپنے
سر ہلایا اور اسکا ہاتھ پکڑ کر وہ اسے لے کر اس ٹریفک میں
سے باہر لانے لگا ۔۔۔۔ جبکہ کچھ لوگ لائبہ کے منہ بسور نے
اور رونے پر نہیں بھی رہے تھے اور حیدر نے اسے گاڑی میں
پنچا اور گاڑی کو بڑی مہارت سے وہاں سے نکال کر وہ ۔۔
گاڑی کو پارکنگ تک لے آیا ۔۔ چپ "وہ کچھ بولتی کہ اپنے
اسے گھور کر چپ کرایا لائبہ منہ پھلا گئی ۔۔۔۔

گاڑی لاک کر رہا ہوں آتا ہوں تمھاری گاڑی پارک کر کے" ۔
۔ کہہ کر وہ باہر نکلا اور روڈ پر پیدل ہی اس کی گاڑی کی سمت

بھاگنے لگا لائبہ نے اسے دیکھا تھا وہ چند ہی منٹوں میں غائب
ہو گیا ہمارا کیا قصور ہے "وہ خود سے بولی ۔

وہ تو غلطی سے گاڑی رونگ ونے پر آگئ۔۔ سارے ہی ہمارے
پیچھے پڑے رہتے ہیں اور اب یہ بھی ہمیں ہی ڈانٹیں گے یوں
نہیں سب مارتے اب بیوی سے محبت تو دیکھاتے فلموں میں
ایسے ہی ہوتا ہے ایک حیدر صاحب ہیں دو دو دن غائب رہتے
ہیں پھر ملتے ہیں تو بھڑکتے

وہ خود ہی شکایتوں کا پہاڑ بنا چکی تھی تقریبا میں منٹ لگے تھے اسے اور وہ
دوبارہ گاڑی میں تھا۔

تمھاری اس کھوپڑی میں دماغ ہے بھی یہ بس گوہر بھر رکھا ہے " وہ گاڑی کو گیر لگاتا پیتا ہوا بولا لائبہ نے اسکی جانب دیکھا ۔ آپ ہماری انسٹ کر رہے ہیں" ۔۔ وہ سنجیدگی سے بولی ۔

بلکل میں تمھاری انسلٹ ہی کر رہا ہوں اگر تم سمجھ لو تو ۔۔۔ تم روڈ پر رونگ وے پر نکل آئی ہو دماغ میں سوراخ ہے تمھارے "وہ بھڑک رہا

تھالائبہ منہ بسور کر بیٹھ گئی

جب چلانی نہیں آتی تو نکلتی کیوں ہو گھر سے آئندہ اس کھٹارا
میں مت جانا دو چار دن کے لیے کوئٹہ جا رہا ہوں

اور " لائبہ اس سے پہلے کچھ بولتی کہ وہ ٹوک گیا گھورتے
ہوئے ۔ میری گاڑی یوز کر لینا ورنہ ڈرائیور کا ارینج کر دوں گا۔
۔ حد ہوتی ہے وہ ڈانٹتا جا رہا تھا جبکہ لائبہ نے چوری چوری
نظروں سے اسے دیکھا۔ ایک سولا ہے بس پلیز پوچھنے دیں "وہ
جیسے بولی تھی حیدر مسکراہٹ

روک گیا۔

پوچھو " اپنے اجازت دی۔

کیوں جا رہے ہیں آپ کوئٹہ " وہ فکر مندی سے پوچھ رہی تھی کچھ کام ہے تھوڑا سا وہ ہی کرنا ہے۔" ۔ وہ دوبارہ ڈیش بورڈ سے

سیگریٹ اٹھا کر اسے بتانے لگا

جبکہ لائبہ کچھ دیر کے لیے خاموش ہو گئی ۔ آپ نہیں نہیں بتائیں گے"۔ نہیں "اپنے صاف انکار کیا ۔ جن کے پاس دماغ نہیں ہوتا میں ان سے بات نہیں کرتا ۔۔۔ وہ شرارتی لہجے میں ہوتا اسے دیکھنے لگا جات کا وہ آنکھیں سکیڑ کر دیکھ رہی تھی ۔

ہاں کم دماغ والوں کو کس کرنے میں مزاہ البتہ ضرور آتا ہے۔

۔ ڈویو

وانٹ" وہ آئی بروآچکا کر پوچھنے لگا۔

چپ ہو جائیں ہر وقت بے شرمی پھیلانے کا شوق ہے آپکو "

وہ چہرہ باہر موڑتی بولی۔۔ جبکہ حیدر نہیں دیا ۔ کھانا کھایا ہے

"وہ بے ساختہ سوال کر گیا

نہیں "اسنے انکار کیا

چلو ڈنر کرتے ہیں" ۔۔ اپنے گاڑی دوسری سمت موڑ لی

لائبہ کچھ نہیں بولی

ہائے دا وے گاڑی چلانا اتنی گندی تمھیں سیکھائی کس نے ہے

"۔۔ حیدر آپ کو ہمارے اندر صرف برائیاں نکالنی آتی ہیں

اور ہمارے بابا ن سیکھائی تھی اور ہم بہت اچھی نے ہمیں کر

بولی ڈرائیو کرتے ہیں تھی جبکہ حیدر نہیں دیا ۔ " وہ منہ پھلا

کر بولی تھی جبکہ حیدر نہیں دیا۔ڈیڈیز گرل اب ذرا ہر بینڈ سے ڈرائیو نگ

سیکھو تمھیں ساری عمر یاد رہے گی "آنکھ دباتا وہ گاڑی کو جھٹکے سے روک گیا۔

لائبہ نہ سمجھی سے اسے دیکھنے لگی جبکہ حیدر نے اسکی کمر میں
بازو حائل کیا اور اسے اپنی سمت کھینچا

حیدر "وہ احتجاجاً چیخی جبکہ حیدر کو قطعہ کوئی فرق نہیں پڑا اپنی
گود میں بیٹھا لیا ۔ اور ایسے اپنے

لائنہ کبھکلاہٹ کا شکار تھی حیدر اسکے اندر سے اٹھتی : خوشبو
اپنی سانسوں میں اتارتا مسکرا دیا ایسا لگا ساری تھکاوٹ بس یہیں
اتر کی ہو اپنے پیچھے سے ایک ہاتھ لائبہ کی کمر میں حائل کیا
اور دوسرے ہاتھ میں لائبہ کا ہاتھ پکڑتا سٹیرنگ پکڑ گیا

چلاؤ گاڑی اور اسی وے سے گزرنا جو بند کر چکی تھی"۔۔حیدر بولا جبکہ لائبہ شرم سے سرخ پڑ چکی تھی

حیدر لوگ دیکھ رہے ہیں"۔۔

ان کم بخت لوگوں کی کسے پرواہ ہے ہنی۔" ۔ وہ بھاری لہجے میں بولتا

اسے پریشان کر گیا ؟ تھا لائبہ نے سٹیرنگ پکڑا اور سامنے
دیکھتی گھمانے بہ کی ایکدم چیخ نکلی اتنی زیادہ جبکہ حیدر نے
سپیڈ بڑھا ڈرائیونگ دی لائبہ میں ایسے شغل کون لگاتا تھا

" حیدر ہم مر جائیں گے آپ دیکھتی لوگوں تو چاہتے ہی یہ ہیں
وہ چلائی اور سامنے اپنی گاڑی بچانے لگی ے

جبکہ حیدر ہنستے ہوئے اور بھی تیز کر گیا اور لائبہ کی چینچوں
نے گاڑی میں شور برپا کر دیا حیدر کا قبہ ابھرا اور اپنے لائبہ کو
پیچھے پہنچ کر ۔

ایک ہاتھ سے سٹیر نگ تھاما اور اسی مین روڈ پر وہ تیز سپیڈ میں گاڑی کو قابو میں رکھتا اسی دو سو چالیس کی سپیڈ پر ڈرائیو کر رہا تھا جبکہ لائبہ کے رنگ اڑے ہوئے تھے اور حیدر کے لب آہستہ آہستہ لائبہ کے گالوں کو چھو رہے تھے۔ ۔ جیسے وہ بیقوقت دو کام سر انجام دے رہا ہوں ۔

حیدر " وہ چلائی سامنے ٹرک تھا۔۔ حیدر نے دو بار گاڑی کو گیر لگایا اور سپید کو مزید بڑھاتا چلا گیا۔ شیشہ کھلا ہونے کی وجہ

سے ہوا لائبہ کے بالوں کو چہرے پر تھی ۔ لے آئی جبکہ حیدر
اس ٹرینک سے گاڑی نکالتا اب ۔ ہائی وے پر لے آیا تھا ۔

اسلامہ آباد کی بل کھاتی خوبصورت سڑکوں پر وہ اسکی جان لبوں
پر لے

جبکہ - - کافی مطمئین مسکین ہونے کے ساتھ ساتھ ۔۔
رومنٹک جراثیم اب بھی بیدار تھا اور اچانک اتنے جھٹکے سے
گاڑی کو بریک لگایا لائبہ کا سر

آیا تھا۔

ڈیش بورڈ پر لگتے لگتے بچا۔۔ آہ " وہ کھیرے کھیرے سانس بھرنے لگی

آپ پاگل ہیں آج ہم مر جاتے یہ کس سپیڈ میں گاڑی ڈرائیو کر رہے تھے آپ۔۔۔اب ہمیں سمجھ آئی آپکے آئے روز ایکسیڈنٹ کیوں ہوتے تھے اور انکل آپکو گاڑی کیوں نہیں دلواتے تھے یہاں تک. بائیک پر پابندی تھی" وہ مڑتے ہوئے اسکے سینے پر مارتی بولتی نی چلی گئی

جبکہ حیدر نہیں رہا تھا۔

تم اور وہ تمھارا چوڑا سا انکل۔۔دونوں میرے پیچھے لگے رہنا مگر مجھے پکڑ نہیں
سکتے سکون سے ایک بندہ گھر میں آرام کی غرض ہے کہ آگے سفر پر جانا ہے
سو رہا تھا ایک تو پہلے خواب میں آکر روتی ہو پھر تمھیں بچانے کے لیے میں
کسی فلمی ہیرو کی طرح انٹری مارتا ہوں تو تم مجھے باتیں سناتی ہو تمھیں تو چاہیے
تھا میرے چہرے پر اپنی اس حسین لپسٹک کے نشانات چھوڑ دیتی لیکن کافی
ناشکری لڑکی ہو بھی تم تو"۔وہ۔مصنوعی گھوری ڈالتا اسے سناتا چلا گیا۔

لائبہ لب دیا گی۔ اور اسپر سے ہٹانا چاہا وہ اپنے گھر میں کسی
کمرے میں نہیں تھے جو وہ اسپر ایسے چڑھے بیٹھی رہتی
حیدر کو البتہ کچھ اور منظور تھا۔میں اپنا حق خود ہی لے لیتا ہوں یہ شکریہ کے
طور پر۔۔۔۔منشن ناٹ ہنی" وہ ایکدم اسکے سر کو سختی سے جکڑتا گاڑی کے

شیشے سے ٹکراتا اسپر جھکا لائبہ کا آدھا سر گاڑی سے باہر تھا اور حیدر۔۔اپر جھ کا
اسکی سانسوں کو اپنی سانسوں میں اتار رہا تھا۔۔۔خوبصورت ہوا بھی ان
دونوں کے بیچ سے گزر نہ سکی اتنا وہ اس میں کے آنے کا احساس ہوا تو وہ
مستعدی مگن تھا اور جب دور سے گاڑی کے آنے کا سے اسے بھی اندر کھینچ
گیا اور خود بھی اندر ہو کر بیٹھ گیا جبکہ۔۔اسکا پسندیدہ کام آج سر انجام نہیں
ہوا تھا نہ کوئی زخم دیا نہ کوئی تکلیف سے آنسو نکلا۔۔

لائبہ کو شاید یہ نرمی البتہ یقین نہیں تھا تھی۔ تھوڑی بہت۔۔ تبھی اپنے
ہونٹوں اسمی مجھے کمر و کر دیکھنے
حیدر کا قہقہہ ابھرا۔۔ ٹھیک ہو تم کہیں سے نہیں توڑا تنھیں میں نے "وہ
اسکے ریشمی بالوں میں ہاتھ چلاتا بولا تو وہ سر جھکا گئی
آپ نے انکل سے بات نہیں کی "لائبہ نے اسکی جانب دیکھا حیدر نے سیٹ
کو پیچھے کی جانب کیا اور خود بھی نیم دراز لیٹتا اسے خود پر لیٹا

چکا تھا۔۔۔

موقع نہیں ملا مگر میں جلد کر لوں گا ڈونٹ وری"۔ نہیں حیدر گھر میں

حالات ایسے ہیں کسی: چیز کا موقع نہیں ملے گا آپ

سوں میں ملا کر میں بند کرنوں کا دوست ورق نہیں حیدر گھر میں حالات ایسے

ہیں کسی چیز کا ما موقع نہیں ملے گا آپ پھر بھی موقع نکال کر کریں نہ بات۔۔

دہ زور دینے لگی۔۔

تمھیں یقین نہیں مجھ پر اپنے اسکی پیشانی کو نرمی سے چھوا۔لائبہ اسکی سمت

دیکھنے لگی. سچ تو یہ تھا واقعی اسے اپر یقین نہیں تھا۔ مگر وہ اسکا دل توڑنا نہیں

چاہتی تھی تھی اثبات میں گردن ہلادی کہ ہاں وہ اسپر یقین رکھتی ہے تو بس

پھر۔۔ایزی ہو جاؤ"۔

اپنے کہا لائبہ نے سر اٹھایا سیریلی میں خود پر قابو نہیں پا سکتا

جب تم میرے اتنے نزدیک ہو " کمبیر لہجے میں کہتے وہ اب

کہ تجس جنون سے اپر اب نئے زخم اسے ضرور دے گا ۔ جھپٹا

تھا۔۔ واضح تھا

اب نئے زخم اسے ضرور دے گا۔

رات نو بجے وہ گھر لوٹے حیدر فون پر کسی سے بات کر رہا تھا جبکہ لائبہ آیت

سے اجازت لے کر اوپر نور کے پاس چلی گئی وہ نور سے بات چاہتی تھی کہ

کبھی اپنے یہ کرنا چاہتی تھی اسے بتانا. نہیں چاہا کہ اسکی: زندگی کو کو خراب

کرے وہ ہے حد شرمندہ تھی۔ حد جبکہ حیدر اسے جہاں چھوڑ کر خود۔۔ بنا

کسی کو بتائے نکل گیا تھا۔

Episode 46

وہ ٹانگ پر ٹانگ رکھے سیگریٹ منہ میں دبائے سکون سے بیٹھا
سامنے بیٹھی لڑکی کو دیکھ رہا تھا جسے وہ جانتا تو نہیں تھا اور نہ
ہی ٹھیک سے اسکی شکل دیکھی تھی البتہ

اسکے بھائی کے چہرے کے فکر لانے کی کی وجہ ضرور تھی ۔

اپنے سیگریٹ کے دو تین لمبے لیے کش بھرے اور اس تلملاتی مچھلی

کی جانب دیکھتا اٹھ گیا۔

وہ آگے بڑھا ارد "گارڈز کھڑے تھے۔

جن میں سے دو چار ہی اسکے لیے بھروسہ مند تھے اور باقی سب کو تو اسکی

سپینشن کے ساتھ ہی حکومت نے لے لیا تھے کون ہو تم مجھے یہاں کیوں

لاتے ہو۔۔ کون ؟ ہو۔۔ ہو" وہ چلائی جبکہ

کون ہو تم مجھے وہ چلائی جبکہ یہاں کیوں لائے ہو۔۔ کون ہو" حیدر نے

سیگریٹ لبوں سے آزاد کی اور۔۔ اسکی راکھ اس لڑکی کے ہاتھوں پر چھڑک

دی۔ لڑکی کچل کر چیخی۔

کیا ہے۔ تمھارا" اسکی تکلیف کی پرواہ کیسے بنا اپنے سوال کیا۔ "کون ہو تم

مجھے تم مجھے یہاں کیوں لائے ہو میں نے کہا کیا ہے" وہ وہی سوال دھرانے

سکنے کی عادت تھی نہیں کہ رونے بھی مجھے

م چلانا چاہتی ہو تو مجھے بچاؤ مجھے بچاؤ۔ یہ زیادہ بہتر ہے۔۔ کچھ نیو کرو اب

بورنہ

کروتا کہ مجھے مزہ آئے ورنہ اتنا وقت میں کسی کو نہیں دیتا سوائے اپنی بیگم کے

وہ وہ خود ہی مسکرا دیا جبکہ سامنے بیٹھی لڑکی سمجھنا چاہ رہی تھی کہ۔۔ یہ کون

ہے اسے یہاں کیوں لایا تھا اور کرنا کیا

چاہتا تھا۔ ٹھیک ہے آخری بار پوچھ رہا ہوں نام کیا ہے تمھارا" اپنے پھر سے۔

سوال کیا وہ لڑکی خاموش رہی۔

حیدر نے سیگریٹ اسکی گردن پر رکھ دی جلتا سیگریٹ گول دائرے کی "

صورت میں اسکی گردن کا چھوٹا سا حصہ چلا گیا۔ جبکہ وہ پھر سے چیختی رونے

لگی۔ عائشہ عائشہ "۔۔وہ تیزی سے بولی۔

ویری گڈ تو عائشہ۔۔ تم روشانے کی تصاویر اور وڈیوز ایڈیٹ کرائی تھی یہ

نہیں شکل تو تمھاری ایسی نہیں ہے کہ تم تم اتنے بڑے کام کر، اسکی آنکھوں

پر سے پٹی کے اتاری اور عائشہ کو ملگجے سکو "اپنے اندھیرے میں۔۔ کھینچ

کر حیدر نظر آیا جو کافی مزاہ لے لے کر سیگرٹ پی رہا تھا جبکہ آج تک اپنے

کسی کو اتنے سرور میں سیگریٹ نوشی کرتے نہیں دیکھا تھا وہ سو فیصد زریاب کا

بھائی تھا وہ وکیل تھا۔ اور شاید خطرناک بھی۔

عائشہ لب دیا گئی۔ حیدر نے پلٹ کر دیکھا۔ میں نے کہا نہ مجھے نہیں پسند کہ

میں اپنا سوال دھراؤ اور وقت بھی

کم ہے تمھیں تیزی سے جواب دینا ہو گا "۔۔

وہ بولا سرد لہجہ تھا۔

عائشہ نے غصے سے سر اٹھایا ک۔۔کچھ کچھ بھی کر لو میں میں نے کچھ غلط

نہیں کیا وہ روشانے میرے اور زریاب کے بیچ میں آئی تھی اسے بے عزت

اور بدنام

ہونا ہی تھا۔اور میں اسے مزید بدنام کر دوں گی" وہ چینی جبکہ اسکی آنکھوں

سے پانی بہنے لگا تھا۔۔۔

چہ چہ چہ چہ

تمھیں پتہ ہے مجھ میں اور زریاب میں کیا فرق ہے "اپنے چیز گھما۔کر موڑی

اور دونوں ٹائلیں واکر اس چیئر پر بیٹھ گیا۔عائشہ اسکی جانب دیکھنے لگی بلاشبہ

وہ۔اس اندھیرے میں بھی۔۔۔بہت اثر رکھتا تھا۔شاید اگ اور پانی کا۔۔

میں آگ نہیں ہوں میں چیختا چنگھاڑتا سب کو بہا کر ختم کر دینے والا بانی ہوں

جو آگ کو بھی بھیجا دے۔۔

اب تم بتاؤ تمھاری جو یہ ہے کینچی کی طرح چلتی زبان ہے اسے اپنے مشاغل میں بند کراؤ یہ تمھیں کوئی ریگریٹ ہے "اپنے جاننا چاہا۔ کوئی کوئی ریگریٹ نہیں ہے ہمیشہ روشانے کو نیچا دیکھا یا تاکہ زریاب میری طرف دیکھے اور وہ میری جانب متوجہ ہو سبھی جاتا مگر روشانے ہمیشہ بیچ میں آجاتی تھی۔

عائشہ سر جھٹک کر بولی۔۔تو کیا تم نے انھیں الگ کر دیا وہ تو کشمیر ہنی مون منانے چلے گئے۔ یہاں بیٹھی اپنی جلن کا اظہار کر رہی ہو افسوس "وہ کئی میں اور سر ہلاتا اٹھا۔

عائشہ اسکی جانب دیکھنے لگی

خود فیصلہ کرو تمھیں سزا کیا دی جائے "وہ اسکے سر پر پہنچ گیا۔ میں۔۔۔۔ میں حق پر تھی "۔اور حیدر نے گھما کر اسکے منہ پر تھپڑ دے مارا اسکے بال جکڑ

کر منہ اوپر کیا۔ایک عورت ہو کر دوسری عورت کو بے رہی ہو حق پر تھی تم

"حیدر کا تھپڑ ہی عائشہ کر لباس کر دیا اور یہ سمجھ کے اوسان خطا کر دماغ چکرا

گیا۔

کون شامل میں کا تمھارے ساتھ "چکا تھا اوپر سے وہ پھنکارہ۔تو اسکا "حیدر

کہیں "وہ روتے ہوئے انکار کرنے لگی۔نے کچھ سوچتے ہوئے پوچھا

جتنا پوچھا ہے جواب دو ورنہ اس سیگریٹ سے تمہارا

وجود داغدار کر کے کتوں کے آگے آگے پھینک دوں گا تب تمھیں بے لباس

کے اصل

معنی معلوم ہوں گے بتاؤ مجھے "وہ اسکے بالوں سے اسے جھنجھوڑ کر بولا جبکہ

عائشہ پھر سے چلانے لگی

اتنا مت چلاو میری جان تمھارے ساتھ میں کچھ بھی نہیں کروں گا چیخے مار

کر۔۔ثابت نہ کرو کہ حیدر تمھاری عزت لوٹ رہا ہے اپنے آپ کو دیکھو

ہے تمھارے اندر کوئی انٹرسٹ "لے گا اوپر سے اس

شیطانی دماغ۔۔پر تو سوال ہی نہیں پیدا ہوتا اگر عورت کے دماغ کا ایک حصہ

فارغ ہو تو مرد اسپر جان نثار کرتا۔ہے پورے دماغ کی اور خاص کر شیطانی

دماغ کی عورت مرد کی توجہ نہیں اسکے اسی رویے کا باعث ہے اپنی ویزا گر تو

تم شرمندہ ہو تو جاؤ میں تمھیں چھوڑتا ہوں سب پہلے کی طرح ٹھیک کرو اور

اگر تم شرمندہ نہیں ہو تو کچھ اور سوچیں گئے "۔

میں بلکل شرمندہ نہیں ہوں وہ اس لائق تھی "عائشہ غصے اور جنون میں بولی

حالانکہ وہ جان چھڑا کر یہاں سے بھاگ سکتی تھی لیکن اسکے شاطر دماغ نے

شاید کام نہیں کیا تھا حیدر مسکرا دیا۔اور اسکی گردن جکڑ لی۔

اچھی بات ہے میں بھی یہ ہی چاہتا تھا"۔اتار و اسکا لباس اور تصویریں بنا کر

اپنے ساتھ سوشل میڈیا پر لگا دو ہر۔اخبار ہر نیوز ہے۔۔اسکی شکل کے ساتھ

اسکی تصاویر ہونی چاہیے۔ سکون۔وہ سکون سے بولتا پلٹ گیااور دوبارہ کرسی

پر جا بیٹھااب یہ

تماشہ شوق سے دیکھے گا عائشہ کادم. نکل گیاوہ وہ چار مرد مرد اسے اسے بے

لباس کرنے کو آگے بڑھے تھے وہ نفی میں سر ہلانے لگی۔ نہیں نہیں یہ نہیں

کر سکتے تم میں۔۔جان سے ماردوں گی تمھیں۔ نہیں" وہ چلانے لگی جبکہ وہ

دوسری سیگریٹ سلگا کر سکون سے اسے

دیکھنے لگا۔

جبکہ اسکے گارڈز نے اسکے گریبان سے دوپٹہ کھینچا حیدر کی سیگریٹ کے

مرغولے فضا میں گھوم رہے تھے۔ نہیں" اور جیسے ہی اسکی قمیض کا ایک سرا

کھٹاوہ جلاتی ہوئی پھوٹ

نہیں" اور جیسے ہی اسکی قمیض کا ایک سرا پھٹاوہ چلاتی ہوئی پھوٹ پھوٹ کر

رودی۔مجھے بے لباس نہ کرو۔۔نہ۔۔۔نہ کرو یہ یہ سب. میرا۔۔پلیز

نہیں تھا"

میں اسے بے عزت ضرور کرنا چاہتی تھی لیکن صرف۔۔زریاب کی

۔ نظروں میں گیرا کر۔۔ باقی اسنے کہا تھا" وہ روتی ہوئی بولی اور اس نے

سنجیدگی سے اسکی جانب دیکھا اسکا"

شک نشانے پر تھا

اپی "اسنے روتے ہوئے اسکے ہاتھ تھام لیے جبکہ نور مسکرادی۔ نہیں

تمھارے رونے سے کچھ نہیں بدلے گا اور سچ بتاؤ مجھے صارم سے بھی کوئی

اختلاف نہیں وہ تو وہ بتا چکا تھا جو وہ کرنے والا تھا۔ کہہ چکا تھا وہ مجھے کہ مجھے

پسند نہیں کرتا اور میں اس سے شادی نہ کروں۔۔۔وہ ہلکا سا مسکرادی تھی

کچھ ہی دنوں میں اسکی آنکھوں کے نیچے میرے حلقے پر گئے تھے جبکہ۔۔

رنگ جو ملائی.

جیسا تھا دور سے

دور سے ہی چمک دمک رکھتا تھا اب پیلا پڑ گیا تھا ۔

الانہ تم آنکھوں سے اسے دیکھنے گئی تھی ۔ نور نے گھیرو

سائنس بھرا اور لائیہ کو تسلی دی کہ اس میں اسکا کوئی قصور

نہیں تھا ۔ جبکہ لائیہ اسکے سامنے بیٹھی مزید شرمندگی کا شکار

ہو رہی تھی تو سر

جھکا گی

جبکہ دروازہ اچانک ہی کھلا اور عارض کمرے میں داخل ہوا وہ بینی کے آنے

کے بعد پہلی بار اسکے پاس آیا تھا شاید خود کو اس قابل نہیں سمجھتا تھا کہ وہ

اسکے پاس جائے اس سے بات کرے۔۔۔نور نے ناگوری سے چہرہ موڑ لیا۔

لائبہ ان سے کہو جائیں یہ یہاں سے "نور سپاٹ انداز میں بولی لائبہ نے آنسو

صاف کر کے سر اٹھایا

نور...

پلیز پلیز

میرا نام نہ

نہ لیں آپ نہ نہ لیں میرے اندر سے آپکے لیے۔

نفرت کم نہیں ہوئی غصہ اور نفرت کم نہیں ہونی چاہیے آپ میری بربادی

کے ذمہدار ہیں نہ آپ زبردستی کرتے نہ میں آپکی بات مانتی اور نہ میں

داغدار ہوئی بابا آپ بہت خود غرض ہیں بہت "وہ چلائی۔۔جبکہ۔۔عارض

کی آنکھیں سرخی مائل ہو گئیں۔جائیں آپ یہاں سے میرے لیے برائے

مہربانی اب کچھ مت کیجیے گا

اورا گر آپ نے ایسی کوشش کی تو میں یہ بھی گھر چھوڑ دوں گی"۔وہ اسے

دھمکی دینے لگی۔دھمکی دینے تھی۔

میری بات"۔

نہیں سننی ایسے ہوتے ہیں ماں باپ میں اپنی ماں کو بتاتی رہی صارم مجھ سے

شادی نہیں کرنا چاہتا مما پلیز یہ شادی رکوائیں تو تو وہ وہ مجھے الزام دے گئی کہ

میں ایان سے شادی کرنا چاہتی ہوں تبھی صارم سے شادی پر انکار کر رہی

ہوں۔۔آپ بھی جانتے تھے یہ صرف ایان کی وجہ سے مجھے زبردستی اس

جھنم میں میں جھونکا یہ بات آپ بھی جانتے

صرف ایان کی وجہ سے مجھے زبردستی اس جھنم میں جھونکا کون سے ماں باپ

یہ کرتے ہیں" وہ جیسے اپنے اندر کا غبار نکال رہی تھی جو بہت دنوں سے

دبائے بیٹھی تھی لائبہ کے ہاتھ پاؤں کانپنے لگے تھے خود بخود شاید اس میں

اتنی ہمت کبھی کہیں تھی کہ

نور کھڑی ہو گئی اسکے سامنے آگئی

آپ شاید چاہتے ہی یہ تھے میں بھی لٹ پٹ کر اپکے دروازے پرا*

کر بیٹھ جاؤ۔"۔

نہیں ایسا نہیں ہے وہ اسکا چہرہ تھام گیا۔

ایسا ہی ہے آپ مجھ سے محبت کرتے کرتے اتنے ظالم کیوں ہو گئے تھے مجھ پر

یقین نہیں کیا مجھے شامل کر دیا زبردستی کسی کی زندگی میں میرا حال نہیں دیکھا

مجھے لپلٹ کر نہیں دیکھا آپ نے

آپ نے مجھے تکلیف دی ہے بابا جس سے میں نے سب سے زیادہ محبت کی

صرف انھوں نے میں آپکو کبھی معاف نہیں کروں گی کبھی بھی وہ روتی روتی

اس کے سینے سے لگ گی جبکہ عارضیں نے اسے دونوں بازوں میں قید کر لیا

جیسے اس سے زیادہ قیمتی واقعی سکے۔ لیے کچھ نہیں تھا اور وہ اپنی بیوقوفی اور

ہٹ دھرمی میں کیا کر گیا تھا۔اپنی ہی اولاد کے ساتھ نور بری طرح رو دی۔

۔

شاید عارض کی ہی منتظر تھی۔مجھے معاف کر دو اور میری جان میرا بچہ میں نے تمھارا برا نہیں چاہا تھا میں تو چاہتا تھا میری بیٹی آئیڈیل لائف گزارے مجھے معاف کر دو میں نے غلط کیا میں غلط تھا تم ٹھیک تھی۔۔"۔وہ اسکی پیشانی چومتا خود بھی اسکے آنسو سے تکلیف دہ ہوتا رو پڑا تھا۔۔آیت بھی پیچھے کھڑی سبک رہی تھی۔۔

مجھے معاف کر دوں اپنے باپ کے لیے تھوڑی سی جگہ بنالو نور میں اپنی غلطیوں پر شرمندہ ہوں بہت" وہ اسکے آگے ہاتھ جوڑ گیا جبکہ "نور اسکے اپنے واقعی اس تھی۔۔اور وہ ن دونوں ہاتھ تھام کر اسکے ہاتھوں کو چومتی تھی ہیں سر ہلا گی. دنیا میں صرف اپنے باپ سے محبت کی رو کر اسکے آگے ہاتھ

جوڑے توڈوب مرنے کا مقام تھاوہ تکلیفیں خود پر سہ لیتی لیکن باپ کو روتا

ہوا دیکھ کر وہ جیسے نئے سرے سے ٹوٹ تھی اسنے نفی میں سر ہلایا۔

اور عارض کو لگا اس سے بڑا ظالم اس دنیا میں کوئی نہیں۔۔وہ اسے دوبارہ خود

میں بھینچ گیا لائبہ نم پلکوں سے مسکرادی۔۔جبکہ آیت نے بھی نور کو سینے

سے لگایا۔بوجھ کم کر گئی تھی وہ جب جب اسکے پاس آئی تھی وہ یوں ہی سپاٹ

رہتی تھی اور اب باپ کے سامنے تلوہ سارا نکال کر جیسے زخم جو اسکی روح

اسکے جسم اور اسکے نام کے ساتھ لک کیا تھا اسے ہاں یہ کوئی بھر نہیں سکتا تھا

لیکن۔۔غلطیوں کا احساس ہونا بھی کچھ مرحم

بن ہی جاتا ہے وہ ماں باپ سے بھی لگی کھڑی تھی۔۔جبکہ۔۔عارض اسکے

بالوں پر بھی پیشانی پر پیار کرتا ہے حد بے

چینی کا شکار تھا۔

نور سمجھ سکتی تھی اسکی کیفیت اور اپنی کیفیت وہ کس کو بیاں کرتی۔۔وہ باہر نکلی اپنے گھر جانچی کے لیے تبھی سیل فون بجنے لگا حیدر کی.

کال اپنے پک کی۔

جی حیدر" وہ بولی تو لہجہ بھیگا بھیگا سا تھا۔رو کیوں رہی ہو" سنجیدگی سے اپنے سوال کیا۔

۔۔وہ نور آپ رو رہیں تھیں تو ہمیں بھی رونا آگیا" وہ سر جھکا گئی جھے وہ اسکے سامنے کھڑا ہو۔۔

اگر تم میرے سامنے ہوتی تو ایک کھینچ کر کان کے نیچے لگا دیتا کوئی اور روئے تو تمھارا رونا فرض ہے اسکے ساتھ" وہ جھڑک گیا ہمارا دل پہلے ہی رو رہا ہے آپ اور ڈانٹ میں" وہ پر سے روئے لگ گئی حیدر نے گھیرہ سانس بھرا۔

میری بیوقوف بیوی ہر کسی کے ساتھ نہیں روتے اپنی ویز گھر نہیں جانا تم نے جب تک میں نہ آجاؤ۔۔تم وہی رہو گی میرے روم میں

مگر "لائیو سمجھ نا سکی اس حکم کو۔۔

حیدر کی سنجیدگی اسکے غصے کی اطلاع دینے تھی۔ ٹھیک ہے کہ کر پلٹی۔۔ گڈ "

وہ کہہ کر کال کٹ کر گیا جبکہ لائبہ اسکے کمرے کی. جانب چلی

گئی تھی۔

ازار کشمیر بہت خوبصورت ہے "اسکی چہکتی ہوئی آواز اپنے عقب سے آئی تو

وہ مسکرا دیا۔ تم سے کم "اسنے کہا تو وہ ذرا سرخ کی ہوئی یہاں اکر تو اسکے طور

اطوار سب بدل گئے تھے۔۔ کچھ زیادہ ہی بے باک ہو گیا تھا خیر پہلے بھی کم

نہیں تھا۔۔ ویسے روشنی ایک بات بتاؤ سارے دنیا سمجھ رہی ہے ہم ہنی مون

پر ہیں اور تم مجھے یہاں پہاڑوں اور درختوں کی سیر کو لے آئی ہو ویسے

تمھاری سفر کی تھکان نہیں اتری تھی جان بوجھ کر کر رہی ہو کہ یہ سب "

زریاب اسکی چلاکی کو بھنپتا بولا ان۔ نہیں نہیں تو وہ ذرا خفیف سہ ہوتی

گردن نفی میں ہلا گئی۔. جبکہ زریاب نے اسے ذرا گھور کر دیکھا ہلواب بہت

دیر ہو گئی ہے ہمیں" اپنے کہا صبح سے وہ لوگ نکلے ہوئے تھے وہ بھی ادھر

گھومنے نکل جاتی بھی ادھر نکل جاتی اور جب وہ یہاں پر آئے تو اسے سفر کی

اتنی تھکان تھی اپنے زریاب کی شکل بھی نہیں دیکھی تھی اور سیدھا بستر میں

گھس گئی تھی جبکہ سامان سے لے کر کپڑے اور یہاں تک تک کے کھانے

بھی اپنے زبردستی اسے خود

زارا بھی زریاب اب سمجھ گیا تھا وہ ڈر رہی تھی اس سے تو اس پہاڑ: پر جانا باقی

ہے" وہ بولی اور اس سمت چلنے

ایک کھلا یا کھلا یا تھا۔

اور دو دن سے وہ یہ ہی حرحرکتیں کر رہی تھی۔۔

لگی۔

اس پہاڑ سے ہی نہ دھکا دے دوں میں تمھیں" وہ گھور کر اسکا ہاتھ کھینچ کر

اسے گاڑی کی جانب لے کر آیا۔

لیں مائے آپ لوگوں کا نہ ایک ہی پر وہم ہے"۔ڈئیر ہنی مون اسے ہی کہتے ہیں۔بات کا مطلب سمجھ کر بولا جبکہ مسکراہٹ وہ اسکی غصے میں تھی بھی روکی کیونکہ۔۔اپنے گاڑی گھمائی روشانے ایسے گھورنے گئی۔مگیر میں یہاں صرف گھومنے آئی تھی۔گھماتا ہوں نہ تمھیں اچھے سے گھماؤ گا اور اتنا گھماؤ گا کہ صبح تک چکراتی پھیرو گی۔۔وہ ایک آنکھ دباتا بولا اور روشانے سرخ کی پڑ گئی۔جبکہ زریاب منتے ہوئے نفی میں سر ہلانے لگا۔وہ کچھ ہی دیر میں ہوٹل پہنچ گئے تھے۔مجھے بھوک لگی ہے"۔۔روشانے نے پھر سے کوئی بھانہ تلاش کر لیا تھا زریاب نے گھیرہ

سناس بھرتے سر ہلایا ۔ اور اسے وہیں لائی میں بیٹھنے کا کہا ۔ اور خود معلوم نہیں کہاں گیا تھا۔

جبکہ روشانے گھبراہٹ سے

ہاتھ مسلنے لگی۔۔

وہ کہاں بھاگے وہ تو بلکل ایسا ارادہ نہیں رکھتا کہ اسے بخش دے گا جبکہ روشا

نے اس سے کافی ڈر رہی تھی۔

معلوم نہیں کیوں مگر شاید فطری سی گھبراہٹ تھی جس کے تحت جان

چھڑانا چاہ رہی تھی

اپنے ارد گرد دیکھا اور کانٹا اور چھڑی دیکھنے لگی۔ نہیں نہیں یہ فلاپ ہے" وہ

خود سے ہی بولی۔۔اور پھر اسکے دماغ میں ٹریک آئی۔۔کہ وہ یہاں سے

بھاگ بھاگ

زار کو لگے گا وہ باہر بھاگی ہے وہ اسے ڈھونڈتا ڈھونڈتا تھک جائے گا۔

اور پھر آج رات بھی وہ بچ جائے گی۔

وہ جلدی سے اٹھی اور وہاں سے فرار ہو گئی۔

اور دوسری سمت وہ۔۔اس جگہ پر آیا تو وہ وہ غائب تھی۔اب نہیں بچتی تم مجھ

سے روشانے "اسے چھری اور کانٹا اٹھا کر۔

جیب میں رکھا اور ایک نظر باہر گھمائی۔۔ لیکن وہ کہیں نہیں تھی اسے یقین

تھا کہ وہ۔۔ کمرے میں ہو گی اور جان بوجھ کر اپنے اس سے فرار ہونے کے

لیے یہ کہا تھا کہ اسے بھوک لگ رہی ہے وہ ذرا ماتھے پر تیوری چڑھائے۔۔

چھ آگے بڑھا اور اپنی کمرے کی جانب قدم اٹھانے لگا۔۔"*

کمرے کا دروازہ لاک تھا اپنے کارڈ انٹر کیا اور دروازہ کھل گیلے تبھی الیکن پھر

لائٹ بھی چلی گئی حالانکہ یہ یہاں کا سب سے مہنگا ہوٹل تھا بھی ایسا ہوا تھا

شاید باہر بارش ہونے کو بے چین تھی یہ جو بھی وجہ تھی وہ نفی میں سر ہلاتا

اندر آیا اور ایکدم ہی اسکے سر پر گلاس لگا

تھا۔

آہ" وہ سر تھامتا زمین پر بیٹھ گیا گلاس لگا ضرور تھا مگر زخم کوئی نہیں دیا تھا۔اور

تبھی لائٹ بھی آگئی اپنے روشانے کو پھاڑ کھانے والی نظروں سے دیکھا جبکہ

روشانے دانتوں تلے لب دیا گی اسے لگا کوئی اسکے کمرے میں گھسنے کی کوشش

کر رہا ہے۔۔دروازہ بند کرو" اسنے۔۔غصے سے کہا۔

روشانے اپنے پلین کے اتنی جلدی فلاپ ہونے پر غمزدہ ہی رہ گئی اب واقعی

اسے کوئی نہیں بچا سکتا تھا۔وہ منہ بسور کر اس سے دور ہو گئی جبکہ۔۔زریاب

نے اچھے سے لاک لگا کر اسکی جانب دیکھا اور سر پر پھر سے

ہاتھ لگا کر چیک کیا کہیں خون نہ نکل آئے۔لیکن ایسا کچھ نہیں لگا تھا مگر گلاس

لگا بہت زور سے تھا ہو گئی تمھاری ڈرامے بازی" زریاب نے پتے ہوئے

سوال کیا۔

وہ میں"۔

ہاں تم میرے ساتھ ہائیڈ اینڈ کی کھیل رہی تھی رائیٹ" اسنے گھڑی

اتاری وائلٹ اور موبائل رکھا اور اب شرٹ اتارنے لگا۔ *روشانے گھبرا

سی گئی۔

وہ تو میں "

وہ پریشان ہو گئی۔

بلکل چپ "اپنے اسے ٹوک دیا اور۔۔روشانے چپ ہو گئی۔۔

بھوک لگ رہی ہے یہ نہیں "وہ اسکے قریب آتا بولا۔

جبکہ روشانے تیزی سے سر نفی میں ہلانے لگی۔پھر کیا ہو رہا ہے "۔۔وہ اسکی

کیفیت پر قہقہہ روکتا بولا آنکھیں پیپٹا کر بولی پ۔۔۔پیٹ میں۔۔د۔۔درد

و۔۔واشروم جاؤں "وہ آنکھیں ہیں کر سائیڈ جبکہ زریاب دانت پیس کر پر

ہٹ گیا۔جاؤ اپنے ہاتھ کے اشارے سے اسے جانے کا کہا۔

میں جان بوجھ کر تو نہیں کر رہی "روشانے اسکے غصے سے خائف *ہوئی

رونے والی ہوئی۔

شیٹ آپ جاؤاور جلدی واپس آؤ" وہ بھڑک کر بولا جبکہ وہ جلدی سے

واشروم میں گھس گئی۔زریاب نفی میں سر ہلاتا موبائل پر آنے والے مسیج

کو دیکھنے لگا۔

جہاں حیدر نے اسے عائشہ کی

تصاویر اور۔۔اسکی سٹیٹمنٹ بھیجی

کلپرٹ ازیور سٹوڈنٹ مائے ڈئیر برادر "طنزیہ میسیج تھا اسکی بات کو درست

ثابت ہو گئی تھی۔زریاب حیران ہی رہ گیا۔شاکر کی کیفیت میں وہ بیڈ پر بیٹھ

گیا۔اور فورا حیدر کو کال ملائی۔

آپکو کیسے پتہ پتہ کہ یہ یہ ہی ہے وہ"۔واقع گدھے جب وہ اپنے منہ سے کہہ

رہی ہے تو اور بھی کسی بات کی ضرورت ہے "حیدر چیڑ گیا۔

نہیں آپ اس تک کیسے "۔۔اسکی ماں نے بتایا ہے۔مجھے نہیں پتہ اس عورت کے بارے میں وہ مرتضی ہاؤس کے باہر کھڑی تھی اور شاید وہاں سے نکلنے والے پہلے شخص کو اپنے یہ ساری کہانی سنادی۔

وہ لاپرواہی سے بولا۔زریاب سر تھام گیا۔اب "وہ اسی سے جانا چاہتا تھا میرا تو بس نہیں چل رہا اسے کبھی بے لباس کر کے دنیا میں اڑادوں حیدر کلس کر بولا۔

نہیں بھائی ایسا نہیں کرنا" زریاب نے اسے روکا۔حیدر خاموش ہو گیا اپنی ویز۔۔یہ تمھاری اور روشانے کی مجرم ہے یہاں سے کہیں نہیں جائے گی اگر تم چاہو تو اسے اریسٹ کرایا جاسکتا ہے۔۔

وہ مشورہ دینے لگا۔

ہم اسے پولیس کسٹڈی میں دے دیں لیکن جب تک

میں نہ لوٹ آؤ پلیز" وہ بولا۔

توحیدر نے سر ہلایا ٹھیک ہے۔

تمھارا مجرم تمھارا ہی انتظار کر رہا ہے اپنی عیاشی کے دنوں میں کمی لا کر پہنچ

جاؤ یہاں" وہ بولا تو زریاب ہلکا سا مسکرایا

تھنکیو بھائی"۔

موسٹ ویلکم موٹے بس دس لاکھ میرے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کرادو" وہ بولا

جبکہ زریاب نہیں دیا۔ابھی بلکل ابھی"۔۔

اسنے کہا نہیں یہ نہیں۔۔ڈیڈ کی کار" وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا نہیں یار ڈیڈ

مرتے ہیں اسپر "زریاب۔۔ جلدی سے جان چھڑانے لگا بس مجھے وہ ہی

چاہیے۔" حیدر بضد ہوا۔ بار بھائی" اور اسنے کال ڈسکنیکٹ کر دی۔

زریاب کی مسکراہٹ سمٹ گئی وہ عائشہ تھی وہ۔۔ لڑکی جوان دونوں کے بیچ

تھی۔اسکے دماغ کی رگیں پھول گئی غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں تو ثابت ہوتا

ہے کہ زریاب کی وجہ سے روشانے بے آبرو ہوئی

وہ سوچنے لگا عجیب کیفیت تھی۔۔اسکو ذہنی اذیت میں مبتلا کر گئی

بے دلی سے موبائل پھینک کر بستر پر لیٹ گیا جبکہ دروازہ کھلا اور

روشانے باہر نکل آئی۔۔

زریاب نے اسکی جانب دیکھا گھبرائے گھبرائے رائے کی وہ لڑکی کسی جادو

کے زیر اثر یہاں سے بھاگ جانا چاہتی تھی۔۔مگر یہ ممکن نہیں تھا

Episode 47

وہ واشروم سے باہر نکلی تو وہ بیڈ پر لیٹا تھا معلوم نہیں کسی سوچ میں تھا مگر روشانے کی حالت بس انتی تھی کہ وہ ۔ اگر باآسانی گم ہو سکتی تو ہو جاتی۔۔۔اسکے قدم بھاری ہونے لگے تھے جبکہ زریاب اٹھ کر بیٹھ گیا اسکی جانب دیکھا اور آنکھوں میں ایک شرمندہ سا تاثر ابھرا وہ اسکے نزدیک آیا اور اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام لیا جبکہ روشانے کے وجود پر اسکے چھونے سے ہی گھبراہٹ طاری ہونے لگی مجھے معاف کر دو روشی" وہ جزبات سے لبریز لہجے میں اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں سے نہایت گرمجوشی سے تھامتا بولا وہ حیرانگی سے سر اٹھا کر اسکی جانب دیکھنے لگی

نہیں میری وجہ سے مقدار کم نہیں تھی زار "تمھاری نازک
سی جان کو وہ سب سہنا پڑا جس کی میں تمھاری تکلیف کا سبب
بنا" ۔ وہ جبکہ وہ نہ سمجھی سے اسکو دیکھنے لگی۔ وہ بول رہا تھا

آپ ایسا کیوں کہہ رہے ہیں " روشنی کے لیے یہ بات ناقابل
قبول تھی کہ زریاب اس سے معافی مانگتا۔ نے جبکہ زریاب
شاید اس سچویشن میں نہیں تھا کہ اسے کچھ سمجھتا ایکدم رم ہی
اپنے اسے اٹھا کر سینے میں بھر لیا اور روشنی اپنے قدموں پر نہ
رہی وہ زمین سے اوپر اٹھ چکی تھی اسکے قدم - زریاب کے

رہے تھے جبکہ وہ اسے خود میں بھر چکا تھا۔ پاؤں کو چھو :

رہے تھے جبکہ وہ اسے خود میں بھر چکا تھا۔

روشانے کے کھلے بال ان دونوں کے چہروں کو چھپا گئے ہے ۔

ایک دوسرے کی آنکھوں میں دیکھتے جذبات کے طوفان سے

گھبراتی روشنی نے نگاہیں جھکا لیں جبکہ زریاب ہلکا سا مسکرایا ۔

میں وعدہ کرتا ہوں آئندہ میں تمھارے لیے کسی بھی تکلیف کا

باعث نہیں بنو گا" ۔۔

وہ آہستگی سے اسکی تھوڑی چومتا بڑبڑایا جبکہ وہ شرم سے سرخ پڑنے

گئی۔

م۔۔۔مجھے سمجھ نہیں آرہا آپ کیا کہہ رہے ہیں" وہ اب بھی جاننا چاہتی تھی کہ وہ کیا کہہ رہا ہے۔۔یہ یہ کہنا کیا۔کا مطلب کیا تھا۔۔۔چاہتا ہے ان سب باتوں

کا مطلب کیا تھا ۔۔

جبکہ زریاب نے ایس وقت اسے بتا کر اسکو اداس نہیں کرنا تھا آخر کو عائشہ اسکی دوست تھی اور وہ حرکت عائشہ نے کی تھی بس۔پل میں وہ اس تک پہنچتا اور اسکے بدن سے خال ہی کھینچ لیتا وہ دانت نہیں گیا تھا اسکو سوچ کر ہی اور پھر اسکی پیشانی پر پیار کر کے اسنے اسے اسکے قدموں پر کھڑا کیا۔

اوراسکے بال درست کرتے مسکرایا۔

اب کوئی ایشو نہیں اب سب ٹھیک ہو جائے گا" وہ اگال تھپتھپا کر

بولا

اگر آپ مجھے مطلب سمجھادیں گے تو آسانی ہو جائے گی میرے لیے"

وہ اب کہ ذرا زچ ہو کر بولی۔

اہم ہوں یہ مطلب و طلب کی باتیں پھر کبھی آج کی رات باتوں کی

رات نہیں آج سرگوشیوں کی رات ہے جزبات کی رات ہے۔۔جو میں

تمھارے اندر انڈیل دوں گا" اسکو باقائدہ ڈراتے ہوئے وہ اسکی پھیلتی

آنکھوں کو مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔

ک کیوں۔۔۔یہ پر کیا بات ہوئی بھلا" وہ دو قدم دور ہو گئی۔

ویسے مجھے چنگی سے شکایت ہے" وہ ذرا بے زاریت سے بولا۔

روشی نے مڑا کر اُسکی جانب دیکھا۔

اتھوں نے ذرا جو تمھیں عقل دی ہو لیکن بات تو یہ ہے کہ انھوں

نے عقل تو تمھیں دینے کی بہت کوشش کی مگر تم ہی۔۔ عقل

حاصل نہ کر سکی ۔ وہ معنی خیز سا طنز مارتا بولا جبکہ ۔۔ روشنی

نے

سر جھٹکا۔۔

آپ مجھے پتہ ہے یہاں کیوں لائے ہیں مجھے۔۔ آپ کافی چیپ میں شروع دن سے ہی چیپ ہیں جو شخص روم میں کپڑوں کے بنا ہی

پھیرتا ہو اسکا کیا بھروسہ اور سب کے سامنے ایسے اکڑتے تھے جیسے پاکستان کی اکائی کا بوجھ ہو آپ پر " ۔۔ اپنے ذرا لحاظ رکھے بنا ہی اسے اچھی خاصی سنا دی جبکہ زریاب کا منہ ہی

کھل گیا ۔ بھلا وہ کب کپڑوں کے بنا پھیرا تھا وہ لڑکی تو پیچھے
ہی پڑ گئی تھی اس

دان کے بعد ۔۔تم نے کب دیکھا ہے مجھے کپڑوں کے بنا " وہ
بے باکی سے بولتا اسکے

نزدیک بڑھا۔۔-

استغفر اللہ میں میں کیوں دیکھوں گی آپکو کپڑوں کے بنا آپ فضول نہ بولیں " ۔ وہ دور ہوتی گئ جبکہ ۔۔ زریاب اسکے بلکل نزدیک اگیا ایسے۔۔ کہ روشانے سانس تھامے دیوار سے چپک گئ اور وہ۔۔ اسپر بلکل ہی چھا گیا ۔

دونوں ہاتھ دیوار پر اسکے ارد گرد رکھتے وہ اسکو اپنے بازؤں کے حصار

تھا۔میں قید کر چکا تھا

اور پھر وہ اسکے کان کے نزدیک جھکا اور آہستگی سے بڑبڑایا۔

مجھے لگتا ہے یہ شوق تمھارا مجھے پورا کر دینا چاہیے "۔۔اسکے چہرے پر کھلتے لا

کو شوق سے دیکھتے وہ اسکی حالت پر بنا ترس کھائے لال رنگ اشکی کر پر اپنے

ہاتھ کی بے باک حرکت بڑھاتے اسکی سانسوں کا توازن

برباد کر چکا تھا ۔

آپ بے ہو۔۔ ہودہ ہیں ز۔۔۔ زار ۔۔۔۔ روشانے کے کانپتے

لب زریاب کے گال پر سرسرا اٹھے جبکہ زریاب پر خمار سا

چڑھا تھا۔۔ او تمھیں اس سے بھی متعارف کرواں اور کہتے

ساتھ ہی اپنے اسکی کمر میں پھر سے ہاتھ ڈالا اور اسے شانے پر
اٹھا لیا روشانے کی آنکھیں
پھیل گئ

آج جان بخشی نظر نہیں آ رہی تھی نہ کوئی ایسا بہانا سوج رہا
تھا جس کے باعث وہ بیچ کر بھاگ اٹھتی۔۔ جبکہ وہ اس طرح
اسے اٹھائے ہوئے تھا جیسے بس ایک موسم کی

گڑیا ۔۔ ز۔۔ زار چھوڑیں تجھے " وہ چلائی ۔۔

وہی سوچیں شور نہ مچاد ساتھ والے کیا سوچیں گے "وہ ہنسا گے
جو آپ کر رہے ہیں نہیں چھوڑیں مجھے " اپنے واشروم

کے فرش : پر اسے است کھڑا کیا ۔ جبکہ وہ اسطرح سٹپٹائی کے
باہر بھاگنے کو دوڑی مگر اسکا بھاری وجود اسکے فرار کے تمام
راستے بند کر گیا ۔ زار پلیز۔ " وہ رونے کو ہوئی ۔۔کس دن
تک پلیز کر کر کے مجھے محروم رکھو گی بتا دو دیکھو یہ بھی اہم
کام ہے میرے بہت سے کاموں کی طرح ۔۔۔" ۔ وہ لب
دانتوں تلے دبا کر مسکراہٹ روکتا۔۔ اسے احساس دلانے لگا کہ
کتنا مصروف

ہے وہ اور کتنا اہم کام تھا یہ ۔۔

روشانے بھی میں میں سر ہلایا،یقین نہیں آ رہا مجھے آپ تو ٹیچر ہیں ٹیچر بھی یہ سب کرتے ہیں"۔۔ وہ منہ پھلا کر ذرا گھوری ڈالتی ہوئی جس گھوری کا کوئی اثر نہیں ہوا ۔ تو ٹیچر انسان نہیں حیوان ہوتے ہیں اور ویسے بھی میں بائیو کافی

انٹرسٹ سے پڑھاتا ہوں اور تم ایک اچھی سٹوڈنٹ کی طرح۔۔
اپنی اسکی بے حیائی چونچ دیا کر سمجھو سے تو ریس سمجھو سب
"۔ کے گھوڑے کی طرح آگے بھاگ رہی تھیآرہے ہیں دواں
ہیں جبکہ ۔۔ روشا نے ایکدم دور ہوتی چہرہ موڑ گئی۔ یہ اللہ
کہاں جاؤں میں " وہ کانپ رہی تھی۔ . میرے پاس آ جاؤ
شرافت سے مجھے غصہ چڑھا تو دو تھپڑ لگیں گےمار مار کر پیار
کریں گے"۔۔ وہ معصومیت سے بولی۔ جبکہ زار کا قہقہہ بلند ہوا
۔ تم اپنی چونچ بند رکھو ابھی تمھیں خبر ہی نہیں اور اگر تم
زیادہ نہ بولی تو بلکل مار مار کر پیار نہیں کروں گا۔۔ ورنہ واقف
تو تم سمجھے سے ہو ۔" ۔ وہ محبت سے اسے اپنی جانب کھینچتا
اسکے ال پرانی سے ہولی کھی کھر نے کا روا نے کسی موم موم

کی طرح اسکے ہاتھوں میں پھلنے لگی تھی جسے اپنے نہ تھاما ہوتا تو وہ یقیناً فرش پر گیرتی ۔

بے ہنگم سی ہوتی سانسوں کو شور ۔۔ بڑی تیزی سے پھیلا تھا یہاں

اسے ایکدم دیوار ہے۔۔ ین کر دیا ۔ تک کے زریاب نے۔۔

روشانے۔۔ زور سے آنکھیں بند کر گئی جبکہ زریاب مسکرا دیا ۔

ہاتھ بڑھا کر اپنے شاور چلا دیا ۔

۔ جس کے تیز رفتار پانی نے پانی نے انھیں لمھوں میں بھیگو

دیا ۔ ھبرا کر بار بار اپنا نچلا روشا نے گھبرا ہونٹ دانتوں میں

بے دردی سے کچل

دیتی اور یہ منظر مزیدا قابل برداشت نہیں رہا تھا ۔

تھی۔۔ زریاب ایکدم جھکا اور اسکے اس ستم سے اسکو آزاد کراتا
اسے نرمی اور چاہت سے بھر پور لمس سے ہم کنار کرنے لگا
۔روشنی ۔ اسکی گردن میں بازو حائل کر گئ ۔۔

البتہ وہ کانپ رہی۔۔

لیے سرکنے لگے اور دو پاگل سے دل محبت کے جوش میں
بہک بہک

سے اٹھے۔۔

کچھ اسطرح کے ارد گرد کی کوئی خبر نہ رہی زریاب اسے اپنی بے پناہ محبت سے متعارف کرا رہا تھا جس کو اسکی وہ اسکی نازک کی جان سہنے کی محتمل نہیں تھی مگر وہ محبت میں خود بھی آمادگی

تو ڈوبی تھی سبھی اپنے ۔۔ عصابوں کو سنبھالتی اپنے وجود د کو مکمل۔

سے اسکے حوالے کر گئی۔۔

اور وہ جان لوٹانے لگا تھا

اور وہ جان لوٹانے کا تھا۔ وہ اس سے اپنی مرضی سے دور ہوا تو سانسوں کا شور

کافی خوبصورت

تھا۔

اپنے اسے نظر بھر کر دیکھا جبکہ روشانے چہرہ دونوں ہاتھوں

میں چھپا گئی جبکہ زریاب بے ساختہ ہی ہنستا اسے دوبارہ بازو

میں بھرتا کمرے کی جانب بڑھ گیا روشانے میں اب کچھ بولنے

کی ہمت نہیں تھی وہ اسکے

دماغ کی ہر سوچ کو اپنے قبضے میں بکھری بکھری کی اسکی۔۔قبضے میں جو

کر گیا تھا وہ بس اسکے بازو میں

ہر بات ہر حکم پر لبیک کر رہی تھی محبت ۔ کی یہ رات - -

خوبصورتی میں ڈ اور زریاب مرتضی بہت شوق ہے۔۔ اپنا شوق

:ڈھلی اپنا آپ آپ منوانے لگی تھی پورا کر رہا تھا ہا تھا جس

میں اپنے روشانے کو بھی شامل کر لیا تھا ۔

وقت پر لگا کر اڑ گیا۔اس حسین رات کا اختتام سا ہو گیا۔

اور۔۔روشانے اسکے پہلو سے ے نکلی ت۔ تیر کی تیزی سے کی بند ہو گئ وہ

ہلکا سا مسکرایا۔۔۔اور ڈریسنگ روم

وہ اسے آزاد نہ کرتا مگر وہ اسکی شرم و حیا کو سمجھتے ہوئے اسے آزاد کر دیا تھا وہ خود بھی کافی گھیری نیند میں اترتا کہ دروازے پر ہونے والی بے رحم دستک پر ایکدم نیند میں دوبارہ سرخ آنکھیں ہوش کی وادیوں میں آگئیں اپنے دروازے کی جانب دیکھا ماتھے پر کڑوے تیور ہے۔ ابھر آئے اور وہ بیڈ سے اٹھا صوفے پر سے اپنی شرٹ اٹھا کر اپنے پہنی اور بٹن بند کرتا بالوں میں ہاتھ پھیرتا وہ۔۔ دروازے تک پہنچا یہاں اپنے دروازہ کھولا اور وہاں روشنی نے بھی ڈریسنگ روم کا دروازہ کھول دیا۔ کئی لوگ دھپ دھپ کرتے انکے کمرے میں داخل ہوئے بے ساختہ زریاب کا چہرہ لال سرخ ہو گیا غصے کی شدت ہے۔۔ جبکہ ان سب کے بیچ اذان کو حیرانگی سے دیکھتا وہ۔۔ کچھ سمجھ نہیں پایا۔

روشانے۔۔ دوبارہ ڈریسنگ میں چھپ گی۔۔ شاید اسے محسوس ہو گیا تھا کہ کچھ ٹھیک نہیں اور اگر وہ باہر نکلی تو زریاب کے سخت غصے کی زد میں آ جائے گی ۔

یہ کیا حرکت ہے" وہ غرایا۔

اونو نو زیادہ گرمی نہ دو اپنے دماغ کو۔۔ لگتا ہے اچھی رات گزری تمھاری" اذان مسکرایا بستر پر موجود سلوٹوں کو دیکھ کر زریاب نے مٹھیاں بھینچ لیں یہ کیا فضول حرکت ہے تم یہاں کیوں آئے ہو" وہ اذان کو دور دھکیلتا بھڑکا۔۔ میں نے کہا نہ گرمی نہ کھاؤ۔" اذان ڈھیٹوں کی طرح مسکرا دیا۔ زریاب ماتھے پر بل ڈالے۔۔ اسکی جانب دیکھنے لگا۔۔ غصے میں اپنے بھائی پر گئے ہو۔ اپنی ویز دولہا راجہ گولڈن نائیٹ ہوئی آئنڈ۔۔۔ چلو اب

گولڈن ڈے مناتے ہیں" وہ ہنسا جبکہ زریاب کا بس نہیں چلا اسکے منہ پر

مکوں کی برسات کر دے۔۔اور وہ کر بھی گزرتا کہ اسکے ساتھ آنے والے

گارڈز نے اسکا ہاتھ

اٹھتے ہی زریاب پر بندوق تان لیں.

زار "روشانے بے تابی سے

ایک بات تو ۔ اذان مسکراہٹ روکنے لگا ۔ ہے میرے بھائی تم

دونوں کی بیویاں" ۔ اذان سر کھجاتا اس طرح بولا تھا کہ

زریاب اسکا گریبان جکڑ گیا ۔

سے کمرے ۔

سے نکلی اور اذان نے روشانے کی

سمت دیکھا زریاب آگ بگولہ سا ہو گیا۔

چلی جاؤ وہیں" وہ دھاڑا۔۔

بکواس نہ کرنا کیا مقصد ہے تمھارا یہاں آنے کا۔۔۔ کیوں آئے وہیہاں حیدر
بھائی کو علم بھی وہ تمھاری چمڑی ادھیڑ دیں گے "۔ہاں ایسا ہو سکتا ہے "اپنے
زریاب کے ہاتھ اپنے گریبان سے جھٹکتے

سر کو اثبات میں ہلایا۔ وہ ایسا کر سکتا ہے لیکن فلحال نہیں
کیونکہ وہ اس وقت کمال کو کھوجنے نکلا ہوا ہے۔۔ " وہ مسکرایا
اور میں اسکی دم پر پاؤں رکھ کر اسکو سنکا سکا کر مارنے کی
کھوج میں ہوں ۔ " اذان کی بات پر زریاب حیران رہ گیا یہ تو
وہ حیدر کے ساتھ تھا اور

اب-

ہاں مجھے پتہ ہے پتہ ہے۔۔ تم کیا سوچ رہے ہوں ۔ دیکھو

حیدر اور میں اور وہ بھی دوست۔۔ نہ ممکن"۔ وہ نہیں دیا اور

انکے بیڈ پر بیٹھ گیا۔ جبکہ زرمات کو معنی خیز عکس مارتے ہوئے

زیچ

کر رہا تھا

زریاب بھڑکتے ہوئے اس تک پہنچتا کہ ۔۔دوبارہ اس پر سب نے گن تان

لیں۔

اور وہیں روشانے نے اسکا بازو جکڑ لیا آنکھوں میں آنسو بھرے

وہ اسے روانے گئ جبکہ زریاب کو اس وقت سخت بری لگ

رہی تھی ایسے میرد بلکل نہیں تھا جو فینٹی کمرے سے نکلنا ہی

نہیں چاہیے تھا وہ ایسا ۔ میں جیسے ہاں اسکی حفاظت فرض تھی

اسپر سبھی اسے دوبارہ جانے کا کہا تھا مگر روشا نے اتنا گھبرا چکی

تھی کہ ایک انچ بھی زریاب کے پہلو ایسے نہ ہلی۔

اپنی دولہن کی بات مانو مجھدار ہے وہ مزے سے بولا۔ جبکہ زریاب نے گھیرہ

سانس بھرا۔

یہ بات۔۔اب بات کی ہے تم نے پتے کی"۔۔وہ بولا جبکہ اٹھ کر عین اسکے

سامنے اگیا۔ چلو میرے ساتھ اور اگر تم نہیں بھی جاؤ گے میں تمھیں لے کر

تو پھر بھی جاؤں گا اب ڈیپینڈ تم پر کرتا ہے۔۔کہ گے یہ میں انگلی ٹیڑھی کرو"

اپنے ایک نظر روشانے سیدھی طرح چلو کو دیکھتے اسے اشاروں میں ہی سمجھا

دیا کہ وہ اس سے کوئی خاص تواضع نہ ہی رکھے

کرانا کیا چاہتے ہو تم تو بہتر ہے۔ تم "

اتنی بھی کیا جلدی ہے "وہ کھل کر ہنسا چلو ساتھ اکٹھے بیٹھیں گے تو۔۔ لین

دین بھی ہو گا" وہ اسکا شانہ تھپتھپا کر بولا جاتا زریاب نے بناڈرے جھٹکا تھا۔

جبکہ وہ نہیں دیا۔

بہت گرمی ہے ۔ آنے کا کہتا باہر تم دونوں بھائیوں نکلا جبکہ

زریاب رباب میں " وہ " نفی میں سر ہلاتا اسے پیچھے ب کی

اولین مجبوری تھی کہ روشانے اسکے

ساتھ تھی اور وہ کوئی دوسرا قدم اٹھا کر دوبارہ اسے کسی نقصان کی زد میں نہیں لانا چاہتے اتھا لیکن اسکا دل کہہ رہا تھا کہ یہ شخص حیدر کے گا۔ خلاف کچھ کروائے گا۔

وہ اندھیرے کمرے میں دونوں کو لے آئے تھے اذان نے اسے اندر دھکیلا اور ۔۔ اور کرسی پر بیٹھا کر زریاب کو بندھنے لگا کی کنپٹی پر اذان "زریاب چیخا جبکہ اپنا آپ چھڑانے لگا کہ روشانے کی بندوق رکھ دی۔ پر اپنے جتنا کہا ہے اتنا کرو " وہ ۔ ۔ سنجیدگی اور سپاٹ انداز میں بولا اور زریاب لب دیا گیا روشانے البتہ رو رہی تھی۔ان دونوں کو لکڑی کی کرسی پر رسی سے باندھ دیا گیا تھا۔

زریاب اس سب کی وجہ جاننا چاہتا تھا ۔ اذان نے اسکے چہرے
پر یہ بات پڑھ لی تھی تبھی قہقہہ لگا اٹھا بہت عجلت میں ہو۔۔
اچھا رو کو میں یہ راز کھول دیتا ہوں یہ تمھارے باپ کا نمبر
ہے اطلاع دو اسے کہ تمھیں اور روشانے کو کمال نے کڈنیپ
کر لیا ہے کیونکہ تمھارا بھائی کمال کی کھوج کر رہا ہے۔۔ اور تم
اسے اپنا بھائی ہی نہیں مانتے جس نے تمھارے بارے میں
نہیں سوچا جو اتنا خود غرض ہے۔۔ کہ اسکی وجہ سے آج تم ۔
۔ کمال کے قبضے میں ہو اور شمال کے آدمیوں نے تمھیں
بہت مارا ہے اور۔"۔وہ رکا۔روشانے کی جانب دیکھا تمھاری عزت پر ہاتھ
ڈالا انھوں نے تو۔۔۔تم حیدر کو جان سے خود مار دو گے"۔

سیمپل بس اتنا ہی تو کہنا ہے" ۔ زریاب ناگواری سے اسے

دیکھنے لگا میں جانتا تھا تم یہ سب ہی ابکو گے "وہ زہریلی

نظروں سے ایسے گھورتا بولا رہا تھا دوسری طرف روشانے بھی

دنگ رہ گئی تھی میں ایسا کچھ نہیں کروں گا وہ بھائی ہے میرا۔

۔ اور تیرے جیسے کئی کتوں کو اسکا ایک وار ہی کافی ہے میں

اسکے خلاف ایک لفظ نہیں بولوں

گا جو چاہے کر لے"۔زریاب چنگھاڑا جبکہ اذان کو امید تھی وہ یہ ہی

کہے گا وہ سر ہلانے لگا۔۔ ٹھیک ہے چلو پھر کتوں کا شو دیکھو
تم بیٹھ کر " وہ سکون سے دیکھتا

روشانے کو دیکھنے لگا۔ اذان " زریاب کے غرانے کی گونج
معلوم نہیں کہاں کہاں ؟ ی کہاں سے کہاں تک پھیلی تھی۔۔
کہ اسکی گلے کی نہیں پھول گئیں تھیں تمھیں کیا لگ رہا ہے
میں تمھارے سے ہمدردی رکھو گا۔۔ " وہ کرسی

پر ہاتھ بندھ کر بولا زیادہ وقت نہیں ہے میرے پاس اگلا دن نکلنے سے پہلے مجھے۔ حیدر کو زیر کرنا ہے ورنہ اوہ کمال کی گردن تک پہنچ جائے گا ۔" ۔

ازان نے شانے انکائے۔۔

کیوں کر رہے وہ تم یہ سب "زریاب- بولا۔ جبکہ اذان نے مڑ کر اسکی جانب دیکھا اور ایک کھینچ کر مکہ اسکے منہ پر مارا

اور پھر دوسرا اور پھر تیسرا روشا نے البتہ زور زور سے رونے
لگی کیونکہ اسکی ناک خون بہنے سے خون بہنے لگا تھا۔ زار "وہ
سکی۔ لیکن زریاب نے اسکی جانب نہیں دیکھا کیسا لگا " اذان
پوچھنے لگا ۔

زریاب سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا پوری دنیا کے سامنے جب
تم یہ کے کھاؤ دو سال تک میڈیا تمھاری جان کو ۔ چھلنی کر
دے تمھاری چیمبر تباہ ہو جائے تمھاری ریپوٹیشن
دھول ہو جائے تمھارا برسوں کا نام برباد ہو جائے۔۔اور تمھارے پاس کام
ہوئی نہ رہے یہاں تک کے تمھارے گھر پر کھانے کے فاقے پر جائیں اور پھر

دو سال بعد کوئی آئے اور کہے اتنا سبق کافی ہے تمھارے لیے تو اسکے بعد تو

اس سے بھی زیادہ بھیانک انجام کے حقدار

ہو تم" ۔ وہ اسے بتانے لگا تھا تمھارا بھائی۔۔ اپنے آپ کو بہت

کچھ سمجھتا ہے اسے لگتا ہے جہاں اپنے فیصلہ کر دیا وہاں اسکے

آگے کوئی سوال نہیں کر سکتا رشوت لی اپنے اور میرا کیس

کمزور کر دیا ۔۔۔

عدالت میں مجھے ۔۔ غلط ثابت کر کے خود درست بن گیا اپنا

نام اور معیار آسمان پر لے گیا وہ تو پہلے سے ہی کافی مشہور تھا

اگر وہ یہ کیس بار بھی جاتا تو اسکے نام پر ایک پرسنٹ بھی فرق

نہ پڑتا لیکن مجھے بڑتا

کیوں کے اسکے مقابلے میں میں آج تک ایک کیس نہیں جیتا تھا جبکہ اسکے

علاوہ مجھے کئی ہرا نہیں سکتا تھا میں !اسپر نکلنے کھڑا اور اپنے میرا یہ اپنی بھڑاس

نکلنے کے لیے انجام کیا میں اسے سسکتے ہوئے دیکھنا چاہتا ہوں بالکل اسی طرح

جس طرح میں سکا۔۔۔اسکا ایکسیڈنٹ میں نے کیا

کمال کے ساتھ ہاتھ ملا کر۔۔میں نے ایک ایکسیڈنٹ کیا اور جب میڈیا چلائی

اسے پاگل پاگل کہہ کر جو سکون "۔وہ جھوم اٹھا دل و دماغ میں اترا خدا کی قسم

اسکا کچھ بھی ثانی نہیں۔وہ مسکرایا زریاب نفرت سے اسے دیکھنے لگا اپنی ویز

بہت باتیں ہو گئیں اپنے کال ملانا شروع کی میں ایسا کچھ نہیں کروں گا"

زریاب چیچا

تجھے کرنا پڑے گا " اور کھینچ کے تھپڑ اذان نے بنا سوچے سمجھے

روشانے کے منہ پر دے

مارا

اذان "زریاب نے پوری کرسی ہلادی اور قریب تھا وہ زلزلے میں

کری توڑ دیتا۔۔

لیکن اب اپنے روشانے کے سر پر بندوق رکھ دی ٹریگر دبانے میں ایک

منٹ لگاؤ

وہ بولا جبکہ زریاب بے بسی سے کو دیکھتا سالار کو روشانے کو جو کال ملا کر بے

دم ہو گئی تھی تو اپنے زریاب کے کان سے لگادی

وہ اسے کچھ کہنا نہیں چاہتا تھا باپ کی آواز سن کا اسکا بس نہیں چلا سب سچ بتا

دے لیکن وہ ٹریگر دبا دیتا تو شاید زریاب اگلا سانس بھی نہ لے

سب کچھ بتا دے لیکن وہ ٹریگر دبا دیتا تو شاید زریاب اگلا

سانس بھی نہ لے پاتا اور وہ وہ آہستہ آہستہ وہی الفاظ جو اذان

کے تھے کہتا

دوسری طرف سے جیسے چیزیں کیرنے کی آواز آئی تھی۔تم فکر نہ کرنا

زریاب میں۔۔۔۔اور لائین ڈسکنیکٹ ہو گئی۔۔پتہ وکیلوں کو نہ بڑا مزا رآتا

ہے ایسے کھیل کھیلنے میں اور میرا فیورٹ کھیل ہے حیدر کی

حیدر کی کاٹ کرنا۔۔۔۔اب دیکھنا یہ ہے کہ سالار مرتضی حیدر مرتضی کے

ساتھ کیا کرتا ہے

وہ مزے سے چیئر ٹھیٹ کر خود بھی بیٹھتا آنکھیں بند کر گیا جبکہ زریاب نے

روشانے کی جانب دیکھا جس کی ناک سے خون بہنے

لگا تھا اور دو۔۔اسے سرخ آنیوں میں سے سے بھری نظروں سے سے دیکھ

رہی

زریاب کی جان لیوں پر تھی۔۔ابھی اسکے بھائی نے اسے کتنی بڑی مشکل سے

آزاد کیا تھا اور اپنے

بدلے میں اسے کیا دیا ۔ وہ بے بسی سے خود کو چھڑانے کی

تگ دو کرنے لگا جبکہ اذان بار بار

بندوق اسیر تان لیتا تھا

جاری ہے۔

Episode48

اپنے سیگریٹ کا گھیرہ کش بھرا۔۔ اور گاڑی کی سپیڈ تیز کر لی۔

۔ اس وقت وہ بلکل اکیلا تھا دماغ چوکس تھا اس سے پہلے بھی

وہ ہوش و حواس میں ہی وقت وہ۔ دماغی تھا لیکن پھر بھی اسکا

ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا طور پر پر پیپئیر تھا کہ کچھ ہو گیا تھا لیکن

اس بھی ہو سکتا ہے سبھی اسکا سیل فون بجنے لگا اپنے لمبا سفر

طے کرنا تھا۔۔ طرف کیونکہ پنڈی میں ایک ایجنٹ سے ملنے

کے بعد وہ کوئٹہ کیطرف روانہ ہوتا۔۔ اور ابھی اسلام آباد سے

ہی نہیں نکلا تھا کہ اسکا سیل فون بجنے لگا

ڈیڈ کی کال دیکھ کر اپنے کان پر لگی بلوٹوتھ کو کلک کیااور۔۔کال

یک کی

کہاں ہو تم "سرد سپاٹ بلکل بے تاثر آواز میں سوال ہوا۔ شہر سے باہر جارہا

ہوں دو دن تک اجاؤ گا"۔اسنے جواب دیااور سیگریٹ کو ڈیش بورڈ پر پڑی

ابھی میں رگڑ ایش ٹرے اور اسی وقت گھر پہنچو حکم دیا گیا۔یہ دیا

جبکہ حیدر نے

ڈیٹر میں ضروری کام سے۔۔حیدر مجھے پتہ ہے تم کہ اسی وقت تم تم کسی

ضروری کام سے جارہے ہو مجھے ابھی اور ہے تم یہاں چاہیے ہوا گر مزید تم

نے آگے سے سوال کیا تو دوبارہ شکل نہ دیکھانا"۔وہ سنگینی سے بولا جبکہ حیدر

نے نعے سے کال بند کر کے گاڑی کو ریورس کیا۔اور کال جیسے ہی ڈسکنیکٹ ہوئی اسنے فورا لائبہ کو کال ملالی۔۔جی حیدر" وہ مدھم آواز میں وہی سوال کر رہی تھی۔لڑکی تم سلام دعا کیوں نہیں لیتی مجھ سے"۔۔وہ ذرا تیکھے تیور و میں بولا۔

اسلام علیکم حیدر"

اپنے بحث بڑھانے کے سلام ہی کر لیا۔گڈ۔۔کہاں پر ہو" وہ مطمئین ہوتا پوچھنے ہم ہاسپیٹل میں۔"۔وہ لگا۔تھوڑا حیرانگی سے بولی معلوم نہیں کیوں اچھا یہ تمھارے پوچھ رہی تھا۔پسر کو کیا ہوا ہے مجھے لگا تم گھر ہو ہو تو شاید پتہ چل جائے لیکن تم اتنی مدہوش رہتی ہو قیامت بھی آجائے بھی تو مجھ سے ہی پوچھو گی واقعی آگئی ہے" وہ جھاڑ کر فون بند کر گیا۔جبکہ لائبہ کا. منہ کھا ہے" کھل گیا کیونکہ عریشہ نے ساری اسکی بات سن لی تھی اور اب قیقے لگا کر نہیں رہی تھی لائبہ منہ بنا کر اسکے بازو پر تھپڑ مار گئی۔۔

عرشیہ پر البتہ کوئی اثر نہیں ہوا اور وہ ہستی ہی چلی گئی جبکہ دوسری طرف

حیدر نے گاڑی کی سپیڈ بڑھا، طرف حیدر نے گاڑی کی سپیڈ بڑھالی۔۔کچھ

سوچتے ہوئے اس ایجینٹ کو کال ملائی تھی۔

اسکی پیشانی کی رگیں تن گئیں تھیں بے حد کبھی ادھر بھڑکا ہوا وہ کبھی ادھر تو

چل رہا تھا

زیمل لب دبائے ہوئے تھی زریاب بھی انکا بیٹا تھا۔ لیکن یہ سچ تھا کہ حیدر

کی ہزار غلطی ہونے کے باوجود حیدر غلط نہیں لگتا تھا اسکی. وجہ سالار خود ہی

تھا۔ تھا اسکی وجہ بھی اسے وہ بلکل سالار جیسا تھا اور زیمل کبھی سالار سے خفا

نہیں ہو سکی تھی۔ تو حیدر سے کیسے ہوتی لیکن اس وقت جو سالار کا انداز تھا وہ

سکین تھا وہ ڈر رہی تھی

بے حد زریاب اور روشانے کے لیے فکر مند بھی تھی۔ تم ادھر ادھر گردش

کرنے کے بجائے زریاب کو کال کرو پتہ تو کرو۔۔ "کبیر آخر کار زچ ہو کر

بولا۔ اس وقت گھر کا ایک ایک فرد بے چین مظطرب تھا دو گھر کے

بچے۔۔ دشمن کے ہاتھ چڑھ چکے تھے وہ بھی وہ دشمن جس سے۔۔

بچتے بچتے بھی وہ بچ نہیں پا رہے تھے اور وجہ صرف حیدر تھا۔ زین رمشہ --

عارض آیت نور نیناں

سب سالار کے تیوروں سے خائف تھے ان لوگوں نے کئی بار کہا کہ ہیں وہاں

جا کر پولیس کو ایس معملے میں انولو وہ لوگ۔۔ وہاں پہنچتے کریں گے مگر سالار

نے صرف حیدر کو کال کی تھی اور اب اسکا

منتظر تھا کہ وہ کب آئے گا۔

کچھ ہی دیر بعد اسکی گاڑی کا ہارن دروازے پر سنائی دیا تو۔۔ وہ ایکدم الرٹ ہو

گئے سالار نے ہاتھ کے اشاریے سے زیمل کو جانے سے روکا جو حیدر کے

پاس جانا چاہتی تھی اور آنکھوں میں سخت تنبیہ تھی کہ وہ بیچ میں نہ ہی آئے تو بہتر ہے۔۔ سالار آرام سے پلیز"۔ زیمل خوفزدہ کی بولی۔ سالار نے توجہ نہیں دی اور بلیک وہاں حیدر گھر میں داخل ہوا وہ جیکٹ وائیٹ شرٹ اور بلیک ہی پینٹ میں تھا ہمیشہ کی طرح شاندار۔۔ اور چھا جانے والا اپنے ایک نظر سب کی جانب دیکھا اور اسکے بعد باپ کیطرف دیکھا۔

اتر

تھی، تبھی

سارے راستے سیگریٹ پی تھی

سیگریٹ کی

ہوا آیا بولا۔

اس کے آتے ہی

سمیل پھیل چکی تھی سالار خاموشی سے

وہ سب کھڑے

ہو گئے

لاونج میں

اسکی جانب چلتا

ٹھیک نہیں

الا سا فر موی تو بالکل من

تھے انکے بچے کہاں تھے اسکے تیور ٹھیک ہوتے بھی کیسے۔۔۔

اور بنا ایک بھی لفظ کھینچ کر سالار نے تمھیں میں نے کہا کے

بنا اگلی بات کیے۔۔ اسے کچھ بھی بتائے تھپڑ اسکے منہ تھا پر

مارا اور اگلے ہی لمحے اسکا گریبان پکڑ کر غرایا ۔ تمھارے کئ ایا

ی بھی بھی۔ قدم سے میری فیملی کو نقصان پہنچا تو اسکے ذمہ

دار تم ہو گے ۔۔ کہا تھا یہ نہیں "وہدھاڑا ۔

جبکہ زیمل کانپ کی گئ جوان بیٹے پر بناسوچے سمجھے ہاتھ اٹھادینا یہ عام بات

نہیں تھی وہ بھی سب کے سامنے اور حیدر جیسے بیٹے

جو کہ پہلے ہی حد سے زیادہ باپ سے خائف تھا۔ کچھ پوچھ رہا ہوں میں "وہ

اسے کچھ کہنے کا موقع دیے بنا ہی اسے

جھنجھوڑ کر بولا۔

حیدر نے ایک سانس کھینچا تھا اور سپاٹ نظروں سے باپ کو دیکھا کیا ہوا ہے

سالار مرتضی آپکی میری وجہ سے کس کو

کینچی ہے آپکی فیلی کو میری بلکل بے گانگی سے وہ بولا۔

جبکہ۔۔سالار نے اسے دور جھٹک دیا۔حیدر میں نے تمھیں روکا تھا کمال کی

جان چھوڑ دو وہ ہم سب کو تباہ کر دے گا لیکن تم نے اپنی من مانی کی ہے۔۔۔

وہ اسے دور سونے حیدر کی پیشانی پر پر بل پڑے۔.زریاب ٹھیک ہے" وہ

لمھوں میں معملے کی تہہ تک پہنچا تھا

دھکیلتا بولا

جبکہ سالار طنزیہ ہنس دیا دیا

جس کا تمھارے جیسا بھائی ہو وہ ٹھیک نہیں رہ سکتا۔"۔اپنے زریاب کی

ریکارڈنگ۔۔حیدر کو سنادی جس میں وہ ہر چیز کا

ذمہ دار حیدر کو کہہ رہا تھا حیدر نے سب باتیں ترک کر کے

اس موبائل کو جھپٹا

کب آئی دیکھنے لگا تھی یہ کال" ۔ وہ باپ کو نظر انداز کر کے

ماں کی جانب اسکا چہرہ سرخ تھا جبکہ چہرے پر بھائی کے لیے

فکر ہی فکر

تھی. اب کوئی ضرورت نہیں ہے جاؤں گا میں کمال کے پاس ہاتھ جوڑوں گا

اسکے سامنے اور آزاد کرالوں گا اپنے بیٹے کو تم پہلے بھی اپنی من مانی کرتے

آئے ہو اور آج بھی اپنی من مانی شوق سے کرو۔۔۔ڈیڈ "حیدر۔۔ مٹھیاں

بھینچتا اسکی جانب دیکھنے لگا ٹرسٹ کی ٹرسٹ می میں کمال کے بہت قریب

ہوں۔۔وہ ایک بار میرے ہاتھ چڑھ گیا تو اسے پھانسی پر نہ لگوادوں تو آپ گا

اس وقت مجھے معملے کی نوعیت سمجھنے دیں۔۔۔فور گاڈ سیک کوئی ایسا قدم نہ

اٹھایئے گا جو مشکل کھڑی کر دے"۔پھر کہیے وہ بہت ضبط سے بولا تھا جیسے

اسے سمجھانا چاہ رہا ہو کہ وہ کچھ نہ

اور کرے وہ اس معملے کو خود دیکھ لے گا مگر۔۔۔کیا مشکل ہو گی اس سے

زیادہ کہ ہمارے بچے کمھاری وجہ سے پریشانی میں ہیں نہ جانے کس حال میں

ہیں کس نے انھیں پکڑا ہے۔۔کون انکے ساتھ کیا کر گردن تک رہا ہے پہنچنا

ہے حیدر خود غرضی کی تمھیں اب بھی حد بھی کمال کی ہوتی ہے"عارض

اسے سخت زہر عارض ایکدم حیدر نے مڑ کر اسکی جانب دیکھا

۔میں آپ سے بات نہیں کر لگا تھا رہا"۔تیوروں میں عارض

کا بولنا تبھی وہ سپاٹ تیورو میں بولا - خفت زدہ ہوا وہیں سالار

نے غصے سے تنبیہ کرتے

بھی غصے سے بولا۔ جبکہ ۔۔

:زریاب لو مر آپ کچھ نہیں کریں کے" ۔ شیٹ آپ " وہ

بھڑکا۔

میں جا رہا ہوں کمال کے پاس اور تم ۔۔ تم یہاں سے نہیں

ہلو گے حیدر - بلکل بھی نہیں میں لوس پر لوس کرنے والا

انسان نہیں ہوں اگر میرا جھکنا ہی کمال کے دماغ سے ہماری

فیملی کو ہٹائے گا تو اس سے بہتر کچھ نہیں ہے تم سوچ کر

دیکھو مشکل میں تمھاری وجہ سے پھنسا ہے گے کہ نہیں تم

نہیں سوچ زریاب کس سکتے۔۔ تم صرف اپنے بارے میں سوچو

اور اپنے بدلے کے بارے میں سوچو جو کہ تم کمال سے لینا

چاہتے ہو بھلے میری فیملی دا میلی داؤ پر لگ جائے مگر تمھارے

اندر کی بھڑاس پوری ہونی چاہیے " وہ اسکے سینے پر مکہ مارتا

اسے دور دھکیل کر۔۔ باہر نکل گیا میں چلتا ہوں آپکے ساتھ "عارض اور

زین بولے اور وہ تینوں ہی وہاں سے نکل گئے جبکہ حیدر نے۔۔ ایک نظر ماں

کو دیکھا تھا جس کی آنکھیں آنسوں سے تر تھیں۔۔وہ اسکی جانب بڑھا اسکی

پیشانی کی رگیں پھول رہیں تھیں جیسے ضبط سے قریب تھیں پھٹ ہی نہ

جائیں۔۔اور۔۔زیمل نے اسکا چہرہ تھام لیا۔۔اور اسکے سینے سے لگتی رو پڑی

آپ میری فیملی ہو حیدر میرے۔بچے آپ آپ میری ب کی تکلیف شاید

اسکے سینے میں زریاب۔سالار نے نہ زندگی میں سے زیادہ یہ فیملی ہو۔"۔۔

احساس تھا کہ پہلے بھی اسپیر اسپر ٹرسٹ کیا تھا اور اب بار بار اسکے کہنے پر بھی

اپنے اسپر کوئی ٹرسٹ نہیں کیا۔۔۔اور شاید اسے یقین تھا حیدر زریاب کو

چھڑوا کر لے آئے گا حیدر کا چہرہ بری طرح سرخ تھا جبکہ آنکھیں بھی شدت

جزبات سے سرخ

آیت رمشہ نیناں ہو رہیں تھیں اور کبیر بھی تو میں موجود تھی دی ہے۔دیکھ

رہے تھے جبکہ نور بھی

وہیں موجود تھی

آپکا بیٹا واپس آئے گا سہی سلامت مام ڈونٹ وری"۔۔ نہیں

حیدر مجھے اپکی فکر " اپنے زیمل کے ہونٹوں پر انگلی رکھ کر

اسے روک دیا ۔ اٹس اوکے

آھستگی سے کہتا وہ وہ اسکا گال تھپتھپا کر وہاں ہے۔۔الٹے قدموں بھاگا جیسے

جنونی ساہو گیا ہو۔۔

"۔اس ایرہے کی پولیس کے پاس میرے پاگل پن کے سارے ثبوت ہیں۔

۔وہ بلکل میری ہیلپ نہیں کریں گے جبکہ میں چاہتا ہوں کہ

تم میری ہیلپ کرو۔ " وہ بولا ۔ جبکہ سامنے بیٹھے آفیسر نے۔۔

سر ہلایا ۔

کہاں پر ہیں وہ اس وقت۔۔۔

وہ آفیسر بولا ۔

کمال کوئٹہ میں اور جس نے زریاب کو کڈنیپ کیا ہے وہ کشمیر

میں ہ ہے زریاب کے ہوٹل کی لوکیشن کو ٹریس کیا جائے تو ۔

۔ صبح دان تے پہلے شاید یہ ہوا ہے کیونکہ نہ ہی اس جگہ کوئی سکیورٹی گارڈ تھااور نہ ہی۔۔کوئی زی روح جس نے اس کڈنیپر کوان لوگوں کو لے جاتے دیکھا۔

ویٹ ویٹ۔

یہ کڈنیپر اور کمال ایک ہی پارٹی ہے۔" ۔ وہ آفیسر کچھ سوچتے ہوئے

پھر جانے کا فائدہ ہاں مجھے یقین ہے۔ نہیں یہ سب ایک جگہ اکٹھے ہوں گے اور وہ

بولا۔۔

کوئٹہ ہے"۔

تو پہلی فرست میں کوئٹہ کی فلائیٹ ۔ ہاں کچھ گھنٹوں کا فاصلہ ہے ۔۔ مجھے ارجنٹ اور فوری وہاں پہنچنا۔ریلکس وکیل صاحب

"۔۔

زوہیب میں ریلکس نہیں بیٹھ سکتا۔" ۔ حیدر نے دانت پیس کر اسکی

جانب دیکھا اچھا میں کرتا ہوں کچھ "۔۔

وہ جبکہ حیدر کا اٹھا اور معلوم نہیں نہیں کس سارا فوکس سکرین بہ پر سے بات کرنے لگا۔۔ تھا جہاں ۔۔ سامنے ایک منظر چل رہا تھا۔۔ اور وہ کمال کے گھر کا تھا کہ اگر کوئی اس جگہ پر پہنچتا ہے تو وہ لوگ اسے ٹارگیٹ کر سکتے ہیں

زوہیب نے سارے انتظامات کرانے کے ساتھ ساتھ کوئٹہ کی پولیس فورس سے بھی رابطہ کر لیا۔

تھا۔۔

حیدر البتہ ۔۔ کسی بن پانی کی مچھلی کی طرح تھا وہ تک کر بیٹھ نہیں رہا تھا بے چینی سے کبھی ادھر تو بھی ادھر ۔ اور چند ہی منٹوں میں زوہیب نے اسے ارلی فلائیٹ کی خبر دی اور لیے نکلتا کہ ۔۔ ایکدم جیسے کسی زوہیب کے ساتھ ۔۔ وہ ہ کوئٹہ کے نے اسکے قدم جکڑ لیے۔۔

زوہیب نے اسکی جانب دیکھا ۔ جبکہ حیدر اس سکرین کی جانب دوبارہ پلٹ کر آیا جہاں کمال اور اس کا بیٹا لگزری گاڑیوں سے اثر رہے تھے۔۔ جبکہ ان کے ساتھ دو اور بھی لوگ تھا ایک مرد تو دوسرا ایک جوان لڑکا۔۔ شاید ایان کی عمر کا ۔۔ جبکہ ایک لڑ کی اسکی پشت تھی وہ صاف دکھائی نہیں دی تھی۔۔

نہیں ڈیم گریٹ " زوہیب نے خوشی سے اسکے ہاتھ پر ہاتھ مارا مگر خوش حیدر چل رہا

ہونے کے ے،بجائے خود کو سنبھال رہا تھا اسکا نبی نہیں بس تھا سکرین میں سے گھس کر کمال کی گردن موڑ دے۔۔ جو اسکے

بھائی تک پہنچا تھا

وہ اب کہ سکون سے چیئر پر بیٹھ گیا ۔ یعنی زریاب بھی اسلامہ آباد میں ہے" ۔۔ وہ کچھ سوچتے ہوئے بولا کے

ہونا تو یہیں چاہیے۔۔ زوہیب بھی بولا اور حیدر نے سر ہلایا.

دوسری طرف سالار زین اور عارض اس بات سے بے خبر تھے
کہ کمال۔ کہاں پر تھا۔۔ وہ کمال کے گھر پہنچ چکے تھے اور
ابھی انکی گاڑی روکتی کہ پولیس سائرن کی آواز چاروں طرف
پھیل گئ۔۔ کمال کے گھر کے باہر پولیس۔۔ کا سائرن تیزی
سے بیج رہا تھا جبکہ ۔۔ اسکو لینے کے لیے باراتیوں کی تعداد
دیکھنے لائق تھی۔ حیدر نے سالار کی گاڑی کے آگے اپنی گاڑی
لگائی تھی۔۔ کیونکہ پولیس سائیرن سن کر ۔۔ کمال کے گھر
کے گارڈز فورا چکنا ہوتے تیزی میں آئے تھے۔ حیدر نے ہاتھ
کے اشارے سے باپ کو روکا وہ نہ گاڑی سے نکلے اور نہ
ہی۔۔ کہ

وہ۔دوسرا کوئی قدم اٹھائے سالار زین اور عارض کو البتہ انہونی کا وہ۔ڈر ستا رہا تھا۔ نجات میں زوہیب کے ساتھ کمال کے گھر میں زبردستی گھسا تھا سالار فکر مندی سے گاڑی سے باہر نکل آیا۔۔

بھیا۔ آپ ایک منٹ " ۔ فکر ہو رہی ہے مجھے اسکی زین یہ لڑکا ضد کی نظر ہونا چاہتا ہے۔۔ سالار بے چینی سے بولا ۔

گھر میں تو تھپڑ لگائے جا رہے تھے " زین نے ترچھی نظروں سے دیکھا تو سالار نے گھور کر دیکھا ۔

ایک دن اپنے باپ کی بات پر کان نہیں دھرا۔۔۔ اور تم
سبایک دن اسے باپ کا بات پر ماں میں ۔۔۔ اور اب لگتا ہے
میں اسے پھول پہناؤ ۔" ۔ وہ غصے سے بولا ۔ جبکہ ۔۔ حیدر
وہاں سے اندر جا چکا تھا۔ پولیس نے چارون طرف ہے۔ کمال
کے گھر کو گھیر لیا تھا۔

وہ اندر داخل ہوا کافی مطمئین اور کافی پر سکون تھا مگر آگے
ہی کمال۔۔ اور کمال کے ساتھ کمال کا بیٹا معیز اور اسکا بیٹا بھی
وہیں

کھڑا تھا۔۔

حیدر پوری شان سے جا کر کمال کے سامنے کرسی رکھتا ٹانگ پر ٹانگ رکھتا بیٹھ گیا۔۔

وہ لوگ البتہ کھڑے اس حملے کو سمجھنا چاہ رہے تھے معیز اور ار ہما لبتہ حق و دق تھے۔۔وہ کمال کے ساتھ پہلی بار اسلام آباد آئے اور اس پہلی بار میں ہی وہ پولیس کے خطے چڑھ گئے تھے۔۔کیا ہوا بارات لایا ہوں تمھاری۔۔۔ تمھیں خوشی نہیں ہو رہی یہ شکایت ہے کہ گولیاں تو ابھی چلی ہی نہیں"۔۔ وہ شانے آپکاتا۔۔ہاتھ بلند کرتا۔۔اسکے گھر کی جس چیز پر دل کیا نشانات بناتا

فائرنگ کر رہا تھا۔

جبکہ کمال دانتوں پر دانت جمائے کھڑا اسے اپنی زہریلی نظروں سے تھا

زوہیب نے حیدر کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اسے۔۔مزید کسی بھی فائرنگ

سے روکا کہ یہ قانون کے خلاف تھی بات اور و

: قانون کو اپنے ہاتھ میں نہیں لے سکتا تھا زوہیب صاحب آپ میرے گھر

کس کی اجازت غنڈے کو لے کر داخل ہوئے ہیں "ڈی ایس پی سے اس

کمال نے زوہیب کی جانب دیکھا جو ہلکا سا مسکرا دیا وہ ایک ایماندار جیسے

کرپٹ لوگوں کو آفیسر تھا جس کا کا کام ہی کمال پکڑنا تھا جو سیاست کی آڑ میں

ملک اور لوگوں کے لیے نقصان دہ ہوں۔۔آپکے خلاف اریسٹ وارنٹ ہیں

اور کیس کوئی ایک نہیں آپ چاہیں تو بڑی لمبی تحریر ہے تھانے میں جا کر

ساری سنایئے گا مسٹر کمال آپکی تو حکومت بننے سے پہلے ہی۔۔چڑیا کھیت چگ گئی ہے۔زوہیب نے۔۔دو قدم آگے لیے۔۔۔

کس نے دیے ہیں اریسٹ وارنٹ "کمال اب بھی اپنی جگہ سے نہیں ہلا۔۔ تھانے چلیے سب پتہ چل جائے گا کہ کس نے کیا کیا ہے۔زوہیب۔۔ایک نظر گھڑی پر ڈالتا اسکی جانب بڑھا۔۔ایک منٹ زوہیب "حیدر نے اسے روکا۔ایسے نہیں" وہ اٹھا اور چلتا ہوا کمال کے عین سامنے اگیا اسکے بیٹے کے رنگ اڑ چکے یہ ہی حال معیز اور ارہم کا تھا۔۔حیدر وہ۔۔چیز تھا کہ۔۔انھیں جیلوں سے کبھی آزاد نہ ہونے تو یہ اتنی بھی عام بات نہیں تھی کہ وہ تھانے پہنچ جاتے دیتا۔وہ انھیں آخری سانس تک وہیں گھٹ گھٹ کر مرنے پر مجبور کر

دیتا۔یہ بھی عام بات نہیں گی کہ وہ تھانے پچ جاتے وہ انھیں آخری سانس تک وہیں گھٹ گھٹ کر مرنے پر مجبور کر

دیتا۔۔

زریاب کہاں ہے "اپنے سپاٹ لہجے میں کمال کی جانب دیکھا جبکہ وہ ہلکا سا

مسکرا دیا۔۔

تم نے میری گردن پر پاؤں رکھا ہے ہیں تو تمھارے سینے پر پہلے سے رکھے

کھڑا ہوں بیٹے "۔وہ ہلکا سا نہیں دیا جبکہ حیدر نے ایک

نظر اسے دیکھا اپنی بریڈ زپر ہاتھ چلایا اور بھینچ کر مکہ اسکے منہ پر مارا کمال

ایکدم دور جا گیرہ حیدر "زوہیب اسکی جانب لیا جبکہ حیدر اسی کے سینے پر

چڑھ

گیا۔

دیکھائی دیا کون کیا کر سکتا ہے زریاب کو میرے حوالے کرو ورنہ ایکدم اپنے

گن ہولڈر میں سے گن نکالا اور۔۔کمال کے بیٹے پر اس کی کھوپڑی میں

صرف گولیاں ہی پھنسی ہوئی نظر آئیں گی اور میں تو پاگل ہوں ویسے بھی یہ

بات تو دنیا جانتی ہے یہ سب کر کو نہیں ہو گی۔اللہ گزرنے میں مجھے وقت نکو

وہ پھنکارہ جبکہ اسکے کانپتے ہوئے بیٹے کا گریبان پکڑ کر جھنجھوڑ دیا۔وہ وہ۔۔

بیسمنٹ میں ہے۔۔بیسمنٹ میں ہے تمھارا بھائی میں نے

کچھ نہیں کیا یہ سب انھوں نے کیا ہے۔مجھے چھوڑ دو میں سچ کہہ رہا ہوں۔۔

یہ سب ڈیڈ نے کیا ہے میں تمھارے کسی معاملے میں شامل نہیں ہوں"

کمال کا بیٹا خوف زدہ ہوتے سب بک چکا تھا حیدر نے

زوہیب کی جانب دیکھا جو پیچھے بھاگا اور۔۔حیدر ہلکا سا مسکرایا۔۔کمال اب

بھی اسے۔اب تمھیں میرا خون آشام نظروں سے دیکھ رہا تھا مجھے لگتا ہے نام

بھی بھولنا نہیں چاہیے حیدر مرتضی نام ہے میرا یہاں تک تو حساب زریاب

کو آزاد کرانے کا تھا" اپنے کھینچ کر گن کی بیک سائیڈ کمال کی کنپٹی پر ماری۔۔

جبکہ۔۔اسکے سر سے نکلنے والے خون کو سکون سے دیکھتا وہ اگلی بات کیطرف

بڑھا جبکہ اسے محسوس ہو رہا تھا معیز اور ارہم کے قدم پیچھے کی جانب گھٹ رہے تھے۔۔ابھی بہت حساب باقی ہیں۔۔کمال مجھے تو میں نے نہ کوئلوں پر گھیٹوا کر سیکھ کباب تیرا بنوایا تو میرا نام حیدر نہیں رہیں۔۔۔۔اٹھ" وہ غراتا ہوا۔۔اسے گھسیٹ کر اٹھا چکا تھا۔۔اور اسے صوفے پر ب دھ کھلا گیا۔

بہت غلط کر رہے ہو یہ سب تم بہت پچھتاؤ گے"۔اوہ رئیلی مجھے ابھی پچھتانا بھی ہے۔۔۔اور اسنے بنا مڑے ہی کمال کے بیٹے پر کئی گولیاں چلا دیں کمال کی چیخوں کے ساتھ ساتھ۔۔اسکے بیٹے کی بھی چھینیں انھیں کے محل میں گونج رہیں تھیں حیدر کا نشانہ ہمیشہ سے پرفیکٹ تھا اپنے اسکے بیٹے کے پاؤں کے ارد گرد فائرنگ کی تھی کوئی ایک بھی نہیں لگی تھی لیکن ان دونوں باپ بیٹوں کو احساس دلا گئی تھی کہ وہ واقعی پاگل ہے۔۔

ڈیڈ۔۔۔ آپکی وجہ سے میں مرنا نہیں چاہتا " اسکا بیٹا چلایا چپ کرو تم کیا چاہتے ہو تم۔۔۔ ڈیل کر لو آج کے بعد میں تمھارے راستے میں نہیں آؤں گا تو تم بھی میرے راستے

وہ ایکدم روک گیا کیونکہ حیدر دل کھول کر نہیں اٹھا جیسے بات نہیں کمال کا چہرہ ایک بار پھر سرخ ہو گیا اس سے پہلے سالار نے بھی

لطیفہ ہو۔۔

اسے بے عزت یوں ہی کیا تھا۔۔جب موت سر پر ہو تو خوش فہمیاں نہیں پالنی چاہیے اب اٹھا اپنے گھسیٹ کر کمال کو اٹھایا اور گھسیٹتا ہوا نام کے جانے لگا

معیز

جبکہ ان اور ارہم ارہم کو پولیس دونوں کو کی بھی جبکہ۔۔کمال کو گریبان اہلکار پکڑ چیچنیں اور پولیس چکے تھے۔۔کو گالیاں دیے رہے تھے۔۔۔سے

ٹیسٹ کر حیدر جب اسی کے گھر سے لے کر آیا۔اسے کتے کی طرح گھسیٹ

کر باہر لے تم وہاں میڈیا ہی تھی۔

ایک ہائی پروفائل۔۔نیوز میڈیا کے

لیے تیار

کر رہے تھے کئی سوال کمال پر اٹھ رہے تھے آخر اپنے حلقے سے اٹھا سے اٹھ

رہا تھا۔حیدر مسکرا دیا۔الیکشن میں

تھی وہ کمال کو فوکس

دیکھا باراتیوں کی تعداد میں کتنا اضافی ہو گیا اب تو دھوم دھڑ کے

سے جاؤ گے تم۔۔"وہ دونوں ہاتھ اٹھاتا اسے میڈیا کے حوالے کر چکا تھا اور

سکون سے کھڑا اسی منظر کو دوہرا کر دیکھنے لگا جو اسپر گزری تھی کہ اسکا نام

کس طرح لوگوں نے۔۔ذلیل وخوار کر دیا تھا حیدر نے اسکے خلاف ایک

ایک ثبوت ہر نیوز چینل پر چلوا دیا تھا لوگ اسکے کالے

کر توتوں سے واقف ہو چکے تھے کمال کی کشتی تو ڈوب گئی تھی۔اسکا بیٹا باپ کو کوس رہا تھا میڈیا اور پولیس سے بچنا چاہ رہا تھا۔یہ منظر بلکل ویسا ہی تھا اور اچانک۔۔ہی حیدر نے پھر سے اسکا گریبان جکڑ کر اسے احساس دلایا کہ اپنے حیدر مرتضی سے پنگا لیا تھا کسی سڑک چھاپ سے نہیں جو اس سے ڈر کر بیٹھ جائے۔۔لبوں پر اٹھنے والی جانب بے ساختہ دیکھا اسکے اور ماں نے سالار کی مطمئین مسکراہٹ سے وہ۔۔جیسے انگاروں پر لوٹ پوٹ گیا اچانک ہی جب۔۔ہر شخص چلا رہا تھا اسکی عزت اسکا معیار سب تباہ ہو رہا تھا بلکل اسی وقت اپنے اپنی گن نکالی اور دو فائر کیے جو سیدھا جا کر۔یہ سالار کے سینے میں کھے تھے جو۔۔بیٹے کے کارنامے پر پہلی بار فخر سے سینہ تانے کھڑا تھا زریاب اور روشانے کو بھی زوہیب ان لوگوں کے پاس لے آیا تھا اور روشانے دوڑ کر باپ کے بازوں ہیں سما کر بہت روئی تھی جبکہ زین کی اپنی بھی آنکھیں بھیگ گئیں تھیں زریاب بھی سالار سے ملا اور جب سب حیدر

کی پیش پیش رفت فخر سے دیکھ رہے تھے تبھی بلکل تبھی ایکدم چاروں

جانب سناناچاہ گیا

اور سالار-زمین بوس ہو گیا۔

فائرنگ کی آواز ہم۔۔بس ایک لینے کے لیے چاروں طرف اسناناہے چھایا

تھااور۔ایک لمے کے بعد میڈیاپولیس۔۔یہاں تک کے حی

بھی کمال کا گریبان چھوڑے۔ڈیڈ"سالار کی جانب بھاگا کمال کا قہقہہ ابھرا

تھا۔

تجھے کیا لگا تو مجھے اتنی آسانی سے تباہ کر دے گا میں نے تیری

دنیا تباہ کر دی " کمال کے الفاظوں پر وہ ری ایکشن لیتا یہ

باپ کے پاس پہنچتا زریاب عارض زین تینوں سالار کو تھام چکے

تھے جو ۔۔ ایکدم گیرا تھا وہ جھنڈ چیرتا جو ان سب کے گرد

میڈیا نے بنا لیا تھا

حیدر۔۔۔ سالار تک پہنچا ڈیڈ۔۔ ڈیڈ " اپنے سالار کا چہرہ

تھپتھپایازار - ایمبولین لینے A ایمبولینس " سالار کو بیٹے میں

سانس۔۔ پھنس گئ تھی کی آواز ر کہیں دور سے آرہی تھیں -

باپ کو اسطرح جکڑے بیٹھا تھا

جیسے۔۔اگراس نے سالار کاوجود چھوڑ دیاتوواقعی چھوٹ جائے گا۔۔۔۔

جلدی زار " وہ دھاڑا۔

اور۔۔ایکدم ہی اپنے سالار کے وجود کو۔۔اٹھالیا تھا. جبکہ اپنی ہی بات کورد

کرتا۔

وہ--سالار کو گاڑی میں ڈالتا۔۔خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا جبکہ اسکے سارے کپڑے منٹوں میں سالار کے خون سے رنگ گئے۔

یہ اس وقت حیدر جانتا تھا کہ اسکی کیفیت کیا تھی میڈیا کوئی مزے دار خبر مل گئی تھی جس پر وہ زبردست خبریں بنا رہے تھے

حیدر تو وہاں سے جا چکا تھا۔۔ جبکہ زوہیب نے کمال کو پکڑ لیا لیکن کمال نے اسی ستون کو توڑا تھا جس کی حیدر مرتضی نسل تھی۔۔

جس نے کمال کو تباہ کرنے کا سوچا تھا ۔۔ کمال معیز ارہم اور کمال کا بیٹا چاروں کو پولیس اریسٹ کر بھی تھی ہر نیوز اور ہر چینل پر یہ خبر آگ کی طرح پھیلی ہوئی تھی۔۔۔۔۔

جاری ہے

Episode 49

سالار آئی سی یو میں تھا اور گھر کا ایک ایک بندہ باہر۔۔ دعا گو تھا جبکہ حیدر سر تھامے اسی آئی سی یو کے دروازے کے باہر

ایسے کھڑا تھا کہ اگر سالار زندہ واپس نہ آیا تو شاید وہ خود بھی
اپنی دے دے گا وہ کبھی ادھر چکر کاٹتا تو کبھی ادھر سب
دیکھ رہے تھے۔زیمل نے اسکا ہاتھ بھی تھاما مگر ہر چیز کا ذمہ دار فلحال وہ خود کو
مجھ رہا تھا اور اسی وجہ سے اسنے کسی کی جانب نہیں دیکھا۔۔ڈاکٹر باہر
اور وہ دروازے میں ہی

نکلیں مجھ رہا تھا اور اسی وجہ سے اپنے کسی کی جانب نہیں
دیکھا۔۔ اور وہ دروازے میں ہی کھڑا رہا کہ کب ڈاکٹر باہر
نکلیں گے مگر انتظار طویل ہوتا جا رہا تھا اور ڈاکٹر کامران
صرف انھیں دعاؤں کا

جبکہ کسی کو فکر ہی نہیں تھی کہ انکا ایک فیملی میمبر اسی ہاسپیٹل میں ہوتا تھا اور اب سالار کو گولیاں لگنا اور اسکے بعد اسکا یہاں آنا ایمر جنسی میں ہونا وہ کہیں نہیں تھی کیوں۔۔

اچانک زریاب کو ہی خیال آیا اور وہ چونک کر ادھر ادھر دیکھنے لگا ڈاکٹرز نے اسکی اور روشانے کی بینڈیج کر دی تھی روشانے زین اور رمشہ کے بیچ بیٹھی ہوئی تھی جبکہ وہ جب جب روتی تو دونوں اپنیگے مگ

بیٹی کے آنسو پلکوں سے گیرنے سے پہلے ہی چن لیتے۔زریاب دوسری سمت آیا۔۔اور ایسے عرشیہ نظر آئی یہ لائبہ کے ساتھ ہی ہوتی تھی۔۔

لائبہ کہاں ہے "اپنے لائبہ کے بارے میں سوال کیا۔مجھے لگا آپ لوگوں کے ساتھ ہو گی۔۔

میں اسی کو لینے آئی تھی۔۔کہاں پر ہے لائبہ "عرشیہ کی لاعلمی "زریاب کے قدم ہلا گئی وہ پیچھے تیزی سے پلٹا۔

اس وقت حالات ایسے تھے کہ وہ بلکل نہیں چاہتا تھا کہ یہ بری خبر وہ حیدر کو

دے مگر اسکے بنا گزارا نہیں تھا وہ حیدر کے پاس

آیا اسکا شانا ہلایا۔

→

لائبہ ہاسپیٹل میں نہیں " اپنے اہستگی سے کہا اور۔۔ وہ جو۔

باپ

کے لیے

مر رہا تھا ایکدم سرخ نظروں سے اسنے زریاب

یکھا

اذان اسے لے گیا ہے زریاب کا اپنا تجزیہ تھا۔

کیونکہ وہ شخص آستین میں سانپ تھا وہ اپنے بدلے نکال رہا تھا اور حیدر کو ہر

صورت ہرانا چاہتا تھا کمال تو پکڑا گیا تھا لیکن اسنے

دوسرا حملہ کیااور وہ تھالائبہ۔۔کواٹھالینا۔۔

حیدر۔۔اسے سپاٹ نظروں سے دیکھنے لگا۔

بھائی۔۔میں بابا کے پاس ہوں۔۔کچھ نہیں ہو گا انکو لیکن ا

بھائی۔۔میں بابا کے پاس ہوں۔۔کچھ نہیں ہو گا انکو لیکن ان کو اب ختم کیے

بنا نہ لوٹنا۔"وہ دانت پیس کر بولتا اسکی بھی سرخ نظروں ے اسے دیکھ رہا تھا

ہمت بنا

جاؤ آرمیں

اگلا

،دیکھ لوں گا یہاں سب اور یقین مانیے ڈیڈ کو کچھ ہو گا۔۔"۔وہ اسکے شانے پر

ہاتھ رکھ کر بولا جبکہ حیدر لمہ وہاں روکا نہیں تھا وہ ایکدم وہاں سے بھاگا تھا اور

اسنے اپنی گن نکال کر لوڈ کر لی۔

حیدر "زیمل پیچھے سے چینی کس طرح وہ بھاگا تھا۔۔اسکے سر پر خون سوار

دکھ رہا تھا زریاب نے ان کو پکڑ لیا۔

تم پاگل ہو گئے ہو۔۔"زین اور عارض نے زریاب پر غصہسر

جھٹک

لائبہ کہاں ہے کہاں کسی کو نہیں اور شاید دنیا کو اسی پاگل پن کی ضرورت تھی

"زریاب نفرت سے بولا اور کر دروازے کی سمت دیکھنے لگا۔دوسری طرف

حیدر گاڑی میں بیٹھا۔لائبہ ہاسپیٹل میں نہیں تھی اذان لائبہ کو لے گیا تھا۔

زریاب کے الفاظ حیدر کے دل و دماغ کو۔۔ماؤف کر چکے تھے اسکا تبس نہیں

چل رہا تھا اب جو اسکے سامنے آئے وہ اسے بیچ چیر دے اسنے زوہیب کو کال

ملائی جس نے اطلاع دی کہ ۔۔کمال اسکا بیٹا اور معیز اور ارہم چار و پولیس

کسٹڈی میں ہیں لیکن

زیادہ دیر کچھ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ کمال ایک جانی مانی شخصیت ہے وہ وکیل

اپنا کرا چکا ہے۔

لے کر

حیدر نے موبائل ڈیش بورڈ پر پھینک کر مارا اور گاڑی کو موڑا۔۔اس وقت وہ

بلکل اکیلا تھا اسے پولیس والے کسی گارڈ اور کسی کی ضرورت نہیں تھی اسکی

بیوٹی کو اس سے دور جانے والے کو وہ قبر میں اتار دے گا۔۔ جنونی تھا یا گل تھا

ہاں اسکے لیے وہ ایسا ہی تھا الگ ہو گئے تھے پہلا احساس اس دن ہوا تھا کہ وہ

لائبہ محبت کرتا ہے اور دوسری بار خوف تب محسوس ہوا جب ایک بار پھر

اسکو کوئی اس سے دور کرنا چاہ رہا تھا لیکن آج کوئی خوف

وہ

بچپن

نہیں تھا آج۔۔اپنے ہاتھوں پر خون محسوس ہو رہا تھا۔اسنے ایک جھٹکے سے

گاڑی روکی۔

گن تھامے وہ۔۔لفٹ میں سوار ہوا۔

یہ جگہ آبادی سے کافی دور تھی اور۔۔اذان کا سیکینڈ اپارٹمنٹ۔۔

تھا۔

جس دن اسنے اپنی بنائی ہوئی فائلز کمال کے گھر میں دیکھی تھی اسی دن اندازا

ہو گیا تھا کہ اذان اسکے ساتھ گیم کھیل رہا ہے اور اسکے بعد حیدر نے اسے جس

طرح ہر معاملے میں اگنور کرنا شروع کیا اذان کی حرکات۔۔کم دماغی کے

باعث سامنے آنے لگی۔جس دن اسنے اسپر گولیاں چلائیں تھیں۔۔

اس دن بھی حیدر جانتا

تھا کہ یہ اذان ہی ہے اور عائشہ کو ہر چیز مہیا کرنے والا بھی اذان

ہی تھا۔

وہ سمجھ گیا تھا۔

-
-

لیکن اذان اپنے پورے دماغ کا استعمال کر رہا تھا اور وہ تو پہلے

ہی بد نام زمانہ تھا

پاگل تھااور اسکا پاگل پن آج پورا شہر دیکھنے والا تھااسنے لکڑی دروازے کے

دونوں پٹوں کے بیچ میں بھینچ کر لات ماری اور ایک لات مارنے پر ہی کنڈی

ٹوٹی اور دروازہ کچھ ترچھا سا ہو گیا۔سنے ہاتھ کے دباؤ سے دروازے کو دھکا

دیا اور اندر داخل ہوا تو اذان سے سامنا ہوا وہ سکون سے اپنے گھر میں پھر رہا تھا

لیکن اسے اس فلیٹ میں ارد گرد کوئی دیکھائی نہیں دیا۔۔اور یہ تمھار کی

حرکت ہے حیدر اذان بھڑک کر بولا۔گھر ہے مجھے لگا میرے دشمن

میرے دسمن کا ہے سوری یار۔

یہ

دروازہ ہی تو تھا

وہ شانے آچکاتا صوفے پر پھیل کر بیٹھ گیا۔ یہاں کیوں آئے ہو "اذان غصے

سے بولا۔۔ وہ جانتا تھا وہ یہاں آئے گا تبھی اسنے ایسا کوئی ریسپونس نہیں دیا

کہ وہ اسپر شک

ہم اچھا سوال ہے کیا تم نے نیوز نہیں دیکھی "حیدر پوچھنے لگاہ

ہاں دیکھ لی اچھی بات ہے کمال مل گیا اب تم ٹکا کر اس سے بدلا نو گے کیونکہ

تم تو اپنے دشمن خود بنانے میں ماہر ہو "اذان سکون مسکرانا

ہاں ٹھیک کہہ رہے ہو مگر یہ بھول گئے ہو مجھ سے ٹکرانے والے ذلیل وخوار

ہی ہوتے ہیں تمھیں یاد نہیں تم نے کس طرح تھپڑ کھائے تھے۔۔ سوری

برو۔۔ بس یاد دلا رہا ہوں " وہ ہنسا اور اذان کے چہرے کے رنگ پھیکے پڑ

گئے۔

مجھے

یہ یاد دلانے کی ضرورت نہیں" وہ نفرت سے اسکی جانب

دیکھنے لگا۔

اچھا تو یہ یاد کر لو کہ میرے مقابل ہر کیس کیسے تم ہار جاتے تھے اور اسکے بعد

بیچارہ چھوٹے بچوں کیطرح روتا تھا" حیدر کھل کر ہنستا اپنی جگہ سے اٹھ کر

ادھر ادھر چلنے لگا۔۔اذان نے مٹھیاں بھینچ لیں۔

پتہ کیا تمھیں ایک بات بتاتا ہوں میرا باپ میری جان ہے اسے کچھ ہو گیا تو۔

۔پورے شہر کو جلا کر رکھ کر دوں گا۔یہ سوچو جو جو شخص اپنے کے لیے کر

سکتا ہے وہ معشوقہ کے لیے کیا کر سکتا اور خاص کر جب وہ لڑکی۔اسکی بیوی

بیوی ہو تو تو ایسے انسان انسان سے تو خوف کھانا چاہیے۔

ہے

لیکن۔۔ معلوم نہیں یہ بات میری لوگ سمجھتے کیوں تمہیں اپنے غصے سے

فانوس پر فائرنگ کردی۔

حیدر"۔اذان دھاڑا۔

سے ہو گیا پیسے لے لینا اٹس آل اوکے

اوپس سوری یار۔۔ سکی۔وہ اسکا شانا تھپتھپا کر مسکرایا اور پھر سے صوفے پر

بیٹھ گیا کیا ہو گیا کھڑے کیوں ہو بیٹھ جاؤ۔۔ سکون سے ہم دونوں باتیں کریں

گے لمبی گپ لگائیں گے بڑی فرصت ہے میرے پاس۔ سیگریٹ کا ڈبہ نکال

کر۔۔اس میں سے

مسکرا دیا اور سیگریٹ نکالا اور سیگریٹ پھونکنے لگا جبکہ ڈبہ اذان پر اچھال دیا۔

بھی پیو" وہ کہنے لگا۔

اذان سموکینگ نیں کرتا تھا حیدر جانتا تھا۔حیدر ہنس دیا۔

وہ مرد ہی نہیں جو دھوئیں میں خود کو جلائے نہ-جو راکھ نہ

بنے۔۔اسے مرد مرد نہیں(۔۔

کہتے ہیں "وہ آنکھ دبا کر

بولا جبکہ اذان غصے سے اسکا گریبان جکڑ گیا۔کیا بکواس کیے جارہے ہو تم

میرے گھر

سے و

دفع ہو جاؤ تمھارا اور

میرا کوئی تعلق نہیں ہے اذان کی برداشت جواب دے گئی

تھی

آآآ" وہ سکون سے اسکے ہاتھ ہٹانے لگا۔اذان اس سے ایسے رویے کی توقع

میں نے لگایا تھا نہیں۔

کر

رہا

اسے لگ رہا تھا وہ پاگلوں کی طرح لائبہ کو ڈھونڈے گا مگر لائبہ کو ڈھونڈنے

کے بجائے وہ سکون سے ہنس رہا تھا قہقہے لگا رہا تھا جبکہ اسکا باپ زندگی اور

موت کے بیچ لڑ رہا تھا وہ آج تک حیدر کی سائیکی سمجھ نہیں سکا تھا کہ ڈپریشن

ٹنشن میں کون اسطرح بیہیو

کرتا تھا جب اچھے اچھو کے چھکے چھوٹ جائیں اور اسے یہ ہی بات سمجھ نہیں

آئی کہ یہ اسکی سمار نہیں تھی اسکے شانے پر لگا ایک پھول تھا۔۔ تمغا تھا اسکی

پرسنلٹی کا کانفیڈنس جس کی وجہ سے عدالت میں کھڑے ہو کر وہ اپنے سے

آگے کسی کو نکلنے نہیں دیتا تھا۔ اور اذان ہمیشہ دوسرے نمبر پر ہی رہ گیا۔۔

ابھی تو بات شروع ہوئی ہے تعلقات کیسے ختم ہو جائیں گے۔

دھیرے دھیرے چلو میں نے کہا نہ۔ میرے پاس بہت فرصت

وہ۔ مسکرا کر بیٹھ گیا۔

حیدر دفع ہو جاؤ یہاں سے پولیس کو بلالوں گا میں حیدر نے پاؤں جھلاتے

سیگریٹ کو دو انگلیوں میں قید کر کے لبوں سے جدا کر دیا

بچے ہو تم ابھی" وہ نفی میں سر ہلاتا اپنی لوڈ گن سے اذان کی ٹانگ کا نشانہ بنا چکا

تھا۔

گولی کی آواز اس فلیٹ میں گونجی لیکن چونکہ یہ فلیٹ آبادی۔دور تھا بھی

حیدر کو کوئی خاص پرواہ نہیں

تھی اور اگر آبادی میں

بھی ہوتا تب بھی وہ پرواہ نہ کرتا۔

حیدر"۔اذان چیخا۔

ہاں بولو حیدر۔ حیدر بس یہ ہی الفاظ مار

الفاظ بار بار پولو.

حیدر

جھے

اجاناچا۔

تھاکہ

تضی کیاہے۔

تھیں۔

حیدر مر

تمھیں

چاہیے

کے نام کا مطلب سمجھا ہے کبھی تم نے "وہ اسکی

گردن دبوچتا غرایا خونخوار۔۔۔۔۔

شیر

نہیں لگتا کہ میرے باپ نے میرے باپ نے میرا نام بڑی چن کر رکھا۔

مجھے تو یہ لگتا ہے کہ نام سے ہی لوگوں کو میری شناخت

ہو جانی چاہیے پھر بھی لوگ میرے ساتھ دشمنی لگاتے ہیں چہ چہ

وہ افسوس سے سر ہلانے لگا۔

تم کچھ بھی کر لو میں تمھیں نہیں بتاؤ گا لائبہ کہاں ہے "اذان سارا کھیل سمجھتے

ہنسنے لگا جبکہ حیدر بھی ہنس دیا۔۔

میں نے تو تم سے پوچھا بھی نہیں اپنی بیوی کے بارے میں۔" وہ بندوق اسکی

کنپٹی پر رکھتا بولا سے

اذان آنکھیں پھاڑے حیدر کو دیکھنے لگا۔ بووووم "وہ ہنس دیا۔

کیاہواجان نکل گئی۔

اسنے اسکے بال جکڑے اور اسے کھڑا کیا

چکے

تیری بیوی میرے قبضے میں ہے حیدر اور وہ مر جائے گی مگر آزاد کبھی نہیں ہو

گی "اذان ہنسنے لگا تھا حیدر نے اسکے دونوں بازوں پر فائرنگ کر دی یہاں تک

کے اسکے دونوں ہاتھ مفلوج ہو تھے۔ کہ اذان کی چیخیں پورے فلیٹ میں

گونجنے لگیں تھیں۔۔ حیدر نے اسے سکون سے پیچھے دھکیلا وہ صوفے پر جا

کر گیرہ اور اس فلیٹ کو ایک نظر دیکھنے لگا۔

اسکا دماغ اسے الرٹ کر رہا تھا کہ لائبہ کمال کے سورس پر اذان اچھل

یہیں ہے۔۔

سکتا

اذان کے پاس ان دو

گھروں کے علاوہ ایسی کوئی جگہ نہیں تھی جہاں وہ لائبہ

لے کر

جاتا۔

-
-

وہ ہر کمرے کا دروازہ کھولنے لگا اور اس جگہ کے تمام کمروں

کے دروازے کھول کر چیک کر لیے مگر لائبہ کہیں نہیں تھی

جبکہ اذان

ہنسنے لگا۔۔

جبکہ تکلیف کی شدت سے اسکی آنکھوں سے جلد ہی آنسوں بہنے لگے تھے

حیدر نے اسے بلکل اگنور کر دیا جیسے اسکے علاوہ وہاں کوئی نہ ہو اور وہ اذان کے

بیڈ روم میں اگیا۔.

اسنے ایک ایک دیوار کو چھو کر دیکھا اور ہر دیوار دیکھنے کے بعد اسکا تجزیہ غلط

ثابت ہونے لگا اور جس جس طرح وقت گزر رہا تھا ہر اسکا دماغ کھٹنے کو تھا اور

بس یہ کثر رہ گئی تھی وہ اذان کے سنے

میں گولیاں آر پار کر دے۔ گزرنے کو باہر نکلتا کہ رک گیا ایکدم

رگ واور اس فرش کو چیک کرنے لگا وہ جگہ بچ رہی لے گھر میں کوئی بیسمنٹ

ٹائیپ روم بھی تھا۔

ـ

دہ

حیدر نے اس فرش فرش پر مکے مارے تو وہ دروازہ نما چیز ایک جگہ سے اوپر کو

اٹھ گئی اور حیدر نے وہ دروازہ کھول دیا وہاں سیڑھیاں تھیں جو نیچے جا رہیں

تھیں وہ ان سیڑھیوں پر سے جلدی سے اترا تو سامنے ہی کرسی پر ہاتھ بندھے

منہ وہ۔۔ بھی رو رو کر اپنی آنکھیں سوجھا چکی تھی۔

ے تو تمھارے ساتھ کبھی ہائیڈ اینڈ

تی نہیں کھیلا پھر تمھیں یہ بے کار شوق کیوں چڑھا ماتھے پر بل ڈالے وہ اسکے

ہاتھ سینے پر باندھ کر کھڑا ہو گیا۔ جبکہ حیدر سیکھے چتون سے چتون سے

اسے دیکھنے لگا۔

جو۔ حیدر کو سامنے دیکھ کر خدا کا جتنا شکر ادا کرتی کم تھا۔ تم نے مجھے بے حد

تھکا دیا ہے وہ غصہ کرنے لگا۔ جھٹکنے لگی کہ اسکا منہ تو وہ کھولے۔

جبکہ لائبہ۔۔

ویسے ایسے زیادہ اچھی لگ رہی ہو تمھاری زبان ویسے بھی کھینچی کی طرح چلتی

ہے میرے آگے چپ ہی رہو تم"۔ وہ اسکے ہاتھ کھولنے لگا جبکہ۔

لائبہ نے خود ہی ہاتھ کھول کر۔

اپنے ہوں پر سے ٹیپ اتار لی اور جلدی سے اسکے سینے سے جو لبوں ڈر گئے

تھے حیدر ہمیں لگا اب ہم مر جائیں گے آپ سے کبھی بھی نہیں پائیں گے مل

نہیں پائیں گے ہم آپ سے نہیں چھپ سکتے ہم بھی نہیں نہیں سکتے۔" وہ

بری طرح روتی اسکے سینے سے لگی۔۔بول

اور جا

چھپ

رہی تھی۔

ہمیں تھپڑ مارے ہیں اس آدمی نے" وہ اپنا گال دکھاتی اسکو شکایت لگانے لگی

جبکہ حیدر۔۔نے اسکے گال کو اپنے بھاری ہاتھ

سہلایا

ڈیڈ کو گولیاں لگیں ہیں۔حیدر۔۔کی فکر ختم کہاں ہوئی تھی

پھیل گئیں۔

لائبہ کی آنکھیں۔کب" وہ حیرانگی سے بولی لمبی کہانی ہے جب اپنے بچوں کو

سناؤ گا تم بھی سن لینا چلو اب

"!-

وہ کہہ کر اسے لیے اوپر ا گیا جبکہ ۔۔ جیسے ہی وہ لاونج میں آیا۔ وہاں کے حالات دیکھ کر لائبہ کی چیخیں نکل گی۔ جبکہ حیدر کو اسکی چیخوں کی پرواہ نہیں تھی اذان بے دم ہو چکا تھا اسی کے خون سے اسکے صوفے رنگے جا چکے تھے حیدر وہ مر جائیں گے"۔۔

لائبہ ہمدردی کا دوسرا نام اسکی جانب بڑھتی کہ حیدر کی گھوری نے اسے کپکپا دیا وہ چاہ کر بھی اذان کو ریسکیو نہ کر سکی جس کو ٹریٹمنٹ نہ ملتی تو وہ یقیناً تڑپ تڑپ کر مر جاتا۔

حیدر

-
-

پلیز ہیلپ کرنے دیں۔ کرنے دیں۔۔ وہ مر جائیں گے " لائبہ

کو رونا

آنے لگا۔

یہ کہانی تاریخ میں سنہری لفظوں سے لکھی جائے گی۔. شوہر مار دھاڑ کرتا ہے

اور بیوی مسیحائی کرتی ہے۔۔

سکلز

میرے باپ

کے لیے اٹھا کر

ڈاکٹر اپنا مینہ بند کرواور اپنے رکھوا بھی تمھارے منہ سے کوئی لفظ نکلا تو نہیں

پھینک کر چلا جاؤ گا ویسے ہی میرا دماغ ٹھیک نہیں

وہ بھڑکا لائبہ لب دبا گی۔ مگر وہ

وہ پھنکارہ۔

اور وہ پھر کچھ نہ کہہ سکی مگر اذان کو لے کر اسے دل و دماغ میں جو ہمدردی

تھی۔۔اس وقت اسکا کوئی ثانی نہیں تھا۔

وہ اسے لیے ہاسپٹل میں داخل ہوا۔

تو وہاں ملنے والی خوشی اسکے لیے اصل خوشی تھی۔۔زریاب اسکے گلے لگ گیا

تھا۔

-

-

ڈیڈ کا آپریٹ ہو گیا ہے بھائی وہ اب خطر سے باہر ہیں"۔

وہ جوش سے بولا اور حیدر کو لگا زندگی پر پڑنے والا سارا بوجھ اتر

گیا ہو۔لائبہ سمیت وہاں موجود ایک ایک شخص مسکرا رہا تھا جبکہ حیدر اچانک

ہی چیئر پر ڈھے گیا کھیرے سانس بھرنے۔۔سالار کو کچھ ہو جاتا وہ کیسے

زندگی گزارتا زیمل نے اسکی پیشانی چوم لی۔یو آر آبیسٹ سن۔"وہ بھیگے لہجے

میں بولی۔میرا بیٹا بیسٹ ہے۔"وہ۔۔اسکی پینے سے بھیگی پیشانی کو اپنے

دوپٹے سے صاف کرنے لگی

شاید شوہر کے بعد عورت کی پہلی محبت۔بڑا بیٹا ہوتا ہے۔۔اور یہاں بھی کچھ

ایسا ہی تھا کہ سالار کے خطرے سے باہر آنے

کی خبر سے تسلی میں آتے ہی زیمل کو بیٹے کی فکر ہو چکی تھی۔حیدر زیمل کو

دیکھنے لگا۔

یہ آپکو لگتا ہے اور کسی کو نہیں۔"وہ آہستگی سے بولا یہ پوری دنیا جانتی ہے۔

"۔وہ اسکی پیشانی چوم

نہیں حیدر۔

سا مسکرا دیں اور حیدر پہلی بار انکی آغوش میں چھپ گیا یہ دوسری بار تھا جب

وہ خوف سے کانپ اٹھا تھا کہ سالار ہو جاتا تو۔

ہلکا

وہاں سے کوئی گھر نہیں گیا تھا اور حیدر صاحب پر ڈاکٹر کامران کا

زلزلہ اترنے کو بے تاب تھا اور وہ لائبہ کو ہر گزرتے گھنٹے کے

ساتھ جھاڑ رہے تھے

وہ شرمندہ سی وہ پیشنٹ کے روم میں کھس گیا تھا اور اسکے بیڈ پر سو چکا تھا اور۔

روم لاک کر دیا تھا۔

پیشنٹ کے لیے فورا دوسرا روم ارینج کر کے اسے وہاں شفٹ تو کر دیا تھا مگر

حیدر۔۔ کی اس حرکت نے ڈاکٹر کامران کو تیا دیا تھا جبکہ۔۔ باقی سب بھی

شرمندہ ہی تھے سالار پورے آٹھ گھنٹے بعد ہوش میں آیا تھا سب اس سے

ملے تھے۔۔ جبکہ زیمل بے حد روی تھی۔

نقاہت کے باعث فلحال کچھ بول

یا رہا

وہ بولا بھی تو پہلا سوال حیدر کے متعلق تھا۔زریاب نے جھک کر باپ کو

ساری شکایت لگادی سالار نے زریاب کی جانب دیکھا

جبکہ وہ شانے آچکا گیا۔۔

اب ہم کچھ نہیں کر سکتے یہ بھائی کو تھپڑ وغیرہ لگانے والا کام آپکا ہے تو جلدی

سے بیڈ چھوڑیں اور ریڈی ہو جائیں پھر سے کیونکہ بھائی آپکا خون پینا نہیں

چھوڑ سکتا۔

||

وہ سکون سے بول رہا تھا سالار اسکی اس حرکت پر نہ چاہتے

ہوئے بھی مسکرا دیا تھا جبکہ زیمل کو پہلی بار غصہ آیا تھا وہ

بچی کے شرمندہ شرمندہ پھر رہی ہے اور سالار آپ اسکی

حرکت پر مسکرا رہے ہیں کتنی ڈانٹ پڑی ہے لائبہ کو ڈاکٹر کامران زیمل بولی

اور اسے گھورنے لگی جبکہ سالار نے۔۔آنکھیں بند کر لیں۔۔

میں جب شکایت کرتی ہوں یہ ہی ریسپونس ہوتا ہے زیمل غصے سے کہہ کر اٹھ گئی۔۔

60-

تمھاری ماں میرا خیال پیشنٹ بیڈ پر بھی نہیں کرے گی۔۔

ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں بولا جبکہ زریاب ہنس دیا۔ عارض زین رمشہ اور کبیر ۔۔ آیت نیناں وہ سب ہی زریاب بھی اسے دوبارہ آنکھیں بند کرتے دیکھ باہر نکل آیا تھا تھے۔

اور باہر حیدر کے اٹھنے کا ویٹ ہو رہا تھا۔

تقریبارات کے دس بج رہے تھے ان سب کو ڈاکٹر کامران نے جانے کا کہہ دیا تھا کہ آئی سی یو کے باہر اتنا رش نہیں برداشت ہو سکتا تھا تبھی وہ سب تو چلے گئے۔۔

پیچھے زریاب زیمل اور حیدر اور لائبہ تھے روشانے نے بھی رہنا چاہا تھا مگر

اسے شدید بخار چڑھ چکا تھا۔

اور زریاب نے ہی اسے وہاں سے گھر جانے کے لیے کہہ دیا تھا وہ دس بجے

اٹھا تو ایسا لگا یورے دن کی تھکان اتر گئی ہو۔۔

لیکن نیند تو اب بھی آ رہی رہی تھی۔

وہ اٹھ کر دروازہ کھول کر باہر نکلا اور ایسے انگڑائی لی جیسے برسوں کا تھکا ہارا تھا

اور سامنے ہی ڈاکٹر کامران کو دیکھ منے ہی ڈاکٹر کامران کو دیکھ کر اسنے اپنے

بازوں انسانوں کی طرح نیچے کیے اور منہ بھی بند کیا جبکہ وہ اسے خونخوار

نظروں سے دیکھ تھے پیچھے سی کھڑی لائبہ بھی

اسے ہی دیکھ رہی

ہو گئی داماد صاحب نیند پوری۔۔ یہ ہاسپٹل تو نہیں آپکا سسرال ہے جب

چاہیں یہاں آئیں آپ جب چاہیں یہاں جو مرضی کریں سارے کمرے۔

آپکے ہیں۔۔یہ ہیں کے لیے بیڈ نہیں ہیں آپکے لیے سپیشل بیڈ لگوائے گئے

ہیں۔۔جائے پانی جائے پانی چاہیے تو

میں سر و کرتا ہوں "ڈاکٹر کامران دانت پیس نہیں کر لفظ بول رہے تھے

جبکہ وہ ترچھی نظروں سے لائبہ کو اور اپنا رو کے کھڑے زریاب کو دیکھنے لگا۔

نہیں بس اتنی خاطر مدارت کافی ہے سر جی باقی سب۔۔سب۔۔میں اپنی

بیوی سے کرالوں گا۔

شیٹ آپ "ڈاکٹر کامران دھاڑے جبکہ وہ زبان دیا گیا۔یہ ہاسپیٹل ہے اور

اسے ہاسپیٹل ہی سمجھا کرو" وہ انگلی اٹھا کر اسے ٹوکتے ہوئے بولے۔۔

جبکہ وہ ادھر ادھر دیکھنے لگا۔۔

حیدر "لائبہ نے ٹوکا کہ ڈاکٹر کامران بات کر رہے تھے اور وہ کبھی

حواسی لیتا تو بھی ادھر دیکھتا تو بھی ڈاکٹر کامران نے مٹھیاں بھینچ لیں۔

اسے اس ہاسپیٹل تو

دو گیارہ کرو ورنہ ہ کرو ورنہ۔۔ تمھیں نکال دوں گا میں " وہ لائبہ کو گھور کر

بولے جبکہ۔۔ لائبہ سوری سر کہہ کر سر جھکا گئی۔

گئے جبکہ۔

اور ڈاکٹر کامران اسکو غصے سے دیکھ کر۔ حیدر نے سر جھٹک اسکی پشت

دیکھی۔ یہ بڑھیا شوخیاں مار رہا ہے تم گھبراؤ نہیں جب تک میں زندہ ہوں

اب تمھیں اس ہاسپیٹل سے کوئی نہیں نکال سکتا۔۔ ویسے ہنی سر کے ہاتھ کی

چائے پینے میں کوئی مضائقہ نہیں مزاہ آئے گا البتہ

وہ آنکھ دبا کر آنکھوں میں اگلا ٹارگٹ ڈاکٹر کامران کو قید کیے مزے سے بولا

جبکہ۔۔

زریاب اور لائبہ ایک ساتھ چیخے بس کرو حیدر۔۔۔

اور وہ لاپرواہی سے شانے اچکا گیا جیسے جو وہ چاہتا ہو وہ تو کر کے

جاری ہے

episode 50

پینٹ کی جیبوں میں ہاتھ ڈالے وہ سکون سے کھڑا۔ سیگریٹ منہ میں دبائے۔۔ کمال کو دیکھ رہا تھا ۔

جو کہ سلاخوں کو جکڑے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

سر

انٹر سٹینگ "۔ حیدر نے سیگریٹ کو لبوں نکالا اور سکون سے دھواں فضا میں

چھوڑ کر وہ اسے دیکھتے ہوئے بولا

میں

تمھیں زندہ نہیں چھوڑوں گا "کمال چبا چبا کر بولا

مسکرایا۔

تم زندہ بچو گے تو تم مجھے زندہ چھوڑو گے۔" وہ مسکرا معلوم نہیں تمھارے

کھانے میں کب زہر ملا دیا جائے یہ پھر کب تمھارے

ساتھ کیا کر دیا جائے تم سمجھتے کیوں نہیں ہو یار۔۔" ۔وہ۔" ۔وہ جیسے زچ سا

ہوتا بولا تھا۔

مسکراہٹ لبوں کو چھوڑ نہیں رہی تھی۔۔ہی بات کمال کو تپا رہی

تھی۔

تم میرے ساتھ کچھ نہیں کر سکتے میں یہاں سے بہت جلد نکلو گا اور یہ بات"

وہ انگلی اٹھا کر بولا۔

یہ بات میں تمھیں ثابت کروں گا"

اسنے کہا جبکہ حیدر نے بڑے مشتاق سے دھواں ناک کے نتھنوں سے آزاد

کیااور مسکرادیا

ازکم تمھیں اتناتو پتہ ہوناچاہیے کہ اس اس وقت پاکستان۔ میں میرا مقابلہ

کرنے والا پیدا نہیں ہواہاں اگر تم مجھے ہائیر کرناچاہتے وہ تو میں ضرور تمھارا

کیس لڑوکا بس نہیں تھیں ارب کاانتظام کرلو۔ وہ ہنس دیااور شانے اچکا گیا۔

تم سوچ نہیں سکتے یار تھیں یہاں دیکھ کر میرادل کتناخوش ہے اب تم جگہ پر

آئے ہو۔"۔ وہ سلاخ میں سے ہاتھ اندر ڈالتا مسکراکر اسکا شانہ تھتھا گیا جبکہ

کمال نے اسکاہاتھ جھٹک دیا۔ اور حیدر ہنس دیا۔ ب اسنے سنے سنجیدگی سے۔۔

کمال کی جانب دیکھا کمال نے بھی اسکی طرف دیکھا

تمھیں میرے باپ کو لگی میں نہیں لاناچاہیے تھا۔" وہ بے حد سنجیدہ پیچ

اوراسنے سکون سے بقیہ سیگریٹ کولبوں میں دبایااور کمر پر بندھے گن ہولڈر

سے گن نکال کراسنے۔۔ اسکی میگزین چیک کی جس میں ایک ہی گولی تھی اور

اسکے بعد اسنے گن لوڈ کی کمال اسکی حرکات وسکنات دیکھ رہا

تمھیں

تمھارے لئے تو یہ اچھا ہی تھا۔۔۔اچھا تھا سالا رمر جاتا ویسے کون سا کبھی کوئی خوشی دی ہے۔۔ مجھ سے ہاتھ ملالوا بھی بھی وقت ہے فائدے میں رہو گے

اسنے

کمال نے سلاخوں کو جکڑا اور حیدر کچھ اپنی بات میں الجھانے کی پوری کوشش کی

وائے ناٹ"

تم اتنا سوچ سکتے ہو آخر کو میری پوری زندگی پر بائیو گرافی جو تیار کرلی ہے تم نے مگر اس کے بیچ میں ایک مسلہ ہے بس

||

مجھے بتاؤں حل کروں گا۔ " کمال کو وہ قائل ہوتا دیکھا ۔ میں نے کہا نہ تمھیں ڈیڈ پر حملہ نہیں کرنا چاہیے تھا باقی کوئی بات نہیں تمھارا اٹھ ہاتھ ملا۔۔ کر مجھے نقصان نہیں تھا میں یہ ہاتھ ضرور ملاتا" ۔

اپنے اسکا آگے بڑھا ہاتھ تھام لیا لیکن اب اسی ہاتھ نے میرے باپ پر گولیاں چلائیں ہیں۔

||

اپنے ہاتھ پر گرفت سخت کی۔

کمال کو کچھ بہت برے کا احساس ہونے لگا۔اور میں اس ہاتھ کے ٹکڑے کر دوں پر میرا حق ہے"۔۔

اور اسنے ہاتھ سیدھا کیا۔۔اور۔۔ کن اور۔۔ کن اسپرتان لی نہیں حیدر "کمال نے اپنا ہاتھ چھڑانا چاہا مگر حیدر کی گرفت نے اسے ایسا کرنے نہیں دیا

نہیں تم ایسا نہیں کر سکتے میرے ساتھ

تمھیں یاد ہے برسوں پہلے ایک ایکسیڈنٹ میں تم نے ایک بے قصور انسان کو

مار دیا۔۔ تھا۔۔

تمھاری وجہ سے میری۔۔ میری لائبہ کی اور۔۔ شاید میرے ڈیڈ کی زندگی

بدل گئی۔۔

وہ اس حادثے کے بعد اتنے تلخ ہو گئے کہ شاید وہ والا سالار مرتضی مر ہی گیا

کہیں تم نے اس کو مارا تھا جن میں انکی جان بستی تھی میرے باپ۔، کے

چہرے سے مسکراہٹ اور میری محبت کے سر سے سایہ کھینچنے کی سزا کے

حقدار ہو تم۔

کمال۔۔۔ وہ بے حد سنجیدہ تھا انگلی ٹریگر پر چلی گئی۔

وہ

نہیں نہیں میں میں معافی مانگتا ہوں تم سے۔۔میں سچ کہہ رہا ہوں میں سالار سے بھی مانگوں گا۔"۔۔

اسکی انگلی ٹریگر پر دیکھتا جلدی جلدی شاید جان بچانے کے لیے بول رہا تھا۔

تمھاری معافی سے میری زندگی کے بدترین سال لوٹ کر نہیں اسکتے تمھیں اس دنیا جانا ہو گا یار تمھاری ضرورت نہیں ہے اب کسی کو چلو شاباش آنکھوں بند کرو اور جو تمھیں درود آتا ہے پڑھ لو۔۔۔

||

سے ہی اسے پڑھنے کا اشارہ کیا مگر کمال دوسرے ہاتھ سے بھی اسکے ہاتھ تھام گیا حیدر کو اسکے ہاتھ کی لرزش اپنے ہاتھ میں محسوس ہو

ہی تھی۔

حیدر مجھے چھوڑ دو کوئی ہے۔۔ کوئی ہے یہاں مجھے بچاؤ کوئی ہے"۔ کمال حیدر

اسے دیکھتا رہا اور اسکے بعد اسکی گن سے ایک گولی دیر اور کمال کی کھوپڑی میں

سوراخ کر گئی۔

چینجا چلایا

کچھ دیکھی

پھٹ ہی گئیں

سارا شور ختم ہو گیا اسکا ہاتھ ہاتھ سے چھوٹ گیا اور آنکھیں پھٹ ہی وہ یوں

ہی زمین پر جا کر گیرا۔۔

تمھارا سامنا حیدر مرتضی

سے تھا جو اپنوں کے لیے۔۔ جان کو بھی سستا کر تو تمھاری جان تو میری جوتی

کی نوک پر۔ جھٹک کر وہ بڑے سکون سے باہر

نکالا تھا۔

اوراسنے زوہیب کی جانب دیکھا۔

دوسری پارٹی کالیڈر اثر وسوچ میں تھاحیدر پہلے ہی اسکے ساتھ۔۔اٹیچ تھا۔

۔کمال کو جہاں وہ ختم کرناچاہتے تھے وہاں حیدر بھی کرناچاہتا

دونوں کاکام آسان ہو گیااور کسی کو کوئی خبر نہ ہوئی۔ خبر نہ ہوئی۔۔ حیدر

وہاں سے باہر نکل گیا۔

جبکہ۔۔زوہیب نے اپنے سپاہیوں سے۔۔وہاں سے کمال کی لاش نکلوالی

وہ۔

سالارہاسپیٹل سے گھر لوٹ آیاتھااوراسکے گھر لوٹ کر آنے پر۔خوش تھے

سب اسکاکافی خیال رکھ رہے تھے تبھی بہت جلد صحت یاب ہو رہا تھا۔

ہے

ہے ڈیڈ شادی کرنی ہے مجھے اور کتنے عرصے میری شادی لٹکا کر رکھنی آپ

نے" وہ لائبہ کاہاتھ جکڑ کر کمرے میں لایااور جھجھلا کر بول ابھی وہ گھر میں

داخل رہا تھا لائبہ کچن میں گھڑی آیت کے ساتھ سب کے لیے چائے بنا رہی تھی اور وہ اشاروں میں اسے کہہ رہا تھا کہ وہ باہر آئے مگر لائبہ۔۔آیت کی وجہ سے گھبرا کر نفی کر گئی۔

اور حیدر بنا لحاظ کے کچن میں گھسا اور اسنے اسکا ہاتھ پکڑا اور آیت کے سامنے ہی اسے وہاں سے گھسیٹتا ہوا لے گیا۔

تھا

جبکہ آیت ہنس کر نفی میں سر ہلانے لگی اور دوسری طرف لائبہ کا چہرہ پھیکا پڑ گیا۔۔اور سالار کے سامنے پہنچ کر تو اور بھی وہ پھیکا چہرہ ہو چکا میں نے کب منع کیا ہے تمھیں کرو شادی". سالار نے زیمل سے۔جوس کا گلاس تھاما۔ ہاں تو آپ بستر چھوڑیں گے تو شادی کروں گا۔" وہ تپ آود بد تہذیب باپ کھٹک رہا ہے اب۔وہ بگڑ کر بولا ڈیڈ کم از کم اب تو نہ ہی لڑیں آپ آپ مجھ مجھے شادی کرنی ہے

کربولا

وہ بھی ترنٹ بس "وہ ماتھے پر تیوری ڈالے صوفے پر بیٹھ گیا.

ٹھیک ہے میں نے تمھیں پہلے بھی کہا تھا کہ لائبہ پر ہے یہ

فیصلہ بتاؤ بیٹا اس بد دماغ خر آدمی کے ساتھ ساری زندگی گزار

لو گی "وہ جوس پیتے سکون سے پوچھ رہا تھا جبکہ حیدر نے ماں

کو دیکھا کہ۔۔ انکے شوہر کا کرنٹ اب بھی نہیں نکلا تھا ۔ جس

پر زیمل بھی دیا گئ۔۔

لائبہ کی

کی جانب اب دیکھ رہے تھے

اٹس اوکے بیٹا اگر تم ابھی شادی نہیں کرنا چاہتی توانس نارمل ٹائم کو۔

اور میں اسکے باپ کا ملازم ہوں جیسے۔ " ۔ وہ بگڑ کر کھڑا ہوا

۔

میں بتاتا ہوں تمھیں تم کس کے باپ کے ملازم ہو" سالار نے جھک کر

چپل اٹھائی۔

ڈیڈ خدا کی قسم میری کوئی عزت ہے تھوڑا تو لحاظ کرا کریں میرا" وہ پاؤں سیخ

کر بولا جبکہ زیمل بیٹے کے سامنے آگئی۔

بتاؤ لائبہ ابھی نہیں کرنی تم نے رخصتی" زیمل نے ہی اسکے شانے پر ہاتھ

رکھا جو حواس باختہ وہ ہم"۔۔

تھی۔۔

حیدر آئی بروآچکا کر اسے دیکھ رہا تھا کہ ۔۔اگر آج بھی اپنے انکار کیا تو

چپیڑوں سے منہ سجادے گا اسکا وہ۔۔

ھراؤ نہیں بتاؤ مجھے جو تمھارا فیصلہ ہو گا وہ ہی ہم لوگوں کا فیصلہ ہو گا

میرا تو بلکل نہیں ہو گا " حیدر کلس کر بولا اور بن پانی کی مچھلی بن جاؤ۔" ۔

خود تو شادی کر کے عیاشی کر لی سکون میری ہی شادی سے تکلیف ہے" وہ باپ کو دیکھنے لگا۔

میرا باپ ہوتا تو اتنی زبان درازی پر میری زبان کھینچ لیتا" وہ گھور کر بولا۔

میرا باپ ابھی کھڑا نہیں ہو سکتا اپچلی "حیدر نے دانت دیکھائے۔۔

ہم تیار ہیں "لائبہ اس جھگڑے کو ختم کرتی بلا آخر تیزی سے بولی۔۔

جس پر سب ایکدم اسکی جانب دیکھنے لگے

یہ میں کیا سن رہا ہوں لائبہ کے منہ میں اتنی زبان "زریاب اسی وقت۔۔

کمرے میں داخل ہوا تھا

ویسے لائبہ یہ کافی بے شرمی تھی منہ پھاڑ کر کہہ دینا میں شادی کے لیے تیار

ہو کیوں بڑے بابا".

روشانے کہتے ہوئے سالار کے پاس بیڈ پر بیٹھ گئی جبکہ سالار اسکو نارمل دیکھ

کر مسکرا دیا تھا۔

اسکا دل بڑا تھا کہ اسنے ان ان سب کو معاف کر دیا تھا۔

ہم نے کچھ غلط کہا ہے "نہیں میری جان یہ سب جل رہے ہیں

وہ تو رونے والی ہو گئی۔۔

۔حیدر نے اسکے شانوں پر

ہاتھ پھیلائے پھیلائے اور ان کو دیکھا.

استغفر اللہ حیدر بھائی کسی کا خیال کریں

روشانے نے آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا۔۔ جبکہ زریاب اسکے ڈرامے پر ہنسنے لگا

ان سے کی جاتی ہے جو ایسے کرتوت نہ کر چکے ہوں" وہ بھڑکتا بولا

اور۔۔روشانے کی سیٹی گم ہو گئی۔

لائبہ البتہ ذرا کھسک کر اسکے بازو سے نکلتی باہر بھاگ گئی۔۔

اور حیدر

مسکرا

میں ذرا اسے دیکھ کر آتا ہوں" حیدر اسکے پیچھے جانے لگا کہ روشانے ایکدم

اسکے سامنے سامنے کھڑی ہو

اب پردہ ہے آپکا اور لائبہ کا دور سے بھی دیکھا نہ تو پھر دیکھنا" وہ اسے وارن

کرتی خود بھی لائبہ کے پیچھے بھاگی۔

تیری روشی کی گردن دبادوں گا میں اگر اسنے ایسا سوچا بھی تو" حیدر نے زریاب کو وارن کیا۔

ایسا ہی ہو گا۔۔اور میں ساتھ ہوں اسکے "سالار نے سکون سے کہا۔

ایسا سے کہا۔ ہی ہو گا۔۔ اور میں ساتھ ہوں اسلے " سالار نے سلون - آپ تو دشمنوں کی فہرست میں پہلے نمبر پر ہیں اپنی ویز ایک اچھی خبر ہے منہ سے بتاؤ یہ ویڈیو دیکھو " اپنے سالار سالار سے پوچھا ۔ سالار سنجیدگی سے اسکی جانب دیکھنے لگا۔" اسے نہ منہ سے بتانے کی ضرورت تھی نہ ہی ویڈیو دیکھنے کی کمال کو مار دیا تم نے "سالار کے سوال پر زیمل دل تھام گئی اور زریاب بھی حیرانگی۔سے اسے دیکھنے لگا۔

ہاں مار دیا۔۔ حیدر نے سکون سے جواب دیا اسکی ضرورت دنیا میں ختم ہو گئی تھی،وہ نفرت سے سر جھٹک

جبکہ سالار نے ایک پل کے لیے آنکھوں کو زور سے بند کیا اور جب کھولا

تو۔۔حیدر کی جانب ہاتھ بڑھایا۔۔

۔

حیدر نے آگے بڑھ کر باپ کا ہاتھ تھام لیااور دونوں ایک دوسرے کے سینے سے لگ گئے سالار نے اسکے شانے پر تھپکی دی۔

تم جانتے ہوا گر میں تمھاری جگہ ہوتا اپنے باپ کے روکنے پر بھی اڑ کر اسکو جان سے مار دیتا۔"سالار نفرت سے بولا تھا۔

۔

آپکا ہی خون ہوں ڈیڈ ۔۔ آپکی زندگی کی اس سیخی کا حساب

اسے دینا ہی تھا باپ کی کمر کو پوری طاقت سے پکڑے ہوئے

تھا جس کا سالار کو احساس ہوا کہ واقعی اب اسکا سورج ڈھل

چکا ہے اور اسکے بیٹے کا سورج آب و تاب چمک رہا

پراوڈ آف ہو "اپنے اسکا چہرہ تھا پلیز کس مت کرنا" حیدر زور سے آنکھیں

آلو کے بیٹھے "۔ سالار قہقہہ لگاتا۔۔ اسکا چہرہ دور کر نہیں۔۔ کیوں مجھے آپکے

اندر سے یہ وائبر آئی وہ گردن سا ہوا۔۔۔ زریاب کا ہنس ہنس کر برا حال تھا

جبکہ زیمل بھی نم آنکھو مسکرادی۔

پتہ

خفیف

اودفع ہو جا اپنی بو تھی لے کر تو ہے ہی نہیں اس قابل تیرے سے پیار سے

بات کی جائے "۔۔

سالار نفی میں سر ہلاتا بولا۔

نہیں آپ لڑتے رہا کرو ڈیڈ ذرا زندگی کا احساس ہوتا ہے۔"۔۔

اپنے مکہ بنا کرا سکی جانب بڑھایا اور سالار نے بھی اسکے کے پر مکہ مارا ۔ جس پر وہ خوش ہو گیا

بائے مام" وہ کہہ کر وہاں سے فرار ہونے لگا۔ کہاں جائیں گے "زیمل کو فکر ہوئی کہیں وہ چلا نہ جائے۔ شادی۔۔ کر کے ہی جاؤں گا یہاں سے۔۔ڈونٹ

وری بس ایک شاندار ویڈینگ کا شاندار اہتمام ہونا چاہیے "۔۔

وہ آنکھ دبا کر بولا اور۔۔نیچے اترتا۔ کہ عارض کے کمرے کے سامنے سے گزرتے ہوئے اسکے قدم رک گئے۔

سب ٹھیک ہو گیا مگر نور کی زندگی "آیت کی بھیگی آواز پر عارض خاموش گیا۔

گیا۔

عارض کیسے ماں باپ ہیں ہم اتنے بے اعتبار ہمارے بچے تھے ہم میں کسی نے بھی اپنے بچوں کو وہ مان ہی نہیں دیا" آیت شرمندہ تھی۔ ہماری بیٹی کی زندگی بہترین ہو گی تم فکر نہ کرو" کیا ایان"۔

"

—

اس سے بہتر بھی بہت مل جائیں گے"۔ کیسا پاگل کا بچہ ہے "

وہ دروازے کی جانب دیکھتا سوچنے لگا سوری دادا اب کھسکی ہوئی نسل آپکی تھی میں کیا کر سکتا ہوں۔" ۔ وہ شانے آچکا کر وہاں سے ہٹا اور موبائل نکال کر لاونج کے صوفے پر ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھ

جی

اور عمل کو کال ملالی۔۔

پھوپھو جان کیا حال چال ہیں آپکے "وہ باآواز بلند بول رہا تھا اور آواز اتنی تھی

کہ وہ سب پھپھو جان کے الفاظ پر حیران ہوتے کمروں سے نکل

ارے

آئے۔

اب کیا چاہتا ہے یہ لڑکا "زین نفی میں سر ہلاتا بولا میں شادی کر رہا ہوں آپکے

بنا بھلا گھوڑی چڑھ جاؤں گا کبھی نہیں آپ کو تو آنا پڑے گا میں آپکی بک

کراؤن گا آپ میری شادی میں انوائیٹیڈ ہیں وہ بھی اپنی اولاد نرینہ کے ساتھ "

ہاں ہاں آپ میرے صدقے واری بھی جائے گا لیکن آپ کے بنا شادی نہیں

ہو گی پھر دیکھ لیجیے لائبہ کنوری مر نہ جائے "۔

کچھ اچھا بھی بول سکتے

وہ بولا ۔

ہو۔نیناں نے اس کے سر پر ہاتھ مارا۔

رہیں ہیں آپ جوان جہاں میر دپر تائی جان ہاتھ صاف کر رہیں ہیں ابھی

بڑے پاپا کے بال باقی ہیں پھر بھی میرے بال کھینچتی ہیں "اف ہو بے شرم"

نیناں تو شرمندہ ہی ہو ہو گئی۔

جبکہ حیدر کی زبان کہاں روکی تھی

بس طے ہو گیا کل ہماری مہندی ہے آپ کو کل میری مہندی سے پہلے پہلے

یہاں پہنچنا ہے اسنے اپنی مرضی سے ٹائم سیٹ کر لیا لائبہ کا دل دھڑک اٹھا تھا

جبکہ روشانے نے اسے ڈرا دھمکا کر حیدر سے بلکل پردے کا

دے دیا تھا۔دے

عارض اور آیت خاموشی سے۔۔اسکی باتیں سن رہے تھے

زریاب نے لکڑی کا دروازہ کھولا تو عائشہ نے سر اٹھایا اور اسے زریاب نے

لکڑی کا درو

دیکھائی دیا۔

وہ سامنے ہی پورے آب وتاب سے کھڑا تھا اور اسی کیطرف دیکھ رہا تھا۔

زریاب "بہت برا لگا تھا اپنا نام اسکے منہ سے سن کر اسکی حالت گیر ہو رہی

تھی شاید کافی عرصے سے کچھ کھایا پیا نہیں تھا تبھی وہ بلکل مرنے کو تھی اسے

ایک منٹ کے لیے حیدر بہت ظالم لگا۔

کہ وہ اپنے دشمنوں کو بخشتا نہیں تھا اسنے کمال کو مار دی تھا اور عائشہ کا وہ\

حال کیا تھا کہ زریاب سے دیکھا بھی نہیں گیا وہ کیا اس سے دوسرا سوال کرتا

کیا پوچھتا کہ اسنے یہ سب کیوں کیا ایک عورت ہو کر عورت کی عزت اور

عزت کا تماشہ کیوں بنایا۔

چاپ

وہ چپ اسکی طرف دیکھ رہا تھا جواب آنکھیں بند کر چکی تھی کھانا" اسنے بڑی اپنے بڑی مشکل سے زریاب سے کہا الفاظ کہے تھے زریاب کے سینے میں حیدر کیطرح پتھر کا دل بلکل نہیں تھا وہ۔۔ باہر نکل گیا وہاں دو گارڈ تعینات تھی۔

اس لڑکی کو میری گاڑی میں ڈال دو"۔ اسنے کہا

جتنا کہا ہے اتنا کرو" وہ گھور کر بولا اور انھوں نے عائشہ کو اٹھا کر زریاب کی گاڑی میں پھینک دیا۔

زریاب گاڑی کو اسکے گھر کی جانب لے گیا جس کا اڈریس اسنے نکال لیا تھا اور جب اسنے اسکی کچی پکی گلیوں میں گاڑی روکی اور کھینچ کر اسے باہر نکالا تو دنیا نے دیکھا تھا اسکے گھر کا دروازہ بجایا اور جب دروازہ کھولا تو اسکی بوڑھی ماں۔ ۔عائشہ کی حالت دیکھ کر تڑپ اٹھی۔

میری بچہ "عائشہ میں اتنی بھی ہمت نہیں تھی اپنا وجود ہلا پاتی وہ آدھا وجود
کے اندر اور آدھا گھر کے باہر لیے پڑی تھی لوگ جمع ہونے لگے میں چاہتا تو
اسے وہاں چھوڑ کر مار بھی سکتا تھا ادھ مری تو ہو ہی گئی ہے اس لڑکی کی شکل
آئندہ بھی میرے سامنے نہ آئے ورنہ۔
اسکے مستقبل کی ذمہدار اب آپ ہوں گی۔
اپنے نفرت سے کہا چاہتا تو اسکے ٹکڑے کر دیتا۔
لیکن ہمت نہیں بنی اسکی شکل دیکھ کر جس کا ماس چھڑی سے لگ چکا تھا انکی
دہلیز پر کئی نوٹ پھینک کر وہ لوٹ گیا لوگ اسکی ماں سے سوال کرنے لگے
جن کا جواب وہ کیا دے رہی تھی وہ نہیں جانتا تھا وہ وہاں سے مڑ
روشانے کے ساتھ جو تبھی ہوا تھا یہ اسکی غلطی تھی۔
یہ شاید روشانے کی لاپرواہی کسی عورت کو خود سے اتنا لاپرواہ نہیں ہونا
چاہیے کہ وہ دوست اور دستمن میں فرق نہ کر سکے پہچان نہ رکھ سکے۔ لیکن

زندگی نے جو اسے سبق دیا تھا وہ اسے اپنے پلو سے باندھ چکی تھی۔ حیدر نے

ہر موبائل پر سے روشانے کے خلاف تصویر کا ڈیٹا ہیک کر کے

ڈیلیٹ کروا دیا تھا وہ اپنے بھائی پر جتنا فخر کرتا کم تھا

گھر میں حیدر نے رات سے ہی شادی کا ہنگامہ شروع کر دیا تھا۔۔

:

وہ خود ہی تھال تالے

پیٹ رہا تھا

میں کنوارہ کب تک بیٹھو بینڈ میرا بجواؤ جیسے بھی چلتا ہے چکر چلاو میری

||

گانا بے حد

سریلی

شادی کرواؤ میری شادی کرواؤ وہ گا رہا تھا اور مزے دار یہ تھی کہ اسکی زبان سے لگ رہا تھا رمشہ بھی اسکے ساتھ شامل تھی اور نیناں بھی جبکہ زیمل ہنس تھی اور نور ایکطرف بیٹھی صرف مسکرا رہی تھی جبکہ روشانے تو لائبہ رہی

کو قید کر کے واقعی دشمن بن گئی تھی۔۔

تم جو بھی کر لو۔۔چڑیل مجھے میری بیگم سے ملنے سے کوئی نہیں روک۔۔۔ ہم روکیں گے مل کر دیکھاو "نیناں اور رمشہ نے آنکھیں دیکھائیں۔

بڑی چلاک عورتیں ہیں آپ دونوں تو" وہ گھوری ڈال کر بولا۔دیکھیں رشوت وشوت لے کر معملہ نیٹا لے بلکہ ختم کریں اس چکر کو۔۔بلکہ میں تو کہتا ہوں شادی وادی کیا فضول بات ہے میرے کمرے میں ہی تو بھیج دیں کچھ تو نیکی کمائیں آپ دونوں بھی "اسنے ہے

بھیجنا

جبکہ نیناں اور رمشہ اس بے شرم لڑکے کی باتوں پر کانوں کو ہاتھ لگا گئیں۔

لڑکے تمھارے صبر کو تو آخری سانس تک آزمائیں گے ہم بھی"۔یہ اللہ

۔۔۔ماں آپ ہی کچھ کر لیں ایک وہ چڑیل بن گئی اور اب یہ دونوں

وہ

معصوم

بھی"

سی شکل بنا کر دیکھنے لگا۔

کیا کر سکتے ہیں ہم تو خود ان کے ساتھ ہوں"۔

ہی تو وہ

حیدر

غش کھا گیا

جاری ہے

سرخ آنچل سیزن ٹو تانیہ طاہر ناول

قسط51

عمل کی آمد پر سب کافی خوش تھے البتہ نور سامنے نہیں آئی تھی اور قابل توجہ بات یہ تھی اسکے ساتھ ایان بھی نہیں آیا تھا وہ اکیلی آئی تھی۔ وہ عارض اور آیت سے بھی ملی اور نور کی طلاق کی خبر اسے حیران کر گئی۔ ٹھلے کچھ عرصے میں جس طرح اپنے ایان میں تبدیلیاں دیکھیں تھیں وہ بہت خائف

رہنے لگی تھی اس سے لیکن اسے یہ علم نہیں تھا انکی قسمت انھیں عمل ہلکا سا مسکرا دی تھی

جوڑنے کے

وہ بیٹے کے لیے ایک بار پھر سے جھکنے کا فیصلہ لیتی۔حیدر کے خوشی سے پھولے نہ سمانے والے چہرے کی جانب دیکھتی اسکی پیشانی چوم گئی تھی۔۔

سب ہی خوش تھے

گھر میں ایک شادی کا سما بنایا ہوا تھا اسنے زیمل تو گھن چکر بنی ہوئی تھی نیناں اور رمشہ کے ساتھ شاپینگز کر رہی تھی جبکہ دوسری طرف آیت گھر میں سنبھال رہی تھی جبکہ لائبہ کو روشانے نے روپوش کر دیا تھا بلکل یہاں تک حیدر بے چین پھر رہا تھا اور۔سب ایک سے بڑھ کر ایک دشمنی نکال رہے تھے اس سے لیکن اس سب میں جو سب سے زیادہ انجوائے کر رہا تھا وہ تھا

زریاب۔

جس کا خون کرنے کے لیے حیدر بلکل تیار تھا۔

جبکہ شیری نے باپ سے فرمائش ڈال دی تھی کہ وہ باہر پڑ لیے جانا

چاہتا تھا۔۔۔۔

چاہتا تھا۔۔۔۔

زین نے اسپر غصہ کیا اور کئی بار کہا بھی کہ وہ اپنی بہن کے پاس جائے اس سے

بات کرے مگر شیری شیری روشانے کے قریب بھی نہیں پٹختا تھا شاید

شرمندگی تھی کے

کیا تھا۔

سے کیونکہ جان تو سب ہی گئے تھے کہ عائشہ نے۔۔اسکے ساتھ اور روشانے

بھی اس سے بات نہیں کر رہی تھی کیونکہ وہ بے حیدر گھر میں داخل ہوا تو

زریاب پراسے کافی تپ تھی وہ سامنے ہی کھڑا موبائل پر کسی سے بات کر رہا

تھا

حیدر نے پیچھے سے ہی اسے دھکا دیا بھائی "زریاب چینجا۔

تم نے عائشہ کو اسکے گھر کیوں پہنچایا ہے" وہ پھنکارہ

میں آپکی طرح ظالم نہیں ہوں اسکا حال تو دیکھیں اس میں چلنے کی ہمت نہیں

جبکہ حیدر

ہے اور وہ رک گیا۔

بھی سنجیدگی سے اسکی شکل دیکھنے لگا جیسے منتظر ہو بگو آگے بھی۔) اسکو کینسر ہو

گیا ہے" وہ آہستگی سے بولا

بہت اچھا ہوا اس سے کہیں گناہ زیادہ برا ہونا چاہیے تھا اسکے ساتھ "حیدر نے

کا

جھٹکا

بھائی کوئی لحاظ کریں اتنی سنگدلی اچھی نہیں ہے "زریاب کو اچھا نہیں لگا کہ

اتنی بری خبر پر کیساری ایکشن دے رہا تھا

آودوللو پرسات تیری بیوی کو اسنے دنیا میں بے آبرو کیا تھا۔

سالے تیری شرم کیا کر گئی ہے یا غیرت گھول کے پی گیا ہے "وہ غصے سے

اسے دیکھ رہا تھا

میں جانتا ہوں۔۔یہ سب اور۔شاید میں غصے کے باعث کچھ کر بھی گزرتا

لیکن اسکی حالت آپ نے ایسی بنادی تھی کہ میں کچھ کرتا تو قاتل بن جاتا

حیدر نے سر جھٹک دیا۔

چلے

دشمن کے پاؤں قبر میں لٹکا دو اندر وہ خود گیر جائے گا اگر اس اصول پر نہ بیٹا۔

۔تو زندگی میں کچھ بھی نہیں کر سکو گے "وہ۔۔اسکے ہاتھ میں موجود کافی کے

مگ کو چھین کر۔۔اس سے دور ہوا۔ جبکہ زریاب کھیر اسانس بھر گیا وہ اسکی

سوچ بدل نہیں سکتا تھا یہ شاید وہ ٹھیک ہی تھا اپنی جگہ۔۔

اور شاید اس سے بہتر۔۔نہ کسی کا احساس نہ کسی کا خیال وہ جانتا تھا وہ اذان

وہ

کا کیا حال کر کے آیا تھا کہ واقعی ہی اسکے پاؤں قبر میں لٹک گئے تھے اور

حالت خون بہنے کے باعث اتنی نازک تھی کہ کبھی بھی خبر مل جاتی کہ

انتقال پا گیا ہے اور اس بات کا حیدر کو کوئی کو کوئی غم نہیں تھا۔زریاب اسکی

طرح نہیں ہو سکتا تھا

اسکے اندر یہ جرتیں بچپن سے تھیں مگر زریاب میں لوگوں کے لیے ہمدردی

شروع سے ہی تھی۔

ہاں وہ دونوں بھائی بلکل الگ الگ تھے

شاپنگ کر کے وہ لائبہ کا بہت محنت سے ڈریس لائے تھے سب ہی لاونج میں

بیٹھے تھے روشانے نے بڑی چہک کر لائبہ کا ڈریس دیکھا یا جو ملٹی شیڈز کا تھا

بے حد خوبصورت اور بہت ہی زیادہ کا مدار۔۔ بڑے پاپا آپ بتائیں کیسا ہے

"

—

رہی

وچھوڑ سالار سے پوچھا میر میری چوائس ہے "خوشی اسکے تھی زریاب اسی کی

جانب دیکھ رہا تھا کہ شادی میں اتنا مکن اسے منہ لگانے کی ضرورت محسوس

نہیں کر رہی تھی۔۔

سکون

بکواس۔۔"۔ابھی سالار کچھ کہتا ہی کہ حیدر چاولوں کا بیچ بھرتا بولا۔

—

—

پلیٹ میں موجود

روشانے کا منہ بن گیا جبکہ سالار نے اسکے سر پر تھپڑ مارا۔ آپکو اتنی ہی کین مین نکالنی ہے تو جا کر خود لے کر آئیں"۔

لہنگا چھینکتی بونی۔

جی بلکل خود ہی لاؤ گا کیا عجیب رنگ برنگے اٹھا لائی ہو چائس ہی نہیں تمھاری بیوی کی "وہ منہ بنا کر بولتا۔۔روشانے کو بری طرح تنگ کرنے کے موڈ میں تھا جبکہ لہنگا۔۔بے حد خوبصورت تھا اور اسے خود بھی پسند تو ہے چوائس تو بلکل اچھی نہیں ہے "زریاب نے بھی اسکی ٹانگیں ہاں تبھی گدھے کو پسند کر لیا۔

||

پسند آیا

سالار کی بات پر ایک قہقہہ اٹھا تھا جس میں حیدر کا پیش پیش تھا۔ یار بھائی آپ میری ٹیم میں تھے "زریاب نے اسے کشن مارا میں موقعے کی ٹیم میں ہوں "اپنے آنکھ دبائی اور روشانے کا پھولا ہوا منہ دیکھنے لگا ہے۔

وہ

ہاں ٹھیک گزارے لائق پہنے گی تو یہ سوٹ کرے چلو کیا یاد رکھو گی سلیکٹ کر لیا"۔ وہ ایسے بولا گویا احسان رکھ رہا ہو۔۔ گا۔

وہ غصے سے بھڑکتی ہوئی بولی کے

روشانے نے اسکو کشن مارے جبکہ رمشہ نے ٹوکا۔۔ کہ خبردار جو بدتمیزی کی .دیکھ نہیں رہیں مجھے تنگ کیے ہیں۔ وہ جبکہ۔۔ نور ایکطرف بیٹھی بھی باندھا گیا تھا اسکے ساتھ جو اسے ایسے چھوڑ گیا کہ وہ بلکل خالی ہو کر رہ

دیکھ رہی رہی تھی کچھ اسی جوش سے اسے

وقت گزر جاتا ہے وقت آگے بڑھ جاتا ہے لیکن اس وقت کی تکلیف کو

صرف جو اس تکلیف گزرا ہو۔۔

سھم

وہ ہی سکتا ہے جو اس تکلیف سے گزرا ہو۔۔ گھیرا سانس بھرتی وہ سر اٹھا کر

روشانے کو دیکھنے لگی جواب اسکا ڈریس اسے

اور

دیکھا رہی تھی۔۔

اف بہت ہیوی ہے میں بلکل نہیں پہنوں گی" وہ انکار کرتی بولی۔ کیوں آپی یہ

اتنا پیارا ہے آپ پر بہت سوٹ کرے گا"۔ یہ روشانے نے کہا جبکہ وہ نفی

میں سر ہلاتی۔۔ وہاں سے اٹھ گئی اور دوسری طرف سیب ہی اسکی کیفیت پر

افسردہ ہوگئے۔ عمل کچھ تذبذب کا شکار تھی اسے نور کی حالت دیکھ کر بہت
دکھ ہوا تھا۔اور وہ آج بھی ایان کے لیے اسے پسند کرر ہیمحفل برخاست
ہوئی توسب ہی ادھر ادھر ہوگئے زبردستی حیدر کو منایا تھا کہ دوچار دن کا تو
وقت دے شادی کی تیاریوں میں۔۔اسنے ترس کھا کر۔۔وقت)دے۔۔
ہی دیا مگر۔۔اسنے پورے ڈیڈ دن سے اسکو نہیں دیکھا تھا
اور ایسا نہیں تھا۔۔کہ وہ اسے دیکھے بنے رہ جائے وہ روشانے کو دیکھ کے وہ
اپنے روم میں ابھی گئی تھی سکون میں سے۔۔اوپر چڑھنے لگا اور سب آنکھ
سے بچ کر وہ۔۔جب دروازے کے قریب پہنچا تو شیری کو وہاں کھڑے دیکھا
۔حیدر واقعی ڈر گیا تھا اور اس مومنے کو دیکھ کر گھیرو سانس بھرا۔
کیا ہے "وہ گھور کر بولا۔ تھی

آپ دنوں بھائی ٹھر کی ہیں "شیری منہ بنا کر بولا واؤ یہ بات

تو : نہیں تھی بہت اطلاع میں اضافہ کر دیا اب اپنا

جا

وہ ادھر ادھر دیکھتا اسے راستے سے

موٹا پیٹ لے کر پیچ بیچ میں نکل ہٹانے کی کوشش میں تھا لیکن شیری کا ایسا

ارادہ نہیں تھا۔ اگر میں بھاگ کر جا کر۔۔ بڑے بابا کو بتا دوں تو"۔۔

تو جا اور بتا کر آ" وہ آنکھیں سکیڑ کر بھڑکا۔

جبکہ شیری بھاگتا کہ حیدر نے ایک ٹانگ سے جکڑ کر اسے گرل کے دوسری

بھر کے

طرف الٹا دیا حالانکہ وہ بہت بھاری تھا۔۔

لیکن وہ اسے ایک ہاتھ سے ہی الٹ چکا تھا شیری کی چینیوں سے سب سے

پہلے لائیہ ہی باہر نکل کر آئی تھی

اور وہ اسکے سامنے تھی۔۔وہ مڑ کر اسے مسکرا کر دیکھ رہا تھا۔اور اسے دیکھتے

دیکھتے وہ شیری کو چھوڑ چکا تھا

لائبہ ایکدم چیخ مارتی آگے بڑھی اگر شیری گرل کو نہ پکڑتا تو یقیناتر بوز کیطرح

)اسکا سر کھل جاتا۔

وہ

دو۔

سکون سے اسے کسی اور کے لیے پریشان ہوتا دیکھ رہا تھا شیری ہمارا ہاتھ

پکڑیں آپ ہاتھ مت چھوڑیے گا" وہ۔ جھک کر شیری کو ہاتھ دینے لگی کہ

حیدر نے اسکی کلائی پکڑ لی رہنے " وہ بولا جبکہ لائبہ کی آنکھیں پھیل گئی وہ گیر

جائے گا حیدر " وہ پریشانی سے بولی۔ بولی۔ گیر نے دو " وہ لاپرواہی سے اسے

دیکھتا بولا۔آف "۔لائبہ پھر سے جھکنے لگی۔

جبکہ نیچے

اسکا ہاتھ چیختے چلاتے شیری تک پہنچ نہیں یارہا روشانے بھی اپنے بھائی کو

گرل پر لٹکا دیکھ ایکدم چینی

سالار زیمل اور زین رمشہ باہر گئے تھے جبکہ عارض اور کبیر آفس گئے تھے

ویسے توحیدر نے کہہ دیا تھا کہ تک اسکی شادی نہیں ہوتی کوئی نہیں گا گھر

لیکن ضروری اہم کی وجہ سے ان دونوں کو ہی جانا پڑا تھا نیناں اور آیت بھی

نکل آئے تھے اور۔۔زرمات بھی غائب تھا

تبھی کوئی نہیں تھا جو شیری کو بچاتا سوائے حیدر کے۔حیدر پلیز ہیلپ کریں

نہ "وہ اب کے غصے سے

ٹھیک ہے میں تمھاری مدد کروں گا لیکن کچھ کرنے پر کچھ دینا پڑتا ہے یہ رول

تو بادہو گا۔۔ تمھیں "وہ اسکے کان کے قریب جھکا.

جبکہ لائیں۔ سٹپٹا گئی سب آنکھیں پھاڑے ان دونوں کو دیکھ رہے تھے۔

حیدر بھائی۔۔ بعد میں جھاڑ لینا رومنٹک ڈائیلاگ مجھے اوپر کھینچ لو" شیری

چلایا جبکہ حیدر نے ہاتھ بڑھا کر اسے اوپر کھینچ لیا۔

اور لائبہ اسکے آتے ہی۔۔ پیچھے قدم اٹھانے لگی حیدر جبکہ شیری کو ہی گھور رہا

تھا

اللہ پوچھے گا آپکو۔۔ آپ کی شادی نہ ہو اور شادی بھی ہو تو آپکو بیوی نہ ملے

||

مر جا اسی گھٹیا بدعائیں دے رہا ا ہے۔

چی اپنی اولاد کو روک لو گردن دبا دوں گا میں اسکی " وہ

دھاڑا اسے معلوم نہیں تھا کہ رمشہ گھر پر نہیں ہے جبکہ

دوسری طرف لائبہ غائب ہو گئی

تھی۔ ہتھیلی پر مکہ مار کر رہ گیا۔

تضی ہاؤس میں حیدر مرتضی کی مہندی تھی۔

اور جہاں اس حویلی کے ایک ایک حصے کو زریاب نے دولہن کیطرح سجادیا تھا

وہیں۔۔ حیدر منہ پھلا کر بیٹھا تھا

اٹھ جاؤ میرا بیٹا جلدی سے اٹھ جاؤ نہالو باہر مہمان آئے ہوئے ہیں نہ زیمل

بولی کیونکہ وہ بستر میں گھسا ہوا تھا

میں لائبہ کے ساتھ کروں گا رسم" وہ ایسے بولا جیسے روٹھا ہوا بچہ بولتا ہو

زیمل ہنس دی

آپکو پتہ ہے آپکے بابا آپکو پورا پورا ٹنگ کرتے ہیں۔"زیمل نے اسکے بالوں

م نے اسکے بالوں کے میں ہاتھ پھیرا۔۔

یار یہ کیا سر پھیرا پاگل"۔

اور سالار کے اندر آنے پر ایکدم وہ دانت دیا گیا وہ ترچھی نظروں سے اسے

دیکھنے لگا

بستر میں کیوں گھسے ہوئے ہو باہر نکلو مہمان اچکے ہیں" وہ بولا خود بھی تیار

تھا۔ زیمل بھی تیار تھی اسنے اب ماں کو غور سے دیکھا جب سالار اسے بار بار

دیکھ

رہا تھا

مام "زیمل نے جلدی سے توجہ اسکی جانب گھمائی ادھر آئیں ذرا" حیدر نے

اسے پاس بلایا اور بیڈ سے اتر کر سائیڈ ڈرا سے اسنے کی نوٹ نکال کر ماں کی

نظر اتاری جبکہ۔ زیمل جا چہرہ سرخ ہو گیا اور سالار ہنسنے لگا۔

-
-

وہ اٹھا اور ۔۔ پانچ پانچ ہزار کے کئ نوٹ زیمل پر سے وار کر

اسکی ہتھیلی پر رکھ دیے. "

باپ باپ ہوتا ہے میری جان" وہ اسکا شانا تھپتھپا کر زیمل کو نگاہ بھر کر سے

نکل گیا حیدر مٹھیاں بھینچ گیا۔

دیکھ کر وہاں

اس آدمی کا قتل کر دوں گا میں"۔۔وہ پھڑ پھڑایا.

۔جبکہ زیمل نے اسکے گال پر چپت لگائی۔حیدر بھی ہلکے پھلکے انداز میں ہنس

دیا۔

تے

لگا

بس آج آپ بچ کے رہے گا اس آدمی کا مزاج عشقانہ لگ رہا ہے میں افورڈ

نہیں کر سکتا کوئی چھوٹا بہن بھائی" اسنے قہقہہ جبکہ زیمل تو نفی میں سر ہلا کر

وہاں سے باہر نکل گئی

کا بالوں اور ڈالا میں گلے نیکس کر پہن شرٹ اور گزارا روشانے
ہوتی۔۔ مطمئین سے میکپ اپنے وہ کر بنا جوڑا سا خوبصورت
واشروم - زریاب کہ تھی رہی ڈال سینڈل میں پاؤں اپنے جھکی
عش عش وہ ۔ رہے دیکھے اسے اور نکلا باہر سے

۔ اٹھا کر

میں کمر اسکی اپنے کہ اٹھتی اوپر پہلے سے اس وہ دیے ہے پانی
۔۔ کے کر سیدھے سے جھٹکے اسے ۔۔ اور کیا حائل بازو
اپنی روشانے جبکہ رکھو مجھے گال اسکے لب بھیگے سے ٹھنڈے
رہی۔ دیکھتی اسے جھکاتی نگاہ سی شرمیلی شرمیلی روکتی مسکراہٹ

اب اپنی اماں کے کمرے میں بھی مت جانا اب تم میرا حق
مارتی جا رہی ہو " وہ سرسراتے لہجے میں بولتا اسکی خوشبو میں
تھیرا سانس بھرتا خمار زدہ نظروں
سے آئینے میں اسکا عکس دیکھ رہا تھا۔

دیا میں ہونٹوں کو لب نچلے اپنے میں ساختگی بسا بے روشانے
۔۔" چھوڑیں تو ابھی اب۔۔ رہی جا نہیں کہیں ۔۔۔ میں گی۔۔
ہوئی گھبراتی وہ

ملا نہیں بھی وقت مکمل شاید تو ہمیں جبکہ گئیں تھک سے ابھی
سے جھٹکے روشانے جبکہ کیا پیار پر کلائی اسکی سے سکون اپنے "

پہلے سے اس اور ہوئی دور ہوئی شرماتی وہ الگ سے بازوں اسکے
۔۔ ہوئی نکلتی۔۔ سے وہاں وہ

بولی۔

بڑھا جانب اسکی سے جلدی وہ "روشی ۔ تھا آیا سا چکر اسے کہ
تم ۔ گئی تھام بازو اسکا بھی نے روشا جبکہ لیا تھام اسے اور
بیٹھایا پر صوفے اسے سے جلدی اپنے " بیٹھو یہاں رکو ہو ٹھیک
تھی۔۔ ہوئے تھامے سر روشانے جبکہ

"زار ہے رہا ہو کچھ مجھے نہیں لگا کرنے سوال وہ " پیوگی پانی تم تبھی را او کچھ مجھے بولی میں لہجے بھیگے ۔ رکھتی ہاتھ پر دل وہ ہے ہوا کیا ۔" تیار تم زریاب آئی اندر کر بجا دروازہ زیمل تھاما۔ ہاتھ اسکا ۔۔ اور آئی پاس اسکے سے جلدی وہ "روشانے

دیکھ منہ کیا بلاؤ کو ڈاکٹر تھی لگی رونے کہ اب نے روشا جبکہ گیا اٹھا موبائل کر ہلا سر وہ۔۔ تو ڈیٹا اسے نے زیمل " ہو رہے ۔

ہی حیران تو روشانے تو پھیلی میں گھر پورے خبر کی خوشخبری ۔۔۔۔ ساتھ ساتھ کے ہونے خوش حد ے زریاب جبکہ تھی

حیدر نے اسے رج کے بیٹا تھا۔۔ سب ہی بہت خوش تھے۔۔ کمینے۔۔ تو اتنا تیز ہوا کیسے" ۔ حیدر نے اسکے لات ماری بھائی کم کم از کم اب تو میری عزت کرو " وہ گھور کر بولا" ۔ - سے تھا یہیں کا ہو رہی تھی تبھی سالار پر ۔ جبکہ جی بھر کر تیتھے لگا رہا تھا ڈیڈا اسکا کیا حق بنتا ہے کہ یہ مجھ سے پہلے باپ بنے حیدر کو تو چشم ہی نہیں ہو رہی تھی بھی سالار پر بھڑکا ۔ " میں نے کہا تھا نکھرے دیکھاو " سالار نے شانے اچکائے۔ وں نے کہا تھا ایک ہی دیکھا تھے سال میرے دادا ہوتے تو آج تو سے یہ ۔ دادا تو اب دونوں تو ہمیشہ سے ایک ہی ٹیم تھے۔۔ میرے دادا ہوتے تو آج میرے چھ بیٹے ہوتے اس گھر میں اور قسم خدا کی۔۔ آپکی ناک میں تو پر سنٹی دم لگوا سے کر رکھتا میں ان سب سے" وہ بھڑک کر باپ سے بولا ۔

ٹھیک ہے ٹھیک ہے اب زیادہ سڑنے کی ضرورت نہیں ہے

مجھے پتہ ہے تم

اس سے بھی زیادہ تیز ہو" وہ دونوں کو گھور کر بولا زریاب تو شرمندہ ہی ہو گیا جبکہ زریاب کے شرمندہ ہونے پر ذین اور کبیر ہنسنے لگے تھیں فنکشن کا آغاز ہو گیا تھا۔ حیدر سفید سوٹ میں پیلا پرنا گلے میں ڈالے بیٹھا تھا جبکہ وہ سامنے سے چلتی خوشیاں دوبالا ہو گئیں۔ ہوئی آئی۔۔۔۔۔۔

جاری ہے

Episode 52

دنیا تھی دولہن کی مرتضی حیدر وہ تھی نہیں دولہن عام کوئی وہ اسکے سی۔ اپرا یا سی جبی ماہ کی ماروی اور حسین سے سب میں

دولہن کی حیدر پر جس تھا دوپٹہ کا نیٹ سرخ باریک پر چہرے

رہا دیکھ خوبصورت بہت جو تھا ہوا لکھا

تھا۔۔۔

سب سے

حسین احساس تھا اسے اپنی دولہن بنا دیکھنا اور بھاری بھر کم لہنگے میں چھپا اسکا

نازک وجود وہ نگاہ چرا گیا ورنہ نگاہوں سے ہی ایسی گستاخی کرتا کہ شرما جاتی وہ

اور پھر

وہ اسکے پاس بیٹھنے لگی اور پھر جب وہ اہی تھی کہ ویدرا اسکی معصوم کی خوشبو کو

خود میں سماتا کہ روشانے دھپ سے بیچ میں بیٹھ گئی برا سا منہ بنا کر اپنے پھاڑ

ہوا کیا ۔ گیا لگا قہقہہ جو دیکھا کو زریاب سے نظروں والی کھانے

کھرے بہت تو آپ چہ چہ ہے رہی لگ بری آج بہن بھی حیدر

۔" میرے تھے اٹھاتے

تھی گئی بیٹھ طرف دوسری لائبہ جبکہ بولی میں موڈ فل روشانے پیس دانت وہ "کہی تمھیں دوں پھینک کر اٹھا ہے رہا کر تو دل تم ہو بہن پیاری میری تم ہیں رہے کہہ بھیو اچھا اچھا بولا کر نہیں لائبہ کر بڑھ سے

۔ لگے ہنسنے سب تو چلائی وہ

اپنے کر دھکیل کیطرف زریاب اسے کر کھینچ اور اٹھا حیدر جبکہ پھیلا ہاتھ پر شانے کے لائبہ وہ کر نکال سے بیچ کے لائبہ اور

دیکھ کو سالار لیکن گیا بیٹھ کر چڑھا ٹانگ پر ٹانگ سے سکون کر
--- پڑا کھینچا پیچھے ہاتھ اسے ایکدم کر

ہاتھ پر منہ وہ جبکہ -- چڑائی زبان نے رونشانے " آیا مزاہ بڑا
والا لانے کو سالار اور ۔ گا بتاؤ سے اچھے تو تمھیں کہ گیا پھیر
نکال بدلا کا کل سے حیدر جو تھا۔ بھائی گیا گول موٹا اسکا بھی
--- گیا ہو الگ سے غصے حیدر ۔ تھا چکا

انکی وہ ہے چکا ہو آف موڈ اب تھا لیا کر محسوس نے لائبہ جبکہ
اسکا اور ہے گیا چیڑ بجائے کے کرنے انجوائے کو . شرارتوں۔
۔ تھا رہا دے مزاہ کو زریاب زیادہ سے سب چیڑنا

سے پیار نے زریاب " جاؤ بیٹھ میں بیچ گی جاؤ تھک تم روشی دیا۔۔۔ بیٹھا پھر بیچ کے دونوں ان پکارتے اسے

اتار چیزی پہلی وہ "مہندی۔۔ لے کر ہی کی شونے بابو اپنے تو ۔ گیا اتر سے وہاں مڑتا۔۔۔ سے قہقہوں کے سب ان پھینکتا کر رسمیں بیٹھو تھا پڑا پلٹنا اسے تمام بمشکل پر آواز کی سالار " حیدر کر چیر وہ " ہے رہی ہو اچھی بڑی بولا کر گھور وہ "ہیں رہیں ہو کھیں انہیں لیے کے رسموں عورتیں کہ فیملی اب جبکہ ۔ بولا چھاڑ چھیڑ اور غل و شور جبکہ پڑا ہونا خاموش اسے اسے تبھی ۔ تھا ہوا بنا منہ کا صاحب حیدر مگر تھا جاری بھی اب

میں کمروں اپنے جلد باعث کے تھکاوٹ سب تو ہوا ختم فنکشن
جبکہ گئے چلے
کی کار بے ۔ تھا رہا کر سموک اور تھا میں روم اپنے بھی حیدر
جس کا رسم ایسی فائدہ سکا چھو نہ سکا دیکھ اسے وہ نہ تھی رسم
سکے دیکھ نہ میں آنکھوں اسکی بھی کر ہو روبرو اسکے تھے۔ میں
ایل ہوا چیرتا وہ
۔ گیا کر اون ڈی سی

مسکرایا کر ہلا سر وہ تھی رہی چل پر میڈیا خبر کی قتل کے کمال
کرتے سموک اور ۔۔۔ گیا ہی لیٹ تقریبا پر صوفے ۔۔ اور
خیال۔۔ والے آنے میں دماغ اسکے اچانک کرتے

دیا کر کھڑا ایکدم سے لیٹے اسے نے

کر۔۔۔۔ پھیر ہاتھ میں بالوں سے جلدی اور اٹھا کر لگا جست دو
کیسے میں فیصلے اپنے وہ نکالا کو کیری ایک لکلی میں کبرڈ اپنے
چولی : شاندار ایک قائدہ با نے اس پر لہنگے اس کہ گیا بھول
تھی نہیں تمیز کو والوں گھر اسکے اگر اور لیے اسکے تھی بنوائی
ہوا کیا تو چاہیے کروانی کیسے حقیقت در رسمیں کی مہندی کہ
تک جب

دے ہونے نہیں ختم ۔۔۔۔ تھا رہا چل دماغ اسکا

ختم چارم : لاونج اپنے سے سہولت بڑی ۔ ہے زندگی اپنی وہ
لیتا دیکھ وہ ہی کو گھر سارے ڈیڈ بس جھانکا میں لاونج اپنے ے
سنائے تو باقی تھا چاہیے ہونا نہیں کو تھا سکتا پھیلے طرف چارو تو
کر ضمنین اسے نے

. ہیں۔ چکے سو کر تھک دیا۔۔ ب کہ
دروازہ کا روم اسکے اور آیا جانب کی اوپر ہوا چلتا سے سکون وہ
تھا ہی کھولا
کی۔
ے اسے۔۔ لگائے چماٹ . کر کھینچ باہر کیا دل کر دیکھ لاک
بجا دروازہ وہ کیا اب کیبنیٹ اور گیا کر دوڑ نیچے وہ اٹھاتا کو گھر

مطمئین لی ڈھونڈ چابی۔۔ کی روم سے میں سارے کر

وہ میں لمھوں کے کر لاک ان کو کمرنے اور آیا اوپر سے پھر

کیا نہیں معلوم تھی بیٹھی پر بیڈ ۔۔۔۔لائبہ تھا اندر کے کمرے

اسکو تھی نمی میں آنکھوں اسکی کر سوچ

موڑ پیٹھ کر چھپا چہرہ اپنا اور گئی اٹھ ایکدم وہ دیکھ گھتے اندر

سب گا لے دیکھ کوئی ہیں رہے کر کیا یہاں آپ حیدر لی۔۔۔

تیز وہ " گے دیکھائیں نہیں چہرہ اپنا آپکو ہم کہ ہے کیا منع نے

کیا باتیں کی سب اور ہے بات بکواس کیا یہ تھی۔ رہی بول تیز

بڑھا جانب اسکی گردانتا فضول کو رسموں ساری وہ " تم گی مانو

چہرہ اپنا پہلے سے شادی کو دولہے دولہن پلیز نہیں۔ نہیں ن۔

رک وہ کہ بولی سے تابی بے وہ " نہ سمجھے آپ سکتی دیکھا نہیں

جائے۔۔

نہ دماغ کے کر اٹینڈ مہندی کی لوچی یہ مجھے ہے رہا آ غصہ لائبہ
میرا۔ اور کھاؤ

دور کے کر محسوس آتا پاس اسے وہ۔۔ " آپ کریں بند آنکھیں
عجلت بھاگتی

۔ بولی میں

لٹوانے سے تم ہنی ۔ بولا سے مزے وہ "ہے لوٹنی عزت کیوں
ہاتھ پر دل وہ "بند آنکھیں لی کر لو ہوں۔ تیار میں لیے کے

تو جھوٹ کہیں دیکھا کر مڑ نے لائبہ گیا کر بند آنکھیں رکھتا
رہا بول نہیں

۔۔ اور پہنچی تک اس وہ ۔ کر دیکھ بند آنکھیں واقعی اسکی اور تھا
آنکھوں اسکی سے جلدی کر اٹھا رومال پڑا پر بیڈ اپنے

۔۔ دیا باندھ پر

کے ہاتھوں اسکے کہ کھولتا روبال اور گیا ہی آپ حیدر "واٹ
۔ گیا رک کے کر محسوس پر ہاتھوں اپنے کس نرم
کہہ بڑے ہمارے اگر لیکن مانتے نہیں بھی ہم کو رسموں ان
تراش کی لیوں تھی مسکراہٹ توام ہیں رہے کے ہم تو ہیں رہے

حیدر جبکہ میں . بدھم تھی بولی سے آہستگی وہ -" گے۔۔ مانیں
تو میں بٹ مانی۔۔ بات بھی اپنے " کے اد کیا بھر سانس گہرہ
اسے گیا بیٹھ پر بیڈ ۔۔ جھٹکتا سر وہ " تھا بیٹھا سوچے اور کچھ
ہے بیٹا ہی ساتھ تھا اندازا

آپ دیکھا جانب کی کیری اس پھر اور سکی نہ سمجھ ۔ لائے جبکہ
کیطرف کیری چہکتی سے خوشی وہ "ہیں لائے گفٹ لیے ہمارے
وہ دیکھا کے کر نیچے کو زوال اس سے چوری نے حیدر بھائی
واہ تھی ہوئی بھی پر کیری
پٹی وہ سکا ہو نہ دیدار کا چہرے بھی اب کے گیری ختم رے
جوش لائبہ جبکہ لیا چڑھا پر آنکھوں رومال سے جلدی نے حیدر

چولی ایک میں جس تھی رہی نکال سامان ہے۔۔ کیری اس میں
اسکے ایکدم کہ تھی وہیات اتنی کہ جو تھی

کیا یہ ۔ تھا ڈبہ کا مہندی ایک اور تھی۔۔ میری سے ہاتھوں
رومینس سامان کا مہندی ہماری سکی۔۔ نہیں سمجھ وہ "ہے
بولا فخریہ سے سکون وہ "نائیٹ
کھنچنے ۔۔"جائیں انھیں تھا چاہیے نہیں ہی بیٹھانا اندر آپکو نہیں
سے بازو اسکا سے جلدی وہ لگی۔۔

لگتا زبان ھیلو آوو پتہ سایہ نہیں کیوں نہیں پتہ تمھیں چلانا نہ ا
ہویوں ہیں جاتی ہو ختم نیکیاں ساری سے بولنے آگے کے شوہر
اتنی تمھارا لائبہ گا ہو کیا بانیں بات ہر کی شوہر چاہیے کو

گی جائے ہو ختم خوبصورتی ساری تو گی کھاؤ نعمتیں کی فرشتوں
بند کرتا میل بلیک اسے وہ " کر اٹھا منہ ہی ایسے پھرنا پھر

جھوٹ آپ رہا تھا رہا بول کرتا میں قابو اپنے بھی سے آنکھوں
لگی۔ بلانے سر میں نفی وہ ۔۔ ہوتا نہیں کچھ کچھ ایسا ہیں بولتے
کام ایک تم اب گا بولو جھوٹ کیوں میں اور ہے ہوتا ہی ایسا
"لو گھول نہ میں باؤل کسی اور آؤ کر پہن یہ شاباش جاؤ . کرو
حیدر
گی۔ کی کانپ وہ

میں کہ ہو چاہتی تم اگر چلاتی تو کروں زبردستی حیدر حیدر رہو
۔ اچھے تمھیں تو راتیں دو وہ ساتھ میرے : ساتھ تمھارے

ہیں تو دور آپ آپ تھا۔ بولا سے سکون وہ "گی ہوں یاد سے
پرو آئی اینڈ ہوں رہا کر ویٹ میں اوکے بولی۔۔ بھاگتی دور وہ "
کر پہن جاؤ گا دیکھو نہیں تمھیں بھی باوجود کے خواہش دلی میں
پر کرنے ضد کے " ہے منانی میں انداز اپنے مہندی اپنی مجھے آؤ
اسکی تو رومال کہ جبکہ بولا چھوٹا سا ہاکا کو گال اسکے وہ سوچتی کچھ
لائبہ کو ماننے حکم اسکا کر اٹھا چیزیں وہ وہ ہے۔ بندھا پر آنکھوں
تھی۔۔ گئی چکی اٹھا اس
تو گئی۔ شرما سے دیکھنے میں آئینے وہ جب بھی کو خود بمشکل اور
تو ہٹا رومال وہ آیا کہ کیا چیک پہلے کر کھول دروازہ سا ہلکا اپنے
جو چھپائے سے رومال اسی کو آنکھوں بھی اب وہ لیکن چکا نہیں
ہوئے نکلتے باہر کو لائبہ جبکہ تھا بیٹھا وہیں تھا کا رنگ سرخ
احساس کو حیدر تو آئی باہر وہ اور تھا سامنا کا شرمندگی شدید

۔۔۔ گیا ہو

گئی۔۔ چھپا مزید کو خود سے دوپٹے اپنے لائبہ دیکھا ہی جیسے اپنے

۔ تھا رہا نہیں کچھ دیکھ دیکھے وہ جبکہ

طرف ایک اب اور تھی لی گھول میں پیالہ ایک مہندی وہ اپنے

کر گھبرا وہ "ہیں رہے جا ہم ہے رہا لگ ڈر ہمیں حیدر دی رکھ

کو ۔ اپنی اور جکڑا کو کلائی اسکی نے حیدر کہ ہیں بھاگتی اور بولی

اپنے اور آئی میں گود اسکی عین وہ یا وہ کھینچا سمت اپنی اور جکڑا

دیا دھکیل پیچھے اسے

۔ بولی کر گھبرا وہ " حیدر

سے ہاتھ ایک اور بولا سے لاپرواہی وہ " ماوتھ یور شیٹ کے او
پر آنکھوں اپنی

رومال پر آنکھوں پھٹی پھٹی کی لائبہ ۔۔۔ اپنے کر ہٹا رومال سے
دیا باندھ

۔ کمائی احتجاجاً وہ "حیدر نہیں

ہاتھوں ہی اپنے کو خود لائبہ گئیں پھیل آنکھیں کی حیدر جبکہ
کو ہاتھوں اسکے نے حیدر جبکہ لگی کرنے کوشش کی ڈھانپنے سے
کے کر میں قبضے اپنے بھی

دیا لگا پر تکیے اوپر

کر خیر کو نگاہیں آگے کے حسن اسکے تھا گیا رہ ہی رنگ وہ

والا دینے

چند اور حسن۔۔ کبھی ساتھ ساتھ . گیا چلا جھکتا ساختہ بے پھر دھڑکنیں ہوتی پتھل اتھل کی لائبہ اور رہا کرتا دیدار اسکا وہ ہے وہ اور گھٹتی کبھی تو بھڑتی .کے حرکت کی ہاتھ اسکے دھڑکنیں ! تھا لگا کرنے ثبت مہریں کی نام اپنے پر۔۔ وجود اسکے ہوا بھکتا محسوس ہاتھ پر ہک کے بلاؤز پر کمر اپنی کو لائبہ ہی جیسے اور

کر خیر کو نگاہیں آگے کے حسن اسکے تھا گیا رہ ہی رنگ وہ

رہ والا دینے

ہوا ۔

اس شاید حیدر جبکہ کر گئی۔۔ کر دور سے جھٹکے ایک اسے وہ مسکراتے وہ "ہو۔۔ رہی گھبرا کیوں سے ابھی تھا نہیں میں موڈ ہوتی کی اوسان بے وہ "ہیں چیٹر آپ لگا کرنے سوال میں لہجے بولی۔۔

اپنی سے چاہت کو لیوں تلے دانتوں اسکے اپنے سہی ہی چیٹر سے جنونی

۔ لیا سما میں گرفت

تھی لگی کھونے حواس اپنے لائبہ ۔۔ جبکہ

اسکے طرح کی موم کسی وہ جبکہ تھا رہا کر پیار اسے بجا جا وہ

اور تھی رہی جا کھلتی واقعی سہتے نہ کو حرکات ہیں بازوں گرم

سانس گھیرے وہ رکھے سر پر شانے کے اس کر تھک سے اس

نہ سمہ وہ شاید ورنہ تھی پٹی پر آنکھوں اسکی تھا شکر لگی بھرنے

لگتا پر گال اپنے ٹھنڈا ٹھنڈا کچھ اسے اچانک اور پائی

۔ ہوا محسوس

دافر ۔۔ کو پیشانی اسکی وہ "مبارک مہندی گئی۔۔ کی چونک وہ
جبکہ تھا بولا چومتے سے ہی
بار شعلہ یہ اسکا حیدر اور ۔ انجری کی مسکان پر لبوں کے لائی
کو خود دیکھ عام کھلے یوں میں بازوں ہی اپنے حسن
تھا۔ رہا کر محسوس نہیں میں قابو

کو سانسوں کی لائبہ نے حرکت کی ہاتھوں اسکے پھر بار ایک
۔ لایئے جبکہ مسکرایا لگاتا پر شولڈر اسکے مہندی وہ ۔ دیا کر مدھم
کر تمام محسوسات لیکن تھی رہی پا نہیں دیکھ سب یہ تھا شکر
ساری سے چھونے اسکے گویا اور تھی رہی

ہاتھ اسکے رواں رواں کا جسم جیسے تھی۔ جاتی ہو کی بیدار حسیں ۔ ہو رہا چل ساتھ ساتھ کے حرکت کی

اور ۔ مسکرایا چھوڑتا مارک سا خوبصورت ایک پر گردن اسکی وہ حد بے وہ """نہیں دیا ہٹا رومال سے آنکھوں اسکی سے آہستگی سے خوبصورتی اپنے کو نہیں اسکی جبکہ ۔ تھی بولی مدھم وہ ہو۔۔ رہی ھیرا اتنا اور ہے شروعات ۔ لیا چن سے خوبصورتی نہایت بھرتا میں انگلیوں کی ہاتھ کو مہندی - دار خوشبو اور امن لائبہ جبکہ آیا۔ لے تک گردن لگاتا سے گالوں اسکے سے دلچسپی اسکے اپنے کہ جاتا آگے سفر سے گردن اور سکی نہ کھول آنکھیں بنسا۔ کر کھول دل وہ جبکہ مارا تھپڑ پر ہاتھ

پھر پر پیشانی اسکی وہ " گا مناؤ پر گھر اپنے رات کی شادی میں
گئی دیکھنے اسے کر کھول آنکھیں وہ جبکہ بولا کرتا پیار سے

۔ بولی کی شرمائی شرمائی کچھ " کیوں

چیڑ جلدی شاید بھی نہیں عادت کی رہنے ساتھ کے سب مجھے
وہ "ہوں جاتا

دیا نہیں ہی خود

زیمل انکل سالار تو گے رہیں ساتھ کے سب آپ حیدر لیکن
کو سب آنٹی

۔۔"گی ہو خوشی

لگی کرنے کوشش کی اٹھنی بھرتی میں مٹھیوں کو شرٹ اسکی وہ ہی میں پہلو اسکے حیدر تھا کھینچا بھی کمبل پر خود کر شرما کچھ جبکہ جھجھک شرم اسکی کہ لیا بھر میں بازو اپنے اسے اور گیا ہو دراز جائے۔۔ ہو کم کچھ

مت کچھ میں معملے اس تم ہوں۔۔ مجبور میں مگر ہے علم مجھے

میں کہنا۔۔

۔۔ کچھ سب گا لوں دیکھ

بولی کر بنا منہ وہ "مگر

کو زریاب کیوں بولی کر بسور منہ وہ " رہنا نہیں اکیلے ہمیں
ہوں نہ بچے میرے ہو چاہتی کیا تم نے تم ہے دیکھا

بھڑکا وہ ۔۔"

بچے اٹھ ساتھ بھی کم از کم مجھے لائبہ پڑگئی۔۔ سرخ وہ " حیدر
میری میں گھر میرے ہے دل میرا ہے بات صاف یہ چاہیے
دیکھ لوگ کے لیں پھود جگہ جگہ پودے سارے ڈھیر کے محبت
سے مزے وہ " واہ کھائیں ترس پر تم اور جائیں رہ حیران کر
رو ابھی جیسے تھی رہی دیکھ آئے اور جاں رہی حیران ۔ بولا

ہوئی ہو اب ہے ٹھیک : اتری ایسی اس وہ وہ جبکہ گی دے
نہیں یہ مطلب تو ہوں رہا چھوڑ دے جان جاؤ سو سے شکل
ساری نے میں تو انتظار کا کل ہے گیا رہ دن ایک جاؤ بن میسنی
بلنکیٹ پر دونوں ہوتا نیچے چھوتا کو گال اسکے وہ " ہے کیا زندگی
تھا گیا ڈھک

تھی چکی پھینک کشن سے زور اسے تھکتی کے کر الٹیاں وہ "زار
ایکدم کر دیکھ چہرہ کا روشی جبکہ پلٹا کر بھڑک وہ " دا واٹ
ہو کھڑی پیچھے کر بن چڑیل تم کیوں یار ہے ہوا کیا ۔ ہوا سیدھا
وہ " ہو گئی

نہیں پوری نیندیں کی آپ اور ہے رہا ہو حال برا یہاں میرا بے
بولی۔ سے غصے سے اس وہ "زار آپ ہیں شوہر کیسے رہی ہو

جانب اسکی روکتا مسکراہٹ اور اٹھا وہ اوہ ۔ بولا سے زاریت
۔ بڑھا

بولا چھوتا گال اسکا وہ "ہے خراب طبعیت ہے رہا ہو کیا بتاؤ
وہ " کھلائیں کر بنا کچھ مجھے ابھی آپ مجھے ہے رہی لگ بھوک
۔۔ اور بولی

۔ لگی دیکھنے اسے کر بنا منہ ذرا
بولا کرتا خم سر وہ حکم جو

اپنے ساتھ کہتے ہی اچانک "لو کر میٹھا منہ اپنا تھوڑا میں کیا بٹ بڑی کو تراش کی لبوں اسکے اور جکڑا میں بازوں اپنے ایکدم اسکو کی شرما روشانے تھا لگا چھونے سے مسروریت اور مسکراہٹ نرمی مرضی اپنی وہ لگا بہکانے میں سانسوں اسکی کو خود وہ اور گئ۔۔ رومشک تمھیں چلو۔ لیا آپکا میں بازوں اسکو ۔۔ اور ہوا دور سے تھا وقت کا صبح تو۔۔ نکلا باہر وہ کر دبا آنکھ ۔ ہوں کراتا ناشتہ جبکہ تھا نہیں کوئی باہر تبھی تھے میں کمروں ہی سب اور تو گا لے دیکھ ایسے انھیں کوئی تھی رہی ڈر روشانے ۔ آگیا میں بچن کر لے سے سہولت اسے وہ مگر گا سوچے کیا کر اٹھا انڈے لیے کے بنانے ناشتہ کر بیٹھا پر کیبنیٹ اسے اور ناکامی اور لگا کرنے کوشش کی پھوڑنے انڈے سے مہارت بڑی ہوا۔ سامنا کا

کی بننے زیادہ گئے ٹوٹ ہی میں ہاتھوں اسکے انڈے کیونکہ نہیں
تمھارے لیکن بنانا انا دیکھائی چھری اپنے "ہے نہیں ضرورت
اور ۔ دی سکھلا وہ و و اور بولا وہ " ہوں رہا کر تو کوشش لیے
۔ تھا کیا پیار سے شدت بڑی کو مسکراہت اسکی نے زریاب

آپ ہے کرنا ناشتہ نے میں گئی۔ کر دور کر جھٹک اسے وہ " آو
۔ بولی کر بنا منہ وہ "ہیں دیتے کر ختم ۔۔ انرجی ساری میری
تو پڑا بن نہیں کچھ جب سے اس اور لگا بننے زریاب جبکہ
ناشتہ ہی کو روشانے

۔ تھا پڑا بنانا

شرمائی شرمائی وہ اور ۔ رہا کرتا خانی چیڑ ساتھ اسکے زریاب جبکہ رومینس عام کھلے میں کچن ۔۔۔۔۔۔ چلنا رومنٹک ہائے ۔ تھی کی آپ۔۔ ہے بہتر سے

۔۔" جائیں میں کرے

" نے تم دیا ڈرا ۔ پلٹے کر گھبرا دونوں وہ کر سن آواز کی ایان کریں ایسے کام جب بولا دیکھتا سے حیرت خوشگوار اسے زریاب زریاب اور گھمائی آنکھیں نے ایان "ہی گے ڈریں تو گے

دیا نیس

حیدر وہ ۔ بولا کر دبا آنکھ وہ " ۔۔ ہوں رہا کر سے حق پورے ۔ ہوا گیر بغل ہوئے ہنستے وہ بھی پر آپ گیا ہی چڑھ اثر کا بھائی جو تھا آیا فرق کافی بھی میں . لگ مختلف بہت سے پہلے جبکہ دیکھا بڑا سے عمر اسکی ہیلتھ اور۔ بریڈز ہوئی بڑھی تھا رہا اسے زریاب " والے آنے نہیں تم لگا تو ہمیں ہو کیسے تھیں۔ رہیں اس تک جب نام۔ انکا ہے بھائی حیدر بولا۔ ہوئے سوچتے کچھ بٹتے وہ لیں منوا نہ جب جائیں چمٹ کو جس وہ بات اپنی سے لگے نہ برا جان بھی بھا ۔ ہلایا سر میں نفی نے ایان " ہیں نہیں سے وجہ کی فلائیٹ دیں دے مگ کا کافی ایک بھی مجھے تو جبکہ بولا سے مسکراہٹ سی ہلکی وہ "ہے رہی ہو تھکاوٹ ہنس روشانے

پڑی

کہیں ہی روشانے مجھے آپ ہے عجیب کتنا جان بھی بھا تھوڑا وہ
اور گیا ہلا سر کر مسکرا ایان تو بولی کر بنا منہ "مہربانی بہت
چلی لینے مگ کا کافی روشانے

گئی

گئے بیٹھ پر صوفے رکھے میں لاونج دونوں وہ طرف دوسری اور
پر۔۔ آواز کی نور کہ تھے ہوئے لگے ہی میں باتوں کچھ اب
۔ گئی رک طرف دوسری نور جبکہ دیکھا کر مڑ نے زریاب

بولی سنبھالتی کو خود وہ۔۔ سے توقف کچھ "ہیں کہاں بابا زریاب
کافی سے روشانے پھر اور تھا دیکھا نظر ایک بس نے ایان جبکہ
وہ کر تھام مگ کا

۔ لگا پینے کافی
معلوم گئی۔۔ چلی سے وہاں کر ہلا سر نور جبکہ انھیں نے میں
وہ ۔۔۔ وہ کیونکہ تھی شاکڈ کافی کر دیکھ اسے وہ کیوں نہیں
لیدر کالی جو تھا لگتا سا لڑکا نوجان سا ینگ بہت جو تھا نہیں ایان
رہا لگ بڑا کافی سے عمر اپنی اب وہ تھا پہنتا سے شوق جیکٹ کی
اب تھا۔۔ نارمل بلکل وہ دیکھا جانب کی ایان نے زریاب تھا

روشانے وہ " میڈیم ہو رہی پڑھ یہ ہو بھاگتی سے پڑھائی بھی

پوچھ سے

بولا وہ " ہوں میں میں روم ابھی ہے سکتا۔ ہو دیکھا نہیں

مما جب اور ہو والی ممانے میں تو اب پڑھو کیوں میں ۔۔۔ میں

منہ وہ "بھائی ایان ہیں نہیں وڑتے پڑھتے تو۔۔ ہیں جاتے بن

زریاب نے ایان بولی کر پھاڑ

تاب بے کو امڈنے قہقہہ کر دیکھ شکل کی جس دیکھا جانب کی

پھر اپنے تھا

" یہ ہے بکواس کیا گھورا اسے نے ۔۔۔ لیا لگا سے منہ کپ بھی وہ کہیں لگا لگنے ڈر کو روشانے "نہ پڑھائی نہیں اب میں زریاب کا لگاؤ دو جائے۔۔ نہا پر ضد اسی دوبارہ ہے۔ سچ تو ہی یہ تو نے میں نہ ہے کہا ۔۔۔۔ تم گی پڑھو اور تو کھولا منہ آئندہ تھپڑ ویری بولا میں آواز بلند قدرے اب وہ گی کرو لازمی ماسٹرز تم چاہتی گزارنا زندگی گھریلو اور وہ سی اتنی چاہیے پڑھنا تمھیں گڈ ناٹ ہو

بے کو بننے وہ تھا جانتا زریاب جبکہ بولا سے گی سنجید وہ " فائیر ہو بھی کچھ کچھ چاہے پھر گی پڑھو نہیں بلکل میں ہے۔۔ چین ۔ گئی چلی کر اٹھ رک کہہ سے غصے وہ "جائے

لگا بننے کر رکھ ہاتھ پر منہ اور رکھا کپ نے ایان جبکہ

تمھیں چاہیے آنی شرم ۔ بولا کر جھٹک سر زریاب آپ شیٹ دن کے شرم میری کر شرم تو آرد ۔۔" تھی جلدی کیا بھی اتنی دیے۔ آپکا شانے نے ایان جبکہ بولا سے ڈھٹائی وہ "ہیں چکے جا بھی ارادہ کوئی کا وادی شادی نہیں سمجھا وہ " کرو۔ شرم کیا میں سے ہاتھ اسکے اور تھی آواز کی حیدر یہ "ہے مارنی جھک یہ ہے تو آپ ۔ بولا سے سکون لگاتا سے لبوں وہ کر چھین مگ کا کافی

۔ بولا کر بنا :منہ سا برا ایان " ہیں نہیں کم سے طوفان کسی کے سوالوں پہلے سے اس منڈلائے پر سر تمھارے طوفان تو ہاں

“ دو جواب

۔ بولا پھیلاتا پر ٹیبل آگے ٹانگیں وہ

سے سنجیدگی وہ " سوچا نہیں نے میں میں بارے کے شادی۔۔۔
منہ ہی یوں یہ گے گزارو زندگی رونق بے کنوارے سوچو تو بولا
کا پھیرنے مارتے

۔۔"ہے چین

دے لٹکا پر سولی مجھے ماں میری کریں خوف کا خدا بھائی حیدر
گیا سٹپٹا تو ایان "گی

نہیں آور لیا ہاتھوں ارے نے حیدر " ہو۔ مارتے منہ تم یعنی
بننے کے زریاب باری اب جبکہ دیے جوڑ ہاتھ نے ایان " یار
کی

۔ گیا بیٹھ کر پھیل وہ تھی

کر بات ضروری بہت سے تم میں کچھ چاہیے نہیں بھی ہونا گڈ

" اور ہوں رہا

کروں نہیں سوال یہ دوبارہ ہوں کرتا بات ٹوک دو میں سمجھنا یہ

روکا نے زریاب " گے لیں کر بابا جائیں رک بھائی " گا

بنا منہ زریاب جبکہ بولا کر گھور وہ "پیچھے کے بابا کرو چپ تو تم

کچھ وہ پر ایکشن ری کے آبیک نور نے صارم ایان دیکھو ۔ گیا

وہ کیونکہ ہوا " ۔ ہے دی دے ڈائیورس کو - ایان مطمئین

کیا محسوس شاید کو تکلیف اسکی ۔۔ اور تھا رہا دیکھ سا سے حیرانی
نہ کیوں ہی لیے کے لمحے ایک بھلے تھا

۔۔ اور ۔ تھا چکا بدل ایکشن ری کا آنکھوں اسکی میں بعد کیونکہ
آپی نور بھی اب تم تو آئی اینڈ ہیں چاہتے یہ سب ہم کیا میں
سے ان اور بڑھاؤ کو وسط کی محبت اپنی تو ہو کرتے محبت سے
۔۔ سکے کر نہ الگ انھیں دوبارہ سے تم کوئی کہ لو۔۔ کر نکاح

کہنے یہ میں لہجے مظبوط اتنے تب تھی رہی ہو شادی پہلے جب
تیوروں سپاٹ وہ " تھا نہیں کوئی میں ہاؤس مرتضی لیے کے
تو کرتا فیر انٹر پہلے میں معملات کے ہاؤس مرتضی اگر بولا میں

بولا وہ ۔۔" ہوتیں رہی سہی نہ کو شرمندگی کی داغ اس وہ یقینا گئی۔ ہو خاموش ایان بولا ۔ ہے ٹھیک !ترکی با ترکی تمھاری چوائس ہے

شادی توانکی ہو گی۔.

جیسے کیا کہہ سے پرواہی لا وہ " تھا۔۔ مناسب زیادہ تو کرتے تم خاموش - ایان ہو۔ گیا ہو سکون پر خود خود کر چھوڑ اسپر فیصلہ نہ بھی اب وہ اور رہے۔ دیکھتے شکل اسکی دونوں اور رہا بیٹھا تمھاری ہے۔ کام ہمارا یہ بہت بولا سے توقف کچھ " تو مانیں آنا اپنی تو بیٹی کو محبت اپنی بھینٹ کی کی نا آنا اپنی تم . ہاں۔ نہ بولا بھی زریاب " ہے رکھتی میٹر کا آپی نور چڑھایا بھینٹ کی نے کسی تھا نہیں فئیر انٹر کوئی چاچو عارض طرح جس چڑھانا معاملے اپنی

میں۔۔۔۔

تمہارے اختیار میں ہوں تو سارے سوالوں کے جواب لے لینا" وہ آگے مشورہ بھی ے دے معنی خیزی ے گیا جبکہ بھائی ہماری بہن ہے "زریاب اوہ حیدر ڈھٹائی سے بننے لگا جبکہ زریاب کو دیکھ کر آنکھ دبائے تھی۔ تھی میں۔ ایمان بھی تقلی میں بار بولا۔ میں سر ہلانے لگا۔۔

ہم عارض ماموں۔۔

تم انکا نہ سوچو دوبارہ سر اٹھائیں تو نکا کر جواب دینا اور کہہ دینا بھگا کر لے جاؤں گا۔ پھر بیٹھ کر رو لینا آسان مشورہ مفت مشورہ بالکل فیس کے بنا حالانکہ میں کبھی پیسے کے بنا کام نہیں کرتا " وہ جیسے احسان کرنے لگا بڑی نوازش ہے "وہ دونوں بی

وقت بولے جبکہ حیدر فخریہ مسکرا دیا۔ ہم ٹھیک ہے میں تیار ہوں " کچھ دیر بعد وہ بولا تو وہ دونوں ایکدم گھڑے ہو گئے آورد جیو ۔۔۔۔ بہنوئی صاحب وہ دونوں اٹھے اور ایکدم اسکے گرد بھنگڑا

ڈالنے لگے

ایان نہیں دیا نور نے اوپر سے یہ منظر دیکھا تھا اور نگاہ تو ایان کی بھی اٹھی تھی مگر وہ بڑی لاپرواہی سے نگاہ گھما گیا۔۔۔

نور کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اسکے دونوں بھائی کس طرح اسکا رشتہ ایان کے ساتھ جوڑ رہے تھے اور وہ شخص بدل گیا تھا بہت وہ کمرے میں چلی گئی جبکہ نیچے حیدر اور زریاب نے ہنگامہ مچایا ہوا تھا جو رفتہ رفتہ سب کو کمروں

سے باہر نکالنے کا سبب بنا۔۔اور سب ہی ایان کو دیکھ کر کافی خوش ہوئے تھے

۔

بات بڑوں میں نکلی تو عارض خاموش ہی رہا۔

بات بروں میں ی وعاری خاون--

بتائیں عارض بھائی کیا آپ میرے بیٹے کے حوالے اپنی بیٹی کرنا چاہیں گے میرا وعدہ ہے اسکی آنکھ کو بھی بھیگنے نہیں؟ دوں گی"۔وہ بولی اور زین مسکرا دیے تھے۔اور عارض خاموش بیٹھا تھا۔۔۔۔جبکہ سالار کبیر

مجھے منظور ہے۔اور میں معافی چاہتی ہوں کیا شاید زندگی میں کبھی عارض نے آیت کی جانب. عمل میں نے پہلے تم پر اعتبار نہیں اعتبار بھی یہ گلٹ

میرے سینے سے نہ نکل سکے"۔دیکھا جبکہ آیت نے اسکے کسی کے کسی بھی فیصلے کو آج اہمیت نہیں دی تھی ساری زندگی اپنے اسکے حکم پر ہاں کی تھی جو اپنے کہا جیسے کہا سب ویسے ہی لیا مگر اب۔۔وہ اپنی بیٹی کا فیصلہ اپنے دل سے لینا چاہتی تھی اور شاید لے چکی تھی۔

گڑ میں تمھارے ساتھ ہوں اس فیصلے میں "سالار سب سے پہلے بولا اور رفتہ رفتہ سب بولے تو اسکا حوصلہ کھلا تھا

ٹھیک ہے۔۔میں راضی ہوں "عارض کچھ توقف سے بولا جبکہ ایان طنزیہ مسکرا دیا۔۔

بیٹی کو برباد کر کے اب راضی ہوا جا رہا ہے وہ اٹھ کر ان سب کے بیچ سے جبکہ اون میں اگر اپنے سیگریٹ نکال کر لبوں میں دبایا۔۔تو اپنے پیچھے کسی کا احساس ہوا وہ جانتا تھا کون ہو گا۔۔۔

چلا گیا

شادی کے لیے ہاں کیوں کر رہے ہو بدلا چاہتے ہو "نور کی اواز پر وہ مڑا ہاں "ایک لفظی جواب دیا۔نور حیرانگی۔سے اسے دیکھنے لگی۔ہاں اپنی بے عزتی کا بدلا اور آپکے باپ کا ٹوٹا کھرا دیکھ کر کچھ دلی تسلی ہوئی ہے اور آگے اس سے بھی زیادہ توڑ دوں گا"۔۔تو تم بھی صارم جیسے نکلے ہاں مرد ایسے ہی ہوتے ہیں۔میرے بھائی ایسے نہیں ہیں "نور نفی میں سر ہلانے لگی جیسے اسکی بات سے

انکاری ہو۔

اگر میری بہن ہوتی تو وہ بھی یہ ہی کہتی "وہ شاید کچھ زیادہ ہی بدل گیا تھا

جواب پر جواب تیار تھا

کر سن یہ لگا اچھا : لیتی کر حامی کروں نہیں شادی سے تم میں
کون ہی کہتا تو کہا سے غصے نے نور "گی .آپ اگر کر کا آنا اگر
ہیں بیٹی کی عارض کہ

" تمھارے وہ ہیں ماموں

سے لحاظ ذرا اور سے احتیاط تو بیوی والی ہونے میری آپ اور
وہاں ہی چھوڑ پر منہ اسے دھواں کا سیگریٹ وہ "کریں بات
۔ تھی بنا حقہ نور جبکہ کیا ہے پیچھے سے

انکار کے اس بار اس مگر پھر بار ایک تھی چاہتی کرنا انکار وہ
کمزوری میں
گیا ہو کیا گئی جھٹک سر وہ تھی رہی ہو ایمپریس وہ کیا تھی کیوں
سے قصے وہ "نور تم ہو ؟ ہو پائی ہے ہو ہو گئی ہو پاگل ہے
رہی سوچ کیوں ایسا پھر تھی نہیں بچی وہ بولی۔۔ ہی سے خود
جیسے تھا ایسا بلکل اب انداز اسکا مگر تھا چھوٹا سے اس وہ ۔ تھی
چاہتے نہ ہو تھی رہی سوچ کو اسی وہ بھی بڑا بہت سے اس وہ

اسکی کہ تھی گئی کہہ آیت اور تھی بارات کی حیدر آج ہوئے
ہو ہی آج بارات گئی کہی آیت اور تھی بھی

۔ تھا رہا سا ڈر دل اسکا کرے کیا تھی پارہی نہیں سمجھ وہ
وہ تھا رہا ٹوٹ وہ تھا وقت کے صارم جمود جو وہ تھا رہا دھڑک
۔ تھی پریشان وہ تھی رہی گھبرا

تھی رہی بھاگ نیچے وہ بولی میں عجلت وہ " مت بھاگو روشانے
تھا رہا جھاڑ ایسے اب جو ٹکرائی ہی سے زریاب کر جا سیدھا اور
دی مسکرا سا ہلکا سر،وہ بھی پھر اور ہے میں کنڈیشن کسی وہ کہ
منہ جھاڑ کیا محسوس اپنے

۔ ہو مسکرائی بعد برسوں ہاکی سر ہے پھرتی پھاڑ

لگی دیکھنے کر گھبرا ذرا تو ہوا محسوس کوئی میں پہلو اپنے اچانک
رہی ہو سوار پر اعصابوں کے کی شخصیت اسکی تھی مانتی وہ ۔۔
۔ " لگتی نہیں بری بھی اتنی ہوئی مسکراتی نور تبدیلی ۔ تھی

الفاظ کے صارم میں دماغ اسکے اچانک " ہے مطلب کیا ک۔۔۔
تھا بولا ایسے بھی وہ وہ جو تھی بدصورت وہ کیا لگے گوجنے

گھیری وہ "ہے ہوتی محسوس چمک ی چاند کرو۔۔ رہا مسکراتی
بولا سے سنجیدگی سے بہت نظروں

جواب کر سنبھل وہ " کرو۔ مت . بکواس سے مجھ تم ت۔۔۔
جائے دی عزت جتنی کو شوہر ۔ ٹوکا اپنے آپ ۔ لگی دینے
کو نام میرے نکاح ویز اپنی ہے کرتی حاصل محبت اتنی عورت
پر نامے تھا ہونا ہی میرا مت گھبرانا دیکھ جوڑتے ساتھ اپنے
آتا۔۔۔ نہ میں میچ باپ تمھارا اگر ھیں میرے

کر بڑھا ہاتھ تھا پر انتہا کی جرت وہ جبکہ . تھی کھڑی جونک وہ
گیا۔۔ نکل سے پہلو وہ کر چھو سا ہلا گال اسکا

Last Episode part 1

تھی نہیں ہی چاہتی وہ تھا دیا کر انکار سے جانے پارلر نے نور
اور نے حصہ میں چیزوں سب ہی ویسے وہ سے پھر بار ایک کہ
کسی پھر اسے کر جا آگے

تبھی . دیے۔ تکلیف سے پھر اسے جو ہو سامنا کا مصیبت ایسی
۔ تھی رہی جا پارلر لائبہ البتہ تھا دیا کر انکار اپنے

پر جرتوں رات کی حیدر وہ تھی ساتھ اسکے بھی روشانے اور
اسکے ہوتا ہی باہر سے قابو وہ آج کہ کجا تھی پریشان طرح بری
مگر تھا ہٹایا کر رگڑ رگڑ اپنے جسے تھا گیا پڑ نشان بھی پر گال
پہنا ماسک اپنے تبھی تھا والا بننے نہیں کبھی ایسے نشان کا مہندی

انکی چز فار کی حیدر کہ تھے ہی میں راستے وہ ابھی اور تھا ہوا
لگایا بریک کو گاڑی فورا نے ڈرائیور رکی آکر سامنے کے گاڑی
وہ لگائے گلز گا سیاہ میں شرٹ جینز سیاہ اترا۔۔ سے گاڑی وہ اور
لائبہ وہ اور تھا آرہا پاس اسکے ہوا چلتا میں دھوپ چمکتی اس
گیا کھینچ باہر اسے کر کھول دروازہ کا گاڑی والا کیطرف

تمھارا میں کھولا منہ نے تم روشی چلائی۔۔ روشانے " بھائی حیدر
ہٹاتا گلز گا وہ "گی رکھو یاد گا کروں حشر وہ
لگا دھمکانے

کو سالار ہے۔۔ تھے روشانے جبکہ " یہیں روکیں یہیں آپ
لگی۔ کرنے کال

بعد تو کو چیونٹی اس اسے کرو دفع ۔ ہیں رہے کر کیا یہ حیدر ہاتھ سے اس وہ " گے جائیں نہیں ہم حیدر ۔" گا دیکھو میں اسے سے حصے دو - - "- تھیں۔ کی ایسی تیری ۔ لگی چھڑانے جبکہ ۔ تھا چکا اٹھا ہی سامنے کے ڈرائیور اور روشانے میں بازو ۔ تھی ڈالی۔ سن روداد ساری کو سالار سے پٹ نے روشانے میں گاڑی اس حیدر اور ۔ لگا بننے کیسے منہ نیچے ڈرائیور جبکہ جا۔ وہ جا یہ کر ڈال

آپ آپ آپ کیا چاہ رہے ہیں کیوں لائے ہیں ہمیں اپنے ساتھ آپکو شرم کیوں‌کیوں نہیں آتی حیدر " وہ اپنا چہرہ چھپا گئی۔

۔

۔وہ کچھ اور سمجھ رہی تھی اور جو وہ سمجھ رہی تھی حیدر فلحال وہ سب کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا اسکی سوچ پر نہی دباتا ہوں۔۔ گاڑی ڈرائیو کرنے لگا جب اپنے اپنا چہرہ تھک کر اپنے ہاتھوں سے آزاد کیا تو اسکی جانب دیکھنے تھی۔ مارک کیوں پہنا ہوا ہے" مر تعجب سے پوچھنے لگا۔ جبکہ۔۔لائبہ نے غصے سے مارک کو کھینچ کر اتارا اور حیدر بڑی گھیری

نظروں سے اسکے گال پر نشان دیکھنے لگا ۔ یہ کس۔۔ ماہ پرش نے اتنا زبردست مارک دیا ہے تمھیں۔۔ دیکھو کتنی خوبصورت لگ رہی ہو " وہ ایک آنکھ دباتا اسکی سیٹ کے اوپر لگا شیشہ ہاتھ مار کر اسکے سامنے کرتا بولا ۔ پارلر والی کیا سوچے گی ہمیں تو نہایت بے شرم اور بے ہودہ لگ رہے ہیں۔ یہ خوف تھا " ۔۔ وہ منہ بنا کر شیشہ بند بند کر گئی۔۔ اپنے کیا سوچنا ہے بس

اتنا ہی سوچے گی کہ بارات سے پہلے ہی و ی ی ی " - وہ
معنی خیزی سے بالوں میں ہاتھ چلاتا بات ادھوری چھوڑ

بازو اسکا میں عجلت وہ " تھا ہوا نہیں کچھ ایسا نہیں جی ۔ گیا
ایک لائبہ بہ ۔ چہ چہ چہ نہ ہے لگتا تمھیں تو یہ گئ۔۔ جھنجھوڑ
نہ تمھیں ویسے بیٹھی کر ارتکاب کا گناہ بڑے کتنے تم پھر بار
ہو پہنتی کپڑے کیسے گی جاؤ میں جھنم پکا گی ملے نہیں معانی
سکون نکالتا دم اسکا وہ " اپنا مجھے نے تم ہے دیا کر لالچی

تھا رہا بول کر بنا بنا منہ سے

ایسا ایسا۔۔۔ لگیں نے بھر دیکھتے ہی دیکھتے آنکھیں اسکی جبکہ
سر حیدر جبکہ منمنائی وہ ۔۔" کیا نہیں کچھ نے ہم ہم ہے نہیں

۔ گیا جھٹک

کر لے کہاں آپ مارا پھپڑ پر بازو اسکے سے پھر نے لائیہ جبکہ
اسکا وہ ساتھ میرے گی چلو میں جنت . " ہمیں ہیں رہے جا
کرتا پیار پر ہتھیلی اسکی کر تھام ہاتھ

دی مسکرا بھی خود لائبہ لگا پوچھنے سے نظروں مسکراتی

وہ" گے جائیں ساتھ کے آپ وہاں ہم گے کہیں آپ جہاں
جبکہ لگا کرنے ڈرائیو کرتا پیار پر کلائی اسکی سے پھر حیدر بولی۔۔

کرتے غصہ ہی پہلے وہ گے کریں غصہ انکل سالار دیں بتا پلیز
! پر آپ ہیں

دیکھا جانب اسکی سے سنجیدگی نے حیدر اور بولی سے آہستگی وہ
تم آئندہ لیکن نہیں ضرورت کی کہنے سب یہ مجھے تو دیسے دیکھو
۔۔۔ کرنا مت فائیر انٹر میں " معملات ان

سنجیدگی کچھ وہ ہے۔۔۔۔ پسند ہی ایسے مجھے وہ اور ہے باپ میرا
گئی سنبھل لائبہ " کی نہیں تو برائی نے ہم ۔ بولا سے غصے اور
سے اہستگی وہ ۔۔"سوری لگا نے کھور وہ "سکتی نہیں بھی کر تم ۔
میں سچ ہم تھا چکا چھوڑ ہاتھ اسکا کر ہلا سر حیدر جبکہ بولی۔
رکھ انگلی پر گال نے حیدر تو بولی وہ "حیدر پلیز ہیں سوری

شرارت پھر بار ایک میں آنکھوں " جائے بن بات شاید ۔ دی
گے کریں نہیں ہم ۔"گے اٹھی۔۔ ناچ
گئی۔۔ بیٹھ کر موڑ رخ وہ مگر گھورا۔۔ نے حیدر گئی مکر صاف وہ
وہ " واٹ دوسرے نے میں تو تمھیں "ہے دینا کر موٹی دن
اچھلی پر بات اسکی
" ہو سمجھدار

اسکے نے لائبہ جبکہ اٹھا لگا قہقہ شاندار پر سمجھنے فورا اسکے حیدر
لیا روک کو زبان اس تو دی برسا لکھے سے زور کبھی زور پر بازو
بولی۔ روکتی مسکراہٹ وہ "کریں

تو نے میں ۔ تھا رہا دیکھ . ہی اسے سے آنکھوں چمکتی حیدر جبکہ
بنا تمھارے لیے کے رہنے ساتھ تمھارے تمھارا ہے کیا انتظار
چپ میں رہو چپ میں ہو کہتی تم اور لیے کے کرنے بات تھا
ڈھونڈتی میڈیم گے جائیں ہو ختم رنگ کے تمھاریزندگی تو رہا
جو کو رنگوں ان کی پھیرو

رہ دیکھتی اسکو ۔۔ لائبہ جبکہ بولا وہ ۔"ہیں سے ہونے میرے
گئی۔

ہیں اسکی غلطیاں ساری تھا لگتا ایسا تھا کرتا بات کی ماضی وہ جب
کو آپ ہم حیدر . وہ اور سے اس تھا کرتا انتہا کی محبت تو وہ

حیدر کہ رہی سمجھتی ہمیں چاہیں جیسے آپ سکتے نہیں چھوڑ کبھی
اور بولی وہ کریں تک گا۔۔ ہوئیے نہیں چپ ہے۔۔۔ گیا بدل .
تھا رہا کر ضبط ملی اپنی حیدر گی ہو ملی . نہیں کو کسی . کبھی آپ
تھی لڑکی تو ہی اتنی

ایکسٹرا حیدر یا تھی بیوقوف وہ نہیں معلوم اب تک۔۔ آج
تھا سمارٹ

اور ہوئی۔۔ کی سرخ وہ جبکہ ۔ بولا سے مزے وہ بھی کو رات
دیکھنا چاہیے ہونی بیوی ایسی واہ / ! گی ہلا گردن سے آہستگی
کر جھک سے پھر پر ہاتھ اسکے وہ " تم اب ہو نا ہوا جنتی کنفرم
ایکدم کو کھلا تک لائبہ جبکہ گیا لگا گاڑی کرتا۔۔ پیار کر کر پیار
اسے اور ہو۔۔ گئی ہو سے کہنے کے حیدر جنتی وہ جسے دی۔ بیک

ہی جلد لیکن گا ہو ہی وہ بس دیا کہہ نے حیدر جو تھا آگیا یقین کیوں وہ تھے کھڑے باہر کے جیل وہ کیونکہ تھی سمٹی مسکراہٹ اسے یہاں لایا تھا

وہ سوالیہ نظروں سے اسے دیکھنے لگی جبکہ حیدر گاڑی سے اترا تو قدرے لگا۔ مختلف

کیوں یہاں ہم ا تھا ہوتا وہ جیسا تھا رہا لگ نہیں ویسا بلکل وہ حیدر ویٹ ۔ بولی تھامتی ہاتھ اسکا سے آہستگی وہ "ہیں آئے ابھاگتا آدمی ایک پھر اور لگا دیکھنے ادھر ادھر سے نظروں سپاٹ گڈ ویری ۔ ہے چکا ہو کام کہ بتایا اسے اور پہنچا تک اس ہوا لگتا مجھے لگا پڑھنے انکو اور لیے پیپرز نے حیدر " دیکھاؤ پیپرز

اب لائبہ جبکہ بولا وہ " گا جائے ہو جلدی اتنی کام یہ تھا نہیں
گئی۔ کی سہم یہاں وہ تھی کھڑی پھینکی سے بازو اسکے بھی

۔ تھی

۔ پلٹا کر لے اسکو ہوا مسکراتا - حیدر اور

باہر وہ ہی جیسے جبکہ ۔ پلٹا کر لے اسکو ہوا مسکراتا - حیدر اور
طرف انکی میں وردی کی پولیس نوجوان خوبرو ایک آئے

بات میں وکالت کوئی آپکو صاحب حیدر گیا ہو زبردست بڑھا
صرف وہ جبکہ بولا سے دلی خوش زوہیب ۔ " سکتا دے نہیں

نے حیدر " پھر ہو تیار تم تھی۔۔ رہی دیکھ لائبہ اور ۔ مسکرایا پوچھا

کر کہہ وہ " پر جگہ اسی ہوں آتا میں چلیں آپ پرسنٹ ہنڈورڈ وہاں کر بیٹھ میں گاڑی حیدر طرف۔ دوسری اور ۔ گیا چلا اندر مجھ کچھ وہ بولی نہیں کچھ سے اس کے لائبہ اور گیا چلا سے طرف۔۔ دوسری اور تھی پاری پا نہیں میں علاقے سنسان ایک بعد کے ڈرائیو کی منٹ دس گاڑی حیدر تھا۔ میدان کھولا یہ ایا لے

دولمبے ابھی اور اترا سے گاڑی حیدر تھا رہا لگ غلط کچھ کو لائبہ نوجوان وہی اور آئیں ۔۔ گاڑیاں کی پولیس دو تھے گزرے ہی

کی لائبہ لائکہ تھا چکا ۔ وہ تھا رہا پکار زوہیب حیدر کو جس
کر گھسیٹ سے گاڑی پکڑے سے گریبان کو معیز باہر آنکھیں
کر سلا سیگریٹ حیدر طرف۔۔ دوسری آئیں نکل ہر پھینک نیچے
آگیا۔ قریب کے معیز سے سکون اور گیا دیا میں لیوں

۔ تھا رہا پکڑ پاؤں کے حیدر کہ جو
سے میں ہم ساتھ تمھارے دو چھوڑ کو بیٹے میرے دو چھوڑ مجھے
بیٹے باپ دونوں ا . باپ دونوں ہم کیا نہیں کچھ سے نے کسی
۔ ہیں قصور بے
۔ لیے پکڑ پاؤں اسکے نے معیز

قصور بے تم کیا۔۔ نہیں کچھ ساتھ میرے نے تم ہے سچ یہ ہاں
ہے۔ چکانا کا بیوی میری تمھیں تو قرض بولا سے سکون حیدر ہو
پر بیوی اپنی تو رکھتا نہیں ادھار میں رکھنا یاد بات ایک اور ۔
ادھار کوئی بھی

تھا بولا دیکھتا اسے بھرتا کش سے سکون وہ " گا چھوڑوں نہیں
اسکی ۔۔ جبکہ ۔ بڑبڑایا وہ ۔۔" بیوی ۔ سمجھا نہیں کچھ معیز
سامنے کے لائبہ کر۔۔ ہلا سر اور ہنسا سا ہلکا حیدر پر یاداشت

تھی رہی دیکھ نظارہ یہ بنی بت سے شیشے کے گاڑی جو ۔ ہٹا ے
کر دیکھ کو لائبہ معیز

ایکدم جیسے حیران رہ گیا اور دوسری طرف ارہم بھی یاد تو تمھیں سب ا گیا ہو گا" ۔۔ وہ دوبارہ اسکے سامنے اگیا ۔ مجھے معاف کر دو۔۔ معیز نے ہاتھ جوڑ دیے ۔ ہاں اگر تم اس سے مانگو گے تو تمھیں ضرور معافی ملے گی دل سے معافی مانگو اور سکون سے دنیا سے رخصت ہو جاؤ ۔۔" ۔ اپنے انگلی کا اشارہ اسمان کی طرف کرتے کہا او ا اور ۔۔ زوہیب سے گن لے لی

جبکہ لائبہ کے وجود میں حرکت ہوئی۔ اپنے گاڑی کا دروازہ کھولنا چاہا مگر وہ تو گاڑی لاک کر چکا تھا

نہیں

اسکے لبوں سے بے ساختہ نکلا۔۔ کوئی کیسا بھی تھا وہ اپنے حیدر کے ہاتھ خون سے رنگنا نہیں چاہتی تھی۔ لائبہ۔۔ لائبہ مجھے معاف کر دوں مجھے جیل میں ڈال دو میں اپنے حصے کی سزا بھگتو گا مگر مجھے مارو مغیز"۔۔

چلا چلا کر بول رہا تھا لائی حیدر کو پکار رہی تھی مگر آواز تھی کہ لبوں سے جدا ہی نہیں ہو رہی تھی۔۔اسکے کانوں کو اپنی آواز خود سنائی نہیں دے رہی تھی تو سامنے کی والے کو کیا سنائی دیتی۔حیدر نے کن لوڈ کی

اور دو فائر معیز کے ہاتھوں پر اور دو ہی فائر ارہم کے ہاتھوں پر مار

دیے۔

۔ تھی واضح چیخ کی لائبہ "حیدر

دیکھا کر مڑ نے۔۔ حیدر

اسکی نے حیدر ۔ تھی رہی ہلا سر میں نفی رہی رو طرح بری وہ
۔ گیا مڑ اور کی لوڈ گن پھر بار ایک دیکھتے میں آنکھوں

کیا ساتھ میرے نہیں معلوم تھا چاہیے نہیں چھونا اسے تمھیں
وجود اسکے ہے۔۔ کرتا دل میرا ھے چھوتا اسے جو ہے تکلیف
اور رہے نہ قابل دیکھنے کو آپ اپنے کہ دوں کر چھید اتنے میں
کہاں سے کہاں وہ سے وجہ تیری

۔ گئی ہو الگ سے ماں اپنی پھر پھیری۔۔
ہے۔ لعنت تو رہا سبب کا تکلیف میں آنکھوں اسکی بہنا میری تیرا

خوان فائر زبردست ایک ۔۔ اور رکھی بندوق پر : پر کنپٹی اسکی
. اور گئی پھیل گیا ہو پار آر کے پر ریت بکاری پرکاری ایک کی
رہ پھٹی ہی یوں آنکھیں کی معیز کنپٹی معیزانی اور ہوا

میں

اپنے " ہر مجھ

اور تھا اٹھا بلبلا پر موت کی باپ جو دیکھا جانب کی ارہم اپنے
اسکی اپنے کے تک یہاں ۔۔ اور ہاتھوں ٹانگوں کی ارحم بعد اسکے
میں جسم اسکے ہوئے کرتے پوری بات اپنی البتہ لی نہیں جان

جلد سے مگرا تھا رہا بھر تو سانسیں دو سے جس ۔ دیے کر چھید
جاتا۔ مر تھے جاتا جایا کر لے نہ ہسپتال
جاتا۔ مر

تھی رہی دیکھ منظر یہ پولیس۔۔ کھڑی گرد ارد اسکے اور زوہیب
جھاڑ ہاتھ ۔۔ اور لگائی۔ گن میں ہولڈر گن سے اسکون اپنے
پر پیشانی کی اس زوہیب ۔۔"اوکے از تھنگ ایوری جاؤ رہے
سکون وہ بھی بعد کے کرنے کام یہ کہ پوچھنے کر دیکھ تیوری
۔۔۔۔ تھا نہیں میں

۔ لگا

۔" نہیں ۔ دیا نہیں وہ پر سوال کے حیدر "ہو شدہ شادی
اپنے اور ہنسا وہ " اوکے ناٹ از تھنگ ایوری کیونکہ ۔" ۔ گر
تھی بیٹھی جھکائے سر بنی بت جو دیکھایا کو لائبہ پیچھے

۔۔" ہے کیا لئے کے بیوی اپنی نے آپ سب یہ بٹ " پس او
کیا ڈیفینڈ اسے نے زوہیب

وکیل خور رشوت کرپٹ ایک میں ہے فرق بہت میں دونوں ہم
ڈاکٹر والی دینے رو ساتھ کے مریضوں کی معصوم ایک وہ اور
ہے۔ ہوتی فالتو بھی ویسے رگ ایک تو کی ڈاکٹروں اور ۔ ہے
جانور میرا ہیں فالتو رکیں پانچ چار نہیں ایک کی محترمہ ان اور

مسکرایا سا ہلکا وہ " ہوں جانتا میں گی پائے نہیں کے شہر وہ پن
تھا رہا سن سے دلچسپی زوہیب
یہ وہ تاکہ لگا کرنے سوال وہ "لائے کیوں یہاں انھیں آپ تو
وہ ۔ " ہے زندہ قاتل کا ماں اسکی میں دنیا کہ سوچے نہ دوبارہ
آیا شکر وہ " جائیں۔ مان والف گیا ہلا سر زوہیب کیا آپکا شانے
۔ دیا نہیں حیدر جبکہ
آئے سمجھ ۔ تمھیں بعد اسکے لو کر شادی کی آپ کے ہوپ آئی
آسان بھی کہتا تھینکس اسے کر تھپتھپا شانا اسکا دباتا اتنا یہ گی
پینٹ اپنی پیپر گورنمنٹ جبکہ ۔ کیا مڑ سے وہاں آنکھ وہ " نہیں
اجازت کی کے انکاونٹر کے معیز پر جس لیا رکھ میں پوسٹ کی
تھا بھی مارا اسے اپنے اور تھی نہیں کی ارہم البتہ تھا چکا لے وہ

گیا ہو سوار دوبارہ میں گاڑی کر مڑ وہ
چکا ڈال پر راستے کے پارلر دوبارہ وہ کے کر سٹارٹ گاڑی اور
ہاتھ اسکے بولی نہیں بھی لفظ ایک ۔۔ لائبہ طرف دوسری تھا۔
اپنے گا جائے گھٹ دم اسکا تھا رہا لگ اسے اور تھے رہے کانپ
کی ماں اپنی وہ تھا دیکھا نہیں پن وحشی اتنا بھی پہلے سے آج
رہا دیکھ بار بار اسے حیدر ۔ تھی بھولی سے مشکلوں بہت موت
چالیس میں جب اور . اور ۔ تھی بیٹھی جھکائے : مر لائبہ مگر تھا
جبکہ حیدر اور بولی نہیں وہ بھی لفظ ایک میں ڈرائیو کی منٹ
پارلر

ہوش جسے لگا دیکھنے جانب اسکی کر روک گاڑی تھا۔ چکا پہنچ تک
لوگوں ان وجہ بلا ہے۔۔ گئی پہنچ اپرا کر پار گاڑی کہ تھی نہیں
وہ جو ہیں چکے گزار سے تکلیف تمھیں جو مناؤ نہ غم کا

لچک بے لہجہ تو ۔ بولا وہ " ہے ملا ہی وہ اسے تھا کرتا رد ڈیز
پورا چلائی۔۔ سے غصے دم ایک وہ "ہے کیا قتل نے آپ ۔ تھا
کیا تو دل لگا چلانے ہاتھ پر بریڈز حیدر اور تھا تر سے آنسو چہرہ
ایک

دے۔ مار ہی پھر

حیدر ہے ذہین اتنی ہے ڈاکٹر وہ تھا سکتا کہہ کون کو لڑکی ایسی
تو پتہ نہیں کچھ تمھیں جب ۔ تھی ترین علمی وہ نزدیک کے
سمائیل آج ہماری ہے شادی کرو اختیار خاموشی

ایکدم لائبہ کہ بڑھاتا ہاتھ لیے کے چھونے گال اسکا وہ ۔۔ کرو
دور
۔۔۔۔ ہوئی

وہ ہیں گئے رکھے سے خون ہاتھ آپکے چور رہیں دور سے ہم
چھوڑتے زندہ یہ مارتے انھیں۔۔ ہم تھے قاتل کے ماں ہماری
دینے مار کو کسی ہیں کون ہوتے آپ نہیں آپکا تھا مسلہ ہمارا یہ
آپ ۔ لگا دیکھنے اسے سے خاموش حیدر ۔ چلائی وہ " ۔ والے

چاہیے ملنی بھی آپکو تو ہزا اور دی رو طرح بری وہ "ہیں قاتل
وہ گئی بھاگ سامنے اور۔۔ نکلی سے گاڑی وہ کر کہہ ۔۔ پھر
اندر وہ لیکن نہیں۔۔ یہ گی ہو اندر،روشانے تھی جانتی نہیں
دو بیقوقت سے کیس کے سیگریٹ نے حیدر سرا تھی۔ گئی بھاگ
سیگریٹ دو وہ کر دے شعلہ ساتھ ایک انھیں اور نکالی میں سیگر
اور اتارتا اندر اپنے ساتھ ایک دھواں کا

آرام دیر کچھ شاید تھا گیا اگھر اپنے وہ میں دیر ہی کچھ نکالتا باہر
چاہتا کرنا

تھا

کے اذیت ذہنی بھی بعد کے مشقت جسمانی آپ اوقات بعض

چین باعث

سکتے۔۔ بیٹھ نہیں سے

۔ گیا سو ہی جلد وہ اور

اسے تھا ہوتا پریشان اور تھیں جاتی اڑ نیندیں کی لوگوں جبکہ

تو ہوتا پریشان جب تھا شخص واحد وہ مرتضی حیدر اور بہت

۔ تھی اتی نیند گھیری اور اچھی

پیچھے اپنے جبکہ ۔ تھا رہا کر بات سے کسی کھڑا میں لون ایان
اپنے کر دیکھ کو عارض اور مڑا تو ہوا احساس کا موجودگی کی کسی
دی کر کٹ کال کر بنا منہ سا برا

دو نے عارض " گے جاؤ لے ساتھ اپنے کو نور بعد کے شادی
۔ بولا میں تیوروں سیاٹ وہ "ہے مسلہ کوئی ہاں . پوچھا ٹوک
۔ بولا سے توقف کچھ اور گیا ہو خاموش عارض
حاکمیت میں محبت اس شاید اور ہے محبت بہت سے بیٹی اپنی مجھے
مجھے تو کیا۔۔ خم سر آگے کے بات میری اسنے ہمیشہ کیونکہ تھی
اسکی تو بنتا باپ ہوں۔ گیا بن مالک اسکا نہیں باپ اسکا میں لگا
مالک اسکا نے میں لیکن تا دیتا اہمیت کو بات اسکی پسند نہ پسند

بے سے اس میں کہ تھی تسلی یہ میں دل اور سوچا سب کر بن

پناہ

ہوں۔ کرتا محبت .

۔ رکا وہ ۔۔"چاہتا میں

۔ تھا کھڑا خاموش ایان

یہ چھتا ہو سے لاپرواہی کہ تھی امید تو ہوتا حیدر یہاں البتہ ہاں

اسے کھڑا خاموش تھا ایان وہ مگر " مقصد کا سنانے مجھے لیلا رام

رہا سن

تھا

سیٹ ہمیں تم جائے۔۔ نہ دور سے مجھ بیٹی میری ہوں چاہتا میں
۔۔" سکوں دیکھ اسے روز میں تاکہ رہو رہو یہیں۔۔ جاؤ ہو
کی نور پہلے سے سب مجھے ۔ تھا بولا سے اہستگی ذرا معارض
نہیں بنا کے آپ وہ اور ہے دینی اہمیت کو خوشی

میں . نہیں غم ہوں چاہتا دینا خوشیاں اسے میں اور سکتی رہ
کہا یہ مجھے نے آپ کہ نہیں سے وجہ اس گا جاؤ ہو سیٹ یہاں
گی۔۔ ہو ہی بیہ پہلی کی بیوی والی ہونے میری کہ سے وجہ اس

غلط اپنے عارض جبکہ گیا چلا سے وہاں کر کہہ وہ بہ خواھش ۔
(۲) گیا رہ پشتاتا پر فیصلے

۔ تھا کیا فیصلہ کا صارم کیوں اپنے آخر
کے گرد ارد نے مگ جگہ کی ہاؤس مرتضی تو آئی۔۔ اتر رات
بھی کو گھروں

۔ دیا جگمگا

اور تھے غائب صاحب حیدر کیونکہ تھا چکا تھک بلکل زریاب
بارے کے پاکستان یہاں اسے عمر تھا رہا کر پیلاپ اسکی ایان

. میں کاموں خاص کچھ وہ تبھی ابھی نہیں معلومات زیادہ میں
۔ آیا میں کمرے وہ سکا ہو . نہیں شامل

تھی نہیں آئی تک ابھی تو روشانے نکالے کپڑے اپنے اسنے اور
خود وہ کبھی

۔ گیا چلا ہونے تیار ہی

کر پر جس پڑی پر ڈبے ایک نگاہ اسکی ہوئے گزرتے اچانک اور
سائین کا اس

تھا۔۔۔ ہوا بنا

کو ڈبے اس اور آیا نزدیک اسکے دیکھتا اسے سے سمجھی نہ وہ
لگا۔۔ دیکھنے
گرفت کی ڈیپ کو ڈبے ہی جیسے اپنے کر کھول کو ٹیپ اسکی
گیا۔۔۔ تھام سر کیا۔۔ آزاد سے

چکا ہو الگ الگ بیچ کا کتاب ایک ایک تھا ہوا بنا کچرا کا کتابوں
۔۔ اور تھا

غصہ شدید کو زریاب تھی والی پھینکنے یقینا وہ چیزیں ساری وہ
اپنے اور چڑھا

۔۔ ملائی کال اسے کر اٹھا موبائل

اوپر ۔۔" چاہیے ہیلپ کوئی آپکو ہوں۔۔ آگئی ہی نیچے میں زار
دی کر بند کال کر دے آرڈر اپنے "فورا آؤ

۔ کیا سوال اپنے

تھے رہے گی ہو کی پریشان روشانے کر تعریفیں اسکی سب
اپنے تھی رہی پیاری بیت ہی لگ وہ کیونکہ
دروازہ آئی اوپر وہ پہنا شرارا ہی۔ سرخ اور قمیض کامدار لبی سرخ
تھا۔ بیٹھا پر صوفے وہ کھولا

۔ تھی

اور تھا

غضبناک تیاری اسپر

۔ گیا بیٹھ طرح کی جھاگ غصہ سارا کا زریاب اور آگئی اندر وہ
اسکی وہ "ہے ہوا کیا لگی۔۔ دیکھنے جانب

کر آزما جو ہتھیار ہر لڑکی وہ تھی آگئی سمجھ اب سے معصومیت
کی کرنے ڈھیر اسے

۔ تھی رکھتی صلاحیت

اسکے اٹھا وہ جاتا رہ کرتا قبول ہی شکست اپنی بس۔۔ زریاب اور کو لبوں ہوئے دھکتے سرخ طرح کی انار ان کیا دل اور نزدیک روشانے مگر چھوئے

پر ماتھے وہ "گے دیں کر خراب میکپ سارا میرا آپ ہوتی دور ہی کلائی بھری سے چوڑیوں اسکی نے زریاب پولی کر ڈال بل سکی وہ آہ گئی کھب کی کلائی اسکی کر ٹوٹ ۔۔ چوڑیاں دو لی تھام

۔

لیا۔ بھینچ نزدیک اپنے اسے نے زریاب اور

تھی۔ نزدیک حد بے اسکے وہ "اپنی نے تم ہیں دیں پھاڑ کتابیں کو لو کی کان اسکی تھا گیا بہک ہی دیکھتے اسے تو زریاب اور ۔ ڈبہ وہ اسے ہوئی کی پریشان پر بات اس روشانے ہے۔ بولا چھوتا کو اپنی تو وہ جبکہ ملا کیسے

تھی بیٹھی ۔ چھپائے میں جان

مجھے دیکھ میں آنکھیں اسکی نے زریاب کہ بولتی کچھ وہ "زار خراب اپنے

تم کتابیں ہوئی بھٹی ساری اندر اسکے اور ڈبہ وہ ورنہ دو کرنے
" ۔ گی کرو شروع جوڑنا سے وقت اسی اور ابھی آج

روشانے بولا ہوئے چھوتے کو لیپٹک سرخ اسکے دھمکاتا اسے وہ ہے کرایا سے مشکلوں بہت میکپ نے میں ہوئی شکار کا تذبذب حائل بازو میں گردن اسکی وہ ۔ پلیز لینا کر میں بعد آپ آپ زریاب تھا رہا چھ کرنا کیا کیا میں چکر کے کتابوں ۔ بولی کرتی کی چلا اسکی تھا رہا سمجھ

ہی کہتے " ۔ سکتا نہیں بھی بچا کوئی سے مجھ تمھیں میں بعد ہم بنایا غلام کا سانسوں اپنی جو سانسوں اسکی اور جھکا اسپر اچانک وہ

خاموشی۔ خیز معنی کی کمرے تھا چکا چپا ہوتا حاوی اسپر مکمل وہ
. اٹھا ہی بھی زریاب تھی چکی ساکر مرور کو دونوں

رہا پھیل وہ ۔ لگی ستانے فکر کی میپ اپنے اب کو روشانے جبکہ
وہ "زز ہے جانا نہیں باہر اپنے اب جیسے سے فکری بے اور تھا
ہوا۔ جدا سے مشکل بڑی زار تھی چاہتی پکارنا
دی کر تباہ لیپٹک ساری اسکے اور

سامنے کے آئینے سے . جلدی اور رکھا ہاتھ پر لبوں نے روشانے
کو آپ اپنے وہ ۔ تھی پر چہرے کے زریاب لیپسٹنک اسکی آگئ

میں کے واشروم زریاب کہ پیٹی ہوتی پلٹی سے غصے کر دیکھ تباہ
۔۔۔ تھا چکا گھس

لیپٹک اپنی وہ سے غصے " نہیں روشانے نام تو دیا نہ تڑپا کو آپ
۔ تھی لگی کرنے سیٹ

تھے تیار سب ۔ تھی رہی لگ حسین بہت بھی میں سادگی نور
لگا یوں تو آئی سے پارلر لائبہ جب اور تھا آچکا بھی خواں نکاح

۔ گئی چھا خاموشی ایک طرف ہر

تھی چکی مار بازی پر شخص ہر موجود میں محفل وہ

اور 1 گیری کاری ہوئی سے میکپ پر حسن پناہ بے اسکے لہنگا اسکا
لڑکی کسی اپسرا وہ تک ناخن کے پاؤں کر لے سے بال کے سر
تباہی
بندوق پر نظروں کی سب یہاں تو دیکھتا اسے حیدر تھی رہی لگ
۔ تھی خاموش بلکل وہ لیکن مارتا کر بنا بنا نشانے سے

لاپتہ - حیدر اور

کے لائبہ تھے خوش بہت وہ تھے منتظر کے دن اس زیمل سالار
کے حیدر

پر جانے ہو آج

اور تھا۔ گیا بیٹھایا پہ سٹیج پر جگہوں الگ الگ کو نور اور لائبہ
بت وہ جبکہ تھی رہی نہیں ہی ہٹ نگاہ کی لوگوں سے پر لائبہ
بیٹھی بنی

۔ تھی

کر کوشش کی کرنے سیٹ کو آپ اپنے ہوتی کی کنفیوز کچھ نور
کر مڑ اپنے گیا بیٹھ میں پہلو اسکے ایان بھی اور کے تھی رہی
۔۔۔۔ دیکھا جانب اسکی

۔ بولا بھرتا نکالنی قصر ساری آج یہ تھا بھی چھوڑنا زندہ مجھے
لگ نہیں بھی اچھی اتنی میں لیکن اسے میں آنکھوں وہ "تھی
بولی سے پریشانی وہ رہی

حسین سے سب کی دنیا تھام چہرہ اسکا سامنے کے سب نے ایان
ایک اور حسین سے سب تم ہو ۔ لیا بنا حسین کو محبت : لڑکی
جاتے رہ ہے دیتا ساکت والے دیکھنے کہ ہے محبوب بتاؤ بات
" ہیں

سب دیکھ رہے ہیں"۔۔ ں کو دیکھنے لگی جو انھیں اشتیاق سے
دیکھ رہے تھے سے لوگوں کو دیکھنے نور پریشانی سے یہ ہی تو
چاہتی تھیں آپ "وہ آنکھ دبا کر بولا ن نہیں تو وہ پہلی بار شرما
گئی اور ایان نہیں دیا۔ زار بھائی جلدی نکاح کروا دیں کتنا انتظار

کرنا ہے میں نے " ایان بے چینی سے بولا نور کا چہرہ سرخ ہو گیا اور لوگ بننے لگے دولہا کافی اوتاولہ ہو رہا ہے " ایک خاتون بولی پاگل بھی ہو سکتا ہے "وہ بولا . جبکہ عمل جی بلکل بیوی ایسی ہو گی تو دولہا نے اسے گھورا نور سرخ ہو رہی تھی لیکن بے ساختگی میں اسکے لبوں پر مکان بھی تھی دوسری طرف لائبہ کا دل گھبرانے لگا آنکھوں سے منظور نہیں جارہا تھا۔

اور تبھی وہ زیمل کے کان میں کچھ بولتی اٹھی اور دو لڑکیوں کی، مدد سے کچھ دیر کے لیے اندر چلی گئی سالار حیدر کو کانٹیکٹ کرنا چاہ رہا تھا جو کال

پک نہیں کر رہا تھا۔

لوگ دولہے کی باتوں کو انجوائے کر رہے تھے جبکہ دولہن کے شرم سے

سرخ ہونے پر بھی بنتے۔۔۔

جب حیدر سے رابطہ نہ ہو سکا تو کبیر نے ہی ایان اور نور کے نکاح کا کہا۔اور نکاح خواں نے نکاح شروع کر دیا۔

نکاح ایک بار پھر ہو رہا تھا۔۔ لیکن اس بات دل میں ایک عجیب احساس تھا کوئی خوف نہیں تھا اپنے ایک نظر ایان کی جانب دیکھا۔

نکاح ایک بار پر ہو رہا تھا۔

اور نکاح میں قبول ہے کہتے۔ قبول کیااچانک تالیوں ات سر جھکا گی ایان مسکرایااور پورے دل سے پر سب حیرانگی سے پلٹے توصارم کو کی آواز دیکھ کر ایکدم ہی سب کے چھکے چھوٹ گئے۔

تو یہ ملاپ چاہتی تھی تم "وہ نور کو دیکھتا بولا وہ نور اسے شاکر نظروں سے دیکھنے لگی۔

ویسے تم نے اپنے نئے شوہر کواور سب کو بتایا نہیں کہ استعمال شدہ ہو تم """ صارم ہا۔۔۔وہ۔۔وہ صارم نہیں لگ رہا تھا۔ا/جو پہلے ہوا کرتا تھا کافی کافی کمزور کمزسا ماا ور حلیہ بھی ایسا جیسے اسکے حالت بے حد

یہ لیتا ایکشن ری اور ایکشن کوئی پر بات اسکی ۔ ہوں خراب
۔ تھی میں جکڑ کی بازو کے حیدر گردن اسکی ہی اچانک نہیں

پر کنپٹی اسکی بندوق والی نکلنے بعد منٹ دو ہر کی حیدر اور

جبکہ لگے بھاگنے کر اٹھ اٹھ لوگ کچی کی پڑیونگ ہی ایکدم
تھی رہی دیکھ سب یہ بھی نظریں کی حیدر لائبہ آئی سے سامنے

اور

کردن بھی۔۔ پر لائبہ

وہ : وہ ورنہ تھی بلایا میں نفی میں انداز واضح بڑے نے جس
گیا دیا ٹریگر
ہوتا

اور دیا پھینک دور کو صارم کرتے ضبط کو غصے نے۔۔ حیدر
رہا بول کیا دوبارہ بول ۔ گیرہ کر جا بل کے منہ پر زمین صارم
تھا کھڑا کر رکھ پاؤں پر گردن کی صارم وہ "ہے

تھی جانتی نہیں وہ تھا کرتا دھاڑ مار اتنی گئی چھپا چہرہ اپنا لائبہ

اسکو کر پکڑ سے بالوں کے صارم اور آیا کر اٹھ بھی ایان وہ
اتنی تمھاری ۔ دیے برسا کچھ منہ اسے کے کئی کے کر کھڑا

کھینچ کھینچ وہ آتے یہاں تم کہ تھی چاہیے ہونی نہیں جرت
کریں

تھا بولا مارتا اسے

چھپا چہرہ اپنا ہوئے روتے جو تھا رہا دیکھ بھی اب کو لائبہ حیدر
چکی

حیدر اور ۔ تھے رہے پیٹ طرح بری اسے ان نے حیدر بھی
۔ کیا الگ اسے روکتے کو دونوں دونوں ایان زریاب

گے۔۔ کرو پسند جانا کہاں ۔ اٹھایا کو صارم ہوئے مردہ اور
لگا پوچھنے مارتا میں سر اسکے گن وہ " میں جیل یہ اوپر پیارے

وہ " ہمارے ہیں ہوئے ٹوٹے پاؤں ہاتھ ہے رہا لگ کیا تمھیں
۔ بولے کچھ تھی نہیں ہمت تھا سا مرا ادھ صارم اور دھاڑا۔

بھی دیکھا طرف کی بیوی میری آئندہ گا لوں نوچ آنکھوں تیری
۔ بولا بڑھاتا دباؤ پر گردن اسکی وہ "
کوئی بھی والا روکنے اسے کہ دیتا ہی دبا گردن اسکی وہ شاید اور
جھٹک اسے وہ تو رکھا ہاتھ پر شانے اسکے نے سالار ۔۔۔۔۔ تھا
تینوں وہ ورنہ دیا ہٹوا ۔ سے وہاں اسے نے سالار گیا ہو دور کر
دونوں تھی بات الگ ہوتے خوفزدہ مھمان ۔ لیتے لے جان اسکی
۔ کہا نے سالار " تینوں جاؤ ۔ تھیں چکی ہو خوفزدہ دولہنیں

بھاگ اندر جبکہ لائبہ پہنچا تک لائبہ ہوا چلتا سے وہاں حیدر جبکہ
شدید وہ گئی

تھا۔ چکا ہو شکار کا غصے

کافی جو عارض زین جائیں بیٹھ بھی سب آپ جاؤ۔۔ ہو ایزی
۔۔۔ بیٹھایا کو سب نے کبیر اور تھا خوش
کھانا کو لوگوں اور ۔ تھی چکی جا اندر بھی نور تھے چکے ہو نکاح
ہی ٹریجیٹی خاموشی سب ۔۔ لگے دیر کچھ اور کھلایا میں دیر کھلا
جانے چلے سے ۔ تھی ٹریجیٹی

" ہے نہیں چارہ بنا ڈالے میں جیل کو صارم تھے بیٹھے سب
جان ہوں کہتا تو میں تھا میں حق اسی بھی ایان جبکہ بولا زریاب
کو لائبہ اور روشانے نور تو بولا وہ "کریں ختم قصہ کر مار سے
۔ گئ تھام دل لائبہ تھیں پیچھے کے دروازے کے لاونج
آواز کڑک کی سالار " حیدر بھرنا سے خون گندے اسکے بلاوجہ
۔ گیا دیا لب وہ مت ہاتھ پر

. گھورا اسکو نے سالار " تم اور دو دے میں کسٹڈی پولیس اسے
بولا وہ "گے رہو الگ سے چیز ہر اور سے کیس اسکے
سے نظروں شاکر اور ہوا گویا ایکدم سے فرمابرداری وہ "ڈیڈ
گیا دیا نہیں سالار اور دیکھا جانب اسکی نے سب ایکدم

چیڑ وہ "ہیں دیکھتے ایسے ہی تب لو مان بات ہے بکواس کیا جی ہی حیران پر ان ہو نہ سے جن امید کی فرمابرداری بیٹا نہیں گیا " ہمیں ہے لگایا کرنٹ کا واٹ سو دو نے تم تو یہاں جاتا ہوا بہت چھیڑو نہ زیادہ اب ہے ٹھیک گیا۔ بنا منہ وہ تو بولا زین سکون بھی کبیر "کرو آرام سب جاؤ ۔ ہی پہلے ہے چکا ہو ڈرامہ ۔ اٹھا حیدر نوازش آپکی مہربانی بڑی ۔ بولا سے

جبکہ روشا نے ایکدم بھاگتی ہوئی سامنے آچکی تھی چلو فقیر نی پہلے پہنچ گئی "وہ لمبا سانس کھینچتا بولا

بڑے یایار وشانے چیچنی. زارایان اس آدمی کے ہاتھ پکڑ "سالار بولااور وہ دونوں تو منتظر تھے۔ایکدم اسکے دونوں ہاتھوں کو جکڑ لیا۔سالوں کمینوں جان سے ماردوں گامیں "وہ دھاڑا۔۔۔جبکہ سب کے چہرے دوبارہ کھل

اٹھے اور سالار نے اسکے جیبوں میں سے ساری چیزیں نکال لیں اور بلیک کارڑ دیکھتے ہی سب ایکدم چیخے۔

واہ واہ بلیک کارڈ حیدر بھائی کے پاس"

تبھی ہم سوچیں برسوں سے بے روزگاری شخص اتنی ٹھاٹ کیسے گزار رہا ہے

"روشانے کی بات پر ہے زندگی بات ہے: قیقے اٹھے احق حلال کی کمائی ہے میری" وہ چیخا پتہ ہے۔ کتنی حلال کی۔ ہے ہمیں رشوت نخور وکیلوں کے پاس بلیک کارڈ نہیں ہو گا تو میرے پاس ہو گا میں بہت معصوم نکلا ڈیڈ اس میں میرا بھی حق

لیے۔۔۔ زریاب بولا۔

ستخری شکل جبکہ ایان تھی۔بنائے ئے کھڑا تھا۔میرے پاس تو ویسے ہی کچھ نہیں "تمھاری "اور حیدر کی ہمت جواب دے گئی ایکدم جھٹک کر ان سب کو اپنے اپنا کارڈ دیکھتے ہی دیکھتے روشانے سے چھینا

اور دروازے کے پیچھے نظر آتی لائبہ کا ہاتھ جکڑ کر وہ باہر بھاگا

حیدر بھای وہ سب ایکدم چینے تھے ڈیڈ کل ملیں گے "وہ بولتا ہوا اسے لے کر وہاں سے فرار ہو گیا۔جبکہ روشانے منہ بنا گئی۔۔اور سب نہیں دیے تھے زیمل تو بہت خوش تھی بیٹے کے شوخیوں پر اور دوسری طرف عارض دوسری بھی نور کو مسکراتا دیکھ

جاری ہے

Last episode part2

نہیں بار پہلی یہ تھی ناواقف بھی خود وہ سے کپکپاہٹ کی ہاتھوں
بار پہلی اور یہ تھا بار دوسری تھی بیٹھی کر سجا سیج کی کسی وہ تھا
چاہتی وہ تھا دیا کر ماؤف دماغ اسکا نے یادوں بھیانک کی

کی سوچے۔۔ میں بھی شرمندہ وہ ہاں بارے کے ایان وہ وہ تھی
۔ تھی

کی اس اب اور دیا نام کا بچپنے کو محبت اسکی پہلے اپنے کہ
بارے کے فارم وہ وقت اس لیکن تھی چکی گھبرا سے نظروں
سوچ بھی میں

۔ تھی کرہی

کہ جاتا بھول کوئی اگر بات یہ تھا کروایا اریٹ نے حیدر اسے
ہوتا ترین بیوقوف تو گا دے چھوڑ ہی ایسے جان کی صارم
باہر کبھی اسے شاید ۔۔ ہی نہ اور چھوڑتا نہیں جان اسکی کبھی وہ
تو سکون کا زیادتی ہوئی ساتھ اپنے میں دل اسکے ہاں دیتا آئے
کہی نے صارم بات جو کیا تھی رہی گھبرا بھی اب وہ مگر تھا اگیا
اسکے واقعی۔۔ وہ کہ گا ہو آیا نہیں خیال وہ میں دل کے ایان

ایان سے نور جبکہ ہے آئی کر گزر سے مراحل این پہلے پاس۔۔
آنسو اور آئیں بھر آنکھیں اسکی سوچتے تھی شادی پہلی کی
اسکی کے تک کے آنسو اسکے پر یہاں لگے بنے آواز بے
وہ کب اور تھے ۔ لگے گیرنے اسکے پر انگوٹھیوں

۔ سکا ہو نہیں علم اسے آیا میں کمرے
ہی ایسا ۔ ور . تھی چاہتی دینا بہہ کو آنسوں اپنے جھکائے سر وہ
اپنے ہاتھ نرم مگر مظبوط ایک اسے اچانک اور تھا ہوا

وہ اٹھایا سر اپنے اپنے ہوا محسوس پر گال سامنے اسکے وہ اٹھایا
رہا لگ ۔ تھا کھڑا مختلف بلکل سے پہلے وہ میں شلوار قمیض سفید

کی اسی بلکل وہ بھی میں جسامت اور بریڈز ہوئی بڑھی اور تھا
تھا رہا لگ کا عمر

نہیں وقت کا رونے گئی۔۔ چرا نگاہ کر جھجھک ۔۔ نور یہ حالانکہ
رہی رو بیٹھی یہاں تھا کا شرمانے کچھ تھا وقت کا گھرانے کچھ تھا
گولڈ جائے دلایا حصہ میں مقابلے کے رونے تمھیں ویسے ہو
۔۔"گی آؤ کر لے میڈل

آنسو ایکدم پر اڑانے مذاق اسکے وہ "روٹی نہیں میں نہیں جی
ہوئی۔ کرتی صاف
اچھا " وہ اسکے سامنے بیٹھ گیا ۔ میں نے تو جب دیکھا محترمہ کو
روتے بسورتے یہ پھر آنکھیں دیکھاتے ہی دیکھا ہے" ۔۔ وہ

ہلکی سی مسکراہٹ سے اسکے چاند سے چہرے کو دیکھ رہا تھا نور کچھ نہیں بولی۔ کیوں رو رہی تھیں " اپنے جاننا چاہا۔ بعض اوقات وجہ نہیں ہوتی وہ بھیگے لہجے میں اپنی انگلیوں سے کھیلتی بولی۔ ہاں ۔۔ افسوس تم کر سکتی ہو کہ جب ہونا ہی میرا تھا تو اتنی جدو جہد کیوں کی تم نے " وہ شاید شکواہ کر گیا تھا جبکہ نور سے جھکا گئی۔۔ شاید شرمندہ تھی

جبکہ نور سر جھکا گی۔۔ شاید شرمندہ تھی۔ میں نے کچھ بھی اپنی مرضی سے نہیں کیا" بے ساختہ کئی آنسو اسکے

گال پر پھل آئے۔

میں تمھیں شرمندہ نہیں کرنا چاہتا بس دل میں ایک بات تھی اور میں نے کہہ دی میں نہیں چاہتا میں اپنی زندگی کی شروعات ماضی کی

کی ہے کروں۔۔

میری آنکھوں میں ایک بار تو دیکھتیں"۔وہ اسکے نزدیک آتا اسکا

چہرہ تھام گیا۔۔۔۔

لڑکیاں بہت کمزور ہوتی ہیں ایان ہر معملے میں وہ خود کو ڈیفینڈ نہیں کر سکتی بھلے وہ عمر میں مرد سے بڑی ہوں یہ چھوٹی۔۔نہ ہی وہ کسی کے لیے سٹینڈ لے سکتی۔۔

اور شاید تبھی میں تمھارے لیے کچھ نہیں کر سکی۔۔۔۔میں ایک لڑکی ہی تھی جو باپ کے سائے تلے جی رہی

تھی۔مجھے اپنے بابا سے بہت محبت ہے"۔۔

ایک نمبر کا نکما اور نکارہ باپ ہے وہ سکون سے کہتا اٹھ کھڑا ہو گیا ایان" وہ حیرانگی سے منہ کھولے ایسے دیکھتی رہی

اور مجھے بے حد نفرت" وہ گھور کر کیوں" وہ بھی ماتھے پر بل ڈال گئی بولا۔

ماموں ہیں شاید وہ تمھارے اور

تمھیں سمجھ نہیں آتی کہا ہے میں اپنے آپ ہے۔میں نے آپ کہو مجھے عزت تو سیکھائی نہیں اپنے تمھیں"۔

ہاں اتنے تم۔۔دادا ابو بھولو مت بڑی ہوں میں تم سے"۔بڑوں کی شکلیں تو دیکھیں وہ طنزیہ مڑا آئندہ یہ بکواس نہ کرنا ورنہ ساری بڑی گیری نکال دوں گا میں سب سے زیادہ چیڑ مجھے اپنی عمر سے ہی ہے۔۔"وہ بھڑک کر کہتا اپنے ہاتھ سے گھڑی نکالنے لگا نور چپ ہو گئی۔۔بڑا چھوٹا بڑا چھوٹا مطلب واٹ دا ہیں۔۔محبت محبت ہوتی ہے نہ وہ بڑا دیکھتی ہے نہ چھوٹا۔۔۔اور مجھے پہلی روز کی طرح تم سے محبت تھی اور ہے۔۔بتاؤ ذرا عمر نے کیا فرق ڈال دیا بیٹھی ہو میرے ہی بیڈ پر میری بیڈ پر میری منتظر"وہ گھور کر بولا نور ایکدم شرمندہ ہو گئی۔

سوری"وہ اہستگی سے بولی

کہو آئندہ آپ کی بہت عزت کروں گی اور کبھی نہ سوچوں گی اور نہ گی۔۔مکہ میں بڑی اور آپ؟ تھا۔ چھوٹے ہیں" وہ گھور کر بول رہا ویسے تو نور کو دل ہی دل میں نہی ارہی تھی مگر اسکی بات مان گئی۔۔جی میں ایسا ہی کروں گی" وہ فرمابرداری سے بولی تو وہ سر ہلا گیا۔سے کہہ کر وہ واشروم میں بند ہو گیا نور منہ بنا گئی گڈ" ذرا حقیقت کھرے سے کہ کچھ زیادہ ہی گھر گھریلا ملا تھا تھا وہ دو۔۔۔لیکن یہ بھی میں الجھا کر وہ صارم کا وہم اسکے دماغ سے وہ وہم اسکے تھی کہ اپنی باتوں سے نکال چکا تھا۔

وہ بھاری لہنگے کو سنبھالتی اٹھی اور۔۔آئینے کے سامنے آگئی۔۔

خود کو دیکھا

تو کی الفاظ دماغ میں گھومے اور وہ۔۔ باتوں پر ایان کی ہر بات بازی لے ہلکا سا مسکرا گئی کیونکہ ان سب جاتی تھی وہ آہستگی انگلیوں کو انگوٹھیوں کی گرفت سے آزاد کرنے لگی۔سے اپنی تو تھوڑا سکون سا ملا پھر اپنے اسی روانگی میں چوڑیاں بھی اتار دیں اور اسکے بعد کان سے ائیر رینگ نکالے اتو لگا جیسے سر درد میں کچھ کمی ہوئی ہوں۔ سکون سا ملا تھا۔۔اور جیسے ہی اسکا ہاتھ گلے کی نیکلس پر پہنچا دروازہ کلک کی آواز سے کھلا

اور وہ واشروم سے ہے کیا کر رہی ہو"۔وہ ایکدم بولا تو وہ ذرا گھبرا گی حالانکہ اسکا گھبرانا بنتا نہیں تھا لیکن اسکے تسلط اور انداز میں جو اختیار تھا اس سے وہ ذرا گھبرا جاتی۔جی" وہ پلٹ کر اسے دیکھنے لگی۔

باہر نکلا تو چہرے سے پانی کی کی بوندیں چپک-رہیں تھیں

یہ کیا کیا ہے۔۔یار یہ سب میں نے اتارنا تھا میں فریش ہونے گیا ہوں وہاں محترمہ چیزوں سے جان چھڑا رہیں ہیں میں نے تو سنا تھا۔۔کہ پاکستانی لڑکیاں مشرقی کی ہوتی ہیں شوہر کی آنکھ اور

اشارے پر چلتی ہیں۔۔لیکن یہاں تو ایسا کوئی سین نہیں۔وہ اسکے نزدیک آتا اسکے اتارے گئے سامان کو دیکھنے لگا اور نفی میں سر ہلاتا بولا جبکہ دوسری طرف نور کے ہاتھ اسکے نیکلس کی ڈوریوں پر سے ہٹا کر وہ واحد چیز جو اسکے گلے میں تھی وہ اتارنے لگا۔تم کیوں مجھے بلاوجہ ڈانٹے جا رہے ہو" وہ اب ذرا بگڑ کر بولی

خبردار جو اماں بننے. کی کوشش بھی کی۔جیسا کہہ رہا ہوں ویسا کرو" وہ آئینے میں ہی گھور کر بولا اور نہ کروں تو" وہ جیسے جاننا چاہتی تھی کہ وہ کر کیا لے گا ایان نے ایک جھٹکے سے اسکے نازک سے وجود کا رخ اپنی سمت موڑا نور اب

بلکل اسکے سامنے تھی کچھ گھبرا اٹھی کیونکہ وہ پورے حق سے اسے دیکھ رہا تھا پورے حق سے اسے چھو رہا تھا اسکے شانے پر ہاتھ رکھنے وہ اسی کی سمت دیکھ رہا تھا۔ آگے کی کہانی۔۔ وہاں جا کر سناؤ یہ یہیں سے شروع کروانا چاہتی ہیں" وہ بھیری نظروں سے معنی خیزی سے جواب دیتا بولا۔ جبکہ نور کا سانس وہیں کہیں اٹک گیا۔

ی۔۔یہ کیا بے شرمی"۔۔

سا ہلکا نے ایان جبکہ . گئے۔ دب تلے انگلی کی ایان لفظ اسکے دونوں اپنے تھی کی چین بے ہاتھوں دونوں چہرہ اسکا کر مسکرا سے سختی کو کیبل نور لیا تھام تھام میں ڈریسنگ پیچھے میں ہاتھوں پر پیشانی اسکی پہلے سے سب کر جھک نے ایان جبکہ تھا ہوا پکڑا

ہاتھ دنوں اپنے پر ہاتھوں انھیں اسکے اور کی۔۔ ثبت مہر اپنی میں لہجے مدھم " - فیکٹ پر آر یو لیا سانس گھیرہ ایک کر رکھ کے کان اسکے وہ

آگئی۔۔ یاد بات کی صارم کو نور ساختہ بے ۔ سرایا سر اقریب گئی کر دور اسے دیتی دباؤ سے ہاتھ ایک پر سینے کے ایان وہ اور سے مجھی نہ وہ لگی پوچھنے وہ ۔۔" نہ ہو رہے بول جھوٹ ج۔۔ تھا رہا دیکھ ۔ تھا اسے

میں میں مجھ ۔ ہوں نہیں خوبصورت میں کوئی کہ نہیں بھی کچھ سکتے ہو گئے تم پھر ہو یہ متاثر یہ ہو متوجہ طرف میری کچھ ایسا

ساتھ کہتے " کرتے نہیں تو ہمدردی مجھ تم ہو سکتے ہو کیسے تم
ساتھ کے صارم کہ گیا سمجھ سے ایان تھی گئی بندھ آچکی اسکی
کا چیزوں کن اسے پر گزارنے دن چند

تھا۔ ہوا سمانا

حساس اتنا اسے نے جس دے موڑ ہی گردن اسکی چلا نہیں بس
کر

تھا دیا

ہی ویسی خوبصورتی ظاہری ۔ تھا بولا سے محبت بڑی وہ " ریلکس
میں روشانے جیے۔۔ ہے ہوتی میں لڑکی ہر جیسے میں آپ ہے
لڑکی ہر کی امریکہ جیسے پھر یہ ہے میں لائبہ جیسے ہے
لڑکی ہر میں دنیا ہے سکتا جا کہا بھی یہ یا تھی خوبصورت

۔۔ ہے خوبصورت
ہ

یہ کمال ہے خوبصورت بھی آپ پر طور ظاہری طرح اسی بلکل
آپ اور نہیں حسین آ جب ہے نگاہ کوئی زیادہ کی محبت کہ ہے
کی محبوب سے آپ میں جمال و حسن دنیا تو گا جائے دیکھا کو
ہے۔۔ سمجھتا ہرہ بھی کو کوئلے جو ہے ہوتا میں نگاہ

حسین سے سب کی دنیا تم سمجھنا یہ تو پڑی پر تم نگاہیں میری
شراوت میں عورت کی پسند اپنی مرد شاید اور ہو۔۔ عورت
تمھاری مرد کوئی گا چاہو نہیں یہ تو میں تو کرتا۔ نہیں برداشت
تمھاری دیکھے طرف

چاہتی پڑوانا پیچھے کے کسی مجھے ۔۔ کیوں بلاوجہ کرے تعریف
ہو۔۔

"۔۔

۔۔ ہے نہیں کچھ خوبصورتی ۔ تھا بولا سے مسکراہٹ سی ہلکی وہ
سے آنکھ جس اور ہے کا محبوب کو انسان عام ایک ہی محبت

تو۔۔ ہے کو محبوب اسکے دنیا پھر دیکھتی کو ۔ ہے دیتا دے درجہ
ہے۔۔ لگتا لگنے حسین وہ اسے

جبکہ لگا چھونے کو گالوں اسکے وہ "ہیں سے ہمیشہ آپ حسین اور
کھڑا کر ہو دور البتہ ایان ۔ دی رو کر چھپا چہرہ ساختہ بے نور
۔ گیا ہو

لگا دیکھنے اسے چڑھے تیوری تے پر ماتھے باندھے ہاتھ پر سینے
لگی دیکھنے سمت اسکی کر اٹھا سر وہ تو گیا ہو ہلکا دم اسکا جب
سرخ گرد کے آنکھوں

جو لگی دیکھنے اسے کی کنفیوز کچھ وہ ۔ تھے گئے پڑ سے ڈورے
میں تیوروں سیکھے اسے کھڑا دورا

۔ تھا رہا دیکھ

پناہوں میری میں کمرے میرے گا کروں نہیں برداشت میں
گا دوں موقع خود میں بھاؤ آنسو کے کر یاد کو اور کسی میں
بہانے آنسو تمھیں

سے ناگواری وہ " آنسو کھانا سے شوق تو تو ہے شوق اتنا اگر کا
لیٹ کر جا پر بیڈ وہ کے کے آف لائٹس ۔۔ اور بولا

گیا

پیش ہر اسکی تھی رہی کر غلط تو بھی وہ تھا گیا ہو ناراض وہ
انکی کا صارم اب جبکہ جاتی بیٹھ کرنے یاد کو صارم پر قدمی
کوئی میں زندگی

تھا نہیں کام ار

سوری ایان "وہ بولی۔۔ ایان نے جواب نہیں دیا ۔ جبکہ وہ ہلکی ہلکی روشنی میں اسکے پاس آکر بیٹھ گی۔ ہاں یہ الگ بات وجود تھی جس طرح وہ وہ کانپ رہی تھی ہٹ محسوس کی کپکپاہٹ مح آئندہ میں کسی کو نہیں سوچوں گی میں . آپ غصہ ہو رہی تھی ایان کو اسکے سچ کہہ رہی ہوں آپ نہ کریں "ہاں عجیب

تو الگا تھا اسے مگر یہ ایان کو پسند تھا تھی وہ اس طرح بولی جس طرح وہ چاہتا تھا ایان نے نظریں گھما۔

کر اسکی جانب دیکھا اب بھی وہ اسے گھور رہا تھا۔ سوری "نور آہستگی سے بولی کان پکڑ وہ بریڈ زپر ہاتھ پھیر تا سیدھا ہوا۔ جی" وہ حیران ہوئی۔۔ پکڑو پکڑو "اپنے ذرا گھور کر دیکھا نور کان پکڑ گئی۔ اب یہ ہاتھ ہیں نہ یہاں سے" کہتے ہوئے اپنے اسکے بازو پر زور

دیا اور نور ایکدم بیڈ پر گیری وہ جلدی سے۔۔ اٹھنا چاہتی تھی مگر ایان ایسا نہیں چاہتا تھا وہ اسکے چہرے پر جھکا اسکا چہرہ دیکھ رہا تھا جبکہ نور آنکھیں بند کر گئی وہ ہلکا سا مسکرایا اور۔ اور۔۔ اسکی تیزی سے بڑھتی سانسوں کو اپنی سانسوں میں قید کر گیا۔۔ نور کو لگا اسکے پورے وجود میں ایک کرنٹ کی لہر سی دوڑی ہو۔۔ جبکہ ایان پر سرمستی ہی الگ تھی۔ اپنے نور کے دونوں

ہاتھوں کواپنے کام میں مصروف ہوتے ہوئے بھی اسکے کانوں سے جدا کیے
اوراپنی گردن میں حائل کر لیے۔

وہ اسکا پور پور جبکہ نور نور کی کی کھ اپنی محبت کی بھونچار سے بھگوادیناچاہتا تھا۔
محبت کا بھونچار پھیری ہوتی سانسیں کراتے کے ماحول کو خوبنماہ بنارہیں بھی
وہ اسے اسکا حق دے رہی تھی۔۔۔

وہ اسکی محبت میں اسکا ساتھ دے رہی تھی اسکے دماغ میں صارم کا

کوئی خیال نہیں تھا۔

اس وقت اگر کوئی اپر چھایاہوا تھا تو وہ ایان تھا۔

اسکا بھاری بھر کم وجود نویر کو اپنے اندر چھپا چکا تھا یہاں تک کے وہ حل بھی نہیں پا رہی پا رہی تھی وہ اپنی مرضی سے اس سے جدا ہوا اور

اسکا چہرہ دیکھنے لگا جو کبھی پلکیں جھکاتی تو کبھی پلکیں اٹھاتی وہ مسکرا دیا۔ازایٹ انٹرسٹینگ" وہ بے باکی سے بولا۔استغفر اللہ" وہ آنکھیں بند کرتی بڑبڑائی

الم من سنيني وماست

This night is going to be even more "interesting than that

وہ خمار زدہ لہجے میں اسکی کان کی لو کو چھوتا بولا۔

جبکہ -نور اپنا چہرہ اسکے سینے میں چھپا گئی-

وہ ٹیرس پر چھپی ہوئی تھی اور جانتی تھی کہ زریاب اسے ڈھونڈ رہا ہے جبکہ مزے سے وہ بیٹھی تھی۔اپنے مکمل ارادہ بنالیا تھا زریاب کی ناک میں دم دینے کا۔اپنے جان بوجھ کر اسکا سہارا میکپ خراب کیا تھا۔اور اب تو اسکا ہی وقت تھا جس میں روشانے نے۔۔ چھپ کر یقیناً

اسکا دماغ گھما دیا تھا سالار کی وجہ سے وہ چیخ چلا نہیں پا رہا تھا بار بار اسکے نمبر پر کال کرتا مگر موبائل وہ نیچے ہی کمرے میں چھوڑ کر آئی تھی جبکہ خود سکون سے اوپر بیٹھی وہ شادی کا کھانا کھانے میں

مصروف تھی۔البتہ نہیں بھی رہی تھی کہ زریاب بے چارہ ساری رات پریشانی سے

اسے ڈھونڈتا پھرے گا۔

دوسری طرف زریاب نے نیچے کا گھر چھان مارا اور بنا آواز کے اب اوپر کی جانب بڑھا۔۔سالار کی وجہ سے وہ کوئی آواز نہیں کر رہا تھا

ورنہ رات میں ہی اسکی ستھری ہو جاتی وہ اوپر والے حصے میں بھی چیک کر چکا تو اب میٹر گھوم ہی گیا۔

کیا بکواس ہے" وہ بھڑکا اور ٹیرس میں بے ساختہ ہی اگیا اسکو بالکل آئیڈیا نہیں تھا وہ چوٹی جیسی لڑکی آدھی رات کو اندھیرے میں بیٹھی

کھاپی رہی ہو گی اور جب اسے ٹیرس پر کسی کی موجودگی کا احساس ہوا تو اسے

وہاں

بیٹھے کھانا کھاتے دیکھ دماغ پر تیوری ہی چڑھ گئی۔.

اور اسکے بعد زریاب کے دماغ نے حرکت کی۔۔اور وہ ایکدم پیچھے

ہو کر آوازیں نکالنے لگا

روشانے کی چیخ ایکدم ہاتھ سے چھوٹی اسے عجیب و غریب کی آوازیں آرہیں

تھیں۔ک۔۔کون"۔۔وہ اہستگی سے بولی لیکن رنگ فق ہو گئے۔آوازیں

اب بھی ارہیں تھیں وہ جلدی سے پلیٹیں چھوڑ کر بھاگنے لگی کہ زار سے ٹکرا کر اسکے سینے سے لگ گئ۔

زار زار یہاں کوئی ہے کوئی بھوت ہے زار چلیں نیچے کمرے میں" وہ چیخی

واقعی روشی مجھے بھوتوں سے بہت ڈر لگتا لتا ہے یار" وہ بھرپور ایکٹینگ

کر رہا تھا ادھر ادھر دیکھنے لگا جبکہ روشا نے ایکدم اسے پریشانی سے دیکھنے لگی

زار گھبرائے نہیں آپ نیچے چلیں جلدی سے آپ ڈریئے نہیں میں

آپکے"

آہ آآآ" ایکدم ہی اپنے اسکو اپنے بازو میں آپکالیا جبکہ وہ خوفزدہ ہوتی شیخ باز گئی۔

زیادہ چلاکو ماسی ہے تو میرے دل بن رہی میں چھپواوراش کراہاں یہ چھپنے کی جگہ ہے موٹی کتنی ہو گئی ہو تم کتنی بھاری ہو

زار" وہ چینی۔ تھی تم

اٹھ بھی نہیں رہی ہو" وہ بولا۔ جبکہ روشانے حیرانگی سے اسے دیکھنے لگی۔۔ کیاوہ آوازیں آپ نکال رہے تھے وہ سنجیدگی سے پوچھنے گئی چھوٹی سی سزا تھی

میری جان آپ کی بہت کیسے ہوئی مجھے تو پانے کی بھلا میں چھوڑ دیتا آپکو وہ آئی

برو آپکا کرا بولا جبکہ۔۔روشانے اسکے سینے پر کے برسانے ہیں۔۔۔

کتنے بد تمیز ہیں آپ۔۔۔۔میں ابھی کچھ کھا رہی تھی تو چوروں کیطرح یہاں

کھانے کا کیا مقصد ہے میرے پاس بیٹھتی

اپنے ہاتھ سے کھلاتا ہے"۔وہ سزا تھی آپکی"وہ نہی

انداز اتھا مجھے "دور سر جھٹک کر نیچے کی جانب چل بیٹھ ہے۔۔ سمجھی کبھی

اسکے کان میں پھونک: جبکہ وہ مزے. تو سبھی. تو بھی۔۔مارتی تو ہے اسکے

چہرے پر بال کھاتی زریاب اسکی شرراتوں پر ایسے گھورتا رہ

لیکن وہ اسے تنگ کرنے سے باز نہ آئے یہاں تک کہ وہ اسے کمرے میں

لے آیا اور روشانے اسکے بیٹھانے پر

اسے دور کھڑی ہو ہو گئی۔ تنگ نہ کرو لیٹ جاؤ اس قسم کی اچھل کود.

نہ اب کرنے کی ضرورت نہیں ہے "زریاب نے اسے ٹوکا نو" وہ جلدی سے

بال جھٹک کر بولی میں تمھیں وارن کر رہا ہوں" وہ گھورنے لگا نھیں جبکہ وہ

اسکے پاس آئی اور اسکے گلے میں بازو ڈال لیے زریاب اسے

مسکرا کر دیکھنے لگا

میری جان-خیال کرو کیا کر رہی ہو"۔۔

باہر چلتے ہیں وہ ضد کرنے لگی

اتنی رات کو" وہ حیران ہوا

ہاں باہم چلتے ہیں کہیں گھومتے ہیں زار پلیز پلیز پلیز" وہ بضد ہوئی جبکہ وہ بجیرہ سانس بھر گیا محبت انسان کو کچھ بنائے یہ نہ بنائے کھوتا

ضرور بنا دیتی ہے۔

وہ سر جھٹک کر بولا اور اسے یوں ہی آچک لیا اسکی ہر خواہش سر آنکھوں پر تھی جبکہ روشنی اسکے مان جانے پر بے حد خوشی ہوئی جلدی سے شوز پہن گئی

۔

زار ویسے مجھے سمندر دیکھنے کا بھی بہت شوق ہے" روشانے شوق سے۔

گاڑی میں بیٹھتی بولی

جان زار ہم اسلامہ آباد میں رہتے ہیں کراچی میں نہیں" وہ بولا پتہ ہے مجھے

ہم کراچی سے ہم کراچی چلتے ہیں میں یہ کہہ رہی ہوں" وہ منہ بنا کر

بولی۔۔۔۔

ابھی وہ اسکا مذاق بنانے لگا

زار" وہ اسکے بازو پر کے مار گئی جبکہ وہ ہنستا ہوا امریکا بر اپنے بازو پر

رکھ گیا جبکہ اسکی پیشانی ابھی چوم لی تھی۔

اسکا دل بے حد سمین تھا۔روشی بس بہت ہنگامے ہو چکے ہیں اب تم سیدھی طرح پڑھنے چلی جانا بہت ضائع ہو چکا ہے تمھارا ٹائم۔زار" وہ اسکا چہرہ پکڑ گئی۔

کوئی جادو نہیں چلے گا" وہ سکون سے بولا اب تو میں مما بننے والی ہوں اب تو تھوڑا ترس کھائیں۔"۔۔میں نے ہی بنایا ہے مجھے نہ بتاؤ اوہ سر جھٹک کر بولا۔ جبکہ وہ شرم سے دور ہو گی۔۔ٹھیک ہے میں پڑھنے جاؤ گی میں ہی پڑھو گی میں قائد اعظم بنو گی میں پڑھو گی۔۔۔۔آپ کو اگر میں نے منہ بھی لگا لیا تو بتاؤ گی مجھ

سے بات کرنے کی ضرورت نہیں ہے"۔۔وہ بھڑکنے لگی گڈ ویری گڈ"۔وہ ہنسا جبکہ وہ منہ بسور گئی"وہ پانی پوری"۔۔وہ ایکدم کھڑکی پر کی جبکہ وہ نفی میں

سر ہلاتا گاڑی روک گیا ابھی وہ کہہ رہی تھی کہ مجھ سے بات مت کرنا۔اور اب اسے گول گول گپے کھانے تھے۔

لیکن زندگی خاص بات تھی اور سب سے بہت خوبصورت تھی وہ اسکے ساتھ تھی دونوں کے درمیان تھی وہ تھی انکا آنے وہ وج ان جوانکی محبت کو گھیری میں لے گیا تھا

وہ گھر لے آیا تھا اے۔میت یہ تمام رراستے ایک لفظ بھی نہیں بولی۔

حیدر نے اسے کئی بار ترچھی نظروں سے دیکھا تھا مگر وہ کچھ زیادہ ہی ناراض تھی۔

اپنے گھیرہ سانس بھر کر گاڑی روکی اور ابھی وہ اترتا کہ لائبہ اتر کر پہلے ہی گاڑی سے باہر نکلی اور چلتی ہوئی اندر آ گئی۔۔

لیکن اسکے قدم لاونج میں ہی جم گئے عالیا لاونج میں صوفے پر بیٹھی تھی.

وہ حق ودق اسے دیکھتی رہی۔ جبکہ حیدر بھی اسکے پیچھے اگیا اور عالیا کو نہ کبھی سے دیے دیکھنے لگا اور

لائیہ نے مڑ کر حیدر کو دیکھا. عالیا بھی کھڑی ہو گئی تھی۔

حیدر ابھی کچھ سمجھتا کہ لائبہ۔۔اسکے چاروطبق روشن کر دہے۔کے کھینچ کر پڑنے والے دوسری سمت عالیا بھی اسکی اس جرت پر حیران رہ گئی حیدر نے اسکی سمت نہیں دیکھا۔ تھپڑ نے کر دیے۔

اسے اگنور کر کے وہ عالیہ کے سامنے اگیا کیوں آئی ہیں آپ یہاں"

وہ عالیہ سے بڑے کڑوے تیوروں میں سوال کر رہا تھا تم نے میرے بابا کو مار دیا میرا بھائی بھی مر گیا" عالیا سب کچھ

چھوڑتی اس کا گریبان پکڑ گئی حیدر نے ایک نظر مڑ کر لائبہ کی جانب دیکھا اسکے تیور اتنے خطرناک تھے کہ لائبہ روتی روتی تھم گئی۔وہ اب سمجھا تھا کہ یہ لڑکی لائبہ کی سوتیلی بہن ہے۔۔اور لائبہ نے تھپڑ اسے اس بات پر مارا ہے

کہ اسکی سوتیلی بہن سے حیدر کا تعلق تھا۔وہ آگ کی طرح بھرا اٹھا تھا۔۔وہ اس تھپڑ کا مطلب نہیں سمجھا تھا لیکن پھر بھی اگنور کر کے عالیا کے پاس پہلے آیا تھا۔اور اب جب سمجھ گیا تو دل کیا اس لڑکی کی گردن دبا دے اور اپنے ایسا ہی کیا۔۔۔اپنے عالیہ کی گردن جکڑلی تو مجھے تو تمھیں بھی مار دینا چاہیے۔کیا خیال ہے تم نے اپنے باپ اور بھائی کے پاس جانا تھا بھی میرے پاس آئی ہو" وہ پوری طاقت سے اسکی گردن دباتا اسے صوفے پر پھینکتا بلکل اسے مار دینا چاہتا تھا لائبہ کو ایک جھٹکا سا لگا۔وہ کیا سمجھ رہی تھی اور وہ اسکی جان لے رہا تھا

حیدر" وہ بھاگ کر اس تک پہنچی حیدر چھوڑیں وہ مر جائے گی حیدر حیدر پلیز چھوڑیں آپکو ہماری قسم چھوڑ دیں پلیز وہ اسکے بازو تھامتی روتی ہوئی بولی تھی

شیٹ آپ" وہ دھاڑا۔آنکھیں صاف کرواپنی" وہ گھور کر وہ گھور کر بولا اور عالیا کو چھوڑ دیا۔

ندیم اسکی آواز کی گونج پورے گھر میں گونجی۔اس لڑکی کو اٹھاؤ اور۔۔

بیسمنٹ میں پھینک دو پہلے تمھاری مالکن کا دماغ سیٹ کر دوں اسکے بعد اب کسی اور کا کروں گا" لائبہ کو سپاٹ نظروں سے گھورتا وہ بولا۔

جبکہ عالیا کو لگ رہا تھا اسکی سانسیں اسے سانسیں رہیں ریب جالی اور یقیناً وہ مر جاتی تھیں یہ معجزہ تھا جتنی طاقت سے وہ اسے مار رہا

وہ بے دم ہو چکی تھی جبکہ لائبہ شاکڈ کھڑی رہ گئی اور حیدر بدر اسکی جانب بڑھا۔۔۔

Last Final Part

کھینچتا کر گھسیٹ اسے اور جکڑا ہاتھ کا لائبہ بڑھا جانب اسکی وہ

میں کمرے ہوا

آیا اسے

تر سے آنسوں چہرہ تھا رہا دھڑک سے شدت بڑی دل کا لائبہ

اپنے تھی سخت بہت گرفت کی ہاتھ کے حیدر جبکہ تھا گیا ہو

وہ کے تک یہاں چھوڑا سے جھٹکے اسے آکر میں وسط کے کمرے

اسکے وہ ہوئی سیدھی ایکدم وہ ۔ جاگیری میں پاکشتیوں کے بیڈ

کڑک بڑے " نے تم ہے ہوا لگایا ڈرامہ کیا ۔ تھا کھڑا ہی پیچھے
۔ اسنے تھا کیا سوال میں لہجے

۔ منمنائی بہاتی آنسو وہ کیا نہیں کچھ نے ہم ۔۔۔ ہم

مارا میں خوشی کس تھپڑ مجھے نے تم ۔ غرایا وہ " ماوتھ یور شیٹ
اور تھا پر بیڈ ہاتھ کا حیدر لگا کرنے سوال جھکتا پر اس وہ " ہے
رہا کر سوال سے اس جھکا اپر سے تیوروں بگڑے وہ

۔ تھا

. چکی کر کیا وہ میں غصے تھی جانتی نہیں خود وہ گئی سٹپٹا لائبہ
اٹھ ہاتھ سے بھولے سے ہم وہ نہیں۔ کر بوجھ جان نے ہے۔۔
کیا ۔ پر حرکت اس تھی شرمندہ وہ ۔ ہم ۔۔ ہم تھا گیا

ساتھ کے لڑکی اس ہے رہا چل افائیر میرا تھا رہا لگ یہ تھیں
کو لڑکی ایک میں زندگی بار پہلی صرف نہیں تک جانتا میں جسے
انسپر دیکھا سے نظر کی عزت

بدلہ کا تھپڑ اس نہ لائبہ قسم تمھاری ۔ کھایا تھپڑ سے بیوی بھی
اشارے کے انگلی وہ " نہیں مرتضی حیدر نام میرا نے میں لیا
نظریں سے شرمندگی وہ جبکہ بولا کرتا وارن اسے سے

تمہیں ۔ گئی جھکا

مجھ

پر اعتبار ہی نہیں ہے اگر اعتبار تمھیں مجھ سوچتی نہیں تم یہ مجھتی ساتھ کھیلنا اسکا شوق. ہو حیدر بس ایک آوارہ لڑکا ہوتا تو یہ تھپڑ مارنے سے پہلے تم ہے اور لڑکیوں کے ہے تم نے یہ یہ ثابت کر کے ہے۔۔ تو بلکل ٹھیک سمجھا دیکھاؤ گا "وہ بھڑکتا ہوا صوفے تپ بیٹھ گیا۔ ہم ڈر گئے تھے حیدر "۔۔ وہ رونے لگی۔ ۔۔

پہلے سے سب گا لوں نکال آنکھیں تمھاری کہے میں تو روی تم گئیں رک سانسیں کی لائبہ ۔ دھاڑا وہ "کرو بند ڈرامہ کا رونے

یہ میں لوگوں چار مرد جیسا حیدر بھلا تھا گیا چڑھ غصہ اسکو غصے وہ جبکہ گئی ہو چپ وہ ۔ لیتا کر کیسے برداشت تھپر کا بلاوجہ

دعویدار محترمہ کی محبت نہیں ہے اعتبار پر مجھ ۔ رہا پھنکارتا سے

پاؤں کر جھٹک سر وہ "ہیں

۔ تھا بولا جھلاتا

لگی اٹھنے ۔وہ لگی موڑنے انگلیاں ہوتی کی کنفیوز لائبہ جبکہ

حیدر

دہیں کھڑی رہو وہ اسے ٹوک کیا وہ رک گئی۔ ہمیں معاف کر دیں ہماری

غلطی ہے "وہ معذرت کرنے لگی جبکہ حیدر نے سر جھٹک کا

جھٹکا

۔" حیدر مز تھا تھپڑ کا اعتباری بے یہ :

۔ بولا سے افسوس وہ

جان نے ہم ہم گیا لگ سے بھولے سے ہم ہیں رہے تو کہہ ہم گیا لگ پر گال آپکے اور اٹھا ہاتھ وہ ۔ وہ نہیں مارا نہیں کر بوجھ کو بکواس اسکی نے حیدر منمنائی جھکاتی سیر وہ " چلا نہیں بھی پتہ و دل کے حیدر جو تھی رہی لگ تباہی وہ تو اول سنا سے غور ذہانت ایسی کر منمنا منمنا ہے۔۔ اوپر اور دے کر ماؤف کو دماغ ایک کیا بھی کا حیدر تو دل کہ تھی رہی کر باتیں پور بھر سے تھپڑ دو

۔ دے ہی لگا تو

حد بے وہ میں کرتی اور لہنگے سرخ زیادہ بھی سے انار سرخ
دیکھتا اسے لملے چند وہ تھی بیوقوف حد بے سے دماغ مگر حسین
دیا ہلا سر اور رہا

آپ اپنے میں ہاتھ تمھارے کہ ہے پوسیبیلیٹی فائین۔۔ کے او
تھی۔ رہی ہو کھلبوئی کی چھونے کو گال میرے

جاو کرتی بھی وہ ہو رہا کہہ میں جو ہے۔۔ بھولے ذرا اب تو
کی لائی بولالا بلاتا پاس سے اشارے کے انگلی ایسے وہ آ ادھر
ہو محسوس محمد واضح بڑی جو لگی پھینے ۔ میں گردن نازک نازک

لگی نے گیر چلمن کی سانسیں میں پلکوں بھیگی بھیگی تھیں۔ رہیں
اور سنجیدہ کے حیدر جبکہ ہوئے لاتے نہ تاب کی آنکھوں اسکی
ہی بہت وہ کہ تھی رہی بھی ڈر وہ سے چہرے سنجیدہ حد بے
تو بولتا بار تیسری اگر اور بولا سے پھر وہ " ہائیر کم تھا میں غصے
نیچے سے حلق سانس وہ تبھی دیتا دبا گردن اسکی کر اٹھ شاید
بیٹھنے پر ٹانگ اپنی اسے نے حیدر اور لگی۔ چلنے جانب اسکی اتارتی
نظروں سرخ اسکی کہ ہیں ہلاتی سر میں نفی وہ ۔ کیا اشارہ کا
خود ۔۔ اور تھا بیٹھانا اپنے جہاں گئی بیٹھ جگہ اس وہ کر گھبرا سے
۔ تھی بیٹھی جھکائے سر وہ ۔ تھا بیٹھا کر پھیل پر صوفے وہ
وہ کے لچک بنا لہجہ سنجیدہ سرسراتا دو اتار سب یہ سے بھولے
لگا ہونے سا سن وجود کا لائبہ - پھنکارہ قریب کے کان اسکے

گی جائے گیر وہ سکتی بیٹھ نہیں سہارے اپنے دیر زیادہ وہ لگا اسے
رہا مخاطب طرح اسی سے اس حیدر اگر
لیا جکڑ چہرہ اسکا سے سختی نے حیدر رہی بیٹھی جھکائے سر وہ
سے معصومیت وہ "مت گا مارے ہمیں ہمیں ہیں اتارتے اتارتے
لگا دینے دیکھائی سا حکمتین کر۔۔ آچکا برو آئی ایک حیدر بولی۔۔
تھا پہنچا سا مشکل بڑی ہی پر دوپٹے اپنے ہاتھ کانپتے اسکے جبکہ ۔
اسکے کھلتا وہ کیا آزاد سے پن ۔۔ ہی جیسے کو دوپٹے اپنے اور
کے حیدر کر اتر سے پر وجود

۔ گیا گیر پر قدموں

اسکی جبکہ تھا زیادہ بہت سے بہت سب یہ لیے کے لائبہ۔۔
کر بوجھ جان اترا سا سیکون میں دل کے حیدر دیکھتے کو حالت
اسے اور تھی جاتی جان اسکی سے جس اپنے تھی دی سزا یہ اسکو
پر لبوں کو جان کی حیدر میز کہ تھا جا کی حیدر منز کہ تھا علم
پھیلے۔۔ پر صوفے بازو دونوں وہ تھا آنا کر لے کیسے
تھا رہا دیکھ کو سراپے اسکے

پسند کو حیدر مگر تھی رہی اٹھ سے میں اس خوشبو بھنی بھنی
پر پکار کی حیدر کہ جاتا پر ائیرنگ ابھی ہاتھ کا لائبہ آئی۔۔ نہیں
ہیں ہوئے لگے فیومز پر میرے سامنے وہاں ۔ گیا تھم ہاتھ وہ
کو لفظ ہی ایک کر چڑھا تیوری وہ " انھیں سے بھولے لاؤ اٹھا
۔ تھا بولا رگڑتا

کتنا نہیں پتہ : لاؤ کر اٹھا ہے نہیں ضرورت کی بڑبڑانے زیادہ
دی کر بھی عزتی بے ساتھ اور بولا وہ " ہو لگاتی فیوم پر گندہ
اسکی وہ کہ تھا یاد کو لائبہ جبکہ

نہ تھا کیا کر بوجھ جان تو اچھا سے بھولے بار بار آپ آپ حیدر
۔" نے تم
۔۔ سچ ہم نہیں

کتنا نہیں پتہ لاؤ کر اٹھا ہے نہیں ضرورت کی بڑبڑانے زیادہ
دی کر بھی عزتی بے ساتھ اور بولا وہ " ہو لگاتی فیوم پر گندہ

چہرہ بار بار قریب کے گردن اسکی وہ کہ تھا یاد کو لائبہ جبکہ
مجھے خوشبو تمھاری تھا رہا بول رات اس کر کے

ہے۔ رہی کر گل یا

اسکے بناتی رۃ تھی رہی آ نہیں پسند خوشبو یہ اسے آج اور
سے میں پرفیومز

تھی چکی اٹھا بھی کوئی

۔ دیا رکھ فیوم پر وہ اپنے "نہیں پسند مجھے یہ نہیں

لیا اٹھا دوسرا اور

"وہیں دو رکھ تھا کیا گفٹ نے علیشبہ یہ ہے عربی سیمل اسکی

اسکو نے لائبہ

اپنی نے حیدر ۔ پھینکا تقریبا فیوم پر وہ اور دیکھا سے پھر

اپنے لیا ڈھال میں سنجیدگی اسی کو خود دوبارہ اور روکی مسکراہٹ

۔"بھی یہ ہے کار بے دو رہنے نہیں ۔۔۔ اٹھایا تیرا

وہ کہ آیا کہ گی ہو کھڑی کر باندھ ہاتھ اور دیا رکھ بھی وہ اپنے

ہے۔۔۔ بھی تا چاہتا کچھ .رہا کر زتیج اسے صرف

والا نیچے ہے نہیں ضرورت کی بنانے موڈ زیادہ کے اد یہ ہے رہ شاکر ایکدم تو لگی کھولنے دراز کر جھک لائبہ اور کھولو۔۔ دراز چیزیں سب اور فیومز پر تھے میں تعداد کی ہزاروں شاید گئی بے دراز دوسری جبکہ ۔ ہے تھی رکھیں میں پیلینس اور سیٹ کیسیزرکھے سیگریٹ سے ترتیب وہاں تو تو کھلی سے اس ہی ساختہ ۔ تھے

اور ہے سنوکر چین وہ کہ اسے تھا اندازا تو یہ گیا کھل منہ اسکا اسطرح اپنے کہ تھا نہیں یہ لیکن ہے۔۔ کرتا سموکینگ حد بے نجرے دراز اپنے

ہیں ہوئے

کر اٹھا وہ ہے والا بلیک ہے،یہ نہیں ضرورت کی معائینے زیادہ

سے سختی وہ "لاؤ

آئی جانب اسکی اور اٹھایا فیوم پر بلیک سے غصے ذرا نے لائبہ بولا

اسکی شي د اور

بولی نہیں کچھ وہ ٹکڑا وہ " کیا گی توڑو آہ بیٹھی پر ٹانگ

خود لائبہ اور خواہش کی سگریٹ ہی ساختہ بے کو حیدر وہ رو

بڑھا ہاتھ تبھی تھی ہوئی سے بے کو حیدر لگی کھولنے فیوم پر ہیں

نکال سیگریٹ اور لیا اٹھا کیس کا سیگریٹ اپنے کر

۔ لی بھی جلا سے لائٹر کر

لی کھینچ سے لیوں اسکے سیگریٹ اسکی اپنے آیا قصہ شدید کو لانہ
وہ سے اوپر اور کوئی تھا فائدہ کا جلانے کو خود بھلا میں دھوئیں
کے صحت جو تھا کرتا استعمال چیزیں وہی شوہر اسکا اور تھی ڈاکٹر
ڈاکٹر اسکے کوئی تھا فائدہ تو تھیں مضر لیے
کا۔۔۔ ہونے

سنورے سجے اسکے اور دیکھا اسکو سے نظروں سرو نے حیدر
میں مٹھی کی ہاتھ اپنے سے جھٹکے اپنے دیکھتے کو۔۔ سروپ روپ
ہی ایکدم سے رحمی بے بڑی وہ اسپر۔۔ اور بھرے بال اسکے
جھکا

اسے کے کر قید ہی بلکل کو سانسوں اسکی وہ گئ کی تڑپ لائبہ
اسے مارتی ہاتھ پر شانے اسکے وہ کہ تھا چکا بنا مچھلی کی پانی بن
کام اپنے وہ اور تھا نہیں میں موڈ - حیدر مگر تھی چاہتی کرنا دور
کا خون میں منہ اپنے کو لائبہ کے تک یہاں رہا مگن بلکل میں
نکلے بہہ آنسو سے آنکھوں اور ہوا محسوس ذائقہ
زخم گھیرہ بڑا پر لپسٹک سرخ کیا آزاد اسے سے مجھکے نے حیدر
مجال کہ تھی لگائی پیسٹک کمال بھی نے والی پارلر مگر تھا گیا بن
لکیر کی خون والے نکلنے سے لبوں اسکے وہ ہو بھی پھیلی لینک ہو
اتری یہ کہ تھا رہا گھور وہ لیپنک ۔۔ البتہ تھا چکا کر اگنور تو کو
۔ نہیں کیوں

کر جکڑ ہاتھ اسکا نے حیدر جبکہ مارا مکہ پر سینے اسکے نے لائبہ آنا مت میں بیچ کے سیگریٹ میری اور میرے آئندہ ۔۔ دیا موڑ ہاتھ اسکا اور بھڑکا وہ " گا نکالوں سے میں دھر خون یہ ورنہ۔۔ لی دبا میں لبوں سیگریٹ دوبارہ کر جھٹک

۔۔ نے حیدر ۔ لگی کرنے سوں سوں کیسے چہرہ نیچے لائبہ جبکہ کے تک یہاں پر بازو پر کپڑوں گرد ارد اسکے کر کھول پرفیوم تھی کی حیدر تو خوشبو دی کر بھونچار کی پرفیوم بھی پر بالوں اس ۔۔ لائبہ

اسکی سپرے کا قیوم پر نے حیدر اور ۔ گئی بھول رونا میں خوشبو سپرے کے فیوم پر گردن اسکی مارا پر گردن

۔ تھی گئی کر پیدا کی دیوانگی خوشبو یہ ۔ اتھی بھیگ سے

حیدر جبکہ لگئی کرنے محسوس کو خوشبو اس کیے بند آنکھیں وہ
سے مطمئین کر سونگھ کو خوشبو اس قریب کے گردن اسکی نے
کیا پیار پر گال اسکے میں انداز

ہو۔۔ خوش وہ اب جیسے

اسے سے نظروں زدہ خمار تھپتھپاتا گال اسکا وہ " کرو کنٹینو
حیدر نکالا ٹیکس کا گلے اتارے ائیرنگ نے لائبہ ۔ بولا دیکھتا
ہاتھ لیے لیے کے نکالنے نتھ وہ اپنے تھا رہا دیکھ کو نتھ اسکی
دیا روک ہاتھ اپنے تو یا اپنے تو بڑھایا

بولا سے آہستگی وہ ۔۔ دو رہنے ہے رہی لگ اچھی

کسی وہ بھلائے کچھ سب تھا چکا کر پاگل وہ تھی رہی ہو پاگل وہ
اسکا نے حیدر اور تھی رہی ناچ پر اشاروں اسکے طرح کی کپتلی
سی عجیب ایک دیا۔ کرا جانب کی بٹنوں کے قمیض اپنی دھیان
وہ تھی چکی کا بہر جزبات۔۔ کے دونوں جو تھی باری شعلہ
سے کب تو وہ جبکہ تھا رہا دیکھ اسے سے نظروں بھری عشق
جبکہ لگی کھولنے بٹن کے کرتے سیاہ اسکے لائبہ تھی دیوانی اسکی
کھنچ ڈوریاں کی کرتی اسکی نے حیدر

کے حیدر اور ۔۔۔ لیا چھپا چہرہ میں سینے کے اسی نے لائبہ دیں
۔۔۔۔ تھا بہت یہ لیے

ہوا سوچتا کچھ وہ "ہے ضروری ہونا نام میرا پر جسم تمھارے
سیکھو بلکہ ہی کل تمھارے میں ہوں بنواتا ٹیٹو یہاں تھا رہا بول
گردن " گا۔ بناؤ خود پھر پہلے گا

بولا وہ رکھتا انگلی نزدیک کے

تمیز زیادہ تمھیں بولی ہوئی سوچتی کچھ وہ "ہے گناہ تو یہ یہ نہیں
لگا گھورنے وہ "مجھے یہ ہے

گئی۔۔ ہو دور اٹھائی دوپٹہ کر اٹھ اور دھکیلا اسے اپنے ہمیں
ہم۔۔ آپ آئی نہیں پسند شرارت یہ مداخلت یہ کو حیدر " لائبہ
کر پریشان ہمیں

۔۔ تھپڑ ہوں نہیں بھولا میں ۔" تھا ٹھیک سب تب ہیں رہے
کش گھیرہ کرتا وارن وہ "تمھاری تمھیں میں گا دوں دلا یاد نانی
بولا بھرتا
ہے کرنا ہی ایسا جب اور گے کریں ہی ایسا آپ ہے یقین ہمیں
آپکو بھی ہم تو

رہی جا بولتی ہوتی دور سے اس ۔ وہ " دیں دلا یاد ابو نانا آپکے
ہو رہی کر غلطی تم گیا دیا میں لیوں مسکراہٹ حیدر جبکہ تھی
جاتی مڑ طرف ایک کے ٹیبل وہ بڑھتا سے طرف دوسری وہ ۔۔
رنگ سفری پر چہرے رات کی غلطیوں آج تھا کہا نے آپ
محمد بولی کر " بولی کر جھجھک کچھ وہ ۔" ہے . دل کا حیدر حیدر

۔۔ " تمھیں یعنی ہے یاد سب ساختہ بے وہ تھے گئے جیت -
بھی حیدر گئی رک وہ مگر جی ۔ دیا نہیں ۔ تھا بولا سے مزے وہ
۔ تھا چکا پی سیگریٹ وہ میں دیر ہی کچھ تھی گئی بجھ سیگریٹ رکا
لگا دیکھنے اسے کر رک وہ

د یاد تھپڑ وہ ہے پھر وہ "ہیں چاہتے کرنا شوری سے آپ ہم
نہیں معاف تمھیں میں ہے بنتی تمھاری سوری ہم بولی کرتی
معاف بھی اللہ تو کیا نہیں معاف نے میں اگر اور گا کروں
کھینچ کیسے کا حقوق کے شوہر گا ہو تو اندازا تمھیں گا کرے نہیں
تو چاہتے ہم بولا سے غصے وہ " تھپڑ مجھے نے تم ہے مارا کر
کرنا تو وہ ہوں چاہتا جو میں لیکن بولی کی کنفیوز وہ "تھے نہیں
۔ لیا اچک اسے اپنے ہی ایکدم " گا پڑے

۔ چلائی وہ " حیدر

لہجے سرسراتے وہ "نہیں بھی کوئی والا روکنے تمھیں یہاں لو شیخ
کو لائبہ ایکدم اور بولا تما شما کا ہی قریب کے کان اسکے میں
۔ گئی ہی دھنس تقریبا میں بیڈ وہ پھینکا کو لائبہ
نہیں گا ملے خطرہ سے لینے کر بند آنکھیں کر ڈر طرح کی کبوتر
وہ " گا پڑھاؤ تمھیں میں جو گی ہو پڑھیں بائیو کسی نے تم ڈاکٹر
وہ "کریں نہ تو باتیں ایسے آپ پلیز حیدر ۔ بولا دباتا آنکھ
سنبھالتی کو دل دھڑکتے سے شدت

۔ تھی بولی احتجاجاً

۔ لگا کرنے نچھاور پیار اسپر بجا جا ہوئے ہنستے وہ جبکہ

میں محبت اسکی وہ تھا رہا کر خطا اوسان کے لائبہ حیدر برستا اپر
تھی سرشار

شراب سارا ہی تھا تو وہ تھی۔۔ جائز بھی مدہوشیاں میری
جیسا۔۔۔۔

وہ تھا دیا کر ختم سبب کا تکلیف اور لیے اسکے اپنے تو جاتا دیکھا
خوف سے اس

زدہ کیوں ہوتی ہاں وہ پاگل سا اسی کا تھا اور وہ یہ بات بچپن سے جانتی تھی وہ پاگل ہے۔ وہ دیوانہ ہے اور دیوان دیوانگی کی حدوں کا چھو لیتا ہے وہ ۔۔۔۔ اسکا تھا صرف اسکا یہ احساس ہر احساس پر غالب تھا ۔ حیدر " وہ اسکا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامتی بولی۔ اسکی آنکھوں کے سرخ ڈورے اور چہرے پر اس مداخلت کے باعث ناگواری واضح تھی کہ وہ اس مصروفیت میں مداخلت نہیں چاہتا۔ وہ اہستگی آپ ہم سے پیار کرتے ہیں "وہ ان سوال کرنے لگی حیدر نے پاس پڑا اپنا موبائل اٹھایا اسکی گردن اور ٹولڈرز کی کچھ سنیپس ھیچی حیدر نہیں "وہ مچلی اوراسے اپنے کارنامے دیکھانے لگا جبکہ لائبہ آنکھیں زور سے بند کر گئی کوئی بھی سوال اسپر ہی بھاری پڑنے والا تھا۔اب بتاؤ کوئی شک ہے محبت میں ہی انسان ایسا جانور پن دیکھاتا ہے "وہ آنکھ دبا کر بولا۔

ڈلیٹ کریں یہ سب وہ سرخ ہوتی بولی۔یہ تو یادگار ہے" وہ آنکھ مارتا کیمرے کو دوبارہ اوپر لے کر جاتا اسکی اور اپنی پیکس لینے لگا۔

حیدر" وہ اسکے شولڈرز پر تھپڑ مارگی۔بہت ہاتھ چل رہے ہیں تمھارے" وہ اسکے ہاتھوں کو اسکے دوپٹے سے ہی سر کے اوپر باندھتا ایک بار پھر سے اپر چھا گیا تھا لائبہ کے اعصاب مزید اسکا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔۔

وہ محبت کی انتہاؤں کو چھوتا ہر فاصلے کو ختم کرتا۔۔اسکو اپنا بنا چکا تھا۔لائبہ اسکی محبت کے آگے بے بس تھی وہ اسکی شدتوں سے اسکی محبت کا اندازا

لگارہی تھی۔اور حیدر کے لیے لائبہ کا اسکے ساتھ ہونا ہونا کسی معجزے سے سے کم نہیں تھا وقت بڑی روانی سے سے گزرتا تا جارہا تھا انکے لیے خوشیوں کی ایک ٹی تحریر لکھتے

ہوئے۔ان جس کے بھاؤ میں دونوں بہتے جارہے تھے۔

After some months

بھوک اور پیاس سے اور کم خوراک سے وہ بے حال تھی۔میں میں نے کچھ نہیں کیا مجھے جانے دو" عالیا اسکے آگے ہاتھ جوڑ گئی۔ہم مجھے زندگی ترس آتا تم پر مگر میں۔۔ کھا نہیں کر سکتا تم پر ترس ساری ہے تم پر یہیں رہو گی اسی بیسمنٹ میں میری بیوی تمھیں بھول گئی ہے اور میں نہیں چاہتا دنیا کے سامنے اپنا منہ دیکھا کر تم اسے کسی تکلیف کا شکار کرو"

وہ۔م سپاٹ انداز میں بولا

میں تمھارے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں میں بہت دور چلی جاؤں گی"

وہ رونے لگی۔

اس کو وقت پر کھانا پینا دو اور جو اسکو چاہیے پہنچاؤ مگر یہاں سے باہر نکلنے کا خواب دیکھنا کہ ترک کر دے۔

اسکے بعد اسے ساری فیسلیٹیز دینا۔۔

اورا گراسی ضد پر قائم رہے تو کھانا پینا بند کر دینا" نہیں نہیں میں یہاں سے کہیں نہیں جاؤں گی مجھے کچھ کھانے کو دے دو تمھیں اللہ کا واسطہ ہے" وہ روتے ہوئے اسکے آگے ہاتھ جوڑ گئی حیدر نے سر

اور۔خود کے اشارے سے ملازم سے کہا کہ وہ کھانا دے۔وہاں اپنے پرائیویٹ وریٹ دو گارڈ کھڑے کیے باہر نکل گیا وہاں کیے؟ ہوئے تھے عالیا سے اسے کوئی ایشو نہیں تھا مگر لائبہ کو تھا اور وہ۔۔۔۔اکثر پوچھا کرتی تھی اور حیدر شانے آچکا دیتا کہ وہ نہیں جانتا وہ کہاں ہے جبکہ وہ ان لوگوں کو یاد کر کے اپنی ماں کو یاد کر کے اکثر روتی تھی اور حیدر کو شدید غصہ چڑھتا تھا اسکی اس حرکت پر اکثر وہ اسے ڈانٹ دیتا تھا مگر بے سود ہی تھا

شاید وہ اپنے ماں باپ کو بہت مس کرتی تھی زندگی کی خوبصورتی بڑھ گئی تھی کیونکہ اسکا ساتھ جو مل گیا تھا۔وہ اپنے گھر میں ہی رہتا تھا لیکن لائبہ روز اپنے

سرال والوں کے ساتھ تعلقات استوار کرنے کو پہنچ جاتی تھی مرتضی
ہاؤس۔۔۔مرتضی ہاؤس میں حیدر کا اسی طرح آنا جانا تھا بھی وہ دیکھی دیتا تھا
تو کبھی بلکل بھی نہیں اور ان سب معمالات میں سب سے اہم کام جو اسکے
لیے شاید بہت اہم تھا۔

وہ تھا حیدر کا چمبر پھر سے بھال ہو چکا تھا۔اور عدالت نے اسے بہت عزت
کے ساتھ کام کرنے کا لیگل نوٹس دیا تھا اور حیدر نے یہ بات کسی کو بتانا
ضروری نہیں سمجھا ہاں جب بہت دن گزرنے کے بعد سالار نے سوال کیا تو
اپنے سرسری سا بتا دیا کہ وہ اپنا کام دوبارہ
جوائن کر چکا ہے سالار خوش ہوا تھا حیدر میں اسکو اپنا عکس دیکھائی دیتا تھا نڈر
بے باک اور شاید بہت ڈومینینس

رکھنے والا اسے حیدر پر فخر تھا۔اور جس طرح وہ زندگی گزارنا چاہتا تھا اپنے ایسے آزاد چھوڑ دیا تھا کوئی

پابندی اور کوئی زبردستی نہیں کی تھی زیمل چاہتی تھی وہ دونوں ان کے ساتھ رہیں مگر سالار کے سمجھانے پر وہ بھی راضی ہو گئی تھی۔۔دوسری طرف۔۔

روشانے اپنی ضد پر یونیورسٹی چھوڑ چکی تھی۔

اور زریاب جبکہ صرف اس انتظار میں تھا کہ کب اسکا بیٹا دنیا میں آئے گا اور کب اسکی ماں کو وہ دوبارہ پڑھنے بھیجے گا کیونکہ زیمل اور سالار نے اچھا خاصا

اسے جھاڑ دیا تھا کہ وہ روشانے پر زبردستی نہ کریے اور اس دن کے بعد سے اسکی بتیسی اندر ہی نہیں جاتی تھی۔

نور اور ایان- بھی ایک دوسرے کے ساتھ بہت خوش تھے۔

رہ کچن کے مام "دروازے میں کھڑا اسے بلانے لگا۔ حیدر میری جان بیٹھو چندہ میں لاتی ہوں کھانا تم تو بچوں کی طرح ضد کرتے ہو "زیمل کو لگا اسے بھوک لگ رہی ہو۔ ہو گی۔ ارہو کام کی بات ہے "وہ آہستگی سے اندر داخل ہوا جیسے کسی کو اطلاع نہ کرنا چاہتا ہو حالانکہ ارد گرد کوئی نہیں تھا یہ لائبہ پریگنینٹ کب ہو گی "وہ بڑی رازداری سے پوچھ رہا تھا حیدر شرم آتی ہے ماں سے کیسے سوال کر رہے ہو "زیمل نے اسکے گال پر

چیت لگائی مام یار بہت دن ہو گئے ہیں "ل وہ چیئر کھینچ کر منہ بنا کر بیٹھ گیا تم اتنے اتاولے کیوں ہو رہے ہو "زیمل نہیں روکتی بولی مجھے زہر لگتا۔ بہت

خوب یہ کہنے والی بات تھی بھلا"ل زیمل کھل کر تنی ہ زریاب" وہ منہ بنا کر کافی کا مگ تھام گیا۔بہت خوب یہ کہنے والی بات تھی بھلا"ل زیمل کھل کر تنی ہاں تھی۔"حیدر اب بھی منہ بسورے بیٹھا تھا

اچانک موبائل پر ٹون واپنے۔۔موبائل کی سکرین پر دیکھا۔ہوئی تو اسنے۔۔ کچھ رپورٹس تھیں۔۔حیدران رپورٹس کو توجہ سے دیکھنے لگا اور ایکدم چلا

یہ تو اللہ کا حکم م ہے بیٹا"۔۔

کر اٹھا جبکہ زیمل نے کانوں پر ہاتھ رکھ لیا۔جبکہ خود بھی بننے لگی لائبہ ان سب کو بتا چکی تھی صرف حیدر کو ہی تنگ کر رہی تھی کہ اسکی خواہش پوری

ہو گئی ہے لیکن اسکے مزاج کو مد نظر رکھتے۔۔اپنے کچھ ڈرتے ہوئے اسے اطلاع دے دی

آپکو پہلے سے پتہ تھا وہ ماں کے خوش ہونے پر بولا زیمل سر ہلا گئی۔اب نہیں بچتی یہ۔۔ مجھ سے " وہ باہر نکلا حیدر اب لحاظ کر لو اسکا " زیمل پیچھے سے بولی لحاظ کیا ہوتا تو اس امتحان میں پاس نہ ہوتا ہاں۔۔ہوتا ہاں۔۔ سمجھا کریں "وہ آنکھ دباتا باہر بھاگا جبکہ زیمل کھلکھلا دی۔۔وہ حیدر کی خوشی میں بہت خوش ہو جاتی تھی

ختم شد